بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

بلبل شاخسار فصاحت ثمر نورس نخل بلاغت دفتر نادرہ کار گلشن ہمیشہ بہار رشک سحر سامری

موسوم بہ

طلسم نوخیز جمشیدی

جلد اول

نتیجۂ کلک گہربار مستند روزگار مداح آل رسول ثقلین منشی احمد حسین صاحب مرحوم متخلص قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

اطلاع عام - اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہیں جنکی فہرست مطول ابواب میں تقسیم ہو کر چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب سے مطلع ہو سکتے ہیں قیمت بھی اوسط ہے اس کتاب کے ٹائیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہیں انمیں کتب قصہ جات نثر اردو درج کرتے ہیں تاکہ شائقین کو جو شائق ہیں اس فن کی اور بھی کتب مطبع کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترتیب فارسی میں آٹھ دفتروں میں ہے اور انکے ناموں کی تصریح حسب نقشہ مندرج ذیل ہے	

نمبر	نام دفتر	جلد	نمبر	نام دفتر	جلد
۱	نوشیروان نامہ	۲	۵	طلسم ہوش ربا	۷
۲	کوچک باختر		۶	صندلی نامہ	۱
۳	بالا باختر	۱	۷	تورج نامہ	۲
۴	ایرج نامہ	۲	۸	لعل نامہ	۲

ابو الفضل نے بحکم شہنشاہ اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبری کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے درباروں میں داستان گویوں کے حسن بیان سے ایک زمانہ یادگار زمانہ رہی چونکہ شائقین کو ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو میں ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور

نام کتاب	قیمت
مطبع منشی نولکشور میں دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر شائع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہے۔	
۱- نوشیروان نامہ جلد اول۔	عـہ/
۲ ” جلد دوم۔	عـہ/
۳- ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	
جدید الطبع۔	للعہ/
۴- کوچک باختر۔	عـہ/
۵- بالا باختر۔	عـہ/
۶- ایرج نامہ جلد اول۔	عـہ/
۷- ” جلد دوم۔	عـہ/
۸- طلسم ہوش ربا جلد اول۔	عـہ/
۹- ” جلد دوم۔	عـہ/
۱۰- ” جلد سوم۔	عـہ/
۱۱- ” جلد چہارم۔	ـــے/
۱۲- ” جلد پنجم کا حصہ اول۔	عـہ/
۱۳- ” حصہ دوم	عـہ/
۱۴- ” جلد ششم۔	ـــے/

فہرست مضامین نفس کتاب طلسم نوخیز جمشیدی جلد اول

ہر اک شے مین دیکھا اسیکا ظہور
ہر اک دل مین اسکی تجلی کا نور

گلون سے عیان رنگ و بو کیطرح
دلون مین نہان آرزو کی طرح

بہار گل باغ ہستی ہو وہ
سرو رستۂ خود پرستی ہو وہ

فضاے گلستان ارباب دین
چراغ شبستان اہل یقین

وہی ذرے ذرے مین تابندہ ہو
ہر اک چیز فانی وہ پایندہ ہو

نہ اسکی پرستش سے خالی ہو دیر
نہ بیت الحرم مین سوا اسکے غیر

اسیکا لقب ہو لطیف و خبیر
اسیکی صفت ہو سمیع و بصیر

ہر اک اسکا محتاج وہ بے نیاز
ہر اک خاطی اسکا وہ عفو باز

وہی جسکو چاہے کرے نونہال
وہی جسکو چاہے کرے پائمال

نگاہ کرم سے وہ دیکھے جدھر
ملے خاک کو رتبۂ سیم و زر

جسے بخت سے وہ کرے شادکام
رہے دین و دنیا مین وہ نیک نام

جسے وہ کرے مبتلاے ملال
کوئی رحم اسپر کرے کیا مجال

عجب اسکی قدرت کے انداز ہین
سمجھتے نہین ہین چھپے راز ہین

نعت جناب اشرف انبیا صاحب قاب قوسین او ادنی حبیب خدا ملقب بہ اشرف انبیا یعنی جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

سبحان اللہ پروردگار نے کیا مرتبہ عطا فرمایا کہ شب معراج قریب پردۂ حجاب بلایا کیا راز و نیاز ہوے در قدرت اُنپر باز ہوے بہ قول قمر مصنف **نظم**

رسول امم سرور ہر فریق
چراغ ہدا نور شمع طریق

شہ انس و جان افسر انبیا
شفیع امم مظہر کبریا

نسیم خوش جنت لایزال
شمیم گل قدرت ذوالجلال

زہے خضر ظلمات کفر و ضلل
خلیل گلستان دین و عمل

سلیمان اورنگ زیب نعیم
گدایان ایمان کو فیض عمیم

محمد کہ ہو صدر آرا اسکے عرش — کرون چشم و دل زیر پا اسکے فرش
وہ بحر ستر خدا ہی وہی — نہ رکا ان ہو دوسرا ہی وہی
اسی کے لیے سب یہ پیدا ہوا — اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ تھا
وہ ہی واقف رمز لوح و قلم — وہ ہی راز دان حدوث و قدم
وہ نور مجسم ہی پیدا ہوا — ملے اسکے سایے کا کیونکر پتا
ہوئی نور سے تیرگی بے نشان — بھلا نور کے پاس ظلمت کہان
دکھائے وہ اعجاز کفار کو — کہ رونق ہوئی دین کے بازار کو
جو انگلی اٹھا کر اشارہ کیا — مہ چار دہ کو دو پارہ کیا
بتون نے بھی اکثر کیے ہین کلام — کہین آپ بولا ہی زہر طعام
گواہ نبوت ہوا ہی درخت — کہین خاک سے کم ہوا سنگ سخت
ہوا انگلیون سے بھی جاری زلال — کہین سنگ ریزون نے کی قیل و قال
ہزارون ہی دکھلائے ہین معجزے — بھلا کسنے یہ پائے ہین معجزے
بھلا اسکا ہمتا ہو کب دوسرا — خدا نے جسے اپنی رحمت کہا
صفت اسکی حد بیان مین نہین — کہ مانند اسکا جہان مین نہین
نبیون کے جو خرق عادات ہین — وہ امت مین اسکی کرامات ہین
عجب شان و شوکت سے آئے رسول — ہوئی کشتی نوح آل بتول
نبیون کے سرتاج فخر جہان — حبیب خدا زیب کون و مکان
بشیر و نذیر و رؤف و رحیم — امین و خلیق و کریم و حلیم
فلک عرصہ تاز و سوار براق — کہ طے کر گیا منزل نہ رواق
قدم رنجہ اسنے جہانتک کیا — وہانتک نہ پہونچیگی فکر رسا
قمر بھیجے حضرت یہ ہر دم درود — کیا سنگ ریزون نے اسکو سجود

منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار وصی احمد مختار زوج زہراے نامدار فخر ہر دوسرا جناب علی مرتضی

عجب شرف پروردگار نے عطا فرمایا کہ وصی مطلق و خلیفۂ برحق ہوئے وہ معجزات دکھائے کہ کفار عاجز ہوئے ہر جنگ میں سینہ سپر رہے گہوارے میں اژدر کو چیر ڈالا کفار نے آکر حضرت سے شکایت کی کہ یا حضرت یہ اژدہا موسوم بہ معیار ولد حرام و حلال کی پہچان تھا اب کیونکر شناخت ہوگی حضرت نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ دوست اسکا حلالی اور دشمن اسکا حرامی ہوگا در خیبر کو انگلیوں سے اکھیڑا پھر اسی در کا پل بنا دیا تمام اہالی فوج جناب اشرف انبیا اسی پل سے اُتر کر داخل قلعہ ہوئے بقول شاعر

نظم

کعبہ جو صدف ہے تو گہر حیدر کرار ۔ روضہ جو فلک ہے تو قمر حیدر کرار
فولاد کا رکھتے تھے جگر حیدر کرار ۔ ہر جنگ میں تھے سینہ سپر حیدر کرار
پیدا جو ہوا نخل جہاں داور کن سے ۔ اُس نخل کے ہیں تازہ ثمر حیدر کرار
شمشیر حوادث سے بچا لیتے ہیں مولا ۔ ہیں سارے زمانے کی سپر حیدر کرار
کہتے ہیں عبادت اسے پڑھ پڑھ کے نمازیں ۔ ہر شام کو کرتے تھے سحر حیدر کرار
آرام سے سائے میں ہیں جسکے ملک و جن ۔ وہ گلشن دین میں ہیں شجر حیدر کرار
اللہ کا نور انہیں ہے اللہ کی خصلت ۔ گو مثل ہمارے ہیں بشر حیدر کرار
تعظیم گنہ کے لیے خود مغفرت آئے ۔ باندھیں جو شفاعت پہ کمر حیدر کرار
جس روز محمد کو پڑی جنگ میں مشکل ۔ تھا اور نہ کوئی اور مگر حیدر کرار
اتنک نہ کبھی ہوگی بغیر انکے رسائی ۔ گھر احمد مختار ہیں در حیدر کرار
کہتے ہیں اسے قدرت اعجاز کہ دم میں ۔ کرتے تھے ہر اک خشک شجر حیدر کرار
کیا دولت دنیا کی حقیقت ہے جو چاہیں ۔ باتوں میں کریں کوہ کو زر حیدر کرار
جو بات کہی منہ سے ہوئی وہ کہ بیشک ۔ فرمان قضا حکم قدر حیدر کرار
کیا عجز ہے کھانا دیئے اطفال بچائیں ۔ جا کر در محتاج کے گھر حیدر کرار
پردہ تھا فقط بیچ میں باقی شب معراج ۔ احمد جو ادھر تھے تو ادھر حیدر کرار
ہر کام میں کیونکر نہ خدا میری طرف ہو ۔ میں بھی تو ادھر ہوں ہیں جدھر حیدر کرار

شوہر تجھے بلاشبہ علی بیوہ زنون کے	بیشک ہتھے یتیمون کے پدر حیدر کرار
بے مرضی ہو لا کبھی انکو نہ تھی گردش	ہین حاکم خورشید و قمر حیدر کرار
سو بار رد لعن ہنکے اگر سلطنت آئے	کب کرتے ہین منظور نظر حیدر کرار
مغرب سے پھرا مہر ہوا کوہ طلائی	رکھتے تھے نظر مین یہ اثر حیدر کرار
یون کہنے کو عالم ہوے دنیا مین ہزارون	ہین واقف قرآن و خبر حیدر کرار
اندوہ مین گھبرا نہ اسیر جگر افگار	بیٹھے ہین کوئی دم مین خبر حیدر کرار

سبب تصنیف کتاب بعد تصنیف طلسم خیال سکندری

کہتے ہین ایک روز حاضر خدمت جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع اودھ اخبار ہوا حضور ممدوح دام اقبالہ نے پوچھا اب کیا کام کیجیے گا مین نے بیان کیا کہ طلسم نوخیز جمشیدی عرض کرونگا فرمایا کہ جہرہ سنا چاہتا ہون اکثر روز بوقت شام بوجہ ماہ صیام وہین پر افطار صوم ہوا سامان افطار صوم مرحمت ہوا مین نے بعد افطار صوم حاضر خدمت بابرکت ہو کر طلسم مذکور کا جہرہ عرض کیا الحمد للہ بہت خوش ہوے ارشاد ہوا کہ یہی طلسم تحریر کرو بس حقیر نے بتاریخ ۲۹ ماہ رمضان المبارک [illegible]ھ مطابق ۳۱ جنوری سنہ [illegible]ع کو قلم اٹھایا تحریر طلسم مذکور شروع کی اب ناظرین ملاحظہ فرمائین اگرچہ چہار دہ جلد طلسمات تصنیف کردہ حقیر شایع ہو چکی ہین مگر انشاء اللہ اس طلسم کو کسی کتاب سے میل نہ ہوگا بروقت ملاحظہ ناظرین پر مشقت حقیر تحریر تقصیر ظاہر ہو گی مگر ذرا بر جوع صحیح سے ملاحظہ فرمائیے

دو کلمہ داستان رنگین بیان ذکر خدائی جمشید ثانی فرزند جمشید براہ

سامری براے سیر اپنی جگہ سے یعنی مقام طلسم سے چلنا و گذر ہونا صحراے سبزہ زار مین اور عاشق ہونا ملکہ یاسمن رنگین پوش پہ و بیزاری یاسمن و عیاری اختر برق رفتار کہ عیارہ ملکہ ہو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامۂ نو تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر لاجواب
کہ ذرے کو ہو خواہش آفتاب

پری شیشۂ مے سے باہر جو آئے
تو رندان میخوار کا رنگ اُڑائے

اِسی جوش مین سوے صحرا گیا
بگولون کا دیکھا عجب ماجرا

کہ ہین دشت وحشت مین وہ خوار و زار
کبھی جا کے چھپتے ہین ما بین غار

نہالان صحرا ہین بے برگ و بار
خزان نے کیا ہو اُنھین خوار و زار

نشان طیوران صحرا نہین
کہ اُس دشت ویران مین سایہ نہین

ملا قیس اکجا یہ یون خوار و زار
کہ مشتاق لیلی ہو وہ بے دیار

وہ ہو دشت اُلفت مین یون نیمجان
نکلتا ہو آہون کا دل سے دھوان

سر کوہ پر نعرہ زن بار بار
کہ دل ہو مرا تیر غم کا شکار

یہ رندون کو جسو قت ظاہر ہوا
کہ ہو قیس سرگشتہ و مبتلا

کہے کوئی ہرگز وہ سنتا نہین
کہ ہو نجد مین بیقرار و حزین

سُنے کیا کسی کی وہ فرقت نصیب
کہ جنگل مین پھرتا ہو آفت نصیب

نہالان صحرا سے ہو ہم کلام
کہ ہو لب پر ای لیلی نیک نام

تری جستجو مین یہ حالت ہوئی
کہ جان حزین صرف بدعت ہوئی

جو صحرا سے سوے گلستان گیا
ملا رنگ گلزار سے یہ مزا

کہ سرو سہی عاشق فصل بار
اکڑتا ہو مثل عروس بہار

یہ شبنم کے قطرون مین کیا میل ہو
کہ اطفال غنچہ کا یہ کھیل ہو

یہ ہین برگ گل یا کہ جام شراب
چھلکتا ہو گلشن مین جام گلاب

ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہو
کہ بلبل گلستان مین بیخواب ہو

چمن کا چمن آج ہو سبز پوش
ہو ہر نہر کو بحر اُلفت کا جوش

ہر اک چشم ہو چشمۂ آفتاب
یہ آنکھین ہین عاشق کی یا ہین حباب

چمن سے بھی مایوس و ششدر پھرا
گل مدعا بھی نہ حاصل ہوا

قمر طبع رنگین کا جلوہ دکھے — گلستان ہین ناظرین جابجا

چہرہ محرران داستان رنگین بیان وکاتبان دفاتر طلسمات حیرت نشان اس
داستان سحر بیان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف منور شعار
جلالت بیان ہے رقم میکند حال این داستان ہے توسن طبع کو میدان مدعا مین یون
جولان کیا جاتا ہی کہ جمشید مردود برادر سامری فخر نمرود نے جب پردۂ دنیا کو چھوڑا
راہی جہنم ہوا البغض وحسد دنیا مین کم ہوا تو بیٹا جمشید کا ساحر زبردست بادۂ
کبر ونخوت سے مست ظلم وبدعت کا بانی موسوم بہ جمشید ثانی تخت خدائی پر بغرور
بیٹھا القدیر مین بگھارنے لگا کئی سو ملک اِس ملعون کے قبضے مین ہین بے خوف
خراج آتا ہی آٹھ پہر خرخرافات بکا کرتا ہی چار وزیر خاص تدبیر حاضر رہتے ہین کئی لاکھ
ساحر علم نیرنج وشعبدے سے ماہر ملازم ہین وزرا کے یہ نام ہین وزیر اول جو
کہ دست راست پر بیٹھتا ہی میثاق کوہ گردان حقیقت مین اِسکا سحر وساحری مین
مثل نہین وزیر دیگر کہ طرف دست چپ کے بیٹھتا ہی کملاق خارہ شکن بلند پروازی
مین بے نظیر ہی تیسرا وزیر ابلیس آوارہ زن کہ جب آوارہ دیتا ہی زمین تھراتی
ہی چوتھا وزیر شبدیز چالاک خرام ہی ایک روز یہ چارون وزیر اپنے اپنے مقام
پر بیٹھے ہین جمشید ثانی تخت خدائی پر ذکر اپنی خدائی کا کر رہا ہی چالیس لاکھ
ساحر گرد اُس قصر کے اُترے ہوے ہین ایک ایک سامری عہد جمشید زمان
اُسوقت جمشید ثانی انتہا کے نشے مین بلبلا رہا ہی کہ آسمان پر ابر تیرہ وتار آیا
جمشید نے حکم دیا کہ بدولت برائے شکار جاوینگے وزیرون نے تخت بلند کیا
جمشید سیر کرتا ہوا چلا کوہ ودشت کو دیکھتا ہوا ایک صحرائے سبزہ زار مین پہنچا
دیکھا کہ نواح دلکشا ہی فرش سبزہ جابجا عندلیبان خوشنوا درختون پر زمزمہ سرائی
کر رہی ہین یہ اشعار زبان پر ہین نظم

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنیکو تھی — اپنے رونے پر ہنسی پھر مجھکو یار آنیکو تھی
بعد مدت ای جنون تیری بہار آنیکو تھی — ہوش تھے جانے کو بوے زلف یار آنیکو تھی

مانگ بیٹھا بوسۂ لب یار سے مین وصل مین
کیا ہوا کیون رہگئی میت کو میری چھوڑکر
کیون نہ بول اٹھا کہ باقی ہی ابھی کچھ امتحان
ہٹ گیا ہی اُس سے دل ناصح مگر سچ تو یہ ہی
اپنا ذکر اُس انجمن مین ہوتے ہوتے رہگیا
تمنے آتے ہی شب وعدہ دکھائی مجھکو آنکھ
باغ سے کر لیگیا صیاد کب مجھکو اسیر
نیند نے کیون وصل کی شب مہربانی کی جلال

ورنہ خود ہونٹون پہ جان بیقرار آنیکو تھی
خاک اُڑاتی حسرت دل تا مزار آنیکو تھی
جان کشتون مین ترے پھر ایکبار آنیکو تھی
پھر طبیعت یار پر لے اختیار آنیکو تھی
آج ہمکو ایک ہچکی یادگار آنیکو تھی
ورنہ بیشک گفتگو سے انتظار آنیکو تھی
جب خزان جانے کو تھی فصل بہار آنیکو تھی
آج ہی آنکھون مین یہ غفلت شعار آنیکو تھی

جمشید یہ صدائین سنکر بیقرار ہوگیا ہرن جا بجا چرتے پھرتے ہین شب کو جو شبنم پڑی ہی اُسکے قطرے پتون سے ٹپک کر گرتے ہین ہر طرف موسم بہار گل و غنچہ نشۂ وحدت سے سرشار جمشید نے حکم دیا کہ تخت اُتار و تخت اسی مقام پہ اُترا کئی لاکھ جوان اُسکے ہمراہی اسی مقام پہ ٹھہر گئے ساتھ والے جا بجا پھرنے لگے جمشید نے وزیر اول سے اشارہ کیا ہم یہ چاہتے ہین کہ ہر مہینہ براے سیر یہان آیا کرین وزیر نے دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو تو ابھی قصر کی بنا ہو جاے جمشید نے اشارہ کیا. میثاق نے اپنا سحر کیا کہ آسمان سے ایک قصر اُترا پہلوے صحرا مین قائم ہوگیا چند نازنینان مہ جبین اُس قصر کے آگے پھر رہی ہین ہر ایک نازنین غل مچاکے کہتی ہی کہ قدرت تشریف لانے کو ہین ہوشیار رہو جمشید اُٹھا وزیر کی تعریف کرتا ہوا چلا کہ ای وزیر اعظم خوب سحر کیا قدرت بہت خوش ہین کیا اچھا مقام ملا غنچۂ آرزو کھلا اب اکثر یہان آیا کرینگے اسی قصر مین رہا کرینگے چاہتا ہی کہ قصر مین جاے کہ ایک لکۂ ابر گلنار آسمان سے اُٹھا رعد کی گرج برق کی چمک نثار ہا طائران خوش الحان پر سے پر ملاے ہوے زیر ابر زمزمہ سرائی کر رہے ہین جمشید بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگا کہ وہ ابر آکر لہرایا شق ہوا ایک تخت یاقوتی اُسپر ایک نازنین مہ جبین قمر رخسار شیرین عذار ہی جوڑا ترچھا بندھا ہوا بہ ناز و کرشمہ تخت پر سوار ہاتھ کو

جنبش اسکی صحرا مین ٹھہرنے کی کوشش چند پریزادان ماہ طلعت مہر صورت کمسن کمسن چہار جانب سے گھیرے ہوے وہ تخت زمین پہ آکے اُترا ایک بارگاہ اِستادہ ہوگئی وہ شاہزادی تخت سے اُترکر خرامان خرامان طرف بارگاہ کے چلی اِدہر جمشید وزیر سے کہرہا ہی کیون یارو اِس معشوقۂ آفت جان کو ہمنے کہان پیدا کیا تھا وزیر عرض کرتے ہین قدرت یاد فرمائین غلامون کو یاد نہین اِسکا جمشید جواب دیتا ہی کہ یارو قدرت بھی پیدا کرکے بھول گئے اِسوقت اِسکی آتش رخسار نے قلب وجگر جلا دیا ہاے مجھکو خاک مین ملا دیا اگرچہ میری بندی ہی مگر جی چاہتا ہی اِسکو آغوش تمنا مین لون خاک پا توتیا سے چشم بناؤن نائب قدرت اِسکو قرار دون انتظام خدائی کیا کرے بندون کو بُلاے اپنے کو سجدہ کراے قدرت زیادہ خوش ہونگے جمشید ثانی یہ کہتا رہا وہ شاہزادی والا قدر حسن مین رشک بدر بارگاہ مین داخل ہوگئی کنیزین دروازے پر حاضر ہین اندر سے گانے کی آواز آئی کہ یہ اشعار کوئی گارہا ہی

نظم

از دل شدگان حجاب تا کی — رخسار تہ نقاب تا کی
ساقی صبح است خواب تا کی — مے دہ ترک ثواب تا کی
توبہ ز شراب ناب تا کی — این نقش بروے آب تا کی
ساقی برخیز جام مے دہ — در موسم گل حجاب تا کی
در شیشہ ز چشم شوق رندان — ای دختر رز حجاب تا کی
مغرور جمال حسن تا چند — نادان عہد شباب تا کی
نازی بہ حیات چند نادان — آخر نفس حباب تا کی
دادی بر باد دین و ایمان — ای دل دگر اضطراب تا کی
او گفت شب وصال با من — این بوسۂ بے حساب تا کی
آخر نوبت رسد بہ لطفش — خوش باش و لا عتاب تا کی
از آتش ہجر جان و تن سوخت — بر سوختگان عذاب تا کی

ناصح من و ترک عشق توبہ — این وہم و خیال خواب تا کی
پیرانہ سری دگر بہ این ریش — ای مرد خدا خضاب تا کی
از دیدہ نقاب شرم بردار — در وصل آخر حجاب تا کی
برمن نظرے فگن خدارا — ای نرگس مست خواب تا کی
وقت است درا بہ باغ خندان — در موسم گل حجاب تا کی
رعنا درآ و یار گیر و بنشین — آخر خانہ خراب تا کی

یہ آواز دلفریب سُنکر جمشید بیقرار ہوگیا وزیر سے کہا تم لوگ باہر ٹھہرو مین اندر جاتا ہون جاکر معشوقہ کو تسخیر کرون یہ کہکے اُٹھا در بارگاہ پر آیا کنیزون نے روکا جمشید ہنس پڑا کنیزون نے کہنا شروع کیا اندر جائیے ملکۂ عالم آپ کو بُلاتی ہین جمشید اندر پہونچا جاکر دیکھا کہ وہ شاہزادی والاقدر مسند ناز پر بیٹھی ہے گرد کنیزان ماہرو خوشنوا اپنے اپنے مقام پہ بیٹھی ہین چُہلین ہورہی ہین کہ ملکہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک شخص سیاہ رو بدخو کریہ منظر چہرہ اسقدر سیاہ ہے کہ مثال شب دیجور سے دون یا دسہ پردۂ ظلمات کہون ایک طرف آکر بیٹھ گیا لیکن ہاتھ ہلا رہا ہے یا تو گائین گا رہی تھی یا خاموش ہورہی ملکہ جون جون اشارہ کرتی ہے وہ اشارے سے جواب دیتی ہے کہ میری آواز نہین نکلتی ملکہ نے جس کنیز کو بلایا وہ اُٹھی اور پھر اپنی مقام پر بیٹھ گئی پہلو مین ملکہ کے وزیرزادی بیٹھی ہے ستارۂ پہلوے ماہ ملکہ نے اُس سے متوجہ ہوکر کہا کیون اے صاحب تدبیر یہ کیا معرکہ ہے کہ کنیزین میرے قریب نہین آتین گانے والی خاموش ہر ایک کو حیرت کا جوش وزیرزادی نے عقل سے دریافت کیا کہ جب سے یہ شخص آیا ہے محفل مین ہماری انقلاب پیدا ہوگیا ملکہ نے اشارے سے کہا اے وزیرزادی اس بھید سے دریافت کرو کہ یہ کون شخص ہے اور کیون آیا ہماری محفل کو کیون برہم کر دیا اے وزیرزادی مین نے خیال جو کیا تو معلوم ہوا کہ پالون میرے نہین [illegible] ایسے آثار سحر کے ظاہر ہین وزیرزادی نے کہا میرے نزدیک تو یہ بہتر [illegible]

اِس سیاہ روسے کلام نہ کرونگی اپنی عیارہ بچی کو بلوائیے وہ عقیل و فہیم ہو سمجھکر کلام کریگی ملکہ نے پُکار کر کہا ہماری عیارہ بچی کو بُلاؤ ایک کنیز نے پُکار کر کہا ملکہ اِرشاد فرماتی ہین کہ اختر برق رفتار کہان ہو یہ آواز جو دی پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا تھا سب نے دیکھا کہ ایک عیارہ طرارہ و فرارہ برق رفتار شعبدہ کردارہ زنگ پانؤن مین بندھے ہوے آرہی ہو اُس عیارہ بچی کی آمد دیکھکر جمشید حیران ہوگیا وہ عیارہ قریب ملکہ کے آئی دست بستہ عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہو ملکہ نے کہا اِس سیاہ روسے دریافت کرو مگر اے اختر اِسکا خیال رہے کہ اِس بیحیا کے شعبدے سے بچنا نہایت ساحر زبردست ہو جب سے یہ آیا ہو رنگ محفل دگرگون ہوگیا کچھ میرا زور نہین چلتا یہ سُنکر وہ عیارہ قریب جمشید آئی کہا اے شہنشاہ باقبال آپ کا نام کیا ہو ہم لوگون کی صحبت مین آنے کا کیا باعث جمشید نے کہا مین خداوند روے زمین ہون جمشید کا بیٹا سامری کا بھتیجا جمشید ثانی میرا لقب ہو اپنی مالک سے جاکر کہو کہ تمکو خدائی بنا کر بٹھاؤنگا سب اختیار خدائی دیدونگا اختر نو عقیلہ ہو اِسنے کہا یا خداوند تقدیر ہماری ملکہ کی اچھی ہو کہ آپ کی نگاہ پڑی ہماری مالک آپ کو ضرور قبول فرماوینگی لیکن حضور نے ایسا سحر کیا کہ سب مجبور ہو رہے ہین ہماری ملکہ بھی ساحرہ کامل ہین مگر آپ کے سحر کو دفع نہین کرسکتین مجبور ہو رہی ہین لہذا آپ اپنا سحر اُٹھا لین پہلوے صحرا مین جو قصر نو تعمیر ہوا ہو آپ اُسمین چلین مین ملکہ کو لیکر آتی ہون یہ سُنکر جمشید خوش ہوا کہا اے اختر تجھکو مرتبۂ زہرہ عطا کرونگا یہ کہکے خوشی خوشی آرزوے وصل ملکہ مین سحر اپنا دفع کر کے اُٹھا باہر آیا زہرا سے کہا قصر نو تعمیر مین چلو معشوقہ میرا نام سُنکر راضی ہوگئی یہ کہکے قصر مین جاکر بیٹھا زہرا نے ایک کمرے مین پلنگ لگادیا سامان وصل ممکن کیا اختر یہ رنگ دیکھکر ملکہ کے سامنے آئی عرض کی داری وہان رنگ محفل خوب درست ہوا سر ایک کاروباری چالاک وچست ہوا تب ملکہ نے کہا اے اختر اب یہان سے نکل چلو ایسا نہ ہو وہ بیحیا پھر آجاے یہ کہکے طرف ابر کے اِشارہ کیا کہ تخت ابر سے زمین پر آیا اس معشوقہ کا پتہ و نشان وقت پر عرض کرونگا فوراً تخت

پر سوار ہو کر اشارہ کیا تمام کنیزین ہمراہ ہوئین تخت لگے ابر مین چھپ گیا طائرون نے پرے پر ملا کر ابر کو گھیر لیا ابر روانہ ہو گیا جمشید نے جو یہان دیر سے انتظار کر رہا تھا جب ملکہ نہ آئین تو گھبرا کر کہا کیون یارو کیا سبب ہوا کہ معشوقہ نہ آئی ذرا جا کر دریافت تو کرو میثاق جادو قصر سے نکلا سر اُٹھا کر دیکھا کہ اُس صحرا مین سناٹا پڑا ہی آسمان پر دیکھا ابر بھی ندارد پلٹ کر آیا جمشید سے کہا یا خداوندو وہ لوگ مکر کرکے چلے گئے جمشید ٹرکھڑاتا ہوا اُٹھا اُسی صحرا کے گوشے مین ایک باغ تھا کہ جسکا باغ سامری نام ہی اُس مین آکر بیٹھا مگر یاد مین معشوقہ کی سرنگون یہ اشعار زبان پر جاری نظم

اِس دور مین بچا ہی رنج و الم سے کون
افلاک کے رہا ہی خالی ستم سے کون

اِک سرہزار سودا ئے سول دیکھے جان
اُلجھائے اپنے دلکو گیسو کے خم سے کون

تو ہی بتا صنم مجھے انصاف سے ذرا
بہتر ہی آج لعبت و میرے صنم سے کون

ابرو کے یہ اشارے کشتہ کرے نہ کیون
جانبر ہوے ہین قاتل تیغ دو دم سے کون

ملجائین خاک ہو کر معراج ہی یہی
سر یار کے اُٹھائے نقش قدم سے کون

شمشیر کا ہوا ہی سر سبز کھیت کب
پھولا پھلا ہی ظالم جور و ستم سے کون

ہی چار دن غنیمت رعنا جہانمین زیست
جا کر پھرا ہی ورنہ ملک عدم سے کون

وزرا سمجھا رہے ہین مگر جمشید کا دل نہین مانتا ہر مرتبہ گھبراتا ہی تصویر ملکہ آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی کبھی کہتا ہی اُس عیارہ نے مجھکو بڑا دھوکا دیا اُسکی بات کا مجھکو اعتبار آگیا یہ نہ سمجھا کہ یہ فریب کرتی ہی اگر یہ سمجھتا تو محفل سے اُس قاتل عالم کی نہ اُٹھنتا کبھی وزرا سے کہتا ہی کہ یارو تمنے بھی نہ سمجھایا کہ اپنے ساتھ لیکر ملکہ کو چلو اب کیونکر پتہ ملیگا جمشید تو اِس حال پر ملال مین ہی کہ ذکر اِسکا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان پردۂ قاف آسمان پری پر کریت بن قہقہہ کا چڑھکے آنا اور ملکہ قریشہ کا زخمی ہونا اور بھاگنا کریت کا ہاتھ سے شاہزادۂ نورالدہر کے

ملکہ آسمان پری و قریشہ سلطان بہ اطمینان تمام قلعہ گلستان ارم مین داخل ہین

فوجین بیرون قلعہ خود ملکہ آسمان پری بالا ے قلعہ تشریف رکھتی ہین پہلو مین ملکہ
قریشہ بیٹھی ہین کہ صحرا سے گرد اڑی کریت بن تہمتہم چالیس لاکھ دیو زاد کی جمعیت سے
آکر پہونچا ملکہ قریشہ سلطان کو جو بالا ے قلعہ دیکھا مثل بید کے کانپنے لگا کہتا تھا
یارو اس عورت شیر افگن سے ڈرتا ہون کہ بعد حمزہ کے اِسنے سلطنت کو قایم کیا اگر
سرکشان قاف نے تامل فرمایا اگر سب طرف سے لشکر کشی کرتے تو قریشہ کی کیا مجال
تھی کہ سب سے مقابلہ کرسکتی گھیر کر مار لیتے مقام افسوس ہی کہ سینتیس برس دن مین
کوئی نام خدا وند راس الشیاطین نہین لیتا نام خداوند آسمانی جاری ہی یہ کہکر آ پڑا
ملکہ قریشہ نے جو دیکھا کہ لشکر کریت آگیا قلعے سے باہر نکلین بارگاہ سلیمانی مین آکر
بیٹھین مگر کریت نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے صدا ے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارون
نے آکر ملکہ آسمان پری کو خبر دی قریشہ نے حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگی بجے غرض
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر عابد شب زندہ دار
ماہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر رکھکر سر بسجود مغرب رکھا آمد آمد شہنشاہ خاور کی
تلمن خاور سے شروع ہوئی فوج ضیاء وشعاع کو ساتھ لیکر میدان چرخ نیلوفری
مین آیا تخت زبرجدی پر بیٹھا تمام میدان نورانی اور منور ہوا لشکر جانبین کے
میدان مین آکر جمے قریشہ سلطان بصد جرأت وشوکت صف سے آگے بڑھکر
کھڑی ہوئین گرد سرداران نامی صفین جمین صداے ہاہو بلند ہوئی دیوزادون
کے ہنگامے قرنائین بج رہی ہین معلوم یہ ہوتا ہی کہ صور اسرافیل پھک رہا ہی اور
نقیب نقابت کرتے پھرتے ہین کہ کریت نے اپنے کو صف سے نکالا دیو فیل سر
کہ پہلو مین کھڑا تھا اِسنے کہا ای شہنشاہ نہین مناسب ہی کہ ہم لوگ موجود ہون
اور آپ میدان مین جاوین مین ابھی جاکر سر قریشہ لاتا ہون کریت ٹھہر گیا اور دیو
فیل سر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم دیو
فیل سر ملازم شاہ ظلمات وہ جنگ کرون کہ دیکھنے والے عاجز ہون قریشہ نے
قریب پایۂ تخت آسمان پری آکر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ ای مادر مہربان مجھے

اجازت سپہدار سے لے آسمان پری نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ اے فرزند جاؤ
تمکو خدا کے سپرد کیا ہر چند دیو اقوال وسیاہ کلاہ وغیرہ نے عرض کی
کہ حضور سپہدار میں نہ جائیں غلام جا کر مقابلہ کرینگے مگر قرلیشہ نے نہ مانا یمقابلہ دیو
فیل سر آئیں فیل سر نے جو قرلیشہ کو آتے ہوئے دیکھا چوب دست فولادی اٹھائی
خبردار خبردار کہکر سر قرلیشہ پر لگائی قرلیشہ نے وار کو قلم کیا فیل سر نے چاہا کہ مین
لپٹ پڑوں قرلیشہ نے نیمچہ سلیمانی کھینچا خبردار کہکے ہاتھ مار دیا فیل سر کا سر دھڑ سے
زمین پر گرا بھائی اسکا دیو دراز دندان مقابلہ قرلیشہ میں آیا دیر تک دراز دندان
مقابلہ قرلیشہ میں ردوبدل کرتا رہا آخر قرلیشہ نے سر کو تاکر کمر پر ہاتھ مار دیا غرض سات
دیو مقابلہ قرلیشہ میں آئے اور جہنم واصل ہوئے بے حیاؤں کو یہ ثمر باغ جنگ سے
حاصل ہوئے کربیت نے جو دیکھا کہ سات دیو ہاتھ سے قرلیشہ کے مارے گئے پکار کر
کہا یارو بدون مابدولت کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا آج قلعۂ گلستان ارم لوٹ لونگا
سب کو شکست دونگا یہ کہکے مقابلے میں آیا وار کا ہاتھ لگایا قرلیشہ نے تیغۂ سلیمانی
سے وار کو قلم کیا تگڑا وار کا شانے پر گرا کہ شانہ نشانہ ہوا کربیت نے چاہا دبا کے
مار ڈالوں دیو اقوال وغیرہ آپڑے قرلیشہ کو اٹھایا ہاتھ سے اُس ظالم کے بچایا اور
مغلوبہ ہونے لگی ہزارہا دیو زاد جانبین کا مارا گیا مگر لشکر قرلیشہ بے سردار تھا ظاہر
ہوا کہ اب شکست فاش ہوگی طبل امان بجوا کر پلٹے کربیت بھی واپس ہوا اسکو یہ
نہ ثابت ہوا کہ لشکر اسلام مائل شکست تھا اپنی عقل کے زور سے طبل امان بجوا کر
پلٹا ہے کربیت اپنی بارگاہ میں آیا مگر بہت خوش ہے کہ آج میں نے قرلیشہ کو شکست
دی ملکہ قرلیشہ سلطان کو ملکہ آسمان پری زخمدار لیکر اپنی بارگاہ میں آئیں جب کہ
زخم درست ہوئی قرلیشہ نے آنکھیں کھولیں آسمان پری سے کہا اے والدۂ ماجدہ میرا
شانہ شکست ہوا ایسا نہ ہو کہ کربیت بلوہ کر دے تو اُس بھیا کو کون روکیگا مناسب
یہ ہے کہ تندک کو روانہ فرمایئے کہ کسی فرزند صاحبقران کو لائے یہ بھیا نام فرزند امیر
سُنکر بھاگے گا تندک کو بلایا قرلیشہ نے کہا اے دیو تندک جلد طرف پردۂ دنیا کے

جاؤ کسی فرزند امیر کو لاؤ جبتک کوئی وہاں سے نہ آئیگا یہ ظالم کبھو نگر شکست کھائے گا
تنذک نے کہا میں ابھی جا کر لایا یہ کہکے روانہ ہوا اگر لشکر صاحبقران کا یہ حال ہی
کہ ملک غرو بیہ پر مقابلے ہین کفار کے اُترے ہین نگر صاحبقران زمان کے پاس نامہ
خانۂ کعبہ سے آیا کہ اسلم زنگی پہلوان زبردست ہو تین لاکھ زنگیون سے چڑھ آیا ہی
خواجہ عبد المطلب نے لکھا تھا کہ ای فرزند اپنے کو جلد پہونچاؤ صاحبقران فوراً
عمرو مقبل کو ساتھ لیکر طرف خانۂ کعبہ کے روانہ ہوے یہان لشکر مین انتظار ہی کہ
دشمن طبل جنگی بجواے تو نکلکر مقابلہ کرین جب کئی دن گذرے کہ طرف سے دشمن کے
طبل جنگی نہ بجا تو نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ چند لکہ ہاے ابر
آسمان پر آئے بوندیان پڑنے لگین شبرنگ نے عرض کی کہ حضور آج کا دن شکار
کے لایق ہی نور الدہر ہاتھ باندھکر سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی غلام امیدوار
ہی کہ مہلت شکار کی ملے بادشاہ نے فرمایا ای نور نظر تمام دنیا تمھاری دشمن ہی ایسا
نہ ہو کوئی فتور پڑے نور الدہر نے عرض کی کہ غلام زیادہ وہان نہ ٹھہریگا فوراً
شکار کھیلکر چلا آئیگا غلام کو بھی خیال ہی کہ شاید دشمن دباؤ ڈالے بادشاہ نے فرمایا
بسم اللہ جاؤ مگر شب باش نہ ہونا عرض کی بموجب ارشاد فیض بنیاد دوپہر کو پلٹ کر
آؤنگا بادشاہ نے اجازت دی نور الدہر نے شبرنگ کو حکم دیا کہ سامان شکار
آراستہ کرو بوقت سحر براے شکار چلینگے یہ فرماکر داخل محل ہوے شبرنگ نے
سب سامان تیار کیا گھڑی بھر رات رہے نور الدہر باہر آئے اسباب شکار تیار
دیکھا فوراً سوار ہوے براے شکار صحرا مین آئے طبل باز پر چوب پڑی جانور
آشیانون سے نکلنے لگے شکار کھیل رہے ہین تمام ہوا کو طائرون سے خالی کر دیا
ایک طرف طہماس شکار کھیل رہا ہی شبرنگ قریب نور الدہر کمان ہاتھ مین لیے
تیر اندازی پر لیس جب پہر دن چڑھا تو شبرنگ سے فرمایا کہ ابتک شکار طائران
ہوائی کھیلا مگر کوئی جانوران صحرائی مثل ہرن وغیرہ کے سامنے نہین آیا شبرنگ نے
عرض کی کہ ہرکارے واسطے تلاش ہرن کے گئے ہین کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے

عرض کی کہ یہان سے تین کوس پر ایک کھیت دھانون کا ہی کئی سو ہرن چر رہے ہین وہان تشریف لے چلیے بہت خوش ہوجیے گا نور الدہر نے طہماس وچند سوارونکو ساتھ لیا اُسطرف روانہ ہوے دور سے دیکھا کہ دھانون کا کھیت ہی بہت سی ہرنیان چر رہی ہین بیچ مین ایک آہوے کلان مادہ ہاے آہو پرستی کر رہا ہی نور الدہر نے اشارہ کیا کہ ہان صاحبو شکار کرو مگر بیچ مین جو نر ہی یہ جسکی طرف سے نکلجائیگا مجھکو رنج ہوگا سردارون نے گھوڑے ڈالے نور الدہر نے اسپ پری وش مہمیز کیا اُن بے زبانون نے جو سردارون کو آتے دیکھا کر چھا نین بھر کر بھاگین مگر وہ آہوے کلان جو جست کرتا ہی سامنے سے نور الدہر کے بھاگا نور الدہر نے گھوڑا اُسکے پیچھے ڈالدیا آہو جست کرتا ہوا جاتا ہی نور الدہر گھوڑے کو بگٹٹ ڈالے ہوے آہو کے پیچھے جاتے ہین تین چار کوس اُسکے تعاقب مین گئے ایک نخل کے سایے مین پہونچکر آہو چوکڑی بھولا نور الدہر نے تیر مارا اُس آہو کے دوسار ہوا آہو تلملا کر گرا نور الدہر گھوڑے سے کودے آہو کو بہ قربانی پہونچایا چاہتے ہین کہ شکاربند سے اِسکو باندھکر پلٹون کہ صحراے گرد اُڑی ایک جوان تاجدار لحیم و شحیم بارہ ہزار جوان پشت پہ شکار کھیلتا ہوا آتا ہی دور سے نور الدہر کو دیکھا عیار سے کہا دریافت توکرکہ یہ جوان کون ہی ہماری عملداری مین شکار کر رہا ہی کچھ اِسکو خوف نہ آیا عیار آیا نام نشان دریافت کر کے گیا مسروق تاجدار گھینڈ ابڑھا کر سامنے نور الدہر کے آیا کہا اوجوان تو شاید ناواقف ہی منم مسروق تاجدار ہمیشہ سے شکار کا عادی ہون مناسب یہ ہی کہ اِس ہرن کو چھوڑ دے اور اِس صحرا سے چلا جا نور الدہر نے کہا اگر ہم آگاہ ہوتے بھی اور آہو ہمارے سامنے آتا ضرور شکار کرتے مسروق نے فوج کو اِشارہ کیا کہ اِس جوان کو گرفتار کر لو چہار طرف سے سوار و پیدل چلے نور الدہر نے تلوار کھینچی جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا جب مسروق نے دیکھا کہ کئی سو جوان مارے جاچکے گھینڈ ا بڑھا کر قریب آیا اور پکار کر آواز دی کہ تم الگ ہوجاؤ مین اِسکو مارے لیتا ہون قریب آکر تلوار کا

وار کیا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا مسروق لپٹ پڑا دونون جوان اُتر کے کشتی ہونے لگی مسروق تین پہر برابر لڑا پہر دن رہے مسروق نے دونون مونڈھے پکڑے ریلا کرلے دوڑا نور الدہر چند قدم ہٹ کر آئے مسروق نے بکہ مارا پایان گھٹنا نور الدہر کا آشنا بہ زمین ہوا مسروق اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر ایسا زور کیا کہ اگر نخل پر زور کرتا تو اُکھیڑ لیتا مگر لنگر مین نور الدہر کے جنبش نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اوجوان تیرے زور کا مشتاق ہون نور الدہر تڑپ کر اُٹھے ریلا کرلے دوڑے سترہ قدم ریل کرلائے وہان پر آکر بکہ مارا مسروق کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے نور الدہر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ اللہ اکبر زبان سے کھینچا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بہ قہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر بلہ زمین تھرا گئی مسروق کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارین کہ مسروق نے آوازدی الامان فرمایا امان بہ شرط ایمان مسروق نے کہا مین مسلمان ہوتا ہون اب مجھکو ظاہر ہوا کہ آپ نبیرۂ صاحبقران ہین آپ کی ملازمت کرونگا حضور یہ صحرائے رنگا رنگ مشہور ہے آگے بڑھکر میرا قلعہ ہے کہ جسکا قلعۂ رنگین حصار لقب ہے تشریف لے چلیے ملک کو اسلام آباد کیجیے دوچار روز دعوت کرون نور الدہر نے کہا اے مسروق لشکر ہمارا مقابلۂ دودۂ زنگی مین اُترا ہے دوا حباب لشکر مین نہین ہین اب تو تم ہمارے ساتھ چلو انشاء اللہ وعدہ کرتا ہون کہ پھر تمھارے قلعے مین آؤنگا مسروق تا جدار ہمراہ ہوا مسروق کو لیے ہوے آتے ہین کہ تندک نے آسمان سے دیکھا فوراً تڑپ کے گر اکر مین نور الدہر کی پنجہ دیا اُٹھا لیگیا مسروق حیران حیران دیکھ رہا ہے کہ آقا کو کون لے گیا کہ طہماس سامنے سے آیا شبرنگ بھی ساتھ تھا مسروق نے اپنا رہ ہونا اطاعتِ شاہزادہ کرنا طہماس سے بیان کیا شبرنگ نے کہا اب اسی مقام پر اُتر پیے شاہزادہ آئے گا یقین ہے ملکہ آسمان پری نے بلوایا ہو دیو تندک لے گیا ہو سب اسی مقام پر اُتر پڑے انتظار مین شاہزادے کے ہین

لشکر مین عرضی لکھ بھیجی کہ جب نور الدہر آئین گے تو ہم لوگ بھی حاضر ہونگے بادشاہ
کو عرضی دیکھکر بڑا تردد ہوا فرمایا کہ انقلاب فلکی دیکھو کہ دادا جان خانۂ کعبہ کو گئے ہین
نور الدہر صحرا مین جا کر غائب ہوے اگر وودہ زنگی نے طبل جنگی بجوایا تو تردد ہوگا
سرداروں نے عرض کی غلامان جانبازبراسے جانبازی حاضر ہین بادشاہ خاموش ہورہے
مگر دیو تنندک نور الدہر کو لیے ہوے سامنے آسمان پری کے آیا نور الدہر کو
ہوشیار کیا نور الدہر نے دیکھا آسمان پری تخت پر ہین اور قرلیشہ سلطان زمرد
پلنگ پر آسمان کو سلام کیا آسمان نے کہا اہو نورنظر کربیت نے آکر گھیرا ہی کل بلوہ
کریگا ہین قلعہ بند ہون نور الدہر نے کہا ہین صبح کو نکلکر اُس سے مقابلہ کرونگا یہ فرما
آرام فرمایا وہان کربیت نے رات بھر تیاری کی صبح کو قصد ہوا بلوہ کرون کہ پھاٹک
قلعے کا کھلا آفتاب عالمتاب شہریاری دکوکب شش جہت افروز جہانداری تیغ بکف
برآمد ہوے کربیت نور الدہر کو دیکھکر کانپ گیا مگر چونکہ میدان مین آچکا ہی جھپٹ
ہاتھ وار کا مارا نور الدہر نے وار کو قلم کیا ہاتھ تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا کہ
کربیت زخمی ہوا سامنے سے نور الدہر کے بھاگا نور الدہر نے پیچھا کیا آسمان پری
نے فوج کو حکم دیا کہ ہمراہ شاہزادے کے جاؤ نور الدہر تعاقب کرتے ہوے بارہ
کوس تک آئے کربیت بھاگ کر پردۂ ظلمات مین گیا نور الدہر پلٹے تھوڑی دور چلے
تھے دیکھا چند دیو زار زار بیقرار سامنے سے آئے نور الدہر نے اُنسے حال پوچھا
انھون نے بیان کیا کہ ہم لوگ رہنے والے جزیرۂ صندل کے ہین دیو افلاک ملک
جواہر پری کا خواہان ہوکر آیا ہم لوگ نکلکر لڑے شکست کھائی جواہر پری اور
صندل پری والدہ اُنکی شکست کھا کر قلعہ بند ہوئی ہین نور الدہر نے فوج قرلیشہ
کو رخصت کیا اور فرمایا مین طرف جزیرۂ صندل کے جاتا ہون اگر خدانخواستہ
کوئی قصور ہوا تو ملکہ صندل پری کیا فرمادینگی کہ نور الدہر نے سُنا اور مدد نہ کی
ملکہ آسمان پری وقرلیشہ سلطان وخواجہ عبد الرحمٰن وغیرہ پلٹے نور الدہر کا ذکر
تو کیا جاوے گا مگر آسمان پری وقرلیشہ سلطان آکر ایک صحرائے سبزہ زار مین پہنچین

بارگاہ استادہ ہوئی مردمان فوج جابجا اُتر پڑے لشکر مین چہل پہل ہونے لگی مگر جمشید یار مین محبوب کی بیقرار و اشکبار تھا یہ اشعار عاشقانہ زبان پہ جاری تھے نظم

نہ ملی گردش ایام سے فرصت مجھکو
زندگی بھر ہی رہی وصل کی حسرت مجھکو

دشمن و دوست ہین نظر مین مری دونون ایک
آنکھ ہو ادر و مدار انکے مروت مجھکو

یار مین زلف پریشان کی پریشان ہو نہین
روے جانان کے تصور مین ہی حیرت مجھکو

حسن کے رعب سے اوسان اُڑے جاتے ہین
یہ عجب طور کے شعلے سے ہی دہشت مجھکو

غیر کا دخل ہوا اب مرا جینا معلوم
کوے جانان سے نظر آتی ہی رحلت مجھکو

دل پھنسا زلف مین یاد رُخ پہ نور کہان
لگگئی زنگ حلب سے مری قسمت مجھکو

سر جھکا سے در جانان پہ پڑا رہتا ہون
دخل اغیار سے آتی ہی ندامت مجھکو

شب فرقت مین عجب کیا جو نکلجا سے دم
ہوش اُڑ جاتے ہین غالب ہی یہ وحشت مجھکو

چھوڑ کر ملک عدم آپ سے کیا آیا ہون
کھینچ لائی ہی یہان بھی تری اُلفت مجھکو

کوہ پر محنت فرہاد کا آتا ہی خیال
دیکھکر جوے روان آتی ہی رقت مجھکو

خاکساری ہی مرے حق مین مقرر اکسیر
ہاتھ آئی ہی مقدر سے یہ دولت مجھکو

دہن و عارض گلرو کی جو پائی ہی شکل
ایسلیے غنچہ و گل سے ہی محبت مجھکو

قطع امید ہوئی یار سے یہ اوہ عنا
عمر گذری ہی کہ ہی صدمۂ فرقت مجھکو

اس بیقراری مین شب کو اُٹھا پہاڑ پر چڑھگیا دیکھا کہ ایک صحرا سے سبزہ زار مین لشکر دیوان آترا ہی اور ایک بارگاہ عالی استادہ ہی در بارگاہ پر ملکہ آسمان پری کھڑی تھین صورت زیبا دیکھکر مرگیا پہاڑ سے اُترا سحر کیا کہ سب دیوزاد بیہوش ہو گئے جمشید ثانی اندر بارگاہ کے آیا آسمان پری و قمر لبشہ سلطان بھی بیہوش پڑی تھین خواجہ عبد الرحمن جنی حیران بیٹھے تھے کہ یکایک یہ کیا ہوا کہ سب بیہوش ہو گئے کہ دیکھا ایک ساحر تنہا ہوا اندر بارگاہ کے آیا خواجہ عبد الرحمن زیر تخت چھپ گئے یہ سمجھ گئے کہ اِسی کے سحر سے انقلاب ہوا ہی مگر جمشید ثانی نے آسمان پری و قمر لبشہ کو اُٹھا لیا اور چالیس افسرون کو لیا کل فوج کو وہین پڑا رہنے دیا مگر آپ

روانہ ہو گیا لا کر سب کو قید کیا لیکن عبد الرحمن جنی صبح کو زیر تخت سے نکلے آسمان و قریشہ کو دیکھا ندارد رمل مین خیال کیا معلوم ہوا کہ جمشید ثانی گرفتار کر کے لے گیا اب سوچنے لگے کہ کیا تدبیر کرون دیو زاد کوئی ہوش مین نہین سب بیہوش پڑے ہین کوئی اِس لایق نہین کہ خواجہ عبد الرحمن کو پردۂ دنیا مین لیجاے ناچار ہو کے بارگاہ سے نکلے شکار گاہ سلیمانی مین آئے دیو ہومان کو خبر ہوئی کہ عبد الرحمن جنی تشریف لاے ہین آکر استقبال کیا احوال پوچھا خواجہ عبد الرحمن نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ ملکہ آسمان پری و قریشہ طلسم نوخیز مین گرفتار ہو گئین اے ہومان مجھکو پردۂ دنیا مین پہونچاؤ مین جا کر صاحبقران سے فریاد کرون بے انکی اطلاع یہ مشکل حل نہ ہوگی ہومان نے ایک تخت منگوایا اسپر خواجہ کو سوار کیا اور چار دیو زادون سے کہا کہ خواجہ کو طرف پردۂ دنیا کے لیجاؤ جو حکم کرین وہ بجا لانا دیو زاد خواجہ کو لیکر اُڑے یہان بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ فرما ہین تمام سردار بیٹھے ہین ذکر نور الدہر صاحبقران ہو رہا ہے کہ خواجہ عبد الرحمن آکر پہونچے بادشاہ نے تعظیم کی پوچھا یا خواجہ خیر تو ہے خواجہ نے سب حال گرفتاری ملکہ آسمان پری و قریشہ کا بیان کیا اور یہ بھی فرمایا کہ جمشید ثانی فرزند جمشید ہے اُسنے آسمان پری و قریشہ کو قید کر لیا سارا لشکر سحر مین اُس ملعون کے مبتلا صحرا مین پڑا ہے کسی پر قبضہ نہین ہو سکتا بادشاہ نے فرمایا خواجہ صاحب ملاحظہ تو فرمایئے کہ اِس طلسم کا کون فتاح ہے اور اِس منازل عجائب و غرائب کا کون سیاح ہے خواجہ نے قرعہ پھینکا جو بیس شکلین خیال کر کے ثابت کرنے لگے بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی بلا تکلف عرض کرتا ہون فتاحی تو اِس طلسم کی حضور ہی کے نام ہے بادشاہ نے فرمایا مین چلنے کو موجود ہون مقام تعجب یہ ہے کہ جدہ قید ہو جائین اور مین کوئی کوشش اُٹھا رکھون لیکن افسوس ہے کہ دادا جان بھی لشکر مین نہین ہین نور الدہر بھی گئے خواجہ نے فرمایا گلستان ارم سے کربیت کو شکست دیکر طرف جزیرۂ صندل کے گئے ہین نہین معلوم وہان کیا گذری بادشاہ نے فیروزہ سے کہا

مرکب تیار کرو مین خواجہ کے ساتھہ جاؤنگا فیروزہ نے کہا مین ضرور ساتھہ چلونگا
ظل اللہ کو تنہا نہ چھوڑونگا بادشاہ نے سر جھکا لیا اور ہمراہ خواجہ عبد الرحمن روانہ
ہوے سردارون نے ہرچند کہا کہ غلامون کو ساتھہ لیکر چلیے بادشاہ نے کسی کو ساتھہ
نہ لیا اور جواب دیا کہ مقدمۂ طلسم مین کسی کی ضرورت نہین پروردگار معین و مددگار
ہی سردار خاموش ہو رہے بادشاہ ہمراہ خواجہ روانہ ہوے جب پردۂ دنیا سے
گذر کر سرحد قاف مین پہونچے دور سے ایک قلعہ دیکھا کہ ہزارہا انسان بالاے
قلعہ فریاد کر رہے ہین اور ایک دیو خونخوار بلوہ کیے ہوے جاتا ہی سعد شہریار
کو بہت ناگوار ہوا دیوزادون سے فرمایا کہ ہمکو اسی مقام پہ اُتارو دیوزادون
نے عرض کی کہ اب حضور سرحد قاف مین آچکے سعد نے نہ مانا اُتر پڑے دیو یلغر کیے
ہوے جاتا تھا سعد نے للکارا اور نعرہ کیا نعرہ شاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم *
بہار گلستان کاؤس وجم * اُس دیو نے پلٹ کر جو سعد شہریار کو دیکھا ایک قہقہہ
مارا اور ساتھہ والون سے کہا آج خداوند راس الشیاطین مہربان ہین کہ حلوہ کا
سامنا ہوا ایک لقمۂ چرب تو معقول ہی یہ کہتا ہوا بڑھا قریب سعد کے آکر ہاتھہ
بڑھایا کہ گولی بنا کر کھا جاؤن سعد نے کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو منھہ کے
بھل آیا سعد نے ایک گھونسہ مارا دیو چیخنے لگا غل مچاتا تھا کہ او آدم زاد چھوڑ دے
اب مین تجھسے نہ لڑونگا سعد نے دو چار گھونسے مارے لپیٹ کر دے مارا اور سب
دیوزاد دوڑ پڑے غلغلہ کرتے ہوے کہ اپنے افسر دیو زلزال کو رہا کرلین سعد
نے سر اُسکا کھینچ لیا تلوار کھینچکر جا پڑے قلعے سے سب نکل آئے دیوزادون سے
لڑنے لگے آخر دیو شکست کھا کر بھاگے بادشاہ جو قلعے سے نکلا تھا اُسنے قدمونکو
بوسہ دیا عرض کی نام نامی سے آگاہ ہوا امیدوار ہون کہ دعوت قبول فرمائیے
سعد اُسکے ساتھہ ہوے پوچھا تمھارا نام نامی کیا ہی شاہ نے کہا مین راشد جنی کا
بھتیجا ہون فولاد جنی میرا نام ہی یہ دیو طرف سے پردۂ تاریک کے آیا تھا کہ ممالک
تسخیر کرے اس قلعے پر آیا ہمنے مقابلہ کیا آخر زخمی ہوکر قلعہ بند ہوے حضور نے عین

وقت پر مدد کی آپ ہی کے دادا جان اُٹھارہ برس پردہ قاف مین لڑتے خارستان مٹائے گلزار اسلام کی بہار ہوئی حضور کہان جاتے ہین سعد نے کہا ملکہ آسمان پری و قمر لیقہ سلطان طلسم نوخیز جمشیدی مین قید ہوگئی ہین اُنکی رہائی کو جاتا ہون فولاد نام طلسم سُنکر کانپ گیا کہا اے شہریار وہ طلسم بہت سخت ہے اُسطرف تشریف نہ لیجائیے وہ مقام آپ کے جانے کے لایق نہین سعد نے فرمایا اب تو مین قصد کرچکا اِس مقام تک آیا اب بدون اُنکی رہائی کے واپس نہ ہونگا فولاد جنی ناچار سعد کو قلعے مین لایا سامان دعوت کیا شاہ دعوت مین مصروف ہوے کہ فولاد جنی روتا ہوا سامنے آیا شاہ نے حال پوچھا فولاد نے کہا دختر میری سہیل جنیہ واسطے شکار کے گئی تھی دیو نژاد جو بھاگے تھے اُن مین کوئی دیو چھپ کر بیٹھ رہا وہ سہیل کو اُٹھا لیگیا سعد نے فرمایا مین برائے رہائی سہیل جاؤنگا ہرچند فولاد نے منع کیا مگر سعد نے نہ مانا برائے تلاش سہیل روانہ ہوے مگر فیروزہ بن عمرو کہ شہریار کے ساتھ ہے وہ ہمراہ چلا سعد نے فرمایا بھی کہ تم یہان ٹھہرو ہم پلٹ کر آتے ہین فیروزہ نے نہ مانا اور سعد کے ہمراہ ہوا جب صحرا مین پہونچے سامنے ایک دیو کو دیکھا کہ دست و پا شکستہ پڑا ہوا رو رہا ہے سعد نے فرمایا تیرے ہاتھ پاؤن کسنے توڑے اُس دیو نے کہا میرا نام دیو قیصر ہے اِس صحرا کا حاکم ہون صبح کو دیو ہلال ایک معشوقہ کو ساتھ لیے جاتا تھا مگر وہ نازنین بہت بیقرار تھی دمبدم کہتی تھی کہ مجھکو قتل کرڈال مگر میری عصمت کا خیال نہ کر مین فولاد جنی کی دختر ہون بلکنا اُسکا مجھکو ناپسند ہوا مین نے برہم ہوکر دیو ہلال سے کہا کہ اِس معشوقہ کو چھوڑ دے کیون ظلم کرتا ہے میرے اُسکے مقابلہ ہوا وہ ہاتھ پاؤن میرے توڑ کر ڈال گیا کل سے پڑا تڑپ رہا ہون سامنے باغ ہے اُسی مین دیو ہلال کا مسکن ہے یہ سُنکر سعد شہریار طرف باغ کے چلے دروازے پر باغ کے چند دیو نگہبان تھے اول اُنسے لڑائی پڑی اُنکو مار کر بادشاہ اندر آئے دیکھا دیو ہلال سہیل کو زانو پر لیے ہوے بیٹھا ہے چاہتا ہے بوسہ لون مگر وہ اپنے کو بچاتی ہے چہرہ زرد ہو رہا ہے ہاتھ باندھکر کہتی ہے کہ او دیو ہلال کیون انگشت نما ہوتا ہے مجھکو

چھوڑ دو سنے دیو ہنستا ہی اور کہتا ہی اے جان جہان وائے آرام دل مشتاقان مجھکو ایک
بوسہ دے کر سعد کا نعرہ ہوا دیو بلال اُٹھا چاہا چنگل مارکر سعد کو کھالون سعد نے
دیو کو قتل کیا سہیل جنتیہ دوڑکر قدمون پر گری کہا ای شہریار بڑے ظالم کے پنجے سے
مجھکو بچایا اب آپ قلعے مین چلین بادشاہ نے فرمایا مین تلاش مین طلسم نوخیز کی جاؤنگا
سہیل نے کہا پہلو پر اس باغ کے کوہ زبرجدی ہی اُس کوہ سے قلعہ معلوم ہوگا
سعد فیروزہ کو ہمراہ لیکر باغ سے نکلے سہیل طرف قلعے کے روانہ ہوئی جب کوہ
زبرجدی پر چڑھے دیکھا سامنے قلعہ ہی سر بہ فلک کشیدہ دروازہ قلعے کا کھلا ہوا ہی
برج وغیرہ آراستہ ہزارہا دیو زاد و اریں ہاتھ مین لیے ہوے بالاے قلعہ کھڑے
ہین بعض ٹہل رہے ہین چند زنگی قرنائین ہاتھ مین لیے دہن سے لگائے ہوے کھڑے
ہین اُس کوہ پر ایک نخل ہی اُسپر ایک طائر سبز رنگ زمزمہ سرائی کر رہا ہی کہ اُسکے
زمزمے سے یہ اشعار پیدا ہوتے ہین نظم

حضور آج تو تمسے دوچار ہم بھی ہین — تمھارے تیر نظر کے شکار ہم بھی ہین
کبھی ہمین بھی ہو شکل رقیب وصل نصیب — تری خدائی مین پروردگار ہم بھی ہین
جو ذرہ خاک در بوتراب کا ہی مہر — تو مرتضیٰ کی گلی کے غبار ہم بھی ہین
سمند ناز کو کر اسقدر نہ گرم عنان — تری رکاب مین ای شہسوار ہم بھی ہین
صفات چشم مین جادو نگاریان کی ہین — جو سحر ہی وہ نظر سحر کار ہم بھی ہین
چمن مین آمد فصل بہار ہی گلچین — صبا سے کہدو ذرا ہوشیار ہم بھی ہین
تمھارے گیسوے مشکین و روے روشن پر — نثار صورت لیل و نہار ہم بھی ہین
وصال ہجر مین رعنا کا ہو گیا آخر — لبوں پہ جان ہی او ربیقرار ہم بھی ہین

بادشاہ آواز طائر کی سنکر جھومنے لگے کہ فیروزہ نے آواز دی غلام کو بچائیے
بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا ایک دیو پنجہ کمر مین فیروزہ کی دیکر لے اڑا بادشاہ تنہا
رہگئے اب پہاڑ سے دیکھ رہے ہین فیروزہ کے اُٹھ جانے کا بڑا افسوس ہی کہ ایک
یار وفادار ہمراہ تھا وہ بھی جدا ہوا آخر سوچے کہ اِسی قلعے مین چلین مگر جدائی کا

فیروزہ کی بڑا انتشار ہو دعائین مانگ رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز فیروزہ سے ملادے یہ سوچتے ہوے پہاڑ سے اُترے جب ریگستان مین آئے قلعہ پر جو زنگی قرنائین ہاتھ مین لیے کھڑے تھے اُنھون نے قرناؤن کو دم دیا دیوزاد غل مچانے لگے ہر ایک کی زبان پر یہی جاری تھا کہ اے اہالی طلسم ہوشیار ہو جاؤ کہ طلسم کشا آپہونچا یکایک کان مین نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک برات بہت عمدہ آراستہ اور ایک تخت زبرجدی چند شخص کاندھے پر رکھے ہوے نمایان ہوے اور اُس برات کے آگے فیروزہ بن عمرو جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی بس شہریار سے آنکھ ملا کر آواز دی کہ اے شہریار مبارک ہو تمام اہالی جلسہ آپ کے مشتاق ہین یہ کہتا ہوا قریب آیا بادشاہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے بادشاہ نے جو اپنے یار وفادار کو پایا خوش ہو کر گلے لگایا فرمایا اے فیروزہ کیونکر رہائی پائی فیروزہ نے عرض کی اِس قلعے مین سب اہل اسلام رہتے ہین مجھکو رہا کر کے حکم دیا کہ اپنے شہریار کو لاؤ بادشاہ اپنی بیٹی کی آپ کے ساتھ شادی کریگا سعد نے سر جھکا لیا فرمایا اے فیروزہ رہنے والے اِس قلعے کے مجھکو کیا جانین فیروزہ نے عرض کی صاحبقران نے آکر اِس قلعے کو فتح لیا تھا اِسوجہ سے سب مسلمان ہین چند شخص اور بھی تھے اُنھون نے بھی شاہ کو سلام کیا اور کہا تشریف لے چلیے طالب شاہ آپ کا مشتاق ہی یہ کہکے ایک تصویر بادشاہ کے ہاتھ مین دی بادشاہ نے جو تصویر کو ملاحظہ فرمایا تو دیکھا ایک مہ جبین نہایت جمیل و حسین غنچہ دہن فخر گلزار چمن نقاش نے کس حسن سے یہ تصویر کھینچی ہی کہ غنچۂ دہن سے پھول جھڑ رہے ہین نازک اندام گلفام شیرین عذار کبک رفتار بہ قول شاعر فرد نقشہ بنا کے مانی نے مانگی جو اپنی داد ؎ تصویر بول اُٹھی مرے حاضر جواب کی ؎ بادشاہ تصویر کو دیکھکر مبہوت ہو گئے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

سو گیا وصل کی حسرت مین زوال بلبل　　خلد جا پہونچی ہی اللہ رے کمال بلبل
موسم گل ہی اگر عہد کمال بلبل　　باغبان فصل خزان مین ہی زوال بلبل
گل ہی ساغر تو سبو غنچہ ہی مے ہی شبنم　　آج کیا گل سے ہی سامان وصال بلبل

وصل ہوتا ہے میسر جو کبھی اس گل سے ——— ہمصفیرو مجھے آتا ہے خیال بلبل
باغبان بھی نہین صیاد ہو یا گلچین ہو ——— سب پہ پڑ جائے گا گلشن مین وبال بلبل
پھول پھولون نے کیے باد صبا نے ماتم ——— نہ ہوا کسکو یہان مرگ ملال بلبل
دخل صیاد ہو جنت مین نہ گلچین کا گذر ——— ہوگا محشر مین یہ رضوان سے سوال بلبل
نکلا پھر ایک برس قرعہ بنام صیاد ——— دیکھی گلچین نے گلستان مین جو فال بلبل
باغ مین اس سے مزاحم نہ ہو گلچین سے کہو ——— دخل بے حکم کرے کس کی یہ مجال بلبل
کبھی ناکام گئی باغ جہان سے ہیہات ——— مجھکو رہ رہ کے یہ آتا ہے خیال بلبل
داغ لالہ کو عبث سمجھی ہے سنگ اسود ——— کعبہ گلشن ہے یہ ہے خام خیال بلبل
در بدر خاک بسر دونون ہین گلچین صیاد ——— باغبان پڑتا ہے یون دیکھ وبال بلبل
گلشن دہر مین رعنا شعرا دیتے ہین ——— گل کو معشوق سے عاشق سے مثال بلبل

سب نے بادشاہ کو تخت پر سوار کیا دولہا بنا کر لے چلے قلعے مین جو داخل ہوے ہزارہا دوکاندار صراف و بزاز دوکانین آراستہ کیے بیٹھے تھے جوہری پیچے پگڑیان سر پر باندھے ہوے اپنی دوکانون سے اٹھ اٹھکر مبارک مبارک کہنے لگے سعد ایک ایک کا سلام لیتے ہوے داخل دار الامارۂ شاہی ہوے دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر تخت پہ بیٹھا ہے گرد اگرد وزرا امرا بادشاہ دولہا کو دیکھکر اپنے مقام سے اٹھا تخت بادشاہ کا اپنے تخت کے برابر بچھوایا حکم دیا قاضی صاحب کو لاؤ بادشاہ تصویر کو ہاتھ سے نہین چھوڑتے اس بادشاہ نے کئی مرتبہ کہا کہ حضور تصویر دیجیے اب صاحب تصویر کا سامنا ہوگا وہ بھی آپ کی مشتاق ہے سعد نے تصویر نہ دی سینے پر رکھے ہوے ہین دمبدم فرماتے ہین فرد دل کے آئینے مین ہے تصویر یار ⁂ جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی ⁂ ایک مرد ضعیف سامنے آیا اسنے ایجاب قبول کرایا سعد سے کہا یہ دختر بلند اختر مہران تاجدار ہے یہ قلعہ مہر مین مقرر کیجیے سعد نے کہا بیچ اس قلعے کا مالک نہین ہون بادشاہ اپنے مقام سے ہاتھ باندھکر اٹھا کہا ای شہریار یہ قلعہ مین نے آپ کے نام لکھ دیا آپ اسکو مہر مین دیجیے بادشاہ نے

سر جھکا لیا اُس بادشاہ پیر نے کہا کہ صاحبو یہ فرزند صاحبقران ہی میری دختر کو بہت
آرام دیگا ایک فخر اور اسکو حاصل ہی کہ وہ اُنپر عاشق ہو چکی ہی بعد شادی کی کئی دن
سے کھانا نہین کھایا ہی کہ رہی ہی کہ جب کنیزی مین شہریار کی جاتی ہون مین اس
لایق نہین ہون کہ اُنکے پہلو مین بیٹھون مگر خدمت گذاری کرونگی کہ مجھسے راضی
رہین ہرچند انیسین جلیسین سمجھاتی ہین کہ تمہارے خوش فرمایئے ملکہ جواب دیتی ہی کہ
اب شہریار کے ساتھ کھانا کھاؤنگی قاضی صاحب تہ بادو تکرار نہ کیجیے عقد واجبی کو
پڑھ دیجیے قاضی نے بیٹھکر عقد پڑھا جانبین سے ایجاب و قبول ہوا بعد عقد کے اُس
تاجدار نے کہا محل مین تشریف لیجائیے اپنی مشتاق کو حال دکھائیے وہ ہجران دیدہ
آفت کشیدہ نہایت بیقرار ہی ہزار دن دعائین دیگی بلائین لیگی بادشاہ اُٹھکر
محل مین آئے دیکھا ہزارہا عورتین بھری ہوئی ہین [illegible] کر سامنے آئین
مگر بادشاہ ایسے مبہوت ہین کہ کسی پر نگاہ نہ ڈالی مگر ڈومنیان تھیلے سارنگی بجاکر
یہ اشعار گا رہی تھین

نظم

سلامت رہین با جلال و حشم	فلک پر ہین جبتک کہ انجم عیان
عدو اُنکے پامال ہون شاد دوست	رغبت خوش اور تشفی خاندان
خوشی سے نہ ہو فرش کیونکر زمین	کہ پھولا سماتا نہین آسمان
قمر ہی جو صرف صفیر ہوگا	ہما ہی کہ طوطی ہی مستانہ

بادشاہ نے بلاکر مسند پر بٹھایا عروس بھی آکر بیٹھی ایک دوشالہ اوپر ڈالدیا آرسی
مصحف دکھانے لگے بادشاہ نے آئینے مین جو خیال کیا دیکھا کہ ایک ضعیفہ بڑھیا نہ
مُنھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت گالون مین گڑھے پڑے ہوے سر جھکائے ہوے
بیٹھی ہی بادشاہ نے جو یہ صورت ناشایستہ دیکھی کمال قلق ہوا بڑھیا نے دامن
پکڑ لیا کہا پیارے کیون آزردہ ہوے یہ کہکے ہاتھ بڑھایا منھ مثل غار کے کھولا
چاہا بوسہ لیلون وہ بو سے بدآئی معلوم ہوا بدرو کھل گئی بادشاہ نے جھلاکر
اول ہاتھ سے ہٹایا مگر اُسنے نہ مانا چاہا لپٹ جاؤن اور ہنس ہنس کے کہتی ہی کیون

اے شہریار ہم تو مدت سے مشتاق تھے اب جو یہ شادی ہوئی تو یہ انکار قاضی اب عقد پڑھ چکا اب میرے ساتھ عیش کرو بادشاہ نے ایک تمانچہ مارا بڑھیا نے دوشالہ الٹ دیا غل مچانے لگی کہ اے بی بیو دوڑو دولہا بڑا ظالم ہے تمام محل کی عورتین آکے جمع ہوگئین بادشاہ کو گھیر لیا غلغلہ کر رہی ہین اور کہتی ہین واہ رے مردوے ایسی حسین پر توجہ نہین ہوتی یہ تو بہت کمسن ہے صرف دو سو چالیس برس کا سن ہے اسنے ابھی دنیا کا کیا دیکھا چہار جانب سے عورتون نے غلغلہ کیا اور دُلھن تو یہی چاہتی ہے کہ لپٹ جاؤن ہرچند کہ سعد کو شرم آتی ہے کہ عورتون پر کیا تلوار کھینچون مگر چہار جانب سے عورتون نے گھیرا تب بادشاہ نے تلوار کھینچی عورتون کو قتل کرنے لگے جب کئی سے عورتون کو قتل کیا دُلھن سامنے سے بھاگی سعد نے بڑھکر ہاتھ مارا کہ دُلھن کے دو ٹکڑے ہوئے عورتین غل مچانے لگین کہ دولہا نے غضب کیا دُلھن کو مار ڈالا اُس بادشاہ پیر نے آواز دی یار دواب دولہا کو مارلو کئی ہزار آدمی محل مین گھس آیا بادشاہ سے سب آکر لڑنے لگے بادشاہ لڑ رہے ہین مگر لاشے نہین معلوم ہوتے تھوڑے عرصے تک بادشاہ لڑے آخر چہار طرف سے کمندین پڑنے لگین اور کمندون ورسنون مین بادشاہ کو گرفتار کیا وہین آہنگر آئے سعد شہریار کو اُسی مقام پر مسلسل ومطوق کیا کشتان کشان لے چلے اُسی دربار مین لائے اُسی بادشاہ کو دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہے اور وہ قاضی کہ جسنے عقد پڑھا تھا کرسی پر بیٹھا ہے لاشہ عروس کا بھی ساتھ لائے ہین عورتون نے آکر فریاد کی کہ اے شاہ عادل دُلھن کو اس نامنصف نے مارا قاضی نے پوچھا کیون او شخص اس دعوی طلسم کشائی پر یہ نامنصفی کہ عروس کو مار ڈالا شاہ نے فرمایا او قاضی بے وقوف تو مکار وغدار ہے او شاہ تجھکو کیا منظور ہے خون کے بدلے خون لیگا بحکم قاضی بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ تم کو ٹھا کھولو کتاب طلسمی نکالکر لاؤ دیکھو جمشید ادل کیا لکھ گئے ہین اس شخص کو لوگ طلسم کشا کہتے ہین اگر حقیقت مین یہ طلسم کشا ہے تو اسمین تصویر ضرور ہوگی احکام بھی مرقوم ہونگے یہ کہنا تھا کہ وزیر اٹھا کو ٹھا کھولکر کتاب لایا وہ

لاکر قاضی کے سامنے رکھی قاضی نے کتاب کو بوسہ دیا اور یا خداوند کہکر کتاب کو کھولا
صفحۂ اول مین یہ لکھا تھا کہ فلان دن طلسم کشا آئیگا عروس کو مار ڈالیگا ای مہران تاجدار
مناسب یہ ہی کہ فوراً اُس شخص کو قتل کرنا ورنہ دو سال ہی کہ گھر سے آگ لگیگی اور طلسم برباد
ہوگا قاضی نے یہ مضمون سامنے شاہ کے پڑھا شاہ نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ قاضی نے
کہا ابھی قتل مناسب نہین صحراے ویران مین لیجاکر اِسکو چھوڑ دو اور طلسم مین اشتہار
دو یہ تین دن وہان بے آب و دانہ رہے چوتھے دن قتل کرنا سب اہل طلسم جمع ہون
اُس مجمع مین یہ قتل ہو غرضکہ شاہ نے وزیر کو حکم دیا کہ اِس شخص کو صحراے ویران مین
لیجاؤ وہان جاکر چھوڑ دو تین دن آب و دانہ نہ ملے اُسکے بعد لانا مین مشتہر کرتا ہون
کل اہل طلسم جمع ہونگے اُسی مجمع مین قتل کرونگا وزیر اُٹھا کمر مین سعد شہریار کی پنجہ
دیا سعد شہریار کو لے اُڑا سعد شہریار متموج ہوا سے بیہوش ہوگئے اب جو آنکھ کھلی
اپنے کو ایک صحراے ویران مین پایا کہ چہار جانب سناٹا درخت خشک بونڈے گرد کے
اُٹھ رہے ہین اگر کوئی طائر بھٹک کر آگیا تو بہ شدت تشنگی سے گرا پر جل گئے پڑا ہوا تڑپ
رہا ہی صدہا طائر جابجا پڑے ہین سعد شہریار حیران و پریشان اُس صحراے ویران
مین دوڑ دھوپ کرنے لگے کہین پانی کا نشان نہین ملتا اگر کسی مقام پر کوئی جوہر
بھرا ہی تو اُسکا پانی کھول رہا ہی اگر ہاتھ ڈالدیا تو آبلہ پڑجاتا ہی اُس پانی کو کون
پی سکتا ہی حیران و پریشان دوڑتے پھرتے ہین دھوپ وہ سخت پڑ رہی ہی کہ زمین
تپ رہی ہی جو قطرہ بدن پر پڑتا ہی آبلہ پڑجاتا ہی اِس حال زار مین سعد شہریار کسی
مقام پر گر پڑتے ہین پھر اُٹھتے ہین ایک طرف روانہ ہوجاتے ہین کبھی دست دعا
اُٹھاکر دعائین مانگتے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اِس آفت سے نجات
دے اور اِس سختی سے بچالے رباعی ای آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی + در ظلمت
شب صبح نمایندہ توئی + دست من بیچارہ و فنومی بستہ شدہ + بکشاے خدایا کہ کشایندہ
توئی + چشمۂ چشم سے آنسو جاری ہین بادشاہ نوبت بجان وکار دبر استخوان ہو رہے
ہین بادشاہ تو اِس حال زار مین ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ یاسمن رنگین پوش کہ دختر مہران تاجدار ہی خواب مین سعد شہر یار کو دیکھنا اور بیقرار اُٹھنا اور برائے مدد سعد شہریار آنا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

پلا ساقیا جام جم سے وہ مل ۔ کہ عجائب کا احوال ظاہر ہو کل
تری بے رُخی نے پریشان کیا ۔ کہ سودائے زلف معنبر ہوا
پلا مجھکو اک جام حیرت فزا ۔ کہ معشوق کا حال لکھوں ذرا
تری شکل پر دل سے شیدا ہوں مین ۔ کبھی مثل سبزہ ہویدا ہوں مین
تری شکل کا کیا سراپا لکھوں ۔ لکھوں رُخ تو آئینہ حیران ہوں
رُخ خوب کی کس سے توصیف ہو ۔ سراپا کی کیا یار تعریف ہو
جو رخسار ہین پھول سے بیمثال ۔ تو ابرو ہین تیرے مثال ہلال
ترا قد جو سرو لب جو ہوا ۔ تو قمری کے نالے مین کو کو ہوا
نہال گلستان بھی ہین سبز پوش ۔ کہ ہی شہر کو بھر الفت کا جوش
فسانہ وہ دلچسپ و رنگین لکھوں ۔ کہ مشتاق ہون سامعین بے سکون

چہرہ عاشقان بیقرار و مشتاقان زار و خوار اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شہد مصنف مرصع نگار فصاحت ادا + چنین می نگارد زر کلک وفا + مہران تاجدار سعد شہر یار کو صحرائے ویران مین بھجوا کر خوشی خوشی محل مین آیا بیٹی اُسکی یاسمن رنگین پوش کہ جسپر جمشید ثانی عاشق ہوا تھا اُسنے پوچھا کیون باوا جان آج محل مین کیا ہنگامہ تھا مہران نے کہا اے نور نظر آج طلسم کشا نے داخل کیا اُسکی برات ہوئی خبیثہ مردار خوار کے ساتھ شادی کی قاعدے سے اُسنے اُسکو قتل کیا بڑا ہنگامہ ہوا مین نے اُسے گرفتار کرالیا اب وہ شخص صحرائے ویران مین بے آب و دانہ تین دن جفا اُٹھائے گا پھر اُسکے قتل کی تدبیر ہوگی مگر خداوند مردہ لکھ گئے ہین کہ ہرگز طلسم کشا کو موت نہین ہی ضرور بربادی ہوگی مین حیران ہون کہ

اب اُسکو کون بچائیگا کیونکر رہائی پائیگا لایق تصویر کھینچنے کے ہر جری بہادر صف شکن غنچہ دہن تیغ زن کس مایوسی سے صحراے ویران مین گیا ہو وزیر نے جھک کر خبر دی اُسی صحرا مین مارا مارا پھر رہا ہی نوبت بجان ہورہا ہی جا بجا یہی ہنگامہ ہی کہ طلسم کشا آگیا یاسمن یہ حال سُنکر خاموش ہورہی مگر دل پر بڑا صدمہ پہونچا کہ افسوس ہی ایسا شخص قتل ہوگا اِسی سوچ مین وہ سورہی عالم خواب مین دیکھا کہ ایک صحراے لق و دق وادی بے کنار ویران اُجاڑ ہی اُس مین سعد شہریار پھر رہے ہین یاسمن نے سامنے جاکر پوچھا کہ اے شہریار کس حال پر ملال مین ہو بادشاہ نے بیقرار ہوکر فرمایا **نظم**

شان نزول زلف گرہ گیر چاہیے — فرقان روے یار کی تفسیر چاہیے
پھانسی کا جرم بوسۂ کاکل مین دو حکم — میرے گلے مین زلف گرہ گیر چاہیے
اے ہمصفیر ہین شنوا گوش گل مگر — نالے مین عندلیب کے تاثیر چاہیے
کیونکر بڑھاؤن ربط نہ دربان یار سے — آخر کوئی توسلنے کی تدبیر چاہیے
کوشش سے ایک دن بھی میسر ہوا نہ وصل — تدبیر محض ہیچ ہی تقدیر چاہیے
دل نے صنم کا کل پیچان کو سر کیا — ملک تتار مین مجھے جاگیر چاہیے
رعنا نے جان دی ہی تصور مین یار کے — کنج لحد مین بھی وہی تصویر چاہیے

یاسمن نے جو یہ اشعار زبان سے سعد شہریار کی سُنے چاہا کہ لپٹ جاؤن خاک پاکو توتیاے چشم بناؤن سعد سامنے سے ہٹے یاسمن دوڑی لڑکھڑا کر گری آنکھ کھلگئی **نظم**

آنکھ کھلتے ہی ہوگیا سکتا — ہوکے حیران ہر طرف دیکھا
روکے کہتی تھی کیا ہوا یہ خدا — ہاے کیا ظلم یہ فلک نے کیا
ستیاناس ہو اِن آنکھون کا — مجھکو جی بھر کے دیکھنا نہ ملا
کور ہوجاتین یہ تو صبر آتا — پھر نہ ہوتین یہ آفتین برپا
ہاے کیون سوگئی تھی مین اسدم — خواب غفلت نے یہ کیا ہی ستم
زندگی اب محال ہی واللہ — اِس بلا مین پھنسی ہون خاطر خواہ
اے فلک کیا قصور میرا ہی — در بدر مجھکو کیون پھرا تا ہی

غزل

زلف جانان کا مجھکو سودا ہی	کیون نہ آنکھون مین ہو جہان تاریک
کیا ہی پر خوف میرا صحرا ہی	غول بھی بھاگتے ہین ڈر ڈر کے

یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہی ہی جان کھو رہی ہی کہ چند کنیزین آئین انھون نے آکر پوچھا کیون واری مزاج کیسا ہی ملکہ نے کہا مین نے طلسم کشا کو خواب مین دیکھا بہت بیقرار ہون گل اندام ایک کنیز پاس بیٹھ گئی کہا واری آپ کا قصر جو ویرانے مین ہی اُسی صحرا مین وہ قید ہی ایک دن اور ایک رات بھوک پیاس مین اُسکو گذر چکا ہی اپنے قصر مین تشریف لے چلیے وہان پہ لاکر آب و دانہ دیجیے یہ مژدہ سُنکر ملکہ یاسمن کو تسکین ہوئی دل ذرا ٹھہرا کنیزون سے حکم دیا کہ تخت تیار کرو مین طرف صحراے ویران کے چلونگی اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کا حال مین دیکھونگی ایسا شہریار کہ اپنے لشکر کا بادشاہ وہ اسطرح تباہ ہی جو ہوسکے وہ اِسوقت مین مدد کرون اجر عظیم ہوگا ہر چند کہ مان باپ دشمن ہونگے وزرا امرا بھی راہزن ہونگے مگر جو کچھ ہو سو ہو بقول شاعر فرد در مین دریاے بے پایان ورین طوفان شور افزا دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ٭ یہ شعر پڑھ کے فوراً تخت پر سوار ہوئی چند کنیزان باوفا و رازدان کو ساتھ لیا طرف صحراے ویران کے تخت اُڑا تی ہوئی چلی قصر صحراے ویران مین آکر اُتری بام پر آکر دیکھا کہ سعد شہریار دیوانہ وار وحشی مثال آبلے پانؤن مین پڑے ہوے سر برہنہ پھر رہے ہین اور چلا چلا کر فرماتے ہین اے محبوب مطلوب تیرا داغ لیکر چلے اِس صحرا مین زندگی دشوار ہی تیری جدائی مین جینا بیکار ہی یاسمن نے اُسی گل اندام کو حکم دیا کہ جاکر شہریار کو بلا لا میرا نام لینا اور کہدینا کہ جو تصویر تمھارے پاس ہی صاحب تصویر نے تمکو یاد کیا ہی گل اندام یہ سُنکر چلی دور سے دیکھا کہ سعد ریگ گرم پر بیٹھے ہین آنکھون سے آنسو بھی نہین نکلتے کف افسوس مل رہے ہین گل اندام گرتی پڑتی قریب آئی شاہ کو سلام کیا دیکھا کہ ہر چند یہ آفت اُٹھائی مگر وہ تصویر ہاتھ سے نہین چھوٹی ہی اُسی کو دیکھ دیکھکر زار و نزار رو رہے ہین کہ گل اندام نے قریب آکر کہا آپ کیون اِسقدر بیقرار ہین صاحب

تصویر نے آپ کو یاد کیا ہو وہ شادی شعبدۂ طلسم تھی اب اصل مین معشوقہ نے یاد کیا
ہو وہ خود تمھارے واسطے بیقرار ہو میرے ساتھ چلیے سعد گل اندام کے ہمراہ ہوے
رفتہ رفتہ قریب قصر کے پہونچے ملکہ بالاے قصر کھڑی تھی شہریار کی جو نگاہ شوق پڑی
دیکھتے ہی حیران جمال و محو دیدار ہوے ملکہ نے اشارہ کیا سعد سیڑھیون کو طے کر کے
بالاے قصر آئے ملکہ نے جوش محبت مین ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لاکر مسند پر بٹھایا پوچھا
کیسے مزاج کیسا ہو سعد نے آہ کی کہا صاحب غریبون کا کیا حال پوچھتی ہو غربت مین ہم
گرفتار مجبور و ناچار بادشاہ نے عجب مکر کیا کہ تصویر تمھاری دکھائی اور ایک زنگن
ضعیفہ کو دلھن بنا کر بٹھایا جب منھ پھیلاتی تھی تو بوے بد دہن سے آتی تھی آخر مین نے
اُسے قتل کیا اس صحراے ویران کی سیر تقدیر مین لکھی تھی ایک رات ایکدن اسی صحرا
مین گذرا کیا اپنا حال بیان کرین بہ قول شاعر اب یہ کیفیت ہو رہی ہو نظم

کھینچا ہو عکس قلب کے فوٹوگراف مین	شیشے مین ہو شبیہ پری کوہ قاف مین
وہ سرو مہر رات کو سویا لپٹ کے خوب	دونا مذاق وصل کا اُٹھا لحاف مین
گھونگھٹ مین مجھکو ابروِ قاتل نظر پڑا	شمشیر برہنہ نظر آئی غلاف مین
اے بحر حسن کچھ مرے دل کی خبر بھی ہو	ڈوبا چہ ذقن مین کہ گرداب ناف مین
بنتی نہین ہو آج جب اُس شوخ و شنگ سے	عاشق سے کیا عجب ہو جو بگڑے زفاف مین
رعنا دوئی کو چھوڑ دے اور محو ذات ہو	پڑ کفر اور دین کے نہ تو اختلاف مین

اس تکلف سے شہریار نے یہ اشعار پڑھے کہ یاسمن بلائین لینے لگی کنیزون سے
اشارہ کیا کہ کھانا لاؤ دسترخوان آکر بچھاؤ کنیزون نے اُسیوقت دسترخوان بچھایا
کھانا لاکر چنا یاسمن نے کہا نوش فرمائیے سعد نے ہاتھ کھینچ لیا فرمایا کہ اے یاسمن
جبتک دین اسلام نہ قبول کروگی یہ کھانا ہمپر حلال نہ ہوگا یاسمن نے کہا اے شہریار
مین اطاعت اسلام قبول کرتی ہون اس طلسم مین جہانتک ہوسکے گا کہ وکوشش
کرونگی یہ کہکے اطاعت اسلام قبول کی سعد نے خاصہ نوش فرمایا ملکہ کے ساتھ
شراب نوش کی سپر و شمشیر سامنے رکھی تھی وہ اٹھا کر اُٹھے فرمایا لو ملکہ جاتے ہین

انشاء اللہ اگر اِس مکارہ مہران کو جا کر نہ مارا تو نام اپنا نہ پایا یاسمن رونے لگی کہا
اے شہریار پھر بلا مین مبتلا ہو جیے گا ہرچند کہ جمشید اول لکھ گیا ہے کہ طلسم کشا کی موت
اِس طلسم مین نہین ہے مگر کنیز کو وہ قتل کرے گا زندہ نہ چھوڑے گا گل اندام نے اِشارہ
کیا کہ اے ملکۂ عالم کیون تکرار کرتی ہو سحر سے انکو بیہوش کرو اور طلسم سے نکال لیچلو
اگر یہان رہین گے تو ہزارہا آفتین ہین صدہا ساحر آپ کی تلاش مین نکلین گے
جہان پاوینگے پکڑ لیجاوینگے ملکہ نے سحر کرکے سعد کو بیہوش کیا جب تخت پر سعد کو
ڈالا تو سب کنیزین بھاگ گئین صرف گل اندام ساتھ رہی کہ اُسکو اپنے سحر پر ناز ہے
ملکہ نے تخت اُڑایا اِس خیال سے کہ سرحد طلسم سے نکلجاؤن ورنہ شہریار نہ مانینگے
سرحد طلسم مین جاوینگے گرفتار ہونگے ایک ایک ساحر بلاے روزگار ہے اُنکے
ہاتھ سے بچنا دشوار ہے سعد کو تخت پر ڈالا گل اندام نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا
ملکہ تخت پر آئین سعد کا سر زانو پر رکھ لیا تخت اُڑتا ہوا چلا دوپہر برابر رہ رہی
کی مگر یہ طلسم ہزار کوس کے گردے مین ہے برابر کوہ ویران کے پہونچین سعد کو
ہوشیار کیا سعد کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک پہاڑ پہ پایا یاسمن حیران حیران چہار طرف
دیکھ رہی ہے گل اندام کہتی ہے واری ابھی تو ناف طلسم ہے آگے بڑھیے یاسمن نے
کہا کئی پہر گذرے تخت کو اُڑاتے ہوے ابھی تک سرحد طلسم طی نہین ہوئی دیکھو اے
گل اندام وہم کا کھاتی ہو ہم سرحد طلسم سے نکل آئے سعد نے جو یہ ماجرا دیکھا تو
پوچھا کہ اے ملکہ مجھے کہان لائین یاسمن نے کہا آپ کو طلسم سے نکال لائی سعد نے
تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا مین اپنے کو ہلاک کرونگا یا طلسم مین جاؤنگا ملکہ سوچو
تو کہ اِرادہ طلسم کشائی کا کیا اور پھر واپس جاؤن مین خاص طلسم مین جاؤن گا
اور جادو کو چھوڑونگا یا اپنی جان دونگا ملکہ ناچار ہوئین کہا اے شہریار اِسی پہاڑ
پر ٹھہریے مین تو یہ چاہتی ہون کہ آپ کو اِس بلا سے نکالون اور میری تو یہ کیفیت
ہے دل کی عجب حالت ہے

نظم

کیا عشق گل کھلاتا ہے اُس گلعذار کا		داغون سے باغ دل مین ہے عالم بہار کا

حیرت میں آ کے مانی و بہزاد رہ گئے / نقشہ کسی سے کھنچ نہ سکا اُس نگار کا
سیماب ہے خیال رُخ آتشیں میں یہ / ممکن نہیں قرار دل بیقرار کا
نیرنگی جہان سے ہے گہ وصل گہ فراق / کیا رنگ ہے دورنگی لیل و نہار کا
عاشق یہ عشق سرو قد یار میں ہے محو / سیدھا لیا ہے راستہ مجرم نے دار کا
شیریں کے در کو چھوڑ کے کیا دلمیں آگئی / رستہ جو کوہکن نے لیا کوہسار کا
ہاتھوں میں نازکی سے سنبھلتی نہیں جو تیغ / ہے اسمیں کیا گناہ ترے جان نثار کا
دنیا سے غیر عشق گیا کون میرے ساتھ / ممنون ہوں مزار میں اِس یار غار کا
پھولا نہیں سماتا ہوں شادی سے اِس لیے / بوسہ ملا ہے آج کسی گلعذار کا
آئینہ سان خدا نے بنایا ہے دل کو صاف / دل میں ہمارے نام نہیں ہے غبار کا
تخت روان سے مجھکو سلیمان کے کام کیا / ساکن ہوں خاکسار ہوں میں کوے یار کا
پھر مرغ دل نے اپنے کیے بال و پر درست / رعنا قریب آیا ہے موسم بہار کا

سعد نے فرمایا اے ملکہ نہ گھبراؤ انشاء اللہ تعالیٰ اِس طلسم کو فتح کر کے تمکو بادشاہ کرینگے ملکہ نے کہا اے شہریار یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے آٹھ پہر سامنا فراق کا اختتام اشتیاق کا آج کچھ ہے کل کچھ ہے زمانہ انقلاب میں ہے زندگی کا اعتبار نہیں ہے نظم

حسرت نظارۂ سوے کمر داریم ما / بہتر اند عنقا شکاری در نظر داریم ما
وقت گریہ جسم صافش در نظر داریم ما / روح چہ در تار نظر یکتا گہر داریم ما
نیست پروایم بجنگ آمد اگر ترک سپہر / ہمچو آہ دل خدنگ کارگر داریم ما
باعث رسوائی قاتل بعالم نیستیم / کشتۂ عشقیم و زخم اندر جگر داریم ما
نیست ما را احتیاج شمع بر مرقد نظام / در دل خود داغ آن رشک قمر داریم ما

عاشق و معشوق مل رہے ہیں کلمات حسرت ہو رہے ہیں کہ ملکہ نے بیقرار ہوکر کہا اے گل اندام تھوڑا پانی تو لاؤ گل اندام پہاڑ سے اُتری تلاش آب میں گئی جب اُسکو دیر ہوئی تو ملکہ نے کہا ذرا آپ اُترکر دیکھیے تو کہ گل اندام کہاں گئی سعد جو اُترے دیکھا کہ سامنے سے ایک اژدہا آتا ہے اژدہے نے سعد پر حملہ کیا

سعد نے تلوار سے اُسکو قلم کیا اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من اژدر جادو
ہو سعد نے اپنے کو کنارے دریا کے پایا ایک کشتی سامنے سے نمایان ہوئی اُسپر
ایک نازنین نہایت جمیل وحسین چند خواصین اُس کشتی کو روان کر رہی ہین اور
ماہگیرین قوم کی بنگالنین کشتی کو کھے رہی ہین وہ کشتی کنارے آئی اُس نازنین کی
سعد پر نظر پڑی کلیجہ تھام لیا سامری وجمشید کا نام لیا کنیزون سے اشارہ کیا اِس
جوان کو لاؤ ہمارے پہلو مین لاکر بٹھاؤ کنیزون نے آکر سعد کو بلایا پہلو مین لاکر
ملکہ کو بٹھایا ملکہ نے اشارہ کیا کہ کشتی روانہ کرو جب کشتی روانہ ہوئی اور وسط
دریا مین پہونچی تو اُس نازنین نے ایک بنگالن کو اشارہ کیا اُسنے ڈانڈ کشتی
مین ماری کشتی چرخ مار کر غرق ہوگئی سعد کشتی سے کود ے مگر تموج ہوا سے
بیہوش ہوگئے جب بعد چند ساعت کے آنکھ کھلی نہ دریا تھا نہ کشتی تھی صرف ایک
صحرا ے سبزہ زار ونواح دلکشا تھا ہر گل وغنچہ آنکھ کھولے ہوئے پتے سبز سبز درختون
مین پھل مثل پستان معشوق عروسان بہار اکڑ رہی ہین عندلیبان خوشنوا محو
زمزمہ سرائی ہین مگر یہ رعنائی وزیبائی دیکھتے ہوے آگے بڑھے دیکھا دروازہ
باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی ہوا ے سرد آرہی ہی بسم اللہ کہکر داخل باغ
ہوے روش پٹری کو طی کر کے وسط باغ بین پہونچے دیکھا ایک مسند بچھی ہی اُسپر
ایک شاہزادی تاج سر پر چہرہ رشک قمر چند کنیزین گرد سامنے ایک گائن بیٹھی
یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی مالک کا دل لبھا رہی ہی نظم

داغون سے باغ باغ ہی پستان سرا دل
مر جاے بھول کر نہ کسی سے لگاے دل

کیا بیخزان بہار ہی گلچین نصنا ے دل
یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آے دل

قسمت سے نقش پاے صنم کو جو پاے دل
سو جان سے فدا ہو وہین لوٹ جاے دل

سینیے گا آپ مجھسے اگر ماجرا ے دل
جاے کہین نہ ہاتھون سے بیٹھے بٹھاے دل

بوسہ دہان یار کا لے منھ کی کھاے دل
او رفرط شوق سے نہ کہین منھ کو آے دل

ناصح خطا معاف کسی پر نہ آے دل
جی چھوٹ جاے ہاتھ سے جسوقت جاے دل

وسعت یہ ہے نہ کون و مکان تنگ سماے دل	حسرت ہے تنگ جلیے نہ از تنگ ناے دل
دل مین نداے غم ہے تو غم مین صداے دل	دل غم پکارتا ہے تو غم ہاے ہاے دل
دلدارہ کام کرتی ہے آہ رساے دل	نادان نہ دل شکستہ نکلی نے بد دعاے دل
آنکھین بھی رو کے پھوٹ گئین دیکھو لاعلاج	شامل رہا نہ درد مین کوئی سواے دل

اُس نازنین نے جو سعد شہریار کو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی استقبال کرکے لائی مسند پر بٹھایا کہا اے سعد شہریار میرا نام جیجون جادو ہے مین تمھاری ہی تلاش مین نکلی تھی مگر آپ کو دیکھکر مائل ہوئی اب یہ بتاؤ کہ یاسمن کو کیا کیا تمام طلسم مین ہنگامہ ہے کہ یاسمن بھاگ گئی قیدی کو بھی لے گئی اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو مجھکو قبول کرو میرا دل نہ ملول کرو ورنہ پچتاؤگے یہان سے نکلنے نہ پاؤگے سعد نے کہا مین تجھکو نہ قبول کرونگا جو ہوسکے وہ کر خواہ قتل کر ڈال خواہ بخشدے مگر مین تجھ ایسی فاحشہ کو نہ قبول کرونگا مرد کے نام پر لوٹی پڑتی ہے اپنی غرض کے واسطے لڑتی ہے مین نہین جانتا کہ یاسمن کہان ہے یاسمن اور گل اندام میرے ساتھ نہین آئین مجھکو ایک ساحرہ اُٹھا لائی جیجون نے ہنسکر کہا اے سعد شہریار میرے پنجۂ ظلم سے رہائی نہ پاؤگے تڑپ تڑپ کر مرجاؤگے مجھکو ترس نہ آئیگا مین تمھاری قید روانہ کرونگی عہدۂ جلیل پاؤنگی بادشاہ کا یہی حکم ہے کہ جو قیدی کو گرفتار کرکے لاے انعام و اکرام پاے مگر تیری محبت مین یہ سختی گوارا کی کہ بادشاہ طلسم کی دشمن بنی اگر ابھی وہ سُن پاے تو آفت برپا کرے سعد نے کہا جو تجھسے ہو سکے تقصیر نکر خداے ما بزرگ است وہ کریم و رحیم ہے کوئی سبب پیدا کریگا کہ رہا ہو جاؤنگا جیجون نے کہا میرے قبضے سے نکلنا دشوار ہے کہو تو ابھی اسی باغ کو ویران کرکے دکھادون صحرا و کوہستان بنادون سب طرح کا مجھکو اختیار ہے تو مجبور و ناچار ہے اے سعد شہریار انکار بیکار ہے بیٹھکر عیش کرو گانا سنو شراب پیو کیفیت حاصل ہو اور انکار تمکو پریشان کریگا سعد انکار کر رہے ہین اور جیجون جادو وصل پر آمادہ ہے کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر سیاہ فام آکر پہونچا کہا کہ کیون

ججیون رات بھر ہمکو گذری انتظار کرتے کرتے اور تم نہ آئین ججیون نے کہا کہ او
ملعون سامنے سے جا دور ہو مین نے اب یہ معشوق پیدا کیا کہ آفتاب عالمتاب ہی
اب مین تیرے پاس نہ آؤنگی حکاک جادو نے غصے مین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
طرف ججیون کے چلا ججیون نے ایک دو تھپڑ مارا زمین سے پانی پیدا ہوا ایک دریا
ہو گیا دیکھا سعد نے کہ حکاک جادو شناوری کرتا ہوا آتا ہی پکارتا ہی کہ او ججیون
دیکھا تو نے کہ تیرے سحر کو دفع کیا دیکھ اب بھی وصل قبول کر یہ کہکے تڑپا ججیون پر
گرا پنجے مین دبا لیا اڑتا ہوا روانہ ہو گیا کنیزین سب بھاگ گئین سعد نے جو اپنے
کو تنہا پایا باغ سے نکلے صحراے سبزہ زار کو دیکھتے ہوے چلے جاتے ہین کہ کان مین
آواز توپ کی آئی طرف آواز کے متوجہ ہوے صحرا سے نکلکر دیکھا کہ ایک قلعہ
سر بہ فلک کشیدہ ہی ایک بادشاہ نوجوان فریاد کر رہا ہی اور ایک پہلوان
زبردست یلغر کیے ہوے جاتا ہی سعد نے للکارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
شجاع و جوانمرد و رستم نشان
بہار گلستان کاؤس و جم
بہار گلستان صاحبقران

اُس پہلوان نے سعد کو دیکھکر نعرہ کیا کہ او سعد مین تمھاری تلاش مین تھا منم
قمار دریا نشین یہ کہکے گینڈے سے کود اسعد پر حملہ کیا سعد نے تلوار اُس کی
چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اہل فوج جو سامنے کھڑے تھے لینا لینا کہکے
دوڑے ایک سوار نیزہ ہلاتا ہوا قریب آیا سعد نے قمار کو اُسپر کھینچ مارا سوار
و قمار دونون مر اٹھا ہو گئے تلوار کھینچکر فوج پر جا پڑے دو چار جوان مارے
تھے کہ وہ بادشاہ نوجوان قلعہ کھولکر نکل پڑا شریک جنگ ہوا قمار کی فوج کو
شکست دی ہمراہیان قمار لاشہ اپنے افسر کا لیکر بھاگے اُس نوجوان نے آکے
سعد کے قدمون کو بوسہ دیا کہا فیروز تاجدار میرا نام ہی اُس پہلوان نے آکر
شکست دی مین قلعہ بند ہوا اب طالب تھا کہ قلعہ خالی کر دو آپ نے عین وقت پر
آکر مدد کی مین آپ کا ممنون احسان ہوا سعد نے فیروز تاجدار کو کلمہ پڑھایا بس

فیروز مع فوج مسلمان ہمراہ سعد کو لیکر قلعے مین آیا بادشاہ کو تخت پر بٹھایا بدل و جان اطاعت کی بادشاہ نے فرمایا اے فیروز تاجدار مین یہ چاہتا ہون کہ یاسمن کو تلاش کرون نہین معلوم اُسپر کیا گذری مگر یاسمن پر یہ حال گذرا کہ یاسمن نے جب دیکھا کہ عرصہ گذرا اور شہریار پلٹ کر نہ آئے اور نہ گل اندام پلٹی روتی ہوئی پہاڑ سے اُتری کہ سامنے سے ایک ساحر آیا دیوانۂ صحرا نشین نام ہو یاسمن کو دیکھکر بہت ہنسا پکار کر کہا اے ملکۂ عالم قیدی کو کیا کیا یاسمن نے کہا مین قیدی سے واقف نہین ہین براے سیر آئی تھی اب پلٹ کر جاتی ہون دیوانہ نے کہا مین تمکو گرفتار کر کے لیچلونگا یاسمن نے کہا تیری کیا مجال ہو ساحر نے گولہ مارا ملکہ نے کاٹا اُسی صحرا سے ایک زنگی پیدا ہوا پکار کر آمادہ دمی کہ اے ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی یاسمن نے پکار کر کہا کہ اِس دیوانے کو ہوشیار کر دے زنگی قریب ساحر آیا ساحر نے ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے کلائی پکڑ کے اُسکو چیر ڈالا ساحر کو مار کر زنگی طرف صحرا کے چلا گیا عقاب جادو فرستادۂ والیان طلسم نے جسکو براے تلاش بھیجا تھا اُسنے آسمان سے یہ سب معرکہ دیکھا تڑپ کے گرا یاسمن کو پنجے مین دبا لیا اِس زور سے جھٹکا دیا کہ یاسمن بیہوش ہو گئی عقاب جادو لیے ہوے ملکہ کو جاتا ہی صبح کا وقت ہو سعد شہریار بالاے قلعہ بیٹھے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک ساحر یاسمن کو لیے جاتا ہو کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بھر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینے کو عقاب کے توڑ کر پار گذرا ملکہ چھوٹین بالاے قلعہ غلطاں کھاتی ہوئی آئین مگر سعد نے ہاتھون پر روکا ملکہ ہوشیار ہوئین سعد کو دیکھکر رونے لگین کہا اے شہریار آپ اتنے عرصے کہان رہے سعد نے سب ذکر کیا کہ جیجون جادو نے گرفتار کیا تھا مگر اُسکو اُسکا آشنا لے گیا مین نے اِس قلعے کو آکر تسخیر کیا ملکہ کو لیکر دار الامارہ مین آئے ملکہ نے کہا اے شہریار اب کیا قصد ہو فرمایا طلسم مین جاؤنگا بدون فتح طلسم آرام نہ آئیگا سنعام افسوس ہی کہ جدہ ہماری تو قید ہون اور ہم یہ آرام بیٹھین اِس قلعے کے لینے کو غنیمت جانین

جب بادشاہ طلسم قتل ہو جاوے رہا ہوں تب دل کو آرام آئے ورنہ اس قلعے مین قید
نہ رہونگا مین ضرور بہ راستے تباہی طلسم جاؤنگا اے ملکہ عالم اولاد صاحبقران کو بڑی
مشکل ہو حریف جیسے پاجی گل ہو کسی امر کا ارادہ کرنا اور راستہ نہ ہونا وربار دو اسے
چشمک کرتے ہین اور یہین تو بادشاہ لشکر اسلام ہون ضرور سب مضحکہ کرینگے اور
فرزندان خواجہ بزرجمہر کا احکام کبھی خالی نہین جاتا انھون نے اور دوسرے
خواجہ عبدالرحمن جنی نے فرمایا ہو کہ آپ اِس طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب
وغرائب کے سیاح ہین مگر سختی ہو وہ سختی جھیلین گے جان پہ کھیلین گے ملکہ خاموش
ہو رہین مگر سعد شہریار شب کو جو آکر سوئے دیکھا کہ یکایک آسمان پہ فراٹا ہوا
سر اٹھا کر سعد نے دیکھا کہ ایک جادوگر فیروزہ کو لیے ہوے جاتا ہو سعد فیروزہ
کو دیکھکر بیقرار ہو گئے تلوار سنبھال کر اُٹھے آخر سوچتے سوچتے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تین بھال کا تیر مارا سیسر جو کٹا کا ساحر الگ ہو گیا تیر اُسکے پانوٗن پر
پڑا خون کے جو قطرے ٹپکے ہر قطرے سے ایک طائر پیدا ہوا ساحر نے نعرہ کیا
کہ باش او شخص تو نے بڑا ستم کیا کہ میرا پانوٗن زخمی ہوا ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا
یہ کہکے اُترا زمین پر قایم ہوا سعد نے دوسرا تیر جوڑا ساحر چاہتا تھا کہ سحر کرو ن
مگر تیر آکر سینۂ پُرکینہ پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا وہ طائر جو پیدا ہوے تھے
جلنے لگے آندھی سیاہ چلی آواز آئی کشتی مرا نام من صحرا سے جادو بود بادشاہ نے
دوڑ کر فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ نے جو سعد شہریار کو دیکھا نہال ہو گیا اور
قدمون سے لپٹ کر رونے لگا عرض کی اے شہریار آپ یہانتک کیونکر پہونچے
سعد نے سب حال اپنا بیان کیا اور فرمایا کہ دختر بادشاہ دربند مجھپر عاشق ہو اور
لیکر نکل آئی وہ بھی اِسی قلعے مین ہو فیروزہ بہت خوش ہوا سعد فیروزہ کو ساتھ
لیے ہوے محل مین آئے ملکہ نے جو فیروزہ کو دیکھا حیران ہو گئی پوچھا اے شہریار یہ
کون ہو سعد نے بیان کیا کہ یہ ہمارا عیار ظفر ارجمین کا رفیق ہو نہایت شفیق ہو
اب یقین ہو کہ ہمارا ضرور رجانا ہوگا فیروزہ پھر دن بارگاہ آیا لشکر دیکھا فیروزہ تا حد

سے ملاقات کی سب خوش ہوئے ہر ایک کا یہ قول تھا کہ جیسا سردار ویسا عیار تین دن کے
بعد شہریار رسلاح سنجوگ لگا کر آمادہ ہوئے ملکہ رونے لگی کہا اے شہریار کنیز بھی ساتھ چلیگی
ہر مقام پر شرکت کریگی اگر کوئی ساحر سرکشی کریگا تو اُسپر ٹوٹ پڑیگی سعد نے کہا میں یہ
نہ منظور کرونگا ایک کنیز نے اشارہ کیا کہ آپ کیوں تکرار کرتی ہیں جب یہ جائیں تو آپ
بھی جایئے کبوتر یا شہباز بنکر قریب سر کے رہیئے گا ملکہ خاموش ہو رہیں سعد پشت
مرکب پر سوار ہوئے جب بارگاہ میں آئے تو فیروزہ تاجدار نے دامن تھام لیا کہا
اے شہریار میں ضرور ساتھ چلونگا ایسے وقت میں ہمراہ نہ ہوں سعد نے قبول کیا
فیروزہ تاجدار نے بارہ ہزار سوار تیار کیے سعد آگے ہوئے تخت پر فیروزہ پیچھے
فوج ظفر موج جب شاہزادہ نکل گیا تو ملکہ تڑپ کر گری ایک باز کی شکل بنکر یہ بھی
چلی جیسے ہی قلعے سے سعد نکلے احکام جادو فرستادہ مہران تاجدار ڈھونڈھتا
پھرتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ لشکر لیئے سعد جاتے ہیں تو اسنے آسمان سے سحر کیا کہ
سعد کا گھوڑا چلنے سے رُکا تخت فیروزہ بھی رُک گیا اہل فوج کے مرکب بدلگامی
کرنے لگے جب لشکر رُک گیا تو سعد نے پلٹ کر فرمایا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے فیروزہ
بن عمرو کہ ہمراہ سفار کاب چھوڑ کر الگ ہوا ایک نخل کے سایے میں جا بیٹھا اور
رنگ ورو غن عیاری کا لگا کر ایک نازنین کی شکل بنا بیٹھکر رونے لگا احکام نے
جب آسمان سے دیکھا کہ سحر میرا تاثیر کرچکا تو بہ شکل اصلی آسمان سے اُترا چاہا کہ میں
سعد کو گرفتار کر لوں کہ کان میں رونے کی آواز آئی طرف آواز کے متوجہ ہوا
کہ دیکھا ایک نخل کے سائے میں ایک مہ جبین غنچہ دہن بیٹھی ہوئی رو رہی ہے جو
صدف چشم سے مروارید بے بہا نکل رہے ہیں اُنکو تار اشک میں پرو رہی ہے
ہچکی لگی ہوئی ہے احکام نے بیقرار ہو کر قریب آکر پوچھا اے نازنین تو کسواسطے
روتی ہے فیروزہ نے جواب دیا کہ میں دیہات کی رہنے والی ہوں یہ لشکر جو میرے
گانوں سے گذرا میں تماشہ دیکھنے نکلی اِس فوج کے رسالدار نے مجھکو گود میں
اُٹھا لیا اپنے لشکر میں لایا آج کئی دن گذرے کہ شب کو مجھپر ظلم کرتا تھا مگر میں نے

دامن عصمت بچا یا آج بچا یک لشکر مین ہلڑ ہوا مین بھی خیمے سے نکل آئی مجھکو کسی نے
نہ روکا نا چار ہوکر یہان آبیٹھی اب حیران ہون کہ تین منزلون کا بعد ہی اپنے گھر تک
کیونکر جاؤن مان باپ ڈھونڈھتے پھرتے ہونگے احکام نے کہا میرے ہی سحر سے
یہ ہنگامہ ہوا مہران تاجدار نے مجھکو بھیجا تھا کہ سعد کو ڈھونڈھکر لاؤ مین نے
یہان پایا سحر کیا کہ سعد کا گھوڑا رک گیا لشکر والے بھی سب بیکار ہین اب مین
سعد کو گرفتار کر کے لیجاؤنگا تجھکو تیرے گھر پہونچا دونگا مگر مجھسے وعدہ کر کہ میرے
ساتھہ شادی کرنا فیروزہ نے شرما کر جواب دیا کہ جب تم یہ مصیبت میری کاٹوگے تو
وہ میرے مان باپ کیسے خوش ہونگے بہ خوشی قبول کرینگے لیکن تم سوال نہ کرنا
مین ترکیب سے کہدونگی کہ اس شخص نے مجھکو ظالم سے بچایا اب مجھکو اسی کے ساتھہ
کر دو جو میری تقدیر مین ہوگا وہ سہونگی یہ میرا وارث ہی جو جو مصیبت گذری ہی
اسکو بیان کرونگی شرم سے تمسے نہین کہتی مان باپ سے پوست کندہ کہون گی
احکام بیٹھ گیا ہاتھ بڑھانے لگا فیروزہ نے کہا دیکھو دست درازی نہ کرو
فقط تین منزلین طی کرنا ہین احکام نے کہا مین ان قیدیون کو بھی لیلون شاہ
جو پوچھے گا تو اس سے کیا کہونگا فیروزہ نے کہا فقط گنہگار کو لیلو احکام نے
کہا مجھکو بڑا فکر وہ ہی کہ گل اندام کنیز وملکہ یاسمن رنگین پوش کو ہمراہ لیکر یہ بھاگا تھا
وہ دونون کہان ہین مگر خیر یہ گنہگار تو ملا وہ بھی ملجاوینگی اب مین جاتا ہون سعد
کو گرفتار کر لاؤن لشکر کو اسی مقام پر چھوڑ دون مہران تاجدار سب کو گرفتار
کر امنگا ہے گا بہت ساحر ہین کئی سو ساحر تلاش مین نکلا ہی مین بسبب تیرے
ایک ہی قیدی کو لیے چلتا ہون فیروزہ نے کہا جاؤ صاحب گرفتار کر لاؤ احکام
نے ایک تخت سحر بنایا کہا اسپر بٹھا کر تمکو لے چلونگا کچھ قریے کا نام یاد ہی فیروزہ
نے تتلا کر کہا مجھے نام نہین یاد فقط اتنا خیال ہی کہ میرا باپ زمیندار ہی دروازے
پر درخت بہت سے لگے ہین گانون بڑا ہی کھیتی تیار ہی جابجا غلہ کٹ رہا ہی یہ نشان
کیا کم ہی احکام ہنس پڑا جی مین کہتا ہی بالکل بے وقوف ہی جو اسنے پتہ بتایا

ہر ایک گانوٗن مین یہی ہوتا ہو مگر مین تلاش کرلونگا یہ کہکے چاہا چلون نازنین نے
کہا بیٹھ جاوٗ بہت نہ گھبراوٗ کیا جلدی ہو سب تمھارے قبضے مین ہین سحر تمھارا غالب
ہوچکا بھاگ نہین سکتے احکام نے کہا جبتک مین زندہ ہون کسی کا قدم ہرگز
نہ اُٹھیگا اگر مجھکو منظور رہو تو آپس مین تلوار چلنے لگے ایک زندہ نہ بچے آپس مین
لڑ بھڑ کر مر جاوین مگر مجھکو منظور یہ ہو کہ یہ سب سامنے بادشاہ کے پہونچین پھر شاہ
کو اختیار ہو خواہ قتل کرے خواہ بخشے مین تو تمھارے فراق مین رہونگا گانون
مین تمھارے سکونت اختیار کرونگا مین بھی کچھ نہ کچھ ڈھچر پھیلاوٗنگا کہ تمھارے
باپ راضی رہین میرے رہنے سے یہ نفع ہوگا کہ کوئی اُنسے بول نہ سکیگا جسقدر
اُنکے دشمن وغیرہ ہونگے سب اطاعت کرینگے جو کوئی سرکشی کریگا اُسکو جلادونگا
کسکی مجال ہو کہ اُنسے آنکھ ملاسکے فیروزہ نے کہا لو اور تماشہ دیکھو سعد نے
گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے بھاگا جاتا ہو احکام جادو پلٹا فیروزہ نے حلقے
کمند کے گلے مین ڈالدیے چاہا جھٹکا مارون مگر احکام کے منھ سے آگ نکلی کہ
کمند جلی فیروزہ نے چاہا جست کرکے بھاگون احکام نے زمین پر دو ٹھوکر مارا
فیروزہ گرا رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا احکام نے فیروزہ کو گرفتار کیا
پوچھا کہ ارے تو کون ہو اگر مین ہوشیار نہ ہوتا تو مجھکو مار لیا تھا احکام فیروزہ
کو گرفتار کرکے قریب سعد آیا سعد چاہتے ہین تلوار کھینچون مگر ہاتھ قابو مین
نہین تلوار نیام سے نہ نکلی احکام نے آکے گرفتار کیا فیروزہ و سعد کو تخت پر
سوار کیا آپ کھڑے ہو کر سحر کرنے لگا کہ تخت اُڑتا ہوا چلے مگر ملکہ یاسمن نے
کہ باہر بنی ہوئی آتی تھین دور سے دیکھا کہ لشکر ایک مقام پر رکا ہوا کھڑا ہو
گھوڑے بدلگامیان کر رہے ہین حیران و پریشان ہو ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا جو
خیال کرکے دیکھا تو ایک ساحر نے سعد اور فیروزہ کو گرفتار کیا ہو چاہتا ہو تخت
اُڑا کر لیجاوٗن ملکہ نے سوچا کہ اسی ساحر نے گرفتار کیا ہو آسمان سے سحر کرکے
کار دستہ پھینکی اور للکارا کہ او نابکار تھم یاسمن رنگین پوش اپنی جان بچا احکام

نے سر اُٹھایا کارد قریب پہونچ چکی تھی سینے پہ پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری احکام کا مرنا کہ سعد اور فیروزہ نے رہائی پائی سعد نے فیروزہ سے پوچھا فیروزہ نے کہا غلام سے نے عیاری کی تھی لیکن گرفتار ہوا یہ مدد غیبی کیونکر ہوئی بلکہ احکام کو مار کر آگے بڑھ گئین سعد سوار ہوے سب سوار اپنے ہوش مین آئے لشکر چلا چوتھے دن لشکر ایک صحرا مین آکر پہونچا وہان ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ بوتیمار اُسکا نام ہی بوتیمار جادو اُس قلعے کا حاکم بالاے قلعہ بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ایک لشکر صحرا مین آکر اُترا ہی بوتیمار نے حکم دیا کہ دریافت کرو افسر لشکر کون ہی ہرکارون نے آکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ فتاح طلسم مہران تاجدار پر جاتے ہین احکام نے راہ مین روکا تھا مگر وہ مارا گیا اُس لشکر مین کوئی ساحر نہین ہی یہ سُنکر بوتیمار اُٹھا کہا میرے پاس تو نامہ پہونچا کہ تم بھی آنا طلسم کشا قتل ہوگا یہ کیا معرکہ گذرا ذرا دریافت کرو کسقدر ساحر ہین سب تیار رہون چوبیس ہزار ساحر اسباب سحر سے آراستہ ہوکر سامنے آئے چوبیس ہزار ساحرونکو ساتھ لیکر براے مقابلۂ سعد شہریار چلا یہان سعد شہریار بعد اُترنے لشکر کے بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھے تھے فیروزہ تاجدار و افسران فوج گرد بیٹھے ہین لشکر اُتر رہا ہی نوبت نقارے بج رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بد انجام تخت سحر پر سوار چوبیس ہزار ساحر پشت پر آکر مقابلے مین اُترا ایک ساحر کو حکم دیا کہ خدمت مین شاہ کی جاؤ ہماری جانب سے عرض کرو کہ آپ سے شاہ طلسم کو بہت ملال ہی کہ آپ قید سے بھاگے اب مہران تاجدار کو اختیار ہی مگر ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمکو بچالین گے خداوند حال کو سجدہ کرنا جان بخشی ہوجاے گی ساحر نے آکر سعد سے کہا سعد نے جواب دیا کہ بوتیمار سے کہنا کہ ہم مہران تاجدار کو سزا دینے جاتے ہین جو تمسے ہوسکے قصور نہ کرو ساحر نے پلٹ کر جواب دیا بوتیمار بہت جھلایا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل سب کو گرفتار کرونگا ایک رسّی مین باندھکر بھیجونگا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے کہ لشکر سعد کے حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت سعد مین

آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ ✤ گل سرخ تا بد چو روشن چراغ ✤ نگین سعادت بنام تو باد ✤ ہمہ کار عالم بہ کام تو باد ✤ شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز جگر رہے بوتیمار نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آرا ہے شہزادہ آتش کینہ وعناد و فساد کو دوبالا کرے بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے غرض یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب کہ جمشید ماہ تابان ہومخانۂ مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ زرین پوش سحر ضیا و شعاع تیار کرکے بالائے چرخ زبرجدی آیا تمام دنیا روشن ہوئی اودھر سے بوتیمار جادو خرس پر سوار چوبیس ہزار ساحر پشت پر علمہائے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے اس کر و فر سے میدان مین آکر پہونچا اودھر سے لشکر سعد پرے باندھے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اس کر و فر سے میدان مین آکے پہونچا صفین آراستہ و پیراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی گرد بیٹھ کر جا کھڑے ہٹے بوتیمار نے اشارہ کیا ایک زاغ سیاہ رو کانون کان کرتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سعد نے گھوڑا بڑھایا مگر کمان کو کاندھے سے اُتار زاغ نے چاہا سحر کرون مگر بادشاہ نے جلدی کرکے تیر مار دیا کہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر گئی ساحر نکلے اسیطرح ہاتھ سے سعد کے مارے گئے آخر بوتیمار نے خود اپنا خرس بڑھایا سعد نے تیر مارا بوتیمار نے جلا دیا کئی تیر مارے بوتیمار نے جلا جلا دیے ایک گولہ مارا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی سعد خاموش ہوکر کھڑے ہو رہے کمان ہاتھ سے چھوٹ کر گری گھوڑا بدلگامی کرنے لگا تمام لشکر مین تہلکہ پڑ گیا مگر یاسمن رنگین پوش بشکل کبوتر جو آتی تھین صحرا مین ایک نخل پر بیٹھکر سو گئین آنکھ جو کھلی دیکھا لشکر جا چکا صحرا مین سناٹا پڑا ہے خیمے اُکھڑ جانے کے نشان معلوم ہوتے ہین اُڑتی ہوئی چلین اُسوقت پہونچین کہ بوتیمار سحر کرکے بڑھا ہے کہ سعد کو گرفتار کرون آسمان سے جو یاسمن نے دیکھا بیقرار ہو گئین اور بوتیمار کو پہچانا کہ مصاحبون مین مہران کے ہے فوراً ایک دستک دی اور آسمان سے

چند پھول پھینکے صحرا پر بہار ہونے لگا طائران زمزمہ سرا یہ اشعار گانے لگے نظم

کاکل و رخ کو ترے یاد کیا کرتے ہین ۔ رات دن ہجر مین فریاد کیا کرتے ہین
دل تصور سے ترے شاد کیا کرتے ہین ۔ اپنے ویرانے کو آباد کیا کرتے ہین
تیغ ابرو کی ہی جانباز کو جنبش کافی ۔ قتل بیرحمی سے جلاد کیا کرتے ہین
وہ تو انسان ہین پر انسان پہ دیوانے ہین ۔ انکو مشہور پریزاد کیا کرتے ہین
مشق کرتے ہین نئی سیکھتے ہین جور نئے ۔ روز طرز ستم ایجاد کیا کرتے ہین
لیکے دل ہجر مین تڑپاتے ہین ترساتے ہین ۔ جور کیا کیا ستم ایجاد کیا کرتے ہین
انکی آنکھون کے جو منظور نظر ہین مضمون ۔ اپنے اشعار پہ خود صاد کیا کرتے ہین
سنگدل سحر بیانی سے کیے ہین تسخیر ۔ موم ہم بات مین فولاد کیا کرتے ہین
کوہ و صحرا مین مرے نالونکا سن سنکر شور ۔ قیس و فرہاد کبھی فریاد کیا کرتے ہین
انکا سن آتے ہین ہم دیر و حرم مین مذکور ۔ شاد یون خاطر ناشاد کیا کرتے ہین
ناتوان قید جدائی سے کبھی تو ہون رہا ۔ وہ کرو کام جو صیاد کیا کرتے ہین
غنچہ و گل کو گلستان مین اگر دیکھتے ہین ۔ دہن یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
شاہباز نگہ ناز پری پیکر عشا ۔ طائر سدرہ کو آزاد کیا کرتے ہین

بوتیمار نے جو دیکھا کہ صحرا پر بہار ہوا اور طائرون نے غل مچایا سمجھا کہ یہ سحر ملکہ یاسمن رنگین پوش کا ہی مگر حیران ہی کہ کہان ہی سر اٹھا کر دیکھا آسمان پر ایک کبوتر اڑ رہا ہی فورًا جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا بشکل عقاب بنایا طرف آسمان کے پھینکا وہ عقاب طرف کبوتر کے چلا یاسمن نے منھ سے شعلہ چھوڑا کہ عقاب جل گیا اب بوتیمار حیران ہی ملکہ نے کارد نکالی اسم سحر کا پڑھکے پھینک ماری بوتیمار کے سینے پر آکر وہ کارد پڑی توڑکر پشت کے پار گذری بوتیمار کا مرنا سعد نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر کہا ای ملکۂ عالم مین یہ مدد نہین چاہتا مدد پروردگار کا مشتاق ہون ساحرون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا آپس مین اشارہ کیا کہ ملکہ سحر سے سب کو جلا دیگی لاشۂ بوتیمار اٹھا لیا روتے پیٹتے

چلے قضاے کار سرحد طلسم مین جو پہونچے خوشخوار تنگ پیشانی بادشاہ طلسم تخت پہ بیٹھا تھا خبر سُنی کہ کچھ ساحر ایک لاش لیے ہوے آتے ہین باہر نکل آیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بوتیجار کو یاسمن نے مارا اور طلسم کشا آتا ہی پلٹ کر جنجال جادو کو حکم دیا کہ جا اور یاسمن و سعد کو گرفتار کر لا جنجال جادو پچاس ہزار ساحر لیکر روانہ ہوا کہ ذکر اِسکا وقت پہ تحریر ہوگا مگر سعد شہریار لشکرکشی کیے ہوے چلے آتے ہین

دو کلمۂ داستان شوکت بیان نور الدہر بن بدیع الزمان کہ طرف جزیرۂ صندل کے چلے ہین اور اِنکا بھی داخلہ بعنوان شائستہ طلسم مین ہوگا ساقی نامۂ مصنف

چل اے توسن کلک فیروزہ بخت
کہ درپیش ہی تجھکو منزل یہ سخت

قلم نے یہ سُنکر طرارے بھرے
کہ نالون سے روشن ستارے ہوے

عجب چست و چالاک ہی یہ قلم
دکھاتا ہی برق سبک کا قدم

کبھی برق ہی اور کبھی باد ہی
طراروں کی صورت اِسے یاد ہی

لکھے ہین مضامین جلالت شعار
برستا ہی مانند ابر بہار

حقیقت مین کیا چست و چالاک ہی
یہ ہی وہ زبان اور بیباک ہی

یہ رنگین بیانی پہ جب آئے گا
تو رنگ گلستان بھی شرمائے گا

اگر غنچۂ گل پہ رکھے قدم
خبر ہو نہ پتے کو بھی ایک دم

کبھی سوے دریا روان ہو گیا
ہزارون طرح امتحان ہو گیا

لکھ اب داستان مرصع بیان
کہ مشتاق ہین ناظرین اب یہان

چہرہ مرحلہ پیمایان دشت کربت و غربت و طی کنندگان مسافت رنج و مصیبت اِس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگار فصاحت اداچنین می نگارد زنہ کلک وفا شاہزادۂ نور الدہر طرف جزیرۂ صندل کے روانہ ہوے تھے مگر دیو افلاک نے جب دیکھا کہ جواہر پری و صندل پری داخل قلعہ ہوگئین چہار جانب سے قلعہ گھیر لیا آب و دانہ بند کیا جواہر پری فرماتی ہین کہ

صاحبو تم مین کوئی ایسا ہو کہ جا کر میرے وارث کو لاے انکو خبر کرے کہ دیو افلاک نے آکر گھیرا ہو دیو خوف سے افلاک کے نہین نکلتے کہ اگر باہر نکلین گے تو گرفتار ہوجاوینگے مگر افلاک نے رات کو طبل یورش بجوایا صبح کو باہر کے چلا چوب دست گران ہاتھ مین شلنگین لگاتا ہوا جاتا ہو تین لاکھ دیو پشت پر ہر جمد کرو فر قریب خندق پہونچا اہل قلعہ نے پتھر مارے مگر افلاک نے دفع کر دیے خندق پہ آکر آواز دی کہ او صندل پری بہتر اسی مین ہو کہ جواہر پری کو میرے حوالے کر دے مین عشق مین اسکے بیقرار ہون نظم

یاد آن روز کہ در کوے تو گریان رفتم	بہ گلستان صفت ابر بہاران رفتم
سجدہ کردم بہ محراب در میخانہ	از خرابات جہان صاحب ایمان رفتم
قشقہ ناصیہ گردید نشان سجدہ	آمدم کافر و صد شکر مسلمان رفتم
سر بکف آہ بدل بار ندامت بر دوش	بر درِ جان جہان وہ چہ لیسامان رفتم
داو از رنج و غم و غصہ کہ دیدم در ہجر	یاد آن روز کہ در بزم تو خندان رفتم
وحشتم بر و سوے دشت ز کویش رعنا	یار در خانہ و من سوے بیابان رفتم

صندل پری نے جواب دیا کہ او مردود جو تجھسے ہو سکے تصور نہ کر جواہر پری نے جو دیکھا کہ دیو افلاک قریب خندق آگیا تاج سر سے اتار محتاج بدرگاہ باری تعالی ہو کر دست دعا اٹھا دیے کہ او رحیم و کریم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

توئی کافریدہ ز یک قطرہ آب	گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف گوہر پدید	بہ جوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را	تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نیاید ہوا تا تگوئی بیار	زمین نا وردتا نہ گوئی بیار

اے کریم تیرے حکم مین ہو فرشتون کو برائے مدد بھیج کہ مشکل آسان ہو ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگی مگر اس مردود کے ساتھ نہ جاؤنگی پشت پر کئی ہزار پریزاد آمین آمین کر رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ موت آجاے مگر اس ظالم کے ہاتھ سے

خدا بچائے ایسا نہو کہ قلعے مین گھس آئے تو اِس جلا دے کون مقابلہ کریگا افلاک
ساتھہ والون سے کہہ رہا ہی کہ ایک ایک پریزاد تم لوگ لینا چلکر قلعہ فتح کرتا ہون بھلا
کسکی مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے اگر زمانۂ عفریت مین ہوتا تو حمزہ کو مار لیتا عفریت
کو بچاتا جو ارادہ کیا وہی ہوا جواہر پری کو لیلون تو گلستان ارم پر جاؤن ملکہ
آسمان پری کو لون یہ کہکر اُسنے قصد کیا کہ خندق فراؤن جواہر پری نے تاج دے مارا
کراہی پروردگار اپنو خاتمہ ہوتا ہی جیسے ہی جواہر پری نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ
طرف سے صحرا کے آواز آئی باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم نور الدہر
بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	دیگر	گر شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش		عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم		لقا را بہ یک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم		شہ نوجوانان لقب یافتم

جواہر پری نے جو نور الدہر کو آتے ہوے دیکھا صندل پری سے کہا کہ لو ای
والدۂ ماجدہ وہ شیر بیشۂ جرأت دیکتا زمیدان جلالت آپہونچا اب دیو افلاک
کو معلوم ہوگا ہان یارو قلعہ کھولدو قلعے کا پھاٹک کھلا نور الدہر جست کرکے برابر
دیو افلاک کے آئے افلاک کے ہاتھہ مین چوبدست تھی چرخ دیکر چوبدست لگائی
نور الدہر نے چوبدست کو قلم کیا تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کا وار کیا افلاک نے
سپر سنگین چہرے کی پناہ کی مگر تیغۂ بیدریغ جھک کر اسپر کو کاٹ کر جو تڑپ کر گرا
دیو افلاک کے دو ٹکڑے ہوے دیو زاد اپڑے ملانہ مان جواہر پری بھی لڑنے
لگے نور الدہر نے سب کو شکست دی آخر لاشۂ دیو افلاک لیکر سب بھاگ گئے
جواہر پری نے نور الدہر کو ساتھہ لیا نوبت نقارہ بجاتی ہوئی داخل قلعہ ہوئین
قلعے مین جتنے لوگ جمع تھے نور الدہر کو دعائین دیتے تھے اور کہتے تھے خدا اِس
شہریار کو سلامت رکھے عین وقت پر آکر مدد کی اس ظالم کے ہاتھہ سے بچا لیا ورنہ

سب کو قتل کرتا اب دیر کیا تھی مگر خدا نگہبان ہی نور الدہر سب کا مجرا اسلام لیتے ہوئے دارالامارہ مین آئے پریزادان زرد زرگوش مرصع پوش سامنے آکر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگین نظم

دہ پری وش ہی حور نہین
پر ذرا حور سے قصور نہین

تیری تیغ نظر ہی آفت جان
قتل عشاق تجھسے دور نہین

ہمکو واعظ عذاب سے نہ ڈرا
نام خالق کا کیا غفور نہین

ہی یہان قدسیون کے جلتے ہین
قصر جانان ہی کوہ طور نہین

نہ اٹھو خفتگان خواب عدم
میرا نالہ ہی نفخ صور نہین

عشق گیسو کا ہون مین سودائی
سر مین سرسام ہی سرور نہین

اسکا کوچہ ہی گلشن جنت
کون کہتا ہی اسکو حور نہین

باڑھ پر ہی شباب کا عالم
نشے مین چشم مست چور نہین

باڑھ پر رکھ لیا ہی غیرون نے
قتل مین آپ کا قصور نہین

ارنی کیون نہ بھول جائین کلیم
روے جانان ہی شمع طور نہین

ترک نخوت ضرور ہی رعنا
نشۂ کبر مین سرور نہین

پھر رات گئے تک جلسہ رہا نور الدہر نے جاکر جواہر پری سے گوہر مراد حاصل کیا جواہر پری حاملہ ہوئی ہین انھین کے بطن سے نور الدہر ثانی پیدا ہونگے جلد سوم مین انکا ذکر ہوگا صبح کو نور الدہر اٹھے غسل کرکے بارگاہ مین آئے کہا ملکہ مجھے روانہ کرو لشکر دادا جان کا غروب بیہ باختر پر فروکش ہی اور دوکہ نہ نگی بلاے رونگا رہی ایسا نہ ہو کہ بختیارک کوئی فتور کرے جواہر پری نے چار دیو نر اد بلواے نور الدہر تخت پر سوار ہوے اور چلے جیسے ہی قریب شکارگاہ سلیمانی کے پہونچے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش مع بارہ ہزار کے آکر پہونچا نور الدہر سے قدمبوس ہوا پوچھا اے شہریار آپ کہان سے آتے ہین نور الدہر نے ذکر کیا کہ مین جزیرہ صندل سے آتا ہون تم کہان جاتے ہو نقابدار نے

عرض کی کہ مین نے خبر پائی ہو کہ سعد شہریار طلسم نوخیز جمشیدی مین آئے ہین بادشاہ طلسمی خبر پا گیا شہریار پر لشکر کشی ہو مین اُنکی مدد کو جاتا ہون اب پروہ قاف مین نہ جاؤنگا یہ کہکے نقابدار تو ایک طرف روانہ ہوا نور الدہر اب سوچ رہے ہین کہ اگر مین طرف طلسم عدکو رنہ گیا اور کوئی خرابی ہوئی نور ادا جان شکایت کرینگے افسوس ہو کہ مین نے نقابدار سے حال نہ پوچھا کہ کیا باعث ہوا کہ سعد شہریار طلسم مین تشریف لائے کہ دیو تندک سے ملاقات ہوئی تندک سے حال پوچھا اُسنے سب کیفیت بیان کی کہ آپ کی جدہ وقریشہ سلطان گرفتار ہو گئی ہین اور سعد کے نام فتاحی طلسم نکلی ہو نور الدہر نے زانو پر ہاتھ مارا کہ بڑے افسوس کی بات ہو کہ قریشہ بھی گرفتار ہو گئین دیو زادون سے کہا مجھکو طلسم نوخیز مین اب لے چلو مین اپنی جان دونگا مگر جدہ کو رہا کرونگا تندک تو رخصت ہو گیا دیو زاد تخت کو لے چلے ایک مقام پر پہونچے دیکھا ہزارون ساحر ٹہل رہے ہین نور الدہر سمجھے یہی مقام طلسم ہو دیو زادون سے کہا مجھکو اسی مقام پر اُتار دو مین اِنکو قتل کرون کہ سعد کا پتہ ملے دیو زادون نے نور الدہر کو اُتار دیا نور الدہر نے اُن ساحرون پر نعرہ کیا وہ ساحر ملازمان جنجال جادو تھے دو چار تو مارے گئے باقی نے سحر کرکے اِنکو قید کر لیا اور اپنے پر ڈال لیا پاس جنجال کے لیکر آئے جنجال جادو نے حکم دیا کہ اِنکو قید پاس مہران تاجدار کے لیجاؤ ایک سردار کو اشارہ کیا وہ قید لیکر چلا کئی منزلین طے کی تھین کہ اُدھر سے نقابدار زمرد پوش آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ نور الدہر کو اسیر کیے ہوے چند ساحر لیے جاتے ہین نعرہ کرکے گرا ساحرون پر تیر مارنا شروع کیے جب سردار اُنکا مارا گیا تو نور الدہر نے قید توڑ ڈالی مصروف جنگ ہوے ساحرون کو مار کر بھگا دیا کچھ بھاگے کچھ قتل ہوے اب نور الدہر حیران ہین کہ مین کیونکر طلسم نوخیز مین پہونچونگا نقابدار سے باتین کر رہے ہین نقابدار کہتا ہو میرے ساتھ چلیے ہم اور آپ مل کر طلسم مین داخلہ کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار یاقوت پوش راستے کو طے کیے ہوے

جاتا تھا زمرد پوش کو دیکھکر آپ بہ اڑنے لگا ہرچند نور الدہر نے منع کیا مگر اُسنے نہ مانا
لڑائی مین مصروف رہا آخر دونون لڑتے ہوے طرف صحرا کے نکل گئے نور الدہر
اکیلے رہگئے ناچار ایک جانب روانہ ہوے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ سامنے ایک
باغ معلوم ہوا دیکھا ایک نازنین بیٹھی ہوئی شراب پی رہی ہی نور الدہر کو دیکھکر
اُسنے طلب کیا پہلو مین بٹھایا کہا ای فرزند صاحبقران مناسب یہ ہی کہ میرا وصل تم
اختیار کرو بہت آرام سے رہوگے نور الدہر نے انکار کیا اور پوچھا کہ تمھارا
نام کیا ہی اُسنے کہا کہ میرا نام گلرنگ جادو ہی ملازم مہران تاجدار ہون تمھین
لوگون کی تلاش مین نکلی تھی حکم تھا کہ یاسمن رنگین پوش سعد شہریار کو اپنے
ہمراہ لیکر بھاگ گئی ہی اُسکو تلاش کرو کئی سو ساحر نکلے ہین اور جنجال جادو برائے
مقابلہ شہریار گیا ہی نور الدہر نے کہا ای گلرنگ وصل تو ہم لوگون سے بہت
دشوار ہی مگر اپنے ہمراہ رکھونگا مجھکو مہران کے یہان پہونچا دو یا دریافت کراؤ
کہ لوح طلسمی کہان ہی کیونکر دستیاب ہو مین چاہتا ہون کہ سعد شہریار کو تکلیف
نہ پہونچے اور مین جاکر قرلیشہ وغیرہ کو رہا کرون قرلیشہ میری پھوپھی ہین اور ملکہ
آسمان پری جدہ معظمہ ہین گلرنگ خوش ہوگئی اُسنے کہا ای شہریار مین جستجو ے
لوح کرونگی فقط کنیزون مین ہمراہ رہونگی جال دیکھ لیا کرونگی مین ابھی جاتی ہون
اور جاکر شاہ سے پوچھونگی نور الدہر کو باغ مین چھوڑا کنیزون سے کہدیا خبردار
انکو کوئی تکلیف نہ پہونچے اور دروازہ باغ کا بند رکھنا ای شہریار بارہ دری
مین رہیے گا باغ مین نہ نکلیے گا یہ کہکے گلرنگ روانہ ہوئی نور الدہر بارہ دری
مین بیٹھے ہین کنیزین خدمت مین مصروف ہین مگر گلرنگ قلعہ مہرا شیہ جہان
مین غدر رہی جابجا یہی غل ہی کہ طلسم کشا آتا ہی بی یاسمن نے یہ آگ لگائی گلرنگ
سنتی ہوئی بخدمت مہران آئی مہران نے کہا ای گلرنگ کچھ پتہ یاسمن کا لائی
ہمراہ سعد شہریار ہی یا الگ ہوگئی گلرنگ تو گھبرائی ہوئی تھی اُسنے کہا
در بند اول سے یاسمن کو تلاش کرلاؤنگی مگر کیون حضور لوح طلسمی کہان ہی حضور

نے کہان رکھی ہی مجھکو بھی معلوم ہو تو مین انتظام کرون مہران تاجدار یہ سُنکر بہت
گھبرایا شک ہوا کہ گلرنگ کو لوح پوچھنے سے کیا کام تھا شاید سعد شہر یار سے اسنے
میل کیا یا سمن اسکے پاس آئی ہوگی گلرنگ کو جواب دیا کہ اب مین خونخوار کے
پاس جاؤنگا وہان دریافت کرکے تمسے ذکر کرونگا اب تم تلاش مین یاسمن کی جاؤ
گلرنگ تو چلی گئی مہران نے بعد جانے گلرنگ کے وزرا سے صلاح کی کہ مجھکو تو
طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ گلرنگ سعد شہر یار سے ملگئی ایک جادوگر جائے
اور جاکر دریافت کرے کہ گلرنگ کیا کر رہی ہی آج حال لوح پوچھنے آئی تھی لوح
ایسے مقام پر ہی کہ جہان کوئی جا نہین سکتا کئی ہزار جادوگر وہان نگہبان ہین کیا مجال
کہ پرندہ پر مار سکے اور درندہ کی تو کیا لیاقت ہی کہ اُس حوالی مین جائے ایک ساحرہ
جستجوے جادو اُٹھ کھڑی ہوئی کہ اسکو گلرنگ کی ذلت کا خیال ہی چاہتی ہی کہ
یہ گرفتار ہو بادشاہ کی نظرون سے گرے تو مین اسکا عہدہ لون برائے تلاش
چلی ایک زاغ کی شکل بنکر باغ گلرنگ مین آئی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو
مسند پر بیٹھا ہی اور گلرنگ کہ رہی ہی کہ مہران تاجدار نے مجھسے وعدہ کیا ہی کہ
مین خونخوار سے پوچھکر تجھسے حال بیان کرونگا بس وہان سے اُڑی خدمت مہران
مین آئی کہا اے شہر یار غضب ہوا کہ ایک اور جوان ہمشبیہ سعد شہر یار باغ مین
گلرنگ کے بیٹھا تھا اور لوح کا ذکر ہو رہا تھا کہتی تھی کہ مین لوح آپ کو دلواؤنگی
مہران تاجدار خود اُٹھا کئی ہزار ساحرون کو ساتھ لیا طرف باغ گلرنگ کے چلا
ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ یقین ہی سب مسلمان اس طلسم مین آوینگے دیکھیے دوسرا
شخص بھی آپہونچا مسلمانون مین بڑا میل ہی جہان ایک نے قصد کیا وہین پر سب
جاتے ہین کیونکر خرابی نہ ہو ہم مین میل نہین ہی بی یاسمن یہ حرکت خراب کر بیٹھین
کہ قیدی کو نکال لے گئین ساتھ والے کہتے ہین کہ ہر ایک طلسم مین یون ہی
انقلاب ہوا کہ شاہزادیان تاجدار شاہزادون پہ عاشق ہوئین مہران نے
کہا مین اب اسکا انتظام کرونگا جسکو پاؤنگا فوراً قتل کر ڈالونگا اول تو اُس

جوان کو دیکھوں کہ وہ کون ہی اور کیونکر آیا یہاں نور الدہر پاس گلرنگ کے بیٹھے تھے کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ مہران تاجدار بالشکر گران آپہونچا ہی۔ نور الدہر تلوار ٹیک کر اُٹھے گلرنگ نے اسباب سحر جھولی مین ڈالا باغ سے نکلے دیکھا ساحرون کے پرے جمے ہوئے آگے آگے سب کے مہران تاجدار تخت پر سوار اسنے دور سے دیکھا کہ اندر سے باغ کے ایک آفتاب طالع ہوا پیچھے پیچھے گلرنگ اسباب سحر ہاتھ مین کہتی ہوئی آتی ہی اوشہریار لٹھ بھڑ کر نکل چلیے کسی صحرا مین چلکر بیٹھیے یہین لوح کا پتہ لگا دونگی مہران تاجدار نے جو نور الدہر کو دیکھا ساحرون کو اشارہ کیا کہ گلرنگ اور اِس جوان کو گرفتار کرلو نور الدہر نے تیر سے دو چار کو مارا آخر مہران نے سحر کیا کہ نور الدہر گر کر بیہوش ہوئے مہران تاجدار نے گرفتار کرلیا گلرنگ بیقرار لڑنے لگی جی مین کہتی ہی ہاے افسوس کہ یہ شہریار گرفتار ہوگیا مہران تاجدار نے ہاتھ ہلا دیا کہ برق چمک کر گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے نور الدہر کو اراب پر ڈالکر لے چلا لیکن افسوس کرتا تھا کہ گلرنگ نے مفت اپنی جان دی مین کیا جانتا تھا کہ گلرنگ بیجڑا ہی کلیجہ تو دیکھو کہ مجھسے لڑنے کو نکلے تھے اُسکا انجام پایا نور الدہر کی تیدیے ہوے آتا ہی راہ مین جو قلعہ ملا اُسکو حکم پہونچایا کہ جلسے مین آکر جمع ہو مین اِس جوان کو قتل کرونگا راہ مین ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کی حاکم مینوش شیرین کلام ہی خبر آمد مہران سُنکر قلعے سے نکلی اول مہران سے ملاقات کی بعد اُسکے قریب قیدی کے آئی جمال بیمثال نور الدہر دیکھکر حیران جمال وحود بیدار ہوئی مگر کچھ کہہ نسکی مہران سے پوچھا کہ اِس جوان کو کب قتل کیجیے گا مہران نے کہا میرا ارادہ یہ ہی کہ تم لوگون کو خبر دے چلا اور شاہان دربند کو نامے لکھونگا کل تک سب آجاوینگے جب مجمع عام ہو لیگا تو پس فردا اِسکو قتل کرونگا مینوش خاموش ہورہی مہران قیدی کو لیکر نکلگیا مینوش جو قلعے مین آئی سر جھکا کر بیٹھی حیران تھی کہ یہ کیا غضب ہوا ہاے مقام افسوس ہی کہ ایسا جوان بے مثال یون قتل ہو

ہاے افسوس صد ہزار افسوس نظم

ای اجل ہجر کی شب ہی تجھے آنا ہوگا ایک دم کے لیئے تکلیف اٹھانا ہوگا
کس ستمگر سے پڑے دیکھیے پالا دل کو طائر جان کسی ناوک کا نشانا ہوگا
دیکھنا حشر کے بازار مین پڑجائیگی دھوم گھر سے وہ یوسف ثانی جو روانا ہوگا
سرخروئی ہی جو اغیار سے منظور ہو دلا سر بکف کوچۂ سفاک مین جانا ہوگا
پھر کبھی عیش کے دن وصل کی راتین ہونگی یا الٰہی کبھی ایسا بھی زمانا ہوگا
نہ رہیگی یہ پریشانی خاطر جس دن زلف اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین شانا ہوگا
وعدۂ وصل کیا ہی وہ نہ آئینگے مگر کچھ نہ کچھ موت کے آنیکا بہانا ہوگا
ترک عصیان کرو ورنہ کہ تمھین روز جزا دیکھنا نامۂ اعمال دکھانا ہوگا

رات بھر اسی سوچ مین بیٹھی رہی ہر چند کنیزون نے پوچھا والدی مزاج کیسا ہی بیہوش نے کچھ نہ بیان کیا آنکھون سے آنسو جاری ہین صبح کو تخت سے اُٹھی دوسرے تخت پر سوار ہوکر فوراً طرف مہرانیہ کے چلی یہان مہران تاجدار نے اُس شب بھر مین سب کو اطلاع دی کئی لاکھ جادوگر آکر جمع ہوے مہران تاجدار میدان خونی کی تیاری کرا کے خود بھی میدان مین آیا حکم دیا نورالدہر کو ابھی قید خانے سے لاؤ کہ بیہوش آکر پہونچی آنکھین اُبلی ہوئی چہرہ اُداس عالم یاس بادشاہ نے کہا ای بیہوش مزاج کیسا ہی بیہوش نے عرض کی دیکھیے پنڈا اچھیکا ہی سر مین خلل ہی جی بے کل ہی مگر حکم شہنشاہی پہونچ چکا تھا اسوجہ سے مین آئی ورنہ نہ حاضر ہوتی خیال مین آیا کہ غیر حاضری خلاف مزاج ہوگی اسوجہ سے حاضر ہوئی اگرچہ میرے آنے کا کام کیا تھا مہران نے کہا جاکر قیدی کو قید خانے سے لاؤ بیہوش چند ساحرون کو ساتھ لیکر چلی مگر حیران ہی کہ ہاے کیا تدبیر کرون کیونکر اِس جوان کو لے نکلون جب قریب قید خانے کے پہونچی ساحرون سے کہا تم ٹھہرو مین اندر جاکر قیدی کو لاؤن سب کو باہر چھوڑا آپ اندر آئی دیکھا نورالدہر سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھے ہین خبرین آرہی ہین

کہ میدان خونی کی تیاری ہو چکی مینوش اندر قید خانے کے پہونچ چکی ہی بنگاہ حسرت نور الدہر کو دیکھ رہی ہی نور الدہر نے جو سراپا مینوش کا دیکھا ہر چند کہ مغموم و مہموم ہو رہے تھے لیکن جمال مینوش پسند کیا مینوش نے کہا کیون شہریار آپ کس بھروسے پر آئے تھے سحر نہین جانتے اور ملک ساحران مین قدم رکھا یہ نہ سمجھے کہ یہ لوگ بلاے روزگار ہین گرفتار کرلین گے تو ہم کیونکر بچین گے نور الدہر نے جواب دیا ای محبوب مطلوب ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین جسوقت مدد کریگا سب سامان مہیا ہو جائیگا ہمارے بادشاہ کے نام فتح طلسم نکلی ہو ضرور طلسم فتح کرینگے پروردگار انکی مدد کریگا مینوش نے کہا اب دوسرے کا ذکر نہ کیجیے اپنا حال فرمایئے کون سی صورت ہو کہ جان بچے اور قتل آپ کا موقوف رہے نور الدہر نے کہا وہ رحیم و کریم ہو ای ملکۂ عالم اگر موت میری دامنگیر ہو تو کوئی بچا نہین سکتا اور جو موت نہین ہو تو اگر تمام عالم دشمن ہو جاے تو ایک موے جسم نہ کم کرسکے پروردگار سامان پیدا کریگا مینوش نے کہا آپ کے کلمات دلپر تاثیر کرتے ہین ہم آپ پر مرتے ہین نہین گوارا کہ آپ کو تکلیف پہونچے ہر چند کہ دشمنی شہنشاہ طلسم سے باعث خرابی ہو کہان جاکر چھپونگی کیونکر جان بچاؤنگی مگر اپنی جان کا خیال نہین یہ فکر ہو کہ آپکو بچاؤن پس اب کیا کرون بادشاہ آمادۂ قتل ہو کئی لاکھ ساحر جمع ہین بڑے بڑے تاجدار آئے ہین کس کس سے لڑونگی اب یہ ارادہ ہو کہ آپکو نیچے زمین دبا اندر ہی اندر زمین کے لیکر نکلجاؤن قلعۂ سرمستان پر پہونچکر دیکھا جائیگا یہ سنکر نور الدہر نے سر جھکالیا مینوش نے گاتی باندھی اور زمین پر سحر کیا ایک غار پیدا ہوا نور الدہر کی کمر مین پنجہ دیا اندر ہی اندر لے چلی جو ساحر کہ باہر کھڑے تھے جب انھون نے دیکھا کہ عرصہ ہو گیا مینوش باہر نہین نکلین کئی آوازین دین جب آواز نہ آئی دروازہ کھولدیا دیکھا ایک غار پڑا ہوا ہو نہ قیدی ہو نہ مینوش روتے ہوے سامنے مہران تاجدار کے آئے مہران نے پوچھا یار و کیا ہوا

سب نے بیان کیا کہ مینوش اندر قید خانے کے گئیں قیدی کو لیکر غائب ہوگئیں ہم
لوگ ناچار پلٹ آئے یہ سنکر مہران بہت جھلایا حکم دیا کہ کوئی ساحر ایسا ہو کہ فوج لیکر
جائے اور قلعہ سرمستان کو ویران کرے اور مینوش کو گرفتار کرکے لائے یہ سنکر
گیاہور جادو کہ مدت سے مینوش پر عاشق ہو گینڈے سے کود کر سامنے مہران کے
آیا کہا اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے میں جاکر مینوش کو لاؤں خیال میں ہے کہ دباؤ ڈالونگا
شاید مجھکو قبول کرے کہ یہ وقت سختی ہے یقین ہے کہ اس حیلے سے وصل حاصل ہو مہران
نے کہا اے گیاہور میں خبر سن چکا ہوں کہ تم مینوش پر عاشق ہو لہذا اسکا پاس نکرنا
گیاہور نے کہا جو حکم شہنشاہی ہے وہی بجا لاؤنگا یہ کہکے ساٹھ ہزار ساحروں کو ساتھ
لیکر روانہ ہوا یہاں مینوش قلعے پر پہونچی نور الدہر کو ساتھ لیے ہوئے لاکر تخت پر
بٹھایا عرض کی اب کیا انتظام کروں نور الدہر نے کہا لشکر تمھارے پاس کسقدر ہے
مینوش نے کہا سب مجموع دس بارہ ہزار ساحر ہیں یہ قلعہ مختصر ہے فوج اسمیں کم رہتی ہے
یقین ہے کہ مہران تاجدار سے مقابلہ پڑے کیا عجب ہے کہ یہ کنیز غالب آئے لوح کی
فکر کرونگی جبتک لوح طلسمی نہ ملیگی طلسم کا فتح ہونا دشوار ہے آجتک کسی سے نہیں
سنا کہ لوح طلسمی کس مقام پر ہے کسی سے شاہ ذکر نہیں کرتا کہ لوح کہاں ہے مہران
تاجدار کی زبان سے بھی نہیں سنا کہ لوح طلسم کسکے پاس ہے یہ کہکر افسران فوج کو
بلایا سب سے کہا میں نے اطاعت دین اسلام کی ہے جسکو اطاعت منظور ہو میرا
ساتھ دے ورنہ پاس مہران کے جائے سب نے عرض کی ہم آپ کے نمکخوار ہیں
ہمیں مہران سے کیا کام جب فوج کو اپنے آمادہ پایا تو نور الدہر کو گھوڑے پر
سوار کیا آپ تخت پر سوار ہوئی اور بارہ ہزار فوج لیکر بیرون قلعہ نکلی لشکر کو
اُتارا آپ بارگاہ میں داخل ہوئی اور نور الدہر بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھے ہیں
کہ نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی گیاہور جادو ساٹھ ستر ہزار فوج کی
جمعیت سے آکر پہونچا لشکر کو مقابلے میں اُتارا رات کو تنہا اُٹھا بارگاہ مینوش
میں آیا مینوش نے دیکھا کہ گیاہور جادو پسینے پسینے چلا آتا ہے کہ گیاہور نے آکر کہا اے

ملکۂ عالم حکم مہران تاجدار ہی کہ ملکہ کو گرفتار کر لاؤ مین نے حکم لیا کہ مین جاؤن لہذا
حاضر ہون آپ کو کیا منظور ہی مینوش نے کہا مین نہ قیدی ہونگی اور نہ خود ہی
چلونگی جو تمسے ہوسکے قصور نہ کرو اور سابق کی باتون کا خیال دفع کرو گیا ہور
نے کہا آپ خود آگاہ ہونگی کہ مین آپ سے محبت قلبی رکھتا ہون مجھے کیونکر گوارا
ہوگا کہ مین آپ کو گرفتار کر کے لیجاؤن یقین کیجیے کہ میرے دل پر چھریان چل رہی
ہین مین کیا کرون بڑے افسوس کی بات ہی کہ معشوق سے مقابلہ کرون یہ سنکر
مینوش نے کہا ان باتون کو دفع کرو گیا ہور آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اٹھا
چلتے وقت ناچار ہوکر کہا اے ملکۂ عالم مین نہین چاہتا ہون کہ آپ کو تکلیف پہنچے
مینوش نے جواب دیا کہ اگر تکلیف کا وقت آگیا تو تمسے سوا خدا کے کون دفع
کریگا جب وقت راحت آئے گا تو سمجھا جائیگا تم کوئی کوتاہی نکرنا گیا ہور مجبوری
پلٹا اپنے لشکر مین آیا مصاحبون نے پوچھا کہ کیون حضور کچھ اصلاح ہوگئی گیا ہور
نے کہا بڑی مشکل ہی میری تو اسپر جان جاتی ہی اور وہ کہتی ہی جو چاہو سو کرو
خیر میدان مین سمجھ لونگا یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی شہزادہ
نور الدہر نے ملکہ سے پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم مین نے سنا کہ گیا ہور تمھارے
پاس آیا تھا اُس سے کیا ٹھہری ملکہ نے کہا اے شہریار وہ اپنی قدامت جتاتا تھا
مجھے رغبت طرف اپنے وصل کے دلاتا تھا مین نے جواب صاف دیا کہ جو ہوسکے
وہ قصور نہ کرے یہ ذکر تھا کہ ہر کارے آکے حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ

اے سپہر کاری رفیقت قل ہو اللہ احد — دی نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یارے ولم یولد ہمہ جا دستگیر — لم یکن حامی ترا مونس لہ کفواً احد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو گیا ہور نے طبل جنگی بجوا دیا سب
ساحر تیاریان کر رہے ہین قضائے کار شبرنگ بن عمر وجب نور الدہر شکارگاہ
سے طرف پردۂ قاف کے گئے تھے یہ صحرا مین پھر رہا تھا اننک اُڑتا ہوا پہونچا اُسنے
جو شبرنگ کو دیکھا کہ مین پنجہ دبکر لے اڑا ایک پہاڑ پر لا کر اُتارا سب کیفیت کہی

کہ نورالدہر پردۂ قاف مین ہین مین تمکو اِسواسطے اُٹھا لایا کہ پاس تمھارے
آقا کے پہونچاؤن شبرنگ نے تنذک کو دعائین دین کہا مجھے خود انتظار تھا
کہ آقا کو گئے ہوے عرصہ گذرا کیا سبب ہوا کہ آقاے نامدار نہین آئے اب کس
مقام پر ہین تنذک نے کہا مین نے قلعۂ بیہوش پر چھوڑا تھا شبرنگ نے کہا
مجھکو میرے آقا پاس پہونچاؤ تنذک شبرنگ کو لیکر چلا قلعۂ بیہوش پر آیا شہزادہ
نورالدہر منتظر بیٹھے تھے اور فرماتے تھے کہ اے ملکۂ عالم مقام افسوس ہے کہ ہم کس
کام کو آئے تھے اور کس کام مین پھنسے شبرنگ بھی ہمارے پاس نہ آیا کہ تنذک نے
شبرنگ کو لاکر لشکر مین نورالدہر کے اُتارا نورالدہر یہی ذکر کر رہے تھے کہ
شبرنگ سامنے آیا نورالدہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اے یار وفادار عجب
وقت پر آئے ہو ساحر سے مقابلہ ہے دیکھیے کیا ہو ابھی ہرکارون نے خبر دی ہے
ملکہ بیہوش آمادہ ہین کہ مین لڑ بھڑ کر جان دونگی گیا ہور جادو مصاحبان ہمراہ
سے براے جنگ آیا ہے اُسی نے طبل جنگی بجوایا ہے مین نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوادیا
شبرنگ نے کہا ابھی جا کر اُسکو مارتا ہون یہ کہکے فتنۂ روزبہ زنبقی لگاے باتہا
عیاری سے آراستہ ہوکر صحرا مین آیا سوچنے لگا کہ کیا تدبیر کرون آخر ایک عیاری
ذہن مین آئی رنگ و روغن عیاری کا لگا کے ایک نازنین کی شکل بنا کر بال
پریشان کر لیے کپڑے پھاڑ ڈالے روتا پیٹتا ہوا لشکر گیا ہور مین آیا ایک ایک
سے پوچھتا تھا کہ مالک اِس لشکر کے کہان ہین لوگون نے پتہ دیا کہ بارگاہ
مین تشریف رکھتے ہین لیکن وہ صورت زیبا بنائی ہے کہ جو دیکھتا ہے حیران جمال
محو دیدار ہوتا ہے نشان سُنکر شبرنگ روتا پیٹتا ہوا دربارگاہ گیا ہور پر آیا
گیا ہور نے خبر سُنی کہ ایک نازنین فریادی آئی ہے بارگاہ سے نکل آیا دیکھا کہ ایک
شعلۂ جوالہ غنچہ دہن سیمتن نہایت حسین وجمیل کھڑی ہوئی رو رہی ہے دوڑ کے
گیا ہور کا دامن تھام لیا گوری گوری اُنگلیان جو دامن پر پڑین گیا ہور
بیقرار ہو گیا کہا صاحب بیان کرو کسنے تمپر ستم کیا ہے اکوئی ظالم تھا جسنے تمھارے

کہا کہ حرام زادی تو نے یہ فتور برپا کیا ہی ہم تجھکو زندہ نہ چھوڑینگے وہ نازنین
گیا ہور سے لپٹ گئی کہا حضور مال تو گیا اب جان بھی میری جائیگی مین مال
سے باز آئی بھاگی جاتی ہون اور اِشارہ کرکے کہا کہ رات کو آپ کے پاس
آؤنگی آپ بہت خوش ہونگے یہ کنیز جہان گئی خوب مرد کو راضی کیا جب توان
لوگون سے پیدا کیا مگر آپ کے لشکر مین بڑا اندھیر ہو گیا ہور نے کہا کہ کیون
اسلم زنگی تم تو توڑا لینے گئے تھے اب رسالے کو لیکر آئے ہو آمادہ بہ فساد
ہو تم جانتے ہو کہ مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون ہزار ون پر جا پڑون
ایک سحر مین لشکر کا توڑا اکر دونگا زمین ملا دونگا اسلم زنگی نے عرض کی آپ مالک
ہین مگر مین سراسر بجا ہون رنڈی تو روتی ہوئی بھاگی یہ کہہ گئی کہ مین آؤنگی
توڑا میرا منگوا دیجیے یہ کہکر شبرنگ بھاگا ہر چند گیا ہور نے روکا کہا حضور
سب سوار مجھے ڈراتے ہین بعد جانے شبرنگ کے گیا ہور سے اور اسلم
سے تکرار ہونے لگی اسلم تو کہتا ہی مین نہین جانتا اور گیا ہور کہتا ہی توڑا
لاؤ ورنہ تمکو دار پر کھینچونگا اسلم نے کہا آپ کی کیا مجال ہی کہ مجھپر بدعت کرسکین
یہ ہزار جوان اپنی جان دینگے تب مجھپر قابو پایئے گا گیا ہور جھلا کر اُٹھا کہا او
بے حیا ابھی تو مجھسے اقرار کر گیا تھا کہ توڑا لاتا ہون اسلم نے بھی قبضے پر
ہاتھ ڈالا ہزار جوانون نے نیزے اُٹھائے بلڑ ہوا کہ گیا ہور کو مار لو ہم مہران
تاجدار کو جواب دے لینگے شاہ سے عرض کرینگے کہ ایسا افسر آپ نے ہمارے
ساتھ کیا کہ بیوجہ مجرم کرتا ہی آخر کیا کرتے اپنی آبرو بچائی جان دی گیا ہور
نے جو دیکھا کہ سارا رسالہ آمادۂ فساد ہی سوچا کہ اِسوقت تکرار مناسب نہین
اور بیشک اسلم نے اُسکا توڑا لیا کہ یہ اقرار کرکے گیا تھا مین ضرور دلواؤنگا
یا اپنے پاس سے دونگا پلٹ کے دیکھا کہا وہ رنڈی کہان گئی سب نے کہا وہ
تو بھاگ گئی گیا ہور نے کہا ای اسلم اپنے مقام پر جاؤ جا کر آرام کرو ہم اِس
مقدمے کو تحقیق کرینگے اگر اُسکی خطا نکلے گی تو سزا دینگے اسلم رسالے کو لیکر پلٹا

بعد جانے اسلم کے گیا ہور نے افسران فوج کو بلایا کہا یارو جاؤ اور اسلم کو
سمجھاؤ کہ توڑا اُسکا دیدے اگر نہ مانے تو گرفتار کر لاؤ کہ سامنے سے پھر رونے کی
آواز آئی دیکھا وہی رنڈی روتی پیٹتی آتی ہو آتے ہی کہا اے عادل تجھسے فریاد کرتی
ہون کہ رسالہ جو یہان سے گیا میرا مکان لوٹ لیا مین تو جان بچا کر بھاگی ورنہ
مجھکو بھی سب قتل کرتے گیا ہور نے کہا تم بیٹھو مین نے افسرون کو بھیجا ہو مگر افسران
فوج پاس اسلم کے آئے کہا اے اسلم توڑا دیدو اسلم نے کہا مین اس مقدمے سے
بالکل آگاہ نہین مجھپر سراسر بہتان ہو افسرون نے کہا پھر تمنے اقبال کیون کیا تھا
اسلم نے کہا جب مین نے دیکھا کہ آبروریزی ہوتی ہو تو یہ کہکر چلا آیا کہ توڑا لاتا
ہون اب تو مرنے پر آمادہ ہو کر بیٹھا ہون افسرون نے کہا اب سرکشی نہ کرو ہمارے
ساتھ سامنے گیا ہور کے چلو اسلم نے کہا مین تو نہ جاؤنگا افسر بگڑے کہا اے
اسلم انھین باتون سے ثابت ہوتا ہو کہ بیشک تمنے توڑا لیا اب دیتے ہین کیا
عذر ہو ہمارے ساتھ چلو کہ ایک ہرکارے نے آکر خبر دی کہ وہی رنڈی فریاد
کر رہی ہو کہ میرا مکان سوارون نے لوٹ لیا مین جان بچا کر چلی آئی اسلم نے
کہا یارو دیکھو مین سیدھا اسی مقام پر آیا اُسکا گھر کسنے لوٹا نہین معلوم یہ رنڈی
کون ہو افسرون مین تکرار ہونے لگی اسلم بھی اُٹھا آپس مین تلوار چلنے لگی مگر
گیا ہور کو خبر ہوئی کہ اسلم بگڑ گیا اُسکا سارا رسالہ آمادہ فساد ہو چند افسر مارے گئے
گیا ہور سحر کرتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ چند افسرون کو سوارون نے مار لیا
اور چند بھاگے ہوئے آتے ہین آکر لشکر کو تیار کیا انتو خوب تلوار چلنے لگی نرا
زنگی ساحر سحر کر رہے ہین گیا ہور نے جو آکر یہ معرکہ دیکھا پکار کر کہا کیون اے
اسلم تمنے لشکر مین بڑا غدر کیا سارا لشکر بگڑ گیا ہر چند گیا ہور نے منع کیا کسی نے
نہ مانا شبرنگ بھاگا بخدمت مینوش آیا کہا اے ملکۂ عالم مین لشکر مین تو غدر کر آیا
اب گیا ہور اکیلا ہو سارا لشکر آپس مین لڑ رہا ہو آپ بھی بلند ہو کر دیکھیے نورالدہر
سوار ہوے مینوش سحر کر کے بلند ہوئی گیا ہور سحر کر رہا ہو یہی چاہتا ہو کہ اسلم کو

گرفتار کر لون لیکن گھمسان کا سحر ہو رہا ہی کہ نعرۂ نورالدہر کی آواز آئی زمین
تھرائی نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ
نورالدہر + آسمان سے ملکہ مینوش نے آکر گولہ مارا گیا ہور نے جو لشکر دشمن
کو دیکھا گھبرا گیا حیران تھا کہ کسکو حکم دون کہ انکو روکو مینوش کا گولہ جو آسمان
سے آکر پھٹا آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ جلکر رہگیا گیا ہور چاہتا ہی مین سحر کو
روکون مگر ہمراہیان اسلم جانتے ہین کہ گیا ہور کو مارلین گیا ہور اپنے کو سحر
سے بچا رہا ہی عین گرمی جنگ ہی کہ گیا ہور نے نورالدہر کو دیکھا چاہا جھپٹ کر
گرفتار کر لون نورالدہر نے تیر مارا تین بھال کا تیر سینے پر گیا ہور کے پڑا چاہتا
تھا ہٹ جاؤن مگر مینوش نے سحر کرکے گیا ہور کو سامنے کر دیا تیر آکر سینۂ پر کینہ
پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام من گیا ہور جادو لودا بتو
مینوش نے لشکر پر سحر کرنا شروع کیا لشکروالون نے دیکھا کہ یہ نازنین سب کو
جلا دیگی لاشہ گیا ہور اٹھا لیا روتے پیٹتے طرف مہرانیہ کے بھاگے سامنے
مہران تاجدار کے آئے مہران نے پوچھا کیا ہوا کہا حضور گیا ہور نے اپنی
جان دی عدالت نہ کی ظلم پر کمر باندھی جسکا یہ انجام ہوا کہ شکست فاش کھائی
مہران تاجدار نے حکم دیا کہ اور فوج جائے کئی ہزار جوان افسرونکو ساتھ
لیکر روانہ ہوے جہان نورالدہر بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر قلعۂ مینوش مین
داخل ہوے مینوش نے کہا اب مین تلاش لوح مین نکلتی ہون جبتک لوح
نہ ملیگی مدعاے دلی حاصل نہ ہوگا اس طلسم مین سات در بند ہین جب چھہ در بند
فتح ہون تب خونخوار کے مقابلے مین پہونچیے نورالدہر نے کہا بسم اللہ بلکہ
تو فکر لوح مین نکلتی ہی اور نورالدہر بن بدیع الزمان قلعۂ مینوش مین ہین اکر
عیار شبرنگ حاضر خدمت ہی اس قلعے کا نام قلعۂ سرمستان ہی جو حاکم ہوتا ہی
اسکا نام شراب کی مناسبت پر رکھا جاتا ہی مگر ظہیر جادو کہ سب فوج پر افسر اعلیٰ
ہوکر چلا ہی سات دن کوچ کرکے بعد قطع منازل و طی مراحل قریب قلعۂ مینوش

پہونچا تو ظہیر کو خبر ملی کہ ملکہ مینوش قلعے مین نہین ہین بس یہ رات کو اُٹھا پہر وانہ پیدا کر کے قریب بارگاہ نور الدہر آیا آتے ہی سحر کیا کہ نگہبان سو گئے شبرنگ نے کہا ای شہریار ناشیر سحر معلوم ہوتی ہو کہ ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی نور الدہر نے کہا شب کا وقت ہی اسوجہ سے ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی نیند کا غلبہ ہو شبرنگ نے کہا خدا خیر کرے مجھکو رنگ بے طور معلوم ہوتا ہی یہ کہکے شبرنگ گرا بیہوش ہوگیا نور الدہر بھی غافل ہوے ظہیر نے آکر نور الدہر و شبرنگ کو گرفتار کیا لشکر پر سحر کر گیا کہ سب غافل ہو گئے ظہیر نور الدہر و شبرنگ کو لیے ہوے اپنے لشکر مین آیا مسلسل کر کے انکو ہوشیار کیا انکی جو آنکھ کھلی اپنے کو اِس بلا مین مبتلا پایا ظہیر نے کہا ای نور الدہر مین نے تمکو کیونکر گرفتار کیا نور الدہر نے کہا او مکار غفلت مین گرفتار کر لایا اُسپر ناز کرتا ہی یہ طرف شبرنگ کے متوجہ ہوا شبرنگ نے کہا حضور کیا کہنا آپنے وہ کام کیا کہ کسی سے نہ ہو سکتا مین چاہتا ہون آپ کا مذہب اختیار کرون ظہیر خوش ہوگیا شبرنگ کو قید سے رہا کیا مگر شبرنگ نے چھوٹتے ہی کہا ای شہنشاہ ساحران نور الدہر کو جلد قتل کیجیے مجھکو اپنی جان کا خوف ہی اگر یہ جوان رہائی پایگا تو مجھکو قتل کر ڈالے گا ظہیر نے کہا ہم جسکے ملازم ہین یعنی مہران تاجدار اُسنے حکم قتل نہین دیا ہی مہرانیہ مین چلکر قتل کرینگے یہ جوان نبیرۂ حمزہ ہی بدون حکم شاہ کیونکر اِسکو قتل کرون مہران تاجدار کو اختیار ہی شبرنگ نے کہا آپ بڑی غفلت کرتے ہین اِن مسلمانون کو جہان پایئے فوراً قتل کیجیے جب اِنکو قید کیا تو کوئی نہ کوئی معین پیدا ہوتا ہی وہ اِنکو رہا کر لیتا ہی ظہیر نے کہا اب رہائی اِنکی دشوار ہی موت اِنکے سرپہ سوار ہی مہرانیہ مین چلکر قتل کرونگا شبرنگ خاموش ہو رہا خدمت مین مصروف ہوا جب رات کو ظہیر بارگاہ مین آکر بیٹھا جلسہ جما کہا ای افسر بین گا یا ہون ذرا استماعت فرمایئے یہ کہکے باجا بجانے لگا اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

صبح محفل مین جو ذکر گیسوِ جانانہ تھا	پنجۂ خورشید تابان بر گمان شانہ تھا
سحر تھا رقص پری رو نغمہ تھا جادو نما	ہر بشر دیوان خانے مین غرض دیوانہ تھا

خواب مین نیرنگی عالم نظر آئی مجھے / شہر دیکھا اک عجب جس جگہ ویرانہ تھا

ایک سو سبزہ تھا اک طرف آب رواں / میکدہ مسجد کہین کعبہ کہین بتخانہ تھا

جاتے جاتے اک طرف دیکھی عجب بزم طرب / جو مہیا اُس جگہ سامان تھا سب شاہانہ تھا

دختر رز کا کہین جلوہ کہین ساغر کا دور / جو بشر تھا محو ذوق [illegible] مستانہ تھا

مجھکو بھی جام صبوحی بھر کے ساقی نے دیا / [illegible] دل دیوانہ تھا

جوش مستی سے گرا جب مین زمین پر یک بیک / ہو گیا نشہ [illegible] پیمانہ تھا

بند ہو کیا نیچ جیتے ہو تم بہ قول اوستاد / خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

جان پہ کھیلا نہ منت کش ہوا اغیار کا / شمع ہمت پر نظام اک مجرسے پروانہ تھا

ظہیر نے جو گانا سنا کہا اے شیرنگ تم تو اس [illegible] مین کامل ہو [illegible] نے کہا ابھی حضور نے کیا کمال دیکھا ہے آپ کو خوب راضی کرونگا سر سے شراب پلاتا ہون تب آپ کو ظاہر ہوگا کہ اس کمال کو کوئی نہین کرسکتا پانون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن تب آپ پر کمال ظاہر ہو ظہیر نے کہا اے شیرنگ یہ تو بہت مشکل ہے شیرنگ نے کہا حضور یہ تمھ گنگن کو آرسی کیا ہے ابھی امتحان کیجئے تجھی میخانے کی مجھے دیجئے کنجی لی میخانہ [illegible] آکر اپنے سب شراب کو خراب کیا [illegible] گلابیان محفل مین لایا ظہیر [illegible] کہا دیکھو صاحبو کس طریقے سے شہ [illegible] بے اختیار جیسے کوئی چاہتا [illegible] شراب پیجیے اب شیرنگ نے [illegible] اسکے جام کو [illegible] رکھا شعر کرین لگاتا ہوا سامنے ظہیر کے آیا [illegible] نے دونون ہاتھ بڑھا کر [illegible] پیا آفرین کرکے پی گیا شیرنگ نے [illegible] محفل کو شراب پلائی اب کھڑا ہو کر گانے لگا [illegible] نے لگا [illegible] اشعار پڑھے سرودن مین گانے لگا **نظم**

نرگس کی بھی ہے میری نظر مین نظری آنکھ / ہے صاد کے قابل نہ تری اور رشک پری آنکھ

آتی ہے نظر باغ مین جب نرگس شہلا / بھر جاتی ہے آنکھون مین تری ناز بھری آنکھ

رخنے سے جو جھانکون تو پڑے دیر مین چمن / پردے سے جو دیکھون تو کرے پردہ دری آنکھ

ناوک ہی نگہ ترک کی اور تیغ ہی ابرو ۔ دنبالہ ہی سرمے کا جو گتکہ تو چھری آنکھ
آنکھین نہ لڑایا کرو آہو سے مری جان ۔ دیکھا ہی کہ کرتی ہی بہت بد نظری آنکھ
نظرون مین سمایا ہی مری وہ رخ روشن ۔ کچھ طور کے شعلے سے نہ جھپکی نہ ڈری آنکھ
خوب رنگ کیا کرتا ہون دل بھر کے نظارے ۔ کر دیتی ہی جب بند نسیم سحری آنکھ
کیا اُس بت خوش چشم کی اُلفت مین ہے ہوش ۔ دیتی ہی مجھے جام مئے بیخبری آنکھ
ہی موت کا یہ نیند میسر کو سمونہ ۔ دیتی ہی ہمیشہ خبر بے خبری آنکھ
ہی جرم تو آنکھون کا مگر دیکھیے رعنا ۔ آفت مین گرفتار ہی دل اور بری آنکھ

بعد تھوڑی دیر کے محفل مین دست درازیان ہونے لگین ہلڑ جو ہوا ظہیر نے کہا ارے یہ رو کیا میری محفل کو بازار بنایا ہی ہرچند چیخا پیٹا مگر نشے مین کون سنتا ہی ایک کمیدان نے کہا چپکے بیٹھے رہو تمھاری مونچھ پہ کوا بیٹھا ہی ظہیر نے کہا کیا اُس کوے نے اڈا سمجھا ہی کمیدان نے کہا بیٹھے رہیے مین پکڑے لیتا ہون ہاتھ بڑھا کر مونچھ ظہیر کی تھامی ایک جھٹکا مارا ظہیر نے جھلا کر کہا ارے یہ کیا تو نے کیا کمیدان و ظہیر لڑتے لڑتے بیہوش ہوے شبرنگ نے سب کو بیہوش پڑا رہنے دیا اول بہ شکل ظہیر باہر آیا نور الدہر کو بلا کر رہا کیا اشارہ کر دیا کہ آپ کہدیجے کہ مین جمشید پرستی اختیار کرتا ہون نور الدہر نے بصلاح شبرنگ کہا شبرنگ نے کہا اے شہریار مین مطلب پورا کر چکا ظہیر بیہوش پڑا ہی اب جا کر قتل کرتا ہون نور الدہر نے کہا اے شبرنگ سوتے مین قتل نہ کرو لیکن شبرنگ نے نہ مانا بڑھکر ہاتھ مارا کہ ظہیر کے دو ٹکڑے ہوے اب نور الدہر اور شبرنگ نے کل اہل دربار کو قتل کیا شبرنگ نے فورًا اپنے کو بشکل ظہیر بنایا فوج کو بلا کر حکم دیا کہ نور الدہر سے مجھسے میل ہو گیا تم بھی چل کے اطاعت کرو بادشاہ نے بھی لکھا ہی کہ نور الدہر کی اطاعت کرو اس فقرے سے شبرنگ سب کو لایا سب مطیع اسلام ہوے مگر چند ساحران سیاہ دل نکلکر بھاگے پاس مهران کے آئے سب کیفیت بیان کی کہ اے شہریار افسر کا [illegible]

پتہ نہین کل فوج مطیع ہوگئی ہم نہین سمجھے کہ یہ کیا معرکہ ہوا اے شہنشاہ ساحران یہ
جوان نہایت صاحب اقبال ہے آپ تک آئے گا نہین معلوم بی بینوش کہان
گئیین اُنکے نہ ہونے سے ظہیر گرفتار کر لایا تھا نہین معلوم کیونکر چھوٹے فوج کو
کیا ہوا کہ سبنے اطاعت کرلی ہم تو کچھ نہین سمجھے مہران نے سرتاب جادو کو بلایا
کہا اے سرتاب جسطرح بنے نورالدہر کو گرفتار کر لاؤ سرتاب جادو تیس ہزار
فوج لیکر چلا یہان جو پلٹ کر بینوش نہ آئی نورالدہر نے فرمایا تیاری کوچ کی
کرو بیس ہزار ساحر تیار ہوے کوچ کرکے چلے ایک صحراے دلکشا مین پہونچے
دیکھا تمام صحرا سرسبز و شاداب ہے سبزۂ بیدار جنت ہے یا فرش کمخاب ایک جانب نہرین
سلسبیل آسا پانی با آبرو فخر کوثر و تسنیم حباب شناوری کررہے ہین جانوران
ہوائی آکر گرتے ہین پانی پی کر اُڑ جاتے ہین ایک طرف نخل پر عندلیبان خوشنوا
عشق گل مین یہ اشعار عاشقانہ بہ الحان پڑھ رہی ہین

نظم

پیدا ہے لچک بار جو سو بات زری ہے	اس شوخ مین یہ عالم نازک کمری ہے
ساغر مین جھلکتی ہے شراب اسلیے ساقی	شوخی مین وہ ڈوبی ہے شرارت مین بھری ہے
چلنے مین چھلاوہ ہے تو تسخیر مین جادو	یہ مردمک چشم ہے لیلی کہ پری ہے
اک جلوہ دکھا جاتی ہے پھر کر نہین آتی	ثابت نہین سایہ ہے جوانی کہ پری ہے
خلقت مین ہر اک چیز کو بھی فرد ہی پایا	خلاق اسیواسطے شرکت سے بری ہے
دل دادہ اُن آنکھون پہ غزالان حرم ہین	رفتار سے پامال اگر کبک دری ہے
ہر چند ہے وہ چشم سیہ صورت آہو	چیتے کی طرح صید پہ سفاک جری ہے
سرجوش مین پھر خم سے نکالا ہے جو ساقی	کیا دختر رز کو بھی سر پردہ دری ہے
در ماندہ ہین سب علم و گمان وہم و خیالات	بے شبہہ تعین سے تری ذات بری ہے
رخصت نہین گر باد بہاری کی چمن سے	پُر درد یہ کیون نالۂ مرغ سحری ہے
دل سے مرے پوچھے کوئی حال نظر یار	آنے مین وہ بجلی ہے تو جانے مین پری ہے
روز سیہ ہجر و شب روشن و صلت	نیرنگی دور فلک نیلوفری ہے

کٹ جاتی ہی جو عمر رواں چشم زدن مین — معلوم ہوا یہ بھی چراغ سحری ہی
اُس زلف سیہ مین شب یلدا کا ہی عالم — رخسار مین اِک جلوۂ نور سحری ہی
آمادہ ہی وہ قتل پہ تولے ہوے تلوار — ہشیار دلا موقع سینہ سپری ہی
کچھ آپ سے تڑپا نہین رعنا نہ خنجر — مجبور ہی بندہ ہی خطاے بشری ہی

نور الدہر نے جو صحرا کا یہ حال دیکھا ظاہر ہوا کہ بہار خود یہان کی باغبان ہی ہردم اِسی مقام پر رہتی سنتی ہی کبھی یہان سے نہین نکلتی صحرا کو پسند کر کے فرمایا کہ آج لشکر اِسی مقام پر اُترے لشکر اُتر پڑا چونکہ سویرے سے نور الدہر اُتر پڑے پہر دن پچھلا باقی ہی کہ مرکب منگوایا فرمایا یارو ہم شکار کھیل آوین سردارون نے کہا ہم بھی ساتھ چلین نور الدہر بالغ ہوے شبرنگ قدمون سے لپٹ گیا عرض کی غلام ضرور ساتھ چلیگا نور الدہر نے کہا تھک جاؤ گے مین ابھی پلٹ کر آتا ہون مگر شبرنگ نے نہ مانا ہمراہ ہوا نور الدہر صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے کہا اے شبرنگ کوئی آہو ابھی تک نہین ملا شبرنگ نے کہا وہ سامنے ملاحظہ فرمایئے دھالون کے کھیت مین آہو چر رہا ہی نور الدہر نے گھوڑا بڑھایا آہو نے جو مرکب کو آتے ہوے دیکھا ایک جانب بھاگا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی سامنے ایک قلعے کے پہونچا جیسے ہی برابر دیوار کے آہو آیا نور الدہر نے تیر مارا آہو گرا آپ نے قریب آکر اُسکو بہ قربانی پہونچایا آواز آئی کہ او جوان یہ کیا ستم کیا میرے فرزند کو مار ڈالا ہاے مجکو کیسا قلق دیا نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو اژدر ولیدہ مو چوبدست آہنی کاندھے پر رکھے ہوے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی کمر مین زنجیر بندھی ہوئی لنگر پانؤن مین پڑے ہوے چیخین مار مار کر روتا ہوا آتا ہی یہی زبان پہ ہی کہ ارے میرے فرزند کو مارا مثم دیوانۂ فیل زور نور الدہر بیٹھے پیدل ہو کر سامنے دیو آنے کے آئے دیو انے نے چوبدست لگائی نور الدہر نے خالی دی چوبدست اِس زور سے زمین پر پڑی کہ پانی نکل آیا آواز دی ہاے یہ آقا سے سرخ مار آگیا ہڈیان تک سرمہ ہوگئی ہونگی

نور الدہر نے پہلو پر سے نعرہ کیا کہ ارے دیکھ اُس حافظ حقیقی نے مجھے بچا لیا
حقیقت میں یہ ضرب ایسی تھی کہ اگر پہاڑ پہ پڑتی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا مگر حافظ
حقیقی کے نزدیک بچا لینا کچھ بات نہ تھی دیوانہ جو بدست پھینک کر لڑنے لگا کشتی
ہونے لگی مگر دیوانے نے عین گرمی جنگ میں نور الدہر کا شانہ کاٹ کھایا بوٹے
کا بوٹا نوچ لے گیا نور الدہر نے ایک تمانچہ مارا کہ بوٹی منھ سے نکل پڑی دیو نے
تھرا گیا ہاتھ جوڑتا تھا کہ اب ایسی خطا نہ ہو گی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ اندر سے
بارہ ہزار دیوانے غلغلہ کرتے ہوئے بیرون قلعہ آئے اپنے افسر کو دیکھا کہ
لڑ رہا ہے مگر عاجز ہو رہا ہے دمبدم کہتا ہے کہ آقائے نامدار و مولائے قدرشناس
ایک زور آخر کروں تو حوصلہ نکل جائے پھر میں تجھ سے نہ لڑونگا نور الدہر سامنے
کھڑے ہوئے فرمایا بسم اللہ زور آخر بھی کر لیجیے دیوانہ ریلکر لے دوڑا پانچ
سات قدم نور الدہر کو لایا وہاں پہ لا کر ٹکہ مارا کہ بایاں گھٹنا نور الدہر کا
آشنا بہ زمین ہوا تڑپ کر لنگر مارا کہ زانو تک غرق زمین ہو گئے اوپر آکر دیوانہ
چھایا کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ چہرہ سرخ ہو گیا مگر لنگر میں شاہزادہ کو وفا
کے حس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کہا اے آقائے نامدار اب آپ کے
زور کا مشتاق ہوں نور الدہر تڑپ کر اُٹھے جیسے شیر انگڑائی لیکر اُٹھتا ہے اور
دونوں مونڈھے تھام کر سر سینہ میں اڑایا ریلکر لے دوڑے چودہ قدم لا کے
ٹکہ مارا کہ دونوں گھٹنے دیوانے کے آشنا بہ زمین ہوئے کمر زنجیر میں ہاتھ دیکر
نعرہ کر کے اُٹھا لیا جیسے ہی نور الدہر نے اسکو اُٹھایا گرد سر کے چرخ دیکر زمین
پہ مارا اکو دکر چھاتی پر سوار ہوئے خنجر چمکتا ہوا کمر سے نکالا دیوانہ کانپ گیا ہاتھ
باندھنے لگا کہتا ہے اے آقائے سرخ نہیں اطاعت کرتا ہوں وہ خدمتگزاری کرونگا
کہ بہت راضی ہو گے نور الدہر نے کلمہ پڑھایا دیوانے نے الجھ الجھ کے کلمہ پڑھا
بصدق مسلمان ہوا سب دیوانوں سے پکار کر کہا کہ ہاں یارو اس آقا کی
اطاعت کرو تمکو یاد ہو گا کئی دن گذرے ہیں کہ میں نے خواب میں بڑے آقا کو

دیکھا تھا وہ فرما گئے تھے کہ اِس شکل کے شہریار کی اطاعت کرنا سب نے کہا ہم غلاموں کو بھی یاد ہے اس شہریار کی اطاعت کرنا ہم سب کو فرض ہے تم ہم سب نے بھی یہی خواب دیکھے تھے بلکہ آپ سے عرض بھی کیا تھا یہ کہکے بارہ ہزار دیو اسنے دائرۂ اسلام میں آئے نور الدہر نے اِشارہ کیا کہ لشکر میں چلو دیو انے نے کہا اول قلعے میں تشریف لے چلیے نور الدہر ناچار و مجبور راضی ہوے ساتھ دیوانۂ بلند قامت کے قلعے میں آئے قلعہ خوب آباد تھا رعایا دلشاد نہ کسی کے لب پر فریاد نہ بیداد دیوانے نے نور الدہر کو لاکر تخت پر بٹھایا شراب وکباب حاضر کیا ناچ ہونے لگا کسبیاں کوٹھڑی میں بند ہیں کسبیوں کو نکالا انھوں نے رقص شروع کیا مگر دیوانہ جب سامنے آجاتا ہے تو نور الدہر کو دیکھکر گھبرا جاتا ہے اور ہاتھ جوڑنے لگتا ہے کہتا ہے ای شہریار آپ کو میرے سر کی قسم ہے آرام سے بیٹھیے اور کسبیوں سے کہتا ہے کہ اچھی طرح سے گاؤ آقا کو راضی کرو جو آقا راضی ہونگے تو میں بھی خوش ہونگا شب کا وقت ہے اور وہ نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین بہ خوش الحانی یہ اشعار گا رہی ہیں

نظم

بلبلو آگئی چمن میں بہار	لائی باد صبا وطن میں بہار
پھول اُنکی ہنسی میں جھڑتے ہیں	نظر آتی ہے کیا سخن میں بہار
یہ تو گلشن ہے یار کے گلبدن	جائے وہ گل تو آئے بن میں بہار
بنگیا صاف غنچۂ سوسن	ہے مسی کی عجب دہن میں بہار
چشم بد دور سبزۂ خط سے	تازہ تر ہے چہ ذقن میں بہار
رخ چمکتا ہے شکل آئینہ	ہے عجب زلف پُر شکن میں بہار
شجر شمع سے گرے یہ گل	شب کو دکھلا رہی لگن میں بہار

اُس وقت کا سماں محفل کی کیفیت کمیدان رسالدار کرسیوں پر بیٹھے ہیں لیکن دیوانے کو چین نہیں ہر مرتبہ اُٹھتا ہے اور کسبیوں کو ڈانٹتا ہے کہ اچھی طرح گاؤ کہ ایک تخت اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا شبرنگ جادو تخت پر سوار سیر شب

مہتاب دیکھتا ہوا جاتا تھا اس محفل پر جو نگاہ پڑی بیقرار ہوکر اُتر آیا شاہزادہ نورالدہر کو مقام صدر پر پایا اور افسر گرد بیٹھے ہین کسبی سامنے ناچ رہی ہو خوب خوب بنا رہی ہو شبرنگ نے جو یہ ہنگامہ محفل دیکھا نورالدہر سے کہا اے شہریار صاحب جلسہ کہان ہو نورالدہر نے کہا صاحب جلسہ کون شبرنگ جادو نے کہا بلبنوش شیرین کلام کو پوچھتا ہون دیوانہ بلند قامت نے جو دیکھا تو قریب شبرنگ کے آیا کہا اے شبرنگ آقا سے کیا کلام کرتے ہو شبرنگ نے کہا مین جانتا ہون کہ تمنے اطاعت کی دیوانے نے چوبدست کو جنبش دیکر مارا کہ شبرنگ پر اٹھا ہوگیا نورالدہر نے کہا او دیوانے یہ تونے کیا کیا دیوانہ غصے مین تھا ایک چوبدست نورالدہر کو بھی ماردی نورالدہر نے چوبدست تھام لی دیوانہ منتین کرنے لگا کہ آقا معاف کیجیے مجھے خیال یہ تھا کہ ایسا نہ ہو شبرنگ آپ کو گرفتار کرلیجائے اسوجہ سے مین نے اُسکو مارڈالا ساحر بڑے مکار ہوتے ہین یہ سب ملازمان مہران تاجدار آپ کی فکر مین نکلے ہین نورالدہر نے دیوانے کو چھوڑ دیا اور حکم دیا کہ لاشہ شبرنگ کا بیرون بارگاہ پھینک دو شبرنگ کا لاشہ باہر پھینک دیا مگر ملازمان شبرنگ جو عقب سے آتے تھے اُنھون نے جو لاشہ اپنے مالک کا دیکھا اُتر پڑے لاشہ اُٹھایا اور دریافت کیا کہ اِسکو کسنے مارا معلوم ہوا کہ دیوانہ بلند قامت کے ہاتھ سے مارا گیا لاشہ شبرنگ کا لیکر سامنے مہران تاجدار کے آئے مہران نے حکم دیا ابتو بڑی بدعت شروع ہوئی اِس جوان نے بڑا ہنگامہ ڈالدیا ایک نامہ دیوانہ بلند قامت کو لکھو وہ شکین باندھکر نورالدہر کی بھیجدیگا ملازمان شبرنگ نے کہا کہ دیوانہ مسلمان ہوگیا ہے اُسی نے اپنے آقا کی محبت مین شبرنگ کو مارا اُسکو نامہ لکھنے سے کیا نفع ہوگا وہ بدل وجان اطاعت کرچکا یہ سُنکر مہران تاجدار کو سناٹا آگیا کہا یارو مین خود طلسم سے نکلون ایک جوان کے واسطے تم مین کوئی ایسا نہین ہو کہ اُس جوان کو گرفتار کرکے لائے فگار جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہریار کیا حکم ہو

غلام جائیگا غیر ساحر کو گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی پچاس ساحر لیکر کامگار مکار چلا
راہ مین آکر ساتھ والون سے کہا کہ تم لوگ منزل بمنزل آؤ مین جاکر اسکو گرفتار کرکے
لاؤن اپنے لشکر مین پہونچاؤن یہ کہکر پرواز پیدا کرکے چلا یہان نورالدہر اُس منزل
کو طی کرکے منزل قحطان پر آکر اُترے قحطان فیلزور کہ یہان کا حاکم ہی اُسنے جو خبر
سُنی کہ نبیرۂ حمزہ طرف طلسم کے جاتا ہی پچاس ہزار فوج لیکر مقابلے مین آیا کہلا بھیجا کہ
اے شہریار اِدھر سے پلٹ جائیے نورالدہر نے جواب دیا کہ ہم اِسی طرف سے جائینگے
ہم نہ پلٹین گے قحطان نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاریان
ہوئین فراش ماہ تابان نے جب کہ خیمہ اپنا میدان فلک سے اُٹھایا اور کاشانۂ
مغرب مین مع فوج سیارگان گیا اور شہنشاہ آفتاب تابان قلعۂ مشرق سے نکلا فوج
ضیاء و شعاع ہمراہ بصد شوکت و جاہ میدان چرخ زبرجدی مین آیا تخت نور پر بیٹھا
تمام دنیا کو منور کیا دھوپ پھیلنے لگی دونون لشکر میدان مین آئے قحطان گھوڑا
بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خداپرستان تم لوگ بڑے سرکش
ہو غیر ساحر ہوکر ساحرون پر بلوہ کل ساکنان طلسم تمھاری شکایت کرتے ہین اب
بدولت میدان مین آئے ہین بدون فتح و ظفر نہ پلٹین گے نورالدہر نے گھوڑا
بڑھایا فیروز تاجدار سے رخصت ہوے مقابلۂ قحطان مین آئے بعد کلام نیزہ بازی
ہونے لگی نورالدہر نے نیزہ قحطان کا نکالا قحطان نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکر ہاتھ ماردیا نورالدہر نے چاہا کلائی پر ہاتھ ڈالدون کلائی
پر تو ہاتھ نہ پڑا دم شمشیر پر جا پڑا اشاہزادہ زخمی ہوا قحطان نے دوسرا ہاتھ مارا
کہ سر بھی زخمی ہوا دیوانہ مع فوج کے جا پڑا قحطان کی فوج سے جنگ شروع کردی
نورالدہر اُس زخمداری مین خوب لڑے جب غش آنے لگا تو ہاتھ گردن مین
مرکب کی ڈالدیے گھوڑے نے جو اپنے راکب کو سست پایا دولتیان اُچھالتا
ہوا نورالدہر کو لے نکلا یہان قحطان بھی زخمی ہوا اُسکی فوج والے اُسکو لیگئے
دیوانہ خوب خوب لڑا ہزارون کو چوبدست سے مارا آخر وہ لوگ طبل امان بجواکر

پلٹ گئے مگر شبرنگ بن عمرو روتا ہوا سامنے فیروز تاجدار کے آیا بیان کیا کہ آقا
کو مرکب نکال لیگیا ہرچند کہ آج دیوانہ خوب لڑا لیکن اُس صاحب اقبال کا نہ ہونا
باعث خرابی ہوگا مین تلاش مین جاتا ہون یہ کہکے شبرنگ چلا مگر گھوڑا شاہزادے
کو لیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا کمیت چابک خرام نامے عیارہ اُسطرف سے نکلا
دیکھا اُسنے ایک جوان خوبصورت سر سے خون بہ رہا ہے مرکب لیے لیے پھر رہا ہے
عیار نے آکر نورالدہر کو پہچانا خیال مین گذرا اِس جوان کو لے چلون شاہ طلسم
خوش ہوگا شاہزادہ زخمدار غش مین تھا اُسنے چاہا کہ بیہوشی دون نورالدہر کی
آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک عیار مجھکو گرفتار کیا چاہتا ہے کلائی تھام کے ایک تمانچہ
مار دیا کمیت لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا نورالدہر گھوڑے سے اُترے اپنے
زخمون مین ٹانکے دیے کمر سے چادرہ کھولا اُسکو سر پر باندھا پھر مرکب پر سوار
ہوکر ایک جانب چلے بعد جانے نورالدہر کے ہوا جو چلی کمیت ہوشیار ہوا
اور اُسنے دور سے دیکھا کہ وہی جوان مرکب پر سوار ایک جانب چلا جاتا ہے
شفتل بن شفتال کوہ بازو کا یہ عیار ہے آکے اطلاع کی کہ اے شہریار نبیرۂ حمزہ
اِس دشت مین زخمی ہوکر آیا تھا مین نے چاہا گرفتار کرون اُسنے مجھکو تمانچہ مارا
مین بیہوش ہوگیا مگر کیا جلیل تھا کہ اُسنے مجھے نہ مارا اور چلا گیا اگر مناسب ہو تو چلکر
گرفتار کر لیجیے کہ وہ جوان زخمدار ہے شفتل بن شفتال نے کہا میرا یہ طریقہ نہین
کہ مجبور و ناچار کو گرفتار کرون اگر شاہ مجھکو نامہ لکھے گا جس مقام پر اُسکی فوج
ہے جاکر گرفتار کر لاؤنگا مگر کمیت کہ اِسکو بڑا خیال ہے اور سُنا بھی ہے کہ یہ جوان
لشکر اسلام کی جان ہے اِس سوچ مین باہر نکلا ایک طرف سے گرد اُڑتی دیکھا
دختر شفتل بادبان مشکین پر سوار ہتھیار لگاے ہوے مادیان اُڑاے ہوے
آتی ہے کمیت دیکھکر بیقرار ہوگیا مگر مجال نہین کہ قریب جاسکے ایک مقام پر
بیٹھ گیا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

نہ دیا شربت وصلت بہت ترسا ہوکر	خوب بیمار کو اچھا کیا عیسیٰ ہوکر

کھو کے ناموس ہوا وصل صنم تک نصیب
قہر ہے عشق پر آشوب کا طوفان دیکھو
عشق صادق میں نہیں دم کو کچھ ننگ کا پاس
ڈھونڈھ لا نالۂ شبگیر کو شاید اے دل
شعلۂ آہ مرا دود جگر کے ہمراہ
رات کو اس دُر دندان کا تصور جو بندھا
اسکے ہکلانے میں جو منھ سے نکلتا ہے سخن
بعد گیسو کے بندھا ہے مجھے ابرو کا خیال
شوخ چشمی تری اللہ ری چشم بد دور
خیر ہو بزم سے وہ آفت جان اٹھتا ہے
وعدۂ وصل کو ایفا کرو ترساؤ نہیں
ہے تعجب کہ مرے پانوں کو لغزش ہوتا
یہ دل آزار تو ہیں نام کے دلدار فقط

پہونچے تجھے ہم منزل مقصود تک رسوا ہوکر
دل اب آنکھوں سے بہا جاتا ہے دریا ہوکر
چھوڑ دے دامن یوسف کو زلیخا ہوکر
لامکان پہونچا ہے وہ گنبد مینا ہوکر
آہ تو سینے سے نکلتا ہے غبارا ہوکر
چرخ پر جھلک نظر آگیا تارا ہوکر
چھیڑتا ہے دل عشاق کو آمادہ ہوکر
خانۂ کعبہ میں پہونچا ہوں کلیسا ہوکر
پتلیاں کبھی نظر آتی ہیں تماشا ہوکر
فتنہ کر دے نہ قیامت کہیں برپا ہوکر
دم نہ دو پھر خدا ہمکو مسیحا ہوکر
دستگیری نہ کرے آپ سا سودا ہوکر
دل حسینوں کو دیئے دیتے ہو بے جا ہوکر

اشعار پڑھتے پڑھتے یہ سوچا کہ اے کمبخت بڑی مشکل درپیش ہے ہرچند کہ چست و چالاک ہوں مگر جبتک مسلمان نہ ہونگا یہ دولت نہ ہاتھ آئیگی یہ سوچکر یہ بھاگا خیال میں تھا کہ جاکر نور الدہر سے ملاقات کروں اور قدموں پر سر رکھوں یہ مشکل اپنی پیش کروں کہ دختر شفتل پر عاشق ہوں مجھے دلوا دیجیے وہ شیر بیشۂ جرأت ضرور قبول کریگا یہاں نور الدہر اسی حال میں جاتے تھے کہ تبلیغ صحرا نشین قزاق لوٹ مار کیے ہوئے آتا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک جوان گھوڑے پر سوار مگر زخم سے بیقرار ہے تبلیغ نے قریب آکر سلام کیا پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے نور الدہر کی آنکھیں بند دل درد مند کچھ جواب دیا مگر غش آنے لگا نہیں معلوم کہ اسکے موافق جواب دیا یا مخالف کلمہ نکلا جب تبلیغ نے دیکھا کہ یہ جوان بیہوش ہوا ساتھ والوں سے کہا کہ اسے گھوڑے سے اتار لو اس جوان کو لیکر

قید کرو مین یہ مرکب لونگا مرکب بے مثل و بے نظیر ہی اور جو اہرات بھی ذات پر
بہت کچھ ہین بیشۂ قزاقان سے آکر نکلجایئے حیف کی بات ہی ہم آٹھ پہر اسی فکر مین
رہتے ہین کہ جو کوئی نکلے اُسے لوٹ لین یہ مفت کا سودا ہی نور الدہر کو عالم غش
مین اُتار لیا مرکب بہت پسند ہی مرکب کو چمکارتا ہوا لاتا ہی قضائے کار کمیت جو
جست و خیز کرتا ہوا آتا تھا اِسنے دور سے دیکھا کہ اُس جوان کو قزاقون نے
گرفتار کر لیا حیران ہو گیا کہ یہ کیا غضب ہوا کچھ سوچکر دوڑا سامنے تبلیغ کے
آیا جُھک کر سلام کیا تبلیغ نے پوچھا اے عیار تو کون ہی کمیت نے کہا آپ جانتے
ہین کہ یہ کون شخص ہی طلسم نوخیز پر آجکل بلوے ہین آپ اگر اِسپر غالب آوین تو
خواہ قید کرین خواہ قتل کرین لیکن بدون غالب ہوے یہ جوان نہ مانیگا آپنے
کیون گرفتار کیا تبلیغ نے کہا مجھکو یہ گھوڑا بہت پسند ہی کمیت نے کہا یہ گھوڑا
طلسمی ہی یہ کیسکی اطاعت نہ کریگا تبلیغ نے کہا بڑے شرم کی بات ہی کہ اِس عالم مین
اِس سے مقابلہ کرون کہ زخمدار و بیقرار ہی کمیت کو بھی ساتھ لیا کمیت نے کہا
مین سمجھاؤنگا یہ کہکر قریب نور الدہر کے ہو لیا تبلیغ قلعے مین لیکر آیا کہ قلعہ بالاے
کوہ تھا نور الدہر کی زخمدوزی کی مرہم کی پٹی چڑھادی کمیت سے کہا تم اِسکے
پاس رہو جب یہ ہوشیار ہو تو سمجھانا کہ مرکب تبلیغ کو دیدو ورنہ وہ بُری طرح
پیش آئیگا کمیت نے قریب پلنگ کے بیٹھکر تلوے سہلاے نور الدہر کی جو
آنکھ کھلی عیار کو اپنے قریب پایا کمیت قدمون سے لپٹ کر رونے لگا کہا اے
شہریار غلام کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی دختر شفقتل پہ عاشق ہون
چاہتا ہون کہ غلام سے وعدہ کیجیے اگر شفقتل مسلمان ہو تو نرگس شہلا کا عقد میرے
ساتھہ کرا دیجیے گا مین بہ صدق دل مسلمان ہوتا ہون اور تبلیغ قزاق نے آپکا
مرکب پسند کیا ہی کہتا ہی بعد صحت مقابلہ کرونگا نور الدہر نے کہا تیری آرزو قبول
کی کہ تبلیغ قزاق آیا اِسنے کہا اے جوان گذر تیرا میرے بیشے مین ہوا مین نے
گھوڑا تیرا پسند کیا اپنا مرکب مجھکو دیدے تو مین تجھکو رہا کر دون نور الدہر نے

کہا یہ مرکب طلسمی ہو کسی کی اطاعت نہ کریگا اکھاڑہ اختیار کرا مجھسے مقابلہ کر اگر مجھپر غالب ہوگا تو بیشک مرکب دونگا اگر شاید مین غالب ہوا تو تم اطاعت کروگے تبلیغ نے کہا مین جان و مال سے حاضر ہون نور الدہر نے کہا بسم اللہ اکھاڑہ اختیار کر دہم سے تم سے مقابلہ ہو جنگ مین حال معلوم ہو جائیگا تبلیغ نے آکر اکھاڑہ اختیار کیا اور اپنے فرزندون سے کہا کہ آکر تماشہ دیکھو نور الدہر بھی اُسی مرکب پر سوار ہو کر آئے اور اکھاڑے مین اُترے نعرہ کیا کہ ای تبلیغ آ تو امتحان ہو جاے تبلیغ جانگیا اور لنگوٹ باندھ کے اکھاڑے مین آیا ہاتھ پکڑکر شاہزادے کا پیچ باندھا نور الدہر نے توڑ کیا آپس مین توڑ جوڑ ہونے لگے دو پہر تبلیغ لڑا جب پہلوان آفتاب تابان چرخ کے اکھاڑہ سے اپنی پہلوانی کی تیزی دکھا کر نکلا جانب مغرب جاکر ڈنڈ پیلنے لگا تب اِسنے کہا او شہریار ایک زور آخر کرتا ہون نور الدہر نے کہا بسم اللہ ای تبلیغ تم کوئی بات اُٹھا نہ رکھو جس پیچ پر نازہو وہی باندھو تبلیغ ریلکرے دوڑا سات آٹھ قدم پر ریلکر لایا وہان پر آکر بکہ مارا پایان گھٹنا نور الدہر کا آشنا بہ زمین ہوا نور الدہر نے تڑپ کے لنگر مارا تبلیغ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا مگر لنگر کو حرکت نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اُٹھالیا نور الدہر تڑپ کر اُٹھے دونون مونڈھے تبلیغ کے تھام کرلے دوڑے پندرہ قدم تک ریلکر لائے وہان پر آکر بکہ مارا لنگر اسکا اُکھیڑ کر تبلیغ کو اُٹھالیا سر سے بلند کیا تبلیغ نے آواز دی الامان فرمایا امان بہ شرط ایمان تبلیغ نے کہا قبول ہو مگر ایک شرط رکھتا ہون اگر قبول فرمائیے تو بہ صدق دل مسلمان ہون شفتل بن شفتال ایک پہلوان ہو اُس کی بیٹی نرگس شہلا پر مدت سے عاشق ہون جب مقابلے کو گیا زخمی ہوا اُسپر غالب نہ آیا پیغام جو دیا اُسنے منظور نہ کیا کہتا ہو جو مجھپر غالب ہو وہ میری بیٹی کے ساتھ شادی کرے نور الدہر نے کہا ای تبلیغ اگر اژدرہفت سر ہوتا تو مین اُس سے مقابلہ کرتا اور تمھاری شرط پوری کرتا مگر گیت جاپک خرام بھی اُسی پر عاشق ہو اسی شرط پر مسلمان ہوا ہو اور مین پہلے قول اُسی کو دے چکا ہون سوچو تو

کہ یک انارہ و و بیمارہ آخرکسکو ذون اُسنے بھی اِسی شرط پر اطاعت کی اور تم بھی اُسیکے خواہان ہولیں کیونکہ اِسکا انجام ہوگا تبلیغ نے کہا غلام کی تو یہ کیفیت ہی عجب حالت ہی کہ جسکو عرض نہین کر سکتا لیکن اِن اشعار سے مدعاے دلی ظاہر ہوگا نظم

خیال و خواب پہ لیل و نہار جاتے ہین ۔ ہم اپنی زیست فقط مستعار جانتے ہین
بدن پہ زخم نہین برچھیان ہین پھولونکی ۔ ہم اپنے دل مین اِسی کو بہار جانتے ہین
خطا سے جائین ختن کو تو تم ہو چین بجبین ۔ تمھاری زلف کو مشک تتار جانتے ہین
جو شاہباز ہی اے ترک چشم تیری نظر ۔ تو ہم بھی طائر دل کو شکار جانتے ہین
اُڑیگی خاک سر قبر میری بعد فنا ۔ تمھاری شوخیان اے شہسوار جانتے ہین
رضا قضا پہ ہو رعنا قدر پہ ہی تسلیم ۔ ہم اپنے واسطے معراج دار جانتے ہین

جب نور الدہر نے دیکھا کہ تبلیغ بہت بیقرار ہی سمجھے کہ یہ حقیقت مین عاشق زار ہی فرمایا کہ انشاءاللہ ضرور تمھارے ساتھ نکاح کر دینگے تبلیغ کلمہ پڑھکر بہ صدق دل مسلمان ہوا ہر ایک قزاق صاحب ایمان ہوا کمیت نے جو دیکھا کہ اب تبلیغ زیر ہو کر مسلمان ہوا خوشی خوشی قریب نور الدہر کے آیا کہا اے شہریار اب غلام کو تسکین ہوئی قحطان آپ کا انتظار کرتا ہوگا لشکر کو آپ کے پامال نہ کیا ہو نور الدہر فورًا سوار ہوے تبلیغ کو ساتھ لیکر چلے یہان قحطان کو جسوقت معلوم ہوا کہ افسر اعلیٰ لشکر مین نہین ہی طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیا دیو اُسکے نے نکلکر مقابلہ کیا مگر زخمی ہوا کئی سردار قحطان نے زخمی کیے اب کوئی مقابلے مین نہین آتا قحطان پکار رہا ہی کہ او فیروز تو مقابلے مین آ اُس جوان کو کہان بھگا دیا فیروز دعائین مانگ رہا ہی تاج سر سے اُتار اُپکار اُٹھا کہ اے خالق بیچون و اے رب کارساز نظم تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب ✤ دعاے کند من کنم مستجاب ✤ چہ عاجز بمانندہ دانم ترا ✤ در این عاجزی چون نخوانم ترا ✤ سب افسر آمین کہ رہے ہین قحطان ہر مرتبہ نعرہ کرتا ہی کہ اے فیروز اب کوئی مقابلے مین نہ آئیگا مین وہین آتا ہون سب کو آکر قتل کر دونگا نہین تو آکر اطاعت کرو

فیروز تاجدار دست پاچہ سب سردار بیتقرار آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین ہر ایک کا
قول ہو کہ اے شاہ اگر قحطان ہم پر آپڑا تو ایسے لڑینگے کہ اِن سرکشون کے دانت کھٹے
کردینگے اُسوقت صحرا سے گرد اُٹھی نوبت نقارے کی آواز آئی سب دیکھنے لگے دیکھا
نور الدہر بن بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار تبلیغ قزاق مثل چاکران کمترین
ہمراہ قزاق کو دیکھکر قحطان گھبرایا سوچا کہ جب تبلیغ کو زیر کرلیا تو میری کیا حقیقت
ہی گینڈا ایسا پھیرا اپنے لشکر مین آیا کہتا ہی یار وہ جوان آپہونچا اب مین اُس سے مقابلہ
نکرونگا کسی اور پہلوان کو بلواؤن کہ وہ آکر مقابلہ کرے اُسیوقت طبل امان بجواکر
اپنی بارگاہ مین آیا فیروز تاجدار نے نور الدہر کا استقبال کیا شاہزادہ لشکر مین
آیا نور الدہر آکر بیٹھے کمیت و تبلیغ خدمت مین ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ مقابلہ
قحطان سے فراغت پادین تو شفقتل پر چڑھائی ہو اِدھر کمیت بھی سوچ رہا ہی کہ
معشوق بلیگی یہ دو شیر ہی کہ شفقتل کو جان بچانا دشوار ہوگی دونون اِسی خیال مین
بیٹھے ہین کہ تبلیغ نے عرض کی حضور قحطان تو آپ کے خوف سے بھاگا اب مقابلہ
کو نہ آئیگا طرف شفقتل کے چلیے کہ ہماری بھی آرزو پوری ہو کہ یکایک ہرکارون
نے خبر دی کہ کوئی پہلوان ہی شفقتل بن شفتال اُسکا نام ہی بڑا اُبھا دِیا ہی قحطان
نے اُسکو نامہ لکھا ہی کہ بھائی میری مدد کو آؤ ہاتھ سے مسلمانون کے بچاؤ ایسا نہو
کہ مجھسے مقابلہ پڑے یقین ہی کہ وہ پہلوان مدد قحطان کو آئے یہ سُنکر کمیت اپنے
مقام سے اُٹھا شاہزادے کے گرد پھرنے لگا کہا اے شہریار میری آرزو پوری ہوئی
کہ شفقتل اِسی مقام پر آتا ہی تبلیغ نے کہا اے عیار طرار تجھکو شفقتل سے کیا کام ہی عیار
نے کہا اے تبلیغ مین اُسی کا عیار ہون ہوس وصل نرگس شہلا مین مسلمان ہوا اب
مین خواہش رکھتا ہون کہ وصل سے کامیاب ہونگا تبلیغ نے کہا او مکار خاموش
رہ مین مدت سے عاشق ہون مین شاہزادے سے اقرار لے چکا شاہزادے نے
مجھسے وعدہ فرمایا ہی دونون مین تکرار ہونے لگی نور الدہر مانع ہوے مگر تبلیغ
کو اپنی جرأت پر دعویٰ ہوا اپنے مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا کہا او عیار مکار نیری کیا

محال ہو کہ میری معشوق کا نام لے کمیت نے کہا اوتبلیغ مین اپنی معشوق آفاسے ہونگا لغور الدہر نے دونون کو تسکین دی دونون کے کان مین یہ کہا کہ تمھارے ساتھ عقد کردینگے دونون خاموش ہوکر بیٹھے مگر کمیت دوسرے دن برا سے بالا دومی نکلا تھا کہ دیکھا ایک پہلوان بارگاہ شفتل لیے ہوے جاتا ہو یہ اپنے جی مین کہتا ہو کہ او کمیت امید تو پوری ہوئی لیکن شہر یار رہا رہا اُس سے بھی وعدہ کر چکا ہو دیکھیے اسکا کیا انجام ہو اس فکر مین پلٹا اپنے مقام پر آکر سوچنے لگا کہ جا کر شفتل کو پکڑ لاؤن یہ تو سن چکا ہو کہ شفتل یہان سے دس کوس پر ہی اگر شفتل کو گرفتار کر لایا تو معشوق پر میرا حق ہوگا شاہزادہ انکار نہ کرسکیگا ضرور میرے ساتھ عقد ہوگا یہ سوچ کے اسباب عیاری سے آراستہ ہوا طرف صحرا کے چلا آتے آتے ایک کوہ پر پہونچا دیکھا لشکر شفتل اترا ہوا ہی پہاڑ سے اُترکر لشکر شفتل مین آیا دیکھتا بھالتا سامنے شفتل کے پہونچا سلام کیا شفتل نے پوچھا اے کمیت کئی دن سے کہان تھے کمیت نے عرض کی غلام اس فکر مین تھا کہ آپ جسکے مقابلے کو جاتے ہین اُسکو گرفتار کر لاؤن مین گیا تھا مگر موقع نہ پایا اب حضور کے ہمراہ چلونگا چلکر گرفتار کر لاؤنگا وہ جوان شیر بیشۂ جرأت ہی یکہ تاز میدان جلادت ہی اگر سر میدان مقابلہ پڑیگا تو بہ مشکل زیر ہوگا تبلیغ فزاق اُسکا مطیع ہوگیا مجھی ہوکر گیا تھا وہان جا کر تبلیغ کو زیر کیا اب اُسکا عظم و شان بڑھتا جاتا ہی مین اُسکو گرفتار کر لاؤنگا شفتل کا تو قدیم عیار ہی اسنے سنبھال لیا انتظام شراب کرنے لگا شراب مین بیہوشی ملائی جب رات کو جلسہ آراستہ ہوا ایک نازنین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بناز و ادا گانے لگی نظم

خزان چمن سے گئی فصل گل کے آئے دن	خدا نے پھر یہ ہمین باغبان دکھائے دن
خزان چمن مین ہی بلبل قفس مین نالان ہی	خدا کیلیے نہ دشمن کو یہ دکھائے دن
فراق یار مین دن ہوگیا ہی روز قیام	بلا سے عمر گھٹے پر خدا گھٹائے دن
دعا سے بھی نہین ہوتی شب وصال نصیب	فراق یار کے آتے ہین بن بلائے دن

جمال یار نہین خواب مین بھی اتنو نصیب	فلک نے کیسے آنکھ ہین دکھائے دن
نہ پوچھو حال شب و روز ہجر رعنا کا	بلا کا سامنا رہتا ہی مجھکو آئے دن

کمیت نے اُسی ہنگامے مین شفقتل کو جام دیا شفقتل جام پی گیا کوئی شک اسکی
طرف سے نہ تھا سب سردار مشتاق بیٹھے تھے سب نے اشارہ کیا ایک ایک
جام اُسنے سب کو دیا تھوڑے ہی عرصے مین دست درازبان ہونے لگین کسی نے
کسی کی کلاہ اُتار لی کسی نے کسی کی پگڑی اُچھال دی کوئی تلوار جھٹک کر اُٹھا کوئی
اکڑنے لگا کہا آئے کوئی مقابلہ کرے دوسرے جوان نے اُٹھکر آواز دی لو
مین آیا مجھسے مقابلہ کرو شفقتل نے جو یہ ہنگامہ بارگاہ مین دیکھا جھلا کے اُٹھا
اُٹھتے ہی پانؤن لڑکھڑائے گر کر بیہوش ہوا کمیت نے شفقتل کا پشتارہ باندھا
اور لے بھاگا صحرا کو طے کرتا ہوا جاتا ہی قضائے کار ملکہ نرگس شہلا شکار کھیلکر
آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری اور نعرہ کیا کہ او جانے والے ٹھہر جا یہ پشتارہ رکھدے کس غریب پر
دست انداز ہوا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا کمیت نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نقابدار
مرصع پوش کمان کاندھے سے اُتار چکا ہی تیر جوڑ رہا ہی سہم گیا سمجھا کہ کوئی گوشہ
بھی نہین جو اُسمین چھپون گھبرا کر پشتارہ ڈالدیا جان بچا کر بھاگا جب کمیت
نکل گیا تو نرگس شہلا نے قریب آکر پشتارہ کھولا دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رو
بدخو ہی آخر پہچانا کہ یہ تو میرا باپ ہی وہ عیار معلوم ہوتا ہی کہ کمیت تھا مگر مقام
تعجب ہی کہ پُرانا عیار رہا اس لیجانے مین کوئی راز تھا مین نے ناحق دخل دیا مگر
گوشے سے کمیت دیکھ رہا تھا پہچان گیا کہ بیٹی نے باپ کو دیکھا اسکو بھی فقرہ
دون گوشے سے نکلکر سامنے آیا کہا حضور آپ نے کیون دخل دیا مین انکو
مطلب سے لیے جاتا تھا ایسے مقام پر بیجا تاکہ نام ہوتا نرگس شہلا نے پوچھا
آخر کہان لیجائے گا کمیت نے کہا بارگاہ نور الدہر مین لیجاؤنگا یہ اسکو گرفتار
کرینگے لڑائی موقوف ہوجائیگی ورنہ اُس شخص کا گرفتار ہونا دشوار ہی

نرگس سمجھی کہ سچ کہتا ہی کہا اچھا لیجا سامنے نرگس کے کمیت نے پشتارہ باندھا لیکر روانہ
ہوگیا مگر بیقرار ہی کہ آج معشوق سے باتین کیون ہنستا ہوا آتا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی
قحطان اُدھر سے آتا تھا اُسنے دور سے کمیت کو دیکھا کہ پشتارہ بدوش جاتا ہی نیزہ ہلاتا ہوا
جھپٹا کہ او عیار مکار یہ کسکو لیے جاتا ہی کمیت نے دیکھا کہ اگر یہ دیکھ لیگا تو مار ڈالے گا
پشتارہ پھینک کر بھاگا قحطان نے عیار کا پیچھا نہ کیا قریب پشتارے کے آیا پشتارہ
کھولا شفقتل کو دیکھا باغ باغ ہوگیا جی مین کہتا ہوا قحطان یہ عیار تو اسی کا ملازم تھا
پھر کیا باعث ہوا کہ اپنے مالک کو لیے جاتا تھا پشتارہ اُٹھا کے اپنے مرکب پر رکھ لیا
شکار کھیلتا ہوا لشکر مین آیا شفقتل کو ہوشیار کیا تمام کیفیت بیان کی کہ اتالیہ بارگاہ
کا کئی روز ہوئے آیا اور مین آپکا متلاشی ہو کر پھرتا تھا مین اسے شکار گیا تھا راہ مین دیکھا
کہ عیار آپکا کمیت چالاک خرامان آپکو لیے جاتا تھا مین نے اُس سے پشتارہ آپکا
چھین لیا نہین معلوم کیا سبب تھا اور آپکو کہان لیے جاتا تھا شفقتل نے کہا مین
خود حیران ہون مگر تم اب اپنا حال کہو قحطان نے کہا اے دوست صادق و اے حبیب
واثق اول جو تو رالدہر سے مقابلہ پڑا میرے ہاتھ سے وہ جوان زخمی ہوا مگر گھوڑا
اُسکو نکال لے گیا ایسا صاحب اقبال ہی کہ وہان سے جو آیا تو تبلیغ ایسا قزاق قتل جاکران
کمترین ہمراہ تھا اور یہ بھی خبر مین نے سُنی کہ تبلیغ کو زیر کرکے لایا مین سمجھ گیا کہ اب غالب
نہ ہونگا تب مین نے آپکو نامہ لکھا شکر ہی لات و منات کا کہ آپ میرے پاس آگئے
اب طبل جنگی بجوائیے مین آپ چلکر مقابلہ کرون شفقتل نے کہا اے برادر مجھکو یاد ہی مین
ایک مرتبہ شکار کھیلتا ہوا گیا تھا تو تبلیغ کے قزاقون نے مجھکو لوٹ لیا چند سوار
میرے ساتھ تھے مین ناچار ہو کے پلٹ آیا جس شخص نے کہ تبلیغ کو زیر کیا ہی مین اُس
سے نہ لڑ سکونگا تمھاری خوشی ہی کہ امتحان ہو جاے تو طبل جنگی بجواؤ مین سر میدان
سمجھا دونگا مہلت بھی نہ دونگا ہر چند کہ فنون سپاہ گری مین طاق و شہرۂ آفاق ہون
ملازمت سے مجبور ہون جب قزاقان تبلیغ نے گھیرا تھا ایسا عاجز ہوا کہ تلوار نہ کھینچ سکا
گھوڑا و خیرہ دیدیا اکثر فکر کی کہ تبلیغ سے مقابلہ پڑے مگر اُسکا قلعہ بالائے کوہ ہی پہنچنے

لشکر کشی نہ کی پہلے اُسی کو ٹوکونگا قحطان نے کہا مین سر لشکر پر رہونگا آپ اُسکو باتون
مین لگائیے گا مین تیر مارونگا شفتل یہ مضمون سنکر بہت خوش ہوا کہا اس مکر سے
تم غالب آؤ گے اول تبلیغ کو مارنا پھر نور الدہر کو للکارنا اُسکے ساتھ ہی بھی سامان
ہو غرض آپسمین صلاح کر کے شفتل نے طبل جنگی بجوایا مگر کمیت چالاک خرام ملول و
حزین سامنے نور الدہر کے آیا نور الدہر نے پوچھا اے برادر کہان تھے کمیت نے
سب حال بیان کیا کہ مین شفتل کو لاتا تھا قحطان نے پشتارہ چھین لیا نور الدہر نے
کہا تمنے کیون تکلیف کی میدان مین سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے
بعد دعا کے عرض کی کہ شفتل بن شفتال نے طبل جنگی بجوایا ہے مگر ایک حضور کو خیال
رہے کہ دونون دیر تک صلاحین کیا کیے تخلیے سے ہنستے ہوے نکلے فیروز تاجدار
سے نور الدہر نے حکم دیا کہ تم بھی طبل جنگی بجواؤ یہان بھی طبل جنگی بجا مگر دیوانہ
بلند قامت اکڑ رہا ہے دمبدم کہتا ہے اگر حکم ہو تو جا کر شفتل کو پکڑ لاؤن نور الدہر
منع کرتے ہین کہ اے بلند قامت یہ سرکشی بہتر نہین دیکھو خبردار لشکر سے نکلنے کا
ارادہ نہ کرنا دیوانہ خاموش ہو رہا تبلیغ قزاق کہ پہلو مین بیٹھا ہے دمبدم عرض کر رہا
ہے کہ حضور کل غلام کے واسطے روز عید ہے کل شفتل زیر ہوگا خدا وہ دن دکھائے
کہ غلام کو حضور لیکر چلین اور نرگس شہلا سے عقد ہو تو آرزو پوری ہو کمیت کو
بڑا تردد ہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے بقول شاعر فرد غم صیاد و فکر باغبان ہے + دو
عملے مین ہمارا آشیان ہے + وہ رفیق سرکار مین عیار دیکھیے کسپر توجہ ہو نور الدہر
یہ سوچے کہ اگر خدا فضل کرے تو ان دونون کی تصویرین سامنے اُس نازنین کے
پیش کیجاوینگی جنکی تصویر پسند کرے اُسکے ساتھ عقد ہوگا چار پہر رات اسی تیاری
مین گذری وہ وقت آیا کہ نظم

رُخ شمع مائل بہ زردی ہوا — لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند — ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان — اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

فوج مسلح ہو کر طرف میدان کارزار کے چلی فیروز تاجدار و تبلیغ قزاق آراستہ ہو کر در دولت شاہزادہ نور الدہر پر آئے کمیت خدمت مین حاضر ہی کہ بارگاہ کا پردہ اُٹھا سب نے دیکھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان سلاح سے آراستہ ایک طرف کمیت دوسری طرف شبرنگ بن عمرو مگر نور الدہر شبرنگ سے فرماتے ہین کہ ای شبرنگ نہین معلوم مینوش پر کیا گذری عرصہ ہوا پلٹ کر نہین آئین لوح کی فکر مین گئی تھین اور سُنتا ہون کہ لوح ایسے مقام پر ہی کہ جہان کوئی جا نہین سکتا گیا اور گرفتار ہو گیا نہین معلوم کہ پہونچین یا نہین پہونچین شبرنگ عرض کرتا ہی انشاء اللہ وہ پتہ لوح کا لگا کر آوینگی اُنھین کی وجہ سے لوح پائیے گا مرکب سامنے آیا اُسپر سوار ہوے مگر تبلیغ خدمت مین حاضر ہی کہتا ہی آج غلام کو رخصت ملے کہ شفقتل سے مقابلہ کرون مشکین باندھکر لاؤن تب میری مشکل آسان ہو نور الدہر فرماتے ہین میدان کارزار مین سمجھا جائیگا اگر اُسنے تمکو پکارا تو بیشک اجازت دونگا تبلیغ کہتا ہی ایسے ایسے پہلوانون کو جھکائیان دیکر مار لونگا ابھی جرأت اِس غلام کی حضور نے ملاحظہ نہین فرمائی سوا ے حضور کے کسی نے میری پشت زمین سے نہین لگائی مگر نور الدہر نے خیال کرکے دیکھا کہ چہرہ تبلیغ کا اُداس پریشانی چہرے سے ظاہر ہی حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی پھر سوچے کہ اُسی کی بیٹی پر عاشق ہی اُسکی یاد مین بیقراری کر رہا ہی اسی خیال مین میدان مین آئے کہ شفقتل نے گینڈا اپنا نکالا مگر قحطان سے کہ آیا کہ ہوشیار رہنا قحطان ایک پہلو پر آکر کھڑا ہوا جیسے ہی شفقتل میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای تبلیغ میرے مقابلے مین آؤ تمنے بڑی خطا کی ہی کہ مسلمان کی اطاعت کی بادشاہ طلسم کے دشمن ہوے تبلیغ تو منتظر کھڑا تھا گھوڑے کو پھیرا خدمت نور الدہر مین آیا عرض کی آقا ے نامدار مجھکو پکارتا ہی نور الدہر نے کہا بسم اللہ تبلیغ سامنے فیروز تاجدار کے آیا اُس سے بھی رخصت لی طرف میدان کے چلا تھا کہ گھوڑے کو ٹھوکر لگی خود سر سے گرا نور الدہر نے منع بھی کیا کہ ای تبلیغ تم میدان مین نہ جاؤ شگون بد ہوا ہی مگر تبلیغ نے نہ مانا شفقتل کے

مقابلے مین آیا شفقتل نے کہا کیوں اے تبلیغ تو نے بڑی خطا کی کہ شاہ طلسم سے پھر گیا بادشاہ طلسم نے کیا تیرے ساتھ برائی کی تھی تبلیغ نے جواب دیا کہ مذہب اہل اسلام حق ہے تبلیغ شفقتل سے باتین کرنے لگا قحطان نے پشت پر سے تیر مارا انہین پھال کا تیر پشت پر تبلیغ کی پڑا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا تبلیغ تڑپ کر رہ گیا شفقتل نے اوپر سے ہاتھ مارا کہ سر کٹکر تبلیغ کا گرا نورالدہر نے جو تبلیغ کو کشتہ دیکھا آگ لگ گئی نہایت غصہ آیا گھوڑا بڑھا کر چہار جانب دیکھتے ہوے مقابلہ شفقتل مین پہونچے فرمایا کہ او مکار یہ کیا حرکت کی کہ قحطان نے تیر مارا اور یہ تو نے ہاتھ تلوار کا مار دیا لا وار کر قحطان نے نورالدہر پر بھی تیر مارا نورالدہر نے جو سپر کمان کا کرتے سنا گھوڑا اپنا ہٹا لیا تیر گنبدے پر شفقتل کے پڑا گنبدے نے طرارہ بھرا نورالدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا یا سر کٹکر شفقتل کا گرا شفقتل کو مار کے قحطان پر جا پڑے کہا او مکار مکر کا انجام دیکھا اب وار کر مین تیرے سامنے آیا ہون قحطان کانپنے لگا طرف فوج کے اشارہ کیا کہ اس جوان کو مار لو تمام فوج بلوہ کر گئے نورالدہر پر آئی نورالدہر نے تلوار چمکائی اور نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم بہ قہر + شبہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + فیروز تاجدار نے جو دیکھا کہ شاہزادہ گھر گیا فوج کو لیکر آپڑا دونون لشکر آپس مین مل گئے تلوار چلنے لگی نورالدہر لڑ رہے ہین مگر ہر مرتبہ قحطان پر جاتے ہین قحطان ہٹ جاتا ہے ایک مقام پر قحطان لڑ رہا تھا کہ نورالدہر گھوڑا بڑھا کر قریب پہونچے قحطان نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے خالی دیکر وار کیا قحطان نے سپر پر روکا مگر تیغۂ سلیمانی تڑپ کر جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو قحطان کی کاٹ کر جو تیغہ گرا قحطان کے دو ٹکڑے ہوے قحطان کو مار کر فوج کو شکست دی باقی فوج کے اکھڑ گئے فوج شکست کھا کے بھاگی نورالدہر نے مال و اسباب لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر فرماتے ہوے کہ کیون اے شبرنگ مینوش کا کیونکر پتہ ملے عرصہ دراز گذرا انکو گئے ہوے شبرنگ نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام تلاش مین جائے نورالدہر نے فرمایا کہ اے شبرنگ بے نشان کہان جاؤ گے فیروز تاجدار نے عرض کی کہ اے

شہریار طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ جزیرہ کمیاب مین گئین اگر حکم ہو تو اُسی طرف چلنا چاہیے شاید پتہ ملے مگر مینوش کا یہ معرکہ ہوا کہ تلاش مین لوح کی خبر پائی کہ جزیرہ کمیاب مین لوح ہی کمیاب جادو ساحرہ زبردست نگہبان لوح ہی فوج بھی وہان زیادہ ہی بلکہ مینوش بڑی جستجو سے اُس جزیرے مین پہونچین اہل لشکر نے جو دیکھا کہ ایک نازنین حسین وجمیل پر پرواز پیدا کیے آتی ہی بارگاہ مین جا کر کمیاب جادو سے اطلاع کی کہ ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل اُڑتی ہوئی آتی ہی معلوم ہوتا ہی آپ کی ملاقات کی شایق ہی کمیاب ہنس پڑی کہا صاحبو کتاب طلسمی میرے پاس ہی جمشید اول سب حال لکھ گئے ہین صاف صاف تحریر ہی کہ فلان مہینے سے انقلاب شروع ہوگا سلیمان اِس طلسم مین جلوہ کرینگے ساحر ناچار ہو جاوینگے مین انتظام سمجھے بیٹھی ہون یہ مینوش دختر مہران تاجدار آتی ہونگی مین اُنکی فکر کر چکی ہون کہ جا بجا میزون پر جو طائران سیاہ رنگ بیٹھے تھے اُن سب نے منقارین اپنی کھولین چہکارنے لگے اُنکی صدا اُن سے یہ اشعار ثابت ہوتے تھے

نظم

گیا دل مفت ہاتھوں سے مجھے رہ رہ کے یہ غم ہی | غضب کا ماجرا ہی اور قیامت کا یہ ماتم ہی
چمن کا رنگ ہی بڑھکر جو رنگ باغ رضوان سے | بتا دے باغبان وہ آج کس گلرو کا مقدم ہی
مرا گریہ غم فرقت مین طوفان خیز ہی ایسا | سمندر سامنے جسکے بقدر اشک شبنم ہی
تمنائے در فردوس کیا ہو مجھکو اے زاہد | در دولت سرائے یار کیا فردوس سے کم ہی
تعجب کچھ نہین اِسکا جو بیجا تو نکلین جان آگے | تری ٹھوکر نہین ہی معجز عیسیِ مریم ہی
خدا جانے کہ آفت آئیگی کس کس پہ اے رعنا | اُسے غیرون نے بھڑکا یا ہی ظالم کل سے برہم ہی

کمیاب ہنسنے لگی کہا دیکھو صاحبو ظاہر ہوتا ہی کہ مینوش کسی پر عاشق ہو کر آتی ہی ظالم کو آنے تو دو یہ ذکر تھا کہ ملکہ مینوش آسمان سے اُترین جیسے ہی بارگاہ مین قدم رکھا کمیاب اُٹھ کھڑی ہوئی پوچھا اے ملکہ عالم آج کہان سرفراز فرمایا ہم تو آپ کے مشتاق تھے خوش نصیبی ہماری کہ آپ نے سرفراز کیا ہمنے آپ کی اِس عنایت پہ ناز کیا یہ کہکر ہاتھ تھام لیا مینوش خوش ہو کر اب اِس سے حال لوح پوچھونگی

کمیاب نے مینوش کو لاکر مسند پر بٹھایا اِدھر اُدھر کی باتین کرنے لگی کنیزون کو آواز
دی اری گل اندام وغیرہ حاضر ہو مگر یہ خیال رہے کہ سامان سے آنا کئی سو کنیزین پشت زمرے
آئین بھرے ہاتھون مین آپس مین خوش فعلیان کرتی ہوئین سبکے آگے گل اندام
نامے نہایت شوخ و شنگ اُسکے پہلو مین زعفران اور گلرنگ حاضر حاضر کرتی ہوئین
پشت پر آکر مینوش کی کھڑی ہوئین جو سب کے آگے تھی اُسنے گلابی بغل سے نکالی
جام بلورین ابریز کیا ساتھ قاعدے کے سامنے مینوش کے آکر عرض کی نوش فرمایئے
مینوش غافل از گردش فلکی مراد نہ سمجھی جام پی گئی کنیزون نے ہلڑ کیا کہ بی کمیاب
مبارک ہو جام پی کر مینوش نے کہا اے کمیاب تمنے خبر سنی کہ طلسم کشا طلسم مین آگیا
ایک شاہزادہ موسوم بہ نور الدہر طرف مہرانیہ کے جاتا ہے مین نے دل مین خیال کیا
کہ جاکے کمیاب کو ہوشیار کردون یہ بتاؤ کہ لوح کہان ہے لوح پر خوب حفاظت کرو
نگہبان مقرر کردو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو لوح حاصل ہو جائے تو باعث خرابی ہے
کمیاب نے کہا اے مینوش اگر طلسم کشا کے ہزارون مددگار ہون اور سالہا سال
پھرین تو لوح کا پتہ نہ پائین مین آٹھ پہر کتاب سامری دیکھا کرتی ہون ساری کتاب
کی حافظ ہون بی مینوش صاف صاف بتاؤ کہ کس پر عاشق ہوئین کسکی محبت
مین جان سے بیزار ہو جزیرۂ کمیاب مین بے خوف چلے آنا یہ تمھارا ہی کام تھا
تمکو کچھ خوف نہ آیا تمام طلسم مین مشہور ہے کہ کمیاب جادو کے پاس لوح ہے مین نے
آجتک لوح نہ دیکھی اور نہ جانتی ہون کہ کہان ہے اپنے جزیرے کی حفاظت کرتی ہون
آپ کی تشریف آوری کے قبل مجھکو معلوم ہو گیا کہ آپ فکر لوح مین آئی ہین
یہ طائر جو سبزہ زار پر بیٹھے ہین جمشید اول نے انپر بڑی مشقت کی ہے یہی سب
راز بتاتے ہین ہان اے طائران جمشیدی جلد اپنی ذہانت ظاہر کرو طائرون
نے دوبارہ پر کھولے اور یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

جاکے قاصد نے جو کی یار سے تقریر غلط	ہو گئی وصل کی تدبیر سے تقدیر غلط
خود غلط ہے جو کہے ہوتی ہے تقدیر غلط	کہین قسمت کی بھی ہو سکتی ہے تحریر غلط

زلزلہ عرش کو آتا تھا مرے نالون سے
اب ہوا کیا کہ ہوئی آہ کی تاثیر غلط

روبرو اسکے مہ مصر کا کیا رتبہ ہی
سامنے مہر کے ہی ماہ کی تنویر غلط

لب معشوق نہ ہو تیر نظر کیون انکا
قادر انداز کے ہوتے ہین کہین تیر غلط

رہبری خاک مریدون کی ہو ممکن اس سے
کجروی سے جو رہ راست کرے پیر غلط

ماہ وانجم کے عوض مصر کا زندان دیکھا
خواب یوسف کی مگر ہو گئی تعبیر غلط

دخل اغیار کا ممکن نہین انکے گھر مین
ہون رقیبو نسے کہین وہ شکر و شیر غلط

حاشیہ مصحف رخ سے قلم انداز کرو
دیکھو قرآن کی نہین چاہیے تفسیر غلط

رہنما خضر رہو ہمدم ہو مسیحا اپنا
پھر ہو کس راہ سے راہ رو شبگیر غلط

جذب الفت کا تماشہ اسے دکھلا دیتا
کر گیا راہ مگر نالہ شبگیر غلط

چھوڑ کر مسجد کے کوچے کو پھرا آوارہ
ہوئی مجنون سے رہ خانۂ زنجیر غلط

پیر میخانہ سے رندون کو ہی بیعت زاہد
افترا ہی جو انھین کہتے ہین بے پیر غلط

قبر مین بات بھی مجھسے نکیرین نے کی
دھیان مین یار کے کی مین نے جو تقریر غلط

سحر ہی یا کوئی اسرار کہ ہو جاتی ہی
یار کے سامنے تاثیر مزامیر غلط

محفل یار مین موقع نہ رہا اب رعنا
آپ کو ہی ہوس عزت و توقیر غلط

یہ اشعار جو طائرون نے پڑھے کنیزون نے اشارہ کیا کہ ملکۂ عالم اٹھیے اب قیدخانہ مین چلیے آوازطائرون کی سنکر مینوش ایسی بہوت ہو گئی تھی کہ کچھ جواب نہ دیا جام پی چکی طائرون کی آواز تھمی کنیزوان کے ساتھ ہولی کنیزین مینوش کو کمرے مین لائین ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین زبان مین جب سوزن دی تب مینوش نے کہا صاحبو مین نے کیا خطا کی جو مجھکو قید کر لیا مین تو برائے حفاظت آئی تھی کنیزون نے کہا اے مینوش ابتک غافل تھین اب ہوشیار ہوئین اب تمھارا اچھنا دشوار ہی اسی کمرے مین مینوش کو قید کیا کمیاب سے آکر کہا حضور مینوش قید ہو گئین کمیاب نے کہا اے گل اندام تو انکو خدمت مین مہران تاجدار کی لیجا میری طرف سے آداب اور تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ یہ گنہگار حاضر ہی فکر لوح مین جزیرۂ کمیاب

ہین گئی تھین وہان جا کر قید ہوئین آپکی خدمت مین بھیجا ہی اب سزا و جزا کا آپ کو اختیار ہی مین تو اسکا سر کاٹ کر روانہ کرتی کہ اسنے حمایت ناش کی بادشاہ طلسم کی دشمن ہوئی لیکن یہ خیال آیا کہ حضور کی خراج گزار ہی اسوجہ سے مین نے نہین قتل کیا لہذا آپ ہی قتل کرین خواہ بخشین مگر آگاہ کرتی ہون کہ اسی کی ذات سے فتور برپا ہوگا یہ طلسم کشا کو لائیگی اور آفت برپا کریگی گل اندام کو بخوبی سمجھا کر حکم دیا کہ قید کو لے جاؤ اور یہ کہنا کہ اب زمانہ انقلاب کا ہی جمشید اول لکھ گئے ہین جابجا بہی کتاب مین لکھا ہی کہ اب طلسم نہ بچیگا عملداری مسلمانون کی ہوجائیگی مگر مین نے وہ انتظام کیا ہی کہ پرندہ پر نہین مار سکتا اور درندہ کی کیا لیاقت ہی کہ میرے جزیرے مین آئے جو آئیگا گرفتار ہوجائیگا گل اندام قید کو لیکر بیہوش کی روانہ ہوئی جاتی ہی کئی سو کوس جانا ہی جابجا ٹھہرتی جاتی ہی دور سے ایک کوہ فلک شکوہ دیکھا کہ پہاڑ سے دھوان نکل رہا ہی شعلہ ہائے آتش پہاڑ کو گھیرے ہوئے ہین اسی آگ مین طائر بھی اُڑ رہے ہین مگر پر نہین جلتے منقار زین کھولے ہوئے زمزمہ ادا کر رہے ہین اُنکے زمزمے سے یہ آواز آتی ہی

نظم

نزاکت پہ وہ میرے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہین　　نصیب اللہ اکبر زیر خنجر آزماتے ہین

مکر جاتے ہین اور اسپر بھی وہ منھ ہم پر آتے ہین　　سوال بوسہ پر سو بار اُنکے منھ کی کھاتے ہین

جو عالی ظرف و دریا دل ہین پیجاتے ہین غصے کو　　در آتے ہین اُنھین کو ڈر ونچین اور دریا تھماتے ہین

حباب آسا ہی ثابت بے ثباتی بحر عالم کی　　یہ غافل بے محل آب روان پر گھر بناتے ہین

کیا ہی ذبح مرغ نامہ بر کو اُسنے کہتے ہین　　رقیبون سے خدا سمجھے جو یہ پر کی اُڑاتے ہین

مریض عشق پر ور رو سر اعجاز کیا معنی　　بھلا ای حضرت عیسیٰ کہین ہم دم مین آتے ہین

لبھانے کو دل عاشق کے کیا کیا پیچ کرتے ہین　　یہ گیسو بل کی لیتے ہین جسدم سر چڑھاتے ہین

کسی کے طائر دل کو مقرر وہ پھنسائین گے　　جو دام زلف مشکین تل کے دانے بچھاتے ہین

نگوڑے یہ نہین بعد فنا گور غریبان پر　　مگر ہان قافلے ارواح کے دنیا سے جاتے ہین

مسی ہی لب پہ ہاتھون مین حنا رخسار پر غازہ　　خدارا کیسی نیرنگی سے رنگ اپنا جماتے ہین

خدارا بہر استقبال جلد اے جان باہر آ
زر گل کی ہے بازار جہان مین گرم بازاری
گلستان آج کشت زعفران سے کم نہین گلچین
نظر پھر جاتی ہے جسوقت اُس خوش چشم کی رعنا

عیادت کو مری جان جہان تشریف لاتے ہین
جوانان چمن اب خوب گل چھرے اُڑاتے ہین
جو گل کھل کھل کے ہنستے ہین تو غنچے مسکراتے ہین
تو پھر مجھسے مرے ہم چشم بھی آنکھین چراتے ہین

گل اندام نے جو آسمان سے کوہ کا یہ حال دیکھا مشتاق ہوئی کہ اس پہاڑ کی سیر کرون پہلوے کوہ مین دیکھا کہ ایک گنبد ہے کہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہے منبر جا بجا لگے ہین اُسپر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کھانا سب طرح کا چنا ہوا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی بادشاہ جلیل کے کھانے کا وقت ہے جبھی تو یہ دسترخوان چنا گیا ہے گل اندام سوچی کہ اس گنبد مین چلکر ٹھہرون دم بھر آرام لون دیکھون یہ کسکا مقام ہے یہ سوچکر آسمان سے اُتری اُس گنبد مین آئی ایک کرسی پر آکر بیٹھی کہ ایک طرف سے گرد اُٹھی دیکھا جمشید ثانی عقاب پر سوار فوج بے شمار پشت پر اسی جانب آتا ہے جب قریب گنبد کے پہونچا پکار کر آواز دی اے کوہان سنگ بار ہم آدین کل سامان تیار ہے گل اندام یہ آواز سنکر گھبرا گئی مگر کرسی پر بیٹھی رہی بیہوش کو سامنے جھکالیا ہے زبان مین اسکی سوزن لباس آہنی پہنے ہوے سرنگون بیٹھی ہے کہ پہلوے گنبد سے ایک ساحر آیا نعرہ کرتا ہوا کہ منم کوہان سنگ بار گنبد مین جو آیا گل اندام کو دیکھا پوچھا نیک بخت تو کون ہے یہ مقام مرد خداوند ہے میرا نام لیکر پکار رہے ہین بیہوش پر جو نگاہ پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گیا پوچھا او نازنین بتلا کہ تو کون ہے اور یہ کون ہے اِس قیدی کو کہان لیے جاتی ہے اِسنے کہا خطا کی گل اندام چاہتی ہے جواب دے کہ جمشید ثانی اندر آیا بیہوش کو دیکھکر عاشق ہوا کہا کیون اے کوہان آج یہ غیر شخص کا یہان آنا کیسا میری تو عجب کیفیت ہے نظم

برنگ غنچہ ہون اِس باغ دہر مین دلتنگ
ہے آخرت کا سفر سر پہ اور یہ اسپہ درنگ
حیا کا پاس ہے جبتک تو عشق ہے بس خام

نہ نکلی نکہت گل کی روش سے دل کی اُمنگ
نفس ہے بانگ جرس کر چکا ہے اب آہنگ
مقام عشق مین رہتا نہین ہے نام کو ننگ

عالم اگر سلسلۂ زلف معنبر ہوتا
پھر نہ خالی کبھی سودے سے کوئی سر ہوتا

کوئی عاشق بھی نہ اس عشق سے جانبر ہوتا
تجھسا بے رحم زمانے میں جو دلبر ہوتا

دم گریہ ترے دانتوں کا جو کرتا میں خیال
اشک گر کر صدف چشم سے گوہر ہوتا

اے بت پردہ نشین شہرۂ آفاق ہے تو
کیوں ترے حسن کا ذکر نہ گھر گھر ہوتا

ہجر محبوب میں کیا کیا نہ اذیت کھینچی
موت آجاتی تو اس زیست سے بہتر ہوتا

دیکھتا صورت آئینہ جو اسکا نہ جمال
شش جہت میں نہ کبھی آکے میں ششدر ہوتا

کوچہ اس شوخ کا ہر چند ہے کالے کوسوں
نامہ بر اڑ کے پہونچتا جو کبوتر ہوتا

مر گیا ہوں شکم صاف پہ زیبا تھی یہ بات
سنگ مرمر جو مری قبر کا پتھر ہوتا

مثل گل پھولی نہ جامے میں سماتی بلبل
صحن گلشن میں جو پھولوں کا بستر ہوتا

تو گرفتار غم ہجر نے دی جان آخر
کیوں یہ مرتا جو غم دوری کا خوگر ہوتا

کوہکن کوہکنی جاکے نہ کرتا ہرگز
حق میں اسکے دل شیریں جو نہ پتھر ہوتا

موتیوں کا ہے جبیں پر تری چھپکا اسطرح
جسطرح ماہ ہے پروین کے برابر ہوتا

کچھ بسر اور بھی ارمانوں میں کرتے نظام
عمر بھر بھی نہ اگر وصل میسر ہوتا

اس طائر نے جو یہ اشعار پڑھے گل اندام کرسی سے اٹھی اور وجد کرتی ہوئی چلی باہر آکے پر پرواز پیدا کیے طرف جزیرۂ کمیاب کے چلی یہاں کمیاب جادو قصر میں بیٹھی ہے کتاب دیکھ رہی ہے بیٹھے بیٹھے اٹھی کنیزوں سے کہا لو صاحب غضب ہوا جمشید ثانی بیہوش پر عاشق ہو گیا گل اندام مبہوت آتی ہے بیہوش کو اسنے روک لیا ضرور انقلاب ہوگا عقلوں پر پتھر پڑے ہیں خداوند ہو کر ایسے مغرور ہیں انکی فراست سے یہ دور ہے کہ ایسی گنہگار کو روک لیا کچھ خیال نہ آیا ہر چند کہ گل اندام میرا کیا کرسکیگی مگر گل اندام کی قضا آئی ہے اسی آتش جمشیدی میں جلا دونگی خاک میں ملا دونگی دیکھوں وہ طائر میرا کیا کرتا ہے ہر چند کہ وہ سحر قدرت کا ہے مگر میں خانۂ آتش میں رہتی ہوں یہ کہکے باہر نکلی آگ میں آکر کھڑی ہوئی سب کنیزیں دیکھ رہی ہیں کہ دیکھا گل اندام نیچے کھینچے ہوے آتی ہے جیسے ہی کمیاب

کو دیکھا وہین سے للکار اکر او نالاین تو نے غضب کیا ہین تجھکو قتل کرونگی اب میرے
ہانتھ سے کیونکر بچیگی کمیاب نے جواب دیا آؤ مجھے قتل کرو دیکھون کیسا سحر ہو گل اندام
تو مبہوت ہو رہی تھی کمیاب کو دیکھکر کڑکی اور کڑک کر گری کہ کمیاب کو اٹھالون
لیکن جیسے ہی آگ مین گری مثل ہیزم خشک جلنے لگی کمیاب نے طائر کو الگ کرلیا
اور پھر کر اسی آگ مین پھینکا وہ بھی جلکر خاک ہوا انکو جلا کر کمیاب نکلی قصر مین
آکر بیٹھی کہا صاحبو انتظام کرو اب انقلاب بخوبی ہوگا جو قدرت سمجھے ہین وہ ہرگز
نہ ہوگا دیکھون تو کیا کرتے ہین یہان جمشید ثانی بعد جانے گل اندام کے قریب
بینوش آیا سوزن زبان سے نکالی ہتھکڑیان بیڑیان دور کین کہا اے جان جہان
واے آرام دل مشتاقان مین نے تجھکو قید سے رہا کیا اب معشوقہ قدرت نبی سب
تجھکو سجدہ کرینگے بینوش نے جواب دیا کہ اے غریب یم کیا بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور
نہ کرین جسکی عاشق ہون وہ تیرا قاتل ہی یہ سنکر جمشید بہت جھلایا کہا اے کو ہان
اسکو لیجا کر پہلو مین آسمان پری و قریشہ کے قید کرو دو چار دن تکلیف اٹھائے تو
پھر راہ پر آئے کو ہان نے بینوش کی پھر زبان مین سوزن دی کھینچتا ہوا لیچلا
ایک قصر مین لایا کہ آسمان پری و قریشہ وہان قید تھین اسی مکان مین اسکو بھی بند
کیا آسمان پری نے اس نازنین کو دیکھا کہ مسلسل و مطوق آکر بیٹھی آنکھون مین
آنسو بھرے ہوے خیال مین نور الدہر کے ٹھنڈھی سانسین بھرتی ہی ہونٹون پر
جان زار ہی فرقت سے دل بیقرار ہی کبھی طرف آسمان کے دیکھتی ہی جس سے یہ
اشارہ ہی کہ اے فلک کجرفتار وائے گردون غدار کس بلا مین پھنسایا کیا رنگ دکھایا
کہ مجھکو اس شہر یار سے جدا کر دیا کہ جسکی فرقت مین میرا زندہ رہنا محال ہی رو رو کر
درگاہ باری مین عرض کرتی ہی کہ اے کریم و رحیم جلد اپنا فضل شریک کر کہ مین اس
شہر یار سے ملون ملکہ آسمان پری نے جو بینوش کو اس حال زار مین دیکھا پوچھا
کیون بی بی تم کون ہو اور ہم گنہگارون کے پاس آکر کیون قید ہوئین بینوش
کی زبان مین سوزن ہی بول نہین سکتی اشارے سے کہا مین عاشق جمال نور الدہر

تھے ان فکر لوح مین آئی تھی گرفتار ہوگئی تم لوگون کے پاس مجھکو قید کیا الیقین ہو کہ مجھکو قتل کرے مگر میری دل کہ جان اُس شہریار کے نام پر نثار ہو اگر اسی جستجو مین جان جائے تو مجھکو گوارا ہو یہ حال پر ملال سُنکر ملکہ آسمان پری نے خوش ہوکر کہا کہ ہمارے فرزند طلسم کے ٹکڑے اُڑا دینگے کیون مینوش کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ فتاحی طلسم کی کسکے نام نکلی مینوش نے سر پر تاج کا اشارہ بتایا کہ بادشاہ لشکر اسلام برائے فتاحی طلسم آئے ہین ایک طرف نور الدہر ہین اور دوسری جانب بادشاہ جہجاہ ہین کئی ملک تسخیر کر چکے ہین آسمان پری و قریشہ نے مینوش کی بڑی خاطر کی اور دعائین مانگنے لگین کہ پروردگار تمکو قید سے چھڑائے کہ نور الدہر کی مدد کرو تم کیا سمجھ کے کمیاب جادو کے پاس آئی تھین مینوش نے کہا مین نے سُنا تھا کہ لوح طلسمی کمیاب کے قبضے مین ہو اور کمیاب کہتی ہو کہ مین نے آجتک لوح کی صورت نہین دیکھی قریشہ نے کہا پروردگار پتہ لگا دیگا اگر سعد شہریار فتاح ہین تو لوح انھین کو ملیگی آسمان پری نے ہنسکر کہا اپنے فرزندون کا حال سُنکر ہمارا رعب بیوفا بھی آئیگا وہ جسطرت سے گذریگا ملک کے ملک ویران کر دیگا جب تک ہماری تقدیر مین تکلیف ہو تب تک قید رہینگے پھر اس طلسم کا خراج بھی آیا کریگا اس کی حکومت بھی ہمارے متعلق ہوگی جب بدیع الزمان زیر ہوے ہین تو صاحبقران زمان نے طلسم حیران سلیمانی کو فتح کیا تھا وہان کا باج و خراج بھی آتا ہو جو طلسم مین ملازم ہین اُنکی تنخواہ پہونچتی ہو ہر سال وظایف گذرتا ہو مینوش کے قید خانے مین آنے سے آسمان پری و قریشہ کو بڑی فرحت ہوئی باتین ہو رہی ہین اور فرماتی ہین کہ خدا آبرو اس دشمن خدا کے ہاتھ سے بچائے روز شب کو محفل مین بلواتا ہو اور سوال وصل کرتا ہو آسمان پری فرماتی ہین کہ مین نے اکثر کلمات سخت کہے مگر وہ بیحیا ایسا بے غیرت ہو کہ دعوی خدائی کرتا ہو اور یکتائی پر مرتا ہو کلمات سخت سُنکر سر جھکا لیتا ہو اور کہتا ہو انکو قید خانے مین لیجاؤ پہرا دو ان سے کہتا ہو انکو سمجھاؤ۔ آج بھی انھین باتون مین شام ہوئی چادر ظلمت نے پردہ پوشی کی مجنون

رہ وندہ دشت شہید مشہور ہین جاکر چھپا بلبل لیل نے زینت عنبر فام کھولی کہ دیو نہنکال کھانا
لیکر آیا آسمان پری نے قہر پیشہ کے سامنے رکھا چالیسون سردارون کو دیا پوچھتا پھرتا ہی
کہ آج کا قیدی کہان ہی آسمان پری نے بتلایا کہ وہ سامنے بیٹھی ہین نہنکال سامنے
مینوش کے آیا نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ چہرہ مثل آفتاب روشن غنچہ دہن رشک چمن
نازنین حور تمثال پری تمثال چشم جادو فخر غزال رشک نرگس شہلا ہی دیکھکر بیقرار ہوگیا
اُسی مقام پر بیٹھا اور تمام پوچھنے لگا سبب پوچھتا ہی کہ قید خانے مین قید ہونے کا
کیا سبب ہوا مینوش نے جواب دیا کہ یہی جمال ہمارا دشمن ہی خداوند تمھارے
دربار آبروریزی ہین نہنکال نے چپکے سے کہا کہ اے ملکۂ عالم اگر مجھکو غلامی مین قبول
کرو تو مین تمکو نکال لے چلون میرا حال بہت ابتر ہی جسوقت سے تمکو دیکھا ہی دل قابو
مین نہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ کانٹا کھٹک رہا ہی قلب مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی
کیونکر دل کو تسکین دون اِس کمبخت کو کیا کہکر سمجھاؤن یہ نہ سمجھا تھا کہ عاشق زار
ہوکر یہ صدمات اٹھانا پڑتے ہین دل و چشم آپس مین لڑتے ہین آنکھین کہتی ہین
او دل خانہ خراب تو نے ہمین دین و دنیا سے کھویا دل منفعل جواب دیتا ہی کہ گناہ تو
تمھارا ہی پہلے تمنے دیکھا پھر مین مائل ہوا انجام نہ سمجھا اب سرگشتہ ہی زندگی بیکار ہی
اِسوقت مین غلام کو خدمت مین قبول کیجیے تو آرام آئیگا ورنہ یقین ہی کہ پہلو
توڑ کر دل نکلجائیگا مینوش نے اِشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکال لے تو مین
جواب دون نہنکال نے بے سمجھے ہوے زبان سے سوزن نکال لی سوزن کا
نکلنا تھا کہ مینوش نے سحر کیا کہ قید سب ٹوٹ کر گری اور آواز دی کہ تو ملکۂ عالم
ہم تو جاتے ہین نہنکال نے کہا مین فراق مین مرونگا دور رہا ہاکہ ہاتھ پکڑون
ملکہ نے چٹکی خاک کی اُسپر ڈالدی کہ وہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا نہنکال کو جلاکر
مینوش نے کہا کیجیے تو آپ سب صاحبون کو رہا کرون نکل چلیے آسمان پری
نے کہا بسم اللہ مینوش نے سب کی قید دور کی چالیسون افسرون کو رہا کیا
اور سب کو ساتھ لیکر نکلی ادھر جمشید ثانی سوتے سوتے اٹھا گھبرا کر کہا کہ یارو ذرا

قید خانے کی خبر لو دیکھو نہنکال نے کیا کیا مجھکو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ مفت میں نہنکال مارا گیا چند ساحر گئے دیکھا دروازہ قید خانے کا کھلا ہوا ہی اور قید خانے میں سناٹا پڑا ہی روتے پیٹتے سامنے جمشید کے آئے کہا یا خدا وند قید خانہ تو خالی پڑا ہی اور نہنکال جلا ہوا پڑا ہی فقط ہڈیان باقی ہین گوشت و پوست جل گیا ہی جمشید اٹھا باہر نکلکر دیکھا کہ مینوش تو سحر کرکے نکلگئی مگر آسمان پری و فرلیشہ مع اپنے چالیسون سرداروں کے جاتی ہین وہین سے سحر کیا کہ سب کے پانوٗن زمین نے تھام لیے جمشید نے آکر سب کو سحر گرفتار کیا اُسی قید خانے میں لاکر قید کر دیا کئی سو ساحر نگہبان مقرر کیے اور حکم دیا کہ جو کوئی کھانا اور پانی دینے جائے قیدیوں سے بات نہ کرے ورنہ اُسے قتل کرونگا نہنکال کی ذات سے یہ معرکہ ہوا ورنہ مینوش کی کیا مجال تھی کہ میری قید سے نکلجاتی جمشید نے اِس تردد میں خونخوار تنگ پیشانی کو نامہ لکھا کہ ای بندۂ خاص الخاص ساحرون کو تلاش میں مینوش کی روانہ کرو جو مینوش کو گرفتار کرکے لائیگا دولت دنیا سے نہال کردونگا جو مانگے گا وہی پائیگا خونخوار کو جو نامہ پہونچا بہت پریشان ہوا مصاحبون سے کہنے لگا کیون صاحبو یہ مینوش وہان کیونکر پہونچی قدرت نے کیونکر جانا مصاحب خاموش ہو رہے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ قدرت نے بھی سُنا ہوگا یہان تو یہ ذکر ہی مگر خونخوار نے کئی سو ساحرون کو برائے تلاش مینوش روانہ کیا کہ جہان پاؤ گرفتار کر لاؤ مگر وہ ساحر کہ زبردست ہو ایسا نہ ہو کہ اسیر غالب نہ ہو ساحر تلاش میں روانہ ہوے ادھر مینوش واسطے نور الدہر کے بیتاب و بیقرار ہر مقام پر ٹھہرتی ہی اور بیقرار ہو ہو کر کہتی ہی

نظم

زمانے میں کوئی ایسا نہ ہوگا
جو تیرے حسن کا شیدا نہ ہوگا

ازل سے جو رہی ہی پردہ پوشی
کسی نے آپ کو دیکھا نہ ہوگا

اُٹھانا ہی ندامت کس لیے تو
یہ دروازہ جا رہ گر اچھا نہ ہوگا

ہزارون مر گئے لیکن نہ دیکھا
کوئی تجھسا کبھی بے پروا نہ ہوگا

سکے دیتی ہین بہ پہنچی نگاہین | کہ بالائے زمین کیا کیا نہ ہوگا
وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا | کہ اُس رستے مین پھر رستا نہ ہوگا
قیامت جسکو کہتے ہین وہ ہی پھر | کنار قبر مین مُردا نہ ہوگا
اگر خادم کوئی جنت مین پہونچا | وہان کیا آپ کا چرچا نہ ہوگا
نئی دھمکی ہے یہ تو بندہ پرور | نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہ ہوگا
بنا کر حضرت واعظ کو نافہم | نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہ ہوگا
نسیم اب اُنکی باتون پر نہ جاؤ | بھلا کل وعدۂ فردا نہ ہوگا

یہ اشعار پڑھتی تھی اور روتی تھی ایک نخل پر بہ شکل عقاب بیٹھی تھی کہ آسمان پر دیکھا زاغ و زغن لڑ رہے ہین مگر زغن ہر مرتبہ جب زاغ پر پنجہ مارتی ہے تو پر زاغ کے ٹوٹتے ہین اور وہ پر مینوش پر آکر گرتے ہین مینوش نے دیکھا میرے ہاتھ پانؤن بیکار ہوے جاتے ہین ایسا نہ ہو بیہوش ہو کے درخت سے گر پڑون یہ مقدمہ بھی کچھ شعبدے کا ہے کیا عجب ہے کہ جمشید کے ساحر ہون یہ سوچکر اُڑی دن بھر پھری کہین پتہ لشکر نور الدہر کا نہ ملا مجبور و ناچار بیتاب و بیقرار ایک نخل پر آکر پھر بیٹھی جنگل کا سناٹا کسی طرف اژدر پھر رہے ہین کسی طرف ماران سیاہ ادس جاتے پھرتے ہین مینوش خاموش بیٹھی ہے کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی خیال کر کے جو دیکھا تو کوئی ہجران دیدہ آفت کشیدہ یہ اشعار پڑھتا ہے نظم

عاشقون مین کون مجھسا ناتوان پیدا ہوا | نالہ بھی میرے دہن سے بے فغان پیدا ہوا
بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا | یہ وہ طائر ہے کہ جو بے آشیان پیدا ہوا
پردہ پوشی قاتل بے رحم کی منظور تھی | ہر دہانِ زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا
دوست کی آمد مین دشمن کا بھی مژدہ ساتھ تھا | جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا
دیکھنا اسکا بھی مثلِ بار نا ممکن رہا | شوق اپنے دل کا آنکھون سے نہان پیدا ہوا
وائے قسمت اہل دنیا ہوتے ہین مُردہ پسند | اُٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا
انتہائے اوج کو پستی بھی ہوتی ہے ضرور | دیکھ لو ہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر رہی صورت نہ مانند خیال — جب ہوئی ہستی مجھے نقل مکان پیدا ہوا
کس بلا کی شام گیسو تھی نظر آئی نہ صاف — آنکھ جب اٹھی نگاہون مین دھوان پیدا ہوا
روز اک آفت ہی سر پر اسکے شاید ای نسیم — خاک کا پتلا برائے امتحان پیدا ہوا

یہ آواز سنکر مہنوش بیقرار ہو گئی حیران تھی کہ یہ کون آفت رسیدہ ہی کہ جو پردۂ شب مین بیقراری کر رہا ہی شاید اسکا درد لا دوا ہی یہ سوچتی ہوئی درخت سے اُتری بصورت اصلی ہو کر نشان پہ آواز کے چلی قریب ایک درۂ کوہ کے آکر دیکھا کہ ایک تاجدار گرد مین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا حیران و پریشان ایک گوشے مین بیٹھا ہی اور ہاتھ مین ایک تصویر ہی اُس تصویر کو دیکھ دیکھکر روتا ہی مہنوش نے قریب آکر کہا کہ ای حریق آتش اشتیاق و ای غریق لجۂ فراق کس بلا مین مبتلا ہی چہرے سے معلوم ہوتا ہی کہ کہین کا بادشاہ زادہ ہی کہ تاج زمین پر پڑا ہی یہ ہوش نہین کہ اُسکو اُٹھا کر سر پر رکھے مہنوش کا حُسن عابد کش زاہد فریب ہی اُس نوجوان نے سر اُٹھایا آفتاب جمال دیکھکر آنکھین جھپک گئین ملکہ نے پوچھا آپ کا نام کیا ہی اُس تاجدار نے کہا نیر تاجدار میرا نام ہی اور زلف خورشید نگار جو مشہور ہی وہ میرا مقام ہی باپ میرا مہران تاجدار بادشاہ ہی ایک دن واسطے شکار کے نکلا یہان سے قریب ایک کوہ ہی کہ اُسے کوہ سیاہ کہتے ہین کوہ پہ ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ بنا ہی ایک قزاق اُس مین رہتا ہی اُسکی دختر بلند اختر انجم گیسو گشتا واسطے شکار کے اُتری تھی نقاب چہرے سے اُٹھ گئی تھی ماہ تابان پر لکۂ سحاب نہ تھا جمال دیکھکر ایسا مبہوت ہوا کہ نعرہ کر کے بیہوش ہو گیا وہ مغرور حسن و جمال مہربان ہوئی گھوڑے سے اُتر کر فرش خاک پر بیٹھ گئی سر میرا زانو پر رکھا لخلخۂ زلف معنبر سنگھایا مین ہوشیار ہوا زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا سر کو عرش اعلی پر پہونچایا چاہا یون ہی لیٹا رہون وہ مجھکو ہوشیار دیکھکر شرمائی زانو اپنا کھینچ لیا جست کر کے اپنی مادیان پر سوار ہوئی بالاے قلعہ چلی گئی مین نے اپنے ملک مین جاکر باپ سے ذکر کیا باپ نے قزاق کو پیغام دیا اُسنے جواب دیا کہ جو مجھکو زیر کرے وہ میری بیٹی پر

قابض ہو کوئی پہلوان ایسا نہ نکلا کہ جاکر اُس سے مقابلہ کرتا اُسکی یاد مین بیمار ہوگیا آج کئی دن کا زمانہ گذرا کہ شب کو پڑا سو رہا تھا کہ عالم خواب مین اُس محبوب کو دیکھا مین سامنے جاکر رونے لگا اور ہاتھ باندھکر کہتا تھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اپنی بیکیفیت ہر نظم

قلق سے دم لبون پر خواہش دیدار مین آیا
وہ آیا بھی تو چھپکر پردۂ اسرار مین آیا

رقیبون کو جلایا آئنے کی دیدہ بازی نے
دل عاشق نئی صورت سے بزم یار مین آیا

سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سے
صحیفہ موسم گل کا خط گلزار مین آیا

برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نے
وہ ملک حسن مین مین عشق کی سرکار مین آیا

ہمارا بھی خدا ہی زاہد و اتنا نہ اترا ؤ
وہ کافر ہی جسے شک رحمت غفار مین آیا

مجھے حیرت ہی حالت دیکھکر شیخ و برہمن کی
کہ ہر نادان فریب سبحہ و زنار مین آیا

بہت مشکل ہی رہنا پاکدامن لوٹ دنیا سے
الجھکر رہگیا جو وادی پر خار مین آیا

برہمن دیر کو راہی ہوا اور شیخ کعبے کو
نکلکر اس دوراہے سے مین کوے یار مین آیا

خط شبرنگ نے آکر لٹائی حسن کی دولت
خبر پہونچی کہ بال آئینۂ رخسار مین آیا

برا ہی جان جان دل توڑنا امیدوارونکا
خلاف وضع ہی گر فرق کچھ اقرار مین آیا

نہین کرتے تمیز نیک و بد کچھ رند بدمشرب
بنے گا محتسب گر صحبت میخوار مین آیا

گڑے جاتے ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے
الٰہی کونسا سرو روان گلزار مین آیا

جب مین نے رو روکر یہ اشعار خواب مین سامنے اُسکے پڑھے اور چاہا قدمون پر گرون تو اُسنے گلے لگا لیا کہا صاحب جستجو نہین کرتے اور ہمسے شکایت کرتے ہو اس مکان سے نکلو صحرا نوردی کرکے تلاش کرو ہم ضرور ملین گے ہم بھی تمھارے واسطے بیقرار ہین مگر مجبور و ناچار ہین باپ ہمارا اتنا بڑا زبردست ہی کہ اُدھر کا راستہ بند ہوگیا ہی جو نکلا اُسے لوٹ لیا کوئی قافلہ صحیح و سالم نہین جانے پاتا ای ملکۂ عالم اُس دن سے نکل آیا ہون آج تیسرا دن ہی کہ اس پہاڑ مین سختی اٹھا رہا ہون دیکھون تقدیر کیا دکھائے مہوش نے یہ سنکر کہا کہ ای شاہزادہ والاقدر جیکے

ساتھ چلو اگر مین پاس شاہزادے کے پہونچی تو وہ ایسا شیر بیشۂ جرأت ہو کہ قزاق کو فوراً تہ بہر کریگا یہ مژدہ سنکر نیر تاجدار اٹھا اور گرد پھرنے لگا کہتا تھا کہ ای مسیحائے زمان آپ نے اسوقت وہ مژدہ دیا کہ دل باغ باغ ہوگیا مین آپ کے ساتھ ہون مینوش نیر تاجدار کو لیکر درۂ کوہ سے نکلین صحرا مین آکر ٹھہری ہین کہ ایک طرفسے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر چہار طرف دیکھتا ہوا آتا ہو ناگاہ نیر پر نگاہ پڑی دیکھا ایک حسین وجمیل ساتھ ہو تاجدار نے پکار کر کہا یارو وہ شاہزادہ ہمارا سامنے کھڑا ہو چہار طرف سے لوگ دوڑے نیر تاجدار کا گرد و غبار پاک کرنے لگے باپ نے آکر گلے سے لگایا کہا ای نور نظر آج تین دن سے مجھپر آب و دانہ حرام ہوا تم اس ویرانے مین کیون نکل آئے مین نے تدبیر کی ہو کھنگ بیشہ نشین کہ پہلوان زبردست ہو وہ اقرار کرچکا ہو کہ مین قزاق کو زیر کرکے دختر دلوا دونگا مجھسے کہا شاہزادے کو تلاش کرکے لاؤ مگر یہ محبوب کون ہو نیر تاجدار نے کہا ای باپ ہرچند کہ تم کھنگ کا نام لیتے ہو مگر میرے دل کو خوشی نہین ہوئی انکے کلام سے دل باغ باغ ہوگیا باپ نے بیٹے کو تخت پر سوار کیا مینوش کو بھی تخت پر بٹھا لیا طرف اپنے قلعے کے چلا قلعۂ خورشید نگار مین آیا کھنگ کو خبر ہوئی کہ باپ بیٹے کو تلاش کر لایا مہری تلوار باندھے ٹہلتا ہوا نشۂ جرأت مین چور مگر نہایت مغرور برائے ملاقات نیر آیا ملکہ مینوش شیرین کلام کو دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا بے اختیار پکار اٹھا نظم

باقی ہو شوق قاتل شمشیر زن ہنوز — ٹپکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز
منظور دل ہو عزت بے پردگی ہمین — کرتے ہین چاک کنج لحد مین کفن ہنوز
ابتک ہوئی ہین ہمسے تری کج ادائیان — ای چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز
ہوتی نہین ہو کم مری ویرانہ دوستی — جاتا نہین ہو سر سے خیال وطن ہنوز
قاتل دریغ کرنہ لعاب زبان تیغ — کھولے ہوے ہین زخم ہمارے دہن ہنوز
تجدید رنج یاد رخ و زلف مین ہوئی — مصروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز

ہم سرو بھی ہوے نفس سے وکھینچکر
سر غنچہ منعقد ہی ترے شوق و یدہین
جلوے دکھارہے ہین مرے دلرُبا ہے لب
پہلے ہی سے سوال کی ہین بدگمانیان
ای جان اضطراب نہ کر دات ہی ابھی
اُٹھین گے کیا سوال نکیرین کے لیے
سر لخت دل مین رہیگا الماس ہر نسیم

گرمی دکھا رہی ہو تری انجمن ہنوز
پابند آرزو ہو بہار چمن ہنوز
ہو رشک گل وہی ہو ہوائے چمن ہنوز
نکلا نہین دہن سے ہمارے سخن ہنوز
باقی ہی دیکھ صحبت شمع و لگن ہنوز
باقی ہی قبر مین بھی وہی ضعف تن ہنوز
بھولا نہین ہی بار کا وہ نور تن ہنوز

ملکہ نے سر جھکا لیا کہا ای پہلوان سمجھکر کلام کرین ان باتون کے سننے کے لایق نہین ہون کھنگ قدمون پر گر پڑا کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مجھکو غلامی مین قبول کرو ورنہ تڑپ تڑپ کے جان دونگا مجھسے صبر نہین ہوتا دیر تک کھنگ منتین کرتا رہا ہینوش نے کہا کیون ای شیر تاجدار اسیواسطے ہمکو لاے تھے کہ یہ سیاہ رو ہمکو تنگ کرتا ہی ابھی کھو تو اسکو دیوانہ کرو ون تنکے چننے لگے اپنے ہوش مین نہ رہے مگر تمھارا پاس ہی تم کھو گے میری مشکل آسان ہوتی تھی ملکہ نے مجھکو پریشان کیا وہ قزاق پھر زیر ہوگا تو ہمارے شاہزادے کے ہاتھ سے زیر ہوگا عیار مہران تاجدار ریحان دوندہ ہی اسنے کھنگ کو الگ بلایا اور کان مین کہا کہ ای پہلوان دوران آپ کیون خوشامد کرتے ہین یہ سحر جانتی ہی ایسا نہ ہو دیوانہ کردے جب یہ سو جائے تو زبان مین سوزن دیجیے اور زبردستی وصل حاصل کیجیے مجبور رہو جائیگی یہ اُس جوان پر عاشق ہی کہ جسکا حسن مین کوئی مثل نہین وہ تمکو کیونکر قبول کرے کھنگ خاموش ہو رہا مگر ہینوش کو بیقراری ہی کہ عیار شاہ نے اسکو کیا سمجھا دیا کہ یہ خاموش ہو گیا یقین ہی کہ کوئی فکر کرے اسی سوچ مین رات کو سوئین مگر دمبدم آنکھین کھولدیتی ہین دو پہر سے شب گذری تھی ہینوش بیدار ہو دیکھ رہی ہی کہ دیکھا کھنگ ایک گوشے سے نکلا ہوا آتا ہی آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا ہی ہینوش سمجھ گئی کہ یہ

یہ ارادہ فاسد آتا ہی ضرور دست اندازی کریگا اگر اسنے مجھکو ہاتھ لگادیا تو باعث خرابی ہی مین اُس شہریار کو کیا جواب دونگی یہ سوچکر کروٹ لی جنگل کی خاک کی اُٹھائی جیسے ہی کہنگ سامنے آیا اِسم سحر پڑھکر خاک پھینک ماری اور آواز دی کہ طرف صحرا کے جاؤ جنگل کی خاک اُڑ اُڑ کو کہنگ کا نپا چہرہ زرد ہوگیا گریبان چاک کیا روتا ہوا بارگاہ سے نکلا لشکر والے اسکے ہر چند پوچھتے ہین کہ آقاے نامدار کیسا مزاج ہی یہ کچھ جواب نہین دیتا افسرون نے چاہا دوڑکر پکڑین کہنگ نے تلوار کھینچی افسر ہٹ گئے اُسی طرح روتا ہوا کہنگ طرف صحرا کے چلا قضاے کار دختر قزاق واسطے شکار کے جنگل مین آئی تھی مقدمہ صحرا کا نقاب اُلٹ دی تھی آئینۂ رخسار پر کہنگ کی نگاہ پڑی مبہوت تو ہو رہا تھا ہاے جان جہان کہکر دوڑا الملکہ نے مادیان کو بھگایا آگے مادیان جاتی ہی پیچھے پیچھے کہنگ ہاے واے کرتا ہوا جاتا ہی وہ نازنین جب قریب پہاڑ کے پہونچی تو اُسنے اپنے باپ کو آواز دی کہ اے والد نامدار مجھکو اِس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے سالم قزاق بارگاہ مین آیا تھا کہ بیٹی کی آواز سنکر دوڑا بیرون قلعہ آکر دیکھا کہ بیٹی تو بھاگی ہوئی آتی ہی ایک جوان بدخو صاحب تن و توش پکارتا ہوا آتا ہی سالم نے للکارا کہ او خانہ خراب خبردار اسیر ہا تھہ نہ ڈالنا مگر کہنگ نے نہ سنا چاہا گھاٹیون پر چڑھ جاؤن سالم کوہ سے کود پڑا کہنگ سے کشتی ہونے لگی دونون آپس مین سر ٹکرا رہے ہین پہر بھر کا مل گذرا کہ دونون لڑ رہے ہین ریحان دوندہ نے شاہ کو خبر کی کہ کہنگ نے اِرادہ کیا تھا کہ مینوش پر دست انداز ہو مینوش نے ایسا سحر کیا کہ وہ ایک نازنین کے تعاقب مین گیا ہی دیکھیے کیا ہو ہر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ دختر سالم قزاق ہی یقین ہی اسلیے اُسکے مقابلہ بڑے مہران تاجدار یہ خبر سنکر سوار ہوا مینوش نے خبر سنی کہ بادشاہ فلک کہنگ مین جاتا ہی یہ بھی چلی مگر پریزاد پیدا کرکے آسمان مین ڈوبی مہران اُسوقت پہونچا کہ کہنگ و سالم لڑ رہے ہین ایک پر ایک

غالب نہین ہوتا کہنگ بلاے روزگار ہی سحر مین مینوش کے مبہوت ہو رہا ہی
ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ سالم کو زیر کرون مگر سالم اپنے کو بچاتا ہی پھر ان تاجدار بہی
آکر ٹھہرا تیر تاجدار بہی ہمراہ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان آگے آگے تخت پر فیروز تاجدار و دیوانۂ بلند قامت
مع بارہ ہزار دیو الوان کے پشت پر پچاس ساٹھ ہزار کا لشکر ہمراہ مگر گمیت
چابک خرام رکاب سے لپٹا ہوا دور سے دیکھا کہ دو جوان آپس مین لڑ رہے
ہین نور الدہر نے نعرہ کیا کہ اے جوانو تم آپس مین کیون جنگ کرتے ہو وہ ایسے
گرم جنگ تھے کہ کچھ جواب نہ دیا نور الدہر گھوڑے سے اُتر پڑے قریب ان
دونون کے آئے ریل پیل کے زور ہو رہے ہین نور الدہر نے بیچ مین آکر
داہنا ہاتھ کمر مین سالم کی دیا اور بایان ہاتھ کمر مین کہنگ کی ڈالکر بزور
صاحبقرانی دونون کو اُٹھا لیا سالم تو پکار اُٹھا کہ اے شہریار مین مسلمان ہوتا
ہون کہنگ نے آواز دی اے جوان مجھکو زندگی منظور نہین کہنگ کو نور الدہر
نے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا سالم بصدق دل مسلمان ہوا مینوش نے
جو آسمان سے نور الدہر کو دیکھا خوشی خوشی اُتر پڑی قریب نور الدہر کے
آئی کہا اے شہریار آپ کی جدائی مین یہ حال تھا نظم

کسی سے کہتے نہین دل کی بیکلی کا حال — چھپائے رکھتے ہین غنچے کیطرح جی کا حال
وہ اور پوچھتے دشمن کی دشمنی کا حال — یہ مدعا ہی سنین مجھسے مدعی کا حال
کہون فرشتون سے جو تمسے درد دل انکو — کہ آدمی ہی تو سنتا ہی آدمی کا حال
کہا جو حال دل اُنسے تو ہنس کے دل بولا — بیان کر نہین سکتا کوئی کسی کا حال
یہ قاصد اُنسے نہ کہنا کہ آپ مین نہین ہم — وہ بدگمان نہ ہون سُنکے بیخودی کا حال
مذاق رہتے ہین اکثر دل حزین سے مرے — مین جانتا ہون ترے غم کی دل لگی کا حال
بہت فسانۂ لیلی سنا ہی مجنون سے — سنائے اب کوئی دیوانۂ پری کا حال
کبھی خیال بھی اسکا ادھر نہ آ نکلا — کہ دیکھتا شب فرقت کی بیکسی کا حال

عبث ہے آنسوؤن سے سوز عشق کا اظہار بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جلال	سمجھائے کوئی تو اُس سے کہین لگی کا حال وہ پوچھتے نہین دل سے ہمارے جی کا حال

نورالدہر نے مینوش کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ بڑے بڑے مصائب اٹھائے کمیت نے عرض کی اے شہریار اسی مقام پر لشکر اتار دیجیے ہرچند کہ نورالدہر کو تبلیغ کا بڑا قلق تھا مگر کمیت نے عرض کی اے شہریار سالم قزاق مسلمان ہوا اگر مناسب ہو تو قلعۂ شفقتل مین ایک نامہ لکھیے کہ تمھارا عقد ہمکو ساتھ فلان کے کرنا منظور ہے جلد اپنے کو یہان پہونچاؤ تاکہ عقد نیر تاجدار دختر سالم سے اور دختر شفقتل کا غلام سے ہوجائے نورالدہر نے اس رائے کو پسند کرکے سالم قزاق سے سوال کیا کہ ہمارا سردار نیر تاجدار پسر مہران تاجدار تمھاری دختر بلند اختر پر عاشق ہے اگر خلاف نہ ہو تو اُسکے ساتھ عقد کردو سالم نے کہا بسر وچشم نورالدہر نے نامہ اپنا دیکر کمیت ہی کو طرف قلعۂ شفقتل کے روانہ کیا کمیت نامہ لیکر قلعۂ شفقتل مین آیا یہان قلعے مین سب حیران و پریشان تھے کہ کمیت نے نامہ محل مین روانہ کیا نازک اندام نے جو نامہ دیکھا کہ آقائے نامدار نے لکھا ہے نامے کو سر پر رکھ لیا اور حکم دیا کہ محافہ تیار کرو کنیزون نے پوچھا واری کیا قصد ہے یہ سنکر نازک اندام نے کہا کہ آقائے نامدار نے یہ نامہ تحریر کیا ہے مین اُنکے حکم سے گردن تابی نہین کرسکتی فوراً محافے مین سوار ہو کر مع چند کنیزون کے روانہ ہوئی لشکر نورالدہر مین پہونچی نورالدہر نے الگ بارگاہ استادہ کرادی مینوش نے نیر تاجدار کی سفارش کی نورالدہر نے کہا انشاءاللہ مین سالم سے کہہ چکا ہون وہ تدبیر کر رہا ہے غرض نورالدہر نے بہ شوکت تمام دونون کا عقد کیا نرمہ کو وہ عجب ہنگامہ ہے خوب روشنی ہوئی طائفے ناچے کئی دن ہنگامہ رہا کمیت کو شاہزادے سے بڑی الفت ہوئی جی مین کہتا ہے اگر آقائے نامدار کوشش نہ کرتے تو یہ وصل کبھی میسر نہ ہوتا شاہزادے کی کوشش سے یہ دن نصیب ہوا نورالدہر فرماتے ہین اے ملکۂ عالم لوح کی کیا فکر کی مینوش نے سر جھکا کر

جواب دیا کہ کنیز نے پتہ لگایا ہی جزیرۂ کمیاب مین لوح ہو اسی نے مجھکو گرفتار کیا اور گرفتار کرکے روانہ کیا تھا قید خانے مین جاکر دیکھا ملکہ قرلیشہ و آسمان پری نہایت پریشان ہو رہی ہین مگر یہ بھی فرماتی ہین کہ میرے فرزند طلسم کو درہم و برہم کرینگے مین وہانسے سب کو لے نکلی تھی مگر جمشید ثانی کو معلوم ہو گیا بڑی خیر یہ ہوئی کہ مجھسے مقابلہ نہین پڑا اُن سب کو گرفتار کرکے لے گیا ملکہ آسمان پری فرماتی تھین کہ اے قرلیشہ اسکا محبت نام ہو کہ سعد بن قباد براے فتاحی طلسم تشریف لاے ہین نور الدہر نے زمین ہلا دی اب یہ فرزند میرے اس طلسم کو شکست کرینگے اگر عمر طلسم آخر نہ ہوئی ہوتی تو ہم کیون گرفتار ہوتے نور الدہر نے کہا مجھکو بھی بڑا قلق ہو کہ یہ شاہزادیان پروردۂ ناز و نعم اُنپر یہ رنج و الم کہ کافر کے قبضے مین ہین ملکہ کل ہم کوچ کرینگے مہران تاجدار کو تسخیر کرکے آگے بڑھین گے کوئی صورت پیدا ہو گی لوح کا بھی پتہ ملجائیگا مینوش نے کہا بدون فتح جزیرۂ کمیاب پتہ لوح کا نہ ملیگا نور الدہر نے کہا اب کل تو کوچ کرینگے وقت پر جو سرداروں کی صلاح ہو جیسا کہین گے ویسا کرینگے رات بھر تیاری رہی فیروز تاجدار و دیو بلند قامت و شیر تاجدار و سالم قزاق اِن سب نے لشکر تیار کیے کمبت بھی انتظام مین ہی بلٹن رسالے تیار کھڑے ہین کہ شاہزادہ برآمد ہوا مینوش نے فیروز تاجدار کو سمجھایا کہ طرف مہرانیہ کے نہ چلنا ہو جزیرۂ کمیاب پر لشکر کشی ہونا مناسب ہو جیسے ہی شاہزادہ آیا فیروز نے دست بستہ عرض کی حضور طرف جزیرۂ کمیاب کے چلیے جبتک لوح کا پتہ نہ ملیگا یہی آوارگی رہیگی نور الدہر نے کہا لشکر کو پھیرو شیر تاجدار نے بھی یہی عرض کی کہ غلام بھی سن چکا ہو کہ لوح جزیرۂ کمیاب مین ہو جیسے ہی نور الدہر نے قصد کیا کہ گھوڑا بڑھاؤن کوس رہبۂ فرق زنجیر کو پھیرا ارادہ ہوا کہ طرف جزیرۂ کمیاب کے روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اڑتی نور الدہر نے اشارہ کیا کہ اے شبرنگ خبر تو لاؤ شبرنگ نے قصد کیا کہ جاؤن مگر کمیت چابک خرام آگے بڑھگیا ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا کہ دامنگیر دیکھا

شگافتہ ہوا دیکھا جنجال جادو بجمعیت ساٹھ ہزار ساحران غدار بڑے کر و فر سے آکے پہونچا مقابلے مین آکر لشکر اُتارا نور الدہر نے جنجال جادو کو دیکھا اور مینوش نے بیان کیا کہ یہ ساحر ہمارا ہی اور آپ کی فکر مین آیا ہی کمیت آکر حاضر ہوا بیان کیا کہ جنجال جادو فرستادۂ مہران تاجدار آیا ہی اُسکا ارادہ یہ ہی کہ مینوش اور حضور پر دست انداز ہو نور الدہر نے فرمایا کیا مجال ہی کہ ملکہ پر نگاہ ڈالے دریا خون کے بہا دونگا کھڑے کھڑے اُسکو شکست دونگا کمیت و شبرنگ آمادہ ہوے کہ ہم جا کر گرفتار کیے لاتے ہین یہ کہکے باہم اپنے عیاری سے آراستہ ہوکر آپس مین صلاح کر کے چلے اول شبرنگ لشکر جنجال مین آیا پھرتا ہوا دربارگاہ جنجال پر پہونچا ایک ہرکارے کی شکل بناکر سامنے آیا کہا اے شہنشاہ ساحران وہ خبر لایا ہون کہ منھ میرا موتیون سے بھر دیجیے جنجال نے پوچھا ارے کیا خبر لایا ہی شبرنگ نے عرض کی نور الدہر و مینوش برائے شکار گئے ہین صحرا مین چلکر گرفتار کر لیجیے فوج بھی ہمراہ نہین ہی جنجال جادو اُٹھا ہرکارے کو انعام دیا کہا چلکر مجھے بتا دے مین دونون کو گرفتار کر لیجاؤن گا مہران تاجدار بہت خوش ہوگا اُسنے دمبدم فرمایا ہی کہ مینوش کو نور الدہر سے جدا کرو اُسکے ہمراہ ہونے سے زور نور الدہر کا بڑھتا جاتا ہی شبرنگ اِس فقرے سے جنجال کو لگا کر لیچلا مگر دیکھا کہ جنجال بہت چست و چالاک ہی ہر مرتبہ طرف ہرکارے کے دیکھتا ہی شبرنگ حیران ہی اِسکو کیونکر گرفتار کرون یہ تو بہت ہوشیار معلوم ہوتا ہی مگر صحرا مین لگائے ہوے لیے جاتا ہی کہ آواز رونے کی کان مین آئی کہ کوئی بیقرار ہوکر رو رہا ہی اور یہ اشعار زبان پر ہین

نظم

اُمڈے ہین اشک مردمک چشم حور مین	دیکھو پری نہاتی ہی دریائے نور مین
شرم و حجاب دور ہو وصلت کا لطف ہو	ایسے مزے کہان ہین شراب طہور مین
یہ سحر و مہربان شب تنہائی کی ہین آہ	کاٹی ہین کانپ کانپ کے راتین سمور مین
غیبت مین حال دل نہین ممکن کہ لکھ سکون	سُن لیجیے بلا کے سب اپنے حضور مین
مین نے کیا وہ کام جو مشاطہ سے نہ ہو	سو یا لپیٹ وہ نشئہ مے کے سرور مین

رو بابین بھی جمال سے محروم ہی رکھا | یہ لن ترانیان ہون فقط بزم طور مین
پاس اُنکو میرا صحبت اغیار مین کہان | ارض و سما کا فرق ہی نزدیک و دور مین
ہو گرم ناز گور غریبان پہ وہ حسین | باقی رہا ہی حشر کے اب کیا ظہور مین
آمد شد نفوس مین کسطرح چین آئے | ہر دم صداے حشر ہی اِس نفخ صور مین
سچ پوچھیے تو زندہ ہی در گور اب نظام | جان ہو حرم بجسم کعبہ مین تن جیودھیور مین

جنجال نے کہا ارے بڑھکے خبر تو لے کہ یہ کون رو رہا ہی شبرنگ طرف صدا کے چلا آکر دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین مگر زرد رو بیقرار سایہ نخل مین بیٹھی ہی اور بلک بلک کے رو رہی ہی شبرنگ نے پوچھا کہ اے نازنین تو کون ہی اُس نازنین نے قدمون کو بوسہ دیکر کہا آپ میرا حال نہ پوچھیے جنجال کو بھیجیے شبرنگ مطلب اصلی کو سمجھ گیا دل مین تعریف کرتا ہوا پاس جنجال کے آیا کہا اے شہنشاہ ساحران ایک نازنین نہایت حسین وجمیل کہ غلام کی نگاہ سے ایسی صورت نہین گذری یکہ و تنہا بیٹھی رو رہی ہی مین نے بہت پوچھا اُسنے کچھ جواب نہ دیا سمجھی کہ یہ کوئی حقیر غریب آدمی ہی آپ کا رعب و دبدبہ دیکھکر عاشق ہو جائیگی یہ سُنکر جنجال چلا مگر دل مین شک ہی کہ یہ کیا بات ہر کارے نے کہی کہ تمکو دیکھکر عاشق ہو جائیگی اے جنجال کچھ فریب نہو تم اکیلے اِسکے ساتھ چلے آئے ایسا نہو کچھ فتور کرے تو مشکل پڑے دل سے یہ باتین کرتا ہوا سامنے نخل کے آیا اُس نازنین پر جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا دیکھا سراپا خوب محبوب مرغوب سر جھکائے بیٹھی ہی آنسو آنکھون سے جاری دیکھتے کے ساتھ ہی بیقرار ہو گیا پکار اُٹھا کہ اے نازنین ماہ وش اِس صحرا مین تنہا بیٹھی ہی تیرا حال دیکھکر دل بیقرار ہو گیا نظم

جگر بجھنے ہی تو ہی دل مرا کباب جدا | پڑی ہی دل پہ مصیبت جدا عذاب جدا
ملال دیتا ہی وہ روے بے نقاب جدا | ستا رہا ہی ترا عالم شباب جدا
بہار ہی آہ جگر سوز و چشم پُر نم سے | خجل ہی برق جدا منفعل سحاب جدا
مزے مین ہمکو برابر ہی گو تجھے ساقی | یہ آب کوثر جدا ہی شراب ناب جدا

فراق یار میں درد جگر ہی کافی تھا — ستا رہا ہے اب اس دل کو اضطراب جدا
ملا کے ساتھ نہ غیروں کے جلوہ گر ہو تو — گنہگار کیجیے بندے کو او جناب جدا
مزہ اٹھے تری صحبت کا کسطرح جانی — حجاب رخ جو بڑا دے ہے یہ نقاب جدا
یہ روز ہجر ہو کیونکر نہ اب شب دیجور — جو اپنے گھر سے ہو وہ رشک آفتاب جدا
تمہارے گیسوئے شبرنگ رخ سے یوں سرکے — فلک پہ جیسے ہو مہتاب سے سحاب جدا
جلا رہی تھی یہ فرقت کی آگ مدت سے — اٹھا جنون کا پھر اب دل میں التہاب جدا
ق
ہوا تھا یار سر اکل جو گرم بیہوشی — دھر اٹھا چنگ جدا اک طرف رباب جدا
شراب ناب تھی ساغر میں تشتری میں کباب — چھلک رہے تھے کئی جام آفتاب جدا

اُس نازنین نے مسکرا کے یہ جواب دیا کہ اے تاجدار میں آوارهٔ دشت ادبار و مصیبت میں گرفتار قزاقوں نے لوٹ لیا تین دن سے یہاں پڑی ہوں میرے ساتھ کیا عشق و محبت کی باتیں کرتے ہو مجھے جسکا دل چاہے کنیز بنائے میں خدمتگذاری کرونگی ماں اور باپ اور شوہر کو قزاق گرفتار کر لے گئے میں بھاگ کر یہاں چھپی کسی شیر اور بھیڑیے نے بھی آکر نہ کھایا مسکرا مسکرا کر جو اُس نازنین نے باتیں کیں جنجال کا شک اور بڑھ گیا کہا اے نازنین تیرا نام کیا ہے کہا گیسو دراز میرا نام ہے اسی وجہ سے بلائے گیسو میں گرفتار ہوں جنجال نے چپکے چپکے سحر کیا کہ پاؤں اُس نازنین کے زمین نے تھام لیے اور سحر کیا کہ رنگ و روغن بھی چہرے کا اُڑ گیا شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا پہچان گیا کہ کمبیت نے عیاری کی تھی اور خوب وقت پر آیا مگر اُسکے دل میں شک تھا میں سوچ رہا تھا کہ یہ عیاری پوری نہو گی بھاگ کر ایک غار میں چھپا جنجال نے جب دیکھا کہ یہ تو عیار کمبیت چالاک خرام عیار شفتل ہے اسنے ہنسکر کہا کہ اے کمبیت یہ کیا معرکہ ہے کہ تم ساحروں کے دشمن ہوئے تم تو شفتل کے ساتھ تھے یہ جو جنجال نے کہا کمبیت بہت عقیل تھا چیخیں مار کے رونے لگا جنجال نے کہا اے کمبیت کیوں روتا ہے کمبیت نے کہا اے شہنشاہ ساحران اصل معرکہ یہ گذرا کہ میں براے عیاری لشکر نور الدہر میں گیا وہاں جا گرفتار ہوا

شبرنگ بن عمرو بلائے روزگار ہو اُسنے گرفتار کر لیا آخر مین ناچار ہو ا اُسکی شرکت کی اُسنے یہ مکر تعلیم کیا کہ جادوگرون کو مارو تب مجھسے یہ خطا سرزد ہوئی کہ ساحرون کو قتل کرنے لگا یہ کہکے منھ بیٹا ہاتھ زمین پر دے مارے خنجر کمر سے نکال کہا اے شہنشاہ ساحران میرے ہاتھ قلم کیجیے کہ مین نے اِن ہاتھون سے ساحرون کو قتل کیا لہٰذا میرے ہاتھ کاٹیے مین خود شرمندہ ہون شبرنگ نے مجھکو سمجھاکر بھیجا تھا کہ مین ہرکارہ بنکے جنجال کو صحرا مین لاؤنگا تو عورت بنکر عیاری کرنا کوئی معین و مددگار باقی نہ رہا آقا ہمارا مارا گیا ناچار ہوکر یہی قبول کیا کہ پاس مسلمانونکے رہیے مگر مذہب کو خوب سمجھتا ہون مین نے اکثر باتون مین نورالدہر سے مناظرہ بھی کیا اور مین نے پوچھا یہ بتائیے پونے دو سے زیادہ ہوتے ہین کہ ایک زیادہ ہوا اے شہنشاہ ساحران یہ مسلمان بھی سمجھتے ہین کہ دین ہمارا کمزور رہے مگر جری و بہادر ہین جو کہا اُسی کی پیروی کی دیکھیے یہ طلسم کیونکر بچتا ہے اگر آپ میری سرپرستی کرین تو مین نورالدہر کو جاکر پکڑ لاؤن بی مہنوش بڑے جوش مین ہین جھگڑے پر مرتی ہین آٹھ پہر پہلو مین بیٹھی رہتی ہین اور کہتی ہین کہ مین لوح کی جستجو کرونگی جنجال نے کمیت کو ساتھ لیا کمیت باتین کرتا ہوا چلا ہر مرتبہ کہتا ہے کہ مین آپ کو مثل شقفتل کے جانتا ہون ویسی ہی پرورش آپ بھی فرمائیے دو دن مین لشکر نورالدہر کا خاتمہ کر دونگا جنجال ہان ہان کرتا ہوا آتا ہے اور کہتا ہے اے کمیت چابک خرام مین تمکو اپنے لشکر کا شاطر کرونگا وہ مرتبہ دون کہ عالم عالم رشک کرے کمیت نے کہا آپکو بھی ایسا راضی کرون کہ آپ خوش ہو جاوین یہ کہتا ہوا لشکر مین پہونچا افسرون نے پوچھا حضور کہان گئے تھے کہا یاور و اقبال میرا یاور تھا اور طالع مددگار ورنہ دو عیارون نے گھیرا تھا مین اُنکے مکر سے نکلا یہ عیار ملا ہے مین نے اِسکو سرہنگ لشکر کیا افسرون نے کہا بہت مناسب کیا جب لوگ پہچانتے تھے اُنھون نے کہا اے کمیت تم تو شقفتل کے ہمراہ تھے مسلمانون مین کیونکر پہونچے کمیت نے رو کر کہا یہی میری تقدیر مین لکھا تھا کہ ساحر میرے ہاتھ سے قتل ہون وہ نوشتۂ تقدیر پورا ہوا آج ساحری جمشید نے

بڑی خیر کی ورنہ جنجال کو قتل کرتا تو ساحری جمشید بہت آزردہ ہوتے مگر افسر
تمھارا بڑا صاحب اقبال ہی ایسا مجھکو پہچان لیا کہ مین مجبور ہوگیا مگر کیا پرورش
فرمائی ہی میرے کلام کو سچا جانا اب مین بھی وہ کرون کہ یہ راضی ہوجاوین جنجال
کمیت کو لیے ہوے بارگاہ مین آیا کرسی پر جگہ دی کمیت تنکر بیٹھا خدمتگارون کو
سر اُٹھا کر دیکھا اُن مین شبرنگ کھڑا ہوا ہی پکار کر کہا اِسکو گرفتار کرلو فرزند عمرو
آیا ہی شبرنگ کود کر بھاگا ایک خدمتگار کو مار گیا کمیت لینا لینا کہتا ہوا اُٹھا کہ
جنجال نے پکار کر کہا اِی کمیت اُسکے پیچھے نہ جاؤ ایسا نہو تمھین گرفتار کرلے تو مجھکو بڑا
قلق ہوگا کمیت پلٹ آیا کہا اِی شہریار آپ نے مجھکو پھیر لیا ناچار ہو کر پلٹ آیا مگر
میری دشمنی ظاہر ہوگئی اب شبرنگ جا کر ذکر کریگا نور الدہر بھی دشمن ہونگے سب
راہبر میرے راہزن ہوے دن بھر یہی باتین کرتا رہا کئی مرتبہ شبرنگ آیا کمیت
نے پہچان کر بھگا دیا اب جنجال کو اعتقاد کامل ہوا کہ بیشک کمیت ہمارا دوست
ہی اسکی وجہ سے لشکر مین بڑی آبادی ہوگی اتنی دیر مین کئی مرتبہ عیار آیا اور کمیت
نے پہچان لیا اگر کمیت نہ پہچانتا تو شبرنگ ضرور عیاری کرتا اِسی کی وجہ سے عیارونکے
سے بچا حقیقت مین خوب پہچانتا ہی شبرنگ جو مرتبہ آیا کبھی خدمتگار بنا اور کبھی چوبدار
بنا حقیقت مین کمیت بڑا عقیل ہی کہ ہر صورت مین پہچان لیا اب مین عیاری سے تو
محفوظ رہونگا اگر شبرنگ آئیگا کمیت للکارے گا ایک نہ ایک مرتبہ موقع پاکے
گرفتار بھی کرلیگا فورًا قتل کرونگا یہ دل سے باتین کر رہا ہی کمیت نے جو جنجال کو
زیادہ مہربان پایا دست بستہ عرض کی کہ اِی شہنشاہ ساحران جلسہ آراستہ کیجیے
مین حضور کے سامنے کچھ گاؤن مین نے عمرو کے بیٹے سے سیکھا ہی اسی فن پر اُنکی
ساری عیاری ہی جنجال نے حکم دیا جلسہ آراستہ ہو کمیت نے کہا کنجی میخانے کی مجھے
عنایت فرمائیے کہ مین شراب کو آراستہ کرکے لاؤن سازندے وغیرہ حاضر خدمت
ہوے کمیت چابک خرام نے گلابیان لاکر رکھین اول بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ
بتا بتا کر گانا شروع کیے نظم

اِس ابر مین یار سے جدا ہون　　بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون
گلبن ہون اگر تو ہون مین بے برگ　　بلبل ہون اگر تو بے نوا ہون
دن رات تصور پری ہے　　دیوانہ مین اندنون بنا ہون
اُفتادۂ خاک ہون ولیکن　　مین سایۂ شہپر ہما ہون
اے ابر شب فراق دے ساتھ　　رونے پر مستعد ہوا ہون
تو رنگ چمن مین ہوش بلبل　　تو نکہت گل تو مین صبا ہون
سر رکھکے کبھی وہ سو گیا تھا　　اب تک زانو کو سونگھتا ہون
وحشت نے نکالا اُس گلی سے　　کانٹون پہ اُسکو کھینچتا ہون
ممکن نہین اجتماع ضدین　　تو بُت ہی مین بندۂ خدا ہون
ہی مہر و وفا سراسر اُس مین　　ناسخ کبہو نکر اُسے نہ چاہون

یہ اشعار گاکر گھنگرو پانؤن مین باندھے اور گت ناچنا شروع کی اسطرح گت ناچا کہ جنجال تعریفین کر رہا ہی کہتا ہی اے کمیت حقیقت مین خوب کمال تمنے حاصل کیا کمیت کھول کھول کر کہہ رہا ہی کہ جب ناچ گانے کا رنگ بندھے تو چاہیے کہ عیاری ہونے کو ہی اِسی پہلو مین عیاری ہوتی ہی یہ کہکے جام لبریز کیا مٹھی مین لیتا ہوا سامنے جنجال کے آیا کہا ایسے بادشاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے جنجال نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر پی گیا اسنے کمیت نے دور دوباندھا اور سب کو شراب پلانے لگا جسکے سامنے گیا کسی نے سونیون کا مالا دیا کسی نے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی دی کسی نے روپیہ اشرفی کمیت نہال ہوگیا سب کو پلاکر سامنے بیٹھا محفل مین دست درازی ہونے لگی ایک پہلو سے شبرنگ بھی آیا گوشے مین چھپا کھڑا تھا جب سب بیہوش ہو چکے تو خنجر کھینچے ہوے نکلا چاہا جنجال کو قتل کرون کمیت نے کہا اُستاد اسکو لیچلیے سامنے نورالدہر کے دربار سمجھا جائیگا مگر جلدی مین زبان مین سوزن دی کمیت نے پشتارہ باندھ لیا کہا بس اُستاد نکل چلیے شبرنگ نے ایک وزیر کا پشتارہ باندھ لیا دونون اُستاد شاگرد جست و خیز کرتے

ہوے چلے صحرا مین جو پہونچے ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے آپس مین باتین کرنے لگے مگر سپہ سالار لشکر جنجال بھونچال نامے واسطے شکار کے آیا تھا کبوتر بنا ہوا درخت پر بیٹھا تھا اُسنے جو دیکھا کہ دو عیار جنجال جادو سوہان وزیر کو لیے جاتے ہین پکار اُٹھا کہ او ناعیارو خبردار آگے نہ بڑھنا منم بھونچال جادو شبرنگ نے سوہان کو زمین پر رکھکر ایک خنجر مار دیا ساحر کے مرنے کا جو اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین کمیت بھاگا مگر پشتارہ بھاری ہوتا جاتا ہے تھوڑی دور جا کر کمیت نے کہا اُستاد عجب معرکہ ہے پشتارہ بھاری ہوا جاتا ہے شبرنگ نے کہا پشتارہ چھوڑ دو آخر ناچار ہو کر کمیت نے پشتارہ ڈالدیا جیسے ہی پشتارہ زمین پر رکھا جنجال جادو ہوشیار ہو گیا زبان مین اُسکی سوزن نہ تھی اُٹھتے ہی للکارا کہ او کمیت کہان جاتا ہے مین تیرے مکر کو سمجھ گیا یہ دونون بھاگے جنجال نے جب دیکھا کہ دونون بھاگ کر نکلگئے ناچار ہو کر پلٹا بھونچال سے ملاقات ہوئی بھونچال نے پوچھا اے شہنشاہ یہ کیا ماجرا تھا اگر مین نہ پہونچتا تو وہ آپ کو لیچلا تھا جنجال نے کہا کمیت بڑا جعلساز ہے ایسا دام مکر پھیلایا کہ مین اُسمین پھنسا یہ باتین کرتے ہوے دونون جاتے ہین کہ دیکھا ایک طرف سے دو ڈولیان کہار لیے ہوے جاتے ہین دونون عورتین پردے سے جھانکتی ہوئی جاتی ہین ایک نازنین پر نگاہ بھونچال کی پڑی دوسری پر جنجال کی دونون کی وہ نگاہین مست پڑین کہ دونون بیقرار ہوگئے یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

ہر رخصت جان حال مین بتلا نہین سکتا
رہوار بہت تیز ہے ٹھہرا نہین سکتا

کچھ خال سے بھی کم ہے کنار لحد تنگ
آرام کہان پانؤن تو پھیلا نہین سکتا

ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق
لطف چمنستان مجھے بھلا نہین سکتا

سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد
دام رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا

تقصیر شب وصل ہے شکوہ بھی ہمارا
شرم آتی ہے تا نوک زبان لا نہین سکتا

رکتے نہین سیاح عدم اشک کی صورت
جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا

مشکل ہی نسیم اب کہ میسر ہوں وہ زنین		کھوئے ہوئے آرام اثبر پا نہیں سکتا

جنجال نے پکارا کہ ٹھہرا ذرا ٹھہر جاؤ جب کہار ٹھہرے تو یہ دونوں قریب پہونچے پکارکر پوچھا کہ تم کون لوگ ہو دونوں عورتین ڈولی مین سے کہنے لگین کہا ہمپہ بڑی بدعت ہوئی سواران لشکر اسلام ہمارے گانٔون مین گھس پڑے کئی ہزار سوار تھے گانٔون لٹنے لگا ہم دونوں بہنین زمیندار کی بیٹیان ہین ان کہارون کو زیور دیا اور کہا ہمکو نکال لے چلو یہ کہار ہمکو نکال لائے جنجال نے کہا مسلمان بڑے ظالم ہین ان دونوں نے ہاتھ باندھکر کہا ہم اُنکی بدعت کیا بیان کرین ہمکو کہین چھپادو تمھارا احسان ہوگا اگر باپ بچ گیا تو ہم وہان جائینگے ورنہ تمھارے ہی پاس رہینگے بھوبنچال نے کہا او ملکۂ عالم یہ جو تم سے باتین کر رہے ہین جنجال جادو نام ہو تیس ہزار فوج کے افسر ہین بہ ارادے قتل اُنھین مسلمانون کے مامور ہوئے ہین اگر تم انھین کے پاس رہوگی تو بڑا آرام پاؤگی اور رہین انکا وزیر اعظم ہون تیس ہزار فوج پہ میرا اختیار ہے یہ نہ سمجھنا کہ ہم لوگونمین کوئی مجبور ہو نا چار ہو صدہا لونڈیان خدمت مین رہینگی آٹھ پہر عیش و شکار کرو دونون ڈولی سے نکل آئین جنجال و بھوبنچال نے دیکھا کہ دونوں کمسن نازک ادا دلفریب جنکے دیکھنے سے دل ناشکیب تھرائی ہوئی آنکھین خوف سے چہرے زرد کہار تو یہ کہکر بھاگے کہ ہم گانٔون کی تو خبر لاوین جب کہار جاچکے جنجال لپٹنے لگا دوسری نے کہا بوا ہماری تمھاری زندگی ڈولی مین رہگئی جھپٹ کے ایک گلابی نکالی کہا اسی سے زندگی ہوئی اگر یہ نہ پیتے تو خوف سے سوارون کے مرجاتے یہ کہکر جام اونڈیلا کہا لو صاحب تم بھی پیو گے جنجال کو جام دیا گورے گورے ہاتھ اُنپر جام رکھا ہوا بہ ناز آگے بڑھایا جنجال جام لیکر پیگیا بھوبنچال نے کہا ہمین بھی دو بھوبنچال کو بھی جام پلایا دونون پیکر لڑکھڑائے آنکھین سرخ ہوئین چاہا زمین پہ بیٹھ جائین کہ لڑکھڑا کر گرے ایک نے نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو اور ایک نے نعرہ کیا کہ منم کمیت چابک خرام دونون کے پشتارے باندھے طرف لشکر کے چلے مگر خائف و ترسان چہار جانب دیکھتے ہوے

قریب لشکر کے پہونچے شاگردان شبرنگ ملے اُنھون نے پوچھا اُستاد کہان سے آتے ہو شبرنگ نے کہا ججال اور بھونجال کو لائے شاگرد بھی ساتھ ہو لیے ہر دو عیار بارگاہ نور الدہر مین پہونچے مینوش کو خبر ہوئی کہ مہتر شبرنگ ججال کو لایا مینوش نے آتے ہی حکم دیا کہ ستون سے انکو جلد باندھو دونون نے دونون کو ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا ججال کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بارگاہ نور الدہر مین پایا مگر خیال کیا کہ زبان مین سوزن نہین ہی مینوش نے پکار کر کہا کیون او ججال تو نے قدرت خدا کو دیکھا کہ کسطرح گرفتار ہوا اب بہتر یہ ہی کہ اطاعت دین اسلام قبول کر ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگی دونون کو معلوم ہوچکا کہ ہماری زبانون مین سوزن نہین ہی جواب دیا کہ ای مینوش کیون دیوانی ہوئی ہی ان عیارون کے بھروسے پر شاہ طلسم سے بگڑی ہی حقیقت مین بڑے مکار ہین مگر اب ہمپر عیاری نہ کرسکین گے جب سامنے آوینگے ہم فوراً گرفتار کرلین گے یہ کہکے دونون نے سحر کیا کہ بارگاہ مین پتھر برسنے لگے مینوش روکنے لگی اُسپر کئی سو جوانون کے سر پھٹے کچھ لوگ مرکر گرے یہ دونون جست کرکے اُڑتے ہوے نکل گئے مینوش نے چاہا روکون مگر ایسے پتھر برس رہے تھے کہ اُنکو نہ روک سکی مگر ججال جو لشکر مین آیا خیمے مین آکر مسند پر بیٹھا آتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے فوراً طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے نور الدہر کو خبر پہونچائی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم ہوا اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پھیلے کیا زاغ شب کو شکار

جانبین کے لشکر میدان کارزار مین آئے صفین درست ہونے لگین جب صفین آراستہ ہوچکین نقیبون نے نقابت کی گویون کے لڑکے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش

اس چمن کی ہوا سے بہمن راز ہو
آستین زان چراغ عقل پہ ہو

خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا سرو خوشنما پیدا

لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ

جب مٹے میکشان محفل درد
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد

جب ہوئے خاک صاحب کاکل
تب نظر آیا گیسوئے سنبل

مرگئے جب ہزار غنچہ دہان
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان

گل ہوا جب چراغ عارض یار
تب گلستان مین گل ہوا اظہار

نرگسی چشم مین جو دفن یہین
چشم نرگس جھکی ہے سوئے زمین

شاخ پر ہو جو سیب زیب چمن
کسی محبوب کا ہو سیب ذقن

عندلیبون کے ہین یہی الحان
غافلو کل من علیہا فان

خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
باغ مین آبشار روتے ہین

دیکھکر بے ثباتی عالم
یہ تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
خاک اڑانے لگی نسیم سحر

اسی اندوہ مین کرو جو قیاس
گل سوسن کا ہو کبود لباس

یہ گلستان نہین ہو قابل سیر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر بہادر جھومنے لگے قیلاب جادو طرف سے جنجال کے میدان مین نکلا پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نور الدہر نے قصد کیا تھا کہ مینوش نے اپنا طاؤس بڑھایا کہا اے شہریار یہ ساحر مکار و غدار ہے آپ اسکے مقابلے مین نہ جائیے کنیز جاکر سمجھا ویگی نور الدہر نے سر جھکا لیا مینوش طاؤس اڑا کر میدان مین آئی قیلاب نے دیکھتے ہی گولہ مارا مینوش مسکرائین غنچہ دہن جو وا ہوا گولہ پھٹ کر گرا پھول آسمان سے برسنے لگے پھولون کی بو جو پھیلی قیلاب مست ہو گیا پکار اٹھا کہ اے شہنشاہ خوبی واہ

سرو باغ محبوبی ہین تمھارا تابعدار ہون جوش محبت مین مجبور و ناچار ہون امیدوار ہون کہ مجھکو اپنی خدمت مین قبول کیجیے ملکہ نے ہنسکر کہا صحراے آتش بہار مین جاؤ وہان تمھارا علاج ہو جاے گا قیلاب جادو جھومتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا کہ اسکا حال تحریر ہوگا مگر جنجال جادو نے جب دیکھا کہ قیلاب روانہ ہو گیا اُسکا نشان نہین معلوم ہوتا اب طرف لشکر کے پلٹا آواز دی کہ یارو مین خود جاؤن مگر تمھارے واسطے باعث بدنامی ہو لوگ کہین گے اتنے بڑے افسر کھڑے تھے اور کوئی میدان مین نہ نکلا افسر اعلی میدان مین آیا سحاب جادو اسکا مطیع ہو بعض نے لکھا ہو کہ جنجال کا بھائی ہو بل کرتا ہوا صف سے نکلا سامنے آتے ہی طرف آسمان کے دیکھا ایک لکہ ابر گھر کر آیا بوندیان پڑنے لگین مہنوش کے جسم پر جتنی بوندیان پڑین اُٹھتے ہی آبلے پڑ گئے مہنوش نے کاغذ نکالا چند طاؤس کاٹے ہاتھ پر رکھکر جو سحر کیا بہ شکل طاؤس اصلی ہو کر وہ اُڑے قریب ابر آ کر رقص کرنے لگے اور منقارین کھولکر آوازین دیتے تھے کہ ابر ہٹا آوازین موقوف ہوئین ایک طاؤس اُن مین سے قریب سر سحاب جادو آیا مثل انسان کے آواز دی کہ اے سحاب منم طاؤس مہنوش بہتر یہ ہو کہ طرف صحراے آتش بہار کے جا قیلاب جادو سے ملاقات ہوگی دونون ملکر اُسی مقام پر رہنا طاؤس نے جو یہ آواز دی سحاب کا چہرہ زرد ہوا ہاتھ پانون مین رعشہ پڑ گیا پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤن مین تو مدت سے تمھارا مشتاق ہون تمھارے حکم سے انکار نہین کر سکتا میرا تو یہ حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو

نظم

دل چھٹکے جان سے گور کی منزل مین رہگیا
کیسا رفیق ساتھ سے مشکل مین رہگیا

آئے ہی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوے
مین جا ہی دیکھتا تری محفل مین رہگیا

ناقص ہو دوستداری مین کامل نہین ہو تو
دشمن سے بھی غبار اگر دل مین رہگیا

قاتل سنبھل کے تیغ لگا جاے شرم ہو
تسمہ لگا جو گردن بسمل مین رہگیا

آزادی سے زیادہ اسیری مین لطف ہو
دل مرغ روح کا قفس گل مین رہگیا

سبقت جو زندگی مین سکندر سے کی تو کیا — اے خضر تجھسے مرگ کی منزل مین رہگیا
مجنون برہنہ کرتا اُسے اپنی طرح سے — لیلی کا پردہ پردۂ محمل مین رہگیا
کافر ہو منکر اُسکی کریمی کی شان کا — خالی پیالہ کب کف سائل مین رہگیا
آتش کو دست تیغ سے ممکن ہوا نہ زخم — بیچارہ مر کے حسرت قاتل مین رہگیا

جب سحاب نے یہ اشعار پڑھے بیہوش نے قصد کیا کہ جواب دے ناگاہ جنجال جادو نے آواز دی کہ اے صاحب کہان جاتے ہو سحاب نے کچھ جواب نہ دیا قصد کیا کہ طرف صحرا کے روانہ ہون جنجال نے گولا جھولی سے نکالا سحاب کی طرف پھینک مارا گولا آکر پھٹا سحاب پر قطرے گرنے لگے چند قطرے پانی کے جو سحاب پر گرے ہوش آگیا پلٹا چاہا جنجال کے پاس جاؤن بیہوش نے جو دیکھا کہ سحاب کو ہوش آگیا جھولی پہ ہاتھ ڈالا ایک گجرہ سوکھا ہوا نکالا پھینک مارا جنجال نے سحاب کو پشت پر لیا آپ آگے بڑھا مگر وہ گجرہ جو ٹوٹا پھول برسنے لگے جنجال کی آنکھین سرخ ہوئین جھومنے لگا پکار اُٹھا کہ اے ملکۂ عالم مشتاق جمال ہون قضا سے کار جمشید ثانی ہو محانے مین بیٹھا تھا سحر تیار کر رہا تھا کتاب پر جو نگاہ پڑی معلوم ہوا کہ جنجال فرستادۂ مہران تاجدار بیہوش ہوا چاہتا ہے کیاری پر ہاتھ ڈالا ایک طائر ہاتھ مین لیکر اُڑا دیا وہ طائر اسوقت پہونچا کہ جنجال طرف صحرا کے چلا تھا کہ وہ طائر آکر پہونچا ایک چیخ ماری کہ شعلۂ آتش منھ سے نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک جنجال پر گری بس خاک کے گرتے ہی جنجال ہوشیار ہوا اور پکار اُٹھا کہ یا خداوند آپ کے نثار کیونکر تیری پرستش نکرین یہ کہکے جھولی سے چند دانے ماش کے نکالے جمشید ثانی کا نام لیکر پھینک مارے وہ دانے جو بیہوش پر گرے چیخ مارکر بیہوش ہوکر گری جنجال نے جو بیہوش کو بیہوش دیکھا بڑھکر گرفتار کرلیا نورالدہر نے گھوڑا اُٹھا دیا جنجال نے ایک گولا مارا کہ مرکب نورالدہر کاہر کر سے ٹھہر گیا جنجال نے سارے لشکر کو ساکت کیا سب کو گرفتار کیا سردارون کو لیا لشکر کو اسی حال مین چھوڑا طرف مہران کے روانہ ہوا کہ ذکر اسکا وقت پر ہوگا

مگر بیہوشی کی زبان مین سوزن دی ہی اور دارا بے پر سب کو ڈال لیا جلدی ہو کر
بخدمت مہران پہونچون اور پھر جاکر سعد کی خبر لون قضاے کار ایرج نوجوان
کہ ہمراہ شکار گئے تھے پلٹ کر جو لشکر مین آئے نور الدہر اور سعد کو نہ دیکھا
پوچھا کہ یہ دونون صاحب کہان گئے سردارون نے بیان کیا کہ سعد طرف
پردۂ قاف کے گئے ہین ایرج گھبراے کہ ای ایرج ایسا نہ ہو کہ نور الدہر جاکر
کوئی کام کرین تو بڑے بلبلائین گے پردۂ قاف مین ایک بادشاہ ہی قوم جنات
سے فغفور جنی اُسکا نام ہی بیٹی اُسکی ملکہ سہیل غزال چشم ہی دیو دیوث اُسپر عاشق
ہوکر آیا فغفور کو پیغام دیا کہ اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کر دے فغفور نے
انکار کیا دیو دیوث نے طبل جنگی بجوا کر چند سردار قتل کیے فغفور کو زخمی کیا فغفور
بھاگ کر قلعہ بند ہوا مگر اب تردد ہی فغفور کو کہ دیوث بلوہ کر کے قلعہ لے لیگا
سہیل بہت تڑپتی ہی کہ ہاے تقدیر میری کہ مین دیو کی تقدیر مین ہون یہ بیچیا مجھکو
بیاہے گا فغفور نے چند دیوزادون کو بلایا اور کہا کہ مجھکو یاد ہی کہ جب سلطنت
آسمان پری کو زوال ہوا تو پردۂ دنیا سے آدم زاد کو بلوایا حمزۂ عرب نے آکر عفریت
کو قتل کیا سلطنت آسمان پری بچ گئی تم دیوزاد طرف پردۂ دنیا کے جاؤ اگر کوئی فرزند
صاحبقران ملے تو اُسے لاؤ علم ستارہ شناسی سے خبر ملتی ہی کہ وہ شیر اگر قیامتین
برپا کریگا دیو دیوث کا قاتل ہی مگر اُس جوان کی یہ قطع ہی بڑی پہچان تو یہ ہی کہ
مرکب ستہ چشمی پر سوار ہوتا ہی لباس نیلم نگار زیب جسم ہی نہایت حسین و جمیل اُسکو جاکر
اُٹھا لاؤ تب یہ مشکل آسان ہوگی دیوزاد نقشہ لیکر چلے ایرج حیران و پریشان
مع شاپور کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا کہ انکو دیوزادون نے آسمان سے دیکھا
ایک دیو نے ایرج کو اُٹھایا اور دوسرے نے گھوڑا لیا تیسرے نے شاپور
کو اُٹھایا آپس مین اشارہ کر کے کہا کہ سردار جاے تو شاطر ضرور ساتھ ہو
اسوجہ سے شاپور کو بھی اُٹھا لیا لیکر روانہ ہوے قلعۂ فغفور مین آئے فغفور
تخت پر بیٹھا تھا دیو دیوث قلعے کو گھیرے ہوے ہی جیسے ہی فغفور نے ایرج کو

دیکھا جوش محبت مین تخت سے اُٹھا ایرج کو گلے سے لگا لیا ایرج کی آنکھ کھلی
اُس بادشاہ کو دیکھکر پوچھا کہ آپ کون ہین فغفور نے کہا مین نے آپ کو تکلیف
دی ہو کہ دیو دیوث نے مجھکو آکر گھیرا ہو میری بیٹی کا خواہان ہو مین نے آپ کو
بلوایا کہ اُس دشمن خدا کے ہاتھ سے مجھے بچائیے ایرج نے کہا وہ کہان ہو کہا
قلعے کو گھیرے ہوے ہو شاید وہ بھی ہوشیار ہوا کہا او شہریار عجب مقام پر آئے
یقین ہو کہ اب خبر نور الدہر کی بھی ملے مگر سہیل غزال چشم رو رہی تھی کہ ایک
کنیز نے آکر خبر دی کہ ایک فرزند صاحبقران آپ کی مدد کو آئے ہین آپ کے والد خاطر
کر رہے ہین سہیل مشتاق جمال ہو کر محل سے نکلی دربار مین آئی اپنے والد کو
سلام کیا ونگل زرین پر دیکھا کہ ایرج نوجوان بصد شوکت و شان جلوہ فرما ہین
مگر آفتاب جمال خورشید مثال جری بہادر صف شکن فرزند حمزۂ تیغ زن فغفور
سے فرما رہے ہین کہ دیو دیوث کہان ہو ہمین اُسکے مقابلے مین لے چلو اور چند
دیو واسطے خبر کے روانہ کرو کہ سعد شہریار و نور الدہر نامدار کس مقام پر ہین
اُن لوگون نے یہان آکر کیا کیا فغفور نے چند دیو زاد واسطے خبر کے روانہ کیے
ہین ایرج کی خاطر کر رہا ہو کہتا ہو حضور صبح کو مقابلہ پڑے گا سہیل رعب و دبدبہ
دیکھکر حیران جمال و محو دیدار سامنے کھڑی ہو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہو ایرج
نے سر اُٹھا کر سہیل کو جو دیکھا ایک نازنین حسین وجمیل غنچہ دہن رشک چمن شمشاد قد
خورشید خد حیران کھڑی ہو ایرج بھی جمال دیکھکر مائل ہوے اشارہ کیا کہ صاحب
آؤ بیٹھ جاؤ سہیل کرسی پر بیٹھی فغفور نے کہا او شہریار اسی کنیز کو آپ کی دیو دیوث
مانگتا ہو مین جان دونگا مگر ہم بستری اسکی دیو سے قبول نہ کرونگا ایرج نے کہا
انشاء اللہ صبح کو سمجھ لونگا فغفور نے صحبت عیش آراستہ کی ساقیان سیمین ساق
و مطربان خوش آواز حاضر ہوے جام گردش مین آیا ایک نازنین خوش آواز
بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ہمپہ جو جو کچھ ہوا سب آپ پر کھل جائے گا		بندہ پرور دیکھنا جب دل کسی پر آئیگا

بخت بد دشمن فلک بیزار خویش و اقربا
فاتحہ پڑھیے کہ رکنے کا نہین تیر نگاہ
پاکدامن فیض ابر تیغ کر سکتا نہین
صدقے اُس دشنام کے جواب کے منھ مین رہے
جان جائیگی بلا سے ذبح پر راضی ہوئین
گو تقاضائے اجل سے جان لب پر ہے مگر
تارتک رکھتے نہین دامن کہان ہے انیسم

کسکو رحم آئیگا مجھپر کون انھین سمجھائیگا
انکو اس سے کیا غرض کوئی اگر مر جائیگا
رنگ خون قاتل کے پیراہن سے کیونکر جائیگا
ایسی جائے مختصر کوئی کہان سے پائیگا
اُنکا زانو تو بھلا سینے پہ میرے آئیگا
اور بھی کچھ دن ہمین وعدہ ترا ٹھہرائیگا
اشک آکر آنکھ مین کیا کیا ہمین شرمائیگا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا فغفور نے جو دیکھا کہ سہیل ایرج سے مانوس ہوا اور ایرج بھی پر محبت باتین کر رہے ہین دل مین خوش ہوا کہ اب میری بھی صاحبقران سے عزیز داری ہو جائیگی جب رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دیوث واسطے فتح کرنے قلعے کے چلا یلغر کیے ہوئے آتا ہی مگر حیران ہی کہ آج کیا معرکہ ہی کہ قلعے پر سناٹا ہی کوئی مجھکو روکتا نہین کہ یکایک قلعے کا پھاٹک کھلا دیکھا ایک جوان مرکب سہ چشمی پر سوار نہایت حسین وجمیل اندر سے آتا ہی اور آتے ہی نعرہ کیا کہ باش او مغرور آگے نہ بڑھنا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ⁂ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ⁂ نعرۂ ایرج سے زمین تھرا گئی دیو دیوث بڑھا کہ چنگل مار کر کھا جاؤن جیسے ہی ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا دیا کہ دیوث جھکا ایرج نے ایک گھونسہ مارا کہ سر دیوث کا پھٹ گیا مارا جانا دیوث کا ایرج تلوار کھینچکر دیو نر اودون پر جا پڑا فغفور نے جنات کو اشارہ کیا آخر دیو نر اد شکست کھا کے بھاگے ایرج نوجوان بر فتح و فیروزی ادھر چلے فغفور نے بڑی تعریفین کین کہا شکر کرتا ہون اُس پروردگار کا کہ آپ کو فتح عطا کی ایرج نوجوان خوشی خوشی قلعے مین آئے سہیل نے اشارہ کیا کہ برائے شکار چلیے راہ مین میرا باغ ہی وہان ملاقات ہو گی یہ کہکے اُٹھ گئی ایرج نے فغفور سے کہا اگر آپ کا حکم ہو تو واسطے شکار کے جاؤن فغفور نے کہا بسم اللہ مگر الیسا

نہ ہو کر راہ میں فراری ملجاوین ایرج نے کہا اگر ملیں گے تو شکست کھائیں گے میں اُنسے خوف نہیں کرتا یہ کہکے سوار ہوے شاپور کو ساتھ لیا قلعے سے کئی ہو کوس پر وہ باغ تھا سہیل انتظار کر رہی تھی ایرج کو جو آتے ہوے دیکھا ایرج کا استقبال کیا باغ میں لائی لا کر مسند پر بٹھایا ایرج باتیں کر رہے ہیں فرماتے ہیں اے ملکۂ عالم میں باپ سے تمھارے خواہش کروں سہیل نے کہا وہ خود بخود سنگا رہیں کہ آپ سے پیوند ہو کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں کہا اے شہریار ابھی صحرا سے گرد اُڑی ہے اور ایک لشکر ساحران چند قیدیوں کو ساتھ لیے ہوے ادھر سے جاتا ہے کنیز نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شاہزادہ نورالدہر جنجال جادو کے سحر میں گرفتار ہوے ہیں مینوش شیریں کلام ایک ساحرۂ زبردست بھی قیدیوں میں ہے ایرج نورالدہر کا نام سنکر تیغہ ٹیک کر اُٹھا سہیل نے پوچھا اے شہریار کہاں چلے فرمایا نورالدہر برادر ہمچشم ہے اُسکو جا کر قید سے رہا کروں کہ میرا احسان ہو ملکہ خاموش ہو رہیں ایرج سوار ہو کر باہر نکلے دیکھا لشکر اُتر رہا ہے جنجال جادو نے خبر پائی ہے کہ فغفور چینی نے کسی فرزند صاحبقران کو طلب کیا ہے اُسنے آکر دیو دیوث کو مارا سہیل غزال چشم پر دیو دیوث عاشق تھا وہ چاہتا تھا کہ سہیل کو طلب کروں کہ سامنے سے گرد اُڑی ایک جوان کو دیکھا کہ ہمشبیہ نورالدہر نعرے کرتا ہوا آتا ہے مگر شاپور نے جو دیکھا کہ لشکر ساحران ہے رکاب چھوڑ کر الگ ہوا طرف ارابے کے چلا ایرج جیسے ہی لشکر ساحران پر گرے جنجال نے سحر کیا کہ گھوڑا رہروی سے رُک گیا ہاتھ دستگیری نہیں کرتے ساحروں نے قصد کیا کہ ایرج کو گرفتار کریں شاپور قریب ارابے کے پہنچا کہتا ہوا مینوش کو قتل کرو نورالدہر سرنگوں بیٹھے ہیں کہ شاپور نے زبان سے مینوش کی سوزن نکالی مینوش نے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا کہ نورالدہر کی قید دور ہوئی جنجال نے قصد کیا ہے کہ ایرج کو گرفتار کروں کہ مینوش نے سحر کیا کہ آسمان سے پھول گرنے لگے چند پھول جو جنجال پر گرے مثل ہیزم خشک جلنے لگا لشکر ساحران نے شکست کھائی نورالدہر رہا ہوتے ہی مینوش کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے

ججنال چونکہ مارا گیا لشکر نے بھی سحر سے نجات پائی اپنے آقا کی تلاش مین چلے تھے کہ سامنے سے آقا کو آتے ہوے دیکھا مگر بیہوش سے کہتے ہوے کہ یہ تاجر زادہ کیونکر پہونچا مجھے یقین تھا کہ مین یہان آیا ہون یہ بھی ضرور آئیگا سہیل نے دیکھا کہ شاہزادہ دریاے خون مین نہایا ہوا آیا بیقرار ہوگئی دوپٹے سے خون پونچھنے لگی یہ خبر جو فغفور کو پہونچی کہ اُس شیر نے ججنال جادو کو شکست دی نور الدہر کو رہا کیا یہ واسطے خوشخبری دینے کے آیا رہ اہ مین خبر سُنی کہ شاہزادہ باغ سہیل مین ہی اپنے وزیر نیک راے کو بھیجا کہ جا کر شاہزادے کو مژدہ دو کہ فغفور مبارکباد دینے آئے ہین وزیر نے آکر ایرج کو خبر دی ایرج شرما کر اُٹھے آکر فغفور سے ملاقات کی مگر فغفور نے دست بستہ عرض کی کہ وہ باغ اور کنیز آپ ہی کا مال ہی آپ کیون وہانسے چلے آئے مگر آپ نے ساحران طلسم نوخیز سے بگڑی اُلجھائی مین چاہتا ہون کہ آپکا عقد ہمراہ سہیل کے کرون ایرج نے سر جھکا لیا فغفور نے اُسی شب کو عقد ایرج نوجوان ہمراہ سہیل غزال چشم موسوم سے کیا اور شاپور کا عقد وزیر زادی سے بہ نازک ادا کے ساتھ ہوا دونون جوانون نے گوہر مراد حاصل کیا سہیل حاملہ ہوئی اور نازک ادا کو بھی حمل رہا کہ ذکر انکا تیسری جلد مین کرونگا صبح کو ایرج غسل کرکے بارگاہ مین آکر بیٹھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ایک بادشاہ تاجدار در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی ایرج نے کہا بلالو دیکھا ایک بادشاہ پیر لباس سیاہ پہنے ہوے وزرا امرا ساتھ سامنے آیا آکر ایرج کو سلام کیا اور قدمون سے لپٹ کر رونے لگا کہا ای شہریار اقتباس مردار خوار یہان سے پانچ کوس پر ایک صحرا ہی کہ وہان کا حاکم ہی ایرج نے اسکا نام پوچھا اُسنے ظہیر تاجدار اپنا نام بتایا کہا بیٹا میرا کہ جری وبہادر تھا موسوم بہ گلزار تاجدار صحرا مین جا کر جب پہونچا اقتباس بھی واسطے شکار کے آیا تھا ایک آہو پر تکرار بڑھی میرے بیٹے کو گرفتار کرکے لیگیا ہرچند نامے لکھے مگر قید سے نہین چھوڑتا ہی چاہتا ہی کہ قید مین اسکو ہلاک کرون دوسری خرابی یہ گذری کہ بیٹی اُسکی غنچہ گلبدن میرے بیٹے پر عاشق ہی بلکہ بھاگ

نتھی راہ مین آکر اقتباس نے پھر گرفتار کرلیا ایسا سخت مزاج ہو کہ اُسنے اپنی بیٹی کو
بھی ساتھ گلزار کے قید کیا ہو مین نے بہت کچھ عذر کیا مگر وہ نہین مانتا مین نے خبر
سُنی کہ فرزند صاحبقران تشریف لائے اور یہ دیوث ایسے شخص کو مارا انو غلام
فریادی آیا ہو کہ حضور میری مدد فرمائین اور اقتباس سے میرے بیٹے کو دلادین وہ
مردار خوار ہو اور اپنی جرأت پر ناز رکھتا ہو کہتا ہو کہ اگر رستم اور اسفندیار ہون
تو مین اُنسے بھی خوب جنگ کرون اگر میرے زمانے مین اسفندیار رویین تن
ہوتا تو اسکو بھی زیر کرتا ایرج نے کہا بڑا مغرور ہو اور یہ فرما کر شاپور کو ساتھ لیا
ظہیر تاجدار کے ساتھ چلے اقتباس اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ اُسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ ظہیر تاجدار نبیرۂ صاحبقران کو لیکر آتا ہو بہت ہنسا کہا قضا اُسکو لاتی
ہو ہاتھ پانؤن توڑ کے رکھدونگا ان لوگون نے بڑے بڑے کام کیے مگر کسی بہادر
سے مقابلہ نہین پڑا لشکر تیار کرو لشکر تیار کر کے صحرا مین آکر اُترا دوسرے دن
صحرا سے گرد اُڑی ایرج نوجوان مع ظہیر تاجدار آکر پہونچے مقابلے مین اقتباس
کے اُترے ایک نامہ روانہ کیا کہ جسکا یہ مضمون تھا کہ اے اقتباس اگر اپنی خیر و خوبی
چاہتے ہو تو گلزار تاجدار کو روانہ کرو کہ باپ اُسکا مرد پیر زمین گیر آٹھ پہر روتا ہو
لہذا تمھاری جرأت کے سراسر خلاف ہو پیر زمین گیر کو ستانا مناسب نہین آیندہ
تمکو اختیار ہو جب نامہ تیار ہوا تو ایرج نے کہا ایک جوان کو چاہتا ہون کہ میرا نامہ
لیکر جائے کہ شاپور رنگل سے اُٹھا کہا اے آقا ے نامدار و اے مولا ے قدر شناس یہ غلام
نامہ لیکر جائے اور جواب باصواب لائے ایرج نے کہا اے شاپور تم لوگ مکار و
غدار ہو ایسا نہ ہو وہان جاکر کچھ فتور برپا کرو ہم ایک سوار کے ہاتھ روانہ کردینگے
مگر شاپور نے نہ مانا نامہ لیکر چلا راہ مین آکر صورت تبدیل کی بشکل ہرکارے کے
چلا لشکر مین اقتباس کے آیا دربارگاہ پر آکر نرگہ سالار سے عرض کی کہ پہلوان
دوران سے اطلاع کرو کہ دمدار سے یہ ہرکارہ حاضر ہو کچھ خبر لایا ہو چاہتا ہو کہ خدمت
مین حاضر ہون اقتباس نے کہا بلالو شاپور بشکل مبدل سامنے آیا ہاتھ اُٹھا کر

دعا دی عرض کی غلام واسطے خبر کے طرف لشکر ایرج کے جاتا تھا ادھر سے ایک سوار
ایرج کا آتا تھا مجھکو معلوم ہوا کہ آپ کے پاس نامہ بھیجا ہی مین نے دھوکا دیکر اُس سے
نامہ لے لیا اور سوار کو مار کر وہین ڈالدیا مین نے کہا نامہ لیکر سرکار کے پاس جاؤن
دیکھون کیا فرماتے ہین لہذا یہ نامہ حاضر ہی مگر وہ سوار کہتا تھا کہ نامے پر زر نثار کرین
تب نامے کو ملاحظہ فرمائین اقتباس نے کہا نبیرہ کوچک سلیمان کا نامہ ہی اسپر زر
کیون نہ نثار کرونگا یہ کہکے نامہ شاپور نے نکالا اقتباس نے اُسپر زر نثار کیا پھر
شاپور نے کہا ہاتھ پھیلائیے تو مین نامہ دون اقتباس نے ہاتھ پھیلائے نامہ لیا
اور پڑھا مضمون مذکور نامے مین پایا ہنسا اور کہا کہ اِس طفل کی قضا لیکر آئی ہی اُنکے
دادا جان کے واسطے یہ شرف ہوگیا کہ کل پردۂ قاف تسخیر کر گئے اور کسی کی کیا مجال
ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے مین اِس شخص کو مار کر آسمان پری پر چڑھ جاؤنگا ایسا پامال
کرون کہ سلطنت اُنکی مٹجائے لو یہ نامہ اُنکو جواب جنگ دینا لیکن اگر وہ اپنے سوار
کو پوچھین تو اپنا مارنا ظاہر نہ کرنا شاپور نے نامہ لیا اور رخصت کرکے باہر آیا پکار کر
آواز دی کہ او اقتباس منم شاپور شیر دل کسطرح تجھسے جواب لیا اب میدان مین
سمجھا جائیگا اقتباس نے حکم دیا اِسکو گرفتار کرو چہار طرف سے لوگ دوڑے مگر
شاپور کئی جوانون کو مار کر نکلگیا باقی لوگ پلٹ آئے اقتباس نے جھلا کر حکم دیا
کہ طبل جنگی بجے نقارہ رزمی پر چوب پڑی شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی کہ وہان
طبل جنگی بجا ہی ایرج نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو آفتاب
زرین پوش بصد جوش وخروش چرخ زبرجدی پہ آیا تمام میدان منور وروشن
ہوگیا فوج ستارگان بھاگی نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت — خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند — لحاف غنچہ از رو در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست — بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے ایرج کے ساتھ جمعیت بہت کم ہی اقتباس

بارہ ہزار جوانون سے میدان مین آیا صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئی نقیب نقابت کرکے ہٹے اقتباس نے گینڈا انکا للکار کر آواز دی او جوان نبیرۂ حمزہ جیر مقابلے مین آ ایرج نے مرکب اڑایا اقتباس نے جو جمال بے مثال ایرج دیکھا کہا اے شہریار آپ کو کچھ جان کا خوف نہ ہوا اور میرے مقابلے مین چلے آئے آپ نے خبر سنی ہوگی کہ جو میرے مقابلے مین آیا وہ مارا گیا آپ کیونکر بچین گے ایرج نے جواب دیا کہ اے جوان اسقدر غرور زیبندہ نہین ورنہ یہ میدان کارزار ہے مین تیری جرأت کا مشتاق ہون اقتباس گینڈے سے کود پڑا کہا مین آپ سے کیا مقابلہ کرونگا یہ تو سن چکا ہون کہ آپ نے زمانۂ جہالت مین اٹھارہ سو ملک باختر کی سیر کی اور قلعۂ ذوالامان پر جاکر لڑے اکثر مسلمان آپ کے ہاتھ سے مارے گئے لہذا مین عاشق جمال ہون اور چاہتا ہون آپ کی قدمبوسی کرون ایرج گھوڑے سے اترے اقتباس کو گلے سے لگا لیا اقتباس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اقتباس کو ساتھ لیا قلعۂ اقتباس مین داخل ہوے ان دونونکو قید سے رہا کیا ظہیر تاجدار کے فرزند گلزار تاجدار و نازک اندام کا عقد کیا ایرج اترے ہوے ہین کہ ایک روز اقتباس گھبرایا ہوا آیا کہا اے شہریار میلان سرکش ایک پہلوان ہے کہ اسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہے اور حقیقت مین بڑے بڑے پہلوان اسنے مارے لشکر لیکر آیا ہے میری بیٹی کو مانگتا ہے ہرچند کہ مین نے جواب کہلا بھیجا ہے مگر وہ نہین مانتا آمادۂ حرب و پیکار ہے آپ چلکر سمجھا دیجیے ایرج نے کہا کیون سمجھاؤن طبل جنگی بجواکر میدان مین آنے دو تم جاکر یہ جواب دو کہ میدان کارزار مین طبل جنگی بجواکر آ مین وقت پر ضرور آجاؤنگا آکر مقابلہ کرونگا یہ فرماکر طرف صحرا کے واسطے شکار کے روانہ ہوے اقتباس پہاڑ سے اترا میلان سے کہلا بھیجا کہ طبل جنگی بجواکر میدان مین آؤ اگر مجھکو زیر کروگے تو بیٹی دونگا میلان نے طبل جنگی بجوایا جانبین مین طبل جنگی بجے صبح کو خوشی خوشی میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے اقتباس میرے مقابلے مین آؤ اقتباس نے قصد کیا کہ مقابلۂ میلان مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی سینے

دیکھا کہ ایک نقابدار نیلم پوش مقابلہ میلان مین پہونچا میلان نے کہا کہ او نقابدار تو کون ہو نقابدار نے کہا تیری جان کا ملک الموت ہون او دشمن خدا اسکن چکا کہ نازک ادا کا عقد ہوگیا اور پھر اسکو مانگتا ہو وہ کیونکر دے سکتا ہو اگر مجھپر غالب آ تو البتہ ساتھ نازک ادا کے عقد ہو جائیگا میلان نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے میلان کے نکلگیا میلان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کئی ہاتھ تلوار کے ایرج پر مارے ایرج نے وار خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا میلان لپٹ پڑا گھینڈے سے اترے آپس مین کشتی ہونے لگی دو پہر میلان لڑا دوپہر بجے ایرج کو ریلکر لے دوڑا ساتوین قدم پر لاکر ہکہ مارا کہ بایان گھٹنا ایرج کا جھکا میلان آکر اوپر چھایا مگر اقتباس حیران ہو کہ یہ جوان کون ہو کہ جو میلان سے لڑ رہا ہو افسوس معلوم نہین کہ آغا پر کیا گذری کہ مدد کو نہ آئے میلان نے کمر مین ہاتھ ڈالکر کئی زور کیے مگر لنگر کو حرکت نہ ہوئی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا اور کہا او جوان اب تیرے زور کا مشتاق ہون نقابدار نے اپنے مقام سے اٹھکر دونون مونڈھے میلان کے تھامے ریلکر لے دوڑا چند قدم لاکر ہکہ مارا میلان کے دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوے چاہا لنگر قایم کرون مگر نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا میلان نے پکار کر آواز دی کہ او نوجوان الامان تیری اطاعت کرتا ہون مگر امیدوار ہون کہ تیرا جمال جہان آرا دیکھون تو دل سے اطاعت کرون نقابدار نے نقاب چہرے سے ہٹائی اقتباس نے دیکھا کہ آفتاب جمال طالع ہوا نگاہ پڑی ایرج نوجوان کو دیکھا میلان قدمون پر گر پڑا کہا مین دل سے اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون حضور کے ساتھ رہون ایرج نے گلے سے لگا یا میلان بصدق دل مسلمان ہوا ایرج نے ان جوانون کو ساتھ لیا اقتباس و میلان و ظہیر تاجدار و گلزار تاجدار وغیرہ ساٹھ ہزار کا لشکر ہمراہ ہوا ایرج نے کہا مقابلہ مین مہران تاجدار کے چلونگا جسے گوارا ہو وہ میرے ساتھ چلے یا تو طلسم نوخیز جمشیدی کو فتح کرونگا اور یا پھر اپنی

جان دونگا سرداروں نے عرض کی غلام سرکار کے ساتھ ہین لیکن مقدمۂ طلسم ہو
ایسا نہ ہو کہ حضور گرفتار ہو جاوین میلان نے عرض کی کہ غلام یہ تو نہین جانتا ہی
کہ لوح کہان ہی اور طلسم کہان ہی مگر میرے مالک کے قریب صحرائے سبزہ زار ہی لوگ
بیان کرتے ہین کہ اس صحرا سے ابتدائے طلسم ہی لہذا اکثر جو صحرا مین گذر ہوا تو شب
کو گانے کی آواز آتی ہی پریزادون کا جھرمٹ ہوتا ہی اکثر غلام کے بزرگ اُس
جلسے مین شریک ہوے مگر مین بہ سبب خوف کبھی نہین گیا کہ ایسا نہ ہو کسی بلا مین
پھنس جاؤن اِسی خیال سے غلام آیا تھا کہ سرکار کو ہمراہ لے چلے گا ایرج نے کہا
اے میلان مین یہ آرزو رکھتا ہون کہ جان جائے مگر طلسم فتح ہو میرا ہمچشم آیا ہوا ہی
وہ بندون کو فتح کرتا پھرتا ہی اگر مین قید سے نہ رہا کرتا تو قتل ہوتے مین نے کس دھوم
سے رہا کیا مجھسے ملاقات بھی نہ کی احسان بھی نہ مانا مگر وقایع نگار اِس معرکے کو
لکھین گے تب لوگون کو ظاہر ہوگا کیون اے مہتر شاپور بہ صحرائے میلان مین چلون
شاپور نے کہا تکیہ پروردگار پر رکھیے آپ ہمیشہ اُنپر غالب رہین گے آپ کے والد
نامدار ہمیشہ بدیع الزمان پر غالب رہے آپ انپر غالب رہین گے ایرج نوجوان
نے سرداران مذکور کو لیکر کوچ کیا چوتھے دن صحرا مین آکر لشکر اُترا بارگاہ اِستادہ
ہوئی اُس مین ایرج نوجوان پلنگ پر پڑا ہوا تڑپ رہا ہی کہ گانے کی آواز کان
مین آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند نئے انداز سے گا رہا ہی نظم

ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا — سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا
جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر — ہمارے اسکے پردہ رہ گیا دیوار آہن کا
بہار اِک دل کے داغون نے دکھائی چشم قاتل کو — دہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا
چنی افشان جو پیشانی پر اُسنے چاندنی چھٹکی — ملی مستی تو آئینے مین پھولا تختہ سوسن کا
اندھیرے مین جو ڈر کر مجھسے وہ خورشید رو لپٹا — شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا
ڈراتا ہی کسے اے شیخ تو نار جہنم سے — سمندر سوج بارے گر نچوڑون پاٹ دامن کا
سمجھتے تھے نہ ہم اِتنا ورانداز اے جنون تجھکو — گریبان سے تعلق ہوگیا موقوف دامن کا

در فردوس پر رضوان سے رخصت کون لیتا ہی
سمجھتا ہون نہین کھیل اک بچھانا دیوار گلشن کا

یقین نزل محبوب اسیر مجھکو ہوتا ہی
دل صد چاک مین میرے ہی صاف انداز چلمن کا

نہین ہمسا گنہگار اے فلک کوئی زمانہ مین
ہمارے مُردے کو درکار ہی غسل آب آہن کا

ستایا ہی نہایت انقلاب دہر نے مجھکو
رہا کرتا ہی چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا

مجھے بھی گر کسی نے محکمے مین حشر کے پوچھا
تو سُن لینا کہ پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا

کیا اِک آن مین تیغ قضا نے صاف دو ٹکڑے
گمان ہی رہگیا دشمن کو آتش اپنے جوشن کا

ایرج نے جو یہ اشعار عبرت آمیز سُنے گھبرا کر اُٹھے ہتھیار لگا کر باہر نکلے دیکھا کہ تمام صحرا روشن ہو رہا ہی ہر خیمے سے آواز گانے کی آ رہی ہی ایک خیمہ جو سامنے تھا اُسکا پردہ اُٹھا ایک نازنین گلپوش خیمے سے نکلی ایرج کو آکر سلام کیا کہا اے شہریار آپکو ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین دیر سے آپ کی مشتاق ہین مین آپ کو لینے آئی ہون ایرج اُس نازنین کے ساتھ خیمے مین آئے دیکھا ایک مسند شاہانہ بچھی ہی اور کئی ہزار پریزادان دُر در گوش مرصع پوش جمع ہین اور مسند پر ایک شعلۂ جوالہ آفت کا پرکالہ خاموش بیٹھی ہی جیسے ہی ایرج سامنے پہونچے وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی اُس نازنین نے پُکار کر کہا تشریف لائیے مین کئی دن سے آپ کی مشتاق ہون ایرج پہلو مین آکر بیٹھے اُس نازنین نے جام لبریز کیا ایرج کو اُسکا جام دینا ایسا پسند آیا کہ جام پی گئے جام پیتے ہی اُس نازنین نے پوچھا کہ کیونکر آنیکا اتفاق اس صحرا مین ہوا ایرج نے کہا مین فکر فتاحی طلسم نوخیز جمشیدی مین نکلا ہون چاہتا ہون کہ لوح حاصل کرون یہ سُنکر اُس نازنین کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا اے شہریار تصور فرمائیے بقول شاعر یہ مثل آپ پر صادق ہی۔ ایاس حد خود را بشناس۔ اس طلسم مین ہزارون آفتین ہین خونخوار تنگ پیشانی بادشاہ طلسم بلائے روزگار ہی کیا ممکن ہی کہ اُسکے ملک مین غیر کا گذر ہو نہ کہ آپ کیون اپنی جان دینے کا ارادہ کرتے ہین ابھی تک خیر ہی پلٹ جائیے ایرج نے کہا جان سے جانا قبول ہی مگر فکر فتاحی طلسم سے منھ نہ پھیرون گا انشاء اللہ اُس تنگ پیشانی کو جا کر قتل کرونگا وہ نازنین جھلا کر اُٹھی کہا

اب مین نوجاتی ہون آپ کو اختیار رہے ایرج نے اُٹھکر ہاتھ تھامنا چاہا کہ نہ جانے دون وہ دوڑ کر چلی ایرج جیسے ہی جھپٹے میر فرش کی ٹھوکر لگی کہ گر کر بیہوش ہوے جب نسیم سحری چلی تو ایرج کی آنکھ کھلی اپنے کو چھپر کھٹ پر پایا شاپور دوسطے جگانے گئے دیکھا شاہزادہ جوڑا بھاری پہنے ہوے عطر سہاگ ملا ہوا شاپور حیران ہوگیا کہ یہ سامان کہانسے آیا اِسنے شاہزادے کو جگایا جب شاہزادہ اُٹھا تو لباس کو دیکھکر یہ بھی حیران ہوگیا شاپور نے پوچھا کیون آقاے نامدار یہ لباس کہان سے آیا شاہزادے نے کہا اے شاپور رات کو ایک جلسے مین شریک تھا اُس جلسے کی تعریف نہین کرسکتا میری بیہوشی مین شاید ملکہ نے یہ لباس پہنایا اور عطر وغیرہ لگایا مگر بڑی شوخ تھی جب وہ چلی تو مین اُسکے پیچھے چلا میر فرش کی ٹھوکر جو لگی گر کر بیہوش ہوگیا اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو بستر پر پایا مقدمات طلسمی شروع ہوگئے خدا انجام بخیر کرے شاپور نے کہا اب ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ آپ کی گرفتاری کی تدبیر ہو تو غلام کیا فکر کریگا خدا کرے بندگان عالی پر کوئی تکلیف ایسی نہ پڑے کہ جس سے حضور عاجز ہون ایرج نے کہا اے شاپور شب کو وہ سامان دیکھا ہے کہ جسکی یاد مین دل تڑپ رہا ہے بقول آتش

نظم

کوچہ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا	بلبل مست سے سوداے گلستان نہ گیا
حُسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق	زلفین وان منڈگئین یان حال پریشان نہ گیا
ہمرہی روح روان کی تن خاکی نے نہ کی	ساتھ یوسف کے زمانے سے یہ زندان نہ گیا
صبح کی شام نظارہ مین رُخ روشن کے	رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا
مرغ بسمل کی طرح رقص کرینگے طاوُس	چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا
صادق القول نہین دوسرا مجھسا بیکش	شیشے سے عہد تو پیمانے سے پیمان نہ گیا
خاک یا تونے نہ اُس عیسی نفس کی چھڑکی	باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا
مجھسا غم دوست نہ ہوویگا کوئی دنیا مین	کونسی مجلس ماتم ہے مین مہمان نہ گیا
پھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین ترکین	تمسے شرمندہ ہین اے خار مغیلان نہ گیا

عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہون اے آتش	بام تک جسکے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

دن بھر ایرج اسی طرح پریشان رہے شام کو شاپور نے اپنے ہاتھ سے شراب وغیرہ پلائی اور کہا چلکر آرام فرمایئے آخر شاپور بھی اُسی مقام پر لیٹا اور سوگیا اب جو ایرج نے دیکھا کہ شاپور سوگیا دبے پانوٗن اُٹھے باہر بارگاہ کے آئے نکلکر دیکھا کہ صحرا مین وہی روشنی ہر خیمون سے آواز گانے کی آرہی ہو ایرج چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ وہی ایک کنیز بُلانے کو آئی کہا چلیے آپ کو جلسے والون نے بُلایا ہو ایرج اُسکے ساتھ گئے ایک خیمۂ اطلس مین پہونچے اندر جاکر جلسہ دیکھا کہ ایک شاہزادی آفتاب جمال مسند پر بیٹھی ہو اُس نازنین نے استقبال کیا ایرج کو لاکر مسند پر بٹھایا باتین میل کی کرنے لگی ایرج نے کہا او جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تمھاری صحبت سے افسوس ہوتا ہو کہ تم ہمکو تڑپتا چھوڑکر چلی جاؤگی اُس نازنین نے ہاتھ باندھکر کہا مین مطیع ہون مجھے آپ کی بے رُخی کا خیال ہو کل آپ جس جلسے مین رہے آج اُسکو فراموش کیا مجھکو خوف آتا ہو کہ آپ اسی طرح مجھکو بھی فراموش کرینگے ایرج نے جواب دیا کہ او ملکۂ عالم ہم بیوفا نہین ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک تخت نہایت سجا ہوا اُسپر ایک نازنین جلوہ فرما تھی نہایت حسین و جمیل آکر پہونچی اور آتے ہی ایرج کو سلام کیا ایرج اُسکا جمال دیکھکر بھوت ہوگئے نازنین اوّل کو بھول گئے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ مجھکو گل اندام کہتے ہین مین آپ کو سمجھانے آئی ہون کہ آپ پلٹ جایئے طلسم کے جھگڑے مین نہ پھنسیے ایسا نہو کہ شاہان طلسم آپ کے دشمن ہوجاوین ایرج نے تامل کرکے جواب دیا کہ آپ کی مہربانی آپ نے سمجھایا مگر مین عہد کر چکا ہون کہ بدون فتح طلسم واپس نہ ہونگا میرا ہمچشم اس طلسم مین آیا ہو مین اُس سے چشمک رکھتا ہون اُس نازنین نے زانو پر ہاتھ رکھدیا کہا او شہریار اگر میرا کہنا نہ مانیے گا تو بہت پریشان ہوجیے گا ایرج نے پھر وہی جواب دیا بس وہ نازنین اُٹھی اور کہا صاحب مین گشت کو آئی تھی تمکو آنکھ اس آفت مین دیکھا اسوجہ سے سمجھایا نہین مانتے تو رنج اُٹھاؤگے اب مین تو

رخصت ہوتی ہون ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکۂ عالم مین ابھی نہ جانے دونگا
ایک کنیز پہلو سے آئی اُسنے ایرج سے اشارہ کیا کہ اِنکو اپنے مقام پہ لے چلیے ایرج
نے کہنے سے کنیز کے ہاتھ اُسکا نہ چھوڑا کہا ہمارے مقام پہ چلیے وہان بلاتکلف کی
صحبت ہوگی وہ نازنین ایرج کے ساتھ ہوئی وہ نازنین جو مسند پہ بیٹھی تھی اُسنے
کہا اے گل اندام کہان جاتی ہو ایسا نہ ہو کہ تم پہ کوئی اُفتاد پڑے اور جھگڑے ساتھ
چلی ہو یہ بھی پھنس جاوین اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ اے دلدار
ہر بیڑا و انکا کہنا کیونکر رد کرون ایسا نہ ہو اِنکے دل نازک پہ صدمہ پہونچے مین
بعد تھوڑی دیر کے چلی آؤنگی ایرج اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوے بیرون
بارگاہ آئے پلٹ کر دیکھا وہ خیمۂ اطلسی ندارد اُس نازنین نے کہا اے شہریار دیکھیے
خرابی شروع ہوگئی ایسا نہ ہو کہ عفریت طلسم آجائے تو کچھ نہ بن پڑے گا ایرج نے
کہا مین دیوبند و دیوکش ہون وہ کنیز جسنے اِشارہ کیا تھا وہ بھی پیچھے پیچھے ہے اشارہ
کر رہی ہے کہ اپنی بارگاہ مین چلیے اب ٹھہریے نہین ایرج اُس نازنین کو ساتھ لیکر
اپنی بارگاہ مین آئے مسند پہ لا کے بٹھایا وہ کنیز بھی سامنے بیٹھی ہے یہ اشعار عاشقانہ
بہ آواز بلند بتا بتا کر گا رہی ہے

نظم

غم سوا عشق کا مآل نہین　　کون دل ہے جو پائمال نہین
حُسن پر آپ ہین عبث مغرور　　کون شے ہے جسے زوال نہین
حُسن مین بال کا نہین ہے فرق　　کمر یار دیکھ بھال نہین
خواب مین بھی نظر نہین آتے　　اُنکو مطلق مرا خیال نہین
زخم کے منھ سے بات کیا نکلے　　لال ہے طاقت مقال نہین
غم سے افسردہ ہو گیا یا تنگ　　آرزوے شب وصال نہین
رشک سے غیر کو جلاتا ہے　　وصل کا آپ سے سوال نہین
ہجر مین سو گیا وصال نظام　　ہجر کیونکہ کہون وصال نہین

کہ ایک آواز ہیبت ناک آئی وہ نازنین جو گا رہی تھی یہ کہکر بھاگی کہ اے شہریار

ہوشیار رہو جانیے ایرج نے دیکھا پردہ بارگاہ کا اُٹھا کر ایک دیو مہیب صورت آیا اور للکار کر کہا کیون گل اندام تو پاس دشمن خداوند کے بیٹھی ہی تجھکو کچھ خوف نہین شاہ طلسم نے تجھکو طلب کیا ہی ایرج تلوار کھینچکر جھپٹے اُس دیو نے کچھ اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے ایرج کے گر پڑی ایک پنجہ کمر مین اُس نازنین کی دیا اور دوسرا کمر مین ایرج کی دیا اور اس زور سے چیخ ماری کہ زمین ہلگئی ایرج اور نازنین کو لے اُڑا تموج ہوا سے آنکھین بند ہوگئین دیو لے چلا وہ گائن کی صورت بنا ہوا شاپور تھا اِسنے بہت جستجو کی اور چاہا پیچھے جاؤن مگر تھوڑے عرصے مین وہ دیو نظر سے غائب ہوگیا شاپور ناچار صبح کو بہ خدمت میلان آیا سب سردار جمع ہوے شاپور نے سب معرکہ بیان کیا میلان نے کہا مین تو منع کرتا تھا مگر شاہزادے نے نہ مانا اب سواے طلسم کشا کے کوئی اُنکو رہا نہین کرسکتا اور بادشاہ طلسم کو بڑی کوشش ہی کہ یہ لوگ بھی طلسم مین آئے ہین اِنکو گرفتار کرکے قتل کرون دیکھیے کیا ہو شاپور نے کہا آپ لوگون کو اختیار ہی مین جاتا ہون جاکر سعد شہریار سے اطلاع کرون کہ وہ اُنکی رہائی مین کوشش کرین سب سردارون نے کہا ہم اِسی مقام پر ٹھہرے ہین جیسا کچھ اتفاق ہوگا اُسکو دیکھین گے شاپور سب کو ٹھہرا کر اسباب عیاری سے آراستہ ہو اسعد شہریار کی تلاش مین چلا ایک مقام پر پہونچا دیکھا لشکر اُترا ہی فقیر بنکر لشکر مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا نورالدہر بن بدیع الزمان اس مقام پر فروکش ہین اور مہنوش شبرین کلام منتظم لشکر ہین شاپور بلا تکلف بہ صورت اصلی سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر نے شاپور کو گلے سے لگالیا پوچھا کہ ہمارا برادر کہان ہی شاپور نے کہا وہ گرفتار طلسم ہوگئے سب معرکہ بیان کرکے کہا مین بہ خدمت سعد شہریار جاتا ہون کہ جاکر اُنسے اطلاع کرون کہ وہ فکر رہائی مین مصروف ہون ایسا نہ ہو کہ دشمنون پر کوئی معرکہ گذر جائے نورالدہر نے کہا مین تو براے مقابلۂ مہران شعبدہ باز جاتا ہون مہنوش بھی قریب نورالدہر بیٹھی ہی کہ وہی صداے مہیب آئی شاپور ایک جانب بھاگا مہنوش کانپ رہی تھی

شاپور نے دور سے دیکھا کہ وہی عفریت آکر پہونچا اور چاہا نور الدہر کو گرفتار کرے مینوش نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا کہ سینے پر دیو کے پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا مگر وہ دیو نہ گرا پھر طرت مینوش کے جھپٹا مینوش نے جھپٹ کر دوسرا گولہ مارا سات گولے دیو پر مارے جسم میں دیو کے سوراخ پڑ گئے مگر زور دیو کا نہیں کم ہوتا تھا قصد کرتا ہی کہ مینوش کو گرفتار کرلون جب آٹھواں گولہ مینوش نے نکالا دیو نے اُن سوراخوں پر ہاتھ پھیرا ہر سوراخ سے دھواں نکلنے لگا وہ دھواں جو آنکھ میں نور الدہر اور مینوش کی لگا دونوں لڑکھڑا کر گرے دیو نے دونوں کو اُٹھا لیا اور کل سرداران نور الدہر کو لیا شاپور یہ سب معرکہ دیکھا کیا غرض وہ دیو سب کو لیکر اُڑ گیا شاپور نے چاہا پیچھا کرون مگر وہ غائب ہوگیا شاپور بشیر دل مجبور ونا چار افسوس کرتا ہوا تلاش سعد شہریار میں چلا کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر کیا جاویگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان سعد شہریار کہ مع سرداران نامی طرف مہرانیہ کے چلے ہیں مہران سے مقابلہ پڑنا فیروزہ کی عیاری و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر بے عدیل
کہ میخوار رکھین گے مو کی سبیل

سُن اے ساقی بیخبر بادہ نوش
کہ رندون کو ہے جوش ومین خروش

تری مہر و اُلفت کا خواہان ہون مین
سمجھنا تو آج بیجان ہون مین

مرا کلک ہی رستم داستان
کہ ہی آج یہ برسر امتحان

اگر زور دکھلائے میرا قلم
تہور شعاری پہ مارے قدم

کہان رستم و زال و افراسیاب
ہوے دہر کی بے رُخی سے خراب

کبھی آجتک یہ نہ سامان ہوا
کہ رستم کو ہو کلک سے بھی دغا

اگر دشت ہیجا مین آئے قلم
تو ہو شور اُسکا بیان عدم

سعد اشہب کلک جولان رہا	کہ فتح وظفر کا بھی سامان رہا
کبھی پیشتے پیچھے نہ پھیرا قدم	قلم ہی قلم ہو قلم ہی قلم
اُٹھا ابر تاریک باشد و مد	کرین آ کے ہیجوار ہیبری مدد
یہ جُھرمٹ جو الڈ نکے بیجا نہین	کسی نے یہ سامان دیکھا نہین
کہ ہون جمع ہیجوار فرخ نژاد	کہ ہو ذکر موا اور یہ ہو وین شاد
اسی فکر مین چست وچالاک ہین	کہ ہیجوار ہین اور بیباک ہین
چلی ہی کلک شیرین زبان بید ریغ	قمر کی زبان ہو کہ چلتی ہی تیغ

چہرہ رانمان اخبار طلسمات ونیرنگ سازو ساحران مکار وغدار وشعبدہ باز اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف منور کردون محفل داستان + کہ ہی طبع موزون کا پھر امتحان + سعد شہریار مع یاسمن رنگین پوش منزل بہ منزل آتے آتے سامنے مہرانیہ کے پہونچے مہران شعبدہ باز بالاے قلعہ بیٹھا تھا کہ اسنے دیکھا ایک لشکر جرار وسروان نامدار اور سعد شہریار قریب صحرا آکر پہونچے مہران نے جو یہ معرکہ دیکھا بہت جھلایا بلبلا کر قلعے سے اُترا بارگاہ مین آیا سرداروں سے صلاح کرنے لگا کہ یہ مسلمان اپنے دل مین کیا سمجھے ہین کہ لشکر لیکر آئے ہین ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا بھاگنے کا بھی راستہ نہ دونگا وہ سحر کرون کہ سعد شہریار کا ہاتھ نہ اُٹھ سکے سرداروں نے کہا اگر آپ حکم دین توسب کو گرفتار کر لاوین مہران نے کہا بیشک جاؤ سب کو گرفتار کر لاؤ وہ قیدی تو روانہ ہوگئے یقین ہی کہ شاہ طلسم نے اُنکو قید کیا ہو طوبار جادو اپنے مقام سے اُٹھا ساٹھ ہزار ساحروں کو لیکر بیرون قلعہ آیا سعد نے دیکھا کہ لشکر ساحران مقابلے مین آگیا فیروزہ اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہریار مین فکر مین اُس مردود کی جاتا ہون اگر بنتا ہی تو گرفتار کرکے لاتا ہون سعد نے فرمایا اے فیروزہ یہ عملداری ساحرون کی ہی جو کچھ کرنا سمجھ بوجھ کے کرنا اگر خدانخواستہ تم گرفتار ہوگئے تو باعث خرابی ہوگا پھر کون ہماری خبر لےگا اور زیادہ ساحر دباؤ ڈالین گے ظلم وبدعت سے

مطلب نکالین گے فیروزہ نے عرض کی غلام آپ کا خوب سمجھے ہوے ہی خدا قبلہ وکعبہ کو سلامت رکھے سب کچھ تعلیم کیا ہی آیندہ خدا کے اختیار ہی یہ کہکے بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا طرف لشکر طومار کے چلا مگر طومار لشکر کو اُتار کر خود تنہا چلا صحرا مین پہونچا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک مالن آتی ہی چنگیر پھولون کا ہاتھ مین اور گلنار ساری آدھی باندھے آدھی اوڑھے گجرے پھولون کے ہاتھون مین لپٹے ہوے طومار کو دیکھکر چاہا راہ کترا کر نکلجاؤن کمر کو لچکاتی ہوئی چلی تھی کہ طومار کے دل کو بیکلی ہوئی آخر پکار اُٹھا کہ اے بی جانے والی ذرا ٹھہر جاؤ ہمین کچھ بات کرنا ہی مالن نے پلٹ کر دیکھا غنچۂ دہن وا ہوا کہا کیون صاحب کیا ہی راہ گیر کو کیون ٹوکا کیا اس طلسم مین لوٹ ہی مین اپنے کار ضروری کو جاتی ہون مجھے ٹھہرنے کی مہلت نہین طومار جھپٹ کر قریب آیا مالن بھی ٹھہر گئی جھلکر بولی کہو کیا کہتے ہو طومار نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی مالن نے کہا سکھ دیا میرا نام ہی میری دیو رانی کو دردزہ لگا ہی مین دعا کرنے جاتی ہون کہ جاکر خداوندون سے عرض کرون کہ مشکل آسان ہو آج تیسرا دن ہی کہ درد کے مارے تڑپ رہی ہی بس اب جاؤ مجھسے بات نہ کرو مجھے زیادہ فرصت نہین ہی طومار نے کہا ذرا درہ کوہ مین چلو مین تمسے دو باتین کرونگا یہ کہکے ہاتھ تھام لیا مالن نے کہا چلو کیا مجھے کھا جاؤ گے مین ڈرتی نہین یہ کہکر ساتھ طومار کے درہ کوہ مین آئی ہاتھ مین جو تھال تھا دہر رکھدیا طومار نے ایک ہار اُٹھایا اُسے سونگھنے لگا جیسے ہی سونگھا بوجود ماغ مین پہونچی چرخ کھا کر گرا بیہوش ہوگیا نعرہ ہوا کہ منم فیروزہ بن عمرو تھال وغیرہ پھینک کر طومار جادو کا پشتارہ باندھا جلدی مین سوزن دینا بھول گیا یہان دربار مین سعد شہریار بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی اُستاد ایک پشتارہ لیے ہوے آتے ہین باصمن نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ طومار پر پنجۂ قابض ہوگیا یہ ذکر تھا کہ فیروزہ طومار کو لیے ہوے بارگاہ مین آیا طومار کو لاکر ستون سے باندھا سعد شہریار نے کہا کہ اے فیروزہ اسکو ہوشیار کرو فیروزہ نے ہوشیار کر دیا طومار نے آنکھ کھولی دیکھا کہ مین تو

دربار مین سعد شہریار کے ہوان یاسمن نے پکار کر کہا کہ ای طومار قدرت پروردگار کو دیکھا کہ تم گرفتار ہوگئے بہتر یہ ہی کہ اطاعت کرو طومار نے دیکھا کہ میری زبان مین سوزن نہین ہی جھلا کر جواب دیا اور جعلساز دھگڑے کے پہلو مین بیٹھی ہوئی باتین بنا رہی ہی یاسمن نے چاہا اپنے مقام سے طومار پر سحر کرے فیروزہ نے دیکھکر کہا افسوس سوزن دینا مین نے فراموش کیا طومار پھندے سے نکلگیا جھپٹ کر سعد پر گرا پنجہ کمر مین دیکے لے اڑا یاسمن نے للکارا کہ او دشمن خدا اس شہریار کو تو کہان لیے جاتا ہی یہ کہکے جھولی سے ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طائر اسکا بنا کر کچھ سحر کیا کہ وہ طائر اڑتا ہوا سر پر طومار کے آیا مثل انسان کے آوازین دینے لگا اور گرد سر چرخ مارتا تھا اور چہکارتا تھا کہ اسکی آواز سے یہ اشعار پیدا ہوتے تھے نظم

خون فشان چھالے ہین مثل چشم گریان پانؤن مین
خار صحرا نکلے چبھ چبھ کے مژگان پانؤن مین

جھک گیا ہون ضعف سے راہ طلب مین اسقدر
چبھتے ہین ہر ہر قدم پر خار مژگان پانؤن مین

ہون وہ وحشی وحشت آباد جہان مین آجکل
آبلونکے بدلے ہین چشم غزالان پانؤن مین

ضعف مین بار قبا اٹھا پر او دست جنون
بنگئی بیڑی مری طوق گریبان پانؤن مین

طائر نے جو یہ اشعار پڑھے طومار جادو جھومنے لگا پکار کر کہا ای ملکہ عالم مین تو آپکو دیکھنے آیا تھا یاسمن نے کہا اگر ہمارے خواہان ہو تو مہران تاجدار کا سر لاؤ یہ سنکر طومار جادو نے سعد شہریار کو چھوڑ دیا جھومتا ہوا یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا نظم

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
زرد وژولیدہ ہمارا سبزہ مدفن رہا

مر گوے سے بدتر تو بس احوال مجھ مجنون کا تھا
خانہ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا

باغ عالم مین ہوا حسن بسبب سے مجھکو عشق
مین وہ بلبل ہون کہ جو محو گل سوسن رہا

صورت عاشق سے در پردہ اسے بھی عشق ہو
غرفے مین جالی رہی دیوار مین روزن رہا

چہرے کو اپنے سواد دن مین بھی ہم لکھوا چکے
سال ہا داغ ابلق ایام سا توسن رہا

گرد وہ نے مری آڑ کر آنکھین اسکی بند کین
ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لیے رہزن رہا

چند روزہ عمر نہ زنجیر تعلق مین کٹی
اک پری کا دست نازک حلقہ گردن رہا

دم میں دم جبتک رہا تیرے جلو میں لیجیان	میں گریبان چاک کبھی باندھے ہوئے دامن رہا
سختی دوران تپ خار جنون نے سہل کی	سوم مجہ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا
دیکھکر اس ماہ رو کو غش رہا دو دو پہر	حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا
باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے	دست جس گل کا رہا میں وہ مرا دشمن رہا

مہران شعبدہ باز اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا اور یہی ذکر کر رہا ہی کہ طومار نے آفت برپا کی ہوگی سب کو گرفتار کر کے لاتا ہوگا کہ دربار گاہ پر بلڑ ہوا اہرکارہ دون نے بڑھکے عرض کی کہ اے شہنشاہ طومار جادو دیوانہ وار وحشی مثال تلوار کھینچے ہوے غصّہ میں چہرہ سرخ ہو رہا ہی آپ کو گالیان دے رہا ہی صدہا ملازم اُسنے قتل کیے ملازم روک رہے ہین مگر وہ نہین رُکتا یہ خبر وحشت اثر سُنکر مہران اُٹھا دربارگاہ پر آیا طومار نے جو مہران کو کھڑے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او نالایق کیا دیکھ رہا ہی تو میری معشوقہ کا دشمن ہی تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا وہ وطن بنی بیٹھی ہوگی اُسنے تیرا سر مانگا ہی میں خاص اسی واسطے آیا ہون کہ تیرا سر لیجاؤن کہ وصل سے کامیاب ہون مہران نے ہنسکر کہا کہ یہ دیوانہ بے سبب ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کسی نازنین کے سحر مین ہی پکار کر پوچھا کہ ارے تیری معشوقہ کا کیا نام ہی طومار نے کہا کہ او بیحیا تو نہین جانتا ملکہ یاسمن رنگین پوش تیری دختر اُسنے تیرا سر مانگا ہی مین سر لیکر جاؤنگا مہران بڑھا قریب طومار کے آیا طومار نے ہاتھہ تلوار کا مارا مہران نے کلائی پکڑ کے ایک تمانچہ مارا کہ سر طومار کا اُڑ گیا مارکر طومار کو بڑا افسوس کیا کہتا تھا بڑا سردار مارا گیا اب اور کوئی سردار جائے شہپال آسمان سیر اپنے مقام سے اُٹھا کہا غلام جاتا ہی مہران نے خلعت دیا شہپال چلا جب لشکر مین آیا خبر ہوا کہ شہپال آسمان سیر افسر قرار پایا فیروزہ نے جو خبر سُنی اُٹھا کہا غلام جاتا ہی ملکہ یاسمن نے کہا کہ اے فیروزہ بڑی جنگ پڑیگی مہران بڑی فوج رکھتا ہی دمبدم سوار آوینگے کس کس پر عیاری کروگے یہ سُنکر فیروزہ نے کہا مین اُسکا فرزند ہون جسنے طلسم ہوشربا کو فتح کیا افراسیاب کو عاجز کر دیا انشاء اللہ تعالی یہ شاہزادہ اپنے زمانے کا صاحبقران ہو ویسا ہی سحر کیسا ان

بھیج پڑیگا مہراث کو عاجز کردینگا ساحر ٹھہرنے نہ پائیگا یہ کہکے چلا کہتا ہو کہ نئی بات یہ ہو کہ
زمانہ سے شہر یار نے کوئی طلسم آجتک فتح نہیں کیا پہلے پہل طلسم پہ ہاتھ ڈالا ہو خدا انکو
مظفر و منصور کرے اور یہان سے طلسم فتح کرکے پلٹین اور لشکر مین اپنے داخل ہون
آخر فیروزہ لشکر سے نکلا لشکر شہپال مین پھرنے لگا دیکھا ایک سردار پھر رہا ہی اسکے
سامنے آیا جھک کر سلام کیا اُس افسر نے پوچھا تیرا کیا نام ہی فیروزہ نے کہا میرا نام
جہان گشت جادو ہی حضور کے پاس حاضر ہوا ہون امیدوار ہون کہ مجھکو اپنے
ساتھ رکھیے اُس افسر کا نام گلفام جادو ہی اُسنے کہا اے جہان گشت کسکے یہان تم
ملازم رہے کہان کہان نوکری کی فیروزہ نے کہا اول بادشاہ طلسم ہوشربا کا ملازم
تھا بربادی ہوشربا دیکھی وہان سے بھاگ کر نور افشان مین آیا اُسکو بھی تباہ ہوتے
دیکھا پھر وہان سے طلسم ہفت پیکر مین آیا مسلمانون نے اُسکو بھی برباد کیا وہانسے
خیال سکندری مین پہونچا بقراط ثانی مالک طلسم تھا وہ بھی ان خداپرستون کے
ہاتھ سے قتل ہوا اب مدت سے آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار رہون ہرچند
کو میرے ملازم کرنے سے کوئی نفع نہین مگر اتنا فائدہ ہو کہ اگر مین حاضر رہونگا تو
کوئی عیار نہ آسکیگا عیار کو خوب پہچانتا ہون گلفام نے کہا چلو تمھارا نام لکھوا دین
ساتھ لیکر کچہری مین آیا نام لکھوایا خال و خط بھی لکھوا دیا رات کو گلفام نے کہا میری
بارگاہ مین رہنا جہان مین سوؤن وہان سونا عیارون کا انتظام تمھارے سپرد ہو
فیروزہ نے کہا رات بھر جاگونگا مگر ملازمون کو حکم ہوجائے کہ جسپر اشارہ کرون
اُسکا فوراً اسر کاٹ لین زندہ نہ چھوڑین گلفام نے ملازمون کو حکم دیا کہ جہان گشت
جسکو اشارہ کرے اُسکو فوراً اقتل کرنا عیارون کا انتظام ہوجائے تو کل سے
جنگ آغاز کرون دیکھون نوبی یا سمن کیا کرتی ہین یقین ہو کہ عاجز ہوکر بھاگین
صورت نہ دکھاوین فیروزہ پہرے پر بیٹھا جو ساحر نکلا ساحرون سے اشارہ کردیا
کہ اسکو مارلو ساحرون نے اُسے گولے مار کر مار لیا جب دس بارہ جادوگر مارے گئے
اور صورت تبدیل نہ ہوئی تو ایک خدمتگار نے گلفام کو جگایا اور تمام کیفیت یہ

بیان کی کہا حضور ہمارے لشکر کے ساحر قتل ہو رہے ہین کوئی عیار تو ان مین نہ تھا
بعض سحر سے لڑے بھی ہمکو حال کھلگیا کہ ہمارے ہی ہمراہی تھے فیروزہ نے جو دیکھا
کہ گلفام کو سمجھا رہا ہے جھپٹ کر قریب آیا کہا او خدمتگار کیون افسر کو ستاتا ہے انکی نیند
مین فرق آتا ہے ابتو لاشے پھکوا دیے صبح کو دیکھ لینا حال کھلجائیگا گلفام بھی نیند مین تھا
یہ کہکر لیٹ رہا کہ صبح کو سمجھا جائیگا جہان گشت نے خدمتگارون سے کہا باہر ٹھہرو ایسا
نہ ہو کہ کوئی عیار نقب دیکر آئے خدمتگار باہر گئے فیروزہ نے گلفام کو بیہوش کیا اور
چٹائی مین لپیٹ کر ایک گوشے مین کھڑا کر دیا آپ بشکل گلفام پلنگ پر سویا جب
صبح ہوئی تو افسرون نے آکر کہا ہمارے رسالے کے تین جوان مارے گئے کسی نے
کہا ہماری پلٹن کے دو جوان مارے گئے فیروزہ نے کہا یارو سمجھا جائیگا ان بارہ
ساحرون مین کوئی تو عیار ہوگا دیکھو آخر جہان گشت چلا گیا لباس لاؤ مین برائے
سلام شہپال جاؤنگا آج صلاح کر کے طبل جنگی بجوائین مقابلہ پڑے خیر خواہی ظاہر
ہوا افسر اعلی بھی ہماری جانبازی سے ماہر ہو جھولی بائین ہاتھ پہ ڈالکر شہپال کی
بارگاہ مین آیا شہپال نے پوچھا کہ ای گلفام شب کو تمھاری بارگاہ پر کیا ہلڑ تھا یہ سنکر
گلفام نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران کچھ جادوگر باغی ہو گئے تھے
انکو شب کو قتل کیا مین آٹھ پہر استقام مین رہتا ہون کہ کوئی ساحر میل نہ کرنے پائے
دیکھیے دختر شاہ جاکر ملگئین طومار جادو کو کیونکر قتل کرایا اب مجھکو حکم ہو کہ جاکے
لشکر دشمن کو تباہ کرون کوئی زندہ نہ بچنے پائے شہپال نے کہا مین اسی فکر مین ہون
کہ مسلمانون کو مٹاؤن مگر کوئی بات نہین نکلتی ہی یاسمن رنگین پوش وہ شہزادی
ہے کہ جسپر قدرت عاشق ہین اور ہر روز پوچھا کرتے ہین کہ یاسمن گرفتار ہوئی مین
جانتا ہون جسدن گرفتار ہوگی اپنے سامنے بلوائین گے اور سمجھائین گے یقین ہے
یاسمن بھی قدرت کو قبول کرے اسی فکر مین ہون کہ اول یاسمن کو گرفتار کرون
تو دل کو آرام ہو پھر گلفام نے کہا آج جلسہ آراستہ کیا جائے صحبت عیش و نشاط
ہو شہپال نے کہا اختیار ہے گلفام نے جلسہ آراستہ کیا تمام سردار آکر بیٹھے بایان

بجانے لگا شہپال نے پوچھا اِسکا شوق کب سے ہوا گلفام نے ہنسکر کہا اِسکا حال نہ پوچھیے شب کو جمشید اول کو خواب مین دیکھا بکمال عنایت فرما گئے مین نے سرکار سے ذکر نہین کیا ورنہ مجھکو بانین سے کیا کام دیکھیے کیا ہاتھ مین تاثیر ہی اب گانا سنیئے یہ کہکر سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانا شروع کیے نظم

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست — بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست
منصور بھی جو ہون تو انا الحق کہین ہم — اپنے طریق مین نہین یہ ما و من درست
سجدہ کرین تجھے بت و زنار توڑ کر — جانین حقیقت اپنی اگر برہمن درست
رنگین خیال میری طرح ہو جو باغبان — ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست
حال شکستہ کا جو کبھی کچھ بیان کیا — نکلا نہ ایک اپنی زبان سے سخن درست
صورت کا تیری دل نہ ہو کیونکر فریفتہ — نقشہ درست بینی و گوش و دہن درست
آرایش جمال کو مشاطہ چاہیے + — بے باغبان کے رہ نہین سکتا چمن درست
کم شاعری بھی نسخۂ اکسیر سے نہین — مستغنی ہو گیا جسے آیا یہ فن درست
مشق سخن نے بندش الفاظ چست کی — سچ ہی یہ بات کرتی ہی ورزش بدن درست
قاتل کے اشتیاق مین خود کاٹیے گلا — آراستہ ہی گور ہماری کفن درست
پانی نہ نکلے جس مین سے ناقص ہی وہ کنوان — نزدیک اپنے تو نہین چاہ ذقن درست
آتش وہی بہار کا عالم ہی باغ مین — تا حال ہی وہ باغ ہوا سے چمن درست

اِس رنگ مین فیروزہ نے یہ اشعار گائے کہ شہپال خوش ہو گیا کہا ای گلفام قدرت تمکو بڑا کمال دے گئے گلفام نے کہا کیا بیان کرون کہ کیا کیا باتین قدرت نے بتائین آخر مین یہ کمال مرحمت ہوا آج سب رنگ حضور کے سامنے ظاہر کرونگا اور آپ کو خوب راضی کرونگا کلید میخانہ مجکو دیجیے شہپال جانتا ہی کہ پرانا سردار ہی کلید حوالے کر دی فیروزہ نے میخانے مین آکر شراب کو خراب کیا بیہوشی بخوبی ملا دی کئی سو گلابیان لیکر بارگاہ مین آیا سب تعریفین کرتے تھے کہ گلفام بڑا سلیقہ دار ہی کس لطف سے شراب لایا جی چاہتا ہی کہ شراب پیجیے گلفام نقلی نے کہا کہ صاحبو

کیون گھبراتے ہو سب کو پلاؤنگا لشکر والون کو بھی تقسیم کرونگا جب مین ساقی ہون
تو کوئی باقی نہ رہیگا یہ کہکے جام لبریز کیا اول سامنے شہپال کے آیا اور جام بھرا ہوا
شہپال کو دیا شہپال جام پی گیا اورونکو بھی جام دے رہا ہو سب خوش ہو رہے ہین
اور کہتے ہین کہ ای گلفام تمنے خوب کمال حاصل کیا آج تو تمنے سب کو محظوظ کر دیا کہ
تھوڑے ہی عرصے مین سب بیہوش ہوے فیروزہ نے قصد کیا کہ شہپال کو لے بھاگون
کہ پہلوے دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی فیروزہ نے پلٹ کر دیکھا کہ پہلوے بارگاہ
سے شیر آتا ہو فیروزہ نے بہ تعجیل تمام شہپال کا پشتارہ باندھا اور جست کرکے بھاگا
شیر جست کرکے رہگیا جب صحرا مین فیروزہ پہونچا تو دیکھا طرف سے درہ کوہ کے
وہی شیر آتا ہو فیروزہ حیران ہو کہ اس شیر نے خوب پیچھا لیا آخر ایک غار مین چھپ رہا
شیر ڈھونڈھکر پلٹا فیروزہ سوچا کہ ایسا نہ ہو بارگاہ مین کچھ فتور ہو اسی غار مین
شہپال کا سر کاٹ کے ڈالدیا جست وخیز کرتا ہوا لشکر مین آیا یاسمن رنگین پوش
کو اطلاع کی کہ مین نے شہپال کو مارا یاسمن نے کہا اب تم جیتے ہو وقت بربادی
فوج ہو مین جاکر سحر کرتی ہون یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئین برسر لشکر شہپال آگر
آگ برسادی کئی ہزار ساحر جلے جو بیہوشی سے ہوشیار ہوا یا خداوند یا خداوند
کہتا ہوا بھاگا دیکھتے ہین کہ آگ برس رہی ہو خیمے جل رہے ہین آخر بھاگ کر اپنی جان
بچائی یاسمن خیمے وغیرہ جلاکر پلٹین لشکر مین آئین سعد شہریار کو اطلاع کی سعد نے
فرمایا یہ جنگ ہمکو ناگوار ہو آیندہ ایسا نہ کرنا فیروزہ نے عرض کی ساحرون سے تو
یہی معرکہ ہوگا یہی تدبیرین ہونگی اسی طرح یہ دربند فتح ہوگا یاسمن نے فیروزہ سے
کہا اگر ہوسکے تو اپنے کوتابہ مہران پہونچاؤ فیروزہ نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے
اسی وقت بھاگا مگر یاسمن سے کہ گیا کہ میرا خیال رکھنا یاسمن نے کہا شہریار کو تو
پروردگار پر تکیہ ہو مگر تدبیر ضرور ہو ای فیروزہ تم جاؤ مین بھی وقت پر آؤنگی ادھر
سے فیروزہ چلا اُدھر مہران شعبدہ باز تخت پر بیٹھا تھا سب سردار جمع ہین یہی ذکر
ہو رہا ہو کہ شہپال سب کو لیکر آتا ہوگا کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من شہپال

جادو و بود مہران نے کہا غضب ہوا شہپال بھی مارا گیا کہ ہمراہیان شہپال بھاگے ہوے پہونچے عرض کی اے شہنشاہ شہپال عجب رنگ سے مارا گیا ہمکو نہ ثابت ہوا کہ کیونکر قتل ہوا گلفام جادو سپہ سالار نے محفل مین جلسہ کیا نا چ گانا یا سب کو شراب پلائی پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آگ برس رہی ہو سواے بھاگنے کے کوئی چارہ نہ تھا مہران تاجدار نے کہا اے طیران جادو تم جاؤ جاتے ہی طبل جنگی بجواؤ وقت پر مین خود آؤنگا ایک سحر مین سب کو گرفتار کرونگا طیران جادو اٹھا لشکر کو ہمراہ لیکر چلا فیروزہ یہ سب معرکہ دیکھ رہا تھا ایک ساحر بنکر طیران سے ملاقات کی طیران نے پوچھا تو کون ہو کہا ویران جادو میرا نام ہو ایک عیار شہپال کو لے گیا تھا اُسکو جاکر صحرا مین مارا مین جو کوہ سے نکلا مین نے اُسکو گرفتار کر لیا وہین درہ کوہ مین ڈالدیا ہو آپ چلیے تو مین آپ کے سپرد کرون اور مجھکو انعام ملے طیران جادو خوش ہوگیا کہا اے ویران تمنے بڑا کام کیا مین تمھارے ساتھ چلتا ہون اُدھر بعد روانہ کرنے طیران کے مہران شعبدہ باز تخت پر بیٹھا ہو انتظار کر رہا ہو کہ جب جنگ وہان آغاز ہو تو مین بھی جاؤن مگر فیروزہ طیران کو ساتھ لیے ہوے صحرا مین آیا یہی فکر کر رہا ہو کہ اسکو مارون مگر ملکہ یاسمن آسمان سے دیکھ رہی تھین کہ فیروزہ طیران کو لایا قتل نہین کر سکتا ہمراہ لیے پھر رہا ہو کانٹا سحر جھولی سے نکال تاک کر طیران پر پھینک ماری طیران کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذر ی فیروزہ حیران ہو کہ اِسکو کسنے مارا کہ ملکہ یاسمن آسمان سے اُترین کہا کیون متفکر ہو اگر عین وقت پر اِسکو مارا مین آسمان سے دیکھ رہی تھی کہ تم اِسکو لیے لیے پھر رہے تھے قتل نہ کر سکتے تھے مین نے عین وقت پر اُسکو مارا مہران شعبدہ باز تخت پر بیٹھا تھا طیران کے ہاتھ کا گلدستہ بندھا ہوا سامنے رکھا تھا وہ دفعتہً جلنے لگا مہران تاجدار گھبرا گیا کہ یکایک اِسکے کان مین آواز آئی کہ طیران مارا گیا بس جھلا کر اُٹھا کہتا تھا یارو غضب کی بات ہو کہ جو جاتا ہو وہ مارا جاتا ہو ساحر کا تھمنا دشوار ہو ہمارا انتظام بیکار ہوا پس کیا تدبیر کرون مین جاکر دیکھون تو کہ طیران کو کسنے مارا غصے مین اُٹھا اُڑتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ

یاسمن اور فیروزہ باتین کرتے ہوے جاتے ہین لاشۂ طیران زمین پر پڑا ہو مہران نے للکارا کہ او گیسو بریدہ مجھکو معلوم ہوا کہ تیرے ہی ہاتھ سے طیران مارا گیا بربادی ہماری چاہتی ہو یاسمن نے چاہا کہ بھاگون مہران نے سحر کیا کہ دونون گرے اسنے زمین پر آکے دونون کو گرفتار کیا لشکر مین آکر آوازدی ہان یارو بلوہ کرو سب فوج تیار ہوئی ستر اسی ہزار جوان آگے آگے مہران شعبدہ باز یہان سعد شہریار بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبردی کہ ملکہ یاسمن و فیروزہ دونون گرفتار ہوگئے ہین مہران شعبدہ باز آتا ہو ارادہ ہو کہ مغلوبہ کرے سعد شہریار اُٹھے فوج مین نقارہ ہوا آپ مرکب پر سوار ہو کے بیرون لشکر نکلے کنارے پر کھڑے دیکھ رہے ہین کہ دیکھا آگے مہران تاج کو سنبھالتا ہوا پشت پر اسی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے سعد نے گھوڑا بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار منم شاہ شاہان فریدون حشم ✤ بہار گلستان کاؤس و جم ✤ منم شیر دل صف شکن نوجوان ✤ نہال گلستان صاحبقران ✤ کل فوج نے بھی بلوہ کیا مگر ساحرون نے بڑھکر سحر کیے کہ سوار و پیدل گرنے لگے اہل اسلام نے جب دیکھا کہ ہمارا زور نہین چلتا بیہوش ہوکر گرتے ہین اور ساحر قتل کرتے ہین کانبین کاندھے سے اُتارین مگر جب ساحر کو خیال آگیا اُسنے تیر چلادیے تیر اندازی سے مطلب نہین نکلتا سعد نے جو یہ ہنگامہ دیکھا تاج کو سر سے اُتار احتیاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ ای والی بیکسان و ای رب دوجہان فرد شاہا زکرم بر من درویش نگر ✤ بر حال من خستۂ دلریش نگر ✤ تو ہی اِس بلوے سے نجات دیگا اُن ظالمون سے سامنا ہو کہ جونگاہ ملتے ملتے حریف کو بیکار کرتے ہین فیروزہ و یاسمن ایک تخت پر بیہوش پڑے ہین بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ نقابدار گلگون پوش بارہ ہزار دیونژادون سے براے شکار جاتا ہو نقابدار نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ ساحرون مین گھرے ہوے ہین ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ اِن سب ساحرون کو کھالو دیونژاد جھوم کر آگے گرے

جب چنگل مارا دس دس کوسے کے پھینکا مارنا شروع کیا مہران شعبدہ باز نے جھولی
پر ہاتھ ڈالا چاہتا ہی اِن دیو زادون کو بھی بیکار کرون کہ نقابدار نے کمان کاندھے
سے اُتاری تاک کر تیر مہران کو مارا مہران کی آنکھ پر تیر پڑا کہ توڑ کر قفا کے پار گذرا
پرنالہ خون کا آنکھ سے جاری ہوا مگر ملکہ یاسمن کو جو ہوش آیا دیکھا سعد شہریار گھبرے
ہین اور مہران کی آنکھ سے دریا خون کا جاری ہی چاہتا ہی بھاگون یہ تو یقین کامل
ہی کہ اب زندہ نہ بچونگا آنکھ بھی بیکار ہوئی مگر بہ جرأت لڑ رہا ہی وہی قطرات خون لیکر
پھینک رہا ہی ملکہ نے چاہا اُٹھون مگر سحر مین مہران کے ہی ہاتھ پانؤن مین طاقت
نہین ہی کہ اُٹھ سکے فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم مین بھی بیکار ہون ہاتھ پانؤن اعانت
نہین کرتے کہ اُٹھ سکون نقابدار نے دوسرا تیر مارا مہران شعبدہ باز کہ آنکھ بند
کیے کھڑا تھا جب چلو خون سے بھر جاتا تھا تو پھینک مارتا تھا کہ تیر نقابدار کا چل گیا
دوسری آنکھ بھی گئی سعد شہریار نے دور سے دیکھا کہ نقابدار نے کمال کیا کہ مہران
کو اندھا کر دیا گھوڑا بڑھا کر جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا جب تلوار چلی تو مہران نے
آہٹ پائی سپر پشت سے اُتار کر چہرہ کی پناہ کی مگر تیغہ باڑھ دار برق مثال اِسطرح سے
تڑپ کر گرا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوے سراسر سر کو قلم کرتی ہوئی زمین کو بوسہ دیا
مہران کا مارے جانا کہ تمام زمانہ تاریک ہو گیا آوازین مہیب آنے لگین یاسمن
اپنے مقام سے اُٹھین سحر مہران اُترا فیروزہ نے اُٹھتے اُٹھتے حقہ ہاے آتشبازی مارے
کئی سو ساحر جلکر مرے سعد نے پکارا کہ اے نقابدار تمنے کیا کارنمایان کیا ورنہ یہ جنگ
فتح نہ ہوتی چاہتا ہون تمھارا جمال بے مثال دیکھون نام نامی سے آگاہ ہون کہ گل
کس گلستان کے ہو اور ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار گھوڑا اُڑا کر قریب آیا
رکاب کو بوسہ دیکر عرض کی حضور کے ہوا خواہون مین ہون اور کسکی مجال ہی کہ
حضور کے ساتھ شریک جنگ ہو جبتک حضور اِس طلسم مین ہین غلام ہمیشہ براے
خدمتگزاری آئیگا سینہ سپر کریگا اگر خدا فضل کرے اور حضور یہانسے بہ فتح و فیروزی
پلٹین تو شاہزادۂ بدیع الزمان سے میرا آداب و تسلیمات فرما دیجیے گا بعد اِسکے

شاہزادہ قاسم سے کہیے گا کہ ہوا خواہ آپ کا نام کرتا ہے سیان زمرد پوش میرے خوف
سے بر اسے شکار نہیں آتے اب حضور سمجھے کہ میں کون ہوں یہ کہکے گوشہ نقاب ہٹایا
اور چہرہ بے نظیر دکھایا بادشاہ نے پہچانا کہ قمرزاد بن صاحبقران ہیں گلے سے لگالیا اور
فرمایا اے عم نامدار آپ نہ مدد کرینگے تو کون مدد کریگا بادشاہ نے لڑائی کو فتح کیا مہران
کا لاشہ لیکر اہل فوج بھاگے طرف دربند ثانی کے چلے دوسرے دربند پہ حاکم ہے
کہ نام اسکا قحطاس اژدر در رہا اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے بھی ذکر کررہا ہے کہ یارو تمنے
سنا ایکے مرتبہ واعظ طلسمی نے کیا گستاخی کی سر منبر اکھر پڑھا اسکا یہ ترجمہ کیا کہ امسال
طلسم برباد ہوجائیگا مذہب اسلام رونق پائیگا سراسر خلاف ہے خداوند کے ہاتھ
میں کاغذ تھا جو چاہا وہ لکھدیا کسکی مجال ہے کہ ہم لوگوں سے مقابلہ کرے غیر ساحر کی
بھی یہ مجال ہے کہ ہم لوگوں سے لڑے ہم لوگ وہ ہیں کہ زمین و آسمان کے طبقے
ملا دیں کہ رونے کی صدا کان میں آئی سر اٹھا کر پوچھا ارے یہ کون روتا ہے کہ
ہرکاروں نے آکر بد دعا دی قطعہ اے سرت سبز تا خران بچرند + شکمت طبل تا
سگان بدرند + گرز آتش ہزار رنگارنگ + بر سر تو موکلان بزنند + اہل دربار
نے عرض کی بیش باد یارو کیا خوشخبری لائے ہرکاروں نے عرض کی کہ دربند اول
تباہ ہوا مہران شعبدہ باز ایسا جادوگر مارا گیا اہل فوج اسکے روتے پیٹتے
آتے ہیں قحطاس اپنے مقام سے اٹھا روتا ہوا باہر آیا لاشہ مہران کو جلوادیا
فوج والوں کو صحرا میں اتارا کہا یارو تم یہاں رہو میں ساحر روانہ کرتا ہوں
سب کو گرفتار کرکے لائیگا مگر سعد شہریار لڑائی کو فتح کرکے بخوشی پلٹے بارگاہ میں
آکر بیٹھے ناچ ہو رہا ہے مہجبینان نازک ادا یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہیں نظم

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہیں آیا — یہ پشت اسپ تک تیری سواری کو ہی زین آیا
کیا شکرانہ آب بقا پیکر اسے پینے — جو اس ظلمت سرا میں لب تک آب آتشیں آیا
غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو — شرف ہے اس مکان کا جسمیں مہمان حسین آیا
کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہیں سکتے — وہ نادان ہے جسے خوف کراماً کاتبین آیا

اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے — فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا

جگہ بد بین نے کی پہلوے یار نیک طینت مین — الٰہی خیر کیجو گرگ یوسف کے قرین آیا

بجا ہی عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوبانکا — دل اپنا نذر لیکر سیکڑون کرسی نشین آیا

دکھائے جوہر اپنے آئنے نے فکر رنگین کے — مقر منکر ہوے باطل گمانون کو یقین آیا

نہ ہوگا حسن کا مجسا بھی عاشق کوئی دنیا مین — نیاز اُس سے کیا پیدا النظر جو نازنین آیا

صباحت پر تری تشبیہ دی جو شعر مین اسکو — زبان پر میری صدقے ہونے بار یاسمین آیا

نہ دیکھین گی کبھی جسکو پھر آنکھین وہ تماشا ہے — غنیمت جان جو پیش نگاہ واپسین آیا

کیا دجال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے — خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

محفل مین عجب ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی بادشاہ جمجاہ بھی خوش بیٹھے ہین پہلو
مین یاسمن رنگین پوش ایسی معشوقہ بیٹھی ہی فیروزہ بن عمرو نگس رانی کر رہا ہی
تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ دربارگاہ
سے زنگ کی آواز آئی بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ مہتر شاپور شیر دل سامنے
دربارگاہ سے آیا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار مین آپکے
پاس فریاد لیکر آیا ہون نور الدہر و ایرج قید ہو گئے اور یہ نہ ثابت ہوا کس
مقام پر قید گئی تا زمانیکہ طلسم نہ باطل ہوگا رہائی اُنکی غیر ممکن ہی بادشاہ نے فرمایا
انشاء اللہ تم اسی لشکر مین رہو مین پتہ لگاؤنگا یاسمن نے کہا ای شہریار یہ سب
قیدی پاس جمشید ثانی کے جاوینگے کہ وہ خداوند طلسم ہی یقین ہی کہ جہان پر ملکہ
آسمان پری و قمر لیتہ وغیرہ قید ہین اُسی مقام پر اُنکو بھی قید کیا ہو سعد نے فرمایا ای
شاپور ابھی تو ہم نے دربند اول فتح کیا ہی ابھی تک سرحد طلسم مین داخل بھی نہین
ہوے دیکھیے فلک کیا دکھائے شاپور نے عرض کی کہ جب تک آقا ے نامدار
رہا ہون مین چاہتا ہون زیر سایۂ دامن دولت رہون مگر اتنا دریافت ہو جاے
کہ آقاے نامدار کہان قید ہین کون مارا جائیگا جب آقا رہائی پاوینگے سعد نے
فرمایا کیا فیروزہ کسی مقام پر کمی کریگا تسخیر مین اس دربند اول کی اسنے بڑی کوشش

کی اُسی کی جستجو سے یہ دربند فتح ہوا کہ بی یاسمن بول اُٹھین کہ اے مہتر وا الاگہر عفریت طلسمی قیدیہین لایا تھا مگر ہمارے باپ نے قیدیون کو طرف خونخوار کے روانہ کر دیا خونخوار تنگ پیشانی کہ بادشاہ طلسم ہے اُسنے سب کو قید کیا جبتک خونخوار نہ قتل ہوگا وہ لوگ رہائی نہ پاوینگے مگر قضاے کار ایک ساحر فرستادہ جمشید ثانی دربار مین بادشاہ کے حاضر تھا اُسنے جو یہ خبر سُنی کہ معشوقہ خداوند بخدمت خونخوار گئی یہ خبر سُنکر بھاگا یہان جمشید عشق مین بیقرار یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے

نظم

رہے کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوک غم کا
کہ ہے میرا تولد جشن ماہ محرم کا

گیا جو اُسکے کوچے مین وہ باچشم پُر آب آیا
حرم سے جسطرح لاتے ہین پانی چاہ زمزم کا

سلیمانی ہے زیبا اُس پری کو ملک خوبی مین
تبسم نقش خاتم ہے دہن حلقہ ہے خاتم کا

جواب اُسنے نہ بھیجا اور ہمنے خط لکھے اِتنے
کہ مُہرین کرتے کرتے مٹ گیا نقش اپنی خاتم کا

نہین ہے معتقد میرا اگر حاسد تو کیا غم ہے
ہوا بے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا

برنگ گل جگر ہوتا ہے ٹکڑے سیر گلشن مین
ہوا ہے تیغ غم بے یار نظارہ سیر غم کا

رسائی میرے اوج فکر تک ہوگی نہ حاسد کو
غرور آگے مرے کرتا ہے کیا تحصیل سُلّم کا

پریزادون نے مُنھ اپنا چھپایا مارے غیرت کے
اِسے سوچو ذرا کیا حسن ہے اولاد آدم کا

ازل سے جو کہ باہم ہین جدا ہوتے ہین دنیا مین
دلیل اسپر جدا ہوتا ہے یان طفلان توام کا

سخاوت جسکو کہتے ہین کہانی ہے زمانے مین
بخیلون کی بدولت رہ گیا ہے نام حاتم کا

مری آنکھون مین پڑ جائین نہ کیونکر اِسقدر حلقے
تصور رات دِن رہتا ہے مجھکو زلف پُرخم کا

مسی آلودہ لب کو تو نے جس کپڑے سے پونچھا ہے
وہ میرے زخم دل کے واسطے پھاہا ہے مرہم کا

ق

گذر ناگاہ جو میرا ہوا شہر خموشان مین
عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا

کہین آئینۂ زانو سکندر کا شکستہ تھا
کسی جانب پڑا تھا کاسہ سر خاک مین جم کا

محب ہین سایۂ رہ اور عدو ہین خار رہ ناسخ
مسافر وادی امکان مین ہون گویا کوئی دم کا

جمشید ثانی اِس حال مین بیٹھا تھا کہ وہی ساحر آکر پہونچا عرض کی یا خداوند ملکہ مہوش شیرین کلام گرفتار ہوگئین مگر قید اُنکی پاس بادشاہ طلسمی کے گئی یہ سُنکر

جمشید ثانی اپنے مقام سے اٹھا کہا وزیر پایۂ تخت اول کو بلاؤ بیثاق کوہ گردان حاضر ہوا کہا اے بیثاق پاس خونخوار کے جاؤ کہنا خداوند نے ارشاد فرمایا ہے کہ مینوش منظور نظر بادولت ہے سنتا ہون کہ اسکی قید تمھارے پاس پہونچی ہے خبردار اسکو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے بہ احتیاط اسکو ہمارے پاس روانہ کرو بیثاق کوہ گردان اسی وقت روانہ ہوا صحراؤن کو دیکھتا بھالتا اول دربند ثانی پر آیا قحطاس سے ملاقات ہوئی قحطاس نے پوچھا اے وزیر اعظم کہان جاتے ہو بیثاق نے کہا مین پاس بادشاہ طلسم کے جاتا ہون دختر مہران کو طلب فرمایا ہے مین جاکر انتظام کرون اگر خونخوار نے کچھ تامل فرمایا تو تبدیل سلطنت ہوگی مین فورًا قبضہ کرلونگا قحطاس نے کہا ضرور رفتو ر پڑیگا مینوش بانی فساد ہے دوسرے یہ کہ مسلمانونکے ساتھ قید ہے وہ کبھی مینوش کو نہ دیگا بیثاق باتین کرکے قحطاس سے روانہ ہوا سب دربندون کو طے کرکے اسوقت دربار مین خونخوار کے پہونچا کہ خونخوار نے سب قیدیون کو بلوایا ہے مینوش حیران و پریشان ہونٹھ سوکھے ہوئے چہرہ زرد لب پر آہ سرد ایک طرف نورالدہر دوسری جانب ایرج جملہ سرداران مسلسل و مطوق جو دربار مین پہونچے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اور مینوش نے جواب سلام دیا خونخوار جل گیا کہا کیون بی مینوش تم بربادی طلسم پر آمادہ ہوئین دشمنون کو زور دیا مینوش نے کچھ جواب نہ دیا خونخوار نے نورالدہر و ایرج سے کہا تم لوگ خداوند جمشید ثانی کو سجدہ کرو ایرج شعلہ مزاج ہین برہم ہو کے کہنے لگے او بیحیا جمشید ثانی کون کُتا ہے جسکو ہم سجدہ کرین ہم لعنت کرتے ہین یہ سنکر خونخوار نے حکم دیا کہ انکو لیجاکر قید کرو بیثاق نے یہ حال دیکھکر نوشتہ جمشید دیا خونخوار نے نامے کو آنکھون پر رکھ لیا مگر پڑھکر بہت برہم ہوا کہا اے بیثاق ذرا سوچو تو ایسے گنہگار کو مین کیونکر دیدون کہ قدرت اسپر رحم کرین یا رہا کردین بیثاق نے کہا اے خونخوار اگر قیدی کے دینے مین انکار ہے تو تاج و تخت ترک کرو خونخوار نے کہا کسکی مجال ہے کہ مجھکو تخت سے اٹھائے بیثاق نے اسی وقت

حکم دیا ہنگام بردبار کو بلاؤ ہنگام حاضر جو ہوا میثاق نے کہا ای ہنگام تمکو سلطنت طلسم مبارک ہو ہنگام اُٹھا کہا ای خونخوار تخت سے اُترآؤ خونخوار بگڑا کہا کسکی مجال ہی کہ مجھکو تخت سے اُتارے آپس مین تکرار ہونے لگی ہنگام نے گولہ مارا خونخوار کے پاس تحفہ جات طلسمی تھے گولے کو معدوم کر دیا اب دربار مین ہنگامہ ہوا خونخوار نے افسران فوج کو حکم دیا کہ ہنگام کو گرفتار کرلو چہار طرف سے افسر ٹوٹ پڑے ہنگام انتہا کا زخمی ہوا میثاق نے جب دیکھا کہ ایسا نہ ہو ہنگام مارا جائے جھپٹ کے کمر مین پنجہ دیا اور لے بھاگا یہان جمشید ثانی منتظر بیٹھا ہی کہ معشوقہ آتی ہوگی وزیر اعظم گیا ہی کہ میثاق بدحواس ہنگام کو پنجے مین دبائے ہوئے آکر پہونچا جمشید نے پوچھا کہ کیا ہوا میثاق نے بغاوت خونخوار کی بیان کی کہا یا خداوند خونخوار ترک سلطنت نہین قبول کرتا یقین تھا کہ ہنگام مارا جائے مین لے بھاگا اِسکو بچا لیا وہ مینوش کو نہین دیتا بلکہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ خود مینوش پر عاشق ہوا ہی جمشید نے کہا قدرت تقدیر کرکے اُسکو غارت کر دینگے لاشون سے میدان بھر دینگے تینون وزیر حاضر ہون میثاق تو حاضر تھا دوسرا کلاق خار وشکن تیسرا شبدیز چابک خرام چوتھا بلند پرواز جب یہ چارون وزیر حاضر ہوے جمشید نے حکم دیا کہ تم چارون جاؤ خونخوار کو تخت سے اُتار دو اور ہنگام بردبار کو تخت پر بٹھادو چارون وزیر تخت پر سوار ہوے اور ہنگام کو ساتھ لیا دربار خونخوار مین پہونچے اِن وزیرون کو دیکھکر خونخوار گھبرایا میثاق نے کہا ای خونخوار اب جو تکرار کروگے تو خود قدرت تشریف لائینگے خونخوار نے کہا آج شب کی مجھکو مہلت ملے کل جواب صاف دونگا اور ملازمونکو حکم دیا کہ اِن وزرا کو اُتارو سامان دعوت مہیا کرو وزرا ایک کمرے مین اُترے خاطر مدارات ہونے لگی ہنگام کی زخم دوزی کی لیکن خونخوار نے شب کو تخلیہ کیا اپنے صلاح کارون کو جمع کرکے تمام جھگڑا بیان کیا کہا یارو کیا کہتے ہو سلطنت تو نچھوڑونگا سب نے کہا ہمارے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ طلسم کشا در بند ثانی پر

فروکش ہو جلکر اُس سے ملاقات کیجیے اور کہیے کہ اگر طلسم فتح کرادون اور اطاعت
اسلام کرون تو سلطنت مجھکو ملے یہ راے خونخوار کو پسند آئی چند وزیر امیر اپنے
ساتھ لیے سب قیدیون کو تخت پر سوار کیا طرف سعد کے چلا مگر ایک ساحر ملازمون
مین اِسکے نہایت مکار و جعلساز تخفار رشنک جادو نام جب تیسرے دربند پر خونخوار
پہونچا وہان کا بادشاہ سرداب گرم خوہر اُسنے بڑی دھوم سے دعوت کی اور پوچھا
کہ آپ کہان جاتے ہین خونخوار نے کہا اِن قیدیونکو ایک شب بااحتیاط رکھو مین براے
گرفتاری سعد جاتا ہون سرداب خاموش ہو رہا جب خونخوار الگ ہوا تو
رشنک جادو حاضر ہوا کہا اے سرداب جادو تمکو کچھ خبر ہو کہ خونخوار کہان جاتا
ہو قدرت سے باغی ہوا اب قیدیون کو ساتھ لیے جاتا ہو طلسم کشا سے میل کرے گا
قیدیون کو روک لو اور خونخوار سے کہو کہ آپ تشریف لیجائیے قیدی یہین
رہین گے قدرت آپ سے خوش ہونگے سرداب نے کہا یہ سب کا دشمن ہو
جب طلسم ٹوٹے گا تو ہم سب طلسم مین قتل ہونگے مین خونخوار کو اپنے ملک سے
نکال دونگا قیدیون کو نہ جانے دونگا رشنک جادو نے کہا مین نے سب سمجھا دیا
ہو آیندہ آپ کو اختیار ہو صبح کو خونخوار تیار ہوا سرداب سے کہا قیدی ہمارے
دو تو ہم جاوین جاکر سعد کو گرفتار کر لاوین سرداب نے کہا اے خونخوار سب
حال تمھارا ہمکو معلوم ہوا طلسم کشا سے میل کرنے جاتے ہو ہم قیدیون کو نہ دینگے
خونخوار نے کہا اے سرداب تجھے کیا دخل ہو ہم جیسا مناسب جانین گے ویسا کرینگے
سرداب نے کہا قیدی نہ جاوینگے خونخوار پریشان ہوا سرداب سے تکرار ہونے لگی
آخر خونخوار اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے سرداب تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ ہمارے
حکم کے خلاف کرے وہ آفت برپا کرونگا کہ تجھکو جان بچانا دشوار ہوگی سرداب
نے کہا مین ایسا حلوا نہین ہون کہ مجھکو کھا جاؤ گے خونخوار نے چاہا سرداب
کو قتل کرون سرداب نے افسرون کو اشارہ کیا کہ اِسکو گرفتار کر لو خونخوار
کی جانب افسران سرداب بڑھے خونخوار نے بقہر و غضب افسرون پر حملہ کیا اور

خوب لڑائی کئی افسرون کو مارا جب دیکھا اُسنے کہ بلوہ بڑھتا جاتا ہے تو پر پروانہ پیدا کرکے
نکلا مگر قیدیون کو نہ پایا آخر اُڑتا ہوا تلاش مین سعد شہریار کی چلا اس خیال مین
کہ وہ طلسم کشا ہین قیدیون کو رہا کر لینگے یہ بھی مشہور ہے کہ جو طلسم کشائی کم ہیگا اُسکو
سب سامان مہیا ہوجاوینگے ابھی تو معرکہ عظیم باقی ہین وہان صبح کو میثاق وغیرہ نے
دیکھا کہ خونخوار غائب ہوگیا ہنگام بردبار کو تخت پر بٹھایا سامان سلطنت درست
کرکے وزرا اپلٹے بخدمت جمشید ثانی آئے سب کیفیت بیان کی کہ خونخوار قیدیونکو
لیکر بھاگ گیا ہنگام کو تخت نشین کر آئے جمشید نے کہا طلسم سے نکلکر کہان جاویگا
جہان جائیگا گرفتار کرا کے منگالونگا میری تو عجب نوبت ہے یار مین معشوق گلفام
یعنی مینوش شیرین کلام کی یہ صورت ہے نظم

کعبے گئے مدینے گئے کربلا گئے + اک مغفرت کے واسطے ہم جابجا گئے
رہوار تھا براق ملک تھے جلو مین ساتھ اِس شان سے فلک پہ رسول خدا گئے
نکلا وہان زخم سے کب حرف مدعا کب روبرو مسیح کے بہر دوا گئے
سینہ سپر مدام رہے وقت اِمتحان خنجر سے پوچھ لو نہ کبھی دم چرا گئے
دنیا مین آپ آئے تھے کیا لیکے اپنے ساتھ اور کہیے یہان سے حضرت دل لیکے کیا گئے
آئے تھے مثل باد بہاری کے ہم صفیر باغ جہان سے دم مین برنگ صبا گئے
پھڑکے بس آشیانے مین پر بام یار تک اڑکر نہ مثل طائر قبلہ نما گئے
رعنا سرائے دہر سے شکر خدا کرو ایمان کے ساتھ تم سوے دارالبقا گئے

مین اِسکی تدبیر کرونگا فراق مینوش مین بہت بیقرار ہون جمشید ثانی تو اس فکر مین
ہو نامے جابجا روانہ کیے کہ خونخوار تنگ پیشانی بھاگ گیا ہے قدرت سے بغاوت
کی ہے وہ جسکے یہان آئے گرفتار کرکے بھیجدے کہ قدرت اُسکو سزا دینگے مگر خونخوار
سرداب کے پاس سے بھاگ کر چپکے دربند پہ آیا کہ وہان کا حاکم کمخواب جادو
ہے جمشید کا نامہ اسکے پاس پہونچ چکا اُسنے آتے ہی سامان دعوت مہیا کیا دیکھا کہ
خونخوار گھبرایا ہوا ہے چاہتا ہے کہ اِن دربندون سے نکل جاؤن کمخواب جادو نے

شب کو جلسہ کیا دعوت مین خونخوار کو بیہوشی دی جیسے ہی ہاتھ دھوئے خونخوار اٹھا لڑکھڑا کر گرا کمخواب نے حکم دیا اسے گرفتار کرلو زبان مین سوزن دیکر گرفتار کیا صبح کو جو خونخوار بیدار ہوا کمخواب سے اشارے سے کہا کہ اے کمخواب یہ کیا حرکت کی کمخواب نے کہا اے شہریار آپ نے غضب کیا کہ خداوند سے باغی ہوے اب آپ کی نجات کیونکر ہوگی مناسب یہ ہے کہ قدرت کو سجدہ کیجیے مین آپکو پاس جمشید ثانی کے روانہ کرون قدرت کو اختیار ہے خواہ قتل کرین خواہ بخشین ہرچند خونخوار نے عذر کیا مگر کمخواب نے کچھ نہ مانا اور مسلسل و مطوق کر کے طرف جمشید ثانی کے روانہ کیا قتال جادو قیدی خونخوار لیکر چلا قضائے کار پانچوین درجہ پر ملک سحاب برف بارہ حاکم ہین نہایت حسین و جمیل جب قتال در بند سحاب پر پہونچا تو سحاب نے پوچھا کہ اے قتال تم تو خونخوار کے خراج گزار ہو کیا ایسی خطا ہوئی کہ تمنے اسکو گرفتار کیا قتال نے سب معرکہ بیان کیا اور کہا خدمت مین جمشید ثانی کی جاتا ہون قدرت کو اختیار ہے خواہ سزا دین خواہ بخشین یہ اس ملک مین تھے کہ قضائے کار سرداب جادو قیدیون کو لیے ہوے آکر پہونچا سحاب نے اسکی بھی خاطر کی اور حال پوچھا کہ بی بینوش نے کیا خطا کی کہ یون گرفتار ہوئین بینوش دیکھ دیکھکر نورالدہر کو بہت بیقرار ہے آنکھون سے دریائے اشک رواں ہوا سطرف جمال بیمثال ایرج دیکھکر سحاب کو پسینہ آگیا ہرچند چاہا ضبط کرون نہو سکا آخر بینوش کے پاس بہ محبت جاکر بیٹھی اور کہا کیون جفنور یہ جفا آپنے کیون اختیار کی مینوش نے طرف نورالدہر کے اشارہ کیا کہ اس شہریار کی محبت مین یہ مصیبت مجھپر پڑی اگر یہ شہریار چھوٹے گا تو مین بھی رہائی پاؤنگی ورنہ اسی قید مین تڑپ تڑپ کے جان دونگی سحاب نے افسوس کر کے سرداب سے کہا کیون اے سرداب مجھکو افسوس ہوتا ہے کہ تمنے یہ آفت کیون گوارا کی اے سرداب اگر مناسب ہو تو بینوش کو قید سے چھوڑ دو اسکا حال دیکھکر مجھکو افسوس ہوتا ہے کہ اسکا معشوق بھی آفت مین ہے سرداب نے کہا اے

ملکۂ عالم ایسا کلمہ نہ کہو ایسا نہ ہو قدرت سن لین تو تمکو بھی گرفتار کرلین سحاب نے
کہا سوچو تو کہ عورت تو ناراض ہی اور قدرت دست انداز ہوتے ہین وہ کبھی قبول
نہ کرینگی قید مین مار ڈالین اور جو چاہے جفا کرین کمخواب اِشارے کر رہا ہی کہ اے
ملکہ سحاب جادو تم اِس مقدمے مین دخل نہ دو خونخوار نے اِشارہ کیا کہ اے ملکہ
کیون تکرار کرتی ہو ایسا نہ ہو کہ قدرت کو خبر پہونچ جائے بس تم میری زبان سے
سوزن نکال لو مین سرداب و کمخواب کو مار لونگا قیدی تمھارے پاس رہینگے
قیدیون کا حال سُنکر سحاب نہال ہوگئی ایرج نوجوان کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی
ہی اور دل سے باتین کر رہی ہی کہ اے سحاب مقام افسوس ہی کہ ایسا شیر بیشۂ جرأت
کہ جسنے کچھ جان کا خوف نکیا اور ان ساحرون پر چڑھ آیا یہ نہ جانتے تھے کہ طلسم مین
عجائب و غرائب ہوتے ہین کمخواب اور سرداب سے کہا کہ آج شب کو تم اور
رہیجاؤ کل کا تمکو اختیار رہی اِس حیلے سے مہمان آئے ہو ورنہ امورات انتظام سے تمکو
مہلت کہان کہ تمھارا آنا ہوتا سرداب خاموش ہو رہا قیدیون کو لیکر ایک کمرے
مین آبیٹھا ایرج نوجوان اور نورالدہر سے تکرار ہو رہی ہی دونون جوان زنجیرین
ہلا رہے ہین ایرج کہتے ہین او کشتی گیر زادے تو طلسم مین کیا سمجھ کے آیا ہی نورالدہر
نے جواب دیا او تاجر بچے کہ پاس فروش بازاری تجھکو بھی یہ لیاقت ممکن ہوئی آخر
طلسم مین آکر کیا کر لیا ایکی مین چھوٹا اور مین نے طلسم فتح کیا مجھکو یہی تعلق ہی کہ
سعد شہریار بادشاہ لشکر ہو کر تکلیف اُٹھائین اور ہمسے کچھ نہ ہو سکے خدا اُنکو
جلد مظفر و منصور کرے کبھی انھون نے طلسم نہین توڑا مین تو برائے خدمتگزاری
آیا تھا تم کیا سمجھکر آئے آخر گرفتار ہوئے ایرج نوجوان نے کہا بادشاہ جمجاہ
کیسکی مدد کے محتاج نہین ہین دونون جوانون مین ایسی تکرار ہوئی کہ زنجیرین
ہلانے لگے خانۂ زنجیر مین غل ہوا ملکہ سحاب جادو نے جو ہنگامہ سنا گھبرا کے
آئی دیکھا دونون جوان بگڑے ہوئے زنجیرین ہلا رہے ہین ایرج کا ہاتھ
پکڑ لیا کہا اے شہریار کیون اِسقدر غصہ کرتے ہو ایرج کے آنسو ٹپک پڑے کہا اے

ملکۂ عالم تمھین کیا معلوم کہ کیا تکرار ہی یہ کشتی گیر زادہ ہوکر میرا ہمچشم بنا ہی مین فرزند
شاہزادہ خاور سیاہ ہون ہمیشہ میرے باپ کے ہاتھ سے بدیع الزمان بھاگے
بھاگے پھرے اب مین انکو رولتا پھرتا ہون نقابدار گلگون پوش کہ ہمارے
خاندان کا ہواخواہ ہی پردہ قاف مین کیا کیا شمشیر زنی کر رہا ہی اور اِنکے ہواخواہ
میان زمرد پوش ہرچند چاہتے ہین کہ برابری کرون مگر گلگون پوش کی جرأت
کو نہین پہونچتے اگر کہین پا جائیگا تو قتل کر ڈالیگا اِسطرح ایرج نے ملکہ سحاب سے
کلام کیے کہ سحاب کا جوش اور بڑھ گیا بول اٹھی کہ ہماری تو یہ کیفیت ہی نظم

ہون وہ واماندہ نشانِ ہمرہان ملتا نہین	کاروان کیسا غبارِ کاروان ملتا نہین
ڈھونڈھتے ہین پر نشان بے نشان ملتا نہین	جان جسپر دی ہی وہ جانِ جہان ملتا نہین
عشق لاتا ہی جو شبخون غارتِ دل کے لیے	جز شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین
آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان	عذر ہی معقول ہین ای مہربان ملتا نہین
جان شیرین کا مجھے دینا بہت آسان تھا پر	ڈوب مرنے کو زنخدان سا کنوان ملتا نہین
جوش گل سے دل مین کیا گلشن مین جا باقی نہین	عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین
روز مجھ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہی چھری	بوالہوس کیا تمکو پھر امتحان ملتا نہین
دختر رز پر جو فصل گل مین ہی رنگ شباب	اب مزاج حضرت پیر مغان ملتا نہین
واہ ری قسمت کھلے قاتل کو جوہر بعد قتل	کھلکے پچھتاتے ہین رعنا سا جوان ملتا نہین

سمرواب نے کہا ای ملکۂ عالم تم کھلی کھلی بغاوت کی باتین کرتی ہو سحاب نے آنکھون
مین آنسو بھر کر جواب دیا کہ ای سمرواب مجھکو انکے حال پر رحم آتا ہی کہ ایسے شیر
دلیر یون گرفتار مصیبت ہون مین تجھسے صاف صاف کہتی ہون کہ اگر تمنے میرا
کہنا نہ مانا تو ضرور فساد کرونگی خواہ میرے لیے بہتری ہو یا بدتری مین جانتی ہون
کہ خداوند کا دشمن ہوکر اِس طلسم مین رہنا دشوار ہی مگر دل سے انسان مجبور ہو
ناچار ہی مین کیا کرون مجھسے ضبط نہین ہو سکتا مین ضرور خونخوار کو رہا کرونگی
اور ملکہ مہوش کو تو ضرور رہا کرونگی تمکو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا سمرواب نے کہا

اے ملکۂ عالم جسوقت قدرت کو خبر پہونچے گی زمین ہلا دینگے اُنسے کون مقابلہ کرسکتا ہو
ایرج بول اُٹھے کہ اے ملکۂ عالم مقام افسوس ہو کہ ایک ساحر زبردست کو اپنا خدا
جانتی ہو اصل مالک کو نہین پہچانتی ہو کہ جسنے اتنا بڑا آسمان بے ستون بنا یا
پانی کہ مٹی کا دشمن ہو اسی پر زمین کو بچھایا جمشید ثانی کہ سحر مین لاثانی ہو سوا ے
سحر کے کچھ نہین جانتا وہ مردود پروردگار ہو ہر طرح مجبور ہونا چاہیے ہم لوگون کا
قدم آیا ہو اب یہ طلسم نہ بچیگا بادشاہ عالیجاہ سعدین قباد اسکی فتح کو آئے ہین
داراجان بھی ضرور پہونچین گے جسوقت صاحبقران زمان آگئے ساری سحر
ساحری بھول جائیگا وہ مالک اسم اعظم الٰہی ہین مورد فیوض نامتناہی ہین چند
کہ کئی پنڈت بیٹھے تھے کوئی جواب نہ دے سکا سحاب نے کہا ہان صاحبو تم سب
لوگ بیٹھے ہو مقدمۂ مذہب ہو اسکا جواب نہین دیتے پنڈتون نے کہا کیا جواب
دین بس سحاب جادو اُٹھی اور قریب خونخوار کے آئی کہا اے بادشاہ آپنے
مدتون ہمیہ سلطنت کی ہم آپ کو قید مین نہین دیکھ سکتے قریب خونخوار آکر کہا
اے شہنشاہ سنبھلکر بیٹھیے کہ مین زبان سے سوزن نکالون خونخوار سنبھلکر بیٹھا
سرداب ہان ہان کرتا رہا مگر سحاب نے نہ مانا زبان سے خونخوار کی سوزن
نکالی اور مہنوش کو بھی رہا کیا یہ دونون جو اُٹھے سرداب اور کمخواب تھرا گئے
چاہا بھاگین مگر خونخوار کب جانے دیتا ہو چند سنگ ریزے اُٹھا کر مارے
کہ دونون کے سر پھٹ گئے انکا مرنا کہ سحاب جادو نے خونخوار کے قدمونکو
بوسہ دیا مگر ایک ساحر نکل بھاگا خدمت جمشید مین پہونچا تمام کیفیت بیان
کی کہ بی سحاب نے یہ آفت برپا کی خونخوار اور مہنوش کو رہا کر لیا ایرج و نورالدہر
نے جو رہائی پائی بل کرکے قید کو توڑ ڈالا اپنے اپنے مقام سے اُٹھے مہنوش نے
قریب نورالدہر آکر کہا جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن کہیے تو ایرج کو دیوانہ کردون
سحاب نے بڑھکر کہا اے مہنوش یہ ارادہ نہ کرنا ورنہ تنکے چنوا دونگی کبھی ہوش
نہ آئیگا دونون جوان باہر نکلے مرکبون پر سوار ہوے سحاب فوج لیکر ایرج کے

ہمراہ ہوئی مگر گل اندام بلوے سے الگ نکل گئی کہ ذکر اسکا تحریر ہوگا اور خوشخوار
نے کہا مین خدمت سعد مین جاتا ہون نور الدہر بن بدیع الزمان مع ہمراہیان
طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے یہ حال مصیبت مآل سُنکر جمشید بہت گھبرایا کہتا ہو کہ
یارو ان مسلمانون کا مقدمہ عجیب و غریب ہو سحاب نے کچھ جان کا خوف نکیا جس
مقام پر پاجاؤنگا خاک مین ملاونگا جہان رہین گے وہان رہنے نہ دونگا لیکن
خاموش کیا کرے قہر درویش بجان درویش خوشخوار ادھر جاتا ہو وہان قحطاس
نے طبل جنگی بجوایا سعد نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین یاسمن نے کہا او شہریار قحطاس جادو بلاے روزگار ہو
مقام تاسف ہو کہ دیکھین کل میدان مین کیا ہو شاہ نے فرمایا پروردگار مالک ہو
وہی سامان پیدا کریگا یاسمن خاموش ہو رہی لشکر مین تیاریان ہونے لگین
رات بھر تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین جمین نقیب
نقابت کر کے ہٹے قحطاس یہ خبرین سُنکر برہم ہو رہا تھا خود میدان مین نکلا اور
پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ہرچند کہ ملکہ یاسمن کا قصد نہ تھا
مگر سوچی کہ مقام افسوس ہو اگر مین نہ نکلونگی تو شاہزادہ عالم خود نکلین گے قحطاس
کا کیا کرسکین گے گو کہ بہادر و جرار ہین مگر وہ ساحر غدار ہو زور بازو کیا کرتا ہو
سعد سے اجازت لیکر میدان مین آئی قحطاس نے جو یاسمن کو دیکھا جلکر رہگیا
پکار کر کہا او یاسمن نابدولت کے مقابلے مین آئی ہو کچھ تمکو جان کا خوف ہو
یا نہین یاسمن نے کہا ہزار جان نام پر سعد شہریار کے نثار ہو جو تجھسے ہوسکے قصور
نہ کر خدا سے بزرگ است فرد سر تحت پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید بر سرمن یا نصیب ٭
قحطاس نے کہا سحر تو کر لو کہ حوصلہ نرہجائے یاسمن نے جواب دیا ہم جنگلے تابعد ازین
انکا یہ دستور رہ ہو کہ پہلے حملہ نہین کرتے تیر سے حملے کے بعد ہم بھی حربہ کرین گے
اگر خدا مظفر کرے گا تو غالب آوین گے ورنہ جان دینا مین دل کی آرزو ہو
قحطاس نے مٹھی خاک کی زمین سے اٹھائی اور خاک اُڑا دی جیسے ہی وہ

خاک اُڑی تمام صحرا پُرغبار ہوگیا یاسمن گرد مین پوشیدہ ہوگئی مگر یاسمن نے سحر کرکے ابر غبار کو توڑا چمک کر نکلی قحطاس پر گولہ مارا قحطاس نے خالی دیا دو چار سحر آپسمین ہوئے قحطاس نے پکار کر آواز دی کہ اے شگوفۂ رنگین اوا جلد آ کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک نازنین مرکب پر سوار پھولون کا گہنا پہنے ہوئے یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئی اور پکار کر آواز دی ہان بی یاسمن یہ اشعار سُن لو نظم

کل شب جو بزم غیر مین وہ جلوہ گر رہے ۔۔ جیتے تھے پر عذاب مین ہم تا سحر رہے

پہلو مین میرے رات جو وہ رات بھر رہے ۔۔ بیدار کیسے بخت مرے تا سحر رہے

جبتک کہ تیغ یار کی زیب کمر رہے ۔۔ اے دل تجھے بھی چاہیے سینہ سپر رہے

ہرجائیون کے عشق نے کیا کیا ذلیل ۔۔ رسوا رہے خراب رہے دربدر رہے

افسوس ہو کے مخبر صادق کے اُمتی ۔۔ اِس عمر مستعار مین ہم بے خبر رہے

کاٹی ہو کس عذاب سے ہمنے شب فراق ۔۔ کل انتظار یار مین ہم تا سحر رہے

اعجاز سے جیا کوئی حسرت سے مرگیا ۔۔ کیا کیا نہ کوے یار مین کل شور و شر رہے

کسطرح جائے طائر جان کوے یار تک ۔۔ جب ضعف سے نہ قابل پرواز پر رہے

باغ جہان مین اب کے کچھ ایسی ہوا چلی ۔۔ گل کیسے نام کو بھی نہ باقی شجر رہے

کاٹون گا انتظار مین روز قیام بھی ۔۔ ایفاے عہد آپ کو مد نظر رہے

اُس شمع رو کی یاد مین روتا ہون تا سحر ۔۔ دامن نہ کسطرح صفت شمع تر رہے

شاید وہ زلف و رُخ نظر آجائین خواب مین ۔۔ رعنا اِسی خیال مین شام و سحر رہے

یہ اشعار جو اُس نازنین نے سامنے یاسمن کے گائے یاسمن جھومنے لگی مگر اُس نازنین نے کہا چلو تمھین قحطاس بلاتے ہین یاسمن نے سر جھکا لیا اُسی نازنین کے ساتھ چلی سعد نے جو یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہوگئے گھوڑا ابڑھایا وہین سے نعرہ کیا کہ او بے حیا آگاہ ہو نعرۂ سعد شہریار منم شاہ شاہان فریدون حشم ✤ بہار گلستان کاؤس رحم ✤ منم صف شکن شیردل نوجوان ✤ نہال گلستان صاحبقران ✤ جیسے ہی قحطاس نے دیکھا کہ سعد آتے ہین اور کاندھے سے کمان اُتار رہے ہین

سحر کیا کہ کمان ہاتھ سے سعد کے چھوٹ پڑی جملہ سردار چلے تھے کہ قحطاس پر جا پڑین
قحطاس نے وہ سحر کیا کہ سب کے گھوڑے رُک گئے اور مرکب سعد بدلگامی کرنے لگا
اب ہرچند سعد چاہتے ہین کہ مین اپنے کو قریب قحطاس کے پہونچاؤن لیکن گھوڑا
نہین مانتا اپنی ہی کرتا ہی قحطاس بڑھا کہ بادشاہ کو گرفتار کر لون اُسوقت بادشاہ
کی بیقراری ملکہ یاسمن کہ ساتھ اُس نازنین کے طرف صحرا کے جاتی تھی کھڑے ہوکر
تماشہ دیکھنے لگی مگر بادشاہ نے یہ حال زار دیکھکر طرف آسمان کے دیکھا دست دعا
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکار اُٹھے کہ اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم اس
مشکل کو آسان کر مگر قحطاس آستین چڑھاتا ہوا آتا ہی پکارتا ہوا کہ اے سعد اب
کیونکر بچوگے میرے سحر مین مبتلا ہوے یہ سحر وہ ہی کہ کسی کے روکے سے نہ رکیگا سعد
نے فرمایا وہ رحیم و کریم ہی اگر اُسکا رحم ہو تو ابھی مشکل آسان ہوتی ہی کیون اسقدر
غرور کرتا ہی جیسے ہی قحطاس نے چاہا جا کر ہاتھ تھام لون گھوڑے سے اُتار لون
پھر کل لشکر پر سحر کرون گا سب یون ہی رہین گے اُنکو کون رہا کریگا ہاتھ بڑھایا کہ
سعد کو گرفتار کرون سعد نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا اِس خیال سے کہ ساحر کے جسم سے
جسم مس نہ ہو اور پکار اُٹھے کہ اے بے نیاز وقت مدد ہی اِس دشمن سے مجھکو بچا لے
مصیبت سے نجات دے بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک برق
کڑک کر گری کہ قحطاس کے دو ٹکڑے ہوے وہ نازنین جو یاسمن کو لیے جاتی
تھی وہ بھی جل گئی لشکر والے دوڑ پڑے اتنے مین یاسمن نے مشت خاک اُٹھا کر
پھینک ماری کہ سب ساحر جلنے لگے فریاد و فریاد کی صدا بلند ہوئی کئی ہزار ساحر
جل گئے آخر افسران فوج آکر قدمون سے لپٹ گئے مطیع اسلام ہوے ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم کیجیے وہ بجا لاوین نوبت نقارہ
بجاتے ہوے طرف قلعے کے چلے مگر سعد نے فرمایا کہ کیون اے یاسمن تم تو اپنے
ہوش مین نہ تھین پھر قحطاس پر برق کسنے گرائی یاسمن نے کہا کسی ایسے ساحر
زبردست کا سحر تھا کہ قحطاس نہ روک سکا یہ کہکے طرف آسمان کے دیکھا کہ ایک

ساحر تاجدار اُترتا ہوا آتا ہی یاسمن نے پہچانا کہا او شہر یار شہنشاہ طلسم یہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ جمشید ثانی سے اِسنے بگاڑ ہوا چاہتا ہی خونخوار تنگ پیشانی آگے سعد سے ملے کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی شرار ہا طائر زمزمہ پرواز کرتے ہوئے کہ زمزموں سے اُسکے یہ آواز آتی تھی

نظم

فرقت مین مری آ کے دل آزار خبر لے　　ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر لے
وصل شربت دیدار مجھے آ کے پلا جا　　ہون نرگس بیمار کا بیمار خبر لے
کس طرح سے کاٹے ہین ترے ہجر مین دن رات　　دکھلا کے رخ و زلف کا دیدار خبر لے
اغیار سے سُن سُن کے تری گرمی صحبت　　جی جلتا ہی او غیرت گلزار خبر لے
دکھلا دے مجھے خواب مین اُس ماہ کی صورت　　بیچین ہون او طالع بیدار خبر لے
مشکل کا ہی یہ وقت کہ ہو نزع مین رعنا　　یا شیر خدا کل کے مددگار خبر لے

یاسمن نے دیکھا کہ جمشید ثانی ایک تخت پر سوار ہاتھ ہلاتا ہوا پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ او خونخوار غضب کیا اب کیونکر بچیگا یہ کہکے سر سے ایک بال توڑا اُسکو جھٹکا دیا وہ زنجیر بنکر گلے مین خونخوار کے پڑا ارادہ ہوا کہ سعد پر بھی سحر کرون مگر کچھ سوچکر خونخوار کو تخت پر ڈال لیا یاسمن تو بھاگ کر ایک غار مین چھپی سعد شہریار نے گھوڑا بڑھا کر اپنے کو قلعے مین پہونچایا مگر فوج جو پس پشت تھی اُسکے پانوٴن زمین نے تھام لیے جمشید نے جو دیکھا کہ سعد اندر قلعے کے پہونچ گئے یاسمن کا نشان نہین ملتا خونخوار کو لیکر پلٹ گیا بعد جانے جمشید کے [illegible] نکلکر پانی برسایا سب کے پانوٴن کھل گئے آکر داخل قلعہ ہوئے [illegible] شہریار [illegible] جمشید کو فکر پڑی کہ خود آنے لگا اب مشکل ہوگی ورنہ دن کا فتح ہونا [illegible] ہوجائیگا مگر افسوس ہی کہ خونخوار ایسا مددگار گرفتار ہوگیا اگر وہ ساتھ [illegible] پھر لوح ملجاتی لوح کا پتہ لگاتا اُسکی شرکت سے بڑا مطلب نکلتا [illegible] مالک ہی اُسکی رہائی کا سبب نکل آئیگا مگر جمشید ثانی خونخوار کو [illegible] مین [illegible] باجہان ملکہ قرلیشہ و آسمان پری قید تھین وہین لا کے خونخوار [illegible]

آسمان پری نے پوچھا ای بادشاہ تمنے کیا خطا کی کہ جو اس قید خانے مین قید ہوے
خونخوار نے اشارون سے سب حال بیان کیا کہ مین طرفدار شہریار ہون اسی
جرم مین جمشید نے گرفتار کیا ہی پروردگار مالک ہی صورت رہائی پیدا کریگا
انشاء اللہ تا بہ سعد پہونچ جاؤنگا طلسم فتح کراونگا مگر یہ جمشید ثانی بڑا شعبدہ باز
ہی اُسکو اپنے سحر پر ناز ہی جانتا ہی کہ میرا کوئی ہمعصر نہین ہی خدا اُسکے زور کو ڈھائے
اِس غرور کا انجام دکھائے ملکہ آسمان پری افسوس کرنے لگین فرماتی ہین کہ ای
خونخوار اب تمھارے واسطے بھی دعا کرینگے پروردگار صورت رہائی پیدا کریگا
ہمارے قید ہونے پر بڑے بڑے بلوے ہونگے سب فرزند ہمارے آوینگے
شوہر بھی میرا ضرور آئیگا وہ صاحب اسم اعظم ہی محتزم و محتشم ہی سحر اُسپر تاثیر نہین
کرتا ساحر بظاہر اُسکا کیا کر سکتے ہین زور بازو مین بھی اُس سے مقابلہ نہین کر سکتے
طلسم حیران سلیمانی کہ عجائب و غرائب سے معمور تھا اُسکو کس لطف سے فتح کیا
سب ساحر ہارے گئے مگر جمشید ثانی نے چند ساحر روانہ کیے ہین کہ خبر لا کر دو کہ
سعد شہریار کیا کرتے ہین زاغ جادو و زغن جادو حکم پاکر روانہ ہوے لیکن
زاغ جادو اُڑتا ہوا شہر قحطاس مین پہونچا تنبہ بارگاہ پر بیٹھا یاسمن کی جو نگاہ
پڑی سینک کا تیر و کمان جھولی سے نکالا تاک کر مارا کہ زاغ کے دو سار ہوا بس
زاغ کا لاشہ زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے تمام ہوا زغن جادو کہ آسمان سے دیکھ
رہا تھا مرنا زاغ کا دیکھکر گھبرا گیا اُلٹا پلٹا سامنے جمشید کے آیا کہا یا خداوند زاغ
جادو مارا گیا جمشید ثانی نے کہا اب ہم اُسکو اور جگہ پیدا کرینگے جو ان ہو کر خدمت
مین آئیگا دیکھو سعد کی بھی فکر کرتا ہون چند ساحر روانہ کیے کہ سعد کی خبر لیکر آؤ
ساحر چلے شہر قحطاس مین پہونچے سعد شہریار تخت پر بیٹھے تھے گرد تمام ساحر بیٹھے
ہین کہ استنہان جادو اُڑتا ہوا آسمان پر آیا سعد کو دیکھکر کڑک کر گرا سعد کو
پنجے مین دبا لیا یاسمن نے جو دیکھا کہ کوئی ساحر شہریار کو لیے جاتا ہی للکارا کہ
او مکار کہان جاتا ہی استنہان پلٹا یاسمن نے گولہ مارا کہ استنہان کے سینے کو

توڑ کر پار گذرا سعد کو روک لیا لاکر تخت پر بٹھایا ناچ ہونے لگا سب سرداروں نے
نذرین دین اور کہتے تھے کہ حقیقت مین یاسمن کو بڑا خیال ہے بادشاہ نے فرمایا متفق
سلطنت تو خونخوار تنگ پیشانی ہے مگر ملکہ یاسمن نائب قرار پائین گی انھین سب کا
دخل ہوگا ہرچند کہ جمشید ثانی اسکو پکڑنے گیا مگر صورت رہائی خدا کرے گا اُسکا قید
ہونا مجھپر شاق ہوا افسوس ملاقات بھی نہ کرنے پائے اب اُسکی رہائی کی بھی جستجو ضرور ہے
یاسمن نے کہا اُسکی رہائی دشوار ہے مگر آپ فکر مین مصروف ہون اب یہان سے کوچ
فرمایئے طرف دربند ثالث کے چلیے کاش کہ یہ دربند فتح ہون بادشاہ طلسم سے مقابلہ
پڑے بادشاہ نے کہا دو چار روز اور اِس مقام پر رہین پھر کوچ کرینگے سعد شہریار
تو اِس فکر مین ہین دوسرا دربند قبضے مین آگیا ہے مشیران سلطنت آمادہ ہین کہ کوچ
کیجے بادشاہ آمادۂ سفر ہین کہ ذکر انکا تحریر ہوگا تخت پر بیٹھے تھے کہ چوبدار نے بڑھکر
سلام کیا عرض کی کہ ایک شاہ سیاہ پوش در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے
بادشاہ نے فرمایا بلاؤ کہ ایک بادشاہ اندر آیا اُسنے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا سعد نے
کرسی مرحمت فرمائی پوچھا اے بادشاہ عالیجاہ کس فکر مین تشریف لائے ہو بادشاہ نے
کہا اے شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہے مسکن غولان اُس صحرا کا لقب ہے
ہزارہا غول وہان رہتا ہے اگر حضور عنایت فرمائین تو درد اپنا عرض کرون بادشاہ
نے فرمایا مین مشتاق ہون کہ کیفیت اپنی بیان کرو وہ تاجدار پہلے زار زار رویا
عرض کی کہ ایک فرزند مجھکو پروردگار نے دیا تھا کہ نام اُسکا اشمار دیوکش تھا
بچپن مین اپنے اُسنے دیو کو مارا جرأت مین اُسکا مثل نہ تھا ایک دن صحراے مسکن
غولان مین براے شکار گیا چہار طرف سے غولون نے گھیر لیا وہ خوب لڑا کئی سو
غول قتل کیے مگر غول اِسقدر تھے کہ دمبدم زیادہ ہوتے جاتے تھے سب ساتھ والے
تو بھاگ گئے اور وہ اکیلا بیکس و بے بس رسیون سے گرفتار ہوا امیدوار ہون
کہ اُسکو رہا کرادیجے مجھکو خواب مین آکر ایک بزرگ نے مسلمان کیا اور ہدایت کی
کہ بخدمت سعد شہریار جاؤ وہ تمھارے فرزند کو رہا کرادینگے ملک و مال قبضے مین دونگا

ہمیشہ ہمراہ حاضر رہونگا فرزند میرا آپ ہی کی رفاقت کے لایق ہی آپ اُسکی رفاقت
سے بہت خوش ہونگے بادشاہ نے فرمایا او ملکہ یاسمن تم تو اِسی مقام پر رہو ہم ہمراہ
اشجار تاجدار جاتے ہین یہ فرماکر بادشاہ فوراً ہمراہ اشجار روانہ ہوے اشجار
ہمراہیون سے اپنے وجد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حقیقت مین ایسے بہادر نگاہ سے
نہین گذرے ہرچند کہ مین نے بیان کردیا کہ وہ صحرا مقام مسکن غولان ہی لیکن وہ
تیار ہوگئے اور ہمارے ساتھ ہوے خدا اُنکو مظفر و منصور کرے کئی دن مین منزلین
طی کرکے قریب صحراے مسکن غولان پہونچے اشجار نے بیان کیا کہ حضور لشکر کو
الگ اُتار دیجے ایسا نہو شب کو غول بہ طور شبخون آپڑین بادشاہ نے کہا مین خود
چاہتا ہون کہ وہ آپڑین فیروزہ نے عرض کی لشکر اُتار دیجے اول غلام جاے جاکر
وہانکا نقشہ دیکھے اگر بن پڑے تو اُنکے فرزند کو رہا کر لاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ
بسم اللہ فیروزہ بانہاے عیاری لگا کر روانہ ہوا صحرا مین جو گھسا دیکھا کہ ہزارہا
نخل ہین شاخ سے شاخ ملی ہوئی آوازین ہیبت ناک آرہی ہین فیروزہ ایک
نخل پر چڑھکے بیٹھا کہ رات اُسی جنگل مین ہوئی دیکھا ہزارہا غول پھر رہے ہین
چیخین مارتے پھرتے ہین جب فیروزہ نے دیکھا کہ غول ایک طرف نکل گئے
تو درخت سے اُترا درختون کی آڑ پکڑتا جاتا ہی قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا
آواز آہ آہ کی آرہی تھی فیروزہ خوف کرتا ہوا درۂ کوہ مین داخل ہوا دیکھا کہ
ایک نوجوان زنجیرون مین جکڑا ہوا پڑا ہی ایک سنگ کلان چھاتی پر رکھا ہی
فیروزہ نے اول پتھر ہٹایا بیٹھکر قید کاٹی اُس جوان کو ہوش آیا پوچھا کہ اے مونس و
ہمدم تو کون ہی فیروزہ نے بیان کیا کہ مین سعد شہریار کا عیار ہون تمھاری رہائی
کو آیا ہون اشمار اُٹھا ایک طرف سپر و شمشیر رکھی تھی وہ اُٹھالی ہمراہ فیروزہ نکلا
شب تیرہ و تار جیسے ہی درۂ کوہ سے نکلے غولون نے دور سے دیکھا کہ ہمارا قیدی
جاتا ہی آپڑے اشمار لڑنے لگا فیروزہ نے کمر سے مومیز نکالے مٹھی بھر بھر کے
پھینکنا شروع کیے جس غول نے مومیز کھایا وہ بیہوش ہوکر گرا کئی سو غول بیہوش ہوے

مگر ہزارہا چلے آتے ہین چاہتے ہین فیروزہ کو گرفتار کرلین فیروزہ شے کہ کھولدین
مویزون کا جو انبار ہوا غول تو مویزون پر گرے اشمار اور فیروزہ چلے مگر بادشاہ
جمجاہ پڑے ہوئے سورہے تھے کہ عالم خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے
ہین ای سعد شہریار تم پڑے سورہے ہو اور ہم تمھارے مشتاق ہین لہذا ہمارے
پاس آؤ کلید فتح طلسم ہمارے پاس ہی سعد شہریار اُٹھے باہر آکر دیکھا کہ ایک طرف
چراغ جل رہا ہی اُس چراغ کی طرف چلے سوچے کہ ہوا چل رہی ہی مگر چراغ گل نہین
ہوتا یہ مقدمہ کرامت سے خالی نہین ہی صحرا مین جو آئے دیکھا اشمار دیوکش اور
فیروزہ لڑرہے ہین بادشاہ بھی مصروف جنگ ہوئے بادشاہ نے آکر نعرہ کیا چنانچہ
کہ اشمار لڑرہا تھا اور غول گھیرے ہوئے تھے مگر نعرہ شاہ سنکر جان آگئی نعرہ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
منم شیر دل صف شکن نوجوان	نہال گلستان صاحبقران
اگر تیغ کین برکشم از غلاف	ز لرزد فتد در رسیلان مصاف
گر تیغ بر سنگ خارہ زنم	زگاو زمین بیخ و بن برکنم

بادشاہ شمشیر زنی کرنے لگے تمام غول سویزکھا چکے تھین بیہوش ہو ہوکے گر رہے
ہین تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوئے ایک غول کلان نعرہ کرتا ہوا آیا
چوبدست آکر لگائی بادشاہ نے چوبدست کو قلم کیا اُس غول نے ایک چیخ ماری
کہ منم ہیتالک غول بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا ہیتالک کے دو ٹکڑے ہوئے
اُس غول کلان کا مارے جانا کہ جو غول باقی تھے وہ بھاگے بادشاہ نے فیروزہ سے
کہا تم انکو لیکر لشکر مین چلو مین آتا ہون اشمار و فیروزہ طرف لشکر کے گئے بادشاہ
طرف روشنی کے چلے پہاڑ پر چڑھ کے جب بلندی پر پہونچے تسبیح خوانی کی آواز
آئی دیکھا وہ مرد بزرگ جو خواب مین تشریف لائے تھے بیٹھے ہوئے ذکر خدا
کر رہے ہین سعد اُنکے قریب پہونچے جھک کر باادب سلام کیا اُنھون نے اٹھکر
سعد کو گلے سے لگایا فرمایا ای نور نظر ہم تمھارے اشتیاق مین تھے مناسب یہ ہی

کہ ہمسے تحفہ لو اور فتح طلسم کا ارادہ کرو شاید طلسم فتح ہوجانے یہ طلسم نہایت سخت و
صعب ہی اول ہمنے اشجار تاجدار کو ہدایت کی اور تمھارے پاس بھیجا جب دیکھا
کہ تم میاں نہیں آتے خواب میں جاکر اطلاع کی یہ فرماکر زبرجد دوسرا ایک تختی
نکالی فرمایا یہ لوح محفوظ ہی کسی کا سحر تمپر تاثیر نہ کریگا بادشاہ نے اُس لوح کو آنکھوں
آنکھوں سے لگایا اور گلے میں ڈالا اُن بزرگ سے رخصت ہوے اُن بزرگ نے
بوقت رخصت فرمایا کہ اِسکو بحفاظت رکھنا کہ سے ساحروں کے بچنا ایسا
نہ ہو دم دیکر تمسے لے لیں بادشاہ پہاڑ سے اُترے صحرا میں آکر دیکھا کہ قیروزہ
کھڑا ہوا رو رہا ہی پوچھا سعد نے کہ ای قیروزہ کیا ہوا قیروزہ نے عرض کی کہ آپکے
جانے کے بعد ایک ساحر آیا اشجار دیوکش کو اٹھالے گیا غلام ایک غار میں چھپ
گیا تھا ورنہ مجھکو بھی لیجاتا نہایت بدصورت تھا بادشاہ جہجاہ ہمراہ قیروزہ وایسے
جانب چلے دیکھا ہوا ادر سے چل رہی ہی کہ قدم نہیں جمتے تختی کو دیکھا نوشتہ پایا
کہ اس اسم کو ورد زبان رکھو تب مقام پر بادانگیز کے پہونچوگے بادشاہ اسم
پڑھتے ہوے چلے چند دروں کو طو کیا ایک درے سے دیکھا کہ ہوا نکل رہی ہی
قریب آکر دیکھا کہ ایک ساحر مہیب صورت اشجار دیوکش کو ذبح کیا چاہتا ہی
بادشاہ نے نعرہ کیا کہ او ملعون بندۂ خدا کو ذبح کرتا ہی خبردار ہاتھ ہٹالے وہ ساحر
اپنے مقام سے اُٹھا اشجار دیوکش کہ اُسکے سحر میں پھنسا ہو اُسی طرح بیہوش پڑا ہی
جسم کو جنبش نہیں اُس ساحر نے اُٹھکر بادشاہ پر سحر کیا بادشاہ نے لوح محفوظ کو
سامنے کیا سحر اُسکا باطل ہوا اُس ساحر نے پکار کر آواز دی کہ او نوجوان تو بھی
کسی گروہ کا سوندھا ہوا ہی کہ میرا سحر تاثیر نہیں کرتا بادشاہ قریب پہونچے بادانگیز
نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر اپنا وار کیا بادانگیز نے سر آگے کر دیا
ساحر کے دو ٹکڑے ہوے مرنا اُسکا کہ پہاڑ گر پڑا بادشاہ جہجاہ اشجار کو ساتھ
لیکر درۂ کوہ سے نکلے اشجار نے ہاتھوں کو بوسہ دیا چونکہ خود بہادر ہی جرأت کی
تعریفیں کرتا تھا بادشاہ اُسکو ساتھ لیکر لشکر میں آئے دیکھا لشکر پر ایک دھواں

چھایا ہوا ہی بادشاہ نے قریب آکر لوح کو چمکایا وہ دھوان برطرف ہوا دیکھا ایک درخت پر ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی بادشاہ نے للکارا کہ او مکار مخفی ہوکر سحر کرتا ہی اگر دعوی سحر ہی تو ظاہر ہوکر آ وہ ساحر شاخ سے کود پڑا چاہا کمر مین ہاتھ ڈالکے اڑجائے بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا ساحر منھ کے بھل جھکا بادشاہ نے ایک تمانچہ مار دیا کہ سر دخان جادو کا اڑ گیا دخان کو مار کر باپ بیٹے کو ملوایا اشجار تاجدار تعریفین کرتا تھا کہ آپ نے بڑی مشکل آسان کی بادشاہ اسی مقام پر اترے کہ دوسرے دن صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار جوان پشت پر مقابلہ سعد مین آکر اترا اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ نے غضب کیا کہ دخان جادو کو مارا بہتر یہی کہ آکر اطاعت کیجیے سعد نے جواب دیا ای عیوق مردم درجو تجھسے ہوسکے قصور نکر عیوق نے طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے جواب مین حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے عیوق نکلا اشمار دیوکش نے جاکر مقابلہ کیا مگر کسی وجہ مین زخمی ہوا عیوق نے پکارا کہ اس شکار زبون کو لیجائیے اور آپ میرے مقابلے مین تشریف لائیے مین مشتاق ہون سعد شہریار گھوڑا بڑھا کر مقابلے مین عیوق کے آئے عیوق نے جو جمال بے مثال دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا جھک کر سلام کیا کہا ای شہریار اس مقام تک آنا کیونکر ہوا بادشاہ نے فرمایا بیتاب الک غول نے اشمار دیوکش کو گرفتار کیا تھا مین اسکی رہائی کو آیا تھا شکر کرتا ہون اس پروردگار کا کہ وہ رہا ہوا دخان و باد انگیز قتل ہوے عیوق نے عرض کی ایک عرض غلام کی ہی کہ سامنے کوہ پر شبیوخ قزاق رہتا ہی اسکی دختہ رعنا بانو پہ عاشق ہون مگر وہ نہین قبول کرتا امیدوار ہون کہ تشریف لے چلیے معشوقہ میری مجھکو دلوا دیجیے اور گینڈے سے کود کر قدمون کو بوسہ دیا بادشاہ نے سنکر فرمایا مین ضرور چلونگا عیوق کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے عیوق کی دھوم سے دعوت کی محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی عیوق پہلوان خدمت مین حاضر ہی ناچ ہورہا ہی مطربان خوش آواز یہ غزل عاشقانہ گارہے ہین نظم

دیر سے میں حرم مین جا نکلا | بتکدہ خانۂ خدا نکلا
جسکے بیمار آملا وہ مسیح | دردِ حق مین مرے دوا نکلا
دیکھا کثرت مین جلوۂ وحدت | جسکو سمجھے تھے بت خدا نکلا
دل کا عقدہ نہ ایک بھی کھولا | نارسا گیسوِ رسا نکلا
عندلیبو فروغ رنگ چمن | اثر معجزہ صبا نکلا
خضر رہ ہو گیا دل وحشی | راہ گم کردہ رہنما نکلا
جام کو جم بنا کے پچتایا | دل جو جام جہان نما نکلا
شام سے صبح تک نہین سلجھا | گیسوِ یار اِک بلا نکلا
نہر لایا غریق رحمت ہو | ق | بحر اُلفت کا آشنا نکلا
واہ کیا پاکباز تھا فرہاد | پارسی شخص پارسا نکلا
حُسن دلکش مین دلربا کے نظام | اثر جذب کہربا نکلا

شیبوخ قزاق بالا سے کوہ بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ عیوق پہلوان مسلمان ہو اسعد شہریار کو لیکر آتا ہو محفل مین اپنی صلاح کی کہ کیون یارو کیا تدبیر کرین عیار اِسکا شبخواب نیر رو اپنے مقام سے اُٹھا کہا مین اُسے گرفتار کر کے لاتا ہون یہ کہکے شبخواب چلا بہ صورت مبدل لشکر اسلام مین آیا تحقیق کرتا پھرتا ہو کہ سعد شہریار کسوقت بر آمد ہوتے ہین قضائے کار اُدھر سے فیروزہ آتا تھا اُسنے فیروزہ سے پوچھا کہ سعد شہریار کب بر آمد ہوتے ہین فیروزہ نے چشم و ابرو دیکھے سمجھ گیا کہ یہ عیار ہو کہا وہ دیکھو سامنے سعد کھڑے ہین جیسے ہی شبخواب پلٹا فیروزہ نے حلقہ ہائے کمند مارے شبخواب گرفتار ہوا فیروزہ نے مشکین باندھین کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا صاف صاف بتا کہ تو کون ہو شبخواب کانپنے لگا کہا مین شیبوخ قزاق کا عیار ہون برائے گرفتاری آیا تھا مگر خود گرفتار ہوا مین آپ کی اطاعت کرتا ہون فیروزہ نے کہا او مکار مین عمرو کا فرزند ہون تیرو پہچانتا ہون صاف صاف کہہ شبخواب قدمون پر گر پڑا کہا آپ مجھکو رہا کرین مین کیسے تو رعنا پالو کو لاؤن

اور اگر حکم دیجیے تو شیبوخ کو پکڑ لاؤن فیروزہ نے کہا اب صاف صاف کہتے ہو
تمھارا کہنا لایق اعتبار ہی شبخواب فیروزہ کا شاگرد ہوا کہا اب جاکے رعنا بانوکو
خبر کرتا ہون شاید میرے ساتھ چلی آئے یہ کہکے شبخواب روانہ ہوا بالاے کوہ
آیا شیبوخ نے پوچھا ای مہتر کیا کیا شبخواب نے کہا تدبیر کر آیا ہون مقام نشست
و برخاست دیکھ آیا اب گرفتار کر لاؤنگا شیبوخ سے یہ کہکر اندر محل مین آیا رعنا
نے پوچھا کہ ای شبخواب کہو کیا انجام ہوا شبخواب نے کہا کنارے چلیے تو مین
عرض کرون رعنا جب کنارے آئی تو شبخواب نے کل کیفیت اصلی بیان کی کہ
لشکر مین گیا تھا فیروزہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوا اُسکا شاگرد ہوکر آیا ہون رعنا
نے کہا ای شبخواب تو نے عجب مژدہ سُنایا اگر تو مجھکو لے چلے تو مین نکل چلون سعد
شہریار کے ساتھ عیوق آیا ہی باپ کو میرے بڑا تردد ہی جب مین نکلجاؤنگی تب
خاموش ہو رہے گا مین چاہتی ہون آپس مین فساد نہ ہوا اور یہ بھی سنا ہی کہ
سعد شہریار فتاح طلسم نوخیز جمشیدی ہین جو اُنسے مقابلہ کرتا ہی وہ زیر ہوتا ہی
پھر شیبوخ مین کیا شاخ ہی کہ سعد سے مقابلہ کرینگے شبخواب نے رعنا بانو سے
اقرار کیا کہ مین شب کو زیر کوہ کھڑا رہونگا آپ اُتر آئیے گا مین آپ کو لے چلونگا
یہ وعدہ کرکے باہر نکلا شب کو زیر کوہ آکر ٹھہرا رعنا بانو بموجب وعدہ اُٹھی کمند
لٹکا کر اُتری شبخواب نے کہا ای ملکہ وعدہ تو پختہ کیا اب میرا اعتبار ہوگا فیروزہ
کو یقین نہ تھا کہ مین خیرخواہی کرونگا رعنا کو ساتھ لیکر چلا شیبوخ پڑا سو رہا تھا
کہ ایک کنیز نے آکر شیبوخ کو خبر دی کہ حضور صاحبزادی آپ کی نکل گئین شیبوخ
جھلا کر اُٹھا تیغہ کھینچے ہوے پہاڑ سے پھاند پڑا دیکھا سامنے رعنا بانو جاتی ہی للکا
کر او شوخ دیدہ و او گیسو بُریدہ ننگ خاندان تجھکو کب جانے دیتا ہون رعنا نے
کمان کاندھے سے اُتاری شبخواب نے بھی تبر جبڑا یہ دونون تیار رہے ہین
شیبوخ چاہتا ہی آگے بڑھون مگر خوف سے آگے نہین بڑھ سکتا قزاقون نے
جو سُنا کہ افسر ہمارا اکیلا گیا ہی کئی ہزار قزاق پہاڑ سے اُترے اُسوقت پہونچے

کہ رعنا و شبخواب ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوئے تیر مار رہے ہین سب نے کہا ای آقاے نامدار آپ تامل فرمائیے ہم گرفتار کیے لاتے ہین شبیو خ رُ کا قزاقون نے گھوڑے بڑھاے رعنا نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای کس بیکسان مین نے تیر ادین اختیار کیا ہو ان ظالمون کی بدعت سے بچالے صبح ہو چکی تھی کہ صحراے گرد اُڑی وہیہیم تاجدار نے کہ براے شکار نکلا تھا دیکھا کہ ایک مہ جبین اور ایک عیار لرزان و ترسان حیران و پریشان ایک نخل کے نیچے کھڑے ہین وہین سے للکارا کہ او سوار و خبردار قریب اِس غریب کے نہ آنا او نا زنین نہ گھبرانا یہ کہکے سوار وہیں جا پڑا شبیوخ نے دیکھا کہ وہیہیم تاجدار مصروف جنگ ہو آپ بھی لڑنے لگا وہیہیم تاجدار کے قریب پہونچا ہاتھ تلوار کا مار دیا وہیہیم نے روک کر جواب مین ہاتھ مارا کہ شبیوخ کے دو ٹکڑے ہوئے قزاقون کو مار کر بھگا یا جب سب بھاگ گئے تو گھوڑا اُڑا کر قریب رعنا کے آیا کہا ای محبوب مرغوب مین بادشاہ قلعۂ وہیہیہ ہون اِس قزاق کو ایک ہاتھ مین مارا تو میرے ساتھ چل خاتون محل بنا و نگار رعنا نے کچھ جواب نہ دیا مگر دل کانپ گیا بیقراری مین زبان سے یہ نکلا کہ ای تاجدار ہمارا تو یہ حال ہے

نظم

داغ دل چمکا خیال عارض پر نور سے
ہو گیا روشن چراغ اپنا چراغ طور سے

زخمی ہون تیغ نگاہ نرگس مخمور سے
ٹپکتی ہو مرے ہر زخم کے انگور سے

کب ہوا مار سیہ کے سامنے روشن چراغ
بھاگتا ہو آفتاب اپنی شب دیجور سے

فصل گل کرتی ہو بالیدہ و بے رنگ گل مجھے
جامۂ وحشت زیادہ ہو فزا دستور سے

آسمین ہو آب بقا اور آسمین ہو زہر فنا
کیا ہو ظلمت کو مثال اپنی شب دیجور سے

پیرزن نے کوہ کن کا کام آخر کر دیا
زور کا کچھ بس نہین چلتا ہو ہرگز زور سے

نغمۂ مطرب سے مجلس مست ایسی ہو گئی
مو چھلک پڑتی ہو ہر دم کاسۂ طنبور سے

پا شکستہ جو ہو کرتا ہو جہان مین سلطنت
یہ صدا آتی ہو ہر دم تربت تیمور سے

وصف لب کرتا ہون اِک برق تجلی کا رقم
بھر خامہ شاخ منگوائی ہو نخل طور سے

دیہیم نے یہ اشعار سنکر ملازمون کو اشارہ کیا کہ محافہ لاؤ شبخواب سے کہا میان عیار
تم کہو شبخواب تو بہت تیز و طرار ہو یہ قدمون پر گر پڑا کہا مین ملازم ہمیشہ حضور
کے ساتھ رہونگا اگر حکم ہو تو باتہا سے عیاری لے آؤن دیہیم نے کہا اچھا جا اور رعنا
روتی ہوئی جاتی ہو کہتی ہو اے تاجدار تو ناحق مجھپر ظلم کرتا ہو مین جسکی خواہان ہوں اُسیکے
پاس جاؤنگی دیہیم جواب دیتا ہو کہ او سرکش تجھکو جلکر قید کرونگا آخر مجھکو قبول کریگی
شبخواب جو بھاگا لشکر سعد مین آیا فیروزہ سے خبر کی کہ اسثنا و مین رعنا بانو کو لاتا
تھا راہ مین دیہیم تاجدار ملا اُسنے ملکہ کو چھین لیا اور شبوخ مارا گیا سعد فوراً
سوار ہوئے اشمار دیوکش و اشجار تاجدار ہمراہ ہین اثنا ے راہ مین آگے روکا
عیوق بھی روتا ہوا ہمراہ ہو سعد فرماتے ہین کیون گھبراتے ہو مین دیہیم کو نہ جانے
دونگا عیوق کو سمجھا کے گھوڑا بڑھایا سامنے آکر نعرہ کیا کہ او دیہیم تاجدار نابکار
عورت کو لیے جاتا ہو بہتر یہ ہو کہ تو ٹھہر جا دیہیم تاجدار کو اپنے زور پر بڑا ناز ہو گھوڑا
بڑھا کے مقابلہ سعد مین آیا بعد گفتگو ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا دونون جوان گھوڑے سے اُترے کشتی ہونے لگی دو پہر مین سعد نے دیہیم
کو اٹھا لیا دیہیم نے آواز دی الامان اِسی کا امیدوار تھا کہ جو مجھکو زیر کرے اُسکی
اطاعت کرون سعد نے چھوڑ دیا عیوق نے آکر محافہ پر قبضہ کیا ان سب کو لیکر
لشکر مین آئے عیوق کا عقد ساتھ رعنا بانو کے کیا اب کل لشکر تیار کرکے طرف
دربند چہارم کے چلے لیکن دربند چہارم والے بے وارث ہو رہے تھے آ کے
سعد کی اطاعت کی چار دربند سعد کے قبضے مین آئے اب سعد طرف دربند پنجم کے
چلے لشکر گران ساتھ ہو عیوق پہلوان واشجار تاجدار و اشمار دیوکش وغیرہ ہمراہ
ہین کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان کہ طرفِ خانۂ کعبہ
گئے تھے مقابلہ ہونا اسلم زنگی سے اور اسلم کا بھاگنا صاحبقران کا

تعاقب کرنا اور راہ سے ایک جادوگرنی کا صاحبقران کو اٹھا لیجانا

باقی حالات متعلقہ داستان ہذا - وساقی نامہ مصنف

ای بحر قلم روان ہو جلدی — ہے اب تو طلسم پہ لڑائی
سلطان سر پہ لامکان ہین — کعبہ پہ یورش ہین کافران ہین
پہونچا دے اسیر کو برابر — ہے جوش نہین بحر طبع احقر
اسلم زنگی جو بھیجا ہے — کعبے پہ وہی تو آگیا ہے
پہونچین جو امیر با لیاقت — ظاہر ہو جری کا زور طاقت
بھاگے اسلم بہ نامرادی — ہو مالک کعبہ کو بھی شادی
اک دشت مین جاکے آخر کار — اسلم جو ہوا وہان نمودار
اُس گرد نے جبکہ اسکو روکا — ہنگامہ جنگ تھا مہیا
اک ساحرہ فکر مین لگی تھی — گویا کہ پہاڑ پر کھڑی تھی
لیکر وہ امیر کو بصد جاہ — لے پہونچی وہ اپنے گھر پہ ناگاہ
اس نوکر سے فائدہ قمر کو — لکھتا ہون مین حالت سفر کو

چہرہ بادیہ پیمایان منازل صعوبت وجادونگاران صحائف مشقت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف ہو اخواہان بانداز معانی + چنین آمد جنس نکتہ دانی + کہ اسلم زنگی نے آکر قلعے کو گھیرا ہے خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو نامہ لکھا اور اسلم سے مہلت لی جب اسلم نے دیکھا کہ دن مہلت کے گذر گئے تو کہلا بھیجا کہ کل مین قلعے مین آؤنگا خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ جو اُس سے ہو سکے وہ کرے جسکا گھر ہے وہی حفاظت کریگا وہ سب بات پر قادر ہے ہر مقام پر حاضر و ناظر ہے اسلم نے طبل یورش بجوایا خواجہ عبدالمطلب کے بموجب حکم سب عرب قلعے کے اندر چھپے ہوے ہین مگر خواجہ عبدالمطلب قریب سنگ اسود تشریف لائے بوسہ دیکر دعا کی کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز

اِس دشمن کے ہاتھ سے بچائے یہ دعا کرکے آنکھ بند ہوگئی عالم خواب مین دیکھا
کہ عین وقت پر صاحبقران آئے ہین اسلم یا تو قلعے مین آتا تھا یا طرف صحرا کے
بھاگا اور صاحبقران اُسکے تعاقب مین گئے خواجہ عبدالمطلب خوشی خوشی
اُٹھے سب کو مژدہ دیا کہ کل میرا فرزند آئیگا سب کو بالائے قلعہ لیکر بیٹھے مگر اسلم صبح کو
سوار ہوا فوج لیکر چلا قلعے سے گولہ پڑنے لگا کئی ہزار زنگی مارے گئے اسلم نے
جھلا کر گرز اُٹھایا اکیلا طرف قلعے کے چلا کہتا ہوا کہ مین فوج کے بھروسے پر نہین
ہون تنہا قلعہ فتح کرونگا سب عربون کو شکست دونگا گولون کو رد کرتا ہوا چلا
قریب خندق پہونچکر گینڈے سے اُترا خواجہ عبدالمطلب نے دست دعا
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے بے نیاز و اے رب کارساز وقت مدد ہے رباعی

اے خالق ہر بلند و پستی	بخشش چیز عطا بکن ز ہستی
علم و عمل و فراخ دستی	ایمان و امان تو تندرستی

اے رحیم و کریم اِس دشمن کے ہاتھ سے بچالے اسلم نے قصد کیا کہ خندق فرازن
کہ صحرا سے گرد اُڑی سب اُسی طرف دیکھنے لگے سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ
ہوا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان آئے امیر نے جو دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال برسر
خندق جھوم رہا ہے وہین سے نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر آگے قدم نہ بڑھانا خانہ
خدا مین نہ جانا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا اور نعرہ کرکے جھپٹے نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

منم ہزبر بیشۂ عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان یہ فرماکر طرف اسلم کے چلے اسلم نے
بھی صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا امیر نے فوج کو اشارہ کیا فوج اسلم پر جا پڑی
عمرو نے حقہ ہائے آتشبازی مارے زنگی جلنے لگے مقبل تیر و کمان سے لڑنے لگا
مگر اسلم زنگی مقابلۂ صاحبقران مین آیا نیزہ مارا امیر نے نیزہ اسلم کا توڑ ڈالا اسلم

نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور ہاتھہ تلوار کا مارا امیر نے تلوار اسکی روک کر تیغہ عقرب
کا ہاتھہ مارا کہ شانہ اسلم کا جھول پڑا امیر نے فرمایا تیرے وار کا مشتاق ہون مگر
اسلم نے کہا مین شانہ اپنا بالکل ہرا آؤن یہ کہکے گینڈا اپنا پھیر بھاگا ہوا لشکر مین آیا
کہا یارو فتح ہوتے مجھے معلوم نہین ہوتی لہذا بھاگ چلو یہ کہکے فوج کو پیچھے لیا آپ
آگے ہوا گینڈا بھگاتا ہوا چلا امیر نے پیچھا کیا سب فوج والے پیچھے رہگئے مگر عمرو
رکاب سے لپٹا ہوا ہے صاحبقران تعاقب مین اسلم کے جاتے ہین ایک صحرا مین
پہونچکر امیر نے اشقر تیز کیا سامنے آکر اسلم کو روکا اسلم پلٹا کہ صاحبقران سے
مقابلہ کرون قضائے کار ماہ جادو کہ مدت سے صاحبقران پر عاشق ہے ایک پہاڑ
پر کھڑی دیکھ رہی تھی امیر کو جو دیکھا شگفتہ ہوگئی تڑپ کے گری صاحبقران کی کمر
مین پنجہ دیا عمرو کو بھی اٹھالیا اس زور سے ہکہ مارا کہ متموج ہوا سے دونون کی
آنکھین بند ہوگئین ماہ جادو امیر کو بہ محبت دیکھ رہی ہے اور عمرو کو دیکھکر کہا کہ اسے
بن مالس کہون یا جلمالس یا کسی جزیرے کا جانور ہے غرض کہ دنیا کو طے کرکے قریب
جبل اعلی پہونچی جبل اعلی سے گذر کر باغ مین اپنے کہ عین طلسم نوخیز مین ہے امیر و عمرو کو
لاکر اتارا امیر کو ہوشیار کیا خواجہ بھی ہوشیار ہوئے ماہ جادو نے ہنسکر کہا یا
صاحبقران مین تمپر عاشق ہون مدت سے تلاش مین تھی آج صحرا مین پایا آپکو
اٹھالائی لیکن یہ دوسرا کون جانور ہے امیر نے مسکرا کر فرمایا ہمارے لشکر کا قاضی
ہے سب کا عقد پڑھتا ہے ماہ جادو نے خوش ہوکر کہا کہ اچھا ہوا مین اسکو بھی لائی
امیر نے فرمایا ہان خواجہ سرتا بھرتا کرو خواجہ نے کہا ای ماہ جادو تم دلھن بنکے
بیٹھو اور حمزہ کو دولھا بناؤ تو مین نکاح پڑھون لیکن کشتی منگواؤ شربت بنواؤ
ماہ جادو اٹھی ایک کشتی مین قند کے کوزے اور نقل اور کئی توڑے اشرفیونکے
لاکر رکھے عمرو نے شربت بنایا بیہوشی ملاکر ماہ جادو کو پلایا ماہ جادو پیتے ہی
گھبرا گئی گھبرا کر اٹھی لڑکھڑا کر گری عمرو نے ماہ جادو کا سر کاٹا مال وہان کا سب
لوٹ لیا امیر و عمرو باغ سے نکلے جیسے ہی باغ سے نکلے دیکھا ایک دیو آتا ہے امیر نے

ٹھہر اگر کہا خواجہ پردۂ قاف مین آگئے ہم یہ نہ سمجھے تھے اُس دیو نے جھپٹ کر ہاتھہ بڑھایا کہ امیر کو کھا لیوین امیر نے تیغۂ عقرب سلیمانی سے اُسے قتل کیا مار کر دیو کو آگے بڑھے ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک بادشاہ شکار کھیلتا ہے آتا ہی اُسنے جو دور سے صاحبقران کو دیکھا پکار کر کہا یارو کوچک سلیمان آگیا اسکو گرفتار کر لو ورنہ یہ سعد کی مدد کریگا فوج آپڑی صاحبقران تلوار کھینچکر لڑنے لگے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم ماہتاب سپہر کمال	منم اختر برج عز و جلال
سمندون زہ پشم فرارہ می شدہ	زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران درجہان نام شد

امیر لڑتے بھڑتے قریب اُس بادشاہ کے پہونچے اُسنے ہاتھہ تلوار کا مارا امیر نے اُسکو اُٹھا لیا اِس تاجدار کا مہلیل خارہ شکن نام ہو بہ صدق دل مسلمان ہوا کہا یا صاحبقران مجھکو ایک مہم درپیش ہو میری مدد کیجیے صاحبقران نے فرمایا جو تو کہیگا وہ قبول کرونگا صاحبقران کو مرکب پر سوار کیا اپنے قلعۂ مہانیہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے بہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگے نظم

مسیحا تجھکو درد عشق کو تیرے دوا سمجھے	تری خاک قدم کو اوصنم خاک شفا سمجھے
ہمین تم بیوفا اغیار کو تم باوفا سمجھے	سمجھ پہ آفرین ہو آپکی سمجھے تو کیا سمجھے
تمھارے غم کو شادی جانتے ہین رنج کو راحت	شہید ناز کوچے کو تمھارے کربلا سمجھے
جفا سے باز اُسغم سے لبون پر جان آئی ہی	ارے او ناسمجھ اب بھی سمجھ تجھسے خدا سمجھے
ہوئی گر جان صدقے عاشقونکی تیرے صدقہ سے	تغافل کیش کیا پروا تجھے تیری بلا سمجھے
فراق یار مین اوقات کاٹی اِس مصیبت سے	دنون کو روز محشر رات کو کالی بلا سمجھے
خیال گلبدن مین سیر گلشن کی جواے بلبل	تو عارض گل کو اور سنبل کو ہم زلف رسا سمجھے
طریق عشق مین ایمان جانا کفر کو ہمنے	مکان اُس بت کا قبلہ نقش پا قبلہ نما سمجھے

رخ و زلف صنم ہمکو نظر آئے جو اہر عنا	اِسے والّلیل سمجھے اور اُسے بدر الدجیٰ سمجھے

امیر نے بیٹھ کر دیکھا کہ مہلیل خارہ شکن بیقرار زار زار رو رہا ہی امیر نے اشارہ کیا کہ گانا موقوف رکھو کیونکہ اے شاہ باعث بیقراری کیا ہی مہلیل ہاتھ باندھکر اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی کیا گذارش کرون کس زبان سے اپنا حال زار کہون دختر میری موسوم بہ نازچہر فنون سپاہگری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق بیشے مین شکار کھیلتی تھی اکثر گنوارون نے چاہا کہ اُسپر دست انداز ہون مگر اُسنے جرأت سے کام لیا اُنکو اپنے قریب نہ آنے دیا کئی گنوار اُسکے ہاتھ سے مارے گئے مشہور ہو گیا کہ یہ عورت بدکار نہین ہی ایک دن شکار کھیلتی ہوئی صحراے عجائب نگار مین پہونچی اخفش جادو کہ اُسی صحرا کا حاکم ہی اخفش کی جو نگاہ اُسکے جمال بیمثال پر پڑی لپینے لپینے ہو گیا اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا کودے اُتر آ آواز دی اے بہادر ٹھہر جا اُسنے مرکب اپنا روک لیا اخفش قریب آیا سوال وصل کیا اُس پاک دامن نے جوابدیا کہ او سیاہ رو کیا بیہودہ بکتا ہی کیا تو نے بازاری کسبی سمجھا ہی مین واسطے شکار کے چلی آئی تو ایسے کلمات نادرست کہتا ہی پس اخفش نے غصے مین نازچہر کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑا ہرچند کہ تڑپی پھڑکی مگر اخفش نے نہ چھوڑا لیکر اپنے باغ مین آیا کر کنیزون کو بلایا کہا اسکی خاطر کرو خاطر ہونے لگی کنیزون نے کہا اے ملکۂ عالم یہ ساحر زبردست ہی ایسا نہ ہو ظلم کرے لہذا اِسکا کہنا قبول کر لیجیے تشنۂ شربت وصل ہی ایسا نہ ہو کہ آپ پر جبر کرے تو آپ اپنے آپ سے باہر ہو جائیے گا نازچہر مردانہ مزاج ہی غصے مین جواب دیا کہ اخفش سے کہو جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر میرا پروردگار مجھکو بچائیگا اسکی کیا مجال ہی کہ مجھپر جبر کرے کنیزون نے اخفش کو اطلاع کی کہ وہ ظالم نہین مانتی اُس ظالم نے نازچہر کو ایک قفس آہنی مین بند کیا اور شب کو ہر روز بلواتا ہی کنیزین سمجھاتی ہین مگر اُسنے ابتک قبول نہین کیا امیدوار ہون کہ اُسکو قید سے رہا کرا دیجیے غلام بصدق دل مسلمان ہوا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا اے تاجدار جلیل اِسقدر بیقرار نہ ہو مہلیل نے کہا اے شہریار وہ دختر مجھکو فرزندونسے

بہتر تھی دیکھیے کیا جفا اُٹھا رہی ہو مگر کہنا اُسکا نہین مانتی صاحبقران نے فرمایا کہ
انشاء اللہ تمھاری دختر کو تمسے ملا ؤنگا یہ فرما کر صاحبقران اُٹھے فرمایا ای مہلیل تم رہ
مقام چیلکر مجھکو بتا دو انشاء اللہ اخفش کو قتل کرونگا اور تمھاری صاحبزادی کو رہا
کر دونگا دوسرے دن صاحبقران مہلیل کو ساتھ لیکر طرف صحرائے عجائب نگار
کے چلے بعد کئی دن کے اُس صحرا مین پہونچے دیکھا سبزہ نایاب درخت لاجواب
پھولون سے تمام جنگل بھرا ہوا ہی طائران زمزمہ سرا بہ صد رعنائی زمزمہ سرائی کر رہے
ہین صاحبقران صحرا کو دیکھتے ہوئے قریب در باغ پہونچے مہلیل و عمرو کو باہر چھوڑا
آپ اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا عجب طرح کا باغ ہی درخت سوکھے ہوئے سبزہ
سر ڈالے ہوئے زاغ و زغن سر اُٹھا اُٹھا کر غل مچا رہے ہین صاحبقران قریب
بارہ دری کے پہونچے قفس سے ناز چہر کی نگاہ جو جمال بیمثال صاحبقران پر پڑی
پکار کر آواز دی کہ او نوجوان اسطرف نہ آنا یہ مقام سحر سے معمور ہی اخفش جادو
حاکم یہان کا بر اسے شکار کیا ہی ایسا نہ ہو آجاے صاحبقران نے بہ نگاہ محبت
ناز چہر کو دیکھا اُدھر سے تیور ناز چہر نے ڈالے تیر مژگان جو کمان خانۂ ابروین
لیس تھے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوئے صاحبقران نے کلیجا اپنا
تھام لیا ناز چہر پسینے پسینے رنگت زرد لب پر آہ سرد دل مین درد مگر صاحبقران
قریب قفس پہونچے ہر چند ناز چہر نے منع کیا کہ قفس کو ہاتھ نہ لگائیے صاحبقران
نے جوش محبت مین قفس توڑ ڈالا ناز چہر نے نکلتے ہی عرض کی ای شہریار آپ نے
غضب کیا اخفش نہ جانے دیگا اگر ہزار کوس جائیے گا تو روکیگا صاحبقران نے
فرمایا ای ناز چہر تو مجھے واقف نہین ہی منم کوچک سلیمان مالک اسم اعظم الٰہی مورد
فیوض نا متناہی کل پردۂ قاف کو تسخیر کیا بہ عنایت پروردگار عفریت میرے
ہاتھ سے مارا گیا اور آسمان پری میری زوجہ و قریشنہ سلطان دختر ہی پردۂ دنیا
مین دارا و نوشیروان مشہور ہون دو بیٹیان شاہ کی میرے عقد مین آئین ساحر
کی کیا حقیقت ہی عنایت پروردگار چاہیے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی ناز چہر نے

کہا ای شہریار ہوشیار ہو جائیے یکایک باغ پر آکر وہ آندھی اسطرح چھائی کہ رعد کی
گرج برق کی چمک تمام باغ سیاہ ہو گیا صاحبقران زمان نے اسم اعظم پڑھکر دم
کیا ابر پھٹا ایک ساحر سیاہ رو بدخو استخوان انسان کے مالے گلے مین پہنے ہوے
بال تا بہ کمر لٹکتے ہوے بہ جوش و خروش پیدا ہوا اپنی معشوقہ کو دیکھا کہ بیرون
قفس کھڑی ہو ایک جوان حسین و جمیل تیغہ ہاتھہ مین سامنے کھڑا ہو کچھہ پڑھ رہا ہو
اخفش نے جو یہ معرکہ دیکھا جلگیا وہین سے آواز دی کہ او جوان تو کون ہو میری
معشوقہ کو بہکایا دیکھہ تو کیا آفت برپا کرتا ہون یہ کہکے کودا جھوم کر صاحبقران
پر آپڑا چاہا گردن پکڑکے مروڑ دون صاحبقران نے کلائی پر ہاتھہ ڈالکر ایک
ہکہ مارا کہ منھہ کے بھل جھکا امیر نے گردن پکڑلی مگر اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین امیر
نے اخفش کو دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے فرمایا کہ اب کہ کیا کہتا ہو مگر پروردگار کو پہچان
سامری و جمشید پر لعنت کر اخفش قدمون پر گر پڑا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی
سے آگاہ ہون آپ کون بزرگ ہین کہ میرے سحر نے جواب دیا بالکل زور نہ چلا
صاحبقران نے فرمایا منم کوچک سلیمان زلزلۂ قاف حمزۂ صاحبقران نام سنکر
اخفش حیران ہو گیا سوا اطاعت کے کچھہ جواب نہ نکلا قدمون پر گر کے
مطیع اسلام ہوا عرض کی حضور یہان کس وجہ سے تشریف لائے صاحبقران نے
فرمایا مین عقب مین اسلم زنگی کے جاتا تھا کہ ماہ جادو ساحرہ مجھکو یہان اٹھا کر
لائی اخفش نے کہا سعد شہریار آپ کا پوتا اس طلسم مین آیا ہو آپکی زوجہ اور دختر
قید ہین مگر غلام آپ کو تا بہ طلسم مذکور لے چلے گا ماہ جادو ملازم سلطان طلسم
تھی اگر وہ کوشش کرتی تو بڑا مطلب نکلتا صاحبقران نے فرمایا وہ تو میرے ہاتھ
سے قتل ہوئی اخفش نے کہا چھٹا دربند کہ وہانکا حاکم امکان فیل زور ہو وہانتک
پہونچا دونگا کیا عجب ہو کہ سعد شہریار سے ملاقات ہو جائے صاحبقران یہ باتین
سنکر اخفش سے بہت خوش ہوے اخفش امیر کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آیا
چند غلام بلا سے امیر کو مسند پر بٹھایا نازچہر پہلو مین امیر کے بیٹھی مگر اخفش اِس

فکر مین مصروف ہی کہ فوج جمع کرکے امیر کا ساتھ دون طرف دربند ششم کے لے چلون امیر نے مہلیل خارہ شکن کو بلوایا ناز چہر سے ملوایا مگر مہلیل خارہ شکن نے جو امیر کو طرف ناز چہر کے متوجہ دیکھا ساعت سعید دریافت کرکے عقد کر دیا امیر نے فرمایا اے ناز چہر مین فی الحال مصیبت مین گرفتار ہون کرشتا ہزادی پر دۂ قاف قید ہی انشاء اللہ بعد انکی رہائی کے تجھسے ضرور وصل ہوگا ناز چہر خاموش ہو رہی مگر دل مین کہتی ہو اس انتظام کو زمانہ چاہیے خدا انکو مظفر و منصور کرے کہ آرزو سے دلی پوری ہو مگر اخفش جادو بارہ ہزار ساحر جمع کرکے گرد باغ کے چھوڑکر طرف امکان جادو کے روانہ ہوا جب دربار مین امکان کے پہونچا دیکھا امکان مصروف تیاری جنگ ہی اخفش نے پوچھا اے شہنشاہ کس سے جنگ در پیش ہی امکان نے بیان کیا کہ یوتا حمزہ کا طرف دربند پنجم کے آتا ہی اُس شاہ نے مجھکو نامہ لکھا ہی مین تدبیر فراہمی لشکر کر رہا ہون تم بھی جاؤ اور جمعیت فوج کرکے آؤ اخفش بہت خوب کہکر پلٹا بخدمت صاحبقران آیا تمام کیفیت عرض کی امیر نے فرمایا اے اخفش جلد کوچ کرو ایسا نہو سعد شہریار پر کوئی آفتا دپڑے اخفش نے عرض کی جسقدر میری قوت تھی اُسقدر فوج جمع کر چکا مہلیل خارہ شکن کو تخت پر بٹھایا اخفش منتظم لشکر ہوا صاحبقران طرف دربند ششم کے چلے امکان کو خبر پہونچی کہ اخفش صاحبقران کے ساتھ ہو گیا یہ لشکر ساحران آتے ہین گھبرا کے ساحرون سے کہا کوئی تم مین سے ایسا ہی کہ صاحبقران زمان کو جاکے لائے ہفت جوش جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین ابھی جاکر صاحبقران کو لایا امکان نے کہا اے ہفت جوش اگر تمنے یہ کام کیا تو بادشاہ طلسم تمکو عزیز رکھیگا ہفت جوش پر پروانہ پیدا کرکے اُڑتا ہوا چلا امیر کو تیسری منزل ہی اخفش نے انتظام کیا ہی ہفت جوش نے آسمان نے دیکھا کہ صاحبقران گھوڑے پہ سوار جاتے ہین تڑپ کر گرا امیر کو اٹھالے گیا امیر اسم اعظم نہ پڑھ سکے سامنے ایک کوہ حد ادستھا اُسپر آکے اُتارا منظور ہوا کہ مشکلین وغیرہ باندھ لون

ابھی امیر کی آنکھ کھلی ایک ساحر کو دیکھا کہ رسن وغیرہ درست کر رہا ہی چاہتا ہی
آکے مشکین باندھوں کہ امیر نے اُٹھکر للکارا کہ او بیحیا تو کون ہی ہفت جوش
نے گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ اُسکا پھٹ کر گرا اکثر سحر کیے مگر کسی سحر نے
تاثیر نہ کی ہفت جوش ناچار ہوا تلوار کھینچکر دوڑا قریب امیر آکر ہاتھ مارا
امیر نے کلائی تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ سر ہفت جوش کا اُڑ گیا کوہ سے اُترے
طرف لشکر کے چلے قریب ایک درہ کوہ کے پہونچے کہ رونے کی آواز کان
مین آئی طرف صدا کے متوجہ ہوے اندر درے کے آکر دیکھا کہ ایک نوجوان
حسین وجمیل بندھا ہوا پڑا ہی مار ان سیاہ گرد ہین اور اپنے کپھن کھولے ہین چاہتے
ہین اُس جوان کو ہلاک کرین وہ جوان اپنے کو بچاتا ہی بلک بلک کر رو رہا ہی
امیر نے قریب آکر فرمایا ای جوان تو کون ہی اُس جوان نے آہ کرکے کہا ای مونس
تنہائی و باعث صبر وشکیبائی کیا حال پوچھتا ہی وہ مصیبت زدہ ہون کہ کوئی معین
و مددگار نہین جب امیر نے حال پوچھا تو اُس جوان نے طرف ماران سیاہ کے
اشارہ کیا کہ انکے خوف سے حال نہین کہہ سکتا امیر نے اسم اعظم پڑھکے دم کیا کہ
وہ ماران سیاہ جل گئے امیر قریب جوان کے بیٹھے حال پرسی کرنے لگے اُس
جوان نے روکر کہا القاس مردم آزار میرا نام ہی سامنے کوہ پر قلعہ ہی وہان کا
حاکم ہون پیشۂ قزاقی کرتا تھا مگر سلطان جادو کہ اس درے کی حاکم ہی مجھکو
اُٹھا لائی لاکر یہان قید کیا برائے شکار گئی ہی جب آتی ہی ہزار طرح کے صدمے
پہونچاتی ہی مجبور و ناچار صدمات سہتا ہون کچھ کر نہین سکتا مگر ابتک تو ثابت
قدم ہون کہ اُسکے دام مین نہین پھنسا اور اُسکے ظلم سے بچا یقین ہی کہ آتی ہو
صاحبقران نے فرمایا ای القاس مردم آزار تمھارا نام کیسا القاس نے کہا
جو کارروان نکلا اُسکو بہ ظلم لوٹ لیا غربا قتل ہوے اسی وجہ سے مردم آزار
لقب ہوا صاحبقران نے فرمایا قزاقی سے توبہ کرو القاس رہ دار نام رکھو
اور جو اِدھر سے گذرے اُسکی ضیافت کرو اپنی محلداری سے بخیر وعافیت نکالدو

اور جو

جہانتک ہوسکے نیکی کرو پروردگار سب مشکلین آسان کریگا القاس کلمہ پڑھکر
بہ صدق دل مسلمان ہوا کہ تھوڑے عرصے مین آگ آسمان سے برسنے لگی القاس
نے کانپ کر کہا اوشہریار وہی مکارہ آتی ہو امیر نے اسم اعظم ورد کیا سنبھلکر بیٹھے
کہ سلطان جادو پیدا ہوئی اپنے قیدی کو جو آزاد دیکھا پکارکر آواز دی کہ او
جوان توکون ہو مجھے بہت پسند آیا اگر میرا وصل اختیار کرے تو القاس کو مین
چھوڑدون تجھکو قبول کرون صاحبقران نے فرمایا او لکاتہ اپنی صورت دیکھ
کیا سمجھکر پسند کرتی ہو جو ہوسکے قصور نہ کر سلطان جادو نے سحر کیا کہ آگ برسنے
لگی مگر امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا آگ نے اُنپر تاثیر نہ کی سلطان جھلاکر بڑھی
کہ چیر پھاڑکر اس جوان کو کھا جاؤن جیسے ہی قریب پہونچی امیر نے ہاتھ تیغہ عقرب
کا اٹھایا سلطان نے جو دیکھا کہ تیغہ برق مثال چمکتا تھرا کر قدمون پر گر پڑی کہا
او شہریار امیدوار ہون کہ نام نامی سے آگاہ ہون امیر نے فرمایا کوچک سلیمان
قاتل عفریت وسمندرون فتاح پردۂ قاف کشندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف شوہر
آسمان پری پدر قریشہ اتفاق سے یہان گذر ہوا سلطان جادو نے کہا اے
کوچک سلیمان مین اطاعت اسلام کرتی ہون مگر کیا قصد ہو امیر نے فرمایا میرا
ارادہ ہو کہ چھٹے دربند پر جاکر امکان جادو سے لڑون واسطے آنے سعد شہریار
کے راستہ پاک کرون اپنے کو تابہ قید آسمان پری پہونچاؤن سلطان نے کہا
کہ کنیز بھی ساتھ چلیگی راہ وغیرہ بتائیگی میرے ساتھ ہونے سے بہت جلد پہونچیے گا
امیر نے فرمایا محبت تمھاری سلطان جادو بھی ہمراہ ہوئی امیر نے القاس و
سلطان کو ساتھ لیا درے سے باہر نکلے ملازمان القاس ڈھونڈھتے پھرتے
تھے اپنے آقا کو دیکھکر گرد پھرنے لگے کہتے تھے اے آقاے نامدار آپ کہان تھے
القاس نے کہا اِن شہریار کے قدمون کو بوسہ دو کہ جنکے عجیب سے رہائی پائی
ورنہ عمر بھر اِسی مقام پر تڑپتے اور رہائی نہ پاتے تم لوگون کی کیا مجال تھی کہ مجھ تک
پہونچتے القاس نے عرض کی میرے قلعے مین چلیے مین سامان دعوت مہیا کرون

امیر مع سلطان قلعۂ القاس مین آئے القاس نے سامان دعوت مہیا کیا
بڑی دھوم سے امیر کی دعوت کی دو پہر سے شب تجاوز کر چکی ہو ایک نازنین
یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو **نظم**

پیا جام مے چشم بتان آج — ہوے پیرانہ سالی مین جوان آج
گریبان سایۂ دامن کرے گا — کہ ہو مشق جنون کا امتحان آج
تصور بھی نہین جاتا وہانتک — مخل ہو چشم بازِ پاسبان آج
اِشارون نے خبر دی مدعا کی — ہوے باہم کلام بے زبان آج
اثر لینے لگا بوسے دعا کے — کہ تھا مطلوب اِک غنچہ دہان آج
صبا سے ہین سبک باری کے دعوے — بڑے بل پر ہو تیرا ناتوان آج
کھنچی شمشیر ہان خالی نہ جائے — یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج
نگاہون سے جہان ہوتا ہو زخمی — لگاتے ہین وہ تیر بے کمان آج
نسیم اپنے کلام پاک سے ہی — بہار گلشن ہندوستان آج

القاس خدمت کر رہا ہو کہ چند قزاق گھبراے ہوے آئے القاس کے کان مین
کچھ کہا القاس نے پریشان ہوکر صاحبقران سے عرض کی ای شہریار آپ تو رخصت
ہوجائیے مجھپر جو گذریگی وہ جھیلونگا اب کیا زندہ پلٹونگا امیر نے فرمایا کیا معرکہ ہی
کہا بادشاہ فیروز بخت تین لاکھ کی فوج سے مجھپر چڑھ آیا ہو چہار جانب سے آکر
گھیرا ہو مین نے اُسکی ارسال لوٹ لی تھی فیروز بخت نہایت زبردست ہو امیر
نے فرمایا ای القاس ایسے وقت مین ہم تمسے جدا نہونگے ہم خود مقابلہ کرین گے
تمنے ہمپر احسان کیا اُسکا احسان کا یہ بدلہ ہو کہ ہم وقت پہ چلے جاوین القاس نے
کہا آپ میرے مہمان ہین مین چاہتا ہون آپ کو تکلیف نہ پہونچے صاحبقران نے
فرمایا جنگ تو ہمارا اُٹھہ پہر کام ہو اِسی لڑائی مین نام ہو القاس نے کہا ای
شہریار اُسکے ساتھہ فوج بہت ہو امیر نے فرمایا دو لفادُلعین سے مقابلہ پڑتا ہو
برائی سب الگ ہوجاتے ہین انشاء اللہ دیکھنا کیسی جنگ پڑیگی القاس کو سمجھا کر

صاحبقران نے بٹھایا مگر فیروز بخت نے طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین نقارے
بجے صبح کو لشکر آکر میدان مین جمے فیروز بخت نے دور سے دیکھا کہ سب کے آگے
ایک جوان آفتاب جمال مرکب پر سوار کھڑا ہو مگر شیر صولت رستم جلالت چہرے سے
آثار فتح جنگ ہویدا او ظاہر گیند ابر ٹھاکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا
مرگ کی ہو وہ نکلے او القاس قزاق تو نے غضب کیا کہ مابدولت کی اورسال سب
لوٹ لی آج مین نے تجھکو زیر کوہ پایا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا القاس نے ارادہ
کیا کہ مقابلۂ فیروز بخت مین نکلون مگر امیر نے القاس کو روکا فرمایا مناسب نہین
ہو کہ ہمارے سامنے تم جنگ کرو القاس مجبور ونا چار رہا مگر سوچتا ہو کہ اگر مغلوب
ہوئی تو بڑی خرابی ہوگی ساتھ والے کہ رہے ہین کہ حضور ایسا لڑین کہ ان سب کو
مجبور کر دین ہمسے نہ دیکھا جائیگا کہ مہمان ہمارا قتل ہو یہان امیر مقابلۂ فیروز بخت
مین پہونچے فیروز بخت نے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو آپ کو ان قزاقون سے کیا
مطلب میرے تو یہ سب گنہگار ہین ان سب کو قتل کرونگا آج بدلہ لونگا امیر نے
فرمایا اے فیروز بخت شاید تمنے میرا نام سنا ہوگا کوچک سلیمان سرفتنۂ ملک
قاف اٹھارہ برس پردۂ قاف مین لڑا تمام جزائر تسخیر کیے عفریت میرے ہاتھ سے
مارا گیا کوئی بہادر نہ نکلا کہ عفریت کو بچاتا کب ہو سکتا ہو کہ ہمارے ہوتے مین
تم القاس راہدار کو قتل کرو اور ہم دیکھین فیروز بخت نام صاحبقران سنکر
تھرا گیا جی مین کہتا ہو کہ قاتل عفریت سے کیونکر مقابلہ ہو اس جوان نے وہ وہ
دیو زاد مارے کہ جنکا نظیر نہ تھا سب سردار زادے اسی کے ہاتھ سے قتل
ہوئے کیا کوئی ایسا نہ تھا کہ اسپر غالب آتا لیکن حقیقت مین اسنے مقابلہ و شعار
ہو گھوڑے سے کود پڑا کہا اے شہریار میری کیا مجال ہو کہ آپ سے مقابلہ کرون مین
اطاعت اسلام کرتا ہون صاحبقران نے فیروز بخت کو گلے سے لگالیا اور فرمایا
تم ہمارے برادر دینی ہو اب کسکی مجال ہو کہ تمسے جنگ کرے چلکر القاس سے
ملجاؤ جو رنج ہو وہ دفع کرو اب وہ قزاقی نہ کریگا فیروز بخت بہت خوب

گر رہا ہی امیر نے فیروز بخت کو لاکر القاس سے بغل گیر کرایا القاس نہال ہوگیا ساتھ والون سے کہتا ہی کیا صاحب اقبال ہین کہ ایسا حریف یون اطاعت کرے اگر ایسے نہ تھے تو کل یہ رہ قاف کیونکر تسخیر کیا مثل مشہور ہی کہ نام مرد بہ از مرد انکا نام سنکر فیروز بخت مطیع ہوا سب کہتے ہین یہ آپ کی اقبال مندی کہ شیر بیشۂ طلسمات کن آپ کا مہمان ہوا اور آپ کے حریف کو یون لاکر ملا دے جس سے جان کا خوف تھا اب کوئی خوف نہین القاس کہتا ہی مین اب انھین کے ہمراہ رہونگا قزاقی سے توبہ کی بندگان خدا امیر کے ہاتھ سے عاجز تھے راستہ بند ہوگیا تھا اب اشتہار دونگا کہ جسکا دل چاہے اِس راہ سے گذرے اب کسی کو تکلیف نہ پہونچیگی امیر فیروز بخت کو ہمراہ لیکر بارگاہ القاس مین آئے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے محو عیش و عشرت ہین یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین نظم

حیا پڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا
نہین سنتا اُسے اب دل لگاکر کوئی رغبت سے
خیال وعدہ ہوا مرگ آنکھین بند کیا نگی
نگاہون مین سبک ہون اُسکی پوچھا کیون غلام
خیال وعدہ اُنکا گو تسلی بخش ہی لیکن

اشارہ ہوکے رہجاتا ہی ہمپر مہربانی کا
مزہ محفل مین نبیری ہٹ گیا میری کہانی کا
نبھائیگا انکا ہو نسبے تعلق پاسبانی کا
لہو ہلکا ہوا ایسا مزہ دیتا ہی پانی کا
نسیم ابتک وہی عالم ہی اشکونکی روانی کا

صاحبقران خوش بیٹھے ہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ دردولت پر ایک ساحر اور ایک بن مالش حاضر ہی امیدوار باریابی ہی امیر نے مسکراکر جواب دیا کہ بلالو القاس نے پوچھا کہ ای شہریار یہ بن مالش کون ہی امیر نے فرمایا میرا عیار وفادار عمرو نامدار ہی کہ اخفش اور خواجہ عمرو سامنے آئے عمرو نے جو امیر کو بہ نگاہ غور دیکھا سلام نہ کیا القاس کے سامنے آکر سر جھکایا کہا ای پہلوان دوران مین ایک تاجر جلیل ہون میرا غلام مال لیکر بھاگا ہی وہ تمھاری بارگاہ مین آکر چھپا ہی القاس نے کہا میری بارگاہ مین دیکھ لیجیے خواجہ نے کہا وہ تو افسر بنا ہوا بیٹھا ہی مین کیونکر گرفتار کرون القاس نے پوچھا غلام آپ کا کہان ہی عمرو نے

طرف امیر کے اشارہ کیا القاس نے سر جھکا لیا کہا اے خواجہ بازرگان یہ تو تمہارے افسر ہین کوچک سلیمان انکی ذات سے جنگ سے فراغت پائی عمرو نے کہا تمسے فریاد بیکار ہی ہین تو آیا تھا کہ تمسے اپنی داد پاؤنگا امیر نے فرمایا خواجہ بس مسخرہ پن ہوچکا آکر بیٹھو فیروز بخت سے ملو کہ یہ تا؟ ے مسلمان ہین فیروز بخت نے اُٹھکر عمرو کو گلے لگایا موتیون کا مالا فیروز بخت پہنے تھا عمرو نے ترکیب سے اُتار لیا جب خواجہ آکر بیٹھے تو فیروز بخت نے خیال کیا کہ موتیون کا مالا کیا ہوا طرف عمرو کے دیکھنے لگا امیر نے پوچھا اے تاجدار کیا ہوا فیروز بخت نے کہا اے شہریار میرا موتیون کا مالا غائب ہو گیا امیر نے فرمایا خواجہ مالا انکا دیدو عمرو نے کہا آپ کے دربار مین آکر چور کہلائے مقام افسوس ہی کہ ہمارا مال آپ نے نہ دیا یہان کوچک سلیمان بن بیٹھے اسطرح کے مفتخے ہو رہے ہین اور اخفش جادو بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ کیا صاحب اقبال ہین اکیلے آئے اور یہان آکر اتنی فوج کے مالک بن بیٹھے عین گرمی صحبت ہی کہ اپنے مقام سے فیروز بخت اُٹھا کہا اے شہریار کچھ آرزو رکھتا ہون صاحبقران نے فرمایا بیان کر فیروز بخت نے کہا یہ سامنے جو صحرا ہی اسی جنگل کی پشت پر غلام کا قلعہ ہی مگر سامنے صحرائے آدم خوار ان ہی شریر آدم خوار ساحر زبردست و بے نظیر ہی میرے قلعے پر چڑھ آیا عجب طور سے مقابلہ کرتا ہی کہ ایک چنگل مار دیتا ہی کسکی مجال ہی کہ اُسکے مقابلے مین ٹھہر سکے غلام زخمی ہو کر بھاگا اُسنے قلعۂ فیروز نگار پر قبضہ کر لیا ہی امیدوار ہون کہ میرا قلعہ دلوا دیجیے صاحبقران اسی وقت اُٹھے کہ مین برائے مقابلہ شریر آدم خوار چلتا ہون فیروز بخت نے عرض کی ابھی تو وقت شب ہی صبح کو چلیے گا صاحبقران نے رات اسی مقام پر بسر کی اور صبح کو فیروز بخت کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ فیروز نگار کے چلے القاس راہ وار بھی ساتھ ہوا جب قریب قلعہ پہونچے شریر آدم خوار کو دیکھا کہ قلعے مین بدعت کر رہا ہی اہل قلعہ ناچار ہو رہے ہین خبر جو سنی کہ فیروز بخت کوچک سلیمان کو ساتھ لیکر آئے ہین

شہریر نے اپنے مقام پر کہا کہ یارو کوچک سلیمان کو کیا سمجھتا ہون چیر پھاڑ کر کھا جاؤنگا یہ کہکر حکم دیا کہ چہار جانب سے اس جوان کو گھیر لو خون اسکا تمہیں حلال ہو چہار طرف سے آدمخوارون نے بلوہ کیا امیر نے نعرہ کیا کہ باشیدا ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا آگاہ ہو کہ منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون ز بیشیم فراری شدہ	زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران درجہان نام شد

نعرہ کرکے لڑنے لگے مگر آدمخوار اسطور سے لڑ رہے ہین کہ بڑھ بڑھ کے چنگل مارتے ہین امیر تیغ عقرب سے ہاتھ اُنکے سر و دست قلم کر دیتے ہین جسکا ہاتھ کٹا وہ چیخ مار کر بھاگا شہریر آدم خوار سے آکر کہنے لگا کہ حضور چاکر مقابلہ کرین ہم لوگ عاجز ہین ہرچند چاہتے ہین گرفتار کرلین مگر اُنپر قبضہ نہین ہوتا دو پہر برابر تلوار چلی وہ جنگلی آدمی کئی سو ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے آخر کار امیر لڑتے بھڑتے قریب شہریر آدم خوار کے پہونچے شہریر نے چنگل مارا امیر نے کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ شہریر جھکا امیر گھوڑے سے کود پڑے کمر مین ہاتھ ڈالکر شہریر کو اُٹھا لیا پھر سر سے بلند کیا اور زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے اور خنجر نکالا شہریر ہاتھ باندھنے لگا کہنے لگا ای کوچک سلیمان مین تابعدار ہون صاحبقران نے چھوڑ دیا شہریر آدم خوار کلمہ پڑھکر بہ صدق دل مسلمان ہوا امیر شہریر کو ہمراہ لیکر سامنے فیروز بخت کے آئے فرمایا ای شہریر یہ تمہارے بادشاہ ہین انکے قدمون کو بوسہ دو شہریر جھکا فیروز بخت نے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا صاحبقران نے قلعہ فیروز بخت کو دلوا دیا مگر شہریر آدم خوار صاحبقران کا عاشق ہوگیا عرض کی ای شہریار مین ہمراہ رکاب رہونگا امیر نے شب کو جلسہ آراستہ کیا ساقی بچے حاضر ہین جام مے گردش مین بے پانون چل رہا ہے

مطربان خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گا رہے ہین نظم

حکم تھا ۔ وہ گذشتہ مین کہ ہم آتے ہین آج
جو کہا تھا کل وہی پھر آپ فرماتے ہین آج

حال دل کیونکر کہین ہم پر انکھین پاتے ہین آج
سیر سے بوسونکی لب نازک قسم کھاتے ہین آج

رنگ عارض غیر کے بوسون نے پھیکا کر دیا
دیدۂ بیدار انکے ہمسے شرماتے ہین آج

مژدہ او دل ہاتھ سوے دامن قاتل بڑھا
پانون آغوش اجل مین چلکے پھیلاتے ہین آج

ابتو یہ نوبت ہوئی تم بھی قدم رنجہ کرو
جا چکے عیسیٰ احبا دیکھنے آتے ہین آج

منزل مقصود تک جا نیکی طاقت جو نہین
جا بجا آنسو مرے تھک تھک کے رہجاتے ہین آج

آرزومند تعلق ہو مری دیوانگی
دیکھنے کو دیدۂ زنجیر ترساتے ہین آج

غفلت قاتل سے حاصل ہو ہمین پژمردگی
زخم تن اپنے ہرے ہو ہو کے مرجھاتے ہین آج

دیکھتے ہین ابر رحمت سے ترے کیا کیا ملے
او فلک ہم دامن فریاد پھیلاتے ہین آج

کی ہو تعلیم حیا تیغ ادب آموز نے
اسلیے منھ کھولتے مین زخم شرماتے ہین آج

خندۂ دزدیدہ ہو ہر ہر دہان زخم مین
شادی اندوہ سے دل اپنا بہلاتے ہین آج

شام فرقت نے سکھائے ہین مجھے کیا کیا خیال
او فلک ہشیار پھر نالے مرے آتے ہین آج

او قبل از حشر ملکر فیصلہ کر لین بہم
زندہ کر لینا ہمین لو ہم پہ مرجاتے ہین آج

ہین خیالی نامہ و پیغام انسے او نسیم
متصل پیک تصور اپنے دوڑاتے ہین آج

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو سب سردار خوش بیٹھے ہین کہ آسمان پر آکر سیاہ پوش جادو فرستادۂ شاہ دربند ششم تھرایا عمرو کو جو دیکھا تڑپ کر گرا اور اٹھا لیا اخفش نے جو دیکھا کہ آسمان سے ایک ساحر آیا عمرو کو لیے جاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا گولہ جھولی سے نکالکر مارا سیاہ پوش جادو نے گولہ کاٹا اخفش سوچا ایسا نہ ہو سیاہ پوش نکلجائے خود بلند ہوا جاکر کارد سحر ماری شانہ سیاہ پوش کا زخمی ہوا خون بہنے لگا مگر عمرو کو نہین چھوڑتا صاحبقران نے جو دیکھا کہ اخفش بڑی جانبازی کر رہا ہو لیکن سیاہ پوش عمرو کو نہین چھوڑتا یہی چاہتا ہو نکلجاؤن اور اخفش پر سحر کیا کہ آسمان سے تلوار گری سر اخفش کا زخمی ہوا امیر نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری ناک کر

زیادہ وہ اس مقام پر نہ ٹھہرے امیر نے زمانا عمرو تو واسطے بلانے فیروز بخت کے گیا
صاحبقران نخلستان کے سایے مین آکر بیٹھے سیر صحرا دیکھ رہے ہین فرماتے ہین کہ
مین اٹھارہ برس پردہ قاف مین رہا مگر ایسا صحراے فرح افزا نگاہ سے نہین گذرا
حقیقت مین نمونہ جنت ہی کیا کیفیت ہی اس خیال مین بیٹھے تھے کہ لکہ ہاے ابر آسمان
پر آئے امیر نے چاہا نکلجاوین مگر تھوڑی دیر مین ابر محیط عالم ہوا یا تو بوندیان پڑتی
تھین یا برف پڑنے لگی جو سردار اٹھا کہ اپنے کو بچاؤن نکلجاؤن برف کی سل گری
کہ وہ جوان اسکے نیچے دب گیا بہت سی سلین صاحبقران پر گرین سپر سے روکین
آخر کو صاحبقران بھی دب گئے جملہ سردار مع صاحبقران برف کے نیچے دبے
برف کے انبار ہوگئے خواجہ عمرو پاس فیروز بخت کے پہونچے کہا اے فیروز بخت
صاحبقران نے مہمان نے بلایا ہی فرماتے ہین تم بھی آکر تماشہ دیکھو اب فیروز بخت
وخواجہ وجملہ لشکر جو قریب آیا دیکھا کہ پہاڑ پر دوسرا پہاڑ برف کا ہی برف کی
سلون نے درہ کوہ بندکر دیا عمرو رونے لگا فیروز بخت نے کہا خواجہ نہ گھبراؤ
مین ابھی مزدوروں کو حکم دیتا ہون برف کا ٹکر درہ صاف کردینگے کئی سو بیلدار ون
کو حکم دیا بیلدار کمر کو وہ کاٹنے لگے کہ پہاڑ پھٹ پڑا کئی سو مزدور بھی دب گئے اب تو
فیروز بخت بہت گھبرایا کہ خواجہ اب کیا کرون خواجہ نے کہا غضب ہوا امیر مع
سرداروں کے اس درے مین رہے ہین کمبخت کیون چلا آیا لیکن باران قطرہ زن
اور ابر بار جادو پاس بادشاہ دربند ششم کے پہونچے کہا اے شہنشاہ ہمنے حمزہ کو
گرفتار کرلیا تین دن مین خاتمہ ہوجائیگا امکان جادو نے حکم دیا اسی باغ مین
جاؤ جاکر سحر کو زور دو کہ وہ سب ہلاک ہوجائین تو پھر مین آگے بڑھون اور اپنے کو
دربند پنجم پر پہونچاؤن طلسم کشا کا بھی خاتمہ کرون دونون پھر روانہ ہوے اور
ایک نامہ لکھا قطران ابلق سوار کو کہ وہ لشکر لیکر بر سر لشکر خداپرستان جاے
ان سب کو گرفتار کرکے لائے غرض نامہ پاس قطران کے پہونچا تین لاکھ فوج
ہمراہ لیکر قطران روانہ ہوا یہان فیروز بخت وخواجہ سامنے درے کے اترے

ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ اب کیا تدبیر کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی تمام صحرا سیاہ
ہوگیا فیروز بخت نے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پہ
سوار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلے مین آ تر پڑا طبل جنگی بجوایا فیروز بخت نے
جواب مین طبل جنگی بجوایا تیاریان ہوئین مگر فیروز بخت کہتا ہو کیون خواجہ اس دیو
سے کون مقابلہ کریگا جو سردار لایق جنگ تھے وہ سب صاحبقران کے ساتھ ہین
مگر مین مقابلہ کرونگا خدا انجام بخیر کرے ایسا نہ ہو کہ لشکر پہ شکست واقع ہو پہلوان
بڑا مغرور ہو خدا اسکے شر سے بچائے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے قطران
نے جب دیکھا کہ صف بندی ہوچکی گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے فیروز بخت نے چہار جانب دیکھا جو سردار موجود
تھے اُنھون نے سر جھکا لیے یعنی مراد یہ تھی کہ ہم اسکے مقابلے کے لایق نہین ہین
فیروز بخت نے جب دیکھا کہ کوئی اسکے مقابلے مین نہین جاتا تو تخت سے اُتر کر
گھوڑے پر سوار ہوا مقابلہ قطران مین آیا اول نیزہ چلا فیروز بخت نے نیزہ
قطران کا ٹالا مگر قطران نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر فیروز بخت کا زخمی ہوا چاہا
سر کاٹ لون اہل فوج نے دیکھا کہ ہمارا آقا جان سے قتل ہوتا ہو لینا لینا کرکے آپڑے
دونون لشکر ملگئے مگر قطران شیرانہ لڑ رہا ہو جس صف پر پہونچا اُسے درہم و برہم
کردیا ساتھ والے اسکے بہ اطمینان لڑ رہے ہین کہ افسر سر پر ہو یہان فوج بھی
بے سردار جب دیکھا کہ شکست ہونے لگی تو خواجہ نے طبل امان بجوا دیا دونون
لشکر پلٹے مگر قطران کہتا ہو کہ ہرکارے جائین آکر خبر دین کہ مسلمان اب کیا کرینگے
یہان فیروز بخت جو زخمی آیا اور خواجہ نے دیکھا کہ اب کل کون مقابلہ کریگا
فیروز بخت سے صلاح کی کہ لشکر یہان سے ہٹا لیچلو ایسا نہ ہو کہ دشمن شبخون لائے
رات ہی رات بارگاہین وغیرہ لدوائین طرف صحرا کے بھاگے ہرکارون نے
قطران کو خبر دی کہ مسلمان بھاگ گئے قطران اُسی وقت سوار ہو العاقب
مین چلا یہ لوگ بھاگے ہوے جاتے ہین جس مقام پر پہونچتے ہین نشان آمد

فوج قطران ظاہر ہوتے ہین پھر اسی طرح بھاگتے ہین عمرو نے دیکھا کہ کوئی گرانی
وغیرہ قریب نہین ہو کہان تک بھاگین سامنے ایک پہاڑ تھا اُسپر چڑھ گئے کہ قطران
آکر پہونچا چہار جانب سے پہاڑ کو گھیر لیا اب خواجہ گھبرائے فرمانے لگے کہ بڑی
غلطی ہوئی اِس پہاڑ پر نہ آنا تھا دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہو قطران نے اُترتے ہی
طبل یورش بجوا دیا خواجہ نے ہرچند چاہا کہ اگر کسی طرف سے راستہ ملے تو نکلجا وین
لیکن چہار طرف سے پہاڑ گھرا ہوا ہو چار پہر رات اِسی ہنگامے مین گذری جب
گریبان سحر غم مین اہل اسلام کے چاک ہوا قطران سوار ہوا طرف پہاڑ کے چلا
خواجہ نے گھاٹیان درست کی ہین تیر انداز بٹھائے ہین جب فوج کو آتے ہوئے
دیکھا اسقدر تیر مارے کہ کئی ہزار کا فر مارے گئے قطران نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ
ہوجائیگا سب کو روکا کہا مین تنہا جاتا ہون یہ کہکے گینڈا بڑھایا سپر منھ پر کھینچی تیرونکو
قلم کرتا ہوا چلا اہل کوہ بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے رب دوجہان اے
مالک زمین وزمان اِس ظالم کے ظلم سے بچالے قطران چلا آتا ہو آتے آتے قریب
کوہ کے پہونچا چاہتا ہو پہاڑ پر چڑھون خواجہ نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ اے کریم کارساز
واے رب بے نیاز مقام افسوس ہو کہ افسر ہمارا اسیر ہو ہم نہین اور اِس بیحیا نے ہمارے
قتل پر کمر باندھی ہو تو رحیم وکریم ہو مگر قطران گینڈے سے اُترا گھاٹیان طی کرتا ہوا طرف
بلندی کے چلا جس گھاٹی پر پہونچتا ہو صدہا سپاہیون کو قتل کرتا ہو کئی گھاٹیان طی
کرچکا اب جو خواجہ نے دیکھا کہ قطران آپہونچا بلک کر دعا کی کہ اے رحیم وکریم فضل اپنا
شریک کر قطران نے چاہا کہ چند گھاٹیان جو باقی ہین اُنکو بھی طی کرکے بالاے کوہ
جاؤن فیروز بخت کو گرفتار کرلون فوج والے بھاگ جاوینگے میرے مقابلے
مین کون ٹھہر سکتا ہو مگر عمرو نے جو بلک کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ
صحرا سے گرد اُٹھی عمرو حیران حیران دیکھ رہا ہو کہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا اب جو دیکھا
تو نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب باد رفتار پر سوار بہ صد زور وشور آتے ہین
فوج پشت پر دور سے جو نور الدہر نے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال بالاے

کوہ جاتا ہو اہل اسلام ترتیب رسیتے ہین نورالدہر نے گھبرا کر عصا یا وہین سے نعرہ کیا نعرہ نورالدہر نظیر حمزہ صاحبقران ہشتم و بہادر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر اومغرور عقل و فراست سے دور ان دست و پا شکستون پر کہان جاتا ہو عمرو نے جو بالاے کوہ سے نورالدہر کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے نورنظر اوجان تجھارے ورکہ کوہ مین برف مین دبے ہین اس مردود نے آکر گھیرا ہو نورالدہر قریب پہاڑ کے پہونچے فوج کو روک دیا پلٹ کر مبنوش شیرین کلام کو منع کیا کہ ملکہ خبردار سحر نہ کرنا مین اس مغرور سے سمجھ لونگا یہ فرما کر قریب کوہ آئے قطران کو للکارا کہ بالاے کوہ کہان جاتا ہو قطران نے کہا اہل کوہ کو قتل کر لون تو پلٹ کر آتا ہون نورالدہر نے جھاڑی کو تھاما اور نعرہ تکبیر کرکے جست کی دو جستون مین بالاے کوہ پہونچے قطران نے جو دیکھا کہ یہ جوان قریب آگیا چاہا او جھٹ سپر کی مار کے پہاڑ سے گرا دون نورالدہر نے خم ہوکر سپر چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا زور کرکے اٹھالیا اور ہاتھ پر تولکر قطران کو ایک غار مین پھینک دیا پہاڑ سے اترکر فوج پر جا پڑے فوج قطران نے فرار پر قرار کیا نورالدہر انکے تعاقب مین چلے جب لشکر سامنے سے بھاگ گیا تو خواجہ اپنا لشکر پہاڑ سے لیکر اترے فیروز بخت سے کہا تم اسی صحرا مین اترو مین تلاش مین صاحبقران کی جاتا ہون مگر تم یہان سے آگے نہ بڑھنا غرض فیروز بخت اسی مقام پر اترا مگر خواجہ عمرو تلاش مین چلے ایک صحرا مین پہونچے کہ زنگ کی آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا کچھ اونٹ انپر روٹیان و سالن وغیرہ لدا ہو چند شتربان ساتھ طرف صحرا کے جاتے ہین عمرو نے فقیر کی شکل بناکر سوال کیا شتربانون نے جواب دیا کہ شاہ صاحب یہ مال ایسا نہین ہو کہ جس مین سے ہم کچھ دین عمرو نے کہا بابا فقیر کی ہر مذہب مین خدمت کرتے ہین ایک روٹی مین بابا کیا نقصان ہوجائیگا شتربانون نے کہا دو جادوگر زبردست بحکم امکانات باغ مین آکر اترے ہین حمزہ کو سحر کرکے برف مین دبا چکے اب یہ فکر ہو کہ انکا خاتمہ کرین ہم شاہ کے حکم سے ہر روز انکو کھانا پہونچاتے ہین آج دیر ہوگئی ہمکو خود

خوف ہو کہ دیکھیے وہ کسطرح ہمسے پیش آتے ہین ایسون کے کھانے مین سے ہم کیونکر
دیسکتے ہین وہ جادوگر آفت برپا کرینگے عمرو یہ حال سنکر رونے لگا کہا بابا اتنو فقیر
بھوک سے بیقرار ہو مگر تارک لذات ہو ایک سخی داتا نے قند کا کوزہ دیا ہو وہ لیلو
اور ایک روٹی دیدو شتربان بہت خوش ہوے اپنے کھانے کی روٹی بغل سے
نکالکر عمرو کو دی عمرو نے وہ قند پاس سے نکالا اور شتربانون کو دیدیا سب نے
آپس مین تقسیم کر کے کھایا اُس مین بیہوشی ملی تھی کھاتے ہی بیہوش ہوے عمرو
نے سب کھانے مین بیہوشی ملائی اِس خیال سے کہ جادوگر کھانا کھا کر بیہوش ہونگے
مین قتل کرلونگا جب ہوا چلی شتربان ہوشیار ہوے آپس مین کہتے تھے یارو آج
وہ لوگ بہت خفا ہونگے عمرو گلیم اوڑھے الگ سے دیکھ رہا ہو کہ شتربان چلے
کھانا سب مقام پر پایا کہتے ہوے کہ بڑی خیر ہوئی اُس فقیر نے کسی شی کو ہاتھ نہین لگایا
یہان باران قطرہ زن و برق بار جادو بیقرار بیٹھے ہین سحر کر رہے ہین آپس مین
کہ رہے ہین کہ کیا باعث ہو کہ آج کھانے کو دیر ہوئی کہ شتربانون نے آکر سلام کیا
باران اور برق بار نے پوچھا ارے آج کہان دیر لگی تمھارے ہاتھ ہماری
زندگی ہو کہ کھانا لاتے ہو شتربانون نے کہا حضور صاف صاف آپ سے بیان
کرین راہ مین ایک فقیر ملا اُسنے ہمکو قند کا کوزہ دیا ہم اُسکو کھا کر سوگئے تھے
باران نے کہا اب ہمکو خوف ہوتا ہو کہ ایسا نہ ہو وہ فقیر سار بان زادہ ہو کے
امکان جادو نے کہدیا تھا کہ بہت احتیاط سے رہنا ایسا نہ ہو عمرو عیار آکر
تمکو مار ڈالے اور ضرور آئیگا یہ کہکے شراب کی گلابی اُتاری اُسکو جو سونگھا
بیہوشی کی بو آئی سب کھانے کو اُٹھا کر حوض مین پھینکدیا اور شتربانون کو قتل
کیا عمرو نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ کیا کرون یہ تو بڑے ہوشیار ہین
کھانا نہ کھایا سب پھینکدیا ایسے بدگمان ہین کہ شتربانون کو بھی قتل کیا باران
نے برق بار سے کہا اب دو تین دن بے کھانے پینے بسر کرینگے کہین اور سے
کھانا آیا کرینگے اب وقت سخت ہو ساربان زادہ ہمارا پتہ پاگیا جھٹ پٹ بیہوشی

کھانے مین ملائی اگر ہم کھا لیتے تو موت تھی بادشاہ سے پھر انعام و اکرام کون لیتا اگر امیر کو قتل کیا تو طلسم مین بڑا نام ہوگا پھر طلسم کشا کی گرفتاری کتنی بڑی بات ہو اسیطرح غفلت مین اُنپر بھی سحر کرینگے سب کو ہمین مارلین گے کوئی ہمارے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا یہ باتین آپس مین کر رہے ہین پانی اور برف سامنے رکھا ہوا ہو چرخے استخوان انسان کے بنے ہوے اُنکو چرخ دے رہے ہین لکہ ہاے ابر اُٹھتے ہین جو ابر آسمان پر چھایا ہو اُسمین جا کر ملجاتے ہین برف کی بارش کو انتہا کا زور ہو برف برس رہی ہو کہ ایکطرف سے دیکھا ایک تخت اُڑا ہوا آتا ہو اُس تخت پر ایک ساحر مہیب ایک کتاب ہاتھ مین نعرے کرتا ہوا آتا ہو کہ او باران برف بارنسم جمشید ثانی مجھکو معلوم ہوا کہ فکر مین تمھاری سار بان زادہ نکلا ہو اور لات و منات ملک الموت کو روانہ کر چکے مین نے راہ مین آکر اُسکو روکا کہ خبردار ابھی نہ جانا ورنہ ساری دنیا کو ابھی غارت کر دونگا ملک الموت تو پلٹ گئے مگر لات و منات اسی فکر مین ہین کہ تمکو قتل کرائین دونون جادوگر اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی یا خداوند آپ نے تکلیف فرمائی مگر یہ بڑا کام کیا کہ ملک الموت کو روک دیا مگر ہم شراب کے واسطے بہت بیقرار ہین اگر آپ حکم دیجیے تو جا کر پی آوین پھر بیٹھکر سحر کرین ابتو مسلمان نوبت بجان و کار دیر استخوان ہونگے آجکی رات اور اُنکے خاتمے مین باقی ہو صبح کو میدان صاف ہو جائیگا ہم پلٹ جاوینگے جمشید ثانی نے کہا ہم تمکو گلابی دیتے ہین مگر یہ شراب شباب ہو ہمیشہ جوان رہو گے ضعیفی تم تک نہ آئیگی دونون خوش ہو گئے جمشید نے کمر سے گلابی نکالی دونون کو ایک ایک جام پلایا پیتے ہی دونون گھبرا گئے اپنے مقام سے اُٹھے کہا یا خداوند ہم آسمان پر جاتے ہین ہمکو فرشتے بلاتے ہین جمشید ثانی نقلی نے کہا جلد جاؤ یہ شراب شباب کی تاخیر ہو کہ تمھاری آنکھون سے پردے اُٹھ گئے فرشتے دکھائی دینے لگے دونون اُٹھے لڑکھڑا کر گرے عمرو نے دونونکو ذبح کیا ادھر تو یہ مرے اُدھر لکہ ہاے ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے سب برف پانی ہو کے بہ گئی صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے سب سرداروں کو ساتھ لیا فرمایا یارو

یہ مقدمہ سحر تھا معلوم ہوتا ہی میرا یار وفادار پہونچا اُسنے ساحرون کو قتل کیا دیدہ
کوہ سے نکلے فیروز نجت نے ہرکارے مقرر کیے تھے وہ ہنستے ہوے سامنے
آئے کہا اے بادشاہ عالیجاہ صاحبقران مع سردارون کے آتے ہین فیروز نجت
نے آکر استقبال کیا صاحبقران لشکر مین آئے پوچھا خواجہ کہان ہین سب نے
عرض کی حضور کی تلاش مین گئے ہین یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی خواجہ
نے لاکر دونون سر سامنے ڈالدیے اور کہا حمزہ میرا روپیہ بہت صرف ہوا تب
یہ مارے گئے امیر نے دس ہزار روپیہ منگوا کر خواجہ کو دیے خواجہ نے کہا میرا روپیہ
بہت خرچ ہوا ہی امیدوار ہون کہ جلسہ جمائیے سب سردارون کو حکم دیجیے اپنا
اپنا خونبہا دیوین تب شاید میرا مطلب ہو صاحبقران نے حکم دیا جلسہ آراستہ
ہوا خواجہ نے چادرہ بچھادیا اور نی بجا کر نئے طور سے یہ اشعار گانے لگے **نظم**

نازک حباب سے ہی مرا دل مرا مزاج
ہوجاے پانی ہوکے جو بدلے ذرا مزاج
الکرم رہیے نہ باغ جہان مین شگفتہ ہم
پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا مرہ کا مزاج
دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئین ہم
بیگانگی سے اپنا نہین آشنا مزاج
الکدن رہا نہ تنگ بغل مین لیا ہزار
اُس گلبدن کا پا گئی ہی کیا قبا مزاج
مشق ستم ہوا ہی لیے اُس طفل شوخ کو
اصلاح پر نہ مجھسے کبھی آئے تا مزاج
صحت نہین نوشتہ بیمار عشق مین
چھٹ جاتی ہی غذا نہین پاتی دوا مزاج
کچھ غم نہ تھا ہزار زمانہ خلاف تھا
افسوس یار کا نہ موافق ہوا مزاج
ہمکو تو دل کی چاہ نے مجبور کر دیا
پھیرے نگر بتون کی طرف سے خدا مزاج
دیوانہ دیکھتا ہون مین دنیا کا خلق کو
آتش پری کا رکھتی ہی یہ بیسوا مزاج

تمام اہل دربار جمع ہین خواجہ کو روپیہ اشرفی دے رہے ہین تھوڑے عرصے
مین چادرہ معمور ہوگیا دو دن تک اسی صحرا مین لشکر رہا بعد دو دن کے امیر نے
کوچ کیا لیکن امکان جادوگر تخت پر بیٹھا ہی چیلہ ساحر حاضر ہین کہ ہیرون نے لاکر
لاشہ باران قطرہ زن و برقبار کا پہونچایا امکان نے کہا یارو یہ وہ ساحر مارے گئے

کہ جنکی وجہ سے دربند ششم ویران ہوگیا مگر پکار کر پوچھا کہ کیا دھوکا کھایا بیرون سے آواز آئی کہ ای بادشاہ عالیجاہ ساحر باد زاد و جمشید ثانی بنکر آیا تھا انھین کی شکل پر دونون کو قتل کیا یہ سنکر امکان جادو نے زانو پیٹ لیا کہا لو یارو مذہب سامری و جمشید کا خاتمہ ہوا کیا باعث ہوا کہ قدرت کی شکل بنکر عمرو آیا اور قدرت نے اپنے بندون کو نہ بچایا یارو ہر چند کہ ایک دربند کا حاکم ہون اگر میری شکل بنکے عمرو عیاری کرے تو مین آگاہ ہوجاؤنگا اور قدرت کو اپنے بندون سے یہ دشمنی کہ آگاہ نہ کیا دونون ساحر قتل ہوگئے اب اس طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان سچ کہتے ہین اور انسان ہوکر دعوی خداوندی کرے اور اس سے کوئی اظہار قدرت نہ ہو سب نے کہا ای شاہ خاموش رہیے ایسے کلمات زبان سے نہ نکالیے ایسا نہ ہو قدرت آگاہ ہوجاوین تو باعث خرابی ہی امکان نے کہا قدرت کو خبر بھی نہین ہوتی قدرت آٹھ پہر قصر مرواریدین رہتے ہین اسی وجہ سے کسی بات کی انکو خبر نہین سب نیک و بد مروارید گوہر افشان کے سپرد کر دیا ہی جو اسکے مزاج مین آتا ہی وہ کرتی ہی یقین ہی چند سے مین طلسم کشا بھی لڑتا بھڑتا تا بہ لوح پہونچ جائیگا ایک ساحر اٹھا اُسنے کہا مین ابھی جاتا ہون صاحبقران کو پکڑے لاتا ہون وہی ساحر پلنگ نیک راے نام اٹھکر باہر آیا ایک نازنین کی شکل بنکر چلا لشکر امیر مین داخل ہوا بعد اسکے جانے کے امکان نے کہا لو یارو پلنگ کے جانے پر خاتمہ ہی اگر پلنگ جاکر حمزہ کو پکڑ لایا تو فوراً قتل کرونگا اگر پلنگ گرفتار ہوا یا مارا گیا تو مین جاکر حمزہ کا شریک ہوجاؤنگا دل کو یقین ہوگا کہ جمشید ثانی خدا و طلسم نہین مگر پلنگ نیک راے بشکل محبوب پریچہرہ پھرتا ہوا لشکر اسلام مین آیا بازار مین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

کیا دیکھتا ہی طائر بسمل کا اضطراب	بڑھکر ہی اس سے عاشق بیدل کا اضطراب
امیدوار مرگ سے کیون منھ چھپا لیا	اب کون لیگیا مرے قاتل کا اضطراب
تھی کسکی آرزو کہ سر شب سے تا سحر	دیکھا کیے وہ صاحب محفل کا اضطراب

مدت سے آرزو ہو کوئی لحظہ بیٹھ کر　　تم بھی تو دیکھ جاؤ مرے دل کا اضطراب
ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہ ہو　　لیکن نہان ہو صاحب محمل کا اضطراب
قاتل یہ کوئی دم کا تماشہ ہو دیکھ لے　　لیجائیگی اجل ترے بسمل کا اضطراب
اُسکو قرار ہو اِسے پروانہ دمبدم　　سیماب سے فزون ہو مرے دل کا اضطراب
تدبیر کچھ ضرور رہو بیٹھے ہو کیا نسیم　　جاتا نہین ہو آج مرے دل کا اضطراب

القاس راہ دار اپنی بارگاہ سے آتا تھا اُسنے جو اِس مہ جبین کو دیکھا تڑپتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی اے شہریار انقلاب فلکی ہو کہ ایک نازنین حسین وجمیل خوبصورت نیک طینت بازار مین بیٹھی گا رہی ہو اگر مناسب ہو تو حضور اُسکو بلوائین صاحبقران نے حکم دیا عمرو نے کہا مین جا کر بلا لاؤن امیر نے کہا بسم اللہ خواجہ باہر نکلے ایک خدمتگار کی شکل بنکر بازار مین آئے قریب اُس نازنین کے بیٹھ گئے ایک روپیہ پھینکا اور کہا اے مہ جبین چل تجھکو حمزہ نے بلایا ہی عمرو کا دل کھٹک رہا ہی دمبدم خیال ہو کہ کوئی ساحر نہ ہو جب وہ نازنین اُٹھی تو عمرو نے کان مین کہا اے ملکہ مین تمکو خدمت مین آقاے نامدار کی لیے چلتا ہون اگر رنگ جمے اور آقا تمکو تخلیے مین لیجاوین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ بدل شریک ہونگا میرا ارادہ ہو کہ جا کر امکان جادو سے ملاقات کرون اور اپنی خرابی کا باعث کھون حمزہ وہ ظالم ہو کہ کوئی ملازم راضی نہین پلنگ نے کہا اے خدمتگار ہرچند کہ مین قتل صاحبقران نہین چاہتا مگر تیری زبان سے سنکر دل کو ہوس ہوئی جو حمزہ کو قتل کریگا اسقدر مال دنیا پائیگا کہ بے نیاز ہو جائیگا سب اہل دربند اطاعت کرینگے مگر بادشاہ طلسم ساحر سخت ہو یقین ہو کہ وہ زندہ نچھوڑے مین عورت نہین ہون پلنگ نیک نہاد جادو میرا نام ہی مین حمزہ کو گرفتار کر لیجاؤنگا جسوقت مجھکو تخلیے مین لیجاوینگے شراب پلا کر بیہوش کرونگا اور گرفتار کرکے لیجاؤنگا اگر تو شرکت کریگا تو اپنے انعام مین تجھکو بھی شریک کرونگا اور میرا مطلب بھی ہو جائیگا یہ باتین کرتے ہوے خواجہ لے چلے ایک مقام پر آ کر کہا

وہ دیکھو حمزہ کھڑا ہی تمھارا انتظار کر رہا ہی پلنگ جیسے ہی پلٹا عمرو نے حلقہ ہاے
کمند مار کر حباب مار اپلنگ کو بیہوش کر کے زبان مین سوزن دی اور پشتارہ و
باندھکر لے بھاگے دربار مین صاحبقران کے آئے القاس نے کہا خواجہ یہ کیا کیا
عمرو نے کہا یہ عورت نہین ہی پلنگ نیک رائے ہی یہ صورت عورت آیا تھا کہ
صاحبقران کو گرفتار کرے مین نے پوچھکر اسکو پکڑ لیا صاحبقران نے حکم دیا
ستونون سے باندھکر اسکو ہوشیار کرو عمرو نے ستونون سے باندھکر جب ہوشیار کیا
پلنگ کی آنکھ کھلی دیکھا صاحبقران مقام صدر پر ہین گرداگرد سردار بیٹھے ہین
ناچ ہو رہا ہی سب سردار مصروف عیش و فرحت ہین صاحبقران نے پکار کے
آواز دی کہ ای پلنگ نیک رائے تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا اب بہتر یہ
ہی کہ لات و منات پر لعنت کر ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا یہ سنکر پلنگ تھرا گیا اور
منتین کرنے لگا کہا مین مطیع اسلام ہوتا ہون ای شہریار مین کلمہ پڑھتا ہون لیکن اس
طلسم مین ہنگامہ ہی ہر طرف سے شاہزادے آتے ہین اہالی طلسم بھی آمادۂ خونریزی
ہین شاید میرے ہاتھ سے بھی کوئی کام بن پڑے کہ میرا بھی نام ہو صاحبقران نے
حکم دیا زبان سے پلنگ کی سوزن نکالی پلنگ قدمبوس ہو کر ابصدق دل مسلمان ہوا
امیر نے خلعت دیا وہ خلعت پہنکر لشکر مین رہنے لگا امکان جادو کو خبر ہوئی کہ پلنگ
جاکر گرفتار ہوا اسنے کہا یارو مین نے مقدمۂ پلنگ مین عہد کیا تھا کہ مین خدمت
صاحبقران مین جاؤنگا سب نے کہا حضور آپ اتنے بڑے ساحر ہو کر ایسا گھبراتے
ہین امکان نے کہا ایہا الحاضرین مین تو جاتا ہون جسکو میرے ساتھ چلنا ہو میرا
ساتھ دے اور چلکر اطاعت اسلام کرے ورنہ مارا جائیگا ساٹھ ہزار فوج سولہ افسران
نامی امکان کے ساتھ ہوے امکان ان سب کو لیکر قلعے سے نکلا قصد ہوا کہ اب
خدمت صاحبقران مین چلون دیکھون کہ صاحبقران کیا کہتے ہین اس جمعیت سے
قریب لشکر پہونچا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ امکان جادو بہ ارادہ
اطاعت آتا ہی یہ سنکر امیر نے سردارون کو حکم دیا کہ اسکو بہ اعزاز لاؤ پلنگ کو بھی

ساتھ کر دیا پلنگ نے آکر ملاقات کی کہا ای شاہ دربند ششم تمکو معلوم ہوگا کہ مین اگر گرفتار رہوا اگر اطاعت نہ کرتا تو کیا کرتا امکان نے کہا تمھارے اعتقاد پر تو مین بھی آیا پلنگ امکان کو ساتھ لیکر بہ خدمت صاحبقران آیا امکان نے سلام کیا امیر نے گلے سے لگا لیا پہلو مین جگہہ دی امکان نے عرض کی اب حضور یہان کیون اترے ہین قلعے مین تشریف لے چلیے سب آپ کے مشتاق ہین صاحبقران اُٹھے اسیوقت سوار ہوے امکان نے آکر قلعے کو آراستہ کیا تمام قلعے مین خبر اڑگئی کہ امکان مسلمان ہوا اب امیر مع لشکر آتے ہین دوکاندار دوکانون پر لباس فاخرہ پہنکر بیٹھے نقارے پر چوب پڑی سب کو معلوم ہوا کہ امکان جادو بہ اعزاز امیر کو لاتا ہی سب دوکاندار مشتاق بیٹھے ہین کہ دیکھا امکان تاجدار چوب وچماق ہاتھ مین لیے ہوے اہتمام کرتا ہوا آتا ہی صاحبقران کو لایا دوکاندار سلام کر رہے ہین صاحبقران دونون ہاتھون سے سب کو جواب دیتے ہوے دارالامارہ مین آئے فیروزبخت تخت پر تمام سردار جمع ہین کہ عرض ہوئی در دولت پر شتر سوار حاضر ہی امیر نے فرمایا بلالو مگر امکان کی رنگت متغیر ہوگئی شتر سوار نے آکر نامہ ہاتھ مین امکان کے دیا بادشاہ دربند ہفتم قیلاب عقاب سوار نے لکھا تھا کہ ای امکان ہمکو معلوم ہوا کہ تمنے سامری وجمشید کو چھوڑا اور اطاعت حمزہ اختیار کی بہتر اسی مین ہی کہ حاضر خدمت بادولت ہو ورنہ بادولت خود آتے ہین اسقدر فوج ساتھ آئیگی کہ گاو زمین بار نہ سنبھال سکیگی بھاگتے تمکو راستہ نہ ملیگا امیر نے فرمایا ای امکان مناسب یہ ہی کہ اسکو جواب صاف دو اسی نامے پر لکھدو کہ جو تمسے ہوسکے کرو اور مین تو ضرور اپنے کو تابہ طلسم پہونچاؤنگا ہرچند کہ فتاح اسکے ہمارے بادشاہ جہجاہ ہین لیکن کوئی مطلب تو ہمسے بھی نکلیگا ایک طرف سے نورالدہر وایرج لڑتے آتے ہین امکان نے جواب لکھا کہ او مغرور قیلاب جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر خدا اے با بزرگ است شتر سوار نامہ لیکر چلا پاس قیلاب کے پہونچا قیلاب نے جو جواب صاف پایا افسرون کو حکم دیا کہ تیاری کرو بادولت کوچ کرینگے وردیان تقسیم ہونے لگین

بارگاہین نکلین قیلاب کا تو ارادہ ہو کہ بر سر دربند ششم جا ٹھہرن اور امکان کو قتل کرون
مگر صاحبقران زمان دوسرے دن جو بارگاہ مین آئے حکم دیا کہ اے امکان جسقدر
لشکر امکان مین ہو تیار کرو ہم طرف دربند ہفتم کے جاوینگے امکان نے دو دن مین
تیاری کی ساٹھ ستر ہزار ساحران نامی کہ افسر انکا امکان جادو ہی چار لاکھ فوج غیر
ساحر انکا افسر فیروز بخت جملہ سرداران نامی کو لیکر امیر طرف دربند ہفتم کے چلے

دو کلمہ داستان جرأت بیان رستم پیلتن کے گذارش ہوتے ہین پہونچنا رستم کا سرحد طلسم نوخیز مین و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
کہ ہو رنگ پر اب نئی داستان

مرے ساقیِ ماہ وش خوشخرام
پلا مجھکو صہبائے اُلفت کا جام

محبت مین تیری سبکبار ہون
بہت جان سے اپنی بیزار ہون

اُدھر سے جو ساقی کی آمد ہوئی
تو پیر مغان کو بڑی کد ہوئی

گلابی اُٹھا ساقیِ سیمبر
کہ لینا ہو میخانے کی بھی خبر

اُٹھا ابر تاریک با زور و شور
ہوا سر و چلتی ہو رقصان ہین مور

بہارہ مضامین بھی ہی جوش مین
ہوا فرق رندون کے بھی ہوش مین

پیا جام ایسا بہکنے لگے
چمن کے بھی طائر چہکنے لگے

کیا قمریون نے سر سرو شور
کیا نشہ مے نے رندون کو کور

یہی خواہش طبع بیباک ہو
کہ مضمون یہان چست و چالاک ہو

کرون ذکر رستم بہ صد شد و مد
کریگا خدا انکی ہر دم مدد

یہ ہین پوتِ صاحبقران زحشم
کیے سیکڑون نخل بدعت قلم

کیا شہر مرندوق مین خوب کام
ہر اک شہر مین ہو بڑا انکا نام

چل اے توسن کلک رنگین خیال
کہ ہو منشیِ ذکر کو قیل و قال

قدم زیر افلاک جمتا نہین
تری پشت پر پانون تھمتا نہین

طرارے دکھا سب کو شبدیز کے	اشارت سے یہ ہین طبع گلریز کے
لکھون داستان عجائب بیان	قمر طبع روشن کا ہی امتحان

چہرہ پرداران جرأت مثال و شہور شعاران جلالت شعار اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف شہور شعار خجستہ مقال ؎ چنین ہینگار و زند کلک خیال ؎ رستم پیلتن کہ داخل لشکر ہین دل مین خیال کیا کہ بادشاہ جمجاہ کو عرصہ ہوا قبلہ و کعبہ ابھی نہ پلٹے نہین معلوم جنگ خانۂ کعبہ مین کیا ہوا اسلم زنگی بڑا زبردست تھا پروردگار اُن شہریار سے پھر ملادے اور نورالدہر و ایرج کا بھی پتہ نہین یقین ہی وہ شیر بیشۂ جرأت تعاقب مین بادشاہ کے پہونچے فتاحی طلسم نوخیز مین ہونگے سمک بلدا قی سے یہ سب باتین کہین سمک بہت پریشان ہوا لیکن عرض کی کہ غلام فکر کریگا کہ حضور کا بھی داخلہ ہو یہ کہکے براے خبر چلا جنگل مین پھرتا ہوا جاتا تھا کہ ایک درۂ کوہ سے رونے کی آواز آئی سمک درۂ کوہ مین آیا دیکھا دیو تندک پڑا تڑپ رہا ہی سمک نے پوچھا ای دیو تندک خیر تو ہی کس بلا مین مبتلا ہو تندک نے کہا ای مہتر والا گہر خشخاش جادو ایک دیونی ہی مدت سے مجھپر عاشق تھی آج تیسرا دن ہی پا گئی اُسنے لاکے یہان قید کیا ہی وہ جبر کرتی ہی کہ اُسکا ذکر نہین کرسکتا مگر مین غلام صاحبقران زمان ہون مین نے ابتک قبول نہین کیا اسوجہ سے مجھپر جبر کرتی ہی سمک نے کہا ای تندک اگر بن پڑتا ہی تو آج اُسکو مارتا ہون یہ کہکے سمک بلدا قی گوشے مین چھپا شام ہوئی ایک جھونکا ہوا کا چلا درختون کے پتے مثل کنول روشن ہوگئے سامنے درے کے ایک بارگاہ استادہ ہوئی آسمان سے ایک ساحرہ بال زمین مین لوٹتے ہوے دھوتی نیلی باندھے ہوے آکے پہونچی تندک کو درے سے نکالا خیمے مین اپنے لیکر بیٹھی سوال وصل کرنے لگی مگر تندک انکار ہی کررہا ہی سمک غار سے نکلکر ایک گوشے مین آیا چند بانس کاٹے ایک خول بنایا ایک دیو کی شکل بنکر اُس خول مین چھپا جست کرتا ہوا روانہ ہوا پر آیا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم یہ عاشق زار حاضر ہی خشخاش جادو نے جو آواز

سنی بیقرار ہو کر نکل آئی دیکھا ایک دیو کھڑا ہی ایک تصویر ہاتھہ مین جیسے ہی خشخاش سامنے آئی دیو لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا خشخاش نے قریب آکر سر اُسکا زانو پر رکھا تصویر کو جو اُٹھا کر دیکھا تو اپنی تصویر پائی بلائین لینے لگی پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار کیا کہا اے عاشق صادق میرے تصویر کیونکر پائی دیو نقلی رونے لگا کہا ایک تاجر ایک صندوقچے مین لایا تھا کئی ہزار روپے دیکر یہ سودا خریدا ہی خشخاش نے کہا چلو بارگاہ مین بیٹھو ایک دیو لنگوڑا دیوانہ ہی مین نے اُسکو قید کیا ہی ہمارے تمھارے وصل ہوا اُسکے کباب لگا کر کھائین تب کیفیت ہو سمک نے پوچھا کیا اُس دیو پر آپ عاشق ہین یہ سُنکر خشخاش نے کہا مین تو مرد کے نام سے بھاگتی ہون مگر تمھاری عاشق صادق ہون اسواسطے قبول کرتی ہون سمک نے کہا قلعۂ دربند پنجم قاف کا بادشاہ ہون میری عملداری مین کوئی دیو نہین آتا آسمان پری سے جنگ رہتی ہی کئی مرتبہ مین شکست دے چکا ہون آخر وہ بھاگ جاتی ہین خشخاش نے کہا اب مین تمھاری عملداری کرا دونگی وہ سحر کرون کہ سب مسلمان پابہ گل ہو جاوین جسکو چاہو قتل کرلو سمک نے کہا اے ملکۂ عالم اگر اتنا سہارا ہو تو ایک دن مین گلستان ارم مین عملداری کرلون قریشہ کو قتل کرون اب خشخاش بہت خوش ہی دیو تندک سے اشارے کرتی ہی کہ لنگوڑے دیکھ تو مجھسے انکار کرتا تھا کیسا عاشق صادق ملا اسکو خان قاف بناؤنگی تمام رئیسان پردۂ قاف اسکی اطاعت کرینگے اٹھارہ پردے تسخیر کرا دونگی سرکشان قاف مین کوئی باقی نہین جسکو آسمان پری نے شکست ندی ہی کل پر دو ن پر قبضہ کرلیا اب کوئی لایق مقابلے کے نہین رہا تندک اشارہ کرتا ہی کہ او جھلو تو لا کھہ فتور کرے مگر مین نہ تھوکونگا سمک نے کہا ملکہ شراب لاؤ کہ مطلب حاصل ہو خشخاش دوڑکر گلابی شراب کی لائی سمک نے جام لبریز کیا کئی مثقال بیہوشی ملائی خشخاش نے پوچھا کہ اے دلجان تاجدار کمر سے کیا نکالکر ملایا سمک نے کہا یہ پڑیا رنگ شباب کی ہی خوب رنگ لائیگی مجھکو اور تمکو لطف شباب حاصل ہوگا صبح تک عیش و عشرت مین مصروف رہونگا آج میرے واسطے روز عید ہی مگر وہ لولہ جوانی بعید ہی کیا جانتا تھا

کہ آج سامنا ہوگا ورنہ سب طرح کے نسخے لاتا یہ نسخہ ہر وقت موجود رہتا ہو جلدی
پی جاؤ ایسا نہ ہو ہوا الگ کرتا پھر مجھا۔ خشخاش نے خوشی خوشی جام پیا سمک نے
جام پھر جام دیا جب دو تین جام پلا۔ خشخاش نے گھبرا کر کہا صاحب میرا دل گھبراتا ہو
کلیجہ منھ کو آتا ہو کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہو سمک نے کہا ذرا اٹھکر ٹہلو کہ فرحت
حاصل ہو تسکین دل ہو خشخاش گھبرا کر اٹھی جیسے ہی دو چار قدم چلی لڑکھڑا کر گری
سمک نے کہا او تندک مین اب اسکو قتل کرتا ہون لیکن ایک اقرار کرو کہ
مجھکو اور میرے آقا رستم کو پردۂ قاف مین لے چلو تندک نے کہا اچھا شاہزادے
وہان جنگ کر رہے ہین صاحبقران بھی پہونچے ہین لیکن ابھی تک نوح کا پتہ
نہین ملا شاید آپ کی مدد سے نوح دستیاب ہو تو رفع اضطراب ہو سمک یلداقی نے
خشخاش جادو کو قتل کیا مرنے سے خشخاش کے بڑا تلاطم ہوا پہاڑ تھرایا زمین بھی
ہل رہی ہو بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من خشخاش جادو بود سمک نے
تندک سے کہا آقائے نامدار آج ون کو گھبراتے تھے انکو بھی یقین ہوگیا کہ ایرج
اور نور الدہر وہین گئے تندک نے کہا تم جاکر رستم کو لاؤ مین پھر آکر بدیع الزمان
اور قاسم کو بھی لیجاؤنگا سمک نے کہا ان دونون کے مقدمے مین تمکو اختیار ہو
مگر مین اپنے آقا کو لاتا ہون رات بہت قلیل باقی ہو سمک تندک کو ٹھہرا کر بھاگا
یہان رستم فرش خاک پر پڑے تڑپ رہے ہین اور یہی خیال ہو کہ ایسا نہ ہو کہ
ایرج اور نور الدہر سے جنگ ہو جائے تو باعث خرابی ہو ایرج کے مزاج مین
جہالت ہو ہر چند کہ نور الدہر بہت سلیس ہین مگر طعن و تشنیع کہانتک اٹھا سکتے ہین
اگر کہین دونون آپس مین مصروف جنگ ہو گئے تو پردۂ قاف مین کون ایسا ہو کہ ان
دونون کے بیچ مین جائے اس خیال مین نیند اڑ گئی ہو کبھی گھبرا کے یہ اشعار
زبان پر لاتے ہین

نظم

ڈھونڈھکر ہم کوئی معشوق پریزاد کرین	اسطرح اب دل ناشاد کو بھی شاد کرین
قہر ہو ہمتو یہان نالہ و فریاد کرین	ہائے وہ بزم مین اغیار کے دل شاد کرین

اسلئے ہین اسے پہلو مین نہان رکھتا ہون
سمک کے یون زیست مین ہر ایک سے اے ہزنا نان
فرد عشاق کی وہ دیکھ رہے ہین یارب
ہم اِدھر صبر و تحمل مین ہوے ہین مشتاق
رحم آیا ہی انکھین اپنے گنہگارون پر
اپنے عشاق پہ اے بُت نہ کر اسد رجہ ستم
ضبط عشاق پہ تاکید کب کرتا ہی
حسرتین آرزوئین دلین ہمارے ہین مقیم
سیکڑون دوست گئے ملک عدم ای سطوت

چھین کر دل نہ مرا وہ کہین یہ یاد کرین
دوست تو کیا ہین عدو بعد فنا یاد کرین
کیا عجب آج مرے نام پہ بھی صاد کرین
وہ اُدھر روز نہ اِن دون ستم ایجاد کرین
سان پر تیز نہ تلوارون کو جلاد کرین
تنگ آکر نہ خدا سے تری فریاد کرین
دل سے کھینچین کبھی آہ نہ فریاد کرین
گھر یہ مدت سے ہی اُجڑا ہوا آباد کرین
کسکا افسوس کرین کسکو بھلا یاد کرین

رستم اِس حال مین بیٹھے تھے کہ سمک پردہ اُٹھا کر آیا عرض کی ای شہریار تا بہ طلسم نوخیز چلیے گا غلام نے تدبیر نکالی رستم نے تیغۂ کپیتان اُٹھایا سپر پشت پر ڈالی فرمایا ای سمک یہ بڑا احسان کیا کیونکر برادر کیا تدبیر ہی سمک نے سب حال بیان کیا رستم باہر نکلکر استر بالا کبود فرنگی پر سوار ہوے اُسی اندھیری رات مین ساتھ سمک کے روانہ ہو گئے جب صحرا مین پہونچے تو تندک کو دیکھا ٹہل رہا ہی رستم کو دیکھکر سلام کیا کہا ای شہریار حقیقت مین جبتک آپ لوگ نہ پہونچینگے اور روز نہ تسخیر ہونگے تو طلسم کیونکر شکست ہوگا جیسے ملکہ عالم قید ہوئین مین گلستان ارم مین نہین گیا اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا ہون خشخاش جادو نے قید کر لیا تھا لیکن سمک نے بڑا کام کیا اب مرکب یہین چھوڑیے رستم نے کہا مرکب ضرور لیچلو پر دو قاف مین مرکب ممکن نہ ہوگا تندک نے سمک کو کاندھے پر سوار کیا رستم گھوڑے پر سوار ہوے تندک نے گھوڑے سمیت رستم کو اُٹھا لیا اور لیکر بلند ہوا جبل اعلیٰ سے گذر کر جب بارگاہ سلیمانی مین پہونچے رستم نے اُس صحرا کو بہت پسند کیا فرمایا ای تندک ہمکو اسی مقام پر اُتار دو تندک نے کہا ابھی کہ ابھی طلسم نوخیز تو دور ہی رستم نے نہ مانا آخر تندک نے اُسی مقام پر اُتارا رستم سمک کو ساتھ

لیکر ایک جانب چلے تندک تو چلا گیا مگر رستم کئی کوس چلے تھے کہ غریو دیوان کی آواز
کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک صحراے وسیع مین کئی سو نرہ ہاے دیو جمع ہین
اور ایک دیو بلند قد کو زنجیرون مین باندھا ہو آگ روشن کی ہو سب ملکر چاہتے ہین
کہ اُسکو قتل کر کے کباب لگائین وہ دیو تڑپ رہا ہو رستم نے کہا ای سمک یہ بھی
کار ثواب ہو کہ یہ سب ملکر چاہتے ہین کہ اُسکو قتل کرین اگر کہو تو اِسکو بچاؤن سمک نے
منع بھی کیا مگر رستم گھوڑا بڑھا کر جا پڑے اور نعرہ کیا نعرہ رستم ارشد اولاد امیر
عرب ❊ کیست علمشاہ چو رستم لقب ❊ دیگر علمشاہ رومی شہ فیلزور ❊ کہ بر تخت
مرزوق افگندہ شور ❊ تیغہ کیتیان کو کھینچکر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے جب رستم نے دو چار دیوزاد قتل کیے وہ سب بھاگے رستم نے آکر اُس دیو
کو کھولا پوچھا کہ ای برادر یہ کیا معرکہ تھا دیو نے کہا دیو صمصام میرا نام ہو مین شکار
کھیلنے آیا تھا اِن سب نے مجھے گرفتار کر لیا آپ نے بڑا احسان کیا کہ ان ظالمون
کے ہاتھ سے بچا لیا مگر آپ کا نام نامی کیا ہو رستم نے کہا نام میرا علمشاہ ہو فرزند کوچک
سلیمان ہون براے مدد سعد بن قباد آیا ہون کہ بادشاہ ہمارے براے فتح طلسم
نوخیز آئے ہین دیو صمصام نے عرض کی آپ نے میری جان بخشی کی اِسکا بدلہ تو غیر
ممکن لیکن بادشاہ طلسم جو ہنگام تاجدار ہو اُسکی دختر بلند اختر عنبر افشان نازک ادا ہو
مین نے اُسکو پرورش کیا ہو سحر مین یگانۂ آفاق حسن مین طاق ہو اکثر ہنگام کہا کرتا ہو
کہ میری بیٹی مین وہ کمال ہو کہ طلسم مین کوئی اُسکا مثل نہین اگر آپ فرمائین تو
مین جا کر عنبر افشان سے ذکر کرون چونکہ مجھکو بہت مانتی ہو اگر میری قید کا حال
سُنتی تو آکر ایک سحر مین سب کو دیوانہ کر دیتی رستم نے کہا ای صمصام یہ کچھ ضرورت
نہین پروردگار معین و مددگار ہو ہمکو تا بہ طلسم پہونچائیگا ہمارا آنا بیکار نہ ہوگا
اگر قضا لیکر آئی ہو تو مجبور و ناچار ہین اب تم رخصت ہو ہم راہی منزل مقصود ہوتے
ہین کسی راہ پر پہونچ جاوینگے دیو صمصام نہ جاتا تھا مگر رستم نے بگڑ کر کہا کہ میرے
ساتھ کہان جاؤگے صمصام چلا مگر دل مین سوچتا ہوا کہ ای صمصام انسان کہ

ضعیف البنیان کہ ہماری خوراک ہو وہ جان بخشی کرے اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے جستجو تو
کرو آیندہ پروردگار کو اختیار ہو یہ سوچتا ہوا چلا صحراے مینوسواد مین پہونچا
اُسی صحرا مین ایک باغ ہو کہ ملکہ عنبر افشان نازک ادا اکثر اُس باغ مین آتی
ہین دو دو چار چار دن قیام رہتا ہو قضاے کار ملکہ باغ مین تھین چند کنیزون نے
جو وہ یوصمصام کو دیکھا پکار کر پوچھا کہ اے صمصام کہان تھے ملکۂ عالم روز تمکو پوچھا
کرتی تھین کہ ہمارا صمصام کہان ہو کئی دن سے نہین آیا صمصام نے کہا صاحبو مین
عجب مصیبت مین تھا مگر خداے نادیدہ نے بچا لیا کنیزین حیران جوان ہنستی ہوئی
بھاگین آپس مین کہتی ہوئین کہ آج تو صمصام نے نئی بات کہی خداے نادیدہ
کا نام لیتا ہو ایک کہتی ہو دیوانہ ہو گیا ہو دوسری کہتی ہو کہ چہرہ بھی اُسکا اُداس
ہو رہا ہو آپس مین کھسر پھسر جو ہوئی عنبر افشان نے پوچھا اری شفتلو کیا آپسمین
اشارے کنایے ہو رہے ہین کسکو برا کہہ رہی ہو کہا حضور وہ یوصمصام کئی دنسے
غائب تھا آج آیا ہو مگر عجب حال مین ہو خداے نادیدہ کا نام لیکر تعریفین کرتا ہوا
آتا ہو ملکہ نے کہا ذرا بلاؤ تو مین تو اُس سے پوچھون کہ تو نے خداے نادیدہ کی
کیا صفت دیکھی تجھکو کیونکر معلوم ہوا کنیزون نے صمصام کو بُلایا صمصام ہنستا
ہوا سامنے ملکہ کے آیا عنبر افشان نازک ادا نے پوچھا کہ اے صمصام تم کئی
دن سے کہان تھے آج تو بہت خوشی خوشی آئے ہو صمصام نے کہا اے ملکۂ عالم
ساکنان صحراے مینوسواد ہمیشہ سے میرے دشمن تھے آج کئی دن ہوے کہ
مین براے شکار گیا مجھکو بلوہ کر کے گرفتار کر لیا چاہتے تھے قتل کرین مین نے
لات و منات کو پکارا کوئی نہ آیا سامری و جمشید کو پکارا اُنسے بھی کچھ نفع نہ ہوا
پھر خداوند راس الشیاطین کو پکارا وہ بھی مدد کو نہ آئے جب مین نے دیکھا
وہ کبھی سو دیو آگ روشن کر چکے اب آمادہ ہین کہ مجھکو ذبح کرین تب مین نے
مایوس ہو کر خداے نادیدہ کو پکارا کہ اے کریم و رحیم اِن ظالمون کے ہاتھ سے
بچا لے یہ نام لیتے ہی صحراسے گرد اُڑی ایک جوان آفتاب جمال حسین و جمیل

مرکب باد رفتار پر سوار صرف ایک عیار ہمراہ نعرہ کرکے اُن دیوزادون پر
آپڑا دس پانچ دیو قتل کیے آخر وہ سب بھاگے اُسنے مجھکو کھولا نام و نشان میرا
پوچھا کلمہ تعلیم کیا مین بہ صدق دل مسلمان ہوا اسی وجہ سے خدائے نادیدہ کی
تعریف کرتا ہون مین نے دریافت کیا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی اُس جوان نے نام
اپنا علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران بتایا اب طرف طلسم نوخیز کے تشریف
لے گئے طلسم نوخیز پر آفت ہی کئی فرزند صاحبقران کے اُسکی شکست کی فکر مین
لڑ رہے ہین کئی وریند تسخیر کیے صاحبقران بھی اُسی حوالی مین ہین اُسی جوان کی
زبان سے یہ سب حال معلوم ہوا مین دیوانہ نہین ہون خدا کی تعریف کر رہا ہون
عنبر افشان دمبدم پوچھتی ہی اور کہتی ہی دیوزادون سے کیونکر لڑے کہ دیوزادونکا
قد بڑا ہوتا ہو صمصام نے طرز جنگ رستم بیان کیا عنبر افشان طریقہ جنگ سُنکر
گھبراگئی کہا اے صمصام تو اُنکے ساتھ نہ رہا صمصام نے کہا مین نے قصد کیا تھا
مگر اُنھون نے فرمایا دیوکو ہم ہمراہ نہین رکھتے ایسے جری بے پروا میری نگاہ سے
نہین گذرے یا تو والد اُنکے آکر دیوزادون سے لڑے یا اب یہ آئے ہین غرض
عنبر افشان یہ حال سُنکر خاموش ہو رہی مگر دل سے کہتی ہو اُس جوان کو کیونکر
دیکھون ایسے بے خوف کہ دیوزادون کے ملک مین آئے ہین پوچھا کیون
صمصام نوح طلسم کا کچھ ذکر کرتے تھے صمصام نے کہا فتاح طلسم اُنکا بھتیجا ہی
وہ الگ کد و کوشش کر رہا ہو ایک پوتا اُنکا اور ایک بھتیجا اور قبلہ و کعبہ اُنکے
قاتل عفریت یہ سب جوان آئے ہوے ہین بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے
عنبر افشان اُسوقت تو خاموش ہو رہی مگر رات کو جو بیٹھی تو نیند نہین آتی
تارے گن رہی ہو زبان پر یہ اشعار بیقراری مین جاری ہین رستم کی یاد ہی نظم

غم نہین گو اے فلک رتبہ ہی مجھکو خار کا	آفتاب اِک زرد پتہ ہو مرے گلزار کا
زلف کے حلقے مین اُلجھا سبزہ گوش یار کا	ہوگیا سنگِ زمرد خال چشم مار کا
ناخدا سے موت جو دم ہو سو ہو با عصار	غرم ہو کشتی تن کو بحر ہستی پار کا

خانۂ زنجیر سے مثل صدا اُڑتا ہون اب
جوش گریہ نے کیا ہی ناتوان اتنا مجھے
ہاتھ قاتل کے گریبان تک پہونچ سکتا نہین
پھول جو ہی اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہی
خط روے یار سے ایذا اُٹھائی ہی زبس
گرد پیش طاق ابروے صنم گیسو نہین
ای صنم تیری کرنجی آنکھ سے ثابت ہوا
یاد مین تیری رقیب روسیہ جاگا تو کیا
اُس پریرو کے جو کوچے کا گذرتا ہی خیال
اُٹھکے دیوار لحد سے مروے ٹکراتے ہین سر
ای صنم عاشق سے روپوشی نہین لازم تجھے
بوے گل آتش کہین ہوتی ہی محسوس نظر

یاد آتا ہی کف پا مین کھٹکنا خار کا
ٹوٹنا ممکن نہین ہی آنسوون کے تار کا
اور فرط شوق ہی یان زخم دامن دار کا
ہر شجر اِس باغ مین لاتا ہی پھل تلوار کا
سبزے سے ہوتا ہی صدمہ میرے دل کو خار کا
کعبے پر نرغہ ہوا ہی لشکر کفار کا
رنگ اُڑجاتا ہی روے مردم بیمار کا
مرتبہ عالی نہ ہو خفاش شب بیدار کا
بن کے جن سایہ لپٹتا ہی مجھے دیوار کا
اِک قیامت ہی صنم عالم تری رفتار کا
پردہ موسیٰ سے نہین اللہ کو دیدار کا
افترا ہی روز محشر یار کے دیدار کا

رات بھر ملکہ تڑپی صبح کو جو اُٹھی چہرہ زرد لب پر آہ سرد کنیزون نے جو آکر دیکھا کہا ای ملکۂ عالم مزاج کیسا ہی ملکہ نے کہا صاحبو کیا پوچھتی ہو جو دل پر گذر رہی ہی کیا حال بیان کرون نگوڑے صمصام نے عجب حال بیان کیا کہ دل جسنے ٹکڑے کردیا مین والد کی ملاقات کو جاتی ہون یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئی اُڑاتی ہوئی طاؤس کو جاتی ہی راہ مین ایک پہاڑ ملا کہ اُسکو کوہ نیرنگ کہتے ہین اُس کوہ کو دیکھا کہ نہایت پُرفضا مقام ہی ہر سمت درخت سرسبز و شاداب ہر طرف نہرین جاری پانی گر رہا ہی طائران ہوائی آکر بیٹھتے ہین زمزمہ سرائی کرکے اُڑجاتے ہین ملکہ کو وہ مقام پسند آیا طاؤس اُتارا پہاڑ پر ٹہلنے لگین چہار جانب دیکھ رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان آفتاب عالمتاب تاج شہریاری برسر و چار قب شہنشاہی در بر موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم تخت پر سوار چہرے کی چھوٹ پڑ رہی ہی

گرد تخت ہالہ پڑا ہوا ہے پشت پہ فوج ظفر موج سرداران نامی و پہلوانان گرامی
گرد گھیرے ہوئے ہالہ بارگاہ کا بنا ہوا اس دھوم سے لشکر جا رہا ہے نگاہ جو
جمال بے مثال پہ پڑی پروانہ شمع جمال ہوئی پسینے پسینے ہو گئی جی مین کہتی ہے یہ
وہی جوان ہے جسکا کہ صمصام نے ذکر کیا تھا مگر کیونکر روکون کیا کرون فوج
و لشکر سامنے سے گذر گیا تصویر جو آنکھون سے ہٹی دل کو تھام لیا اور ٹھنڈی
سانسین بھرنے لگی مگر کچھ بن نہ پڑا آخر ناچار ہو کر اٹھی باغ مین آئی باغ پر نگاہ
ڈالی باغ خارہ خارہ معلوم ہوتا ہے بتے خنجر بران تھا خون کا خم گلے پر گویا تلوار
پھر رہی ہے ہر طرف عندلیبان خوشنوا کی پکار قمریون کی کوکو سے سر پھرنے لگا
سر جھکا کر بیٹھی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے کنیزون نے عرض کی واری خاصہ تیار
ہے ملکہ نے کہا دل غم و الم سے بھرا ہے کھانے کو جی نہین چاہتا یہان تو ملکۂ عالم
باغ مین بیقرار ہین مگر بادشاہ سعد بن قباد کی یہ منزل آخر تھی قریب دربند
ہفتم پہونچے سرخاب فراق نصیب تخت پہ بیٹھا ہے ذکر طلسم کشا ہو رہا ہے مگر
سرخاب نے کہا مین تو خبر سن چکا ہون کہ چھٹا دربند بھی تسخیر ہو گیا وہان کے
حاکم نے خوف جان سے اطاعت کی مگر مین وہ جنگ کرونگا کہ مسلمانون کو
بھاگتے راستہ نہ ملیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے کافرو
کافرون نے بددعا دی قطعہ ای فخر جہانبانی وغا ساقط انرو بلہ گوہر بوم وہین دارہی و
ہ اساقط انرو بلہ روز ان وشبان زحق تعالی خواہم بلہ مرکب وبدبخت خداوبا
ساقط انرو بلہ مصاحبون نے کہا پیش باز تو کہو بھائی کیا خوشخبری لائے ہرکارون
نے کہا غلام واسطے بالا دوی کے نکلے تھے سعد بن قباد و شہریار مع فوج ظفر
موج آ پہونچے سامنے آپ کے قلعے کے اترے ہین اور یہ بھی خبر مشہور ہے کہ
صاحبقران زمان اسکے واقعہ جانا لڑتے بھڑتے دربند ششم کو فتح کر کے طرف
دربند ہفتم کے جاتے ہین اب جا بجا مقابلے پڑینگے یہ سنکر سرخاب جادو نے
حکم دیا لشکر تیار رہو مین مقابلے مین جاؤنگا اور سب کو گرفتار کر کے لاؤن گا

یہ کہکے لشکر لیکر نکلا لشکر کو آراستہ کیا اپنے عیار سیماب تیز رفتار کو بُلا کر حکم دیا
کر مین نے خبر سُنی ہو کہ صاحبقران مالک اسم اعظم ہین کسی طرح ایسی تدبیر کر کہ وہ
اپنے لشکر سے نکلجاوین تو لشکر کو گرفتار کرلون اور یہی تدبیر واسطے سعد شہریار کے
ہو عیار نے کہا مین تدبیر کرونگا سرخاب بیرون بارگاہ کھڑا ہوا یہ کلام کر رہا تھا
کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا نشان لشکر کھلے ہوے بادشاہ جمجاہ بصد کروفر آکے
پہونچے ایک طرف سے ابر سرخ اُٹھا یاسمن رنگین پوش مع کنیزون کے آکر
پہونچی اہتمام کرنے لگی سرخاب یاسمن کو دیکھکر بہت گھبرایا کہا صاحبو دیکھو
گھر والے بادشاہ کے شریک ہوگئے کیونکر خرابی نہ ہو دیکھو اہتمام کر رہے
ہین مگر ایسا سحر کرون کہ یہ لشکر سے نکلجائے تو مین لشکر کا خاتمہ کردون یہ کہکے
طبل جنگی بجوایا سعد بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ سرخاب
مقابلہ حضور مین آگیا اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی بادشاہ نے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی
بجا یاسمن نے کہا امو شہریار آج کی شب بڑی حفاظت چاہیے صبح کو مقابلہ ہو اگر
حکم ہو تو مین طلایہ دون بادشاہ نے فرمایا جو مناسب وقت ہو وہ اہتمام کرو
ملکہ یاسمن چند کنیزون کو ساتھ لیکر طلاسے یہ آئین بازار دن کا انتظام کیا جو
بارگاہ سعد پر آکر ٹھہرین اگر کوئی طائر بھی نکلتا ہو تو اُسکو سحر کرکے مار لیتی ہین
کہتی ہین کہ مجھکو تردد یہ ہو کہ سرخاب نے کیا سمجھکر طبل جنگی بجوایا ہو کوئی تو انتظام
ایسا کیا ہو جسکے سبب سے مطمئن ہو دو پہر رات گذر چکی ہو ملکہ یاسمن بیٹھی ہین
اہتمام کر رہی ہین کہ کان مین رونے کی آواز آئی بیقرار ہوکر کہا یہ کون ایسا
دردرسیدہ رو رہا ہو جاکر خبر لون یہ کہکے نشان صدا پر چلین صحرا مین آکر دیکھا
ایک نخل کے سایے مین ایک نازنین بیٹھی رو رہی ہو یاسمن نے آکر پوچھا کہ
کیون نیکبخت خیر تو ہو باعث گریہ کا کیا ہو وہ نازنین قدمون سے لپٹ گئی اور
کہا حضور شکر ہو کہ آپ نے میرا حال تو پوچھا دو دن سے یہان پڑی ہوئی بلک
رہی ہون کسی نے آکر حال بھی نہ پوچھا یاسمن نے کہا تمھارا نام کیا ہو نازنین نے

جواب دیا کہ میرا نام گلشن نازک ادا ہی یہان سامنے قریہ ہی میرا باپ زمیندار
ہی مین اُسکی دختر ہون قضاے کار مسلمانون کا جو گذر ہوا قریہ لوٹ لیا میری
تلاش مین تھے مین نکل بھاگی لیکن ایک رسالہ وار میرے تعاقب مین چلا تھا
مین آکر یہان بیٹھ رہی اگر حضور اتنی عنایت کرین کہ میرے ساتھ چلکر میرے
باغ مین مجھکو بٹھا آوین تو مین مطمئن ہوجاؤن یاسمن نے کہا چلو وہ نازنین اُٹھی
یاسمن کو ساتھ لیکر چلی تھوڑی دور چلکر ایک دروازہ دکھائی دیا کہا یہی کنیز کا
باغ ہی ملکہ ہمراہ اُس نازنین کے جو باغ مین آئین دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی
ہر طرف نہرین بھری ہوئی ہین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین بہار پیرایہ
عالم کو پکار رہے ہین جوانان باغ لباس سبز زیب جسم کیے اکڑ رہے ہین کسی
جانب چمن زعفران زار کہ جسکو دیکھکر ہنسی آتی ہی ملکہ یاسمن ساتھ اُس نازنین
کے مصروف سیر باغ ہوئین کنیزون سے کہا جاؤ جاکر بادشاہ سے اطلاع کرو کہ
یہان تشریف لائیے ایسی سیر ہی کہ بہت خوش ہوجیے گا کنیزین روانہ ہوئین
وہ نازنین ہمراہ یاسمن سیر کر رہی ہی چمن دکھاتی پھرتی ہی یہان سعد جو بیدار ہوئے
فرمانے لگے کہ صاحبو ملکہ یاسمن نے کیا انتظام کیا ہرکارون نے عرض کی کہ ملکہ
یاسمن دروازے پر نہین ہین بادشاہ بیقرار ہوکر نکل آئے ایک ایک سے
پوچھ رہے ہین کہ ملکہ یاسمن کہان ہین ملازم عرض کر رہے ہین کہ وہ پھررات گئے
طرف صحرا کے گئی تھین پھر پلٹ کر نہین آئین یہ ذکر تھا کہ کنیزون نے آکر عرض کی
کہ حضور آپ کو ملکہ یاسمن نے بلایا ہی یہان سے تھوڑی دور پر ایک باغ ہی
اُسکو ملاحظہ فرما رہی ہین حضور تشریف لے چلین بادشاہ نے افسرونکو حکم
دیا کہ طرف میدان کارزار کے چلو مین ملکہ یاسمن کو بلا لاؤن ایسا نہ ہو کہ
اُنکے خلاف گذرے اور فرمائین کہ ہمنے بلایا تو تشریف نہ لائے یہ فرماکر سوار
ہوئے فیروزہ نے کہا بھی کہ حضور لشکر میدان کارزار مین جا رہا ہی جب
آپ نہ ہونگے تو کون مقابلہ کریگا حریف کو کون جواب دیگا بادشاہ نے فرمایا

تم لوگ چلو مین ابھی آتا ہون یہ فرما کر ہمراہ کنیزون کے روانہ ہوے کل لشکر تیار ہوکر
میدان مین آیا مگر بادشاہ جمجاہ ہمراہ کنیزون کے جاتے ہین جب صحرا مین پہونچے
تو دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا رو رہا ہے بادشاہ نے جو اُس دردرسیدہ کو دیکھا
حال پوچھا اُسنے کہا میرے فرزند پر کسی نے سحر کردیا ہے کہ وہ دیوانہ ہوگیا ہے تو ایک
حکیم نے بتایا ہے کہ پاس سعد شہریار کے جاؤ لوح محفوظ اگر چند ساعت کو ملے تو لاکر
اُسکا پانی وصو کر پلاؤ تو اُسکی وحشت جاتی رہے حضور فرزند کی محبت آج تین دنسے
اُس شہریار کو ڈھونڈھ رہا ہون اور سنتا ہون کہ وہ بھی ابن بخی ہین ہر چند کہ لوح محفوظ
اُنکی حفاظت ہے مگر ضرور رحمت کرینگے بادشاہ جمجاہ کو بڑا افسوس آیا فوراً الوح گلے
سے اُتاری فرمایا یہ لیجاؤ پانی پلا کر لاؤ وہ شخص لوح محفوظ لیکر ایک طرف چلا بادشاہ
ساتھ کنیزون کے باغ مین جو آئے تو دیکھا ملکہ یاسمن شگفتہ اُسی باغ مین پھر رہی
ہین بادشاہ کو دیکھکر بلایا بادشاہ ساتھ یاسمن کے مصروف سیر ہوے لیکن لشکر
جو میدان کارزار مین پہونچا تھا اُدھر سے سرخاب جادو بھی فوج لیکر آیا دیکھا
لشکر آکر پہونچا صفین آراستہ کرکے نقیبون کو اشارہ کیا نقیب میدان مین آئے
یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے

نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدّار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سردارون مین
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
جسپہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس
قصر کو جا بیند و باشند دونکو وا نکے دیکھو

تا بہ کہ حسرت فرزندو زن وشہر و دیار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدونکے گزار
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
ارغنون وار صدا گونجتی تھی صوت ہزار
کبھی گل منعدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ ری تیری تنک ظرفی یہ ابن عزو وقار
آجکل وہ لب جو چغد کا ہے آشنہ دار
تکیۂ گور وگو زن آج ہے ہر اک کا مزار

سینہ لبریز تمنا و بلب مُہر سکوت ۔ نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ دو چیلیں نہ ترنگیں نہ خود آرائی ہی ۔ کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

نقیبوں نے جو یہ اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے مگر سرخاب فراق نصیب تخت سے اُترا میدان میں آیا ایک گولہ جھولی سے نکالا اُٹھاکر مارا کہ آسمان پر جاکر پھٹا اِسقدر دھواں پیدا ہوا کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا تمام لشکر والے اُسی دھوئیں میں مبتلا ہوے لشکر کا یہ حال کرکے ایک دیوار دود اُس مردود نے گرد لشکر بنادی کہ کوئی نکل نسکے بارگاہ خیمہ وغیرہ اُسی دُھوئیں کے اندر رہی اہل لشکر فریاد کر رہے ہیں سرخاب جادو یہ سامان کرکے پلٹا وہاں بادشاہ ہمراہ یاسمن مصروف سیر باغ ہیں یہاں سرخاب نے یہ آفت برپا کی مگر سرخاب جو پلٹا قلعے میں آیا اہل لشکر سے کہا صاحبو تجنے دیکھا میں نے کیا انتظام کیا اب بادشاہ اور یاسمن بھی گرفتار ہوکر آجاوینگے میرے سحر نے لوح محفوظ لے لی اب بادشاہ بیکار ہیں یہ باتیں کہتا ہوا بارگاہ سے اُٹھا محل میں آیا عنبر افشان نازک ادا کو خبر ہوئی کہ سرخاب فراق نصیب آتے ہیں براے استقبال اُٹھی سرخاب نے کہا ای نور نظر اب کیوں گھبراتی ہو میں نے انتظام کردیا سارا لشکر سعد کا مبتلاے سحر کردیا بادشاہ و یاسمن فلان باغ میں سیر کررہے ہیں جبتک میں نہ چاہونگا نہ پلٹیں گے عنبر افشان نے جو یہ باتیں سنیں یا دمیں بادشاہ کی بیقرار ہورہی تھی سوچی کہ اِسوقت میں آنکی مدد کرنا از جملۂ واجبات ہی باپ سے کہا آپ نے سب کو پھنسا دیا میں بھی چلکر تماشہ دیکھونگی پھر سرخاب سے کہا ای والد نامدار مجھکو بھی ہمراہ لے چلیے کہ اُن لوگون کو میں بھی دیکھ لوں کہ آپ نے کیا سحر کیا ہی سرخاب عنبر افشان کو ساتھ لیکر میدان میں آیا دکھایا کہ دیکھ لو دیوار دُھوئیں کی گرد لشکر ہی عنبر افشان نے کہا میں سحر کروں کہ یہ سب جلنے لگیں اِنکا زندہ رہنا بہتر نہیں ہی سرخاب نے کہا بیٹیا تم تو جانتی ہو کہ سحر تین دن کا ہوتا ہی آج کے تیسرے دن آسمان سے آگ برسے گی یہ خود جل جاوینگے تمھارے سحر کی کون ضرورت ہی عنبر افشان خاموش

ہو رہی سرخاب جادو پلٹا عنبر افشان یہ حال دیکھکر بیقرار ہوگئی جب دیکھا کہ اب
سرخاب چلا گیا تو عنبر افشان ایک پہاڑ پر آئی وہان آکر ٹھہری جھولی سے ماش
کے دانے نکالے طرف لشکر اسلام کے پھینکے دھوان شق ہوا جب دھوان شق
ہوا تو اہل اسلام کو آرام ملا ملکہ عنبر افشان وہان سے پھر طاؤس پہ سوار ہوئی یہان
سعد شہریار و یاسمن اور دوسری دو نازنین جو لگا کر لائی ہو مصروف سیر باغ ہین کہ آسمان
سے آکر ایک برق گری کہ اس نازنین کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اسکے آواز
آئی کشتی مرا نام من مکار جادو بود ملکہ یاسمن نے گھبرا کر کہا اے شہریار یہین اور آپکو
یہان کون لایا نہین معلوم لشکر پر کیا گذری بڑے وقت پہ آپ چلے آئے بادشاہ
نے فرمایا مین تو تمھارے نام سے آیا ورنہ مین جانتا تھا کہ سرخاب سے مقابلہ ہی
دیکھیے لشکر پر کیا آفت برپا ہی ہو سر اٹھا کر دیکھا ایک نازنین آفت جان نے کہ ایک
طاؤس پر سوار ہے سحر کر کے اس نازنین کو مارا ہی کہ اسنے پکار کر کہا او بی یاسمن اس مکار
کے سحر مین ایسی مبہوت ہوئی ہین کہ لوح محفوظ شہریار سے نکلا ادہی اب طرف لشکر کے
چلیے مین حاضر ہوتی ہون یہ کہکر طاؤس بڑھایا ایک طرف نکلگئی ملکہ یاسمن و سعد
باتین کرتے ہوے پلٹے مگر ہرکارون نے سرخاب کو خبر دی کہ آپ کے آنے کے
بعد دھوان وغیرہ غائب ہو گیا لشکر مسلمانان مین خوشی ہو رہی ہی یہ سنکر سرخاب
اٹھا لشکر کو ہمراہ لیکر سوار ہوا میدان مین پہونچا دیکھا لشکر بہ آرام اترا ہوا ہی
دھوان وغیرہ ندارد وساحرون سے اشارہ کیا ان سب کو مار لو ساحر حربہ ہاے
سحر لیکر بڑھے سحر کرنے لگے آسمان سے آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ جلگیا ہر طرف سے
فریاد کی صدا بلند ہی یہی غل پڑا ہو کہ اے کریم کارساز و اے مالک بے نیاز اس آفت سے
بچائے چند کنیزان یاسمن جو یہان موجود ہین وہ سحر کو روک رہی ہین مگر انکے
سحر کو یہ کیا لیاقت ہی کہ سرخاب کے سحر کو روکے جو بڑھ بڑھ کے سحر کر رہی ہین لیکن
آسمان سے آگ کا گرنا موقوف نہین ہوتا کئی ہزار آدمی فوج کے جلکر خاک ہوے
بعض گھوڑون سے گر پڑے ہین چلاتے ہین اٹھین ہاتھ پاؤن مین اٹھنے کی طاقت

انہیں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے نجات دے خود کھڑا
ہوا سرخاب سحر کر رہا ہے جب گولہ مارتا ہے آگ کو ترقی ہوتی ہے مگر اہل اسلام نے جو
ہلاک کر دعا کی تھی اُسے گرد اُڑی دیکھا سعد شہریار و ملکہ یاسمن رنگین پوش نکلے ہیں
آتے ہیں سرکار سے لشکر اسلام کے صحرا میں کھڑے تماشا دیکھ رہے ہیں بادشاہ کو
دیکھکر شگفتہ ہو گئے کہا اے شہریار آپ کے بعد یہاں بڑی آفتیں برپا ہوئیں ایک
سرخاب دھوئیں نے لشکر کو گھیر لیا پھر وہ دھواں جاتا رہا اب سرخاب آپڑا ہے تمام
لشکر پامال ہو رہا ہے بادشاہ نے طرف یاسمن کے دیکھا یاسمن نے طاؤس بڑھایا
اور جھولی میں ہاتھ ڈالا کچھ پاش کے دانے نکالے طرف آسمان کے پھینکے چند سپریں
تو لادی پیدا ہوئیں لشکر اسلام پر چھا گئیں جو شعلہ گرا سپروں نے اپنے اوپر
لیا گویا سینہ سپر ہیں پھول سپروں کے شگفتہ جدھر سے شعلہ گرتا ہے سپریں بڑھ کے
شعلے کو اپنے اوپر روکتی ہیں سرخاب نے جو یہ معرکہ دیکھا ایک ساحر کو اشارہ
کیا کہ بادشاہ کو اٹھا لا بادشاہ گھوڑے پر سوار چاہتے ہیں تلوار کھینچکر جا پڑوں کہ
بلند جادو فرستادہ سرخاب تڑپ کر آسمان سے گرا اور بادشاہ کو لیچلا یاسمن
نے ہر چند سحر کیے مگر وہ ساحر نہ رکا حیران دیکھ رہی ہے اور کہتی ہے ہما جیسے
ہمسے بڑی غفلت ہوئی سرخاب نے اپنا رنگ جما لیا افسوس ہے بادشاہ نے
بڑا دھوکا کھایا ہے خیر دو زرہ بڑھکر خبر تو لو کہ وہ نازنین جو مدد کو آئی ہے وہ کہاں گئی
مگر ملکہ عنبر افشاں جو بادشاہ کو باغ سے باہر کر کے چلی ایک صحرا میں دیکھا ایک
ساحر مہیب بشکل عجیب لوح محفوظ لیے ہوئے جاتا ہے دوسرا ساحر اسکے ساتھ
ہے اُس سے کہتا جاتا ہے کہ میں نے ایسا نقرہ دیا کہ بادشاہ نے تختی مجھکو دیدی اب
میں بخدمت سرخاب فراق نصیب جاتا ہوں عنبر افشاں نے آسمان سے سحر
کیا وہ ساحر چاہتا ہے درہ کوہ میں ہو کر نکل جاؤں کہ درہ کوہ سے آواز آئی اے
پلنگ جادو کہاں جاتا ہے ذرا پلٹ کر مجھ تک تو آ پلنگ نے پلٹ کر دیکھا کہ
ایک نازنین نہایت حسین و جمیل مسکراتی ہوئی آتی ہے پلنگ نے کہا اے آفت جان

کہاں سے آتی ہو نازنین نے کہا تمھارا شوق لایا ہی خواب مین تمکو دیکھا متاع صبر
تمنے خواب ہی مین لوٹ لی کچھ بن نہ پڑا آخر تلاش مین نکلی شکر ہی خداوند جمشید ثانی
کا کہ تم اس مقام پر مل گئے اب میرے ساتھ چلو باغ مین چلکر صحبت آرا ہو تین وہ
انتظام کرون کہ تمکو اٹھا پہر خوش رکھون پلنگاب جادو ساتھ اُس نازنین کے
چلا تھوڑی دور جاکر وہ نازنین بیٹھ گئی کہا اے پلنگاب جادو اصل یہ ہی کہ باپ میرا
بڑا ساحر نہ پرست ہی اُسکو حال میرے عشق کا معلوم ہوگیا اُسنے وہ سحر کیا ہی کہ
پانوں چلے جاتے ہین اب کچھ ایسی تدبیر کرو کہ میرے اوپر سے سحر اُترے پلنگ
نے کہا میرے پاس وہ شی ہی کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اُس نازنین نے پوچھا وہ کیا شی
ہی پلنگاب جادو نے لوح محفوظ جعلی سے نکالی کہا لو اِسکو گلے مین ڈال لو تاثیر
سحر جاتی رہیگی اُس نازنین نے لوح محفوظ لی عنبر افشان نے جو آسمان سے دیکھ
کہ مطلب ہوگیا لوح محفوظ میری فرستادہ کے قبضے مین آئی آسمان سے برق چمکائی
کہ پلنگاب جادو کے دو ٹکڑے ہوے آسمان سے اُترکر لوح محفوظ لی اور تخت
پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہان وہ وقت ہی کہ سعد کو وہ ساحر سامنے سرخاب کے
لایا ہی سرخاب کہہ رہا ہی کیون سعد شہریار آپ نے بڑی بدعت پر کمر باندھی ہی میری
اطاعت کرو ورنہ قتل کرونگا سعد اگرچہ سحر مین ہین مگر جواب دیا جو تجھسے ہوسکے
قصور نہ کر سرخاب نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ تمام افسران فوج کہہ رہے ہین اگر
آپ نے اِسکو قتل کیا تو مسلمانوں کے زور لوٹ جاوینگے یہی جوان طلسم کشا ہی
جلاد نے آکر سعد کا بازو تھاما زیر تیغ بٹھایا آوازین دے رہے ہین فرد سلطنت
سلطان کند فریاد بر جلاد چیست بلہ مرغ را اند بلا شد طعنہ بر صبا چیست بلہ گرد دیر
کوسے کا خط کھینچا منتظر ہی کہ دوسرا حکم ملے تو قتل کرون فیروزہ بن عمرو ایک ساحر
کی شکل بنا ہوا کھڑا ہی ساتھ والون سے کہہ رہا ہی بادشاہ بڑا اکرتے ہین کہ اِس جوان
کے قتل کا ارادہ ہی کہ جسکا قتل ہونا بہت دشوار ہی خداوند سابق لکھ گئے
ہین کہ کوئی طلسم کشا کو قتل نہین کرسکتا مگر مین حیران ہون کہ اب یہ کیونکر بچین گے

لیکن سرخاب چاہتا ہو دوسرا حکم دون کہ آسمان سے ابر سنہرا پیدا ہوا رعد کی
گرج برق کی چمک سرخاب نے کہا لو صاحبو ملکہ عنبر افشان آتی ہین اسکو بھی
افسوس ہو کہ ملک تباہ ہوتا ہو ماری ماری پھر رہی ہو دیکھو تو اسکا حال کیا ہو گیا
ہو چہرہ زرد لب پر آہ سرد گویا دل مین درد کئی دن سے کھانا ترک ہو اب جو آئے
تو مین کہون کہ اے نور نظر کیون اتنی بیقرار ہو طلسم کشا قتل ہوتا ہو اب کسی کی مجال نہین
ہو کہ طلسم پر دست انداز ہو خداوند سامری لکھ گئے ہین کہ اگر کسی نے کوشش کر کے
سعد کو قتل کیا تو کئی ہزار برس طلسم قایم رہے گا اور عزیز و اقارب صرف کوشش
کرینگے مگر طلسم مین نہ آسکین گے اور جو آئیگا وہ گرفتار ہوگا یہ ذکر تھا کہ ابر سنہرا
آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ملکہ عنبر افشان قطرے پسینے کے چہرے سے ٹپک رہے
ہین صاف ظاہر ہو کہ آسمان سے بارش مروارید ہو رہی ہو مگر انتہا کا انتشار دل
بیقرار معشوق کو دیکھا سرنگون بیٹھے ہین ایک جلاد صاحب بیداد خنجر کھینچے کھڑا ہو
عنبر افشان اتری سرخاب نے گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند کیون اسقدر بیقرار
ہو لو طلسم کشا کو گرفتار کرا منگایا اب قتل کرتا ہون عنبر افشان نے کہا اس شخص
کے مقدمے مین کیا کیا حکم ہین خداوند لکھ گئے ہین کہ آجتک ایسا جلیل طلسم مین
نہین آیا ساکنان طلسم کو مناسب ہو کہ اپنی حفاظت کرین اس جوان سے ڈرین
اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین قتل کرون پہلے ہاتھ کاٹونگی پھر پانون قلم
کرونگی سرخاب کیا جانے کہ اسکے دل مین کیا ہو بیساختہ حکم دیا کہ اے عنبر افشان
خوشی تمھاری عنبر افشان نے کہا مجھکو ڈر ہو کہ جلاد میل نہ کرے اور ہین مین نکرونگی
ایک ہاتھ مین سر تن سے جدا کرونگی اس سحر سے مارون کہ تڑپ تڑپ کر جان
دے اور کچھ نہ ہو سکے یہ کہکے نیمچہ تولتی ہوئی بڑھی اول نیمچہ ہلایا کہ نیچے سے برق
گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے جلاد کو نابود کر چکا نہ کر کہا اے شہریار یہ لوح محفوظ
موجود ہو اسکو گلے مین پہنئے سعد نے لوح محفوظ لیکر گلے مین پہنی تمام قید ٹوٹ کر
گری سرخاب نے نعرہ کیا ارے اس گیسو بریدہ نے غضب کیا کہ طلسم کشا کو لوح

محفوظ ہیں بچا وہی اب طلسم کشا کو کون قتل کر سکیگا سعد نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا نعرۂ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم منم صف شکن شیر دل نوجوان	بہار گلستان کاؤس و جم نہال گلستان صاحبقران

تلوار کھینچکر لڑنے لگے عنبر افشان نے بھی سحر کیا ملکہ یاسمن نے لشکر بڑھایا سرخاب نے خیال کر کے دیکھا کہ چہار طرف سے سحر کا گھیرا پڑا ہوا ہو لشکر ساحران قتل ہو رہا ہو حیران تھا کہ کیا کرون مگر سعد شہریار جنگ رستمانہ کرتے ہوے جس غول پر پہونچے اُسکو درہم و برہم کر دیا کئی صفین اُلٹ کر مقابلہ سرخاب مین پہونچے سرخاب نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا پیچھے ہٹا چاہتا تھا نکل جاؤن مگر دیکھا ہر طرف سے دیوارین کھینچی ہین کسی طرف نکلنے کا راستہ نہین عنبر افشان اور یاسمن کے سحر سے دیوارین گھری ہوئی ہین جدھر جاتا ہو یہی معلوم ہوتا ہو کہ مجھکو شیر گھیرے ہوے ہین آخر سعد کے سامنے آیا کئی سحر کیے مگر سحر نے تاثیر نہ کی ناچار ہو کر ہاتھ تلوار کا مارا عنبر افشان ایسے سحر کر رہی ہو کہ ایسا نہ ہو سرخاب بھاگ جائے بادشاہ نے تلوار روک کر ہاتھ مارا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جب تلوار گری سر سرخاب کا زخمی ہوا سرخاب زخمی ہو کے پیچھے ہٹا سعد نے گھوڑا بڑھایا بیچ مین کئی جادوگر آپڑے مگر ہاتھ سے سعد کے مارے گئے جو بڑھکر آیا علف شمشیر آبدار ہوا آخر قریب سرخاب کے پہونچے سر سے اُسکے خون بہ رہا ہو چاہتا ہو غرق زمین ہو جاؤن مگر عنبر افشان نے زمین کو سنگ لاخ کر دیا ہو چہار طرف شیر پھر رہے ہین سرخاب کو کچھ نہ بن پڑا بادشاہ کے سامنے آیا کہا اے شہریار اطاعت کرتا ہون اگر میری جان بخشی ہو بادشاہ نے فرمایا اگر اطاعت اسلام اختیار کر تو تیری جان بخشی ہو ورنہ تجھکو اختیار ہو بدون قتل نہ چھوڑونگا تو نے اپنے نزدیک تو خاتمہ کر دیا تھا مگر خدا نے مدد کی کہ تجھ ایسے ظالم کے ہاتھ سے بچایا سرخاب قدمون سے لپٹ گیا کہا میری خطا معاف کیجیے ہم خطاوار ہین آپ صاحب خلق و فتاح طلسم ہین جو مناسب ہو اس

غلام کے حق مین کیجیے جب سرخاب نے یہ کہا تو بادشاہ نے اُسکو مطیع اسلام کیا بعدہٗ
سرخاب نے فوج کو منع کیا کہ یارو جنگ نہ کرو مین نے اطاعت کی یارو ظاہر رہے
کہ جو انکی اطاعت کریگا اُسکی جان بچیگی اور جو اطاعت سے گردن ہٹائیگا وہ مارا جائیگا
عمر طلسم تمام ہو چکی خداوند کا کہنا تخت نشین ہوا یہی کتاب مین لکھا ہو کہ فلان سنہ
مین اور فلان مہینے مین مسلمان بلوہ کرینگے پھر طلسم نہ بچیگا بانی اسکے لوح بنا گئے ہین
جسدن وہ لوح طلسم کشا کو ملیگی اُسی دن خاتمہ ہو خداوند اپنی جان بچاوین ہم لوگ
تو مطیع ہو کر بچ بھی جاوینگے لیکن خداوند کیونکر امان پاوینگے مسلمانون کو بہت ہی
ناگوار ہو کہ انسان خدائی کرے اور یہ لوگ سجدہ کرین مسلمانون کا اعتقاد ہو کہ
ہمارا پروردگار ہر مقام پر حاضر و ناظر ہو اُسی کی قدرت کا ظہور رہی سب افسر آکر
قدمون پر گرے بادشاہ نے سب کے عہدے قایم رکھے چارون دربندون کے
حاکم پانچوان سرخاب فراق نصیب بادشاہ کے ہمراہ ہین مگر عنبر افشان جادو
علٰحدہ علٰحدہ آتی ہو عنبر افشان نے جو یاسمن کو دیکھا کہ بادشاہ سے باتین کرتی
ہوئی خوش اور بحال آتی ہو بہت ناگوار ہوا مگر کچھ چارہ نہ تھا سعد بھی بنگاہ محبت
ملکہ عنبر افشان کو دیکھ رہے ہین عنبر افشان نے عرض کی ای شہریار دار الامارہ مین
چلیے بادشاہ دار الامارۂ شاہی مین آئے آکر تخت پر بیٹھے مگر سرخاب کو بمقدمۂ ملکہ
عنبر افشان بڑا انتشار ہو ساتھ والون سے کہ رہا ہو کہ یارو کیا سبب ہوا کہ یہ مطیع
ہو گئی دونون جادوگرون کو اسی نے مارا مصاحب کہتے ہین ای شہنشاہ آج کئی
دن سے ملکہ بہت بیقرار تھین جسکا یہ انجام ہوا کہ لوح محفوظ آکر وقت پر پہونچائی
دونون جادوگرون کو مار لیا سرخاب نے کہا یارو میرا ارادہ ہو کہ آج شب کو
عنبر افشان کو لیجاؤن بخدمت بادشاہ طلسم پہونچاؤن ہنگام کو اختیار ہو چاہے
قتل کرے چاہے بخشے مین اپنا کام کرون اگر میری کوشش سے طلسم بچ گیا تو قدرت
پر احسان ہوگا قدرت بہت مانین گے اور فرماوینگے کہ ای سرخاب تمنے بہت
بڑا کارنمایان کیا کہ اہل طلسم کو بچا لیا دن بھر ایسی ایسی فکرین کیا کیا شب کو سب نے

آرام کیا سرخاب فراق نصیب شب کو جاگتا رہا آخر اپنے مقام سے اٹھا جس کمرے
مین ملکہ عنبر افشان سو رہی تھین آکے سحر کیا سوتے مین بیہوش ہوگئین سرخاب نے
عنبر افشان کو اٹھا یا کاندھے پر ڈالکے پرے چلا مگر حیران ہوکہ کہان لے جاؤن خدمت
بادشاہ طلسم مین لیجاؤن یا خدمت مین خداوندگی پہونچون جاکر حال کہون مگر قدرت
دعوی عشق کرینگے پاس ہنگام کے لے چلو یہ سوچکر اڑا عنبر افشان کو لے چلا لیکن
چونکہ راستہ دور رہ خیال مین گذرا کہ راہ مین کسی مقام پر ٹھہر جاؤ ایک دن بسر کرو
دوسرے دن شہر سلطانیہ مین چلون کہ ہنگام تاجدار کو تخت پر پاؤن راہ مین
قریہ ہوکہ اسکو قریۂ سیماب کہتے ہین سیماب جادو وہان کا حاکم و ناظم ہو جاکر سیماب کے
پاس ٹھہرا سیماب نے حال پوچھا تمام کیفیت سرخاب نے ظاہر کی کہ اسطرح شکست
ہوئی کچھ بن نہ پڑا آخر بھاگ آیا سیماب نے ایک قصر مین سرخاب کو اتارا لیکن
باہر سے دیکھتا ہوکہ اس مکان مین روشنی ہوگئی حیران ہوکہ آفتاب کہان سے آیا
کہ خانۂ تاریک روشن ہوگیا جھانک کر دیکھا کہ سرخاب مسند پر بیٹھا ہو سامنے
ایک آفتاب عالمتاب زبان مین سوزن بال چہرے کے بکھرے ہوے معلوم
ہوتا ہوکہ شب و روز ملتے ہین اور جو گیسو بلجاتے ہین صاف ثابت ہوتا ہوکہ شام
ہجر عاشقان ہو یا نمونۂ ظلمات ہو بوے خوش آرہی ہو سیماب نے جو اس معشوقہ
کو دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پکار کر آواز دی کہ میان سرخاب ذرا باہر آئیے
مجھے کچھ عرض کرنا ہو سرخاب تھرتھراتا ہوا سامنے آیا دیکھا کہ سیماب آنکھون مین آنسو
آنسو بھرے کھڑا ہو پوچھا کیون خیر تو ہو سیماب نے کہا اے شہنشاہ یہ نازنین کون ہو
سرخاب نے جوابدیا یہ میری بیٹی ہو اس سے خطا ہوئی ہین اسکو مشکین باندھکر
لایا ہون اب خدمت شاہ طلسم مین لیے جاتا ہون سیماب نے کہا مین نہ لیجانے
دونگا مناسب یہ ہوکہ اسکو میرے پاس چھوڑ دیجیے آپ بخدمت ہنگام جائیے
سرخاب نے کہا مین ایسا نہ کرونگا سیماب خاموش ہو رہا مگر دل مین برابر آگ
جل رہی ہو سوچتا ہوکہ بڑے غضب کی بات ہوکہ باپ بیٹی کو قتل کرانے لیے جاتا ہو

رات کو چڑا لونگا جب رات کو نرخاب سویا تو سیماب اپنے مقام سے اٹھا دبے پانوٗن خیمے مین آیا آکر عنبر افشان سے اشارہ کیا کہ مین تمکو لیے چلتا ہون مگر مجھکو قبول کرنا عنبر افشان نے دیکھا کہ یہ وقت غنیمت ہے اس سے اقرار کر لو یہ سوچکر سیماب کو سہارا دیا سیماب نے عنبر افشان کو اٹھا یا کاندھے پر ڈالکر لے چلا باہر آکر پشتارہ درست کیا پر پروانہ پیدا کر کے چلا راہ مین کوہ نیلی ہر اُس پہاڑ پر آکے ٹھہرا جیسے بیٹھا قصد کیا کہ اس معشوقہ سے باتین کرون اگر مان لے تو وصل حاصل کرون تو مالا مال ہو جاؤنگا اور اگر نہ مانیگی تو لیکر بھاگ جاؤنگا یہ سوچکر ہوشیار کیا کہا او ملکہ عالم مین تمکو نکال لایا اب وعدہ اپنا پورا کرو ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے ہماری سوزن نکالو سیماب نے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی تڑپ کر عنبر افشان الگ ہوئی کہا او گنوار ایسا خیال محال دل مین لایا خبردار الگ رہنا سیماب نے گولہ مارا عنبر افشان نے کاٹا باہم سحر ہو رہے ہین اور لڑ رہے ہین مگر عنبر افشان عاجز ہو رہی ہے کہ کیونکہ نکلون یکایک کوہ نیلی پھٹا ایک ساحر زبردست پیدا ہوا آواز دی ارے تم کون ہو کہ میرے پہاڑ پر میرے سامنے لڑ رہے ہو عنبر افشان کو دیکھکر بیقرار ہو گیا پکار کر کہا او ملکۂ عالم مین اسکو مار لون مگر مجھکو قبول کرنا ملکہ نے سر ہلا دیا نیلی پوش نے کارد سحر نکالکر پھینک ماری ہر چند سیماب نے ارادہ کیا کہ بچون مگر سیماب نہ بچا کشتہ ہو گیا یہان آتا اسکے واسطے اکسیر نہ ہوا مار کر سیماب کو نیلی پوش نے کہا اے ملکۂ عالم الکریم اذا وعد وفیٰ ملکہ عنبر افشان نے کہا او بیحیا حلوا خوردن را روئے باید ذرا سوچ تو مین عاشق جمال سعد شہریار ہون تو ایک ساحر صحرائی ایسا ارادہ کرتا ہو میرے ساتھ چل مین انعام دلوا دونگی کہ تو نے خیر خواہی کی یہ سنکر نیلی پوش نے کہا مین کیا دیوانہ ہون جو تجھکو جانے دونگا یہ کہکے ارادہ کیا کہ دست اندازہ ہون ملکہ نے اسپر بھی سحر کیا آپس مین سحر ہونے لگے پہاڑ جو پھٹ گیا ہے اسمین سے شعلے نکل رہے ہین ہزارہا طائرون نے آکر عنبر افشان کو گھیرا ہے مگر عنبر افشان اپنے کو بچا رہی ہے کبھی طائرون پر حملہ کرتی ہے کبھی نیلی پوش پر جا پڑتی ہے مگر نیلی پوش ایسے ایسے

سحر کرتا ہو کہ عنبر افشان بشکل بچھی ہو یہان صبح کو جو بادشاہ اُٹھے فرمایا بارگاہ مین سب آئے مگر سرخاب اور عنبر افشان نہین آئے فیروزہ بیقرار ہو کر برا سے تلاش گیا کمرے مین آکر دیکھا ملکہ کو نہ پایا فیروزہ سامنے سعد شہریار کے آیا سعد نے پوچھا کیون ای فیروزہ کیا ہوا فیروزہ نے سب کیفیت بیان کی کہ اِسطرح باپ اُسکا اُسکو لے گیا نہین معلوم کہان گیا سعد نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ ای یار وفادار جا کر تلاش کرو فیروزہ نکلا پھرتا ہوا سامنے کوہ نیلی کے آیا دیکھا شعلے بھڑک رہے ہین عنبر افشان سے ایک ساحر لڑ رہا ہو فیروزہ کنارے ہوا مگر نیلی پوش نے طائرون کو آواز دی کہ ہان یارو اگر ہو سکے تو اِسکو گرفتار کرلو فلان مقام پر خاک قبر جمشید کی ڈبیہ رکھی ہو وہ اُٹھا لاؤ ایک طائر گیا ڈبیہ لاکر نیلی پوش کو دی نیلی پوش لڑتا ہوا سامنے آیا عنبر افشان نے تیغ کھینچا چاہا ہاتھ مارون لیکن پہلے آواز دی کہ خبردار ہوشیار رہنا نیلی پوش نے سر زخمی کرا کے ڈبیہ کھولدی خاک جو اُڑی عنبر افشان گری نیلی پوش نے زبان مین سوزن دی بر سر کوہ لایا اور ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا بیقراری مین یہ کیفیت تھی کچھ دل کی عجیب حالت تھی یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی

نظم

آیا مرے گھر شب کو جو وہ رشک قمر آج — شاید مری آہون نے کیا دل پہ اثر آج
پہلو مرا خالی ہو گیا یار کدھر آج — قابو مین نہ دل ہو نہ سنبھلتا ہو جگر آج
اُٹھ اُٹھکے غبار اپنا جو ہوتا ہو تصدق — کیا گور غریبان مین ہوا اُسکا گذر آج
کیا خانۂ دل مین مری حسرت ہوئی مردہ — کیون پیک نفس نے مجھے دی آکے خبر آج
معلوم ہوا خواب مین مجھکو ہوئی معراج — زانو پہ رہا اُنکے جو شب بھر مرا سر آج
وہ آئے عیادت کو دم نزع تو بولے — ہی حور کی خواہش جو عدم کا ہی سفر آج
خورشید جہان تاب مین سوزش یہ نہ ہوگی — جلتے ہین کچھ اسطرح مرے داغ جگر آج
کیا دل پہ اثر کچھ مرے نالون نے کیا ہو — بتلایئے ای مشفق من آئے کدھر آج
کچھ ساز ہوا بخت سیہ سے مرے شاید — سطوت نہین ہوتی شب فرقت کی سحر آج

نیلی پوش نے یہ اشعار سنکر کہا اے ملکۂ عالم بدون حصول وصل نہ چھوڑونگا کہ پہلو سے آواز
آئی زمین تھرا گئی نیلی پوش نے پلٹ کر دیکھا کہ خداوند جمشید ثانی تشریف لاتے ہین
جمشید ثانی کو دیکھکر اُٹھا مگر کانپنے لگا جمشید نے کہا کہ او نیلی پوش بڑے مغرور ہوگئے
ہو ہماری خاص بندی پر ہاتھ ڈالتے ہو بہتر اسی مین ہے کہ سامنے آؤ ہم تمکو ایک جام
پلا دین جسکے اوصاف قدرت اول لکھ گئے ہین کہ اس شراب کا پینے والا ہزار سال
زندہ رہیگا نیلی پوش خوش ہوگیا کہا یا خداوند تشریف لائیے مگر ڈر رہے کانپ
رہا ہے زبان سے کچھ نہین نکلتا دل مین تاؤ پیچ کھا رہا ہے کہ مقام افسوس ہے کہ قدرت
اب اسکو لیجاوینگے ایسا نہ ہو اگر مین روکون تو مجھے جلا دین منتین کرنے لگا کہتا تھا
یا خداوند جو آپ فرمائین وہ کرون اگر حکم ہو تو مین عنبر افشان کو چھوڑ دون جہان
دل چاہے وہان جائے کسیکو اُسپر کیا اختیار ہے یہ سعد شہریار کی عاشق زار ہے
یہ کہکے سامنے جمشید کے آیا کہا یا خداوند شراب مرحمت فرمائیے جمشید نے ہنسکر
کہا کہ سوچ تو یہ شاہزادی تیرے لایق ہے زبان سے اسکی سوزن نکال نیلی پوش
نے کانپتے ہوے ہاتھون سے سوزن نکال لی جیسے ہی سوزن نکلی عنبر افشان
اُٹھی مگر جمشید نے للکارا کہ عنبر افشان خبردار سرکشی نہ کرو با دولت کے ساتھ
چلو تمھارا مرتبہ بڑھا دینگے وہ مرتبہ عطا کرینگے کہ بہت راضی ہوگی عنبر افشان بہت
ڈرتی ہے کہ ایسا نہ ہو سحر کرکے مجھکو قابو مین کرے مگر سر جھکا لیا سوچی کہ اس ظالم کے
قبضے سے نکلنا دشوار ہے ہاتھ اُٹھائے ہوے دعا مانگ رہی ہے کہ اے پروردگار مین
تو عاشق سعد شہریار ہون دوسرے کو دل کیونکر قبول کرے جمشید ثانی نے کمر سے
گلابی نکالی جام لبریز کرکے نیلی پوش کو دیا کہا اے نیلی پوش میرا نام لیکر پی جا یہ سنکر
نیلی پوش نے بے اندیشۂ انجام جام پی لیا جام پیتے ہی بہکی بہکی باتین کرنے لگا
کہتا ہے یا خداوند آپ کی چار آنکھین ہین اور دو سر ہین لیکن ناک بہت چھوٹی ہے
امیدوار ہون اگر حکم ہو تو ناک درست کر دون جمشید نے ہنسکر کہا تمھارا دماغ
درست نہین جو چاہتے ہو بکے جاتے ہو شراب نے نشہ کیا ہے اُٹھکر ٹہلو کہ نشہ کم ہو

ایسا نہ ہو کچھ اور ہو جائے بہتر اسی مین ہو کہ ذرا کھڑے ہو کے ہوا کھاؤ تاکہ خون بڑھے بعد دو چار دن کے تمھاری صورت بھی تبدیل ہو جائیگی از سر نو جوان ہو جاؤ گے آخر نیلی پوش اٹھا چاہا ٹہلوں بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عنبر افشان نے کہا کہ یہ کیا معرکہ ہوا فیروزہ خنجر لیکر چھاتی پر سوار ہوا عنبر افشان سے کہا کہ حضور اسنے کیا خطا کی فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم مجھکو نہین پہچانا منم فیروزہ بن عمرو عیار سعد بن قباد فیروزہ سے نیلی پوش کو جو قتل کیا ایک دناتا ہوا پہاڑ تھرایا آواز آئی کہ اے عنبر افشان ایسی دشمن ہوئین کہ نیلی پوش کو قتل کرایا اول سیماب تمھاری وجہ سے کشتہ ہوا اب بہتر یہ ہو کہ میرے ساتھ چلو ورنہ جلا کر خاک سیاہ کر دونگا سامنے بادشاہ کے لے چلوں ملکہ نے پلٹ کر دیکھا کہ سرخاب آسمان سے چاہتا ہو کڑک کر گردن فیروزہ تو جھپٹ کر ایک غار مین چھپا فکر مین ہو کہ سرخاب کی بھی گردن لون ایسا نہ ہو کہ عنبر افشان کو اٹھا لیجائے یہ سوچکر غار مین چھپ گیا مگر سرخاب نعرہ کر کے گرا عنبر افشان سے سحر ہونے لگا دناتے بلند ہین کبھی سرخاب زمین پر آتا ہو کبھی بلند ہو کر آسمان پر جاتا ہو مگر عنبر افشان اپنے کو بچا رہی ہو ہر طرح ہنگامے ہو جاتے ہین کہ سرخاب فراق نصیب کڑک کر گرا عنبر افشان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پرچے کاغذ کے نکالے اُنپر سحر کیا طرف صحرا کے پھینک دیا آواز دی کہ اے وسواس جادو جلد آؤ اس بھیا کی خدمت کرو جیسے ہی یہ آواز دی کہ ایک پہلو سے جواب آیا کہ اے ملکۂ عالم کیا مین تمھارے حکم سے باہر ہون جو حکم کرو وہ بجا لاؤن عنبر افشان نے کہا جلد آؤ اسکو طرف باغ ویران کے لیجاؤ کہ اسکو معلوم ہو کہ عنبر افشان کے ساتھ لڑنے سے یہ نفع ہوا وہان تڑپ تڑپ کے رہیگا آخر کار جان بجہنم تسلیم ہوگا یہ جو عنبر افشان نے کہا صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک نازنین نہایت حسین رحبیل پکارتی ہوئی آتی ہو کہ اے سرخاب باغ ویران تمھارا مشتاق ہو میرے ساتھ چلو اسی مین خیر ہو ورنہ ابھی ایسا سحر کرونگی کہ دیوانے ہو جاؤ گے سرخاب نے جو اُس مہ جبین کے جمال کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا اُس نازنین

قریب آکر سرخاب کا ہاتھ تھام لیا سرخاب بھی خوشی خوشی اسکے ساتھ روانہ ہوا وہ نازنین باتین کرتی ہوئی سرخاب کو لے گئی فیروزہ نے غار سے نکلکر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم اب جلد نکل چلو یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی عنبر افشان نے کہا اے فیروزہ تمکو پنجے مین دبالون اُڑا کر لے چلون فیروزہ نے کہا اصل یہ ہو کہ ہم جادوگر سبکے قبضے مین نہین جاتے آپ چلیے یقین ہو کہ آپ سے چند قدم پیشتر پہونچونگا میری تو تیز رفتاری مین فرق نہین ہی عنبر افشان طاؤس پر سوار ہوکر طرف لشکر سعد کے روانہ ہوئی فیروزہ بن عمرو صحراؤن کو طی کرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ چند زنگیان صحرائی بیٹھے شراب پی رہے ہین فیروزہ ایک مالن کی شکل بنکر اُس جلسے مین آیا سامنے بیٹھکر خوب گایا اپنے ہاتھ سے سب کو شراب پلانے لگا جنگلی آدمی عورت خوبصورت دیکھی بلبلا رہے ہین ہر ایک کہتا ہی پہلے ہمکو پلاؤ فیروزہ اشارہ کرتا ہی مین تم سب کے کام آؤنگی بہت خوش ہوگے شراب تو پیلو پھر باتین بنانا مگر افسوس ہو کہ تم لوگون نے مجھپر خیال نہ کیا مین تمھاری مشتاق آئی ہون سب نے کہا ہم سب آپ کے تابعدار ہین جو حکم دیجیے وہ بجا لاوین فیروزہ نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو درختون مین جو پھل لگے ہین وہ توڑ کر میرے سامنے لاؤ سب کے سب نعرے کرتے ہوے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوسے فیروزہ نے سب کو قتل کیا اِن لوگون کے مرنے کے بعد درۂ کوہ سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی رو رہا ہو فیروزہ اندر درۂ کوہ کے آیا دیکھا ایک جوان خوش رو زنجیرون مین بندھا ہوا پڑا تڑپ رہا ہی فیروزہ نے قریب آکر پوچھا اے جوان تو کون ہی اُسنے روکر کہا آفت زدہ مصیبت کا مارا چند جنگلی آدمی یہان رہتے ہین مین برا سے شکار یہان آیا تھا اُن سب نے مجھکو گرفتار کر لیا مین آج چار دن سے یہان قید ہون مگر اسوقت بدن مین طاقت آگئی چاہتا ہون اُٹھون تمھارے گرد پھرون کہ تمنے آکر حال پوچھا مگر قوت کہان سے آگئی فیروزہ نے کہا نام تمھارا کیا ہو کہا سیمین تاجدار یہان سے قریب ایک قلعہ ہو کہ اُسکو قلعۂ سیمین نگار کہتے ہین اکثر قدرت

بھی آتے ہین میرے قلعے مین ایک شاہزادی رہتی ہی کہ نام اُسکا میگونہ شیرین کلام ہی قدرت اُسپر عاشق ہین نہینے ہین دو مرتبہ تشریف لاتے ہین میرے مکان مین جلسہ رہتا ہی مین خدمت کرتا ہون فیروزہ نے بیٹکار جھنکر بان بیڑیان کاٹین جب زنجیرین کٹ چکین اور سیمین تاجدار کے ہوش درست ہوئے تو پوچھا آپ کون ہین اپنے نام نامی سے آگاہ کرو تو دل کو تقویت ہو فیروزہ نے اُس وقت سب اپنا حال بیان کیا کہ مین سعد کا عیار ہون جن لوگون نے تمکو قید کیا تھا اُنکو مار کر تمکو رہا کیا تب مین تاجدار نے کہا میرے قلعے مین چلیے آپ نے آبرو بچائی آپ تو جان بخش ہین آپ کی دعوت و ضیافت کرون فیروزہ نے کہا اسکی کیا ضرورت ہی پھر کبھی آوینگے مگر سیمین تاجدار نے نہ مانا ہمراہ سیمین تاجدار قلعہ سیمین نگار مین آیا ملازمون نے جو اپنے آقا کو دیکھا ہر طرف سے دوڑ پڑے بہ اعزاز و اکرام دار الامارہ مین لایا پکار کر آواز دی کہ یارو آگاہ ہو جاؤ کہ یہ محسن آتا ہی جسنے فیروزہ کو دیکھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ تمھاری وجہ سے ہمارا ملک پھر آباد ہوا جنگل زرین پہ فیروزہ کو جگہ دی اور ملازمون سے کہا کہ اِس مہمان عزیز کی خاطر کرو بادشاہی جلسہ ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر جمع ہوئے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

پہونچا دے کوے یار تلک آسرا تو ہی
اے ضعف تار اشک بجائے عصا تو ہی

ہمسے نہ اٹھ سکے یہ اٹھائین گے کوہ عشق
دل مین ہزار شکر کہ یہ حوصلا تو ہی

اُلفت مین خوف ہی مجھے کیونکر بچیگی جان
کوہ غم و الم مرے دل پر گرا تو ہی

رکھیےگا اپنے پاس حفاظت سے اے صنم
مکر و دغا سے تمنے مرا دل لیا تو ہی

وہ شوخ رفتہ رفتہ یون ہی ہوگا مہربان
رستے مین شکل دیکھ کے میری ہنسا تو ہی

مرنے کا میرے اُنسے کسی نے کیا جو ذکر
وہ مسکرا کے بولے کہ جی ہان سُنا تو ہی

ہم آج قسمین دیکے اُسے گھر مین لاوینگے
جائیگا کس طرف سے یہی راستا تو ہی

شکر خدا بشر کو بہر حال چاہیے
قالین اگر نصیب نہین بوریا تو ہی

سمجھینگے ایک دن فلک کج مدار سے ۔ اگر آہ ہین کارگر نہین تیر دعا تو ہی
گو اسقدر مفید نہین حسن کا خیال ۔ درد فراق یار کی لیکن دوا تو ہی
سطوت عدو ہوا ہی جو الفت مین دشمن ۔ ہمکو نہین ہی خوف نگہبان خدا تو ہی

جب ہنگامۂ عیش و انشاط گرم ہوا تو فیروزہ نے دیکھا کہ سیمین تاجدار کف افسوس مل رہا ہی پوچھا ای شاہزادے کیا افسوس کر رہے ہو سیمین تاجدار نے کہا ای مہتر والا گہر کیا بیان کرون باپ میرا سکندن تاجدار نہایت جری و بہادر ہی یہان سے پانچ کوس پر ایک صحرا ہی اسکو صحراے ویران کہتے ہین درۂ کوہ مین لاکھون روپیہ کا مال رکھا ہی شب کو خود بخود روشنی ہو جاتی ہی والد کو جو مال کی ہوس ہوئی ایک دن اس صحرا مین پہونچے چند زنگی نکلے ہرچند کہ باپ میرا بڑا بہادر تھا مگر ان زنگیون سے کچھ زور نہ چلا گرفتار کرکے لے گئے اسوقت صحبت کو دیکھکر یاد آیا کہ اگر آج وہ ہوتے تو تمھارے قدمون کے نیچے آنکھین فرش کرتے فیروزہ نے کہا میرے ساتھ چلو خدمت شہریار مین وہ تمھارے باپ کو رہا کر دینگے سیمین تاجدار خوش ہو گیا کہا والد کی رہائی تو مشکل ہی وہ مال ہی ہاتھ لگے وہ اب کاہے کو زندہ ہونگے ہرچند کہ بہادر ہین مگر سختی قید نہ اٹھا سکینگے تڑپ تڑپ کے جان دی ہوگی فیروزہ نے کہا یہ بھی ساحرون کا دستور ہی کہ جسکو گرفتار کرتے ہین اسکو قتل نہین کرتے قید مین رکھتے ہین اگر وہ زندہ ہین تو لاکر تمسے ملا دینگے اگر خدا نخواستہ سپار گلشن جنان ہوے تو وہ مال لاکر تمکو دینگے

رات بھر تو جلسہ رہا صبح کو سیمین تاجدار سوار ہوا فیروزہ کو اپنے پہلو مین بٹھا لیا اور بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا یہان سعد شہریار بعد روانہ کرنے فیروزہ کے انتظار کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ ہمارا یار وفادار پلٹ کر نہین آیا نہین معلوم عنبر افشان کو پایا یا نہین پایا سعد وار عرض کر رہے ہین آپ کیا خیال فرماتے ہین وہ نمکخوار ہی ملکہ کو لیکر آئیگا اس خیال مین بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اٹھی ایک ساحر عجیب پیکر گردن مست پر سوار چالیس ہزار

ساحر پشت پر پڑے زور وشور سے آکر پہونچا لشکر کو مقابلے مین بادشاہ کے اتارا
کہلا بھیجا کہ اے سعد شہریار یہ زمین مجھسے متعلق ہے یہان سے کوچ کر جاؤ بہت دنون
سے اترے ہوے ہو اب مجھکو احوال معلوم ہوا کہ تم خداوند کے دشمن ہو لہذا
تمھارا رہنا یہان بہتر نہین منم گلخیز جادو بادشاہ نے جواب دیا کہ جاکر کہدینا کہ تمھارے
صحرا کو اجاڑا نہین کوئی نخل نہین قلم کیا پس غصے کا کیا باعث بعد دو چار دن کے
چلے جاوینگے مگر تمھارے کہنے سے نہ جاوینگے گلخیز نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی نقارہ
رزمی بجا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو گلخیز میدان مین آیا اُدھر سے سعد پہونچے
دونون لشکر جمے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے گلخیز نے گینڈا اپنا
بڑھایا میدان مین آیا فوج والون سے کہا جب تم لوگ دیکھنا کہ مین مارا گیا
جنگ مغلوبہ کر دینا مین آجاؤنگا ایک چٹکی خاک کی طرف صحرا کے پھینکی کچھ اور بھی
سحر کیے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار آیے سعد شہریار گھوڑا بڑھا کر میدان مین
آئے بعد گفتگو گلخیز نے سر آگے کر دیا اشارہ کیا کہ ہاتھ لگائیے بادشاہ نے فرمایا
ہمارا یہ دستور نہین ہے جب تمھارے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی
حربہ کرینگے بہ قول شاعر فرد تو اول بر آور تمنائے خویش ٭ کہ من خصم را امید ہم
دست پیش ٭ یہ سنکر گلخیز نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا
الجھاوے سے ہاتھ نکالکر تیغ تمقام کا وار کیا گلخیز نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
مگر تیغ تمقام برق مثال تڑپ کر گرا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر
تلوار گری تا بہ جگرگاہ پہونچی بادشاہ نے نعرہ تکبیر کیا اہل فوج نے جو اپنے
افسر کو کشتہ دیکھا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے بادشاہ بھی نعرہ کر کے جا پڑے دونون
لشکر لگئے تلوار چلنے لگی اگرچہ سب ساحر ملکے سحر کر رہے ہین مگر اختتام جنگ نہین ہوتا
کہ صحرا سے گرد اڑی گلخیز ایک عقاب پر سوار نعرے کرتا ہوا آپڑا اور آواز دی
کہ ہان یارو بادشاہ کو کمندون مین گرفتار کر لو چالیس ہزار ساحر بادشاہ کو
کمندین مارنے لگے بادشاہ ہر مرتبہ حلقے کمند کے قطع کرتے ہین مگر دس حلقے

کاٹے تو بیں اور پڑ گئے آخر کوئی ہزار حلقہ کمند کا بادشاہ پر پڑا بادشاہ گرفتار ہو کر گھوڑے
سے گرے از روے بلوہ کے سب نے گرفتار کر لیا گلخیز نے لشکر پر سحر کیا کہ سب مسحور ہو کر
کھڑے ہو گئے تلواریں پھینک دیں گلخیز نے لوح محفوظ گلے سے بادشاہ کے اتار لی
گرفتار کر رہا ہو آہنگروں کو بلایا ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بچیا یہ شہریار والا
تبار ہیں ہتھکڑیاں بیڑیاں نہ پہنانا گلخیز نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک شاہزادی والا قدر
چہرہ پریشاں بدر آسمان پر ٹھہری ہی اور نعرے کرتی ہو کڑک کر گرتی ہی سو کے سر
قلم کیے گلخیز ہرچند چاہتا ہو کہ اسکا سحر روکیں مگر عنبر افشاں کا سحر کون روک سکتا ہی
جب ہاتھ ہلا دیا سو دو سو کے سر قلم ہوے دس بیس گرے کچھ گھوڑے بد لگامیاں
کرنے لگے لشکر اسلام پر سے بہی سحر اتارا وہ لوگ بھی جا پڑے ہاتھ پاؤں میں قوت
آئی لشکر گلخیز قتل ہونے لگا گلخیز بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہو مگر تاثیر نہیں کرتا مگر لوح محفوظ
کو چمکا رہا ہو لوح محفوظ کا چمکنا عنبر افشاں پر شاق ہوا ایک سحر کیا کہ صحرا سے گرد
اٹھی ایک زنگی سیاہ رو تیغہ بکف آکر پہونچا اور للکارا کہ او گلخیز خبردار لوح لیکر نہ
بھاگنا جہاں جائیگا وہاں تیرا پیچھا کرونگا اور تیرا تعاقب نہ چھوڑونگا یہ کہکر کچھ پھول
سوکھے جھولی سے نکالا کہ طرف صحرا کے پھینکے بعد تھوڑی دیر کے گانے کی آواز آئی
اور وہ زنگی مقابلے میں گلخیز کے پہونچا گلخیز نے ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے کلائی پکڑ کر
تلوار چھین لی لوح محفوظ لی آپ طرف صحرا کے چلا گیا اب گلخیز بھاگتا پھرتا ہو عنبر افشاں
نے کارد سحر پھینک ماری ہرچند گلخیز بھاگا اور سحر کیا کہ کارد روکوں مگر وہ کارد چمکتی
ہوئی سامنے آئی سینے پر پڑی کر توڑ کر پشت کو پار گذری گلخیز کا مارے جانا کہ فوج نے
شکست کھائی بھاگنے لگی سعد بن قباد لڑتے ہوے چلے آتے ہیں کہ عنبر افشاں
نے لوح محفوظ لا کر گلے میں ڈالی کہ دوسری گرد اٹھی بادشاہ نے دیکھا عمرو زندہ بن
عمرو ایک شاہزادے کے ساتھ تخت پر سوار بڑے زور و شور سے آکے پہونچا
بادشاہ کو دیکھکر تخت سے کودا قدموں کو بوسہ دیا حال جنگ سنا اپنی کیفیت کہی
بادشاہ نے خیمے وغیرہ گلخیز کے لٹوا لیے بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل دار الامارہ ہوکے

سرداروں نے عرض کی آج خدا نے بڑی بلا ٹالی مناسب ہو کہ سامان خوشی ہو اور محبت جشن آراستہ ہو سب سرداروں کو خوشی حاصل ہوئی ہو بادشاہ نے بموجب کہنے سرداروں کے جلسہ آراستہ کیا فیروزہ و سیمین تاجدار کو بلایا سیمین تاجدار نے سب حال اپنا بیان کیا بادشاہ نے فرمایا ہرچند کہ ہمکو مہلت نہیں ہو مگر پہلے تمھارے ساتھ چلیں گے اگر خدا نے چاہا تو تمھارے باپ کو تمسے ملا دینگے رات بھر جلسہ رہا ناچ گانا ہوا بوقت سحر بادشاہ آکر تخت پر بیٹھے سیمین تاجدار سے فرمایا اے برادر چلو تمنے ہمارے عیار کا ساتھ دیا پس اُسکا کہنا ہمپر شاق ہو دل اسکا مشتاق ہو کہ تمھارے باپ کو رہا کریں اور تمسے ملوائیں کہ خدا ہمپر بھی فضل کرے ہمارے بھی قیدی چھوٹیں کہ جنکی وجہ سے یہ کد و کوشش کر رہے ہیں ہماری جدہ ماجدہ و پھوپھی صاحبہ طلسم میں قید ہیں خدا وہ دن کرے کہ انکو رہا کریں تو عید ہو سب سردار دعائیں مانگنے لگے کہ پروردگار ایسا کرے کہ آپ کی آرزو پوری ہو آخر سیمین تاجدار کو بادشاہ ساتھ لیکر چلے فیروزہ بھی ساتھ ہو مگر چند سرکارے جو لشکر اسلام میں موجود تھے خبریں لیکر بھاگے کوہان فیل پیکر کے سامنے آئے کہ اُس درے کا وہی مالک ہو سرکاروں نے بیان کیا کہ طلسم کشا آتے ہیں کوہان نے کہا میں کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہوں آئیں گے تو مزہ اُٹھائیں گے وہ سرکاروں کو بھاگتے راستہ نہ ملے بر سر کوہ آکر بیٹھا تماشہ دیکھنے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ تخت پر اور پشت پر کئی ہو ساحر وغیر ساحر اتالہ بارگاہ کا لدا ہوا اس کرّو فر سے آکر پہونچے عنبر افشان سنہرے ابر پر سوار طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے زیر ابر آکر ملکہ بھی اُتری درہ کوہ کو دیکھا کہا اے شہریار یہ مقام عجائب و غرائب ہو یہ جو مال سامنے رکھا ہو اسی کی ہوس میں لوگ پھنسے فیروزہ نے عرض کی اقبال شاہنشاہی پروردگار بڑھائے اپنے ہاتھ سے باپ کو سیمین تاجدار کے رہا کرائے غرض بادشاہ بھی اُتر پڑے لشکر صحرا میں اُترا لیکن بادشاہ نے فرمایا آج طلایہ کون دیگا یاسمن رنگین پوش تڑپ کر سامنے آئیں آکر عرض کی اے شہریار آج طلایہ کنیز دیگی بادشاہ نے منع بھی کیا مگر یاسمن نے کہنا نہ مانا

بادشاہ نے حکم دیا کہ جسقدر فوج کہیں اُنکے ساتھ جاے مگر خبردار ملکہ یاسمن کو ہرگز تکلیف نہ ہو یاسمن اُسی وقت تیاری کرکے واسطے طلایہ کے روانہ ہوئین اگر بازاروںکا انتظام کیا یہ انتظام کرکے ٹھہرین طرف لشکر دشمن کے دیکھ رہی ہین کہ یکایک دامن صحرا مین روشنی ہوئی تمام نخل مثل جھاڑ کے روشن ہوگئے تمام پتون سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ کنول روشن ہین بعد تھوڑی دیر کے درے مین بھی روشنی ہوئی یاسمن نے جو پہاڑ کیطرف دیکھا کہ یہ روشنی ہوئی خیال مین گذرا کہ یاسمن بڑھکے دیکھو تو شہریار بادنجے شاید کوئی مشکل آسان ہوجاوے دریافت تو کرون کہ اس درے مین کون ہو یہ سوچکر یاسمن بڑھین سامنے سے نخلستان کے راستہ ہو اُسی راستے سے ہوتی ہوئین جب سامنے درے کے پہونچین تو دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار مسند پر بیٹھا ہو چند قیدی زنجیرین پہنے ہوے سامنے بیٹھے ہین یاسمن نے چاہا اندر جاؤن اس تاجدار سے ملاقات کرون حال پوچھون کہ یہ قیدی کون ہین آپ کون ہین یہ روشنی کا کیا باعث ہو اول سے یہ باتین کرتی ہوئین آگے بڑھین جیسے ہی سامنے مین کوہ کے پہونچین اُس مسند نشین نے سر اُٹھا کر دیکھا جو کنیزین کہ پشت پر کھڑی تھین ایک سے اشارہ کرکے کہا دیکھو یہ کون آتا ہو وہ کنیز درے سے نکلی یاسمن کو آکے سلام کیا یاسمن نے پوچھا یہ کون صاحب ہین کنیز نے کہا باغ ولفریب مین چلیے سب حال آپ کو معلوم ہوجائیگا یاسمن نے کہا چلو اُس کنیز کے ساتھ ملکہ یاسمن روانہ ہوئین اِنکی کنیزین غل مچایا کہین کہ واری انتظام طلایہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ حریف آپڑے یاسمن نے پلٹ کر جواب نہ دیا ساتھ اُس کنیز کے روانہ ہوگئین کنیزان یاسمن نے باہر سے دیکھا کہ ملکہ ہماری درے مین گئین اب نشان بھی نہین معلوم ہوتا چند کنیزین مجمع سے جدا ہوئین اُسی درہ کوہ مین جاکر غائب ہوگئین جو باقی رہین وہ آپس مین کہنے لگین بوا اب نہ جاؤ ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنسین وہ کھڑی رہین مگر کہتی تھین کہ صبح کو سعد شہریار پوچھینگے کہ ملکہ یاسمن کہان گئین تو ہم کیا انکو بتائینگے جو جاتا ہو وہ پلٹ کر نہین آتا باقی رات کنیزون کو اسی انتظار مین گذری

صبح کو بخدمت سعد شہریار آئین سعد نے پوچھا کہ ملکہ یاسمن کہان ہین کنیزون نے کہا
کہ درۂ کوہ مین جا کر غائب ہوئین سب حال بیان کیا کہ تیرہ کنیزین بھی گئین جب وہ پلٹکر
نہ آئین تو ہم لوگ رُک گئے سعد نے فرمایا مرکب لاؤ مین خود جاؤنگا یہان کا حاکم بڑا
ناسنصف ہو کہ کچھ اسکا بند و بست نہین کرتا مین دریافت کرکے آؤنگا اگر یاسمن کو قید
کیا ہو تو اُنکو بھی قید سے چھڑا اون یہین تاجدار نے کہا سرکار کو اختیار ہو لیکن اس
معاملے کو پہلے دریافت کر لیجیے سعد نے کہا دریافت ہونا بہت دشوار ہو طریقے سے
معلوم ہوتا ہو کہ یہان کا حاکم بڑا ظالم ہو فیروزہ نے عرض کی حضور تشریف رکھین
غلام جاکر دریافت کرتا ہو جبتک واپس نہ آؤن حضور تشریف نہ لیجائین ایسا نہو
کسی بلا مین پھنس جائیے یہ کہکے فیروزہ چلا جب سامنے کوہ کے آیا تو دیکھا کہ جلسہ
جمع ہو تاجدار مسند پر بیٹھا ہو چند قیدی مسلسل و مطوق سر جھکائے ہوے سامنے
بیٹھے ہین اُنسے وہ تاجدار کچھ کلام کر رہا ہو ایک طرف ملکہ یاسمن ہین وہ بھی مسلسل
و مطوق سر جھکائے ہوے بیٹھی ہین فیروزہ تو عیار ہو دبتا ہوا چھپتا ہوا اسامے مین
کوہ کے پہونچا کہ اُس تاجدار نے پشت پر دیکھا ایک عیار بچی قنتورۂ زردبفتی و
پاتاوۂ سقرلاطی فرات پر آراستہ چست و چالاک نہایت بیباک کھڑی ہوئی تھی تاجدار
نے اشارہ کیا کہ اے شمیمۂ گوہر پوش ذرا دیکھ تو یہ کون آتا ہو ہر چند کہ وہ چھپتا ہوا آیا
مگر بادولت کو ظاہر ہوا کہ وہ کوئی عیار ہو شمیمہ بڑھی جست کرکے باہر آئی فیروزہ بھی
چھپ گیا تھا مگر اُس عیار بچی کو دیکھکر نکل آیا عیارہ نے کہا مہتر صاحب برائے دریافت
حال آئے ہو باغ دلفریب مین چلو فیروزہ ایسا عقیل و فہیم عیار پیشہ کچھ نہ بولا ساتھ
اُس عیار بچی کے چلا جیسے ہی درے مین پہونچا وہ خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ہو گیا
دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہو لپٹین کی لپٹین آرہی ہین اُس عیارہ
نے اشارہ کیا فیروزہ باغ مین آیا دیکھا گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون
سے باغ سر سبز و شاداب ہو ہو چمن ہر وہ لاجواب ہو مگر ایک تاجدار نحیف و ضعیف
تاج شکستہ پہنے ہوے ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ پاؤن مین ایک نخل کے نیچے بیٹھا ہوا

رو رہا ہی ایک طرف ملکہ یاسمن زنجیرین ہلا رہی ہین فیروزہ نے چاہا پلٹون جاکے
سعد شہریار کو اطلاع کرون اُس نازنین نے کہا مہتر صاحب ابھی تمنے کیا دیکھا ہی
میرے ساتھ آؤ یہ کہکے فیروزہ کو ساتھ لیے ہوے سامنے ایک چمن تھا کہ اُمین
نخل سنبل آراستہ تھے وہان آئی عیارہ نے پکار کر کہا ای سنبل جادو انکو تماشہ دکھادو
ایک جادوگرنی اُس چمن سے نکلی ہتھکڑیان بیڑیان لیے ہوے آکر فیروزہ کو
پہنا مین پھر چمن مین جاکر غایب ہوگئی فیروزہ بھی ایک نخل کے نیچے جا بیٹھا اپنے
حال زار پہ رو رہا ہی کہ ای فیروزہ اگر ایسا سمجھتے تو نہ آتے وہ عیارہ قید کرا کے
فیروزہ کو چلی گئی فیروزہ جی مین کہتا ہی یقین ہی کہ شہریار بھی آکر اسی بلا مین پھنسین
کیونکر اُنکو اطلاع کرون اور عرض کرون کہ آپ تشریف نہ لیجائیے کیا عقل پر
پتھر پڑے کہ ساتھ اُس عیارہ کے چلے آئے یہ نہ جانتے تھے کہ جاکر بلا مین پھنسین گے
فیروزہ تو اس حال مین سرنگون رہا ہی انتہا کا گھبرا رہا ہی دمبدم یہی چاہتا ہی کہ اِس
قید سے چھوٹون تو نکلجاؤن مگر رہائی غیر ممکن دن بھر اسی حال مین گذرا شام کو دیکھا
کہ تمام باغ مین روشنی ہوئی لالٹینین لٹکائی گئین جھاڑ کنول مردنگیان جابجا رکھے
ہین تمام باغ مین دن ہوگیا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای قیدیو ہوشیار رہو
شہنشاہ ذی اقتدار آتے ہین دیکھا ایک تاجدار ایک نازنین کا ہاتھ تھامے
ہوے پشت پر کئی خدمتگار وہی عیارہ جست و خیز کرتی ہوئی ہمراہ ہی جب وہ تاجدار
گذر گیا تو عیارہ نے کہا کہ چلو شہریار کو لاتے ہین فیروزہ مع یاسمن و مع اُس
تاجدار رخصت و منفعت کے روانہ ہوا اور دُکوہ مین آکر دیکھا کہ وہ تاجدار مسند پر
بیٹھا ہی جیسے ہی فیروزہ سامنے آیا اُس تاجدار نے پوچھا کیون او عیار تو کیون
آیا تھا فیروزہ نے کہا اپنے آقا کے حکم سے حال دریافت کرنے آیا تھا آپنے مجھکو کیون
قید کیا ہی مین نے کیا خطا کی تاجدار نے کہا ہم اس گوشے مین اگر رہتے اِسیواسطے
کہ کوئی غیر نہ آئے مگر آنے والے آتے ہین اور اپنے کو بلا مین پھنساتے ہین اب تمکو
مناسب ہی کہ ہماری اطاعت کرو جمشید ثانی کو سجدہ کرو تو ہم تمکو ملازم کرین فیروزہ نے

کہا یہ خیال محال دل سے نکال ڈالیے ہم کبھی باطل پرستی نہ کرینگے تاجدار کے پہلو مین
جو نازنین بیٹھی تھی اُسنے کہا سبھی کہ اے شہنشاہ اسکی کیا خطا ہے اِسکو چھوڑ دو اِسکے جانے
سے یہ فتح ہوگا کہ اپنے آقا کو منع کریگا نہین معلوم اِسکے آقا کون ہین اُس تاجدار نے
منھ پھیر لیا کچھ جواب نہ دیا کہا اِن قیدیون کو لیجاؤ چند خادم اُٹھے فیروزہ کو لا کر ایک
باغ مین پہونچا دیا لیکن سعد شہریار نے دو راتین انتظار کیا جب فیروزہ پلٹ کر
نہ آیا تو صبح کو اُٹھے مگر نہایت برہم تھے فرمایا کہ مین جاؤن جا کر دیکھون کہ کیا ماجرا ہے
جو جاتا ہے وہ پلٹ کے نہین آتا گیا راہ جادۂ عدم ہے کہ سیکڑون گئے اور کوئی پلٹ کر
نہین آیا فیروزہ جا کر کسی بلا مین مبتلا ہوا ورنہ وہ ضرور آتا کوئی امر تو مانع ہے کہ
نہین آتا یہ فرما کر لباس پہنا سلاح ذات پر آراستہ کیے تیغۂ قمقام ہاتھ مین لیا سپر
پشت پر ڈالی جب باہر نکلے مرکب تیار ہو کر سامنے آیا اہل لشکر غریو کر رہے تھے کہ
حضور کہان جاتے ہین سیمین تاجدار قدمون پر گر پڑا کہ حضور نہ جاوین مین تو
رہائی سے باپ کی باز آیا سمجھ چکا کہ وہ جا کر بلا مین مبتلا ہوے صبر کرونگا بادشاہ نے
فرمایا امیرزادے ہم لوگون کا یہ دستور نہین ہے کہ جو کہین وہ نہ کرین انشاء اللہ
تمھارے باپ کو رہا کر کے چلین گے یا شاید اِسی سرحد مین ہماری قضا ہو تو
جان دینگے تم بیٹھو چالیس دن ہمارا انتظار کرنا بعد چالیس دن کے چلے جانا یہ
بادشاہ نے جو برہم ہو کے کہا سیمین تاجدار کنارے ہوا بادشاہ روانہ ہوے جب
سامنے درۂ کوہ کے پہونچے ہزارہا طائر آ کر سد راہ ہوے مگر بادشاہ نے کچھ
خیال نہ کیا جب قریب درۂ کوہ کے پہونچے تو سایہ پہاڑ کا پڑا ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آ گیا قلب کانپنے لگا لوح محفوظ کو چمکایا اور درۂ کوہ سے لوح محفوظ کو مس کیا ایک
سناٹا ہوا اندھیرا ہو گیا دوبارہ جو لوح کو چمکایا پھر روشنی ہوئی دیکھا ایک دروازہ
قلعے کا نہایت تکلف سے آراستہ خلقت کی آمد و رفت ہے کاہ فروش ہیزم فروش
چلے جاتے ہین کچھ لوگ اندر سے آتے ہین بادشاہ بسم اللہ کہکر اُس قلعے مین داخل
ہوے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد رونق پاکیزہ صرافہ بزازہ آراستہ جوہری بیچے

و دکانوں پر بیٹھے ہین جواہرات بیش قیمت کا انبار ہو دلالون کی بول چال ہو گاہک کو
لگا رہے ہین مال بکوا رہے ہین جدھر سے بادشاہ نکلتے ہین کوئی انسے متوجہ نہین
ہوتا ایک کوچے کے سرے پر پہونچے دیکھا ایک ضعیفہ کمر مین خم عصاے ضعیفی ہاتھ مین
خاموش کھڑی ہو بادشاہ کو دیکھکر براے تسلیم جھکی اور عرض کی ای شہریار آپ اِس
شہر مین مسافرانہ وارد ہین اگر آرام منظور ہو تو کنیز کو سرفراز فرمایئے غریب خانہ
حاضر ہو اِس فصاحت سے اُس ضعیفہ نے کہا کہ بادشاہ اُسکے ساتھ ہوے ضعیفہ
لیکر چلی بادشاہ نے کہا بڑی بی صاحبہ اِس شہر کے لوگ بڑے بیوفا معلوم ہوتے ہین
تمنے بلاغت سے کلام کیا کسی نے سلام بھی نہ کیا بڑھیا نے کہا حضور یہی خدمت میرے
واسطے مقرر ہو کہ جو مسافر آتا ہو اُسکو اپنے مکان مین اُتارتی ہون کہ نان نمک سے
آرام ہو سب کافر اِس قلعے مین رہتے ہین مین مسلمان ہون اِسوجہ سے آپ کا
پاس کیا مقام افسوس ہو کہ آپ ایسا تاجدار آئے اور کوئی کلام نہ کرے صرف
دو چار روز مجھے سرفراز کیجیے نان و نمک جو ممکن ہو وہ نوش فرمائیے بعد آپ کو
اختیار ہو بادشاہ بہت خوش ہوے کہ یہ ضعیفہ مسلمان ہو صاحب ایمان ہو اِسکے
یہان رہنا کبھی خلاف نہ ہوگا تھوڑی دور جاکر وہ ضعیفہ ٹھہر گئی ایک مکان
مقفل تھا اُسے کھولا بادشاہ اندر آئے ایک کمرہ نفیس کہ وہ فرش و فروش سے
آراستہ تھا اُس ضعیفہ نے اِشارہ کیا کہ یہ کنیز کا مکان ہو اِس کمرے مین تشریف رکھیے
سعد شہریار کمرے مین بیٹھے ضعیفہ نے کہا کھانا حاضر ہی بادشاہ نے نوش فرمایا غرض
شام تک وہ ضعیفہ خدمتگزاری مین مصروف رہی چھپر کھٹ جو آراستہ تھا بادشاہ
شب کو خاصہ نوش کرکے پلنگ پر آکر لیٹے دروازے کمرے کے بھیڑ دیے وہ
ضعیفہ ایک پلنگ پر بیٹھی مگر بیرون کمرہ سے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ
ای مادر مہربان کیا کرتی ہو ضعیفہ نے اُٹھکر دروازہ کھولا سعد نے دور سے
دیکھا کہ دو عورتین جوان آئین ضعیفہ نے اُنکو اپنے پلنگ پر بٹھایا اور کہا ای
گلریزہ ای محفل افروز کچھ باتین کرو کہ رات کٹے دل گھبراتا ہی گلریز نے کہا کہ ای

ای مادر مہربان آپ کو معلوم ہی کہ طلسم مین کیا ہنگامہ ہی ہر شخص کی زبان پر یہی ہو کہ اب
طلسم فتح ہو جائیگا محفل افروز نے کہا ابواجتبک لوح نہ ملیگی کیونکر طلسم فتح ہوگا یہ
طلسم کوہ بہت سخت ہی بڑے بڑے لوگ آئے قید ہوکر مر گئے کسی نے لوح کو نہ پایا
اُس ضعیفہ نے کہا بیٹا تم اپنے عہدے پر رہو تمھین اِن جھگڑون سے کیا کام ہی جس
جوان کی آمد کا غلغلہ ہی وہ تو میرے گھر مین سو رہا ہی یہ سب باتین بادشاہ سُن رہے
ہین گوش بر آواز ہین ضعیفہ نے کہا ای نور نظر آخر لوح کہان ہی اُسنے کہا لوح پاس
لوحدار جادو کے ہی کیونکہ بانیان طلسم نے اُسکو معتبر جانا لوح اُسکے سپرد کی ضعیفہ
نے کہا اگر ایسا ہی ہوگا تو مین اظہار اسلام کر چکی یقین ہی کہ مجھکو اور تمکو نہ ستائین
بادشاہ طلسم پر جائین محفل افروز نے کہا آج شاہ فرماتے تھے کہ لوحدار جادو
خود جائیگی اور لوح بادشاہ کو دیگی مگر یارو اگر ہوسکے تو لوحدار کو منع کردو کہ
اپنے مکان سے نہ نکلے گوشے مین بیٹھی رہے ورنہ باعث خرابی ہی ضعیفہ نے کہا بیٹا
تم توجوان ہو تمنے ابھی کیا دیکھا ہی جو قاعدہ حکما مقرر کر گئے ہین وہی ہوگا سب
احوال کھلجائیگا وہ دونون خاموش ہو رہین ضعیفہ سے کہا ای مادر مہربان ہم تو اب
جاتے ہین مگر آپ بہت ہوشیار رہیئےگا ضعیفہ نے کہا مین نے کئی سلطنتین دیکھین
جب ایک شاہ مرا دوسرا تخت نشین ہوا مگر یہ شاہ جس دن سے تخت پر بیٹھا ہی ظلم و
بدعت کو رواج دیا دیکھین اِسکا انجام کیا ہو دونون وہ جوانین اُٹھکر چلی گئین
بڑھیا نے دروازہ بند کر لیا جب صبح کو بادشاہ اُٹھے منھ ہاتھ دھوکر ضعیفہ کو بلایا جب
ضعیفہ کمرے مین آئی تو پوچھا کیون ای مہربان رات کو یہ دو جوانین کون آئی تھین
اور تمسے کیا باتین ہوئی تھین ضعیفہ نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا شاید آپ سنتے تھے
ان باتون کا اعتبار نہ کیجیے میری بیٹیان شاہ طلسم کی ملازم ہین وہ ایسے ایسے
جھگڑے بیان کیا کرتی ہین مگر آپ نے اُنکو دیکھا بہت برا کیا مین مہمانی سے باز
آئی آپ تشریف لیجائیے اِس بے لطفی سے ضعیفہ نے یہ کہا کہ سعد کو بہت ناگوار
ہوا اپنے مقام سے اُٹھے دروازہ سے باہر نکلے تب ضعیفہ نے پکار کر کہا ای شہر یار

خدا حافظ ہی بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور آگے بڑھے دیکھا اہل شہر عمدہ کپڑے پہنے
ہوے ایک جانب دوڑتے ہوے جاتے ہین بادشاہ نے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا
اے برادر کہان جاتے ہو کیا ضرورت درپیش ہی اُسنے کہا شاید تم نو وارد ہو یہ شہر
مرجبہ طلسم کا ہی یہان کا حاکم الوند جادو بادشاہ طلسم کو خراج دیتا ہی الوند جادو کی
دختر بلند اختر آج بام پر جلوہ فرما ہوتی ہی سب اسی کے جمال کے مشتاق جاتے ہین
اور مشہور ہی کہ آج طلسم کشا بھی مجمع مین آئیگا بادشاہ نے ہاتھ اُس کا چھوڑ دیا اور
سب کے ہمراہ چلے تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ گھنٹ اور ناقوس کی صدا کان
مین آئی دیکھا ایک دیر کلان ہی کہ اُسمین ہزارہا تصویرین پتھر کی رکھی ہین اور برہمن
پوتھیان پڑھ رہے ہین گھنٹ اور ناقوس بجاتے ہین بادشاہ اُس دیر کو دیکھکر فوراً
ٹھہر گئے کہ ایک طرف سے نقارے پر چوب پڑی آمد فوج ظاہر ہوئی نشان ہوا
مین اُڑتے ہوے ایک تاجدار تخت پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر وزرا اُمرا
دست بستہ ہمراہ تاجدار وہ بادشاہ بھی آکر ٹھہرا طرف دیر کے دیکھ رہا ہی کل اہالی
شہر طرف اُسی دیر کے دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ آج تو بڑی دیر ہوئی
کہ ایک طرف سے ہٹو بچو کی آواز آئی چند چوبدار آوازین لگاتے ہوے ایک
مرکب بادرفتار پر ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آیا دیر پر کرسی
بچھی تھی اُسی پر آکے بیٹھ گیا تمام شہر والے دیکھ رہے ہین کہ اُس نقابدار نے
نقاب چہرے سے اُلٹی یہ ثابت ہوا کہ لکہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان یا مہر درخشان نکل آیا
اور سب تو ہاے واے کرنے لگے مگر بادشاہ لوح کو چمکاتے ہوے سامنے اُس
نازنین کے آئے اُس نازنین کی جو نگاہ پڑی پسینے پسینے ہوگئی پکار کر آواز دی
اے شہریار آئیے مین تو آپ کی مشتاق تھی فرد رواق منظر چشم من آشیانہ تست
کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست یہ خانۂ چشم ہین تمھاری جگہہ ہی بادشاہ نے جو اُس
مہ جبین کو دیکھا ایسا حسن و جمال کبھی نگاہ سے نہین گذرا تھا پکار کر آواز دی کہ
صاحب مین خود تمھارا مشتاق ہون چند برہمنون نے بڑھکر منع کیا کہ اے نوجوان

یہاں نہ آ مگر اُس نازنین نے منع کیا کہ کیوں روکتے ہو آنے دو دوسری کرسی منگوا کر
بچھوا دی بادشاہ اُس کرسی پر بیٹھے اُس حسین سے باتیں کر رہے ہیں مگر وہ نازنین
آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے کہتی ہو ہم چند ساعت کے مہمان ہیں کیونکہ نقابدار
نیلی پوش آتا ہوگا وہ آپ کو نہ بیٹھنے دیگا بادشاہ نے فرمایا کیا مجال یہ ذکر تھا کہ گھوڑے
کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا ایک نقابدار نیلی پوش گینڈے پر سوار للکارتا ہوا
آتا ہو کہ او جوان اجل گرفتہ تو نے بڑا غضب کیا کہ اس مقام تک آیا اب بھی اگر اپنی
جانبری چاہتا ہو تو نکلجا دروازہ شہر کا کھلا ہو سعد نے جواب دیا او نامرد کیا بیہودہ
بکتا ہو ہم نہ اُٹھیں گے اُس نازنین نے بھی اشارہ کیا کہ آپ نہ اُٹھیے گا یقین ہو کچھ
بہتری ہو نقابدار نیلی پوش نے پکارا کہ اے جوان اگر نہیں اُٹھتا تو مجھسے مقابلہ کر میں
جواب دونگا اور ابھی تجھکو قتل کرتا ہوں یہ مجال نہیں کہ تو میری معشوقہ کے پاس
بیٹھ سکے بادشاہ اُٹھے نیلی پوش نے بڑھکر نیزہ مارا سعد نے وار اُسکا رد کرکے نیزہ
اُسکا توڑ ڈالا نقابدار نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا اسعد
بن قباد نے لوح محفوظ کو چمکایا یا بڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نقابدار نیلی پوش
گینڈے سے اُتر آپس میں کشتی ہونے لگی لیکن الوند تاجدار تخت سے یہ سمر کہ
دیکھ رہا ہو کہتا ہو نیا معاملہ ہوا کہ نقابدار نیلی پوش سے اسطرح جنگ ہو رہی ہو
میں یہ نہیں چاہتا کہ مسافر گرفتار مصیبت ہو مگر وہ بھڑ پڑا جو مجھسے ہو سکے گا کیا
قصور کرونگا مگر نیلی پوش ہر مرتبہ چاہتا ہو کہ سعد کو پکڑ لاؤں مگر یہ شبیہ صاحبقرانی
جرأت میں لاثانی بچ رہے ہیں تمام اہل شہر کہتے ہیں آج میاں نیلی پوش کو معلوم
ہوگا یہ جوان کیا بہادر ہو کس لطف سے جنگ کر رہا ہو ساحری و جمشید اسکو غالب
کریں پھر بھر کامل نقابدار نیلی پوش بادشاہ سے لڑا جب بادشاہ کے ہاتھ پاؤں
میں رعشہ آتا ہو لوح محفوظ پہ ہاتھ پھیر دیتے ہیں پھر قوت آجاتی ہو ایک مقام پر
نیلی پوش بادشاہ کو لے دوڑے اسات قدم ریلکر لایا وہاں لاکر یکبارا اسعد کا
جسم خم بھی نہ ہوا وہیں سے پٹے نیلی پوش کو ریلکر لے دوڑے ستر قدم ریلکر لائے

وہاں پر آکر ہکہ مارا کہ دونوں گھٹنے نقابدار کے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا تڑپ کے
لنگر قایم کرون مگر سعد شہریار نے دونوں ہاتھوں سے روکا لنگر قایم نہ ہونے دیا
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کیا بقول شاعر نظم یکے نعرہ زد ہمبر منزل مصاف
کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ہمہ یکے نعرہ شد آن زحلقش بدر ہا کہ آہن دلان را دریدہ
جگر ہا نیلی پوش کو اٹھا لیا مگر جب ہکہ پڑا بند نقاب چہرے سے ٹوٹا بادشاہ نے دیکھا
کہ ایک ساحر سیاہ فام بدانجام بڑے بڑے دانت دہن سے نکلے ہوئے ہین
ہر چند اسم سحر پڑھتا ہو مگر کچھ تاثیر نہین ہوتی بادشاہ نے اکھیڑ کر نیلی پوش کو زمین پر مارا
نقابدار نے مونڈھے کی کھا کر چاہا سنبھلوں بادشاہ نے ایک ٹھوکر ماردی کہ
نیلی پوش چت ہوا سینے پر سوار ہوئے فرمایا او بیحیا اب شناخت مین پروردگار
کی کیا کہتا ہو نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا جب تو بادشاہ نے سینے سے اٹھکر ایک
پانوں دونوں پانوں سے دبایا اور ایک کو تھام کر ہکہ مارا چیر کر نیلی پوش کو
پھینک دیا نقابدار کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا صدائین مہیب آنے لگین بعد اسکے
آواز آئی کشتی مرا نام سن نقابدار نیلی پوش بود بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا
اندھیرا ہر طرف ہوا اب دیکھا کہ وہ قلعہ نہین ہو نہ سامنے دیو نہ وہ معشوقہ خوبرو
اپنے کو ایک صحرا مین پایا حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین لیکن وہ معشوقہ
کہ الوند کی دختر ہو کرسی سے اٹھی مگر لڑکھڑاتی ہوئی سعد کی تصویر آنکھوں کے نیچے
پھر رہی ہو جی مین کہتی ہو نہین معلوم کہان تشریف لے گئے اس شہریار پر کیا گذری
کہ الوند کو وہ پیکر تخت کے قریب لایا کہا آؤ بیٹیا سوار ہو ملکہ حمالہ گیسو کشا تخت پر
سوار ہوئی پوچھا ای والد نامدار آخر وہ جوان کہان گیا الوند نے کہا بیٹیا جو مشہور
تھا کہ طلسم کشا آئیگا اسی جوان کو لوگ و کاہنان طلسم طلسم کشا کہتے ہین اسکی معشوقہ
یاسمن رنگین پوش بھی آکر قید ہوئی ہو حمالہ نے کہا ای والد نامدار لوح طلسمی تو
پاس لوحدار جادو کے ہو یہ لوح کیونکر پاوینگے کیونکر طلسم توڑینگے الوند نے کہا
خود لوحدار جادو انکے پاس جائیگی اور لوح دیدیگی حمالہ گیسو کشا نے کہا ای بابا

اسکو منع کر دیجیے کہ لوح لیکر نہ جائے الوند نے کہا قاعدہ تو یہی چاہتا ہے حمالہ نے کہا
مین جاکر منع کر آؤن مگر وہ جوان کہان پہونچا ہوگا الوند نے کہا صحراے ویران مین
مارا مارا پھر رہا ہے مگر بیٹا جاؤ جاکر لوحدار کو منع کرو کہ لوح لیکر نہ جانے ورنہ باعث
خرابی ہے اہالی طلسم کے لیے حمالہ گیسو کشا پریشان ہو رہی ہے جی مین کہتی ہے دیکھیے کیا
آفت برپا ہو وہ جوان صحراے ویران مین کیسا گھبراتا ہوگا انتشار مین ہوگا کہ کہان
وہ آبادی اور کہان یہ ویرانہ نہ مقام قیام نہ ٹھہرنے کی جگہ مین جاکر آگاہ کرون کہ اس
صحراے نکل جائیے کسی مقام آباد مین پہونچیے گا یہ باتین باپ سے کرکے اٹھی یاد
مین سعد کی حیران و پریشان ہے پرپرواز پیدا کرکے چلی یہان سعد شہریار اس
صحراے ویران مین جسطرف جاتے ہین ویرانہ پاتے ہین جی مین کہتے ہین عجب
صحراے نامعقول ہے کہ جہان درخت کا نام نہین ایک طرف جو بڑھے دیکھا ایک
قصر عالی گوشے مین تعمیر ہے بادشاہ جمجاہ سامنے قصر کے آکر زیر نخل بیٹھ گئے مکان
مین دریچہ تھا وہ کھڑکی کھلی چند کنیزون نے آکر بادشاہ کو دیکھا لوحدار جادو کہ
اپنے مقام پر بیٹھی تھی کنیزون نے آکر خبر دی کہ ایک جوان صف شکن تیغ زن نہایت
حسین وجمیل زیر درخت بیٹھا ہے مگر اس ویرانے سے بہت پریشان ہو رہا ہے کہ آپکے
قصر کو دیکھ رہا ہے لوحدار نے آکر جھانک کر دیکھالگر جمال بے مثال بادشاہ دیکھکر
پسینہ آگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا صندوقچی لوح کی اٹھالی اور قصر سے نکلی
دور سے دیکھا کہ بادشاہ زیر نخل بیٹھے ہین اسی طرف چلی صندوقچی کو بغل مین دبائے
ہوے قریب آکر پہونچی جھک کر سلام کیا کہا اے شہریار قصر مین تشریف لے چلیے
کنیز کا تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے اب تو جینا محال ہے

نظم

ہجر مین میرے سیہ خانےکی رکھو پروانہ شمع ۔ ہاے دیکھون آجکی شب ایاب جا پروانہ شمع
دیکھکر محفل مین دشمن جلتے جلتے بجھ گئے ۔ کہہ گئی پوشیدہ میرے حال کا افسانہ شمع
رو سیاہی قسمت گلگیر مین لکھی گئی ۔ بیگناہی کے لیے پیدا ہوے پروانہ شمع
زندگی تک آتش الفت کی تھین سب گرمیان ۔ جان پروانے کی نکلی ہوگئی بیگانہ شمع

واے قسمت نخل گریہ ایک بھی اُگتا نہین
دن کو پنہان رات کو فانوس کی رُخ پر نقاب
دامن گریہ چھپا دیتا ہو عریانی کا عیب
کیا غضب ہو ہوے گل معشوق بلبل ننگے
صاحب زینت نہین محتاج زینت غیر سے
قیدیِ زنجیر گریہ کیون ہو دیوانونکی شکل
بعد مردن عاشقونکے پاسبان معشوق ہین

بو تی ہو ناحق لگن بین اشک کا ہر دانہ شمع
کسقدر رکھتی ہو پاس فرقت پروانہ شمع
تن پہ رکھتی ہو ردا ے اشک بیتابانہ شمع
کچھ نہ آیا تجھکو پاسِ اُلفت پروانہ شمع
حاجت مشاطہ رکھتی ہو نہ فکر شانہ شمع
مانگ لے پروانہ کرنے کو پر پروانہ شمع
رات بھر کرتی ہو حفظ لاشہ پروانہ شمع

اے شہریار آپ اِس مقام پر کیون بیٹھے ہین غریب خانہ مین تشریف لے چلیے مجھکو ہدایت تھی کہ طلسم کشا آوین تو اُنکو مکان مین لا تا جو خاطر ہو سکے وہ کرتا امانت آپ کی میرے پاس ہو یہ کہکے صندوقچی لوح کی بغل سے نکالی اور کھولکر سامنے رکھدی بادشاہ نے دیکھا لوح طلسم کو مثل قمر چمک رہی ہو بادشاہ نے لوح کو اُٹھا لیا اور ساتھ لوحدار کے چلے اُس قصر مین داخل ہوے مصاحبون نے لوحدار کے چہار طرف سے بادشاہ کو گھیر لیا لاکر مسند پر بٹھایا شراب و کباب پیش کیے بادشاہ نے انکار کیا اور فرمایا اگر اطاعت اسلام اختیار کرو تو مجھکو یہ حلال ہو لوحدار نے کہا مین مدت سے مطیع اسلام ہون یہی آرزو رکھتی تھی کہ آپ تشریف لاوین تو لوح حاضر کرون ہر چند کہ کل اہالی طلسم میرے دشمن ہو جاوینگے مگر خداے نادیدہ آپ کو سلامت رکھے میرا کوئی کیا کر سکتا ہو یقین ہو میرے لوح دینے کی خبر پہونچے بادشاہ نے جام نوش فرمایا کہ آسمان پر برق چمکی لوحدار نے کہا لو اور غضب دیکھو دختر الوند آتی ہو یقین ہو فساد برپا کرے بادشاہ نے پوچھا اِس مہ جبین کا کیا نام ہو لوحدار نے کہا جمالہ گیسو کشا اسکا نام ہو خبر پہونچی ہوگی نقابدار نیلی پوش آپکے ہاتھ سے مارا گیا ہوگا یقین ہو کہ جمالہ بہت خوش ہوئی ہو بادشاہ نے فرمایا اِس سے خوف نہ کرو یہ ہماری مشتاق ہو اُسی نے کہکر نقابدار کو قتل کرایا کہ جمالہ آکر آنرسی سعد کو مسند پر دیکھا اور لوحدار جادو

مصروف خاطرداری ہو بہت ناگوار ہوا کہا ای لوحدار ہم تمکو حکم پہونچانے آئے ہین کہ
لوح کی بہت حفاظت کرنا لوحدار نے کہا لوح میرے پاس کہان ہو شہریار گلے ہین
پہنے بیٹھے ہین تمسے ہو سکے تو اُنسے چھین لو حمالہ نے ہنسکر کہا مین اِسی لیے آئی ہون کہ
لوح دلواؤن سرکشون کو قتل کراؤن باپ نے میرے وہ بدعت کی ہو کہ کل اہل شہر
بیزار ہو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ اس بادشاہ کی بدعت سے پیدا کرنے
والا ہمکو بچاے ہین جا کر شاہ سے اطلاع کرتی ہون کہ مکان پر لوحدار کے طلسم کشا
پہونچ گئے لوحدار نے لوح دیدی کہا ای شہریار ایک خیال رہے کہ جو معرکہ درپیش
ہو لوح کو ضرور ملاحظہ فرمائیے گا بدون حکم لوح قدم نہ اُٹھائیے گا اہل طلسم بڑے
بڑے مکر کرینگے اب جا کر باغ دلفریب سے قیدیون کو رہا کیجیے باقی اورون سے
مقابلے پڑینگے مگر آپ صاحب اقبال ہین خداے نادیدہ آپ کی مدد کریگا انشاءاللہ
طلسم فتح ہو جائیگا سب ظالم مارے جاوینگے آپ کے ہاتھ سے امان نہ پاوینگے
یہ کہکر حمالہ گیسوکشا اُٹھی بعد جانے حمالہ کے بادشاہ قصر سے نکلے دیکھا سامنے ایک
باغ ہو کہ ملکہ یاسمن رنگین پوش و فیروزہ بن عمرو مسلسل و مطوق دروازے پر
کھڑے ہین بادشاہ کو جو آتے دیکھا نہال ہو گئے یاسمن نے کہا ای معتریو الا گھراؤ اب
بادشاہ جمجاہ آتے ہین خدا اُنکو مظفر و منصور کرے بادشاہ در باغ کے قریب آئے
ہزارہا طائر درختون سے اُترے غلغلہ کین مار کر بشکل ساحر بنے غل ہوا کہ طلسم کشا
کو مار لو کئی ہزار ساحر سحر کرنے لگے بادشاہ نے لوح طلسمی کو چمکایا جسپر عکس پڑا وہ
نابینا ہو گیا بعض جل گئے آخر ساحر سامنے سے ہٹے بادشاہ داخل باغ ہوے یاسمن
سے پوچھا اور کوئی قیدی بھی یہان ہو فیروزہ نے عرض کی ایک تاجدار نحیف و
ضعیف لاغر اندام تاج ٹوٹا ہوا سر پر ایک نخل کے نیچے بیٹھا رویا کرتا ہو بیڑیان
ہلا رہا ہو بادشاہ نے فرمایا کیا عجب ہو کہ یہین تاجدار کا باپ ہو یہ فرما کر اندر آئے
اول زبان سے یاسمن کی سوزن لی فیروزہ کی بیڑیان کاٹین ان دونون کو ساتھ
لیکر اُس مقام پر آئے جہان وہ تاجدار ضعیف بیٹھا تھا لوح کو بادشاہ نے ملاحظہ

فرمایا نوشتہ پایا کہ یہی تاجدار ہے پدر سیمین تاجدار ہو بادشاہ نے قریب آکر سلام کیا وہ
تاجدار دعائین دینے لگا کہا زہے نصیب کہ آپ کی زیارت ممکن ہوئی بادشاہ نے
فرمایا تمکو ہمارا حال کیونکر معلوم ہوا سکہ زن تاجدار نے کہا شب کو مین نے دیکھا
خواب مین کہ ایک بزرگ فرمارہے ہین کہ اے سکہ زن وقت رہائی تمھارا قریب
آیا کل طلسم کشا سے ملاقات ہوگی مین انتظار مین تھا اسوجہ سے پہچانا قید سے رہا
کرکے سکہ زن تاجدار کو بھی ہمراہ لیا جیسے ہی باغ سے نکلے صحرا سے گرد اُڑتی باعث
یہ ہوا کہ حمالہ گیسو کشا جو گئی تو باپ نے پوچھا کہ بیٹا کیا انتظام کرآئین کہا اے والد
مین اُسوقت پہونچی کہ طلسم کشا مکان مین لوحدار کے بیٹھے تھے اور لوحدار خاطر
مین مصروف تھی مین نے ہرچند منع کیا مگر اُسنے جواب دیا کہ اب تو مین لوح دے چکی
میرے قبضے مین نہین اگر تمکو کچھ دعوی جرأت ہو تو طلسم کشا سے لے لو اور جو تمسے
ہوسکے قصور نہ کرو یہ سُنکر باپ اِسکا سوار ہوا حمالہ نے کہا مین بھی ساتھ چلونگی
بلکہ حکم دو تو آگے بڑھکر دیکھون باپ نے حکم دیا کہ اچھا جاؤ دیکھنا کیا کررہے ہین
حمالہ اُڑتی ہوئی مقام پر لوحدار کے پہونچی دیکھا کہ لوحدار نے تمام مکان مین
آگ لگادی اشیاے ضروری ایک تخت پر رکھکر کنیزون کو ساتھ لیکے باہر نکلی کہ حمالہ
آکر پہونچی حمالہ نے پوچھا طلسم کشا کہان گئے لوحدار نے کہا قید خانے کے باغ
مین گئے ہین یقین ہے کہ قیدیون کو رہا کر لیا ہو حمالہ نے کہا اے لوحدار تمنے بڑی
ہوشیاری کی کہ مکان مین آگ لگادی ورنہ یہی آفتین رہتین پھر حمالہ نے کہا اب
برائے مدد جاؤ والد پہونچ گئے ہونگے مین نے اِسی لیے جاکر اُنسے اطلاع کردی
کہ طلسم کشا سے مقابلہ کرین جو ہونا ہو وہ ہوجاے ہمسے صبر نہ ہوسکیگا جسوقت
طلسم کشا پہ دباؤ ڈالینگے ایک طرف سے مین سحر کرون اور دوسری طرف سے
تم سحر کرنا یون طلسم کشا کو بچانا لوحدار نے حمالہ کی بلائین لین کہا بی بی سبحان اللہ
خوب تدبیر کی مجھکو اطلاع کرچلین ورنہ مین دیرمین آتی حمالہ تو یہ کہکر چلی یہان
سعد نے جو آمد فوج دیکھی فیروزہ سے فرمایا لو بادشاہ طلسم آپہونچا لوح کو ملاحظہ کیا

نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا خوف نہ کرنا تیرے مددگار بھی آتے ہین جو ہوسکے مصروف شمشیر زنی ہو مگر سکہ زن تاجدار گھبرایا بادشاہ نے فرمایا تم اپنے کو کسی غار مین مخفی کرو یاسمن گاتی باندھکر تیار ہوئی کہا ای شہریار وہ سحر کرون کہ لشکر کا پاٹون نہ جمسکے الوند نے جو دور سے دیکھا کہ باغ مین سے بادشاہ آتے ہین الوند نے فوج کو اشارہ کیا کچھ طائر صحرا کے درختون کے اُترے لوٹ کر بہ شکل انسان بنے لاکھ سوا لاکھ ساحر نے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ نے لوح کو ہاتھ مین لیا او رنعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم		بہار گلستان کاؤس و جم
منم شیر دل صف شکن نوجوان		نہال گلستان صاحبقران

ایک طرف سے ملکہ یاسمن نے آکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی مگر الوند نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ سحر نہ کرو بلوہ کرکے بادشاہ کو گرفتار کرلو ساحر تلوار سے لڑنے لگے ادھر فیروزہ بن عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے ہزارون کو جلا دیا بادشاہ نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا وہ جلگیا بعض نابینا ہو کر گرے مگر یہی چاہتے ہین کہ جسطرح ہوسکے بادشاہ کو گرفتار کرلین مگر کیا مجال ہو کہ کوئی قریب آسکے جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا یاسمن نے مشت بھر بھر کے ماش کے دانے پھینکے جتنے دانے پھینکے اُسنے ہی شعلے گرے الوند حیران ہو کہ کیا کرون کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا حمالہ آتی ہو آتے ہی حمالہ نے زلفون کو گردش دی ایک آندھی سیاہ چلی ساحر تگرانے لگے مثل پر کاہ اُڑرہے ہین کہ دوسری طرف سے لوحدار کا نعرہ ہوا الوند جانتا ہو کہ بیٹی میری طلسم کشا پر سحر کررہی ہو جب لوحدار آکر پہونچی اُسنے بھی فوج ساحران پر حملہ کیا سحر کرکے دستک دی صحرا سے صدہا شیر پیدا ہوے اور ساحرون کو چیر پھاڑ کر کھانے لگے تین جادوگرنیان سحر کررہی ہین ایک طرف دناٹا سناٹا حقہ ہاے آتشبازی کا ہو جب فیروزہ حقے مارتا ہو سو دو سو ساحر جل جاتے ہین آخر ساحر عاجز ہو کر سحر کرتے ہین اور کہتے ہین ای بادشاہ ہم شمشیر زنی نہین جانتے ہم سحر سے لڑینگے الوند کہتا ہو کہ طلسم کشا لوح کو گردش دے رہا ہی

تین جادوگرنیان برابر کی سحر کر رہی ہین حمالہ نے تو آفت برپا کردی کس زور سے
آندھی چل رہی ہی کہ قدم نہین جمتا میرا تو ارادہ یہ ہی کہ بھاگ کر نکلجاؤن جسطرح بنے
اپنی جان بچاؤن ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی تم لوگون سے امید نہین
ہی کہ اس جنگ کو سر کرو سب نے کہا جائیے ہم بھی چلے آرہے ہین گے تین جادوگرنیان
کس زور و شور سے سحر کر رہی ہین کہ انپر غالب آنا دشوار ہی یہ کہکے الوند تخت سے
اتر ازمین مین غلطک ماری طرف آسمان کے چلا حمالہ نے پکارا کہ ای شہریار یہ
جاتا ہی بادشاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ حقیقت مین الوند جاتا ہی حمالہ نے کہا کہ اگر
یہ نکلجائیگا تو سنبر بخت جادو کو لائیگا کہ جو کوہ مین بیٹھا رہتا ہو اُسکو اپنے سحر کا بڑا
دعوی ہی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اسم حاشیۂ لوح پڑھکے تیر
پر دم کیا تیر بحر کمان مین جوڑا تاک کر مارا کہ الوند کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو
پار کر گذرا لاشہ اُسکا زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا بعد عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام
سن الوند جادو بود بیر لاشہ اُٹھا کرلے چلے سنبر بخت جادو درۂ کوہ مین بیٹھا
تھا مصروف عیش و نشاط تھا کہ بیرون نے لاکر لاشہ الوند کا پہونچایا اور پکار کر
کہا کہ پیر و مرشد طلسم کشا نے قید خانہ فتح کر لیا لوحدالہ نے لوح دیدی حمالہ شیکب ہی
الوند مارا گیا اب طلسم کشا آتا ہی جو تدبیر کرنا ہو وہ کر لیجے سنبر بخت نے کہا تمام زمین
کو سحر سے بھر دونگا کیا مجھکو بھی الوند جادو جانتا ہی بی حمالہ اور لوحدالہ کو جلتے ہی
خاموش کر دونگا کیا تعجب ہی کہ وہ دونون جادوگرنیان میرے قدمونپر گرین یہ کہکے اُٹھا درۂ
کوہ سے باہر نکلا ایک دستک دی ہزار ہا ساحران صحرا آکر پہونچے کہا صاحبو تمنے
سنا اب وہ وقت ہی کہ کوئی معین و مددگار نہین طلسم کشا آتا ہی جو تمسے بن پڑے
وہ سحر کرنا کئی لاکھ جادوگر آمادہ ہوے یہان بعد تاریکی جب روشنی ہوئی بادشاہ
نے اپنے کو قریب درۂ کوہ پایا اور دیکھا کہ فوج ساحران صف جما رہی ہی اور
سنبر بخت آگے صف کے کھڑا ہی جیسے ہی بادشاہ کو دیکھا کلوا بھیرون نار سنگھ کو
پکارنے لگا ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ زمین کانپی غبار اُٹھا بادشاہ ہرچند لوح کو

چمکاتے ہین مگر تاریکی رفع نہین ہوتی کہ حمالہ آکر آسمان سے چمکی زلفون کو ہلایا بعد اسکے لوحدارہ نے بھی آکر سحر کیا کہ سب تاریکی برطرف ہوئی اتنے میں بادشاہ سنبر بخت کی جانب چلے سنبر بخت جادو وہ سحر کر رہا ہو کہ زمین تھرا رہی ہی زمین سے دھون نکل رہا ہی ہر نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہی سنبر بخت تڑپ رہا ہی بالی فوج کو قتل کرتا ہی جہان شاہ پہونچے جادوگرون کو اشارہ کرتا ہی کہ کمندین مار کر گرفتار کر لو جب وہ کمندین لیکر چلتے ہین بادشاہ اندر جا پڑتے ہین حمالہ گیسو کشا زلفین ہلا دیتی ہی کمندین ہاتھ سے ساحرون کے چھوٹ جاتی ہین پھر سب ملکر سحر کرتے ہین یاسمن اور لوحدارہ سحر رفع کر دیتی ہین سنبر بخت نے حمالہ کو للکارا کہ او گیسو بریدہ مجھکو فقرہ دیکر گئی وہان جاکے بادشاہ سے نین مٹکا کیا اب کہان جائیگی حمالہ نے پھر زلفون کو جنبش دی سنبر بخت پر شعلہ ہاے آتش گرنے لگے سنبر بخت جادو نے سپرین لوہے کی بنا کر اپنے گرد کرین جو شعلہ آسمان سے گرتا ہی سپرین سینہ سپر کرتی ہین اپنے ہی اوپر روک لیتی ہین یہان سعد بن قباد رستمانہ لڑ رہے ہین کہ حمالہ نے آواز دی ای شہریار مدد کیجیے بادشاہ نے دیکھا دونون آلیس ہین سحر کر رہے ہین اسوجہ سے سنگ باری ہو رہی ہی سحر سے حمالہ کے آگ گر رہی ہی ہنگامۂ سحر گرم ہی بادشاہ لڑتے ہوے اُسی طرف چلے سنبر بخت نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا سحر سے روکنے لگا مگر یہ لوح چمکاتے ہوے آتے ہین اپنر سحر تاثیر نہین کرتا بہت سے جادوگرون کو مار کر جب قریب سنبر بخت پہونچے تو حمالہ الگ ہو گئی فوج پر سحر کرنے لگی مگر سنبر بخت نے ایک دو تھر زمین پر مارا کر بادشاہ پر تلوارین برسنے لگین لوحدارہ نے آکر سینہ سپر کر دیا بادشاہ مقابلہ سنبر بخت مین پہونچے سنبر بخت نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے بجاے سپر کے لوح کو اُٹھا دیا جیسے ہی سنبر بخت نے ہاتھ مارا عکس جو لوح کا پڑ گیا جھولی شانے سے گری سنبر بخت جھکا کہ جھولی اپنی اُٹھا لون سعد نے اوپر سے ہاتھ مارا سنبر بخت نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغۂ قمقام دست زبردست بادشاہ

اسلام برق جہندہ جوگری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر سنبر بخت جادو کے
دو ٹکڑے کیے مرنا سنبر بخت کا آندھیان سیاہ چلین سنگ باری برف باری ہوئی
بعد اس آفت کے آواز آئی کشتی مرا نام من سنبر بخت جادو بود بادشاہ نے سجدہ
شکریۂ پروردگار کیا سب ساحر مطیع اسلام ہوئے سکہ زن تاجدار کو یمین تاجدار
سے ملایا اس اہتمام مین تھے کہ ایک مرد پیر نے کنجیان لاکر بادشاہ کو بطور نذر
کے پیش کین بادشاہ نے پوچھا یہ کیسی کنجیان ہین حمالہ گیسو کشا نے عرض کی کہ یہ
کنجیان خزانۂ طلسم کی ہین اسکو لیجیے اور خزانہ نکلوائیے بادشاہ نے کنجیان لین اور
درہ کوہ مین آئے اب جو کوٹھے کھولے مال بے حساب نکلا کئی ہزار سلاح
اور لباس براے جوانان شیر دل وساز ویراق مرکبان یہ سب سامان نکلا صندوقچے
جواہرات کے توڑے اشرفیون کے سب مال نکلوا کر باہر لائے ارابون پر لدوایا
جب بادشاہ نے مال طلسمی لیکر قصد کیا کہ طرف اپنے لشکر کے جاؤن کوہان فیلزور
کو ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا نے طلسم کوہ کو فتح کیا مال طلسمی نکلوا لیا اب
کوچ کر کے جاتے ہین اپنے جھلا کر کہا بڑے غضب کی بات ہے کہ ہماری عملداری مین
طلسم تھا اور مال غیر شخص لیجائے یہ کہکے اسی وقت سوار ہوا ارادہ کیا مال لیلون
کہ یمین تاجدار نے تلوار کھینچی اور کہا اے کوہان یہ مال بادشاہ اسلام کا ہے ہم اسکے
دینے والے کون تم ٹھہرو ہم شاہ کو اطلاع کرتے ہین جیسا حکم ہوگا ویسا بجالاوینگے
تب کوہان مڑ کا یمین تاجدار نے آکر بادشاہ کو خبر کی کہ حضور کوہان فیلزور آکے
سدراہ ہوا ہے مال طلسمی نہین بڑھنے دیتا بادشاہ گھوڑا بڑھا کر اسوقت آئے
کہ دیکھا کوہان فیلزور تلوار کھینچے کھڑا ہے اور نگہبانون سے کہہ رہا ہے کہ مال اُتار دو
کیون صاحبو انصاف تو کرو کہ میری عملداری کا خزانہ غیر لیجاوے کہ سعد نے
نعرہ کیا کہ او کوہان ادھر متوجہ ہو وہ مال دینے کے مجاز نہین ہین کوہان نے
جو سعد کو دیکھا گینڈا پھیرا اور سمجھا کہ انکو مڑوڑ کر مار ڈالونگا مجھسے کیا لڑسکین گے
طلسم کا فتح ہونا تو برکت لوح پر موقوف تھا بے زور کے مقابلہ نہ ہوسکیگا یہ سوچکر

سامنے سعد کے آیا نعرہ کیا کہ منم کوہان فیلزور ای سعد بن قباد شکست طلسم پر ناز نہ کرنا میرے مقابلے میں جا نہ پاؤ گے ہی سیکڑون پہلوان میں نے مارے ہیں مال کے واسطے بیدین جان دیتے ہیں تم نے مشقت کرکے طلسم توڑا انصاف مال لیلو بادشاہ نے فرمایا ایک خرمہرہ اس میں سے نہ دونگا جو تجھ سے ہو سکے تقصیر نہ کر خدا بازبزرگ است یہ سنکر کوہان نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا کوہان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے تیغہ لنگر دار جوہر دار لگایا سعد نے سپر کو چہرے کی پناہ کرکے گردش دی اور بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا مروڑکر تلوار چھین لون کوہان نے کہا جب انگلیان کٹ جاوینگی تب تلوار قبضے سے نکلے گی گریبان میں ہاتھ ڈالدیا دونون میں کشتی ہونے لگی کوہان کو اپنے زور پر بڑا ناز ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی سعد کو ریلکر لے دوڑون مگر سعد نے جس مقام پر قدم گاڑ دیے کیا مجال کہ وہان سے ہٹا سکے سعد ہر مرتبہ ریلکر لے جاتے ہین اور فرماتے ہین کہ ای کوہان جس پیچ پر ناز ہو اسے کر لو کہ دل میں حوصلہ نہ رہے کوہان کیسے کیسے پیچ باندھ رہا ہی مگر جہان کوہان نے ہاتھ بڑھایا کہ میں فلان پیچ باندھون سعد نے توڑ کو ہاتھ بڑھادیا دونون جوان یون لڑ رہے ہین گویا بلبلین گتھی ہوئی ہین ہر مرتبہ ٹکرین چلتی ہین ریل پیل کے زور ہو رہے ہین ایک مقام پر کوہان الجھا الجھتے ہی کوہان کے سعد کوہان کو لے دوڑے اٹھارہ قدم تک لائے وہان پر آکے ہکہ مارا دونون گھٹنے کوہان کے آشنا بہ زمین ہوے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر نعرہ جو کیا اٹھالیا پہلے زور میں تابہ زانو دوسرے زور میں تابہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا چاہا کہ پھیر کر زمین پر مارون کوہان نے کہا الامان سعد نے فرمایا امان بہ شرط ایمان کوہان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا کہا ای شہریار امیدوار ہون کہ میری دعوت قبول کیجیے بالائے قلعہ تشریف لے چلیے سعد نے قبول کیا سرداران سعد آکر شریک ہوے بالائے کوہ تشریف لائے اہل قلعہ کو مسلمان کیا تمام

اسلام آباد ہوا کوہان نے دمدم سے دعوت کی سامان عیش و نشاط مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوئے جام گلرنگ ارغوانی گردش مین آیا صدا ہے ہوشنا ہوش و نوشنا نوش بلند ہوئی پریزادان در رگوش و نازنینان مرصع پوش یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین

نظم

وصل کی رات ہی آخر کبھی عریان ہونگے	مین پشیمان ہون تو کیا وہ نہ پشیمان ہونگے
آپ مرجاؤنگا تو آکہ نہ آ او ظالم	آج وہ دن ہی کہ مجرے مرے احسان ہونگے
غیر کی شکل بنین گے کبھی خود آنکے شوق	ہم بھی دیکھین تو کہا ننک نہ وہ پریسان ہونگے
دل جو روٹھا تو منانے سے کہین منتا ہی	یہ ستم باعث حسرت تجھے ایجان ہونگے
آج بھروپ عدو کا ہی بنایا مین نے	ابتو وہ بھی مرے اندازپہ قربان ہونگے
انکو پہنین گے مرے دشت جنونکے کانٹے	یہ وہ دامن ہی کہ آخر کو گریبان ہونگے
بر ہمی ورہی جانان بین انھین ہوگی نسیم	میرے نالے اثر فکر غزلخوان ہونگے

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو بادشاہ نے حکم کوچ دیا کوہان نے کہا مین ساتھ رہونگا بادشاہ ناچار ہوئے کوہان کو ساتھ لیا بارہ ہزار فوج اسکی بھی ساتھ ہوئی ارادہ کیا کہ طرف قلعۂ سیمین نگار کے جاوین زصحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار ساٹھ ستر ہزار فوج پشت پہ آکے اسنے راستہ روکا حمال نے عرض کی اگر حکم ہو تو اس لشکر کو بھگا دون کیسے مٹا دون سعد نے فرمایا اے حمال خبردار کبھی بجز ساحر پر سحر نہ کرنا ورنہ ہمارے قاعدے کے خلاف ہوگا تمرد نے کہلا بھیجا کہ بہتر یہی ہی کہ مال طلسمی بھیجدیجیے یہ مال لیکر نہ جانے دونگا مال میرے حوالی کا ہی بادشاہ نے فرمایا ایک حبہ نہ دونگا مین نے جانبازی کرکے طلسم کو فتح کیا جو تمسے ہوسکے قصور نہ کرو تمرد نے طبل جنگی بجوادیا بادشاہ نے سنکر نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر کوہان بہت گھبرایا دمدم عرض کرتا ہی اے شہریار یہ پہلوان بڑا زبردست ہی مین ایک مرتبہ اسکے ہاتھ سے زخمی ہوچکا ہون ایک کاروان مین نے لوٹا تھا تاجرون نے اس سے فریاد کی تو اسنے

کہلا بھیجا کہ مال ان تاجرون کا دیدو یہ ہمارے رفیق ہین مین نے قطعًا انکار کیا اسنے
آکر طبل جنگی بجوایا مین لڑا تو اسکے ہاتھہ سے زخمی ہوا آخر نصف مال پھیر دیا لہذا اگر مال پر
فیصلہ ہو جاے تو جنگ نہ کیجیے بادشاہ نے فرمایا اے کوہان ہم اپنے پروردگار پر تکیہ
رکھتے ہین اگر پروردگار چاہیگا تو زیر کرینگے اور اگر قضا ہماری اسکے ہاتھہ سے ہو
تو ناچاری ہے شب بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے تمرد میدان مین
نکلا پکار کر آواز دی بادشاہ اسلام کہان ہین آکر مقابلہ کرین بادشاہ نے مرکب بڑھایا
کوہان قدمون سے لپٹ گیا کہ مین شہریار کو نہ جانے دونگا بادشاہ نے فرمایا میرا
نام لیکر پکارتا ہے مجھے جانا ضرور ہے یہ فرما کے میدان مین آئے گھوڑا طرارے بھرتا ہوا
دم سے چنور کرتا ہوا سامنے تمرد کے پہونچا تمرد نے جو شوکت و شان دیکھی گھبرا گیا
عرض کی مین آپ کو معاف کرتا ہون کہ مال لیجائیے مین آپ سے مقابلہ نہ کرونگا سعد
نے فرمایا اب تو میدان مین آچکے جو کچھ گذرے وار کرو تب تمرد نے نیزہ مارا بادشاہ
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھہ سے
تمرد کے نکلگیا تمرد نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھہ مارا بادشاہ نے تلوار
کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھہ مارا تیغہ تمقام جو تڑپ کر گرا سر تمرد کا زخمی ہوا سمجھا کہ
اب دوسرا ہاتھہ مارینگے سر اڑ جائیگا گھوڑا پیچھے ہٹایا بادشاہ نے ہاتھہ روک لیا فرمایا اے
تمرد پلٹ جاؤ جب صحت پانا تب ہمارے مقابلے مین آنا ہمارا دستور نہین کہ زخمی
پر ہاتھہ ڈالین صحت پاکر آنا جسطرح چاہنا مقابلہ کرنا تمرد نہال ہوگیا وجد کرتا ہوا اور
کہتا ہے کہ حقیقت مین جرات ان لوگون پر ختم ہے کہا اے شہریار مجھکو حکم ہو کہ ہمراہ رکاب
رہون بادشاہ نے فرمایا تمہارا گھر ہے میری آنکھون پر رہو ایسا نہ ہوگا کہ کبھی تمکو
تکلیف پہونچے انشاءاللہ تمکو با اعزاز رکھینگے تمرد قدمون سے لپٹ گیا کہا اے
شہریار مین نے بدل اطاعت کی اب امیدوار ہون کہ کلمۂ طیبہ ارشاد فرمائیے کہ
مین بصدق دل مسلمان ہون بادشاہ نے کلمہ پڑھایا کلمہ بصدق دل پڑھکر تمرد
مسلمان ہوا ساٹھہ ہزار فوج اسکی بھی ساتھہ لی اب بہ شوکت تمام طرف قلعۂ سیمین نگار

کے روانہ ہوئے ایک مقام پر دورا ہے ملا سامنے ایک قلعہ تھا برج بارہ سے آراستہ
کئی سو توپ قلعے پر چڑھی ہوئی برقندار گولہ انداز قلعے پر ٹہل رہے ہین تمرود نے جو قلعہ
دیکھا بے اختیار رونے لگا ہرکارے نے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے قریب آ کے
پوچھا اے تمرود باعث گریہ کیا ہے تمرود نے عرض کی حضور یہ قلعہ میرے قبضے مین تھا مگر ایک
پہلوان ہے کہ گیہان گرگدن سوار اسکا لقب ہے اُس سے مقابلہ پڑا قلعہ مجھسے چھوٹ گیا
امیدوار ہون کہ یہ قلعہ مجھے دلوا دیجیے اسوقت اِس قلعے کو دیکھکر دل بھر آیا جبتک
میرے قبضے مین رہا مین نے کبھی توپین نہین چڑھائین ہمیشہ دروازہ کھلا رہتا تھا
اِسیوجہ سے قلعہ ہاتھ سے گیا بادشاہ نے فرمایا بارگاہ لے چلو سامنے اِستادہ کرو
کوہان نے بڑھکر عرض کی حضور کیوان کانٹون مین اُلجھتے ہین فرمایا اے برادر تمرود ہمارا
سردار ہے جسنے اُسکو ستایا اُسنے گویا ہمکو تکلیف دی اگرچہ لشکر ہمارے ساتھ کم ہے
مگر وہ قادر و توانا جو ہمارا سرپرست ہے سب سے زیادہ زبردست ہے اگر اُسکو منظور
ہوا ایک مور ضعیف کو مرتبۂ سلیمانی عطا فرمائے انشاء اللہ ایسا مقابلہ پڑیگا کہ تمکو
مزہ ملیگا کوہان نے کہا پہلے تمرود کو لڑوائیے گا بادشاہ نے فرمایا مین کسی کو حکم نہین
دیتا جو جسکو پکارے وہ مقابلے مین نکلے بروقت دیکھا جائیگا مگر گیہان کو خبر پہنچی
کہ تمرود بن تیمار ساتھ ہے بادشاہ لشکر اسلام برائے مقابلہ آئے ہین یہ سنکر گیہان نے
حکم دیا ناگہ سوا لاکھ فوج آراستہ کر کے قلعے سے نکلا ساتھ والون سے کہتا ہے سوت
اِنکو کھینچ لائی ہے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا دونون لشکر میدان مین آ کر ٹھہرے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے ہٹے کہ گیہان میدان
مین آیا اِسقدر جسیم و ضخیم ہے کہ گینڈے کی کمر لچکتی ہے زنجیرون سے کمر باندھے ہوئے
میدان مین آیا پکار کر آواز دی میان تمرود مقابلے مین آ دبین تمرود کانپنے لگا بادشاہ
نے فرمایا کیون گھبراتے ہو مین مقابلے مین جاتا ہون یہ فرما کر مرکب پھیرا تاج کو
کج کرتے ہوئے سامنے گیہان کے آئے گیہان نے کہا اے سعید شہریار زیر کرنے
پر تمرود کے تمکو بڑا گھمنڈ ہے سنا سب یہ ہے کہ میری اطاعت کرو وہ مرتبہ کرونگا کہ عالم

عالم رشک کرے تمکو بادشاہ لشکر کرون اور مین تمھارا سپاہ و سالار ہو نون تمام اکناف کے قلعے تسخیر کرون بادشاہ نے فرمایا اب زیادہ غرور نہ کرو زبان تیغ و سنان سے سوال و جواب ہو گیہان نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے پہ روکا دو گھڑی کامل آپس مین نیزہ بازی ہوئی بادشاہ نے ایک مقام پہ گانٹھکہ تھپیڑ امارا کہ نیزہ ہاتھ سے گیہان کے نکل گیا زمین پہ جاکر گرا بادشاہ نے اپنا نیزہ گاڑ دیا قبضے پہ ہاتھ ڈالا کہ گیہان نے تلوار کا وار کیا بادشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کو گردش دیکر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا گیہان نے گریبان پہ ہاتھ قوی کھا گر رنگ رو متغیر ہونے خشک کہا ای شہریار اب آپ سے کل مقابلہ کشتی کا کرونگا بادشاہ نے ہاتھ چھوڑ دیا گیہان پلٹا بادشاہ پلٹ کر اپنے لشکر مین آئے مگر گیہان جو اپنی بارگاہ مین آیا حکم دیا کوئی میرے پاس نہ آئے تنہا بیٹھا رو رہا ہو کہ ای گیہان یہ جوان ایسا صاحب طاقت ہو اگر اس سے کشتی لڑونگا زیر ہو جاؤنگا عیار اسکا سلیم صبار و جو ٹہلتا ہوا آیا دیکھا کہ مصاحبان گیہان در بارگاہ پہ ٹہل رہے ہین اسنے پوچھا کہ کیون یار و تم اندر کیون نہین گئے سب نے کہا ہمارے پہلوان نے منع کیا ہو کہ کوئی اندر نہ آئے اکیلے بیٹھے کچھ سوچ رہے ہین سلیم سمجھ گیا کہ آج میدان سے مکدر پلٹے تھے اسی کی فکر مین ہونگے یہ بلا تکلف بارگاہ کے دروازے پہ آیا خدمتگار سے کہا عرض کرو کہ سلیم حاضر ہو کچھ عرض کرنا چاہتا ہو گیہان تو حیران بیٹھا تھا عیار کو بلوا لیا سلیم جو سامنے آیا دیکھا کہ گیہان کی آنکھین سرخ ہو رہی ہین سرنگون بیٹھا ہو سلیم نے پوچھا کیون شہریار خیر تو ہو گیہان نے کہا ای سلیم بڑے سخت حریف سے مقابلہ ہو اگر کل مقابلے مین جاؤنگا تو زیر ہو جاؤنگا اب حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون اور وہ بہادر ایسا باانصاف ہو کہ مین عاجز جو ہوا تو ہاتھ روک لیا مہلت مانگی مہلت دی اب کیا تدبیر کرون سلیم نے کہا آپ نہ گھبرائین مین گرفتار کیے لاتا ہون تم وہان پر تو آپ غالب ہین سعد شہریار کو مین چھپا ہے لاتا ہون اور رون سے آپ سمجھ لیجیے گا گیہان خوش ہو گیا کہا ای سلیم اگر تو گرفتار کر لایا تو اپنی بیٹی کی تیرے

ساتھ شادی کرونگا گلفام زلف آرا کہ نہایت حسین وجمیل ہے شاہان اطراف جسکے خواستگار ہین ابھی تک مین نے قبول نہین کیا سلیم نہال ہوگیا با نہائے عیاری سے آراستہ ہوکر نکلا بہ صورت مبدل لشکر اسلام مین آیا کوہان بر سر طلایہ ہی اُسنے جو دور سے دیکھا کہ ایک شخص ضعیف ہانپتا ہوا آتا ہے گھوڑا بڑھا کر قریب آیا اور کہا ای شخص تو کون ہے کہ رات کو ہمارے لشکر مین آتا ہے ہم نہ جانے دینگے پلٹ جاؤ سلیم نے کہا گھوڑے سے اُتر ہے مین کچھ عرض کرونگا کوہان اُتر پڑا سلیم کوکوہان باتین کرتے کرتے ایک گوشے مین لایا حباب مار کر بیہوش کیا کوہان کو تو کنارے ڈالدیا اُسکی شکل بنکر نکلا گھوڑے پر سوار ہوکر انتظام کیا کہا یارو اسوقت خود بخود دل گھبرایا مین ذرا آقا کو دیکھ آؤن تو پلٹ کر آتا ہون غیر آنے نہ پائے سب کو چھوڑ کر سلیم قریب بارگاہ سعد آیا نگہبانون نے پوچھا ای افسر اِسوقت کیا کام تھا سلیم نے کہا مین ذرا آقا کو دیکھونگا ایسا نہو کہ کوئی نقب دیکر آئے اور اُس شہریار کو چرالیجائے لہذا گھڑی بھر بیٹھونگا تو اطمینان ہوگا خادمون نے کہا بسم اللہ ہی کوہان حقیقت مین تمکو اُس شہریار سے بڑی محبت ہی سلیم پردہ اٹھا کر اندر آیا دیکھا سعد شہریار پڑے سو رہے ہین کچھ نکالکر بیہوشی دی بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اب حیران ہی کسطرف سے نکلون سب طرف آدمی ہین آخر نقب کھودی نقب سے لے نکلا دبتا ہوا چلا قضائے کار فیروزہ بن عمرو ایک دوکان پر سو رہا تھا خواب مین خواجہ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ارے کیا سوتا ہے کچھ اپنے آقا کی بھی فکر ہے سلیم نامے عیار لیے جاتا ہی تو اِسقدر غافل رہتا ہی فیروزہ آنکھین ملتا ہوا چلا دربارگاہ سعد پہ آیا اگر خدمتگارون سے پوچھا خدمتگارون نے کہا کوہان سردار تھوڑی دیر سے آیا ہی اندر بیٹھا ہی یہ سنکر فیروزہ کا دل کھٹکا سوچا کہ کچھ فتور ہی اندر آکر دیکھا پلنگ خالی پڑا ہی برابر پلنگ کے مہرہ نقب کا لگا ہی بستر ے کا نشان دیکھکر کو د النقب سے باہر نکلا دیکھا سامنے سلیم پشتارہ بدوش جاتا ہی فیروزہ بیقرار ہو رہا تھا وہین سے پکارا کہ او سلیم آگے نہ بڑھنا تھم فیروزہ بن عمرو مین آپہونچا سلیم نے جو فیروزہ کو آتے

دیکھا دس قدم آگے بڑھکے ٹھہر گیا جی مین کہتا ہی کہ اِس لونڈے کی کیا حقیقت ہی اِسکا سر کاٹ لونگا ٹکڑے ٹکڑے شکست دونگا یہ سوچکر پشتارہ رکھدیا فیروزہ بھی چلا نیچے چلنے لگا فیروزہ بھی چاہتا ہی کہ اِسکو ہٹا کر پہلے پشتارے پر قبضہ کرون پھر اِس سے سمجھ لونگا خدا چاہیگا تو شکست دونگا یہ سوچکر بیٹھ بیٹھکر نیچے مارنے لگا سلیم جست کرکے خالی دیتا ہی مگر پشتارے کے پاس سے نہین ہٹتا رات کم تھی فیروزہ لڑا کیا اتنی دیر گذری کہ گریبان سحر چاک ہوا جب روشنی ہوئی طائر آشیانون سے نکلنے لگے گرمی سے آفتاب کی ہر ایک کے پر جلنے لگے مگر فیروزہ سلیم سے لڑ رہا ہی اور سلیم عاجز ہو رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ یہ لڑکا بڑا آفت روزگار ہی کہ قضائے کار گیہان کہ اِسنے شب بھر انتظار کیا جب صبح ہوگئی اور اِسکا عیار واپس نہ آیا تو گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا گینڈے پر سوار ہوکے چلا جب صحرا مین آیا تو نیچون کے جھنانے کی آواز آئی پلٹ کر دیکھا ایک نخل کے نیچے پشتارہ رکھا ہی میرے عیار سے ایک شخص دبلا پتلا مگر چست و چالاک لڑ رہا ہی سوچا کہ شاید میرا عیار آتا ہوگا اِس عیار نے آکر روکا ہی کمان کیانی کاندھے سے اُتاری آواز دی کہ او عیار بیچ فیروزہ نے جو دیکھا کہ ایک جوان زبردست آتا ہی تیر و کمان کاندھے سے اُتار رہا ہی فیروزہ خوف جان سے بھاگا گیہان نے آکر عیار سے اپنے حال پوچھا عیار نے کہا مین سعد کا پشتارہ لاتا تھا اُنکا عیار فرزند عمرو نامدار اُسنے آکر گھیرا تھا آپ کو وہ دیکھکر بھاگ گیا آپ خوب وقت پر آگئے آپ کا اختر اقبال چمکا اب چلکر اُنکو قتل کیجیے اور سب کو مٹائیے آپ سے کون مقابلہ کرسکیگا گیہان نے اِشارہ کیا سلیم نے پشتارہ اُٹھا لیا آگے آگے گیہان پیچھے پیچھے سلیم دونون طرف لشکر کے چلے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک نقابدار باولہ پوش گھوڑے کو اُڑائے ہوئے آتا ہی جب قریب پہونچا تو پوچھا کہ اَی عیار یہ پشتارہ کسکا ہی عیار نے کہا سعد شہریار جو بادشاہ لشکر اسلام ہین اُنکو لیے جاتا ہون میرا افسر بھی ساتھ ہی نقابدار نے کہا مین تو دیکھون کون شخص ہی عیار نے چادر چہرے سے ہٹائی نقابدار کی نگاہ جو چہرہ

بے نظیر پر پڑی دیکھا ایک جوان یوسف ثانی ہی مگر آنکھین بند دیکھکر اُس نازنین کا کلیجہ
منھ کو آگیا پلٹ کر گیہان نے دیکھا عیار سے پوچھا یہ نقابدار کون تھا عیار نے
کہا مین نہین جانتا کہا آگے چل اب عیار آگے آگے اور گیہان پیچھے پیچھے جاتا ہی
جب اپنے لشکر مین آیا عیار سے کہا اِسکو تو قیدخانے مین قید کر آپھر مین سمجھ لونگا
سلیم نے سعد کو لیجانیکا قصد کیا بادشاہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا
مگر غصے مین اُٹھ بیٹھے فرمایا کیون گیہان تمکو اپنی جرأت کا بڑا دعویٰ ہی عیار کے بھروسے
پر کام کرتے ہو یہ تمنے بڑی بزدلی کی گیہان اِسکا کچھ جواب دینے کو تھا کہ عیار نے
کہا اے پہلوان دوران اِنسے زیادہ کلام نہ کیجیے فوراً قتل کا حکم دیجیے گیہان نے
جلاد کو بلوایا جلاد نے آتے ہی نعرہ کیا کہ تیغہ بار سعد اور رکھتا ہون بازو پُر قوت
ہی بس ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا حکم کی دیر ہی گیہان نے کہا جلد اِسکا
سر کاٹ لے جلاد چلا خنجر چمکاتا ہوا اِس خیال مین کہ سُبک ہاتھ مارون کہ سر جدا
ہو جائے قضاے کار یہ گلفام زلف آرا دوسرے خیمے سے دیکھ رہی تھی مگر
جب سے آئی ہی تڑپ رہی ہی اب آنکھون سے یہ دیکھا کہ معشوق زیر تیغ بیٹھا ہوا ہی
ایک جلاد خرس طینت سیمون خصلت خوک بادیۂ ضلالت خنجر چمکاتا ہوا جاتا ہی چاہتا
ہی کہ لپک کے ہاتھ مارون یہ حال پر ملال دیکھکر کلیجہ منھ کو آگیا جی مین کہتی ہی اگر
یہ شہریار قتل ہوا تو بڑے غضب کی بات ہی کیا مجبور بیٹھا ہی ملکہ گلفام نے کمان اُٹھا کر
اور ترکش سے تیر نکالکر بچر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا جلاد کے سینے پر پڑا
کر پشت سے پار گذر گیا جلاد لڑکھڑا کر گرا گیہان حیران ہو کہ یہ تیر کہان سے آیا کسنے
مارا چہار جانب دیکھتا ہی سعد نے ہنسکر کہا اے گیہان تونے قدرت خدا کو دیکھا
کہ جلاد کا جلاد آسمان سے پیدا ہو گیا دم بھر مین جلاد کا خاتمہ ہوا پس گیہان جھلا کر
اپنے مقام سے اُٹھکر کہا دیکھون اب کون بچاتا ہی غصے مین تیغہ مارا سعد نے ہاتھ
اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کا کٹنا کہ خانۂ زور مین آکے نعرہ کیا قطعہ شعلۂ شمشیر شان
شمع جگر سوز من ✻ گرمی بازار عشق از تف خون من است ✻ بر سر دار فنا خانۂ

غوغاے من ؛ باک ندارم ز دار چوب ستون من است ؛ خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق ؛ لشکنم این بند را وقت جنون من است ؛ قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینکدیا اپنے مقام سے اُٹھے گیہان نے کہا لینا ایک پہلوان کہ برابر کھڑا تھا اُسنے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے اُسکی تلوار چھینکر اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا تلوار لیکر لڑنے لگے لڑتے بھڑتے باہر نکلے فیروزہ نے لشکر مین خبر پہونچائی کوہان و تمرو سوار ہوے اُسوقت پہونچے کہ سعد تنہا لڑ رہے ہین چہار طرف سے فوج کا بلوہ ہے نیزہ و تلوار مار رہے ہین تمرو کوہان نعرہ کرکے گرے سعد شہریار کو بیچ مین لے لیا گھوڑے پر سوار کیا گیہان نے ہرچند کد و کوشش کی مگر کچھ نہ ہو سکا آخر کوہان و تمرو لڑتے ہوے سعد کو لے گئے فیروزہ نے بھی حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی سو کافرون کو جلا کے مارا جب سعد نکل گئے تو گیہان اپنی بارگاہ مین آیا عیار سے کہا کیون اے سلیم اب کیا کرون دیکھا تو نے کہ نیر مارنے والا نہ ثابت ہوا سلیم نے کہا اے شہریار جس طلسم پر یہ جاتے ہین اُس طلسم مین کتاب جمشید ہی ہے اگلے لوگ لکھ گئے ہین کہ طلسم کشا کو سوت نہین ہے جس مقام پر یہ قید ہونگے البسی آفتا دہی کی کر رہا ہو جاوینگے مگر مین آج پھر جاتا ہون اگر بن پڑا تو راہ مین قتل کرونگا زندہ یہان نہ لاؤنگا یہ کہکے چار گھڑی دن پچھلا باقی ہے کہ چلا لشکر اسلام مین آیا دریافت کیا کہ آج میر طلایہ کون ہے دریافت ہوگیا کہ تمرو بن تیمار طلاے پر ہے ایک گوشے مین بیٹھ رہا رات کو اُسنے نقب لگائی مہرہ نقب کا لا کر بارگاہ سعد مین توڑا سعد سو رہے ہین سلیم نے چاہا بیہوش کرون سعد نے خواب مین دیکھا کہ قباد شہریار کھڑے ہوے ہین باپ کو سعد نے سلام کیا عرض کی حضور آجکل کہان ہین فرمایا کہ اے فرزند انشاء اللہ تعالی تمسے ملین گے تمکو تکلیف نہ ہونے پائیگی مگر ہوشیار ہو سعد نے آنکھ کھولی دیکھا ایک سیاہ پوش کھڑا ہے اُسنے کچھ بڑھایا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا سلیم نے جھٹکا مارا کہ لفافۂ عیاری بادشاہ کے ہاتھ مین رہگیا سلیم جست کرکے بھاگا سعد نے پیچھا کیا سلیم قنات کو فرا آگیا سعد نے بھی جست کی برابر

سلیم کے پہونچے سلیم چاہتا ہو جان بچاکر نکلجاؤن سعد نے بڑھکر سلیم کی گردن لی
اس زور سے ٹپکا کہ استخوان اسکے چور چور ہوگئے سر اسکا کاٹ لیا اور پلٹے لشکر
مین ہلڑ ہوگیا تھا کوہان وثمر وچلے تھے فیروزہ بن عمرو بدحو اس چلا آتا تھا شاہ
کو دیکھکر سب ڈرکے دیکھا ایک سر رومال مین باندھے ہین اور جسم پر خون کی چھینٹین
فیروزہ نے بڑھکر پوچھا سعد رونے لگے کہ آج تو قبلہ وکعبہ نے سرفراز فرمایا اور
یہ کلمہ کہا کہ ہم تمسے ملین گے اس کلام سے یہ پایا جاتا ہو کہ ابھی وہ حیات ہین یا میرا
جام عمر لبریز ہوچکا ہو کہ اب مین اُن جناب کی قدمبوسی حاصل کرونگا فیروزہ نے
عرض کی حضور کیا عجب ہو کہ وہ حیات ہون اور آپ اپنے والد ماجد کی زیارت
سے مشرف ہون فیروزہ اسطرح سعد شہریار کو سمجھاتا ہوا بارگاہ مین لایا سب
افسر بھی موجود ہین جلسۂ عیش ونشاط آراستہ ہوا مگر کیہان اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا
اپنے عیار کو یاد کررہا ہو کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ آج سنا ہو کہ سلیم ہاتھ سے سعد
شہریار کے مارا گیا مسلمانون مین جشن ہورہا ہو بڑے لطف سے وہ پہونچا چاہتا تھا
سعد کو بیہوش کرنے سعد بیدار ہوگئے سلیم بھاگا سعد نے تعاقب کیا سنتے ہین
کہ جنگل مین جاکر اسکو مارا یہ ذکر تھا کہ اور عیار بھی روتے ہوے آئے کہا اے شہریار
غضب ہوا استاد کو سامری وجمشید نے بلا لیا لاش انکی جنگل سے لائے ہین سر انکا
بالاے قلعہ رکھا ہو کیہان نے منھ پیٹ لیا کہا یارو میرا رفیق وشفیق مارا گیا جب مجھکو
تردد ہوتا تھا تو وہ دستگیری کرتا تھا حقیقت مین اس عیاری مین اسنے بڑی کدو
کوشش کی مگر موت نے مہلت نہ دی یارو لاشہ اٹھاکر لاے ہوا ارتھی بنواؤ اور
ناری کو جہنم مین پہونچاؤ بھائی سلیم کا کلیم سامنے ہاتھ باندھکر آیا کہا میری مجال
نہین کہ بھائی صاحب کے موافق عیاری کرون مگر جسطرح ہوگا سعد کو چرالاؤنگا
آپ کا اقبال ہو تو جاکر لاتا ہون یہ کہکے بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا بصورت
مبدل لشکر اسلام مین پہونچا جابجا پھرنے لگا مگر سعد شہریار خیال مین اپنے والد
کے مغموم بیٹھے ہین سب سردار سمجھا رہے ہین کہ باعث فرط محبت تھا کہ وہ خواب مین

تشریف لائے مقام انتشار نہین ہو انشاء اللہ سب طرح خیریت رہیگی پادشاہ نے فرمایا
آج دل بہت گھبراتا ہو اگر تم سب کی صلاح ہو تو شکار کھیل آؤن دل کو جاکر جنگل مین
بہلاؤن سب نے کہا بہت مناسب ہی مگر فیروزہ نے عرض کی کہ غلام ہر وقت ہمراہ
رہیگا میرا دل دھڑکتا ہو کہ سلیم یار آگیا سنتا ہون کہ اُسکا بھائی کلیم نامے اُسنے دعویٰ
کیا ہو اور فکر مین حضور کی نکلا ہو کلیم بشکل خدمتگار بارگاہ مین کھڑا تھا اپنا نام سُنکے
بھاگا جنگل مین آکر انتظار کرنے لگا یہان سعد سوار ہوے فیروزہ ہمراہ ہوا اور چند
سردار ہمراہ ہوے بادشاہ براے شکار روانہ ہوے ایک صحرا مین آکر شکار کھیلنے
لگے کہ ایک آہو معلوم ہوا اُسپر شاہ نے گھوڑا اڑالا فیروزہ کہتا جاتا ہو کہ حضور اپنے
گھوڑے کو تیز نہ کرین مگر سعد نے نہ سُنا گھوڑے کو ایسا مہمیز کیا کہ فیروزہ پیچھے رہگیا
مگر گرتا پڑتا چلا جاتا ہو اسکو خوف ہو کہ ایسا نہ ہو کہ راہ مین کلیم عیاری کرے ایک
مقام پر جاکر آہو چوکڑی بھولا سعد نے تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے اُترکر بہ قربانی
پہونچایا خیال مین گذرا دن چڑھ آیا ہو کباب لگاکر کھالین جبتک فیروزہ بھی آجائیگا
آہو مذبوح کو کھینچکر زیر نخل لائے اچھا اچھا گوشت نکالا سیخین نکالکر کباب لگانے
لگے مگر کبھی اتفاق جو نہین ہوا تو آگ نہین سلگتی کہ صحرا سے ہو حق کی صدا آئی
دیکھا ایک فقیر بے نوا سامنے سے آیا کہا اے شہریار آپ کی آنکھین سرخ ہو رہی
ہین تکلیف پہونچتی ہوگی ہین کباب درست کرون خدمت کرون بادشاہ نے فرمایا
تمھارا احسان ہوگا فقیر نے بیٹھکر کباب درست کیے نمک اپنے پاس سے ملایا بادشاہ
کو کباب کھلائے پانی لاکر صحرا سے پلایا بادشاہ ہاتھ دھونے اُٹھے لڑکھڑاکر گرے
بیہوش ہوگئے عیار نے نعرہ کیا منم کلیم صبا رفتار پشتارہ بادشاہ کا باندھا لیکر چلا
مگر حیران ہو کہ گھوڑا کیونکر لے چلون گھوڑے کو ہنکاتا ہوا لے چلا پشتارہ دوش پر
اپنے لگائے ہو مرکب اصیل نے جو پلٹ کر دیکھا کہ میری پشت خالی ہو اور رہبر نے
آقا کا پشتارہ باندھکر لیے جاتا ہو فوراً سمجھ گیا چلنے مین تامل کیا کہ صحرا سے گرد اُڑی
فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش گھوڑے کو

ہنکاتا ہوا لیے جاتا ہی وہین سے للکارا کہ باش او مکار یہین آ پہونچا کلیم نے جو فیروزہ
کو دیکھا گھوڑا چھوڑا ایک طرف بھاگا مگر پشتارہ سعد کا دوش پر ہی دوڑ نہین سکتا
ہر مقام پر ٹھہر جاتا ہی فیروزہ قریب پہونچا کہا بس بہتر اسی مین ہی کہ پشتارہ رکھدے
مین سن چکا تھا کہ تو تلاش مین نکلا ہی کلیم نے پشتارہ رکھا نیمچہ کھینچکر سامنے آیا فیروزہ
سے نیمچہ چلنے لگا مگر کلیم کسی مقام پر کمی نہین کرتا برابر لڑ رہا ہی ہرچند فیروزہ چاہتا ہی
کہ اسکو مار لون مگر نیمچہ قابض نہین ہوتا کہ صحرا سے گرد اُڑی کلیم نے دیکھا کہ ثمرد کا
بھائی سرشار قوی ترکیب شکار کھیلتا ہوا آتا ہی کلیم نے پکارا ای آقاے نامدار
جلد آئیے اس عیار نے مجھکو گھیرا ہی سرشار پلٹا اب فیروزہ گھبرایا کہ مین کیا کرون
کلیم پر تھوک دیا کہ او بیحیا اسی منھ پر دعوی عیاری کا اپنے مددگار کو بلاتا ہی سرشار
گینڈا بڑھا کر چلا اب فیروزہ کا یہ حال ہی کہ ایک نیمچہ تو کلیم کو اور ایک خنجر طرف
سرشار کے پھینکتا ہی کہ سرشار رکتا ہوا آتا ہی خنجر کو خالی دیتا ہی مگر فیروزہ دعا
مانگ رہا ہی پیچھے ہٹتا جاتا ہی عرض کرتا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز کسی کو
میری مدد کرنے کو بھیج کلیم نے ارادہ کیا ہی کہ پشتارہ اٹھالون کہ صحرا سے گرد اُڑی
کوہان نوجوان تلاش مین بادشاہ کی آتا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ فیروزہ ہٹتا
ہوا آتا ہی اور ایک عیار پشتارہ اٹھانا چاہتا ہی ایک پہلوان زبردست قریب
عیار کے کھڑا ہی فیروزہ نے جو کوہان کو دیکھا پکار کر کہا ای کوہان خوب وقت پر
آئے دیکھو تمھارے آقا کو عیار لیے جاتا ہی مین لڑ رہا تھا کہ یہ پہلوان آ پہونچا ہی
کوہان گینڈا بڑھا کر جا پڑا کلیم نے چاہا مین نکلجاؤن فیروزہ نے کہا بھلا اب مین
تجھکو جانے دونگا سرشار نے کوہان پہ ہاتھ مارا کوہان نے سپر پر روکا الجھاوے
سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا سرشار نے چاہا لپٹ جاؤن مگر تلوار جو پڑی
ہاتھ سرشار کا اُڑ گیا جب ہاتھ سرشار کا کٹا اور تلوار بھی گر پڑی تو کوہان نے کہا
ای شخص نکلجا ہم صید زبون کو قتل نہین کرتے ہمارے آقا کی مخالفت ہی سرشار گھوڑے
سے کود پڑا اور پکارے کے کلیم سے کہا کہ پشتارہ رکھدے اب مین نہ جانے دونگا

یہ شہریار ایسا انصاف پسند ہو کہ سردار اسکے زخمی پہ ہاتھ نہین ڈالتے تیرے ساتھ
اتنی نیکی کرتا ہون کہ زندہ نکلجا فیروزہ نے جو دیکھا کہ سرشار بھی مطیع ہوا بیٹھکر ہاتھ
مارا کہ دونون پانؤن کلیم کے کٹ گئے کلیم گرا فیروزہ نے پشتارہ سعد کا کھولا اور
کوہان بھی شریک ہر بادشاہ کی جو آنکھ کھلی اپنے عیار اور سردار کو دیکھا کہ کھڑے
ہین ایک لاشہ عیار سامنے پڑا ہو مگر تڑپ رہا ہو کہتا ہو اے فیروزہ ایک نیمچہ اور
ماردے کہ مین اس کشاکش سے مہلت پاؤن فیروزہ نے نہ مانا بادشاہ نے فرمایا
اے فیروزہ اِس تکلیف دینے سے کیا نفع جو اِسنے کیا بہت اچھا کیا اپنے آقا کے حکم
کی تعمیل کی کہ مجھکو گرفتار کیا یہ فرماکر فیروزہ سے اشارہ کیا اُسی وقت فیروزہ نے
سر کلیم کا کاٹ لیا سرشار کو ساتھ لیکر بادشاہ چلے فیروزہ سب ذکر کرتا ہوا آتا ہی
کہ اے شہریار مین وقت پر پہونچا مگر کب آپ کا نہایت وفادار ہو حیران تھا کہ آقا کو
کہان لیے جاتا ہو مین کیا کرون مجھکو دیکھکر شیشے بھرنے لگا جس سے مراد یہ تھی کہ
اِسکو لینا کئی مرتبہ ہنہنا کر چاہا کہ کلیم کو مارلون مگر مین نے منع کیا چونکہ اُسکی قضا ہی
تھی سرشار آپہونچا کوہان نے آکر سرشار کا ہاتھ کاٹا سرشار مطیع ہوا کلیم بھی
چہار جانب دیکھ رہا تھا مین نے ایک ہاتھ پالٹ کا مار دیا دونون پیر کلیم کے اڑگئے
اب حضور کے حکم سے قتل کیا ورنہ اِرادہ یہ تھا کہ اِسکو بہین تڑپا رہنے دون لیکن
حضور رحم دل ہین سرشار عذر کرتا ہو کہ اے سعد شہریار آپ کے سردار نے ہاتھ میرا
کاٹکر ہاتھ روک لیا اور کہا کہ ہمارے آقا کا حکم نہین ہو کہ زخمی پہ ہاتھ ڈالو مجھکو محبت
ہوئی کہ ایسے شہریار کی اطاعت کرنا چاہیے بادشاہ نے ہاتھ سرشار کا باندھ دیا
اور سرشار یکدستی نام رکھا اور طرف اپنی بارگاہ کے چلے مگر ہرکارہ جن نے یہ سب
خبرین تمرد کو پہونچائین کہ بھائی صاحب آپ کے ہاتھ کٹوا کہ مطیع ہوے اور کلیم عیار
گیہان مارا گیا تمرد خوش ہوا اور کہا شکر کرتا ہون اُس خدا کا کہ بھائی میرا مطیع اسلام
ہوا مگر گیہان اِس فکر مین ہو کہ بادشاہ کو کیونکر گرفتار کرون خبر سنی کہ بادشاہ جاتے
ہین فوج کو ساتھ لیکر جو گھوڑا بادشاہ آتے تھے کوہان و سرشار ساتھ ہین

کہ یہ فوج کو ساتھ لیکر آپڑا بادشاہ فوج کو دیکھکر ٹھہر گئے گیہان نے اشارہ کیا کہ ان سب کو پکڑ لو فوج لپٹا لپٹا کہکے آپڑی بادشاہ کب رُکتے ہین تلوار کھینچکر نعرہ کیا اور کوہان بھی ہمراہِ بادشاہ لڑنے لگا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم
منم شیر دل صف شکن نوجوان	نہال گلستان صاحبقران

ایک طرف کوہان بھی لڑ رہا ہی مگر فوج نے بہ اشارۂ گیہان بادشاہ پر بلوہ کیا ہی جدھر کوہان جاتا ہی ادھر سے ہٹ جاتے ہین مگر بادشاہ پر کمندین پڑنے لگین حتی کہ بادشاہ انتہا کے زخمی ہوے چہار جانب سے بلوہ کرکے بادشاہ کو گرفتار کر لیا گیہان گرفتار کرکے لے گیا کوہان اور سرشار اور رفیروزہ اپنے لشکر مین آئے جسنے سنا وہ اس فکر مین ہوا کہ اگر سرداروں کی صلاح ہو تو جا پڑین بادشاہ کو رہا کرین یا اپنی جان دین مگر قدم نہ ہٹین آخر یہی صلاح ہوئی کہ بلوہ کرکے چلو یہان گیہان جو بادشاہ کو لایا مسلسل کرکے زیر تیغ بٹھایا جلاد قصد کرتا ہی کہ قتل کرون بادشاہ دل کو رجوع کرکے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اس آفت سے بچا لے گیہان کھڑا ہی سارا لشکر اسکا انتظار کر رہا ہی کہ بادشاہ قتل ہون تو نوبت نقارہ بجائین کہ سامنے سے دیکھا کہ کوہان و سرداران سعد مع فوج آتے ہین اسنے جلاد کو اشارہ کیا کہ سعد کا سر کاٹ لے جلاد نے بڑھکر جلدی مین ہاتھ مارا بادشاہ نے ہاتھ اٹھا دیا ہتھکڑی کٹی خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی مصروف جنگ ہوے گیہان گھبرایا چاہتا ہی نکلجاؤن کہ بادشاہ لڑتے ہوے قریب پہونچے فرمایا او گیہان یہ قد و قامت اور یہ جرأت گیہان کو غیرت آئی لپک کر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روک کر ہاتھ مار دیا کہ گیہان کا سر اڑ گیا مارے جانا گیہان کا اہل فوج نے فریاد کی کہ اے شہریار الامان بادشاہ نے فرمایا اگر تم لوگ مسلمان ہو تو امان دیتا ہون سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے مال و اسباب گیہان کا لٹوا لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر اپنے مقام پر اترے ابجو

شمار کیا بارہ چودہ سرداران نامی تین لاکھ کا لشکر جمع ہوگیا بادشاہ یہ جمعیت لیکے طرف دربند
ہفتم کے چلے تین چار منزلین طے کرکے سامنے دربند کے پہونچے مگر یہان دختر گیہان
موسوم بہ گلفام زلف آرا جب اسکو خبر معلوم ہوئی کہ باپ میرا مارا گیا فوج شریک
ہوگئی تو گھبرائی کہ اب مین کیا کرون آخر کنیزون سے یہ صلاح کی کہ مین نقاب ڈالے
جاتی ہون بادشاہ سے ملاقات کرون بڑے صاحب اقبال ہین کس کسطرح سے بچے
یہ کہکے نقاب چہرے پر ڈالی کنیزون کو ہمراہ لیا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی
یہان بادشاہ قریب دربند ہفتم کے پہونچے ہین حاکم وہان کا سکان زمین کن اپنے
مقام پر بیٹھا تھا مگر گھبرا رہا تھا کہتا ہی بار رو کیا ستم ہوا کہ سب دربند تسخیر ہوگئے اب
میرے دربند پر آوینگے دیکھیے کیا معرکہ پڑے ہنگام جادو کو عرضی لکھی کہ اے بادشاہ
طلسم بادشاہ اسلام لشکرکشی کرکے میرے ملک کے قریب آئے ہین جو حکم کیجیے وہ
بجا لاؤن سب دربند تسخیر ہوگئے دربند ششم باقی تھا اسکو صاحبقران نے تسخیر کیا
بادشاہ یہان آپہونچے فوج انکے ہمراہ ساحر و غیر ساحر بہت ہین ہر چند کہ میرے ساتھ
بھی ساحر بہت ہین لیکن لوح محفوظ انکو ملگئی انپر سحر تاثیر نہین کرتا کیا تدبیر کرون یا اگر
حکم ہو تو دربند کو چھوڑکر چلا آؤن اور اگر فرمایئے تو مقابلے مین جاؤن ایسے یہ لوگ
تیغ زن وصف شکن ہین کہ جو آیا وہ اکیلا آیا آخر کو یہ جمعیتین پیدا کرلین اب چار لاکھ
فوج سے بادشاہ آئے ہین ہنگام جادو نے جو عرضی حاکم دربند ہفتم کی پڑھی سناٹا
آگیا مگر کہتا ہی لوح محفوظ طلسم مین نہین لائینگی سے ٹپک کر باہر رہین گے طلسم مین ہرگز
نہ آسکین گے حکم دیا جواب لکھدو کہ بیدار جادو تمھاری مدد کو آتا ہی وہ سب
انتظام کرلیگا یہ لکھکے بیدار کو حکم دیدیا بیدار جادو تین لاکھ ساحر ساتھ لیکر چلا ہی
جب بادشاہ سامنے دربند کے اترے اور کئی دن گذرے کہ کوئی مقابلے مین نہین
آیا تو واسطے شکار کے سوار ہوئے فیروزہ ساتھ ہی صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے
ایک آہو پر مرکب کو بڑھایا تین چار کوس پر آکر اسکو شکار کیا فیروزہ کباب تیار
کرنے لگا بادشاہ زین پوش بچھا کر بیٹھے بیدار جادو کا ایک بھائی ہی ولدار جادو

اُسکا نام ہی ہزار جوان اسکے ہمراہ ہین یہ آگے بڑھا ہوا آتا ہی اِسنے دور سے دیکھا کہ ایک جوان نخل کے نیچے بیٹھا ہی اور عیار کباب لگا رہا ہی دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام ہین سوچا کہ ہزار جوان میرے ساتھ ہین وہ کس کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کر لو لڑائی کا خاتمہ کروں بادشاہ کو انتشار تھا حاکم دربند ہفتم بھی کسقدر بیقرار تھا اسنے جین کرے کہ مین طلسم کشا کو گرفتار کیے لیتا ہون یہ سوچکے بڑھا سامنے آکر نعرہ کیا کہ منم دلدار جادو ہزار جوان سحر کرتے ہوے چلے بادشاہ نے جو بلوہ دیکھا تلوار کھینچکر اُٹھے فیروزہ تو اپنے مقام سے اُٹھ نہ سکا مگر بادشاہ نے لوح محفوظ چمکائی جس ساحر کو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اِس زور و شور سے بادشاہ لڑ رہے ہین عین گرمی جنگ ہی ہزار جوان چہار طرف سے گھیرے ہوے ہین بادشاہ نے جو بلوہ فوج کا دیکھا تو دست دعا بلند کیے کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش چالیس پچاس جوان ہمراہ اُسنے دور سے جو دیکھا کہ بادشاہ گھرے ہوے جنگ کر رہے ہین وہین سے نعرہ کیا کہ منم نقابدار بادلہ پوش پچاس جوان جو بادلہ پوش کی پشت پر تھے یہ معرکہ جو انھون نے دیکھا کہ سحر ہو رہے ہین کمانین کاندھے سے اُتارین اِسقدر تیر مارے کہ کئی سو ساحر گرا دیے دلدار جادو چِلّا اِسنے دیکھا کہ نقابدار نے ستم برپا کر دیا ہی گولہ اُٹھا کر پھینکا وہ گولہ آکر پھٹا دھواں نکلا دھواں جسکے لگا کمان ہاتھ سے گر پڑی بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار بیکار ہوا اول تو فیروزہ پر آکر لوح محفوظ چمکائی فیروزہ نے اُسکتے اُٹھنے حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی سو ساحر جلکر گرے بادشاہ اِس ہنگامے مین لڑتے ہوے قریب دلدار کے پہونچے دلدار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ پر شعلے گرے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی بادشاہ نے بے خوف ہاتھ مارا دلدار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر لوح محفوظ جو چمکی سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کاٹ کر تلوار جو گری دلدار کا سر اُڑ گیا مرنا دلدار کا کہ نقابدار نے

بھی رہائی پائی وہ تیر اندازی کی کہ آخر سب ساحر بھاگے بادشاہ اسی وقت اسی حال
مین قریب نقابدار کے آئے فرمایا اے بہادر تونے بڑا احسان کیا کہ عین وقت پر
آکر شریک ہوا مگر یہ چاہتا ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون ہمیشہ احسان مانونگا
کہ ایک کنیز نے گھوڑا بڑھایا عرض کی اے شہریار آپ نے انکو نہین پہچانا گیہان کی دختر
ہین جبروزہ آپ گرفتار ہوکر آئے جلاد کو انھون نے تیر مارا تھا آپ کو بچایا تھا بعد
قتل گیہان یہ قصد ہوا کہ آپ سے ملاقات کرین آپ کے لشکر مین آتی تھین لیکن جب
حضور کو اس بلا مین مبتلا دیکھا شریک جنگ ہوئین انکو ہمیشہ سے آپ کا خیال لگا ہے
بادشاہ خوش ہوگئے گلفام زلف آرا نے گوشے مین آکر چہرۂ بے نظیر دکھا دیا
بادشاہ نے بہت پسند کیا حسین وجمیل فنون سپاہ گری سے ماہر سلاح وغیرہ لگائے
ہوے بادشاہ نے گلفام کو ساتھ لیا اپنے لشکر مین آئے انتظار ہے کہ بادشاہ قلعے
سے باہر نکلے تو مقابلہ ہو گلفام سے بادشاہ اسلام نے عقد کیا جادوگرنیون سے
وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم جب سحر سے توبہ کروگی تو تمھارے ساتھ عقد کرینگے
وہ شاہزادیان مجبور ناچار ہین نہین چاہتین کہ شاہ کو تکلیف پہونچے اسی انتظار
مین ہین کہ خدا وہ دن دکھلائے کہ طلسم فتح ہو لیکن بادشاہ سعد بن قباد سریر شاہی
پر جلوہ فرما ہین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہین دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جادوگر
تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار قطار در قطار بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے
آتے ہین سکان زرین کن کو خبر پہونچی کہ بیدار جادو آگیا مقابلۂ طلسم کشا مین اترا
فوج ساحران لیکر بیرون قلعہ آیا بیدار کو خبر پہونچی کہ سکان زرین کن براے
استقبال آتا ہے اپنے مقام سے اٹھا بارگاہ سے نکلکر سکان سے ملاقات کی
دونون آپس مین بغلگیر ہوے بیدار نے کہا آپ نے کیون تکلیف کی آپ باہر
کیون تشریف لائے مین کل سب کا خاتمہ کردونگا لاشون سے میدان بھردونگا
مین نے سنا ہے کہ چند جادوگرنیان بھی ساتھ ہین ہرکارے نے خبر دی ہے کہ بی ملکہ
یاسمن رنگین پوش و نوحد ار جادو رہنے والی طلسم کوہ کی وحمائلہ گیسو کشا

دختر مالک طلسم کوہ و ملکہ عنبر افشان نازک ادا دختر بادشاہ دربند ششم ان جادوگرنیون کی وجہ سے ساحر ہاتھ نہین ڈال سکتے ہر وقت حفاظت مین مصروف رہتی ہین جب انکی فکر ہو جاے تو بادشاہ پر سحر تاثیر کرے پھر بیدار نے کہا ان سب شاہزادیون کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین سب کو دیوانہ کر دونگا او شاہ آپ تشریف لیجائیے سکان نے کہا او بیدار مین بھی تماشاے جنگ دیکھونگا مقدم یہ ہی کہ اگر تم کسی فکر سے لوح محفوظ لے لو تو پھر گرفتار کرنا کچھ بات نہین ورنہ فتح پانا دشوار ہی سحر ساحر کا بیکار رہی بیدار نے کہا پھر ان جادوگرنیون کی تم تدبیر کرو لوح محفوظ مین منگا لونگا اگر لوح محفوظ نہ لے سکے تو ہم ساحر کیسے ایسی فکر کرین کہ لوح محفوظ مین یہ صلاحین کر کے چند ساحرون کو روانہ کیا بیدار نے حکم دیا طبل جنگی بجے نقارہ مدرمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر حاضر تھے وہ دریافت کر کے بھاگے خدمت شاہ مین آئے بعد دعا کے عرض کی کہ بیدار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو بھڑکاوے بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی اور بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارے بجنے لگے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر نظم

علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا	رونق تخت لاجورد ہوا
ہو اسپیدان چرخ سے اکبار	مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

بادشاہ جمجاہ نماز صبح سے فراغت حاصل کر کے سلاح خانے مین آئے لباس زیب جسم کیا عنجبار لگاے لوح محفوظ گلے مین ڈالی باہر بر آمد ہوے صاف ثابت ہوتا تھا کہ پردہ ظلمت کا اُٹھا آفتاب عالمتاب کا شانۂ مشرق سے نکلا جادوگرنیان سب دریاے سحر مین ڈوبی ہوئین کاروباے سحر ہاتھون مین وروازے پر ٹہل رہی ہین بادشاہ کو دیکھکر براے تسلیم خم ہوئین ایک طرف سے جملہ سردار کہ حاضر تھے براے

تسلیم خم ہوے بادشاہ نے سب کو جواب سلام دیا بیدار جادو کہ سویرے سے غرور کر رہا ہو پہلے میدان مین پہونچا تھا دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی بادشاہ جمجاہ تخت پر جادوگرنیان مذکور پایۂ تخت پر ہانتھ رکھے ہوے ہمراہ ہین مگر بیدار کی جو نگاہ پڑی جمال جہان آرا ے عنبر افشان کو دیکھکر بیقرار ہو گیا کہتا تھا کیا شئم کی بات ہو کہ ایسی شاہزادیان مسلمانون کے پاس ہین ہمنے اسکے بارے مین اکثر کد و کوشش کی مگر باپ اسکا چونکہ مالک دربند تھا اُسنے غرور مین نہ قبول کیا یہی کہتا تھا کہ کوئی بادشاہ مثل میری بیٹی کے حسین وجمیل اگر ہوگا اُسکے ساتھ شادی کر دونگا یہ نہ جانتا تھا کہ مسلمانونکے قبضے مین جائیگی ہرکارون سے پوچھا کچھ جانتے ہو کہ اسکا کیا نام ہو سب نے کہا کہ نام اسکا مثل آفتاب کے روشن ہو عنبر افشان جادو ساحرۂ زبردست بیدار جادو نے کہا اسی کو جا کر للکارتا ہون اور گرفتار کرکے لاتا ہون میدان مین آیا عجائب و غرائب سحر کے دکھائے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عنبر افشان مین تمھارے مقابلے کا خواہان ہون نام اپنا سنکر عنبر افشان نازک ادا طاؤس بڑھا کر سامنے بادشاہ کے آئی کہا اے شہریار بیدار جادو مجھے بلاتا ہو امیدوار ہون کہ اجازت میدان ملے کہ جا کر اس سے مقابلہ کرون دیکھون تو کیا کمال رکھتا ہو بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد کیا عنبر افشان طاؤس بڑھا کر سامنے بیدار جادو کے آئی بیدار جادو نے کہا اے ملکۂ عالم آپ آگاہ ہوئین کہ مین مدت سے آپ پر عاشق ہون آپ کے والد کو بھی پیغام دیا تھا آپ کے والد نے جواب صاف دیدیا کہ مین اپنی دختر کی شادی کسی ایسے کے ساتھ کرونگا کہ جو میری بیٹی کے موافق خوبصورت ہو اور کوئی بادشاہ جلیل القدر بھی ہو عنبر افشان نازک ادا نے جواب دیا جب تو والد کا اختیار تھا اب مین تجھکو جواب صاف دیتی ہون کہ مین خدمت مین طلسم کشا کی ہون خدا اُنکو مظفر و منصور کرے بیدار نے یہ سنکر گولہ مارا کہ ملکہ عنبر افشان پر آگ برسنے لگی عنبر افشان ہنسین کہ مینھ برسنے لگا آتش سحر کو بجھا دیا کئی سحر بیدار نے کیے عنبر افشان نے ہنس ہنسکر دفع کر دیے آخرین بیدار نے طرف صحرا کے منھ کر کے

آواز دی کہ ای گلفروش نازک ادا جلد آؤ اس سرکش کو لیجاؤ سب نے دیکھا کہ صحرا سے ایک نازنین بناز و کرشمہ پائچے سنبھالے ہوے اسی طرف آتی ہو عنبر افشان نے جو اُس نازنین کو دیکھا دوسری طرف ایک گولہ مارا اور آواز دی کہ ای خرطوم بلندبینی اس نازنین کو لینا ایک جوان بلند بالا اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا پیدا ہوا پکارتا تھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اپنی یہ کیفیت ہو نظم

زخم بالیدہ ہوے داغونپہ جوبن آگیا
پرورش پایا گیا جو زیر دامن آگیا

دور رہی اسید آخر کھینچ لائی متصل
دشنۂ قاتل قریب خطِ گردن آگیا

کو لنایہ خاکسار آتا ہو دیکھو اوشہ سوار
اک بگولہ سا قریب گرد توسن آگیا

دست وحشت نے مٹادی آج دونونکی خلش
کچھ گریبان جھک گیا کچھ پاس دامن آگیا

شورش برخیز محشر نے جگایا تھا مگر
بیری آنکھونکو لحاظِ خواب مدفن آگیا

بہ گیا دل خون ہو کر رہ گیا دردِ فراق
دوست کے بدلے مرے پہلو مین دشمن آگیا

توڑ کر تسبیح میل رشتۂ زنار رہی
بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا

دشمنون کی پردہ پوشی کی ہواے شوق نے
گرد نون مین خار کے پیراہن تن آگیا

آتش داغِ تمنا پرورش کرنے لگی
مثل اخگر دل تہ دامان گلخن آگیا

باغ عالم مین بشکل بلبل تصویر ہون
کچھ غرض رکھتا نہین گر سوے گلشن آگیا

صورت سوزن بناکر بخیہ گر کے ہاتھ مین
بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آگیا

ای فلک شاید گمانِ خندہ اسیر بھی ہوا
جو لبِ ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا

آج راحت پائی احسان اجل سے ای نسیم
فاتحہ پڑھنے لحد پر یار بدظن آگیا

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے اُس نازنین کے آیا پکار کر آواز دی کہ ہم تمھارے فراق مین سرگردان ہین مناسب یہ ہو کہ ہمارے ساتھ چلو چلکر باغ کی سیر دیکھو وہ نازنین بلا تکلف اُس جوان کے ہمراہ ہوئی وہ جوان اُس نازنین کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا اپنو بیدار ہوشیار ہوا گویا خواب غفلت سے بیدار ہوا زانو پر اپنا ہاتھ مارتا تھا کہ بڑا سحر میرا اٹھایا اُس نازنین کا غائب ہونا مجھپر شاق ہو دل عنبر افشان کا

مشتاق ہو کوئی سحر ابتک ایسا نہین کیا کہ اسکو تکلیف پہونچے ورنہ ابھی عفریت طلسم کو بلاؤن مگر وہ آکر کھا جائیگا اگر ایسی نازنین یون پریشان ہوئی تو بین اسکے فراق مین زندہ نہ رہونگا مگر عنبر افشان کہہ رہی ہو کہ او بیدار خواب غفلت سے ہوشیار ہو وہ جو نازنین ہماری تسخیر کو آتی تھی وہ تسخیر ہوگئی آخر یہ انجام ہوا اب جو ہوسکے وہ کرو کہ بیدار نے سامنے آکر ہاتھ باندھے اور کہا کہ عمر بھر تمھاری غلامی کرونگا کیا مجال جو مین گردن تابی کرون او محبوب مرغوب میرا کہنا قبول کر ایسا نہ ہو کوئی چشم زخم تجھکو پہونچے مگر عنبر افشان نے کہا ہم کو کچھ جان کا خوف نہین اطاعت اسلام کر چکے باطل پرست نہین ہین یہ سنکر بیدار بہت جھلایا چرخ مارنے لگا چرخ مار کر ایک بیخ نخل پر تو تنجر مارا اور آواز دی کہ او عفریت آدمخوار جلد حاضر ہو لیکن اس نازنین کو صدمہ نہ پہونچانا میرے سامنے لے آنا جیسے ہی بیدار نے دہ تنجر مارا نخل کانپا بیخ نخل سے ایک دیو نکلا منھ کھولے طرف ملکہ عنبر افشان کے چلا حمالہ گیسو کشا نے جو دور سے دیکھا کہ ایک دیو چلا آتا ہو ایک گوشے مین آکر دستک دی کہ ایک نازنین درخت سے اتری سامنے اس عفریت کے آئی اور پکار کر کہا مین تیری خوراک ہون دیو نے اس نازنین کو اٹھا کر جیسے ہی منھ مین ڈالا ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ وہ عفریت جلنے لگا بیدار کو گالیان دیتا تھا کہ او نامرد تونے مجھکو اسی واسطے بلایا تھا کہ آتش سرکش مجھکو جلاے اب بچتا نہین بیدار نے کئی سحر کیے پانی برسایا مگر پانی کی بوندین جو جسم پر دیو کے پڑین اٹھتے ہی آبلے پڑگئے چرخ مارتا پھرتا ہو کہ ارے مین جلا بیدار اے سامری مجھے بچا لیکن عنبر افشان حیران ہین کہ یہ سحر کسنے کیا پلٹ کر دیکھا کہ حمالہ گیسو کشا دستکین دے رہی ہین جون جون دستکین دیتی ہین آگ کی ترقی ہوتی ہو کچھ شعلے آسمان سے گرے عفریت کو جلا کر خاک کیا اب تو بیدار گھبرایا کہ اسی سحر پر ناز تھا وہ یون مٹا معشوقہ بلاے رو نہ گا ہو اس سے جان نہ بچیگی عنبر افشان نے سوکھے ہوے ہار کہ جو گلے مین پڑے تھے ایک ہار کو اتارا اسم سحر پڑھکر پھینک مارا حمالہ بھی اس سحر مین شریک ہو کہ دستکین دے رہی ہو دفعتہً

صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان کو دیکھا کہ تلوار چمکاتا ہوا سامنے بیدار کے آیا کہا چل
تجھکو بادشاہ طلسم نے بلایا ہی بیدار فورا اُس جوان کے ساتھ ہوا تھوڑی دیر مین
صحرا مین جاکر غائب ہوگیا بعد چند ساعت کے وہی جوان جو پہلے آیا تھا سر بیدار کا
لایا آگے ڈالدیا کہا ای عنبر افشان یہ دشمن کا سر ہی تمھارے ساتھ دشمنی کرتا تھا مگر
سکان زمین کن یہ معرکہ دیکھ رہا تھا کہ بیدار پر یہ سانحہ گذرا طبل امان بجوا کے
پلٹ گیا ساتھ والون سے کہتا تھا اب لشکر طلسم کشا بڑے زور پر ہی وہ جادوگرنیان
شریک ہوئین کہ جنکا مثل نہین بیدار ایسا غافل تھا کہ عنبر افشان کے ساتھ حمالہ
نے سحر کیا اور بیدار کو قتل کرادیا آکر داخل بارگاہ ہوا مگر کہتا ہی وہ ساحر کہان گئے
جنکو واسطے لینے لوح محفوظ کے بھیجا تھا وزرا نے عرض کی ای شہنشاہ وہ ساحر مکر
بین گئے ہین اگر اُنکا نتیجہ قابض ہوگا تو لوح محفوظ لاوینگے ورنہ واپس آوینگے یہ ذکر
تھا کہ ایک ساحر ہنستا ہوا آیا کہا ای شہنشاہ آج شب کو لوح محفوظ لے لونگا مین تدبیر
کرکے آیا ہون یہان سعد بن قباد جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے شاہزادیان بھی آکے
بیٹھین عنبر افشان نے عرض کی آج حضور نے ملاحظہ فرمایا حقیقت مین حمالہ نے
کیا سحر کیا ہی بیدار کا اُسی کی وجہ سے خاتمہ ہوا حمالہ نے سر جھکا لیا کہا بی عنبر افشان
ابھی تمنے سحر نہین دیکھا انشاء اللہ پروردگار وہ دن کرے کہ طلسم مین داخلہ ہووے
اُسوقت سحر کرینگے ابھی سحر کا کیا کام ہی خدا شہریار کو سلامت رکھے مالک لوح محفوظ
ہین اُنپر کوئی سحر نہین کرسکتا کہ فیروزہ نے لاکر پرچہ سرخ ہاتھ مین دیا سعد نے پڑھکر
فرمایا ای فیروزہ تدبیر کرو ہم برای طلایہ جاوینگے سردارون نے عرض کی حضور کیون
تکلیف فرماوین غلام کس دن کے واسطے ہین بادشاہ نے فرمایا اپنی اپنی باری ہی جب
تمھارا وقت آئیگا تب طلایہ دینا ہمارے لشکر کا یہی دستور ہی سال مین ایک دن
پڑتا ہی تو دادا جان بھی طلایہ دیتے ہین ہم کیونکر عذر کرین تم لوگ سب ہمارے مہربان
ہو وقت پر خدمت موقوف ہی ہم بھی تو تمھاری خدمت کرین سردار خاموش ہو رہے
مگر وجد کرتے تھے کہ ایسے سپاہی دوست سردار نگاہ سے نہین گذرے ایک ایک یہ

مہربان ہین عدالت انکا کام ہی اسیوجہ سے نام ہی بادشاہ سوار ہوے فیروزہ ساتھ ہی سو دو سو سوار کے جابجا پھرے سیکے بازارون مین جادوگرون کو مقرر کیا لیکن حالہ گیسوکشا کہ عاشق صادق ہی اسکو چین نہ پڑا اپنی بارگاہ سے اٹھکر ایک نخل کے اوپر جا بیٹھی بشکل طوطی زرین بال زمزمہ سرائی کر رہی ہی کہ دیکھا بادشاہ انتظام کرکے اسی نخل کے نیچے آ بیٹھے فیروزہ سے فرمایا رات زیادہ ہی جاکر ایک گلابی لے آؤ فیروزہ نے کہا مین حضور کے ساتھ ہون آپ کو اکیلا نہ چھوڑونگا بادشاہ نے جھلاکر فرمایا یہان کون حریف و طریف ہی مین یہان بیٹھا ہون ناچار فیروزہ چلا مگر زمین پانون پکڑے لیتی ہی بعد جانے فیروزہ کے بادشاہ زیر نخل بیٹھے سنتے کہ ایک طرف سے آواز آئی یا ہادی یا مرشد بادشاہ نے دیکھا ایک درویش سبز لوا کفنی پہنے ہوے ایک تسبیح ہاتھ مین کچھ پڑھتا ہوا آتا ہی قریب بادشاہ کے آکر ٹھہرا جھک کر سلام کیا ہاتھ باندھکر کہا کہ خدا حضور کو سلامت رکھے مین ایک مصیبت مین ہون اور سن چکا ہون کہ آپ نہایت سخی ہین میرے بیٹے پر ایک ساحر نے سحر کر دیا ہی کہ وہ دیوانہ ہوگیا ہی امیدوار ہون کہ راہ خدا مین براے چند ساعت لوح مجھکو عنایت فرمایئے مین تھوڑی دیر مین لیکر آتا ہون بادشاہ کا دل بیقرار ہوگیا فرمایا کہ لوح محفوظ موجود ہی مگر ای برادر ساحرون سے مجھسے مقابلہ ہی ہر وقت میری فکر مین رہتے ہین زیادہ دیر نہ لگانا فقیر نے کہا داتا اپنے مطلب سے کام ہی لیجا کر اسکو دھوؤنگا پانی پلا کر لے آؤنگا بادشاہ نے لوح محفوظ دیدی جیسے ہی لوح محفوظ اسکے ہاتھ مین آئی جھولی مین رکھکر نعرہ کیا کہ ای سعد بن قباد منم ہیکلان جادو فرستادۂ سکان زمین کن یون لوح لیجاتے ہین اب کیونکر ساحرون سے بچوگے حالہ کہ نخل پر بیٹھی تھی یہ آواز سنکر ہشیار ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر مہیب لوح محفوظ لیے جاتا ہی بادشاہ خاموش بیٹھے ہین قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہین تلوار قبضے مین نہین آتی ہی ہر مرتبہ تلوار تولکر رہجاتے ہین حالہ تھرا کر نخل سے کود ی للکار کر آواز دی کہ او بدنہاد کہان جاتا ہی منم حالہ گیسوکشا یہ کہکے ایک دو ہتڑ مارا کہ ساحر کے پانون زمین تے

تھام لیے اُسنے لوح محفوظ چھپکائی کہ سحر اُتر گیا چاہا بھاگ کر نکلجاؤن جب تو حمالہ نے چند سنگریزے اُٹھاکر پھینکے آسمان سے پتھر برسنے لگے مگر وہ ساحر اپنے کو بچا رہا ہو آخر جب حمالہ نے دیکھا کئی سحر پتھر گرے اور ہیکلان پر تاثیر نہ ہوئی شرمندہ ہوکر سونیون کا مالا گلے سے اُتار اللکار کر آواز دی او ہیکلان اس سحر کو تو روک اب احوال لکھا ہیکلان سحر کرنے لگا ہر سحر پر خون اپنا کاٹ کر پھینکتا ہو حمالہ پر جو قطرے گرتے ہین تو بدن مین آبلے پڑجاتے ہین حمالہ نے سحر کیا کہ آبلے مٹے بڑھکر للکارا کہ او ہیکلان اب کہان جائیگا یہ کہکے دستک دی اور آواز دی کہ اے آتش بہار جلد آؤ اِس جوان کی خدمت کرو یہ کہکے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ پھٹا آگ برسنے لگی ہیکلان نے پانی برساکر آگ کو بجھایا اِسطرح کے دو چار سحر آپس مین رد و قدح ہوے اب حمالہ نے ناچار ہوکر زلف عنبرین کو کھولا سعد نے پلٹ کر دیکھا کہ وہ ساحر جھومنے لگا اور پکارکر آواز دی کہ اے حمالہ گیسو کشا تمھاری یاد مین بیقرار رہتا تھا اب جیسا حکم ہو وہ بجالاؤن حمالہ نے کہا باغ دلچسپ مین جاؤ اور یہ تختی ہمکو دیدو ہیکلان نے تختی جھولی سے نکالی بہ طور نذر پیش کی اور آپ جھومتا ہوا طرف صحرا کے گیا سعد سے حمالہ نے سب کیفیت بیان کی کہ کنیز کو اسکا خیال تھا کہ آج کوئی ضرور آئیگا مگر خدا نے فضل کیا کہ یہ کنیز حاضر تھی کہ اُسکو روانہ کردیا اب وہ عمر بھر صحراے ویران مین رہیگا آبادی مین نہ آئیگا انجام سرکشی یہ ہوا بادشاہ نے حمالہ کی بڑی تعریفین کین فرمایا اے حمالہ آج تجنے احسان عظیم کیا ورنہ وہ مجھکو گرفتار کرلیتا مین دیکھتا تھا کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہو معلوم ہوتا تھا کہ خون جسم سے نکل گیا طاقت ذرا نہ تھی تلوار ہاتھ سے گری پڑتی تھی پنجہ قبضہ تلوار پر دستگیری نہین کرتا تھا حمالہ نے عرض کی حضور جسدم یہان جراے طلا پہ تشریف لائے ہین اُسیوقت میرے سحر نے مجھکو اطلاع دی کہ یہ ملعون واسطے لینے لوح محفوظ کے دربار حسکان سے روانہ ہوچکا ہو بدین وجہ قبل سے اِس درخت پر منتظر بیٹھی تھی بادشاہ جمجاہ نے حکم دیا کہ حسکان کو خبر ہو کہ اے حسکان آیندہ کیا منظور رہو بہتر یہ ہو کہ آکر اطاعت کرو لوح صدارہ طلسم کو ہ نے

عرض کی کہ یہ کنیز جائیگی اور جواب باصواب لائیگی سعد نے میر منشی کو حکم دیا کہ ایک
نامہ تیار کرو میر منشی نے نامہ تیار کیا بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا اور کہا بہت قاعدے
سے لکھا ہی اور اپنے دستخط سے مزین فرما کے حوالے لوحدار کے کیا اور لوحدار
طلسم کوہ بہ رسم سفارت چلی یہان وہ وقت ہی کہ سکان زرین کمر تخت پر بیٹھا ہی وزرا
امرا حاضر دربار ہین ذکر ہو رہا ہی کہ جنگ اول تو ایسی خراب ہوئی اتنا بڑا ساحر مارا گیا
کہ جسکا جواب مثل نہ تھا خوب خوب لڑا بھائی نے اسکے چاہا تھا کہ سعد کو گرفتار
کرے مگر سامری وجمشید نے اسکو بھی اپنے پاس بلا لیا چار چار جادوگر بنیان عاشق
ہین وہ آٹھ پہر کد و کوشش کر رہی ہین یہ ذکر تھا کہ درگہ سالار نے آکر عرض کی کہ دروازے
پر ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ بطریق سفارت آئی ہی امیدوار باریابی ہی سکان نے
حکم دیا کہ بلالو لوحداران اندر آئی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی سکان
بہت جلا لوحداران نے قریب آکر دیکھا کہ ایک ساحر زبردست ڈنگل پر بیٹھا ہی کہا میان
ساحر صاحب ذرا ڈنگل سے اٹھ جاؤ ہم تمھارے شاہ سے کلام کرینگے ساحر نے
کہا مجھکو سب مین حقیر سمجھا لوحداران نے کہا تم سب مین جلیل ہو مگر ذرا اٹھ جاؤ
ساحر نے کہا مین تو نہ اٹھونگا اور کہین جا کر بیٹھو لوحداران نے کہا ہم تو اسی
مقام پر بیٹھین گے ساحر نے سحر کیا کتمان جادو نام ہی لوحداران نے سحر اسکا
دفع کرکے ہاتھ چمکا دیا کہ برق گری کتمان کے دو ٹکڑے ہوے مار کر کتمان کو
اسی ڈنگل پر لوحداران بیٹھی شاہ نے پوچھا ای لوحداران کیا اتفاق ہوا کہ تم
شریک مسلمانان ہوگئین لوحداران نے کہا ای سکان اگر انصاف کرو تو مذہب
اسلام نہایت پختہ ہی اور سامری وجمشید مثل ہمارے تمھارے ساحر تھے آخر
مرے پھر خداوند کیسے سکان نے کہا مرنا تو سب کے واسطے ہی لوحداران نے
وہ کلام کیے کہ سب اہل دربار خاموش ہو رہے لوحداران نے پکار کے کہا
منم نامہ دار و منم نامہ دار ای سکان آگاہ ہو کہ یہ نامہ شہنشاہ کا ہی مہر
چھٹوا کر ایک وزیر یا امیر کو حکم دیجیے کہ وہ پڑھے اور آپ سنیئے اور جواب باصواب

دیجیے اگر مضمون پر غصہ آئے تو مجھپر اُتار دیے گا نامے پر زور نہ کیجیے گا سکان نے ممبر بچھوایا مقرب جادو کو اشارہ کیا کہ اُسنے نامہ لیکر بر سر ممبر پڑھنا شروع کیا اول الغرض بادشاہ حقیقی نامے مین بموجب اشعار تحریر تھی نظم

طغر است بنام بادشاہے	کو راست چو عرش بارگاہے
سلطان سر یر مالک ہستی	بنیاد دہ بلند و پستی

اے سکان ذیشان آگاہ ہو کہ منم سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام کل کی جنگ کو دیکھ چکے بیدائرہ دلدارہ واصل جہنم ہوے اور تمنے ایک ساحر کو واسطے لینے لوح محفوظ کے روانہ کیا تھا وہ بھی دیوانہ وار وحشی مثال کوہ و بیابان مین اپنا سر ٹکراتا پھرتا ہوگا آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہوا اب تمکو لازم ہی کہ آکے تم فوراً میری اطاعت کرو ورنہ نظم

دو شعلہ زیک تیغ دارم بچنگ	یکے نور صلح و دوم نار جنگ
ترا ہرچہ بایست کردم پیام	حکایت برین ختم شد و السلام

سکان نے چاہا نامہ لیکر پھاڑ ڈالون لوحدار ان نے جست کرکے نامہ لے لیا اور کہا اے سکان کیا مرضی ہی جو مناسب ہو وہ جواب دو سکان نے کہا اپنے ہاتھ سے پشت نامے پر لکھوا اور لیکر جواب نامۂ جنگ جاؤ لوحداران نامہ لیکر جب نکلی تو سکان نے کہا بڑے افسوس کی بات ہی کہ ایسے کلمات کہ گئی اور نامہ جست کرکے لے لیا میرے ہاتھ مین نہ آیا ورنہ نامے کو چاک کرتا پرزے پرزے کرکے دیتا مگر یارو یہ زندہ نہ جانے پاے لوحداران نصف لشکر طے کر چکی ہی کہ لینا لینا کی آواز انکان مین آئی دیکھا کل لشکر کو جنبش ہوئی لوحداران نے فوراً سحر کرنا شروع کیا سکان بھی نکل آیا سحر کر رہا ہی مگر لوحداران اپنے کو بچاتی ہی ہر کارے جو لشکر اسلام کے حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت سعد شہریار مین آئے بعد دعا کے عرض کی کہ لوحداران نے کیا مردانہ وار سفارت کی لیکن اب کل فوج نے گھیر لیا بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا حماۂ گیسو کشا و عنبر افشان تارک ابر کو نہ پایا فرمایا یہ دونون

کہان گئین کنیزون نے عرض کی حضور جب ملکہ لوحد اران برائے سفارت چلی تھین تو بہ دونون یہ کہکے اٹھین کہ وہان فساد ضرور ہوگا لہذا ہم شرکت کرین گے بادشاہ نے فرمایا توخیر و عافیت ہی مگر مرکب تیار کرکے لاؤ مرکب تیار ہوکر آیا سعد سوار ہوئے سرداران نامی ہمراہ ہوئے یہان لوحد اران لڑ رہی تھین سکان نے حکم دیا کہ کمندین مار کر اسے گرفتار کرلو کئی سو سوار کمندین سحر کی لیکر چلے جیسے ہی چلے تھے کہ زمین شق ہوئی عنبر افشان نازک او ان کمند اندازون پر گری دوسری طرف سے حمالہ کا نعرہ ہوا اب یہ تینون جادوگرنیان جب سحر کرتی ہین دو دو سو چار چار سو جوان گریبان پھاڑ ڈالتے ہین اور بھاگتے پھرتے ہین بعض جھیلون مین گرے بعض نے اپنے کو کنوون مین گرادیا غرق دریائے لعنت ہوئے کہ سامنے سے گرد اڑی نعرۂ شاہ کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد منم ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی شہنشاہ گیتی ستان فرزند صاحبقران تلوار کھینچکر آگرے آتے ہی تہ و بالا کردیا سکان نے دیکھا کہ تینون جادوگرنیان کیا کم تھین اب تو طلسم کشا خود بھی آگئے ایسا نہ ہو شکست فاش ہو اور بھاگنے کی تلاش ہو تو باعث خرابی ہی طبل امان کا بجوا دیا بادشاہ نے لوحد اران کو بیچ مین لیا عنبر افشان وحمالہ ساتھ ساتھ خون کی چھینٹین لباس پر پڑی ہوئین بہ فتح و فیروزی پلٹے آدھر سکان فوج کو ساتھ لیکر خستہ و شکستہ پلٹا مگر حیران تھا کہ کیا جرأت ہی اور کیا شوکت ہی کہ لڑ بھڑ کر پلٹ گئے اور کوئی گرفتار نہ کرسکا بارگاہ مین آیا رفیقون سے صلاح کی کہ یارو میرا ارادہ ہی کہ کل مین خود میدان مین نکلون دیکھون کیا ہوتا ہی جہانتک بن پڑیگا ان جادوگرنیون کو مٹاؤنگا بادشاہ کے ساتھ سے ہٹاؤنگا کہ یہ عاجز ہوکر نکلجاوین پھر سعد سے سمجھ لونگا جسوقت یہ نگہبان نہ ہونگی تو گرفتار کرلونگا ساحرون نے کہا حضور اگر یہ جادوگرنیان نہ ہون تو لوح محفوظ چھین لینا کوئی بات نہین ہی فقرہ دیکر لین گے سکان نے کہا مین اسکی بھی تدبیر کرلونگا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا بادشاہ

کو خبر پہونچی بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
جسوقت کہ لیلی شب نے نقاب چہرے سے اُلٹی مجنون روز بہ صد سوز صحرائے نجد
چرخ زبرجدی مین آیا بس تیاریان ہونے لگین دونون لشکر تیار ہوکر میدان کارزار
مین آئے صفین جمین سکان پیدل آتا ہی تخت کے پیچھے چھپا ہوا بادشاہ نے دور سے
دیکھا کہ تخت سکان کا خالی ہی حیران ہوے کہ بادشاہ آج کہان گیا عنبر افشان نے
کہا کسی فکر مین ہو گا حمالہ ہوشیار رہنا حمالہ نے کہا ہم ہوشیار ہین تم اپنی فکر رکھو مگر
لوحداران دور کھڑی ہوئی تھی کہ یکایک زمین شق ہوئی ایک عقاب نکلا اور پنجہ
کمر مین لوحداران کی دبکر اُٹھالے گیا ہر طرف جو ہوا عنبر افشان نے دیکھا کہ ایک
عقاب بلند پرواز لوحداران کو لیے جاتا ہی کوئی سحر کیجیے مگر عقاب نہ رکا اتنے عنبر افشان
و حمالہ چہار جانب دیکھ رہی ہین کہ کوئی ہمکو نہ اُٹھا لیجائے کہ ایک پنجہ کڑک کر ملکہ
عنبر افشان پر گرا اسطرح کا تکہ دبکر لے چلا کہ عنبر افشان بیہوش ہو گئی حمالہ یہ
دیکھکر جھپٹی تھی کہ ایک طاؤس گرا اُسنے حمالہ کو لیا اور لیکر غائب ہو گیا کنیزین سب
سر پیٹتی رہگئین سعد نے فرمایا خاموش رہو اُنکی رہائی کی تدبیر ہو جائیگی سب
خاموش ہوئین ہر ایک کا یہ قول تھا کہ بی بی کو خدا کے سپرد کیا لیکن سکان نے
تینون کو قید کیا اِسی کا سحر تھا کہ تینون کو لایا قفس آہنی مین بند کرکے ایک پہلوان
ہی سماک اژدر گیر تینون قفس اُسکے یہان بھیجدیے اور کہلا بھیجا کہ اے سماک اِنکو
قید کرو جب ہم کہین تو فوراً اسیر روانہ کرنا قفس جو پاس سماک کے پہونچے جمال
بیمثال تینون جادوگرنیون کے دیکھکر بیقرار ہو گیا کہتا تھا یارو اِن شاہزادیون
کو کیا ہوا کہ یہ سعد پر عاشق ہوئین اپنے کو بلا مین پھنسایا مین کیا کرون مجھکو خود
اِنپر رحم آتا ہی جاکر باغ مین بیٹھا حکم دیا وہ قفس لاؤ وہ قفس جب آئے تو کنیزون
نے سمجھایا کہ بادشاہ کو قبول کرو تمھارے واسطے بڑی راحت ہو گی ورنہ بڑی
مصیبت مین رہو گی یہان کا قیدی کبھی رہائی نہین پاتا سیکڑون قیدی یہان
آکر مر گئے لوحداران نے اِنکار کیا عنبر افشان نے بہ غصہ جواب دیا مگر حمالہ

کہ نہایت عقیل و فہیم ہو اُسنے کنیزون سے کہا کہ اِنپر تو میرا زور نہین مگر مین اپنی ذات
سے قبول کرتی ہون جو سماک کہیگا مجھے منظور ہو کنیزون نے سماک سے کہا سماک نے
کہا وہ سب سے زیادہ خوبصورت ہو اُس سے اگر اقرار ہوا تو نہال ہو جاؤنگا یہ کہکر
حمالہ کو قفس سے نکالا حمالہ نے کہا اے سماک کیسے عاشق صادق ہو کہ زبان سے
ہماری سوزن نہین نکالتے ہمکو تکلیف ہوتی ہو سماک نے انجام نہ سمجھا فورًا اُسکی
زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن حمالہ کی زبان سے نکلی کڑک کر قفسون
پر گری دونون قفس توڑ ڈالے اُنکی بھی زبانون سے سوزنین نکالین اُنتو تینون
نے ملکر جو سحر کیا سماک اژدر بکر باغ مین ناچنے لگا خدمتگار سر ٹکرانے لگے نخل
کٹ کر گرے چمن ویران ہوئے سیکڑون طائر مار اگیا لاشے پڑے تڑپ رہے ہین
یہ تینون شاہزادیان سماک کو دیوانہ کرکے اور خدمتگارون کو مبہوت کر کے
کہ ایک ایک کو مارتا ہو آمادہ ہین کہ آپس مین لڑین اپنی جانین دین باغ سے
نکلین طاؤسان زرین بال پر سوار ہو کے چلین یہان طبل جنگی بج چکا تھا صبح کو
دونون لشکر میدان مین تھے طرف سے سکان جادو کے تشہیر جادو ایک ساحر
زبردست نکلا میدان مین آکر پکارنے لگا جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے جسوقت
بادشاہ نے دیکھا کہ کوئی نکلنے والا نہین ہو تو مرکب بادرفتار بڑھایا سب سردار
آکر لپٹ گئے یاسمن نے آکر قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ اے شہریار جس ملازم
کو حکم دیجیے وہ جاے حضور کا دمبدم نکلنا مناسب نہین بادشاہ نے فرمایا اب تو
قصد کر چکا اب رُک رہنا باعث نامردی ہو سردار رو ک رہے ہین بادشاہ فرماتے
ہین مین ضرور جاؤنگا اُدھر تشہیر جادو میدان مین مبارزطلبی کر رہا ہو کہ آسمان پر
برق چمکی تینون شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار اُڑاتے ہوے آتی
ہین سب کے آگے ملکہ حمالہ گیسو کشا ہو اِسنے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام مردود
جملہ خاص و عام میدان مین مبارزطلبی کر رہا ہو لشکر اسلام سے کوئی مقابلے مین
نہین آتا حمالہ نے اپنے کو گرا دیا سامنے تشہیر کے پہونچی اور آواز دی کہ او بےحیا

جو ہو سکے وہ کر تشہیر نے گولہ مارا حمالہ نے گولہ اُلٹا پھیرا تشہیر نے گولے کو گرا دیا ورنہ زخمی کرتا دو چار سحر چلے تھے کہ وہ بھی دونون شاہزادیان اُتر آئین تینون نے ملکر سحر کیا کہ صحرا سے ایک نازنین ہنستی ہوئی آئی تشہیر کے سامنے آکر اول یہ اشعار بخوش آوازی گانے لگی

نظم

پاک ہی لذت عشرت سے مکان واعظ	جو بلا آے الٰہی سو بجان واعظ
ہم نفس باغ جنان گھر ہو گنہگارون کا	ڈھونڈھو دوزخ مین کہین جا کے مکان واعظ
خدمت رند قدح نوش مین یہ پئے اور بی	جیبین ہو کاٹیے دانتون سے زبان واعظ
خود فراموش ہو گیا اور کو سمجھائے گا	راست بازون سے کجی پر ہو گمان واعظ
کیون نہ ہو تیر اشارات سے عالم مجروح	قد خم گشتہ ہو گویا کہ کمان واعظ

بعد اِن اشعار کے مسکرا کر تشہیر کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای عاشق صادق وای یار موافق سارا باغ تیرا منتظر ہو چشم نرگس شہلا کھلی ہوئی ہو سنبل نے گیسوے عنبرین پریشان کیے ہین لالہ داغ بدل سرو مضمحل ہر طرف تیرا ذکر ہو سوسن پکارتی ہو کہ تشہیر کو لاؤ لہذا چلو تشہیر نے کہا صاحب اِسوقت مین میدان مین آیا ہون کل آؤنگا حمالہ نے ہنستے ہنستے اپنے منھ پر تمانچہ مارا البس اُس نازنین نے تشہیر کا ہاتھ تھام کے ایک تمانچہ مارا کہا او بیحیا ہم تو تجھسے کہتے ہین کہ باغ مین چل اور تو انکار کرتا ہو تمانچہ کھا کر تشہیر نے سر جھکا لیا ہمراہ اُس نازنین کے چلا صحرا مین جا کر دونون غائب ہو گئے حمالہ نے پوچھا کہ ای عنبر افشان یہ سحر تو خاص تمھارا تھا تشہیر کو خوب تمنے تشہیر کیا مگر اب یہ کہان جائیگا عنبر افشان نے کہا اُس صحراے ریگستان مین جا کے چھوڑیگی کہ جہان دانہ نایاب اور پانی ناممکن ہو پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو نہ بچے گی مگر سکان نے جو اِن تینون شاہزادیون کو دیکھا زانو پر ہاتھ مارا اور کہنے لگا کہ یارو نہین معلوم سماک اژدر گیر پر کیا گذری اِن تینون قیدیون نے کیونکر رہائی پائی اور کس طرح یہانتک آئین نہین معلوم اُنھون نے اُسکو مار ڈالا یا جال تو اِنکے عابد کش و زاہد فریب ہین یا کوئی نگہبان ملگیا ساتھ والون نے عرض کی

حضور نامہ لکھین خبر ملجائیگی سکان میدان سے پلٹا مگر بڑا سوچ ہو کہ کیا تدبیر کرون
مین نے تینون کو قید کیا تھا کیا افتاد پڑی کہ تینون رہا ہوکے آئین اور تشہیر کو یون
غارت کیا مگر مین جاتا ہون اگر صحراے ویران مین ملا تو تشہیر کو لاتا ہون سردارون
نے منع بھی کیا کہ آپ نہ جائیے ہم لوگ جاوین سکان نے نہ مانا ایک زاغ چہ سوار
ہوکر چلا تو زاغ کو اُڑاتا ہوا ہر طرف جاتا ہو ایک مقام پر دیکھا کہ صحراے ریگستان ہو
ریت کے جابجا انبار ہین تشہیر جادو ایک مقام پر دبا پڑا ہو کوہ رہا ہو مین اٹھ نہین
سکتا سکان نے آکر تشہیر کو ریت سے نکالا تشہیر گھبرایا ہوا تھا کہا اے شہنشاہ
اگر پہر دو پہر آپ اور نہ آتے تو مین تڑپ تڑپ کے تمام ہوجاتا لیکن یہ تو بتلایئے
کہ وہ معشوقہ کہان گئی سکان نے کہا اے تشہیر تم ایسے ساحر ہوکر ایسے واہیات
کلام کرتے ہو وہ نمود بے بود سحر تھی کہ ایک طرف سے دیکھا ایک ضعیفہ قوم کی زنگن
بال چھوٹے چھوٹے سر پر سر کھلا ہوا گاڑھے کی چدریا اوڑھے ہوے سوسی کا
پائجامہ پہنے ایک لٹھیا ہاتھ مین اُس مین باندھے ہوے اِسی طرف آتی ہو
سکان نے کہا اے تشہیر لو تمھاری معشوقہ آتی ہو تشہیر نے جو دیکھا کہا حضور یہ تو
میری نانی کے سنون ہو سکان نے للکارا کہ او مکارہ کہان جاتی ہو مین تیرے
معشوق کو لیے جاتا ہون بڑھیا جھینپٹی یہ کہتی ہوئی کہ او نگوڑے موے مونڈی
کاٹے اِس نگوڑے کو نہ لیجا یہ یہین رہیگا تشہیر بھی کہنے لگا کہ اے سکان مین اُونکا
ابھی مجھکو فرصت نہین سکان نے کارد سحر نکالکر اُس ضعیفہ پر پھینک ماری ضعیفہ نے
ہرچند اپنے کو بچایا مگر نہ بچ سکی کارد سینے پر پڑی کہ توڑکر پشت کو پار گذری جب
بڑھیا مری تب تشہیر کو ہوش آیا سکان تشہیر کو نکال لایا اُس صحرا مین نہ رہنے
دیا لیکر لشکر مین آیا ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے یہ خبر لیکر خدمت شاہ
مین آئے تمام کیفیت عرض کی کہ اِسطرح سکان گیا تشہیر کو لایا یہ سُنکر عنبر افشان
نے کہا آج رات کو پھر چلا جائیگا دیکھون کہان کہان سے لاتا ہو کیا کیا نیرنگی
سحر دکھاتا ہو عنبر افشان نے رات کو ہوشمندانہ اِستادگیا بیٹھکر سحر کرنے لگی تشہیر

پڑا ہوا سو رہا تھا دو پہر شب گذری تھی کسی نے جگایا کہ حضور اُٹھیے آنکھ کھولنے لگے
تشہیر نے دیکھا کہ وہی آفت جان کھڑی مسکرا رہی ہی اور کہتی ہی کہ میرے ساتھ چلیے
تشہیر اُٹھکر ہمراہ ہوا وہ نازنین اپنے ساتھ تشہیر کو لیگئی صحرا مین جا کر غائب ہوئی
ہرکارون نے آکر بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے فرمایا یہ شعبدات سحر ہین اِس مین
مجھے کیا دخل ہی مگر خوب سزا دی اب تشہیر کا پلٹنا دشوار ہی کہ عنبر افشان آئی مگر
ملول و حزین سر خم چشم پرنم بادشاہ نے پوچھا اے عنبر افشان کیسا مزاج ہی ملکہ نے
سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا جب تو حمالہ گیسو کشا اپنے مقام سے اُٹھی کہا کیون بوا
کیسا مزاج ہی آج تمکو بہت پریشان پاتے ہین یہ کہکے منھ پر ہاتھ پھیرا عنبر افشان
نے ہنسکر کہا اے حمالہ گیسو کشا اِسوقت یہ خیال تھا کہ اِتنا بڑا طلسم کیونکر فتح ہوگا
ہر چند کہ یہ ساتوان در بند ہی کئی مہینے جنگ کو گذر چکے اور خاتمہ نہین ہوا اور روز
نیا شگوفہ نکلتا ہی اب دیکھو مقدمۂ تشہیر مین کیا ہوتا ہی اُدھر صبح کو سکان کو خبر پہونچی
کہ تشہیر بستر خواب سے غائب ہو گیا نقشۂ جمشیدی نکالکر دیکھا اُس مین مضمون نکلا
کہ تشہیر جادو صحراے گرد آباد مین خاک اُڑا رہا ہی یہ دیکھکر سکان فوراً صحراے
گرد آباد مین پہونچا دیکھا کہ تشہیر جادو پسینے پسینے ہو رہا ہی صحرا مین پھر رہا ہی اور
ایک ضعیفہ ہاتھ پکڑے ہوے راہ بتاتی پھرتی ہی کہ اِدھر چلو اُدھر مگر تشہیر جادو
ہر مرتبہ اُس ضعیفہ کی بلائین لیتا ہی کبھی گرد پھرتا ہی کبھی بوسہ لیتا ہی وہ ضعیفہ کہتی ہی
اے فرزند اب تو مجھکو چھوڑ دے جنگل مین حیران ہو گئی مگر تشہیر کا جوش و خروش
بڑھتا جاتا ہی کہتا ہی تجھکو چھوڑکر کہان جاؤنگا تیرے واسطے گھر بار چھوڑا دوستونکی
محبت سے منھ موڑا سکان نے للکارا کہ اے تشہیر کس حال مین ہی تشہیر نے کہا میرا
حال نہ پوچھیے مین عشق مین اِس نازنین کے دیوانہ ہو رہا ہون سکان نے کہا
ارے یہ معشوقہ ہی کہ تیری نانی ہی تشہیر نے کہا بیہودہ نہ بکو ورنہ تمکو قتل کرونگا سکان
نے ضعیفہ کو بھی للکارا کہ او بلاے روزگار اِسکا ہاتھ چھوڑ دے ضعیفہ نے تشہیر کا
ہاتھ چھوڑا سکان نے کار دسحر لگائی ضعیفہ کو مارا تشہیر نے کہا اے سکان تمنے بڑا

ستم کیا کیسی معشوقہ حسین وجمیل اُسکو اِس حسرت سے قتل کیا میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا ہائے کیا کروں اب اُسکو کیونکر پاؤں سکان نے ہاتھ پکڑا اور خون اُس ضعیفہ
کا ہاتھ میں لیکر منھ پر تشہیر کے ملا تب تشہیر ہوش میں آیا اُس ضعیفہ کا لاشہ دیکھکر
افسوس کرنے لگا کہ میں اِس شقتق کے پیچھے مارا مارا پھرتا تھا آپ نے بڑی عنایت
کی کہ مجھکو اِس آفت سے نکالا سکان تشہیر کو ساتھ لیکر لشکر میں آیا کہا اے تشہیر خبردار
اب کہیں نہ جانا مجھکو بڑی تکلیف ہوتی ہے تشہیر نے کہا اگر حکم دیجیے تو آج عنبر افشان
کو پکڑ لاؤں سکان نے کہا وہ بڑی زبردست ہے نہیں معلوم تمھارا کیا حال کرے گی
مگر تشہیر نے نہ مانا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا قریب بارگاہ عنبر افشان آیا سحر
کرتا ہوا اندر پہونچا چاہا کہ عنبر افشان کو بیہوش کرکے لیجاؤں کہ پلنگ کے نیچے
سے شیر کے دھڑدھڑکے کی آواز آئی ایک شیر ببر جھپٹ کر نکلا تشہیر نے چاہا اپنے کو
بچاؤں مگر شیر نے پناہ نہ دی چیر پھاڑ کر تشہیر کو پھینک دیا آواز سے شیر ببر کی ملکہ
عنبر افشان کی آنکھ کھلی دیکھا لاشہ تشہیر پڑا ہے شیر غرش کر رہا ہے عنبر افشان نے
ہاتھ سے اشارہ کیا وہ شیر زیر پلنگ جاکر غائب ہو گیا یہ دھما کا جو ہوا اور شیر نے
بھی آواز دی تھی چند کنیزیں بیقرار ہوکر آئیں کہ آج شب کو کیا معرکہ ہے کیسا ہنگامہ ہے
آکر دیکھا ملکہ کے منھ پر دوشالہ ہے ایک لاش پڑی ہے گوشت و پوست تو شیر کھا گیا
صرف ہڈیاں باقی ہیں حیران ہوکر دیکھنے لگیں ایک ایک حیران تھی کہ یہ لاشہ کہاں سے
آیا نہیں معلوم کوئی چور تھا ملکہ نے آنکھیں کھولکر دیکھا پوچھا ارے کیوں حیران
ہو سب نے کہا وارثی یہ لاشہ کسکا ہے ملکہ نے کہا وہی تشہیر جادو مجھکو گرفتار کرنے
آیا تھا میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ آج شب کو ضرور فتور کریگا تو میں نے گرفتار کر لیا
شیر ببر نے اُسکو چیر پھاڑ ڈالا لاشہ اِسکا باہر پھینک دو لاشہ تشہیر باہر پھینکا گیا مگر
صبح کو ہرکاروں نے سکان زمین کن کو خبر دی کہ تشہیر جادو مارا گیا لاشہ اُسکا
جنگل میں پڑا ہے سکان نے کہا لاشہ اُسکا اُٹھوا کر جلاؤ نار ہی کو جہنم میں پہونچاؤ
لاشہ تشہیر کا جلایا گیا مگر سکان نے جمشید ثانی کو عرضی لکھی کہ یا خداوند یہ کیسا ستم

ہو کہ مسلمانون کے عظم و شان بڑھتے جاتے ہین ساحر تباہ و برباد ہوین اب مین طبل جنگی بجواتا ہون وقت پر یا تو کسی کو بھیجیے یا خود تکلیف فرمایئے عرضی روانہ کر کے طبل جنگی بجوایا سعد نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سکان خود نکلا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سعد شہریار نے گھوڑا بڑھایا میدان کارزار مین سامنے سکان کے آئے سکان نے پوچھا اے شہریار آپ کسواسطے آئے ہین فرمایا تیرے مقابلے کو سکان نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ تلوار کے مارے سعد نے خالی دیے کئی وار خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مار دیا تیغہ ٔ انتقام جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سر سکان کا زخمی ہوا سکان نے اپنے کو زمین پہ گرا دیا سعد نے چاہا اسکو مار لون مگر سکان تڑپکر بلند ہوا چھ لاکھ فوج جو اسکی صفین جمائے کھڑی تھی اُسکا افسرون کا نام لیکر آواز دی کر ان سب کو مار لو مغلوبہ ہوئی دونون لشکر آپس مین ملگئے چارون شاہزادیان جو آکر بھر کرنے لگین ہزارون کے قلب اُلٹ گئے بھاگے بھاگے پھرتے ہین بعض کنوئین مین گرتے ہین بعض پہاڑ سے سر ٹکرانے لگے سکان نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ ساحر سر ٹکرا کر مر رہے ہین کبھی آپس مین لڑتے ہین ایک کو ایک طعن و تشنیع کرتا ہے کوئی نام معشوق لیکر غل مچاتا ہے کوئی پکارتا ہے اے جان جہان و اے آرام عاشقان نظم

کیا لکھون حال چاک دامان کا	تار باقی نہین گریبان کا
بھر گئے دو گھڑی مین سب جل تھل	دو نگڑا اٹھا یہ ابر مژگان کا
نہ تڑپیو ذرہ دل مضطر	زخم اُٹھا لیجو تیر مژگان کا
کاغذ و خامہ دونون جلنے لگین	حال لکھون جو آہ و سوزان کا
خشک ہو کر مرا تن لاغر	ہو عصا ہاتھ و دست دربان کا
اے قمر نقد جان عوض مین دون	پائون چھلا جو دست جانان کا

سکان نے جو دیکھا کہ ساحر اپنی جان دیے دیتے ہین اور آپس مین کشت و خون ہونے لگا پکارا کہ یا خداوند جمشید میری مدد کیجیے زخمی ہو چکا اب سامنے

طلسم کشا کے نہ جاؤنگا اِن شاہزادیون نے وہ قیامت برپا کی ہو کہ جسکا دفع ناممکن ہو
کئی ہزار ساحر جان دینے پر آمادہ ہین کس کسکو سرنگون ہو شکست کھا کر پلٹونگا کیونکہ
طلسم کشا صف شکن تیغ زن ہو کھڑے کھڑے قلعہ فتح کرلینگے یہ جو بیقرار ہوکر سکان نے
کہا صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر کوہ پیکر پشت کرگدن پر سوار چند ساحر پشت پر اس
کرو فر سے آکر پہونچا سکان نے بڑھکر آوازدی اے ثریا سے روشن طبع قدرت
نے کیا ارشاد فرمایا ہو ثریا نے کہا اے بادشاہ دربند ہفتم تمھاری فریاد قدرت نے
سنی مجھکو حکم دیا تم چلو مین بھی آتا ہون آج اُن شاہزادیون کو سزاے مقتول دونگا
مگر میری بندیان ہین پھر اُنکو عمدہ ہاے جلیل دونگا یہ سُنکر سکان لڑنے لگا جھکے
سحر کرنے لگا جب گولہ پھینکا دس بیس کے سر پھٹے ثریا بھی سحر کرتا ہوا آیا آکے ایک
دو پتھر زمین پر مارا کہ گرد اُڑی اُسطرف ملکہ حمالہ گیسو کشا موجود تھین غبار مین
چھپ گئین دور سے عنبر افشان نے دیکھا کہ حمالہ کا خاتمہ ہوتا ہو تڑپ کر گری
اُس غبار کے ٹکڑے اُڑا دیے غبار کو خاک مین ملا دیا حمالہ نکلی ثریا نے جو یہ معاملہ
دیکھا گھبرا گیا کہا اے سکان یہ شاہزادیان ہمارا سحر دفع کرتی ہین اب مین کیا کرون
سکان نے کہا اے ثریا یہ وہ شاہزادیان ہین کہ اِنھون نے کل علم حاصل کیے ہین
کوئی سحر ایسا نہین کہ جو اِنھون نے نہین سیکھا لیکن اگر خداوند جمشید ثانی آجاے
تب یہ شاہزادیان عاجز ہوتین عین گرمی جنگ ہو کہ یکایک صحرا پہ بہار ہوا نخل جھومنے
لگے غنچے چٹکنے لگے کلیون کو بے کلی رنگ گل کو تری پیچ ہاے نخل سے دھوان نکلنے
لگا طائرون نے آوازین دین کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ شیطان کی خطا کے بانی یعنی
خداوند جمشید ثانی جو کہ سحر و ساحری مین لاثانی ہین تشریف لاتے ہین یہ صدا سنکر
چارون شاہزادیان یا تو جمکر سحر کر رہی تھین یا خاموش ہوئین ایک نے ایک کی
جانب دیکھا اِشارہ یہ تھا کہ لو غضب ہوا جمشید مردود آتا ہو یہ ذکر تھا کہ ابر پھٹا
دیکھا کہ جمشید ثانی تخت پر سوار چند رسنین ہاتھون مین چارون وزیر چارون
کونون پر سرنگون بیٹھے ہوے ہاتھ ہلاتے جاتے ہین اُسی کی یہ تاثیر ہو کہ جو اوپر تحریر کیا

طائرون کی زمزمہ سرائی صحرا کی رعنائی جمشید نے جو دیکھا کہ چارون شاہزادیان
سحر کر رہی ہین اول طرف عنبر افشان کے متوجہ ہوا پکارا کہ او ظالم تجھی سرکش ہی
ای میثاق اسکو اٹھالے میثاق کڑک کر گرا عنبر افشان کو اٹھالے گیا حمالہ نے
چاہا بھاگون لیکن دوسرا وزیر کلاق خارہ شکن تڑپ کر گرا حمالہ کو بھی اٹھالایا
تیسرے وزیر سے پھر اشارہ کیا کہ بی لوحدارہ کو بھی لینا ابلیس بلند آواز تڑپ کر
گرا لوحدارہ کو بھی اٹھالے گیا یاسمن نے چاہا بھاگون کہین جاکر چھپون مگر جمشید
خود اٹھا چونکہ اسپر عاشق ہی کسی وزیر کو اشارہ نہ کیا خود ہی یاسمن کو اٹھالے گیا
آپ تو بیٹھا شراب پی رہا ہی چارون شاہزادیان سامنے پڑی ہین مثل مردے کے
بالکل حس و حرکت نہین جب آنکھ کھولتی ہین اور جمشید کو سامنے دیکھتی ہین تو پھر
خوف سے آنکھین بند کر لیتی ہین مگر جمشید نے سکان کو آواز دی کہ ای میرے
بندۂ خاص الخاص دیکھا تو نے کہ قدرت نے کیا کیا اسی طرح سعد کو بھی گرفتار
کرتا ہون مغلوبہ کو زور ترد سے سکان نے فوج کو اشارہ کیا چہار طرف سے سحر
ہونے لگا مگر بادشاہ نے جو دیکھا کہ چارون شاہزادیان گرفتار ہو گئین جھکر
لڑنے لگے عین گرمی جنگ ہی کہ فیروزہ کو بھی پنجہ اٹھالے گیا لاکر سامنے جمشید کے
ڈالدیا اب جمشید کچھ ہاتھ وغیرہ ہلا رہا ہی کبھی اشارہ کرتا ہی بادشاہ چہار طرف
جنگ مین سستی دیکھتے ہین کہ ہمارے فوج والے بہت سست لڑ رہے ہین یہی
ارادہ ہی کہ بھاگ جاوین سکان کے سحر سے بدحواس ہو رہے ہین اگر تلوار
اٹھاتے ہین تو ہاتھ مین رعشہ کمان مین خم خنجر بیدم نیزون کا یہ حال ہی کہ مثل بدقوق
کانپ رہے ہین ہر طرف یہی آوازہ ہی کہ ای شہنشاہ غلام کیا کرین سلاح نے جوابدیا
تلوار نہین چلتی تیر ترکش مین طائر پر بند ہین خنجر ناپسند ہین گھوڑون کو دیکھیے کیا
حال ہی کہ رہروی سے مجبور و ناچار کھڑے ہانپ رہے ہین سوار کانپ رہے
ہین علاوہ سحر سکان کے جمشید ثانی سحر کر رہا ہی بادشاہ نے دیکھا ایک جانب
ایک ساحر سیاہ رو فیروزہ کی مشکین باندھ رہا ہی اور فیروزہ پکارتا ہی کہ ای

آقائے نامدار غلام کو بچائیے بادشاہ نے جو دیکھا کہ فیروزہ گرفتار ہوا اُسکو جا کر رہا کر دن گھوڑے کو بڑھایا قبضے پہ ہاتھ ڈالکر للکارا کہ او نا ہنجار بد کردار خبردار فیروزہ پر دست اندازنہونا اُس ساحر نے کئی سحر کیے مگر بسبب لوح محفوظ کے سعد محفوظ رہے لڑتے بھڑتے قریب اُس ساحر کے پہونچے ساحر نے ہاتھ تلوار کا مارا اسعد شہریار نے تلوار کو روک کر ہاتھ مارا دیا کہ ساحر کے دو ٹکڑے ہوے مگر فیروزہ ہاے کہکر گرا کہا ای شہریار غلام کے اعضا جلا چاہتے ہین جلد لوح محفوظ میرے گلے مین ڈالیے کہ مین سحر سے بچون معلوم ہوتا ہی کہ ہڈیان جل رہی ہین بادشاہ نے اپنے عیار کی محبت مین لوح محفوظ اپنے گلے سے اُتاری اور گلے مین فیروزہ کے پہنادی فیروزہ نے جو لوح پائی پیچھے ہٹ کر آواز دی کہ منم سرہنگ جادو یا خداوند لوح محفوظ مین نے لے لی یہ کہکر بھاگا قریب تخت کے آیا ہاتھ بڑھا کر جمشید نے لوح محفوظ لی اور ہاتھ ہلایا کہ رسن سحر گلے مین بادشاہ کے پڑی کھینچتے ہوے سامنے جمشید کے پہونچے جمشید نے اُسی تخت پر بادشاہ کو بھی ڈال لیا خیال مین ہو کہ ای جمشید اب نکل چلو مگر اہل اسلام نے جو دیکھا کہ بادشاہ بھی گرفتار ہو گئے اور سحر کا ہنگامہ ہی کوئی روکنے والا باقی نہ رہا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای خالق کارساز و ای رب بے نیاز اس مشکل کو آسان کر نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب	گہرہاے روشن تراز آفتاب
پدید آری از لطف جوہر پدید	بہ جوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را	تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نہ گوئی ببار	زمین نا ورد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی	برون زانکہ یاری گرے خواستی
زگرمی و سردی و از خشک و تر	سرشتی بہ اندازۂ یکدگر
چنان برکشیدی و بستی نگار	کہ ہر زان نیارد خرد در شمار

ای کریم و رحیم سواے تیرے کس سے فریاد کرین اور سواے تیرے کسکو یاد کرین

جمشید ثانی کھڑا دیکھ رہا ہی اہل اسلام کا انتشار ہر خرد و کلان بیقرار چاہتے ہین بھاگین بھاگ نہین سکتے اگر مقابلے کا قصد کرتے ہین تو اپنے ہتھیار اپنے دشمن جو راہبر تھے وہ رہزن ہوے ہر مرتبہ منھ طرف آسمان کے کرتے ہین پروردگار کو پکارتے ہین کہ پروردگار بچالے اس کشاکش سے نجات دے گنہگار تیرے مبتلاے مصیبت ہین امیدوار رحمت ہین جمشید چاہتا ہی ایک سحر ایسا کرون کہ ان سب پر برق گرے کہ ایک ہی مقام پر رہجائین لڑنے سے باز آئین دامن سپر سے منھ چھپائین لڑنے سے عاجز ہوجائین مگر اہل اسلام نے بلک کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے بجتے ہوے علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے جنپر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا سب نے دیکھا کہ صاحبقران زمان مع چند سرداروں کے آکر پہونچے خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین ہرکارے لشکر سعد کے صاحبقران کو دیکھکر دوڑے آکر خبر دی کہ اپنے کو جلد پہونچایئے سعد شہریار قید ہوگئے امکان جادو نے جو کہ صاحبقران زمان کے ساتھ ہی اور بصدق مطیع ہوچکا ہی اسنے کچھ جان کا خوف نہ کیا گھوڑے سے اترا طرف جمشید کے چلا اور پکار کے کہا کہ او شہریار اگر بنتا ہی تو سعد کو لاتا ہون اور کسی جادوگرنی کو چھڑاتا ہون یہ کہکے بلند ہوا کڑک کے تخت پر جمشید کے گرا جمشید نے امکان کو بھی گرفتار کر لیا مگر قیلاب عقاب سوار کہ حاکم دربند ہفتم ہی سکان اسکا تابع ہی طرف دربند ششم کے گیا تھا اور سکان زمین کن کو اپنا قایم مقام کرکے چھوڑ گیا تھا اسوقت آیا قریب تخت جمشید پہونچا آکر سجدہ کیا جمشید نے پوچھا او قیلاب کہان تھے قیلاب نے عرض کی کہ برا ے گرفتاری امکان جادو دربند ششم پر گیا تھا اُس دربند کو بالکل ویران پایا جمشید نے کہا او قیلاب مین نے اسکو یہان گرفتار کر لیا صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ امکان بھی جاکر گرفتار ہوا بیقرار ہوکر نعرہ شیرانہ کیا نعرہ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال
منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون نہ پیشم فراری شدہ
زمین دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
سلیمان کو چک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد و اسلام شد
کہ صاحبقران در جہان نام شد

نعرہ کرکے تلوار کھینچی مگر عمرو کہ زیر شکم مرکب ہو کہتا جاتا ہو کہ او شہریار اسم اعظم پڑھیے جمشید کیسے کیسے سحر کر رہا ہو کبھی آگ برساتا ہو کبھی ہوا سے گرم چلتی ہو مگر صاحبقران پر تاثیر نہیں ہوتی اُسی طور سے لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے ایک نازنین آئی اور صاحبقران نے اُس سے آنکھ ملائی وہ مسکرائی اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

مہربانی ہو دم مرگ یہ او یار عبث
دیکھنے آئے ہو تم صورت بیمار عبث
کم نہ تھے داغ جگر سیر کو افسوس کہ ہم
دیکھنے آئے ہین کیفیت گلزار عبث
آپ کے بخل طبیعت سے اب امید نہین
لوٹنے آئے ہین ہم دولت دیدار عبث
کون سی بے ادبی کی جو کہا حال اپنا
ہمسے بل کرنے لگے گیسوئے خمدار عبث
غیر ممکن ہو کہ مسک سے میسر ہو فیض
دہن زخم نے چھیڑے لب سوفار عبث
مین ہون افسردہ ہنسی آئیگی کیونکر لب پر
گڑگڑاتے ہین کف پا کو سر خار عبث
ہان تو تمسے جو کہتا ہو وہ او یار نسیم
ہو نہ آزردہ کہین کرتے ہو تکرار عبث

جیسے ہی اُس نازنین نے برائے تسخیر صاحبقران یہ اشعار پڑھے امیر نے اسم اعظم وردِ زبان کیا اُس نازنین پر دم کیا بس وہ جلنے لگی جلکر خاک ہوئی اور آواز آئی کشتی مرا نام من دل افروز جادو بود مار کر اُس کو صاحبقران آگے بڑھے قریب تخت جمشید پہونچے جمشید نے وزرا کو اشارہ کیا چارون وزیرون نے جلکر سحر کیا مگر چونکہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین کسی کے سحر نے تاثیر نہ کی صاحبقران قریب تخت کے پہونچے جب تو جمشید نے تخت اپنا بلند کیا وزرا سے کہا حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا مین کیا کرون آخر ایک روز مقابلہ ہوگا اب تو ٹل چلو قدرت نے یہی تقدیر کی یہ کہکے تخت کو بلند کیا اسکان جادو وسعد شہریار و چارون شہزادیان

ان سب کو لیکر روانہ ہوا صاحبقران نے کئی تیر مارے مگر جمشید نے تیر جلادیے
کوئی تیر قریب اسکے نہ پہونچا جمشید تو نکل گیا کل فوج نے صاحبقران زمان کو گھیرا
سکان وقیلاب طبل امان بجوا کے پلٹے قیلاب نے سکان سے کہا اے سکان
تدبیر کرو کہ صاحبقران گرفتار ہون سکان نے کہا آج رات کو جاؤنگا اور حمزہ
کو چرا لاؤنگا ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرین یہ کہکے سکان ٹھکانے
مین آیا سحر تیار کیا رات کو اڑتا ہوا لشکر صاحبقران مین آیا جا بجا پھر رہا ہے خبر لیتا
پھرتا ہے کہ صاحبقران کس بارگاہ مین ہین خواجہ عمرو ایک سپاہی کی شکل بنے ہوے
آتے ہین کہ سکان نے پوچھا کیون میان سپاہی صاحبقران کس بارگاہ مین ہین
خواجہ کا یہ سنکر ماتھا ٹھنکا فرمایا او شخص تو کون ہے کسواسطے پوچھتا ہے سکان چپ ہوا
حیران تھا کہ کیا جواب دون خواجہ سمجھ گئے کہ یہ کوئی حریف ہے عمرو نے کہا او برادر
مین تو خود حمزہ سے بیزار ہون مین جاکر بتا دون بلکہ گرفتار کرا دون سکان ٹھہرا
کہا بڑے میان صاحب تمکو حمزہ سے کیا عداوت ہے عمرو نے کہا کئی مہینے کی تنخواہ میری
دبالی ہے مین چاہتا ہون انکو سزا دلوا دون سکان نے کہا تنخواہ تمکو ہم دیوینگے
عمرو نے کہا اگر تنخواہ آپ دینگے تو مین بھی جان لگا دونگا سکان نے کہا بہت کچھ تمکو
دلواؤن ہرچند کہ حاکم کو اختیار ہے مگر میرے کہنے سے انکار نہین کرسکتے مین کاروبار
کل کرتا ہون عمرو نے کہا چلو مین ابھی گرفتار کرا دون سکان خوشی خوشی ساتھ
ہوا خواجہ اسکو لیکر چلے ایک مقام پر آکر کہا وہ دیکھو سامنے صاحبقران آتے
ہین جیسے ہی سکان پلٹا خواجہ نے حلقہ ہائے کمند مارے اور حباب مار کر بیہوش
کیا پشتارہ باندھا دربار مین سامنے صاحبقران کے لیکر آئے صاحبقران نے
پوچھا خواجہ یہ کون ہے عمرو نے کہا سکان فرستادہ قیلاب عقاب سوار امیر
نے کہا ہوشیار کرو اول تلقین کرو اگر اطاعت کرے تو جان بخشی ہے ورنہ قتل کرو
عمرو نے زبان مین سوزن دیکر ستون سے باندھا پھر سکان کو ہوشیار کیا سکان کی
جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار صاحبقران مین پایا تاجدار و سردار بیٹھے ہین امیر نے

پکار کر کہا کہ اے سکان تو نے قدرت خدا کا تماشہ دیکھا میری گرفتاری کو آیا تھا
تو خود گرفتار ہوا بہتر یہ ہے کہ جمشید ثانی پر لعنت کر تو نے خود دیکھا کہ میدان میں
میرے سامنے سے بھاگا چونکہ ساحر ہے کہ سکے جلد ہو گیا مجھکو کچھ نہ بن پڑا اگر وہ
سعد کو گرفتار کر کے لے گیا ہے تو انشاء اللہ اسپر لشکرکشی کرونگا اسطرح امیر نے
سمجھایا چند کلمے مذمت کفر میں کہے اور چند کلمے تعریف پروردگار میں بیان کیے
سکان کے دل سے زنگ کفر دور ہوا قلب کو صفا حاصل ہوا پکار کر کہا میں بصدق
دل مسلمان ہوتا ہوں عمرو نے کہا اے سکان اطاعت کرو کہ آقا کے کام آؤ سکان
نے کہا میں سب طرح حاضر ہوں صاحبقران نے حکم دیا کہ سوزن زبان سے سکان
کی نکالو سکان کی زبان سے جب سوزن نکلی قدموں پر صاحبقران کے گر پڑا
اطاعت اسلام اختیار کی زمرۂ سرداران میں آکر بیٹھا صبح کو ہرکاروں نے یہ خبر
قیلاب کو پہونچائی کہ سکان شریک صاحبقران ہوا قیلاب بہت گھبرایا کہا
کیا مصیبت ہے کہ ادھر کے لوگ ادھر شریک ہو جاتے ہیں اب یہ لوگ راز و نیاز
بتا دینگے میں جاتا ہوں سکان کو گرفتار کر لاؤنگا یہ کہکے اڑا سکان زمین کن
بارگاہ صاحبقران سے نکلا ہے کہ اپنی بارگاہ میں جاؤں قیلاب نے آسمان سے
دیکھا تڑپ کر گرا سکان کو اٹھا لے گیا اور آسمان پر آکر نعرہ کیا کہ منم قیلاب امیر
نے جو یہ خبر پائی فرمایا خواجہ جاؤ جسطرح بن پڑے اسکو رہا کر کے لاؤ ورنہ میں
خود جاؤنگا اسکو رہا کر کے لاؤنگا قیلاب اسکو کیا سمجھ کے لے گیا ہے مجھپر
کوشش واجب ہے یہ سنکر خواجہ اسی وقت روانہ ہوئے مگر یہاں قیلاب
سکان کو لیکر بارگاہ میں آیا ستون سے بندھوا دیا سحر اپنا اتار کر ہوشیار کیا اب
سکان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا قیلاب تخت پر بیٹھا ہوا غرور کر رہا
ہے کہ اے سکان تو نے دیکھا یوں ہی حمزہ کو بھی گرفتار کر لاؤنگا مگر خواجہ بہ شکل
خدمتگار ایک طرف ٹھہرے قیلاب نے جو کلمات نادرست کہے سکان نے
بگڑ کر جواب دیا کہ او بیحیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر کیوں ڈراتا ہے میں جب اطاعت

اسلام کی کرچکا یقین ہو کہ صاحبقران زمان میری رہائی مین کوشش کرینگے وہی میرے آقاے نامدار ہین مین انکا ساتھ نہ چھوڑونگا قیلاب نے جھلا کر کہا جلاد کو بلاؤ کہ اسکو قتل کرے جلاد جو حاضر ہوا بھائی سکان زمین کن کا کتمان زمین کن بیٹھا ہوا تھا اُسنے جو دیکھا کہ بھائی قتل ہوتا ہو خون قرابت نے جوش مارا جی مین کہتا ہو کہ مقام افسوس ہی بھائی صاحب قتل ہوجائین اور مین اپنی آنکھون سے دیکھون اپنے مقام سے اُٹھا سامنے قیلاب عقاب سوار کے آیا کہا اے شہنشاہ ساحران ہرچند کہ یہ قصور روا رہو مگر پرورش کا امیدوار ہو قیلاب نے جواب دیا اِسنے وہ خطا کی ہی کہ لایق بخشنے کے نہین ہو کتمان نے عرض کی ملازمون سے ہمیشہ خطا ہوتی رہتی ہی سرکار معاف فرماتے ہین اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو ملازمان قدیم کو نا امیدی ہوگی یہ سُنکر کتمان سے قیلاب نے کہا کہ اول جا کر گنہگار سے دریافت کرو اگر وہ عذر کرے تو مین خطا معاف کر دون کتمان اُٹھا پاس سکان کے آیا کہا اے برادر تم ناحق جان دیتے ہو یہان حمزہ کا گذر ہونا دشوار ہو اِس ملک کا ایسا پاس ہو کہ خود قدرت تشریف لائے اور چارون شاہزادیون کو گرفتار کر کے لیگئے قدرت اِس ملک کے مددگار ہین کیا عجب ہو کہ کوئی سحر اپنا چھوڑ گئے ہون کہ وہ بروقت کام آئے لہذا تم عذر کرو کہ شہنشاہ تمھارے جرم سے درگذر فرمائین یہ سُنکر سکان ہنسا کہا اے برادر تم کنارے بیٹھو جو ہماری تقدیر مین رہائی ہو تو فبہا ورنہ بقول شاعر فرد اگر تیغ عالم بجنبد زجا ✽ نہ برد رگے تانخواہد خدا ✽ اور مین تو اسیر کار بند ہون بیت سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ✽ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ✽ یہ ذکر تھا کہ ایک اور جلاد صف سے تڑپ کر نکلا کہا اے شہنشاہ یہ مغرور متکبر یون نہ مانے گا اگر مجھکو حکم ہو تو فوراً سر قلم کرون تب یقین ہو کہ اِسکو خبر ہوگی سب ملازم آگاہ ہوجاوینگے کہ خطاوار کے واسطے یہ سزا ہوئی کتمان نے کہا اے جلاد تجھے کیا دخل ہو ہم شہنشاہ سے تقصیر معاف کراتے ہین جلاد نے نہ مانا کہتا ہوا بڑھا فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ✽ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ✽

قریب آکر خنجر چمکایا اِشارہ کیا کہ سنبھلکر بیٹھو منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری
یہ کہکے خواجہ نے زبان سے سکان کی سوزن نکالی سکان نے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا کہ
تمام بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا رعد گرجا برق چمکی قیلاب نے کہا لینا یہ نہ جانے پائے
چہار جانب سے ساحرون نے بلوہ کیا مگر یہ ساحر زبردست ہی جس مقام پر کھڑا ہوکر
سحر کرتا ہی ہزارون ساحرون کے سر اُڑ جاتے ہین کچھ بیہوش ہوکر گرتے ہین کچھ بھاگتے
ہین اسی طرح سکان لڑتا ہوا کنارے پر لشکر کے پہونچا ہی کہ قیلاب نے آکر نعرہ کیا
کہ او سکان تیری کیون قضا آئی ہی ایک گولہ مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا سکان نے جو
نعرۂ قیلاب کی صدا سُنی پلٹ کر سحر کرنے لگا اور قیلاب کا سحر دفع کردیا قیلاب نے
جو دیکھا کہ سحر کو میرے دفع کر رہا ہی اہل فوج سے اِشارہ کیا کہ اسکو مار لو ارے تم
سب چہار طرف سے سحر کرو کسی کا سحر تو تاثیر کریگا کئی لاکھ جادوگر جو بڑھے سکان
اِنکی طرف متوجہ ہوا اور اِنکے سحر روکنے لگا اُس بلوے مین قیلاب نے ہاتھ
ہلادیا کہ برق گری اور سر سکان کا زخمی ہوا سر سے خون جو بہا چرخ مار کے گرا
بیہوش ہوگیا سکان کے گرتے ہی قیلاب نے آواز دی اِسکو گرفتار کرلو ایک
ساحر نحیف وضعیف قریب کھڑا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ ہان صاحبو تم لوگ قریب نہ آؤ
مین گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکے کمر پر ہاتھ ڈالا ایک جال نکالا اِسطرح پر وہ جال ملا
کہ سکان جال مین آگیا کھینچکر اُسکو نعرہ کیا کہ او قیلاب آگاہ ہو نعرۂ خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ بخت بد اختر ببرم
در محفل خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

عمرو جست وخیز کرتا ہوا بھاگا جس ساحر نے منہ کھولا کہ سحر کرون عمرو نے تیر مار دیا
کہ گدی کو توڑ کر پار گذر اجسنے ہاتھ بڑھایا عمرو نے اُسکا ہاتھ قلم کر دیا کاندھون پر
ساحرون کے قدم رکھتا ہوا عمرو اُس بلوے سے نکلا ہر چند ساحرون نے تعاقب
کیا مگر خواجہ کو کون پاتا ہی جب قیلاب نے دیکھا کہ عمرو سکان کو لیکر نکل گیا تو
رنجیدہ پلٹا آکر بارگاہ مین بیٹھا کہتا ہی یارو کیا تدبیر کرون اِتنا بڑا ساحر زبردست

میرے قبضے سے نکل گیا مجھکو خیال یہ ہو کہ حمزہ کی مدد کریگا لیکن مین اسکا تعاقب ہرگز
نہ چھوڑونگا پھر گرفتار کر لاؤنگا چین سے بیٹھنے نہ دونگا یہان صاحبقران دربار
مین پریشان بیٹھے تھے کہ عمرو سکان کو لیکر آیا کہا اے آقاے نامدار سکان کو لایا!
مگر بہت نقصان ہوا کئی صندوقچے میرے پاس تھے وہ گر گئے ہیں اُسکی قیمت دیجیے
مہاجنون نے سکان کو چھین لیا ہو روپیہ ملے تو مین اُسے چھڑا لاؤن امیر با توقیر نے
کئی ہزار روپیہ منگوا کر دیے خواجہ نے سکان کو نکالا سکان ہوشیار ہوا کہا اے
شہریار مین دیکھ رہا تھا خواجہ نے کیا کار نمایان کیا کہ مجھکو اُٹھا لائے ورنہ زندہ
رہنا دشوار تھا امیر نے فرمایا خواجہ اگر ہو سکے تو قیلاب کو گرفتار کر لاؤ کہ اُسکے
وجہ سے بڑا فتور پڑا ہو اگر یہ دربند فتح ہو تو راستہ طلسم کا کھلے عمرو نے کہا مجھکو کچھ
خرچ ملیگا تو مین جا کر تدبیر کرونگا سکان نے کئی موتیون کے مالے گلے سے اُتار کے
عمرو کو دیے عمرو نے کہا اے سکان یہ رقم تو بہت حقیر ہو لیکن جستجو کرونگا اگر بن پڑا
تو قیلاب کو لاؤنگا یہ کہکے عمرو کنارے ہوا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل
جمشید ثانی بنا تخت پر سوار ہوا تخت اُڑاتا ہوا چلا یہان قیلاب دربار مین بیٹھا
ہو کہ اسنے دیکھا خداوند تخت پر آتے ہین براے استقبال اُٹھا قدرت آکر دربار مین
بیٹھے کہا اے قیلاب حکم کتاب سے معلوم ہوا کہ سارہ بان زادہ تمھارے فکر مین نکلا
ہو مجھکو خوف ہو کہ ایسا نہ ہو تمپر ہاتھ ڈالے لہذا شراب منگواؤ اور سب جمع ہو کے
بیٹھو مین ایک ایک جام سب کو پلاؤن عمر بڑھا دون کہ سارہ بان زادہ کچھ نہ کر سکے
مجھکو اپنے بندون کا بڑا خیال ہو آج کئی دن سے یاسمن کو سمجھا رہا ہون مگر وہ سرکش
نہین مانتی آج ایسی تقدیر کرون کہ وہ مجھپر مائل ہو جو کہون وہ قبول کرے مین نے
پیدا کیا ہو کیا یہ مجھمین طاقت نہین ہو کہ دل پہ قبضہ کرون یقین یہ ہو کہ آج راضی ہو
مگر مجھکو خیال ہوا کہ جا کر اپنے بندون کی عمر بڑھا دون یہ مضمون سُنکر سب خوش ہین
کہ اب قدرت عمر بڑھاتے ہین کسکی مجال ہو کہ پھر ہمکو مار سکے مٹکے شراب کے لا کر
رکھے گئے جمشید ثانی نے کمر سے ایک پڑیا نکالی سب حیران ہین کہ دیکھین قدرت

کیا کرتے ہین حکم دیا کہ یہ پڑیا کل شراب مین ملا دو اسی کا ایک ایک جام پیو لیکن
ایک سانس مین پینا اگر دم ٹوٹا تو عمر گھٹ جائیگی سبھون نے بڑے بڑے جام چن
چنکر لیے انکو اپنے ہاتھ سے بھر البون سے لگا کر بہ کد و کوشش پیا قیبلاب نے دوجام
پیے کہا یا خداوند شراب پیتے ہی عجب پردہ کھلا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی اور عرش
اعلیٰ کا سامان معلوم ہورہا ہی جمشید ثانی نے اشارہ کیا کہ اٹھکر ٹہلو قیبلاب اٹھکر
ٹہلنے لگا بیہوشی نے تمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گرا اور اہل محفل بھی اپنی اپنی جگہہ سے ناچتے
ہوے اٹھے جو اٹھا وہ جہان سے اٹھا تھوڑے عرصے مین کل اہل محفل بیہوش
ہوے عمرو نے ارادہ کیا کہ قیبلاب کو اٹھالون اور محفل کو لوٹون مگر سالار جادو
سپہ سالار قیبلاب برائے شکار گیا تھا اسوقت آیا آسمان سے بیرون بارگاہ
دیکھا کہ ہزارہا ساحر ناچ رہے ہین دوڑتے دوڑے پھرتے ہین آسمان سے اترا
ساحر اسکو گالیان دینے لگے کہ او سالار اسوقت تو کیون آیا سالار نے کسی پر
توجہ نہ کی پردہ اٹھا کر بارگاہ مین آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین ایک شخص دبلا سا
محفل کو لوٹ رہا ہو لاشے پڑے تڑپ رہے ہین للکارا کہ باش او ساربان زادے
خبردار شاہ کو نہ اٹھانا عمرو نے جو دیکھا کہ سالار آگیا جست کرکے بھاگے سالار نے
عمرو کا پہچانا نہ کیا قیبلاب کو ہوشیار کردیا قیبلاب جو اٹھا ساری محفل کو بیہوش پایا
پوچھا اے سالار یہ کیا معرکہ ہی خداوند کہان گئے سالار نے کہا میرے سامنے خداوند
نہ تھے قیبلاب نے کہا قدرت نے ہمکو شراب پلائی اور تو کہتا ہی کہ مین نے قدرت
کو نہین دیکھا معلوم ہوتا ہی کہ قدرت تجھسے ناراض ہین کہ انھون نے تیرا سامنا
نہین کیا وہ تجھکو دیکھکر پوشیدہ ہوگئے کہ اسکو بھی شراب جاتی دینا ہوگی سالار
نے کہا اے قیبلاب مین نے آپ کو بچایا وہ قدرت نہ تھے بلکہ ساربان زادہ عیار
صاحبقران تھا قیبلاب نے کہا او سالار تو مجھکو جھٹلاتا ہی عیار کے پاس یہ تخت و
تاج کہان سے آیا یہ اسکی مجال ہی کہ قدرت کی صورت بن سکے اسی طرح سالار
اور قیبلاب سے خوب تکرار ہوئی قیبلاب نے حکم دیا کہ سالار کو نکالدو جس سے

قدرت نارامق ہین اُس سے ہم بھی کشیدہ ہین جب ساحرون نے سالار کو گھبرا کے اسکو
بارگاہ سے نکالدین سالار بہت غمگین ہوا اور روتا ہوا بارگاہ سے باہر آکر سوچنے
لگا کہ اہل طلسم کی عقل پر فتور پڑا ہی دوست کو دشمن بناتے ہین مسلمان بڑے قدردان
ہین جب توسکان جاکر شریک ہوا مرنا گوارا کرتا تھا مگر کہنا اُسکا نہ مانا قیلاب نے
کیسا کیسا دباؤ ڈالا مگر ایسی قدرشناسی صاحبقران نے اُسکی کی ہی کہ مرنا گوارا کرتا
تھا کہ مجھکو قتل کرڈالے مگر اطاعت صاحبقران سے منھ نہ پھیرونگا بس انھین کی خدمت
مین چلو چلکر حاضر ہو رہائی بادشاہ مین جو پیروی کروگے تو صاحبقران بہت خوش
ہونگے لہذا سردارون کو بلایا ستر ہزار جادوگرونکا افسر ہی سب افسر آکر موجود ہوے
اُنسے بیان کیا کہ یارو میرا ارادہ ہی کہ جاکر صاحبقران کا شریک ہون سب افسران
فوج کہ رہے ہین کہ ای شہریار قیلاب قیامتین برپا کریگا خداوند جمشید ثانی بھی
پیروی کرینگے وہ قدرت ہین سالار نے کہا قول مسلمانان ٹھیک ہی دیکھو یاسمن
پر عاشق ہین اور کچھ نہین کرسکتے بڑے اعتراض کی بات ہی جسکو پیدا کیا اُسی پر مائل
ہوے کیا اُس سے بہتر پیدا نہین کرسکتے معلوم ہوا کہ مجبور و ناچار ہین مگر ہرکارون
نے خبر قیلاب کو پہونچائی کہ سالار جادو کے خیمے مین افسرون کا جماؤ ہی صلاح
ہو رہی ہی کہ خدمت مین صاحبقران کی چلین قیلاب یہ خبر سنکر بہت جھلایا اور کہا
کہ ابھی جاکر سزا دیتا ہون یہ کہکر تنتنا ہوا بارگاہ سالار مین آیا دیکھا کہ افسر جمع ہین
کچھ باتین ہو رہی ہین قیلاب کو دیکھکر سب اُٹھے تعظیم کرکے بٹھایا قیلاب نے کہا
کیون سالار تو بھی باغی ہوا ایک ایک کو قتل کرونگا زندہ نہ جانے دونگا سالار
نے کہا آپ ایسے افسر کو چھوڑکر کہان جاؤنگا جسنے یہ خبر آپ سے کہی سراسر خلاف ہی
مین یہ صلاح کر رہا ہون کہ جاکر سکان کو لاؤن اور خدمت مین پہونچاؤن مگر
قیلاب نے کہا او بچا مین نے اپنے کانون سے سُنا کہ تو صلاح کر رہا تھا کہ خدمت
صاحبقران مین جاؤن چل دربار مین چل تدبیر بتاؤنگا کہ سکان کو یون گرفتار
کر سالار نے کہا آپ تشریف لے چلیے مین حاضر ہوتا ہون قیلاب نے کہا مین تجکو

اپنے ساتھ لے چلونگا سالار نے کہا مین تو آپ کے ساتھ نہ جاؤنگا قبلاب نے کہا
مین تجھکو زبردستی لے جاؤنگا مجال ہو کہ میرے حکم سے خلاف کرے تجھکو سر دربار مین
جوتیان مارونگا سالار بگڑ کے اُٹھا کہ آپ کلمات ناد رست کہتے ہین ہم بھی افسر ہین
یہ ذلت ہمسے نہ اُٹھیگی جو دل چاہے وہ کیجیے قبلاب نے یہ سُنکر گولہ مارا سالار نے
گولے کو کاٹا مگر کل سرداران سالار قبلاب پر سحر کر رہے ہین قبلاب نے اُسی ہنگامے
مین کئی سردارون کو دیوانہ کر دیا اور کئی کو قتل کیا افسرون نے جو اپنے ساتھ والونکے
لاشے دیکھے پکار کر کہا کہ اے سالار اب اِس ظالم کا ساتھ نہ دینگے اِسنے ہمارے ساتھ
والون کو قتل کیا سالار نے جو اپنے ساتھ والون کو ثابت پایا لڑتا ہوا باہر نکلا جس
فوج کا یہ افسر ہو وہ فوج سامنے اُتری ہوئی تھی سب نے دیکھا کہ سالار لڑتا ہوا نکلا
مگر قبلاب بھی چلا آتا ہو فوج کو دیکھکر نعرہ کیا کہ ہان یارو اِسکو گرفتار کرلو فوج نے
کچھ جواب نہ دیا مگر افسرون نے جو پکار کر آواز دی کہ ہان اے یارو قبلاب کو مارلو
ستر ہزار جوان کھڑے ہوگئے قبلاب پر سحر کرنے لگے قبلاب نے پکار کر آواز دی
کل فوج تیار ہو اور سالار کو گرفتار کرلو کل فوج مین بلوہ ہوا صاحبقران زمان
دربار مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ سالار جادو اور قبلاب سے بگڑگئی
کل فوج مین بلوہ ہو صاحبقران نے حکم دیا کل لشکر تیار ہو برائے مدد سالار جانا
ضرور ہو یہ فرما کر سوار ہوے سکان زمین کن نے جو یہ حکم سُنا اور معلوم ہوا کہ سالار
سے بگڑگئی سب کے آگے چلا اُسوقت پہونچا کہ دیکھا سالار کے ستر ہزار جوان بیچ مین
ہیں اور پانچ لاکھ کے گھرے ہوے رُستمانہ لڑ رہے ہین ہر طرف سے ہنگامہ ہو قبلاب
حکم دے رہا ہو کہ اِن سب کو گرفتار کرلو مگر سالار ایسا جوانمرد ہو کہ بلوے کو فوج کے
جھیل رہا ہو جان پر کھیل رہا ہو کسی کو قریب نہین آنے دیتا دمبدم قبلاب پر سحر کرتا
ہو مگر قبلاب اُسکے سحر کو کب مانتا ہو جو سحر سالار نے کیا قبلاب نے دفع کر دیا سکان
نے نعرہ کیا کہ اے سالار نہ گھبرانا صاحبقران تمھاری مدد کو آتے ہین ساحرون کے
دم بند کر دینگے لاشون سے میدان بھر دینگے سالار نے جو سکان کو دیکھا کسی قدر

مطمئن ہوا جھپٹ جھپٹ کے سحر کرنے لگا سکان نے آسمان سے سحر کیا کہ قیلاب کا سر
زخمی ہوا قیلاب نے وہی خون چلو میں لیکر فوج پر پھینک مارا کل فوج بیہوش ہوکر
گری قیلاب نے اشارہ کیا کہ ان سب کو گرفتار کرو سکان نے ایسا سحر کیا کہ سب
ہوشیار ہوگئے پھر لڑنے لگے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ صاحبقران زمان آکے
پہونچے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہیں کل افسران صاحبقران بھی آپڑے ہر سردار
ہر غول میں پہونچا مگر اخفش جادو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی بھر کر ماش کے دانے
نکالے طرف صحرا کے پھینکے دیکھا قیلاب نے کئی سو نازنینان مہ جبین و مہ جبینان
مہر تمکین صحرا سے پیدا ہوئیں مگر سب کے آگے ایک نازنین خوبصورت طرحدار
کبک رفتار شیرین گفتار یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی مسکراتی ہوئی آتی ہے نظم

کس پریرو کا انتظار ہے آج | دل مرا سخت بیقرار ہے آج
جلوہ گر سبزہ گلعذار ہے آج | بلبلو باغ میں بہار ہے آج
آہ کی برق کوند جاتی ہو | ابر تر چشم اشکبار ہے آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو | مرغ روح رواں شکار ہے آج
تیرے آتے ہی دیکھو راحت جان | چین ہے صبر ہے قرار ہے آج
وصل گلرو سے عیش باغ میں ہے | باغیوں کو کمال خار ہے آج
فخر تھا کل تو مجھسے ملنے کا | کسلیے تمکو ننگ و عار ہے آج
وصیان ہو کاکل پریشان کا | اسلیے دل کو انتشار ہے آج
قتل گہ میں جو خاک اڑتی ہے | گرم رو کوئی شہسوار ہے آج
لب معشوق دیکھ تیر نظر | تو وہ دل کے صاف پار ہے آج
ہجر گلرو میں سیر باغ کہاں | نکہت گل بھی ناگوار ہے آج
عندلیبو مقام نازہ ہو یہ | غیرت گل گلے کا ہار ہے آج
وصیان میں کسکی چشم میگون کے | کھو رعنا تمھیں خمار ہے آج

قیلاب نے جو ان نازنینوں کو آتے دیکھا صحرا کی جانب گولہ پھینکا ایک تاجدار

تخت پر سوار جتنی نازنینان مہ جبین تھیں اُنتنے ہی سردار پیدا ہوئے اُس تاجدار نے نازنین کو اشارہ کیا جو سب کے آگے تھی اُسنے آکر سلام کیا تاجدار نے ہاتھ تھام لیا ہر سردار نے ہر نازنین پر قبضہ کیا اور ساتھ اپنے لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوگئے اخفش نے جو دیکھا کہ بیراسحر یون قیلاب نے مٹا یا کہ ایک تاجدار آیا اُکر شاہزادیون کو لے گیا اپنے کو طاؤس سے گرایا سحر کرتا ہوا سامنے قیلاب کے آیا اور چاہا تلوار کھینچکر جا پڑون سرمیدان اِس سے لڑون قیلاب نے للکارا کہ او بیحیا تیرن بھی یہ لیاقت ہوئی کہ مابدولت کا سامنا کرے تجھ ایسے بہت سے شاگرد ہین رومال سے ہاتھ باندھ لے اور میرے قریب آ شاید خطا معاف کر دون اخفش نے سحر کیا کہ قیلاب پر آگ برسنے لگی قیلاب نے ہاتھ سے اِشارہ کیا کہ دم بھر مین وہ آگ بجھ گئی دونون مین دیر تک ردو قدح ہوئی اخفش نے ایک وہ پتھر زمین پر مارا کہ برق گری مگر قیلاب زخمی نہ ہوا دیر تک لشکر مین ہنگامہ رہا قیلاب سب کے سحر کا جواب دیتا ہو کسی کے سحر کو نہین مانتا کہ صاحبقران لڑتے ہوئے قریب قیلاب کے پہونچے قیلاب نے کئی سحر کیے مگر صاحبقران نہ رُکے کہ اسم اعظم ورد زبان تھا جب کئی پہلوانون کو مار کر قریب پہونچے تو قیلاب پر ہاتھ تلوار کا مارا قیلاب نے ہر چند روکا مگر تیغۂ عقرب کب رُکتا ہو تڑپ کر مثل برق گرا سپر کو کاٹ کرتا دوابرو پہونچا قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہون کہ قیلاب نے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر بلند ہوا امیر نے کئی تیر مارے مگر قیلاب نے تیر چلادیے قیلاب نے حکم دیا کہ طبل امان بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی صاحبقران نے سالار کو ہمراہ لیا سالار نے قدمون کو بوسہ دیا اور بہ صدق دل مطیع اسلام ہوا تمام کیفیت بیان کی کہ میری وجہ سے خواجہ رہ گئے اُسکا بدلہ اُسنے یہ کیا کہ کلمات سخت زبان سے نکالے ہم ہر چند کہ اُسکے نوکر تھے مگر کلمۂ سخت نہین سن سکتے امیر نے یہ فصاحت و بلاغت کلام کیے اور آپ آپ کہا کیے ہر بات پر سالار وجد کرتا ہو اور کہتا ہو یا خداوند نعمت ہم اِسی کے طالب ہین اور حضور بہادر کے قدردان ہین

اسی وجہ سے سکان بھی شریک ہوا اب ساحرون پر وقت انقلاب ہی صاحبقران نے
فرمایا اب خواجہ کو حکم دیا ہی خواجہ اپنے کو بارگاہ جمشید مین پہونچا وینگے اور صورت
رہائی بادشاہ کی ہوگی خدا اُنکو سلامت رکھے ای سالار وہ ایسے شیر کے فرزند ہین کہ جنہنے
نو برس کے سن مین جاکر فرنگستان کو فتح کیا ہرچند کہ رستم کی وجہ سے فرنگستان جانا
ہوا کہ یہ قباد سے بگڑ کے گئے تھے مگر دونون بھائیون نے ملک فرنگستان کو فتح کیا تم
دیکھنے ہو سعد و رستم سے چشمک رہتی ہی رستم نے جو سُنا کہ بھتیجا طرف طلسم نوخیز کے
گیا فوراً آئے جا بجا لڑ رہے ہین یقین ہی کہ یہ سب دلیر بوقت فتاحی طلسم شریک
ہون حقیقت مین یہ بڑا طلسم ہی سالار نے عرض کی کہ حضور جمشید ثانی وہ ساحر ہی
کہ سب سے زبردست ہی اُسکا قتل ہونا دشوار ہی اول تو اُسکے معین و مددگار ہین
جب بیہوش ہوگا کوئی نہ کوئی آکر اُٹھا لیجائیگا خواجہ ارادہ تو کرتے ہین پروردگار
اُنکی مدد کرے امیر نے فرمایا ای سالار افراسیاب سے بڑھکر کوئی ساحر نہ ہوا ہی
اور نہ ہوگا اُسکے جی چھڑوا دیے آخر کو مارا گیا اور طلسم ہوشربا فتح ہوا عمرو نے وہ
وہ کارہاے نمایان کیے کہ ہوشربا کے ملاحظے پر موقوف ہی افراسیاب کو عاجز
کر دیا وہ کہا کرتا تھا کہ ہزار طلسم کشا ہوتے مگر عمرو نہ ہوتا تو میرا کوئی کچھ نہ کر سکتا
قیلاب جو پلٹا اپنے آکر جا بجا نامے لکھے شاہان ملک کو لکھا کہ میرے در بند پر
مسلمانون نے بلوہ کیا ہی میری آکر مدد کرو صاحبقران تو بارگاہ مین ہین مگر چالاک
بن عمرو بارگاہ قیلاب مین خدمتگار بنا کھڑا ہی خبر لے رہا ہی کہ آسمان سے ایک
طائر آیا اُس طائر نے نامہ قیلاب کو دیا قیلاب نے پڑھا اُس مین تحریر تھا کہ ای
برادر ہم طرف سے کوہ بیستون کے آتے ہین نام سے میرے آگاہ ہو کہ نام میرا
قبقاب فیلسوار ہی اور زوجہ میری کہ جو بلاے روزگار ہی ملکہ سیمتن غنچہ دہن ہی کہ
جسکے حسن کا تمامی طلسم مین شہرہ ہی ہم زن و شوہر آکر سب کو مار لین گے قیلاب نے
یہ نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا اور آگالدان مین ڈالدیا یہ کیا جانے کہ خدمتگار پڑھا ہوا
ہی چالاک نے سب نامہ پڑھ لیا اور بارگاہ قیلاب سے نکلا طرف لشکر کے پہونچا تھا

کر دیکھا خواجہ کھڑے ہین پوچھا اے فرزند کہان سے آتے ہو چالاک نے کہا اے والد نامدار بارگاہ قیلاب مین نامہ آیا ہو کوئی ساحر زبردست کہ قیقاب فیلسوار اسکا نام ہوا ور زوجہ اُسکی سیتن اُسنے نامہ لکھا ہو کہ ہم دونون طرف سے کوہ بیستون کے آتے ہین اگر حکم ہو تو جا کر رہ کو رون خواجہ نے فرمایا یہان آنے دو سمجھا جائیگا اگر جاؤگے تو عیاری خراب ہوگی یہان آئیگا تو ہین سمجھ لونگا تم اپنا حال بتاؤ کہ اس طلسم مین کیونکر آئے چالاک نے کہا مجھکو بوتندک نے پہونچایا ہین تو کئی دن سے یون ہی مارا مارا پھرتا تھا کہ معلوم ہوا اس مقام پر لشکر امیر اُترا ہوا ہو اور قیلاب عقاب سوار سے مقابلہ ہو تو مین بہ شکل خدمتگار بارگاہ قیلاب مین گیا وہان یہ خبر معلوم ہوئی خواجہ تو یہ خبر سُنکر طرف بارگاہ صاحبقران کے چلے گئے چالاک سوچا کہ چلکر قیقاب کو روکون یہ سوچکر چلا جب قریب کوہ بیستون پہونچا ایک گویا بنکر ایک نخل کے نیچے بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

دل کو میرے خم خمانہ بنایا ہوتا	کاسۂ سر کو کبھی پیمانہ بنایا ہوتا
ہون فقط عقل کی افراط سے شرمندہ	اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا
کاش ہوتی صدف دُر مری چشم گریان	دانۂ اشک کو دُر دانہ بنایا ہوتا
گر سلیمان کا حشم مجھکو دیا تھا تو نے	خانۂ دل کو پری خانہ بنایا ہوتا
آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور	تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا
تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا	کاش خالِ رخ جانانہ بنایا ہوتا
خاکساری مجھے ملتی تو بڑی رفعت تھی	خاک کا شانۂ جانانہ بنایا ہوتا
اس غم آباد سے بہتر ہو کہ اوجڑ جہان	دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا
غم دوری سے ہو انگشت بدندان رعنا	غم نہ تھا حال جو جستانہ بنایا ہوتا

قضا سے بکار لشکر قیقاب کا ایک ساحر فیلقوس جادو واسطے سیر کے نکلا تھا اُسنے جو آسمان سے دیکھا کہ ایک گویا گا رہا ہو تمام صحرا مست ہو رہا ہو طائر زمزمہ سے سر دُھنتے اور جھومنے لگا اور گانے پر گوش بر آواز زمین تڑپ کر گرا چالاک کو اُٹھا لے گیا بارگاہ سیتن مین لایا

کہا اے ملکۂ عالم یہ گویا ایسا گا رہا تھا کہ دل میرا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مین اٹھا لایا ہون
آپ اسکا گانا سنیے یقین ہے بہت پسند فرمائیے گا سیمتن نے کہا جنگلی گدیا ہے یہ کیا گاتا
ہوگا فیلقوس نے کہا حضور سماعت تو فرماوین تو آپ کو میرے کہنے کا اعتبار ہوگا
یہ کہکے چالاک کو بیدار کیا چالاک نے جو دیکھا کہ ایک بارگاہ آراستہ ہے اور ایک
شاہزادی مسند پر بیٹھی ہے گرد کنیزین اٹھکر سلام کیا اور کہا حضور مین تو جنگل مین بیٹھا
تھا مین یہان کیونکر آیا امیدوار ہون کہ اپنے نام نامی سے آگاہ کیجیے فیلقوس نے
کہا زوجہ قبقاب فیلسوار مالک کوہ بیستون اے گویے اپنا گانا سنا کہ ملکہ رضامند
ہون تجھکو کہتی ہین کہ جنگلی گویا ہے مین تیرا گانا سن چکا ہون میرے دل کو یقین ہے
ضرور پسند فرماوینگی سیمتن نے اشارہ کیا کہ ہان اے گویے گانا اپنا سنا چالاک نے
گنگنا کر چند اشعار اسطرح گائے کہ سیمتن بہت خوش ہوئی کہا اے گویے اور کچھ گاؤ
چالاک نے اور ٹھمریان گائین سیمتن نے کہا ارے تو تو خوب گاتا ہے چالاک نے
کہا ایک کمال خوب رکھتا ہون ساقی گری کرون کہ کوئی باقی نہ رہے سیمتن نے کہا
شراب انڈیل کر پلانا کوئی بات ہے چالاک نے کہا حضور تماشا فرماوینگی سیمتن
نے حکم دیا شراب منگوائی چالاک نے گھنگرو پاؤن مین باندھے سامنے کھڑے ہوکر
گت ناچنے لگا شراب کو خراب کر چکا اور خوب بیہوشی ملائی جام لبریز کرکے سامنے
سیمتن کے لایا سر جھکایا سیمتن نے ہاتھ مین لیکے جام پیا اتنے چالاک نے وعدہ باندھا
سب کو شراب پلائی پھر تانین مارنے لگا جابجا دست درازیان ہو رہی ہین کوئی تو
کسی کی چوٹی پکڑتی ہے کوئی کسی کو گالیان دیتی ہے کوئی اٹھکر ناچنے لگی سیمتن نے جھنجلاکر
کہا المدد کمبختو ہماری صحبت مین یہ ہنگامہ یہ کہکر اٹھی چاہا کنیزان کو سزا دون کہ
لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر اٹھین جو اٹھی منہ کے بل سے اٹھی تھوڑے
عرصے مین سب بیہوش ہوئین سب کی سب بیہوش ہوگئین تو چالاک نے سیمتن کو ایک
چٹائی مین لپیٹ کر کنارے کھڑا کر دیا اور آپ اسی کی شکل بنکر لیٹ رہا قضا سے کار
قبقاب فیلسوار جو اپنی بارگاہ سے اٹھا خیال مین گذرا کہ اپنی زوجہ کو دیکھ لون

جیسے ہی بارگاہ میں آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہیں زوجہ کو جو دیکھا بیہوش پڑی ہے آ کر
زوجہ کو ہوشیار کیا کہا کیوں صاحب یہ کیا معرکہ ہے سیمتن نے کہا ایک گویا آیا تھا معلوم
ہوتا ہے اُسنے شراب میں بیہوشی ملائی دریافت تو کرو کہ وہ گویا کہاں گیا ہر چند تلاش
کیا مگر کہیں گویے کا کھوج نہ پایا قبقاب تو اپنی بارگاہ میں چلا گیا سیمتن نقلی نے سب کو ہوشیار کیا
محفل میں بیٹھی اب چالاک فکر میں ہے کہ قبقاب کو بھی لوٹیں بیٹھے بیٹھے کہا جا کر دیکھوں
کہ صاحب کیا کر رہے ہیں یہ کہتا ہوا چالاک بشکل سیمتن چلا قبقاب نے خبر سنی کہ
ملکۂ عالم آتی ہیں بڑھا سے استقبال اٹھا استقبال کر کے بارگاہ میں لایا چالاک کو تو
جلدی ہی تھی کہا صاحب سب کو ہٹاؤ جب سب ہٹ گئے تو چالاک نے گلابی اٹھائی
اُس میں بیہوشی ملا کر سامنے قبقاب کے پیش کی قبقاب سمجھ چکا تھا پیتے ہی شراب نے
چرخ مارا جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا جیسے ہی جام ٹوٹا اور شراب نے چرخ مارا قبقاب
نے کہا ارے تو کون ہے چالاک نے چاہا جست کر کے نکل جاؤں قبقاب نے ایک
دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ چالاک زمین پر گرا اشک(?) و روغن عیاری کا چہرے سے
اُڑ گیا قبقاب نے جو صورت بدلی ہوئی دیکھی تو پہچانا کہ یہ عیار ہے کہا او ظالم
تو نے میری زوجہ کو کیا کیا تو جو اسکی شکل بنکر آیا تجھکو کچھ خوف نہ ہوا کہ قبقاب جو
پوچھے گا کہ شب کو کیا باتیں ہوئی تھیں تو کیا بتائیگا صاف صاف بتا کہ میری معشوقہ
کہاں ہے چالاک نے کہا میں نہیں جانتا قبقاب تلوار کھینچکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا
تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا چالاک نے دیکھا کہ یہ تیغ برہنہ لیے چھاتی پر بیٹھا ہے ضرور
قتل کر ڈالیگا ہنسکر کہا اے شہنشاہ ساحران آپ ایسا گھبراتے ہیں آپکی زوجہ
کو مجھے لیجیے میں ابھی حاضر کرتا ہوں اب جو قبقاب نے اپنی زوجہ کے ملنے کا نام
سنا خوش ہو گیا سینے سے اُترا کہا او چالاک جلدی کہ میری زوجہ حاضر کرو ورنہ تجھکو
قتل کر ڈالونگا چالاک نے کہا حضور ہم لوگوں کی ایسی ہی بسر ہوتی ہے کہ شہزادوں
بادشاہوں کے گھر میں کبھی نہ ٹھہریں ان کے ہاتھ فروخت کر لیتے ہیں لشکر میں جا کے لا کر
[illegible] کب بچتے ہو وہ لوگ بھی جا بجا سے نہ تان لحسین کو گرفتار کر لاتے

ہین اور فروخت کر لیتے ہین ہمارا اور استاد کا حصہ بھی آتا ہے ان باتون مین چالاک
نے طول دیا مگر قبقاب گھبراتا ہے ہاتھ باندھ باندھکر کہتا ہے کہ اے چالاک مطلب کی بات
کہو مین تمکو نوکر رکھ لونگا چالاک نے کہا جو حضور مجھکو نوکر رکھین گے تو ایسا خوش
ہونگے کہ ملک کے ملک تسخیر کرا دونگا وجہ معاش کامل ہو کہ ہماری اوقات بسر ہو
تو پھر ہم یہ کام چھوڑ دین بردہ فروشی سے باز آئین سیکڑون بہو بیٹیان اسی طرح سے
فروخت کر ڈالین اُنکے مان باپ کیسے کلپتے ہونگے اُنکی بددعا سے یہ ہمارا حال ہو کہ
صد بار روپے پاتے ہین اور خراب حال ہین اور جسم پر بوٹی نہین چڑھتی دیکھیے کسقدر
نحیف و نزار ہو رہا ہون خزانہ صاحبقران سے صرف تین روپے ملتے ہین کہ انمین
سوکھی روٹی بھی نہین ہوتی مگر مجبور ہو ناچار کیا کرین یون ہی بسر کرتے ہین اگر عیاشی
کو نوکر رکھ لیجیے گا تو جان لڑا دینگے وہ وہ شاہزادیان لاکر ملا دین کہ آپ سیمتن کو
بھول جاوین قبقاب کہتا ہے کہ اے چالاک مطلب کی بات کہو کہ میری تسکین ہو
ایسا نہ ہو کہ زوجہ میری مجھکو نہ ملے چالاک کہتا ہے کہ مطلب نکلیگا یا نہین تو کیجیے مجھکو
یہ خوف ہے کہ ایسا نہ ہو آج تو آپ کی غرض ہے آپ کہتے ہین نوکر رکھونگا اور کل آپ
چھڑا دین تو مین کدھر کا رہا بھائیون سے چھوٹا باپ سے چھوٹا جنکی گود مین پرورش
پائی اُنسے چھوٹا جو لفظ مین نے زبان سے نکالا کبھی کسی عیار نے یہ کلمہ نہین کہا کہ
ہماری بردہ فروشی مین بسر ہوتی ہے جب قبلہ و کعبہ سنین گے کہ چالاک نے ایسی
بات کہی سامنے افسر کے وہ زمرے سے عیارون کے نکالدینگے قبقاب فیلسوار
نے کہا بھائی مین دل و جان سے کہتا ہون کہ وہ مرتبہ تیرا کرون کہ سب عیار رشک
کرین چالاک نے کہا مین بھی سب کام کا ہون خدمتگار مصاحب جس محفل مین کہ
آپ جاوینگے جوتا لیے سر پر کھڑا ہونگا قبقاب نے کہا اے چالاک اب طول کلام
ہو چکا یہ بتاؤ کہ میری زوجہ کہان ہے ورنہ آتش سحر سے جلا دونگا چالاک نے کہا کہ
غصہ نہ کیجیے پہلے نوکری کو پختہ کیجیے جواب صاف دیجیے تب مین بتاؤن کہ ملکۂ عالم
کہان ہین قبقاب نے کہا ارے اتنا تو کہدے کہ اسی مقام پر میری زوجہ ہے چالاک نے

کہا کہین ہو مگر آپ کو ملجائیگی اول نوکری کو فرمایئے کہ نوکر رکھیئے گا اُسکی نجنگی کر دیجیے یہ کہکے اپنے منھ مین تمانچے مارنے لگا کہ ہائے مین نے کیا کلمہ کہدیا اب شرمندہ ہونے سے کیا ہوتا ہو بات منھ سے نکلی اور مشہور ہوئی اب یہ راز نہ چھپے گا ہائے سب بھائیون کو خبر ہوگی کہ چالاک ایسا عیار ہو قبلہ و کعبہ کسی کو حکم دینگے کہ چالاک کو قتل کرڈالو مہتر قران ایسا اُنکا شاگرد ہو کہ وہ دوڑ کے چلتے ایک بغدہ ماریگا ہائے کیونکر جان بچیگی اب مین کدھر جاؤن کہان چھپون ہائے یہ مین نے کیا کیا اپنے بھائیون کا راز کھولا قبقاب نے کہا اے مہتر والا گہر نہین اب افسوس کر چکے اب بتاؤ کہ نوجبیری کہان ہو اُسکو میرے سامنے لاؤ کہ میرے دل کو آرام آئے اندر سے دل کا تپ رہا ہو اصل مین یہ کیفیت ہو عجیب صورت ہو

نظم

کیا جانے آج تیر نظر کا م کر گیا
آفت تک بیکر سکے کہ جگر سے گذر گیا

جوشش سے ہشک منہ ترین کی کمان
دریا یہ دو نینون کے چھا اور اُتر گیا

العقربی سیاہی شام شب فراق
سمجھا امید وار اجل صاف ڈر گیا

رخ جدا بھی پاس رہنا آگیا مجھے
منکر ہوئے وہ قتل سے مین بھی مکر گیا

چلا رہا ہون یار دل گم شدہ مین مین
اِک میرے لاڈلے مرے پیارے کدھر گیا

جا کو غنو گمان اجل محراب تو کہا
تا جب طول چاک قبا نے جگر گیا

اللہ رے کرشمہ تیغ ادا سے یار
کوئی نہ بچ کوئی ملا ان کوئی مر گیا

اب وقت احتیاج اُٹھا فے سے نالہ
بیحون گذر چکے کہ وہ ماتھا اُتر گیا

تنگی نے اعتقاد ہون دل سے کھو دیا
اقربا تا زکی سے گمان کہ مر گیا

سمجھا بنداق شعر مسلما ہی نسیم
تجھو چھوڑ کر رہ تو منزل اور ایک کر گیا

جب اشعار پڑھ چکے قبقاب رونے لگا کہا اے مہتر چالاک تم کہتا تاجدان ساحری مجھکو فقیر کی کہ اب کچھ عذر نہ سنونگا اور تمکو قتل کر ڈالونگا چالاک سمجھا کہ اب یہان سے نکلنا دشوار ہو قبلہ و کعبہ کو بلواؤن ذرا یہ سطوت نظرت لقمان حکمت کسی حیلے سے مجھکو چھڑا لیوین یہ کہا اے قبقاب ظاہر کو نشانہ مین کر دے میرا اخول عشک ہوا جاتا ہو

قبقاب نے کہا میں زیادہ باتیں نہ بناؤ ورنہ زوجہ سے ہاتھ اٹھاؤنگا تمکو قتل کر ڈالونگا
چالاک نے کہا صاف صاف تو یہ ہے کہ خواجہ مجھکو ساتھ لیکر آئے تھے زوجہ کو تمہاری
دولے گئے مجھکو اسکی صورت پر چھوڑ گئے تھے کہ قبقاب کو گرفتار کرانا اگر آپ سے
ہوسکے تو انکو بلوا لیجیے پھر آپ کی زوجہ ملجاے ایک تاجر جلیل قوم کا زنگی اُس سے
گفتگو ہوئی تھی شاید اگر رہن بھی رکھا ہوگا تو چھڑا لاوینگے قبقاب نے منھ پیٹ لیا
کہا او چالاک یہ تمنے غضب کا فقرہ کہا میں عمرو کو ابھی بلواتا ہوں اگر اسکو رہن کیا
ہوگا تو اسکو اور تمکو دونوں کو قتل کرونگا لیکن خواجہ عمرو کہاں ہونگے چالاک
نے کہا بارگاہ صاحبقران میں بیٹھے ہونگے قبقاب نے ایک سنہری پتلی جیب سے
نکالی کہا ای ہمشبیہ سامری خواجہ عمرو کو تو جا کے اٹھا لا وہ پتلی چلی چالاک بیٹھا ہوا
باتیں بنا رہا ہے مگر خواجہ عمرو در بارگاہ پر ٹہل رہے ہیں شاگردوں سے فرما رہے
ہیں کہ چالاک غائب ہے مجھکو ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو لشکر قبقاب میں جاے اور وہاں
جاکر دست اندازی کرے سمجھتا ہوں کہ وہ بڑا ساحر زبردست ہے کہ پتلی نے آکر
آسمان سے دیکھا کہ خواجہ عمرو چکر ٹہلتے ہیں جھپٹ کے گردن اور خواجہ کو اٹھا لیا اور
نعرہ کیا کہ منم فرستادہ قبقاب فیلسوف اور دربارگاہ پر غل ہوا کہ استاد کو ایک پتلی لیے
جاتی ہے صاحبقران یہ سنکر باہر نکل آئے لسکان بھی ساتھ ہو سر اٹھا کر دیکھا کہ
ایک سنہری پتلی خواجہ کو لیے جاتی ہے لسکان نے پیچھا کیا مگر پتلی تیز رو سامنے سے
نکل گئی مگر لسکان تعاقب کرتا ہوا جاتا ہے قضا کار ایک صحرا میں پہونچا دیکھا کہ
ایک قصر عالی بنا ہے اُس میں آئینے لگے ہیں نہایت آراستہ و پیراستہ اُس میں ایک
نازنین حسین موسوم بہ زعفران پوش بیٹھی ہوئی ہے لسکان نے جو اُس نازنین کو
دیکھا دوسرا پاپہ نگاہ پڑی سکتہ سا ہو گیا چاہتا تھا کہ اس قصر میں جاؤں لیکن
بسبب آئینہ بندی کے نہ جا سکا اُسکے حسن کی تعریف ایک بیت میں لکھکر پڑھا خوب

محبوب مرغوب بے احتمال تھا نظم

	اب ہم سے کھینچا کرو ہوا ہے کیجیے		الجھی ہے زلف اس پہ یہ بیکسی کیا کیجیے	

دیکھ کر جسکو غش ہو آہوے چین — لاکھ تار نظر سے بنے مشکین
شوق مین اُسکے مضطر و پیچان — طرۂ تار سنبل و ریحان
عرق افشان ہو گیسوے پُرخم — پردۂ شب مین جسطرح شبنم
زلف ہی یا کہ ہو شب دیجور — تا تنگ ہو اُس مین یا کہ ہو پردۂ نور
کھولی جب اُس پری نے زلف دوتا — شعر مشاطہ نے یہ ورد کیا
زلف کا کھولنا بہانا تھا — مدعا جیسے منھ چھپانا تھا
دیکھ پائے جو اُسکے ماتھے کو — عید کا چاند اُسپہ قربان ہو
عارض صندل سے رکھتی ہو وہ حور — تا نہ ہو دردِ سر کسی کا دور
جسکو خالق نے حسن بخشا ہو — اُسکو پرواے خال و خط کیا ہو
خود نمائی سے ہو جبین کو کام — چین نہ دکھلاے تو جو زیب کلام
کیا کرون وصف ابروے پُرخم — ہو کبھی زہر کی یہ تیغ دودم
جنبش اُسکی ہو تیغ کا چلنا — اُس سے بہتر ہو سر جھکا چلنا
بیچ سے تمغا نہ یہ ہلال جُدا — معجز نور نے دو نیم کیا
ہو یہ شیشہ شراب آب بقا — بیٹھ جینی ہو خضر کو اس جا
سو تو ان ناک یا الف کہیے — ایسی بینی کو دیکھتے رہیے
گفتگو ہو یہ اُسکے عاشق کی — تا لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی
واہ کیا کہیے گورے گورے گال — قابل بوسہ پر کہان یہ مجال
ایسا عارض جو اپنے ہاتھ آئے — عارضِ دل کا دور ہو جاے
کیا کہون اُس دہن کو بے تمثیل — ہو دہن چوم لینے کے قابل
ہو دہن غنچہ پر سخن ور ہو — تنگ مانند تنگ شکر ہو
اُن لبون کا مسیح دیوانہ — اُن لبون سے فسون ہو افسانہ
ہو گئے عاشق مزاج گر معشوق — جان دے اپنی کیون نہ ہر مخلوق
دندان بھی ایسے خوبصورت ہین — گر نظیر اُنکی دے سکے کوئی

طرفہ ثمر ان ہی کوئی کیا جانے	اُسکے اختر تراش ہیں دو اپنے
شفقت آمیز ہر کسی سے کلام	تا نہ آزردہ ہو کوئی ناکام
جس پری کی زبان ایسی ہو	دیکھیے آن بان کیسی ہو

سکان جادوگر دقصر پھر رہا ہی چاہتا ہی اندر جاؤں راستہ نہیں ملتا قریب آئینے
کے آکر سکان نے ایک دو پتھر مارا آئینہ ٹوٹا سکان ٹکر مار کر اندر گھسا جیسے ہی
قصر مین آیا چرخ کھا کر گرا بیہوش ہو گیا اُس نازنین نے آواز دی کہ ارے کوئی
حاضر ہو چند کنیزین آئین قوم کی جشنین اُنھون نے آکر سکان کو گرفتار کیا زبان
مین سوزن دیکر ایک قفس آہنی مین بند کیا چھت مین پنجرا لٹکا دیا مگر وہ پتلی خواجہ
کو لیے ہوے بارگاہ قبقاب مین پہونچی کہا اے شہنشاہ یہ حاضر ہی پتلی کو اُٹھا کے
قبقاب نے جھولی مین رکھا عمرو کو ہوشیار کیا خواجہ عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ
میان چالاک بیٹھے باتین کر رہے ہین اور ایک ساحر زبردست مسند پر بیٹھا ہی
چالاک پہ غصہ کر رہا ہی خواجہ حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی چالاک نے جھک کے
سلام کیا کہا قبلہ وکعبہ انکی زوجہ کو حوالے کر دیجیے عمرو نے حیران ہو کر کہا کیسی
زوجہ اور کیا بیہودہ بکتا ہی چالاک نے کہا اب کچھ نہ فرمائیے معشوقہ انکی دیدیجیے
اور مین نے اب آپ کا ساتھ چھوڑا شہنشاہ کا نوکر ہو گیا خواجہ نے ایک تھپڑ
چالاک کو مارا چالاک نے کہا بس کنارے بیٹھیے اپنے ہاتھ اُٹھائیے ورنہ
مین بھی ہاتھ اُٹھاؤنگا تو آپ کو مشکل پڑیگی مین نے سب حال شہنشاہ سے کہدیا
ایسے مالکات کہان ملتے ہین بردہ فروشی جیسے جھوٹی خواجہ نے کہا ابے بردہ فروشی
کیسی چالاک نے کہا جو ہمارا پیشہ تھا وہ ہمنے ترک کیا اب نوکری کرکے بیٹھین گے
سامری و جمشید کو یاد کرینگے پھر چالاک نے کہا بس اب زیادہ باتین نہ بنائیے
مطلب پر آئیے خواجہ نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی میرا دل خود پریشان ہی اور کچھ
تمنے بردہ فروشی کا کیا نام لیا یہ شیوہ تو جہلا کا ہی چالاک نے کہا اب نہ
مکریے صاف صاف کہیے باپ بیٹون مین خوب گتھم گتھا ہو رہی قبقاب نے کہا

اب آپس مین لڑ چکے خواجہ میرے مطلب کی کہو کہ میری زوجہ کو کیا کیا چالاک نے اشارہ کیا کہ قبول لیا ورنہ مجھکو یہان سے نکالیے میرا پیچھا نہین چھوڑتا خواجہ نے کہا اے قبقاب زوجہ تمھاری رہن ہوگئی بڑا روپیہ صرف کرنا پڑیگا قبقاب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اگر اُس مرد نے ہاتھ نہ لگایا ہوگا تو جو کہو گے وہ دونگا اگر اُسکی عصمت مین کچھ فرق آیا ہے گا تو تم دونون کو مار ڈالونگا خواجہ نے کہا ایسی جلادی نہ فرمائیے آپ کے غصے سے ہمارا دل کانپتا ہے خون گھٹا جاتا ہے روپیہ لیکر چلیے جنگل مین رکھیے ایک درخت کے نیچے ہم آپ کی زوجہ کو رکھدینگے ہم روپیہ اُٹھا لیین اور آپ زوجہ لین قبقاب نے کہا مجھے یہ منظور ہے مگر ایسا نہو کہ آپ میری زوجہ کو نہ دین اور روپیہ مفت لے لین عمرو نے کہا آپ تشریف تو لے چلین جب زوجہ کو اپنی دیکھ لیجیے گا تب روپیہ اُٹھانے دیجیے گا چالاک نے کہا دیکھیے قبلہ و کعبہ سمجھ کے فرمائیے گا ایسا نہو میرے آپ کے فساد ہو عمرو نے کہا او نالایق چپ رہ کیون بولے جاتا ہے شرم نہین آتی کہ تم شہنشاہ کے نوکر ہو اور انکی زوجہ نہ دی جاے اور اے شہنشاہ ساحران آپ کوئی خطرہ اپنے دل مین نہ لائیے اُسکی عصمت بچی ہوئی ہے جس شخص کے پاس ہمنے رہن رکھا ہے اُس سے اقرار نامہ لکھا لیا ہے کہ خبردار اِسکو ہاتھ نہ لگانا یہ قبقاب فیلسوار جو کہ شہنشاہ ساحران ہین اُنکی زوجہ ہے تمکو سود ملیگا اور یہ ہمارا ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ جسکو رہن کرتے ہین اُس مرتہن سے اقرار کرلیتے ہین کہ خبردار یہ صرف مین نہ آنے پائے ورنہ سوگنی رقم دینا ہوگی لیکن جسکو فروخت کر ڈالتے ہین تو اُس حالت مین مشتری کو اختیار ہے چاہے صرف مین لاے اور چاہے نہ لائے اختیار باقی ہے اور یہ سڑی ہوگیا ہے اِسکو بکنے دیجیے جو مین عرض کرتا ہون اُسے قبول فرمائیے آپ کی زوجہ عصمت برقرار ملیگی اُسکا شیشۂ ننگ و ناموس کیا مجال ہے کہ ٹوٹے اگر اِسکے خلاف ہو تو مین نے اپنا خون سرکار کو بحل کیا قبقاب نے جو یہ تقریر خواجہ کی سُنی خوش ہوگیا کہا مین روپیہ لیکے تمھارے ساتھ چلتا ہون مگر خواجہ اِشارے سے پوچھ رہے ہین کہ یہ تو بتاؤ کہ زوجہ

اسکی کہان ہو چالاک نے کہا راہ مین بتا دونگا قبقاب کئی لاکھ روپیہ نقد و جواہرات بیش قیمت لیکر اُٹھا خواجہ ساتھ ہوے چالاک بھی ساتھ ہو راہ مین آکر چالاک نے اشارہ کیا کہ زوجہ اسکی اِس خیمے مین ہو خواجہ چلتے چلتے گر پڑے ہاے درد ہاے درد کرنے لگے قبقاب نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہو خواجہ نے کہا یہ جو خیمہ سامنے استادہ ہو مین تھوڑی دیر کو اِس خیمے مین جاؤن اور پھر نکل آؤن ذرا چیٹ باندھ لون تو درد جاتا رہے اِس وجہ سے کہ مجھے آنت اُترآنے کا مرض ہو قبقاب نے کہا کیا مضایقہ ہو چالاک نے اشارے سے بتا دیا کہ خیمے کے ایک گوشے مین چٹائی مین لپٹی ہوئی گٹھری ہو خواجہ نے اندر جا کر سیمتن کو چٹائی سے نکال کر نذر زنبیل کیا اور ہنستے ہوے باہر نکل آئے قبقاب کے ہمراہ ہوے چالاک نے اشارے سے پوچھا کہ مطلب ہو گیا خواجہ نے کہا اب صحت کامل ہو اتنی دیر مین درد جاتا رہا اب مین نے خوب کسکر باندھ لیا قبقاب کے ہمراہ چلے کنیزان سیمتن روتی ہوئی ہمراہ ہین کہ ہماری بی بی دیکھیے کیونکر ملین اور خواجہ نے جسوقت سیمتن کو داخل زنبیل کیا تھا تو پکار کر کہدیا تھا کہ خبردار اسکو تکلیف نہ پہونچے راحت سے رہے نگہبانون نے جواب دیا ایسا ہی ہوگا خواجہ نے صحرا مین آکر چالاک سے اشارہ کیا کہ تم تو بھاگو دور نکلجاؤ چالاک نے کہا قبلہ وکعبہ آپ دشمنون مین رہین اور مین اپنی جان بچاؤن خواجہ نے کہا بس اب زیادہ خیر اندیشی نہ فرمایئے مین نکل آؤنگا اور مین خوب سمجھتا ہون کہ جسوجہ مین آپ فرماتے ہین مین اِس رقم مین سے ایک خرمہرہ نہ دونگا ساری رقم میری ہو چالاک سر جھکا کر خاموش ہو رہا اور اپنی جان کو غنیمت جانا اور طرف صحرا کے بھاگا خواجہ نے ایک پرانا قالین نکالا اُسکو بچھا کر تکیہ رکھا زنبیل سے ایک پتلہ نازنین کا نکالا اُسکو لٹا دیا اور پھٹا سا چادرہ اُڑھا دیا اور چہرہ کھلا رکھا قبقاب نے جو دور سے دیکھا کہ عمرو نے میری زوجہ کو نکالا کہا خواجہ مین آؤن عمرو نے کہا مین طرف روپیون کے جاؤن قبقاب نے کہا جایئے خواجہ عمرو نے

جھپٹ کر سب روپیون کے توڑے اُٹھائے اور لیکر بھاگے مگر قبقاب دوڑا ہوا آیا ہاتھ پکڑ کر زوجہ کو ہلانے لگا ہاتھ ٹوٹ کر ہاتھ مین آگیا خواصون نے پکار کر کہا واری غضب ہوا کہ ملکہ ہماری گل گئین ایک خواص نے پیٹ پر ہاتھ رکھا کہ ہاتھ پیٹ مین اُتر گیا کہا حضور یہ تو میدہ اور شہاب کی بنی ہوئی تھین کسی نے چوٹی پکڑی اُکھڑ آئی بعد عرصۂ دراز ثابت ہوا کہ یہ پتلہ بنا کر ڈال گیا قبقاب نے کہا کہ یہ حرامزادہ سانہ بان زادہ کہان جائیگا قبقاب جھلاتا ہوا پلٹا کہا اویار دیہ عیار بڑا دھوکا دے گئے مگر دیوانہ کرکے مارونگا سارے لشکر کو پامال کر ڈالونگا غرض یہ کہتا ہوا قبقاب لشکر مین آیا سارے لشکر کو تیار کیا آپ گینڈے پر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے چلا مگر خواجہ بھاگے ہوے جاتے تھے صحرا مین قریب اُس قصر کے پہونچے باہر سے دیکھا کہ سکان جادو قفس آہنی مین بند لٹکا ہوا ہے بس عمرو کے ہوش اُڑ گئے کہ یہ یہان کیونکر پہونچا اب دیکھکر چلے جانا یہان سے مناسب نہین ہے اِسکی فکر رہائی کرنا چاہیے ایک گوئیے کی شکل بنائی نے ہاتھ مین لیکر سامنے قصر کے بیٹھے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

نہین جسدن سے یار پہلو مین	دل کو ہے اضطرار پہلو مین
نخل امید یہ ثمر لایا	ہے وہ رشکِ بہار پہلو مین
کسنے پھینکا اِدھر خدنگ نظر	دل ہوا ہے شکار پہلو مین
دل مشبک ہے تیر مژگان سے	زخم ہین بے شمار پہلو مین
نہین ممکن کہ اب پتہ بھی ملے	ڈھونڈھ لے دل ہزار پہلو مین
دل و جان و جگر شب وصلت	ہوے تمیز نثار پہلو مین
دل کو وارون مین جان نثار کرون	آؤ گر ایکبار پہلو مین
جام جم دیدۂ جہان بین ہے	دل ہے آئینہ وار پہلو مین
قبر بلبل پہ گل چڑھاؤن نظام	آئے گر گلعذار پہلو مین

اُس نازنین یعنی زعفران پوش کے کان مین جو یہ آواز پہونچی سر نکالکر دیکھا کہ

ایک گویا نحیف و ضعیف مگر انتہا کا گورا ایک مشروع کا پاجامہ اور ایک کرتا عمدہ
چکن کا پہنے تو بیٹھا ہوا بجا رہا ہی اور اشعار عاشقانہ گا رہا ہی زعفران پوش بیقرار
ہوگئی ایک کنیز سے کہا اسکو اٹھا تو لا یہ صحرا مین کیونکر آیا یہ تو صحراے آئینہ دار مشہور
ہی یہان کوئی آ نہین سکتا کنیز نکلی خواجہ کو اٹھا لیگئی سامنے زعفران پوش کے
لائی کنیزون نے خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ جو ہوشیار ہوے تو دیکھا کہ اسی قصر
آئینہ مین بیٹھا ہون وہ نازنین مسکرا کر کہنے لگی کہ میان گوییے اس صحرا مین کیونکر
آئے عمرو نے کہا حضور آفت زدہ مصیبت کے مارے صحرا صحرا پھرتے ہین تمام
تاجدار مسلمان ہوتے جاتے ہین ہمکو کوئی پیسا نہین دیتا یہان صحرا مین آکر بیٹھے
کہ شاید عنایت جمشید ثانی ہوا ور طائر ہماری مدد کرین مگر آپ ایسے قدردان اب
کہان ہین ہر ملک مین دیکھتے ہین مسجدین بنی ہین نماز روزے کا سامان ہو رہا ہی
سامری و جمشید کا کوئی نام نہین لیتا جہان دیکھو نام خدا اسے نادیدہ لیا جاتا ہی
زعفران پوش نے کہا بڑے میان صاحب اپنا نام تو بتاؤ خواجہ نے کہا مجھکو استاد
ہربابی کہتے ہین مگر اس طلسم مین بھی جابجا بلوہ ہی یہ کون شخص ہی جو قفس مین لٹکا ہی
زعفران پوش نے کہا یہ گنہگار خداوند ہی مجھپر عاشق ہوا تھا اسی جوش مین آیا یہان
آکر گرفتار ہوا اب مجال نہین ہی کہ اس قصر سے آکر نکلجائے مین نے اسکو گرفتار کیا ہی
اب سامنے خداوند کے لیجاؤنگی قدرت کو اختیار ہی خواہ قتل کرین خواہ بخشین
عمرو نے پوچھا قدرت کہان رہتے ہین زعفران پوش نے کہا قصر مروارید نگار
جہان کی حاکم وردانہ گوہر پوش ہی وہان تشریف رکھتے ہین کل جلسہ ہی سب شہزادیان
جمع ہونگی میرا ارادہ ہی کہ مین بھی جاؤن اور اس گنہگار کو سامنے قدرت کے لیے
جاؤن عمرو نے کہا بلبیان لون مجھکو بھی اپنے ساتھ لے چلیے زعفران پوش نے
کہا مین ضرور تجھکو اپنے ساتھ لے چلونگی اور تیرا گانا مجھکو بہت پسند آیا یقین ہی کہ
قدرت بھی پسند فرمائین اسکے نام کا تو اشتہار ہی کہ جو سکان کو گرفتار کرکے لاے
منصب اور جاگیر پاسے تمہین حیران تھی کہ کیونکر تکلیف کرونگی جب در بند ہفتم پر جاؤن

تب سکان کو پانون لیکن قدرت خداوند جمشید ثانی کہ یہ خود یہان آکر پہونچا اِس آفت مین گرفتار ہوا عمرو نے کہا یہ گرفتار بڑا مغرور معلوم ہوتا ہو قفس اُتار دیجے کہ مین اِس سے پوچھون کہ تو کیون مسلمان ہوا زعفران پوش نے اِشارہ کیا کہ ارے قفس سکان کا اُتارو سامنے میان ہر بابی کے رکھو یہ بھی دریافت کرلین کہ کیون مسلمان ہوا مگر یہ خوبی مذہب اسلام کی کہیگا جب قفس زمین پر آیا تو عمرو نے قریب آکر کہا کیون اے سکان مذہب مسلمانان مین کیا بہتری دیکھی کہ جاگتی جوت کے خداوند کو چھوڑا کہ جنھون نے کس پرورش سے تم لوگون کو پیدا کیا اور کیا مرتبہ عنایت ہوا سکان نے کہا میان گوییّے صاحب تم کیا جانو کہ مذہب کیا چیز ہو خدا اے نادیدہ خدا ے برحق ہو اور جمشید ثانی ایک ساحر مکار جعلساز شعبدہ باز ہو کہ جس نے سب کو دو بو غلامان رکھا ہو مین نے خدا ے حقیقی کا مذہب اختیار کیا گوییّے نے کہا اے ملکۂ عالم دیکھیے عقل کی کوتاہی ایک کو مانتے ہین اور دوسرے کو چھوڑتے ہین خداوندون سے منھ موڑتے ہین یہ باتین کرتے کرتے عمرو نے پوچھا اے ملکۂ عالم یہ زبان مین اِسکی سوئی کیسی لگی ہو اگر حکم ہو تو اِسکو نکال لون زعفران پوش نے کہا میان گوییّے صاحب سوئی نہ نکالنا جادوگر کو جب قید کرتے ہین تو زبان مین اُسکی سوئی لگا دیتے ہین عمرو نے باتین کرتے کرتے آنکھ کا تل دکھلا کر کہا کیون میان سکان سوزن نکال لون سکان نے کہا خواجہ زندگی ہین اِس زرد رو کے قصر سے نکلنا دشوار ہو یہ آئینے چمکین سے گے ہر طرف سے روکین گے مین کس کس پر سحر کرونگا اگر ہو سکے تو اِسکو بیہوش کرو خواجہ یہ سنکے پلٹے اِشارہ کیا کہ ملکۂ عالم یہ جھگڑے تو رہین گے چند اشعار سن لیجیے وقت جاتا ہو زعفران پوش نے اِشارہ کیا اچھا میان ہر بابی کچھ گاؤ عمرو نے دو چار ٹھمریان گائین زعفران پوش بہت خوش ہوئی عمرو نے کہا حضور آج طبیعت اداس ہو کہ اِس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون اگر شراب پیون تو طبیعت کھلے زعفران پوش نے اِشارہ کیا کہ میز پر گلابی رکھی ہوئی ہو اُٹھا کر پیو کون منع کرسکتا ہو عمرو نے گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا بیہوشی ملاکر چاہا پیون

پھر خیال کرکے کہا کیا بے ادبی ہی کہ سرکار کے سامنے پیے لیتا ہون یہ کہکے جام لبریز کرکے سامنے کیا زعفران پوش نے کہا بڑے میان صاحب آپ پیجیے مجھے ضرورت نہین ہی عمرو نے کہا اگر آپ نہ نوش فرمائینگی تو مین بھی نہ پیونگا جب عمرو نے یہ کہا تب زعفران پوش نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا کہا کیون بڑے میان صاحب مین جام پی جاؤن بڑے میان نے کہا ضرور نوش فرمائیے زعفران پوش نے چاہا کہ جام لبون سے لگاؤن کہ ایک آئینہ چمکا جیسے ہی آئینہ چمکا زعفران پوش نے ہاتھ روکا اور کہا ای آئینہ دار صاف صاف کہو کہ یہ کیا معرکہ ہی کیون منع کرتی ہو دیکھا کہ جہان سے آئینہ چمکا تھا وہین سے ایک نازنین نے سر نکالا پکار کر کہا ای ملکۂ عالم ہمکو افسوس ہوتا ہی کہ آپ جام پیتے ہی بیہوش ہوجائیے گا ہمارے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ آپ جام نہ پیجیے زعفران پوش نے وہ جام پٹک دیا جام ٹوٹتے ہی شراب جو زمین پر گری اتنی زمین سیاہ ہوگئی عمرو کانپ گیا جی مین کہتا ہی کہ بو غضب ہوا کہ راز کھلا اب یہانسے نکلنا دشوار ہی جھپٹ کر قریب قفس کے آیا زعفران پوش زمین کو دیکھ رہی ہی کہ زمین کیون سیاہ ہوگئی عمرو نے زبان سے سکان کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی سکان تڑپا کہ آئینہ پھر چمکا اُسی نازنین نے سر نکالا پکار کر کہا ای ملکۂ عالم اسکو جانے نہ دیجیے اگر یہ نکلگیا تو قیامت برپا ہوگی یہ عمرو عیار ہی زعفران پوش نے چاہا سحر کرون مگر سکان نے پہلے عمرو ہی کی کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ نکلون کہ آئینہ چمکا اُس نازنین نے سر نکالکر کہا خواجہ کہان جاتے ہو ای سکان ٹھہر جا سکان قریب آئینے کے جاکر گرا زعفران پوش نے اُٹھکر خواجہ عمرو و سکان کو گرفتار کیا گرفتار کرکے آواز دی کہ ای آئینہ دار خواجہ عمرو کو لیکر اپنے پاس قید کر دین آج صبح سے سوچ رہی تھی کہ سکان کی رہائی کو کوئی آئیگا پھر بھی گھبراہٹ کا یہ انجام ہوا ای آئینہ دار اگر اسکو احتیاط سے رکھا اور عمرو قید رہا تو اہل اسلام کے جی چھوٹ جاوینگے یہ وہ شخص ہی کہ جسنے افراسیاب ایسے بادشاہ کو تنگ کر دیا کہ جسکا سحر مین مثل و نظیر نہ تھا اسکے مکر سے بچنا آئینہ دار نے کہا حضور نہ اٹھ پہر جاگتی ہون

جسدن سے مسلمان آئے خواب و خور حرام ہوگیا ہر وقت یہی خیال ہو کہ قصر ہ ربا ہو جوا
چاہتا ہو لیکن اگر مناسب ہو تو اسکو قتل کر ڈالیے آئینے چمک رہے ہین ہر ایک کی رائے
یہی ہو کہ یہ شخص قید سے نکل جائیگا چالیس کنیزین آپ کی حفاظت فقیر کر رہی ہین یہ سنکر
زعفران پوش اُٹھی حکم دیا بیرون قصر میدان خونی کی تیاری کرو مین تم لوگون کی
صلاح سے کام کرتی ہون میرا بھی دل دھڑکتا ہو کنیزین باہر نکلین چالیس کنیزین افسر
سب کی آئینہ دار زعفران پوش بھی بیرون قصر آئی تخت پہ سوار ہوئی عمر و سکان
کو کشان کشان لائی ایک مقام پہ بٹھا دیا ایک حبشن کو اشارہ کیا کہ وہ تلوار
کھینچکر چلی عمر و دعائین مانگنے لگا کہ اے خالق کارساز و اے رب بے نیاز تو رحیم و کریم
ہو اس آفت سے نجات دے رباعی

بر حال من خستہ و دلریش نگر	شاہا نظر کرم بہ من درویش نگر
بر من منگر بر کرم خویش نگر	ہر چند نیم لایق بخشایش تو

سکان نے بھی دعا کی کہ اے پروردگار دعا قبول کر لے اس آفت سے نجات دے
قضائے کار صاحبقران زمان خاصہ کھا کر آرام فرما رہے تھے کہ عالم خواب مین
دیکھا کہ عمر و سکان زیر تیغ بیٹھے ہین اور قتل ہوا چاہتے ہین گھبرا کر اُٹھے فرمایا اشقر کو
لاؤ اشقر تیار ہو کر آیا امیر اُسپر سوار ہوئے فرمایا اے اشقر جس مقام پر عمر و قید ہو اُسطرف
بھگا لے چل زعفران پوش نے یہان گھبرا کر کہا اے حبشن جلد اسکو قتل کر کہ حمزہ نے
ادھر کا رخ کیا یہ کہکے ہاتھ ہلایا کہا اب مین اُنکو بھی گرفتار کرتی ہون ایک آہوئے دشت
سے نکلکر جست و خیز کرتا ہوا چلا یہان صاحبقران جو صحرا مین آئے دیکھا کہ ایک آہو
صحرا سے آتا ہو مگر نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ آراستہ و پیراستہ بقول شاعر نظم

وہ ادھر سے آہوئے پری پیکر	جل زربفت پشت کے اوپر
دل پہ کے رشک کا دو شنباری تھا	رم محبوب اُس سے جاری تھا

صاحبقران نے اُسپر گھوڑا اڑا لا آہو بھاگا ہوا جاتا ہو اشقر طرارے بھر رہا ہو پیر و حیر
قمر نصب اُنکے پہونچتے ہین چاہتے ہین زندہ گرفتار کرین مگر آہو چھلاوہ ہو جسو قت

جست کرتا ہو پچیس قدم پر جاکر ٹھہرتا ہو امیر بھی وہین پہونچتے ہین مگر آہو پھر بڑھ جاتا ہو دیر تک صاحبقران اُس آہو کے پیچھے سرگردان رہے آخر نظرون سے غائب ہوگیا ایک طرف روشنی معلوم ہوئی صاحبقران طرف روشنی کے چلے قریب آکر دیکھا کہ ایک قصر آئینہ بنا ہوا ہو دالانے مین اُس قصر کے عمرو و سکان زیر تیغ بیٹھے ہین اور ایک جادوگرنی زعفران پوش تخت پر سوار اشارے کر رہی ہو کہ اِنکو جلد قتل کرو جبشن تلوار لیکر چلی کہ قتل کرون عمرو نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا کہ اہو ملک و حاکم کیا میری موت آگئی کبھی زعفران پوش سے اِشارے کرتا ہو کہ ملکۂ عالم اِس سکان کو قتل کیجیے مین تو آپ لوگون کا کھلونا ہون امیر نے وہین سے نعرہ کیا کہ او جبشن خبردار ہاتھ روکنا پھر کھینچ کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جبشن پر تیر مارا کہ جبشن کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا جب جبشن گری تو زعفران پوش نے کہا لو حمزہ آپہونچا چہار طرف سے گھیر کر مارو سب کنیزین و آئینہ دار و زعفران پوش بھی ملکر سحر کرنے لگین صاحبقران کا اشقر رُکا عمرو نے پکار کر کہا کہ او آقا سے نامدار و اے مولا سے قدر شناس اسم اعظم کو نہ فراموش فرمائیے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم وردِ زبان کیا مرکب بڑھا امیر نے نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب حمزۂ شیر دل / کہ زو گشتہ سہراب و رستم خجل
امیر عرب منیغم روزگار / بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام / یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بُن کافران از جہان پاک کرد / سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جو کنیز کہ سامنے آئی وہ علف شمشیر آبدار ہوئی لاشے کنیزون کے زمین پر گرتے اور زر آئینہ دار یہ کہکر بڑھی کہ مین حمزہ کو گرفتار کیے لیتی ہون ایک چھوٹا سا آئینہ ہاتھ مین تھا اُسکو چمکانے لگی صاحبقران ہر مرتبہ رُک جاتے ہین مگر جب اسم اعظم پڑھتے ہین تو مرکب بڑھتا ہو آئینہ دار سحر کرتی ہوئی سامنے پہونچی چاہا نیمچہ مارون اُسی ہاتھ مین آئینہ ہو امیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا ایک تراقہ ہوا آئینہ ٹوٹا اُسی سے ایک برق چمکی

آئینہ دار کے دو ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ چلی تمام صحرا پر غبار ہو گیا امیر اُس اندھیرے
مین قریب عمرو کے پہونچے اول آتے ہی سوزن زبان سے سکان کی نکالی خواجہ
گرفتار سحر تھے اُنپر اسم اعظم دم کیا عمرو نے رہائی پائی اُٹھتے اُٹھتے عمرو نے ایک حقہ
آتشبازی مار دیا مگر سکان نے چند سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے کہ زعفران
پر پتھر برسنے لگے زعفران پوش نے ایک سپر فولادی بنا کر سر پر پناہ کی جو پتھر گرتا ہی
سپر سینہ سپر کرتی ہی دیر تک پتھر برسے مگر زعفران پوش کا کچھ نقصان نہوا پکار کر کہا
او سکان ابھی چند سے سحر سیکھ مین ایسے سحر کو کب مانتی ہون مگر دیکھتی ہو کہ کنیزین قتل
ہوئین آئینہ دار اپنے سحر مین آپ جلی وہ قصر آئینہ بھی گرا زعفران پوش نے چاہا کہ
نکلجاؤن کچھ پڑھکر شانون پر پھونکا کہ دو پر پیدا ہوے جب پر ظاہر ہوے تو اِسنے
بازوون کو ہلا دیا تخت سے اُڑی عمرو نے کہا آقا اے نامدار یہ جانے نہ پائے
اگر نکلجائیگی تو آفتین برپا کریگی یہ اُن سب کی افسر ہو امیر نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تیر بھر کمان مین پیوست کیا اسم اعظم پڑھکر زعفران پوش پر مارا لیکن
زعفران پوش نے ہرچند اپنے کو بچایا مگر تیر آکر سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا
مارے جاتا زعفران پوش کا کہ دیر تک ہنگامہ رہا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی
سرانام من زعفران پوش مالک قصر آئینہ بود بعد مارے جانے زعفران کے دیر تک
صحرا مین اندھیرا رہا جب صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا تب اندھیرا دفع ہوا سکان
و عمرو کو ساتھ لیکر صاحبقران لشکر مین آئے مگر جمشید ثانی ظلم و جفا کا بانی تخت پر
بیٹھا ہو تقدیر بن بگھار رہا ہو حکم دیا کہ ملکہ یاسمن کو لاؤ یاسمن کو سامنے بلوایا اور
پکار کر کہا او جان جہان راتین مجھپر تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین آب و دانہ ترک ہوگیا
انتظام دنیا مین خلل پڑتا ہی نہین معلوم کتنے پیدا ہوے اور کتنے مرے یاسمن تو
خاموش کھڑی ہو لیکن جمشید ثانی نے قصد کیا کہ اُٹھکر گلے لگالون یاسمن نے دعا کی
کہ اے پروردگار و اے مالک لیل و نہار اِس ظالم کی بدعت سے بچالے ایسا نہ ہو
بیجا ہاتھ لگائے کہ ایک کڑاکا ہوا کنگرہ قصر گرا جمشید ثانی نے کہا آج کوئی رُکن

طلسم گرا لیکن حال نہ کھلا کہ کون مارا گیا کہ سامنے سے دیکھا چند طائر اڑتے ہوئے آئے
جو سب کے آگے تھا اُسنے پکار کر آواز دی یا خداوند غضب ہوا کہ قصر آئینہ گرگیا آئینہ دار
بالک قصر آئینہ زعفران پوش ماری گئیں یہ سُنکر جمشید نے زانو پر ہاتھ مار اکہا یارو
سامنے سے اس ظالم کو ہٹادو اسی کے قدم کی نحوست سے یہ خبر وحشت اثر سنی ہو کہ
قدرت کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا وہ جادوگرنی مری ہو کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا ای
برق بار تم اسی صحرا مین جاؤ جا کر حفاظت کرو ایک جادوگرنی بھاری لہنگا پہنے
ہوئے اپنے مقام سے اُٹھی اور برائے انتظام روانہ ہوئی برق بار نے جاکر
سب کے لاشے اٹھوائے قصر آئینہ بنایا برائے حفاظت بیٹھی اگر کوئی طائر بھی اُڑکر
آتا ہو تو اُسپر بھی دھوکا ہوتا ہو سحر کر کے اُسکو جلا دیتی ہو اگر کوئی ہرن نکلا تو اُسکو
بھی سحر کا شکار کیا جنگل مین کسی کو ٹھہرنے نہین دیتی بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہو لیکن
خواجہ عمرو کو افسوس ہو کہ بڑے تاسف کی بات ہو کہ وہ قصر گرا اور اُسکی تلاشی
نہ لی شاید کچھ مال نکلتا پھر سوچتے ہین کہ اب پھر چلو چلکر دیکھ لو کہ کیا رنگ ہو خواجہ
تو اس فکر مین ہین مگر مالک دربند ہفتم قیلاب عقاب سوار بارگاہ مین اپنی
بیٹھا تھا کہ خبر سُنی کہ قبقاب فیلسوار آتا ہو کہا آنے دو اُسکا نامہ بھی آچکا ہو یہ
میرا چھوٹا بھائی ہو صلاح کر رہا ہو کہ دیکھیے قبقاب آکر کیا کرتا ہو مگر قبقاب اپنی
زوجہ کے غم مین پریشان و مضطر بیقرار و ششدر رہو دور سے جو لشکر اسلام کو دیکھا
جلگیا وہین سے نعرہ کیا کہ باشیدای مسلمانان مجھکو بتلاؤ کہ سارباں زادہ کہان ہو
قیامت برپا کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے قبقاب نے گولہ مارا کہ لشکر
اسلام پر پتھر برسنے لگے اہل اسلام پامال ہوئے جاتے ہین مگر اخفش نے جو
سُنا کہ لشکر اسلام پر آفت برپا ہو خیمے سے نکلا دیکھا کہ ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہو ہزارہا
ساحر گرا ہو اہل اسلام کو قتل کر رہا ہو اخفش نے آتے ہی سحر کیا کہ پتھر برسنا موقوف
ہوئے صاحبقران زمان و تاجدار تماشا سُنکر بارگاہ سے نکلے اسم اعظم پڑھنے لگے
اسم اعظم جو پڑھکر دم کیا جو لوگ بیہوش پڑے تھے وہ سب ہوشیار ہوئے مگر

قیلاب نے جو خبر سنی کہ قبقاب آتے ہی لڑائی مین مصروف ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا باہر نکلا نکلکر دیکھا کہ ابر آسمان پر چھایا ہو مگر بارش نہین پکارکر آواز دی کہ اے برادر ریحان برابر قبقاب یہ کیسا ابر بنا ہو کہ جس سے بارش آب بھی نہین یہ سحر کیون کیا قبقاب نے پکار کر کہا اے شہنشاہ ساحران مجھکو عمرو نے لوٹ لیا میری زوجہ کو لیکے بھاگا ہو کیا مین دم لونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ سنکر قیلاب نے گولا اُٹھا کر طرف ابر کے پھینکا مرادیہ تھی کہ آگ برساؤن سب کو جلادون مگر ایک ساحر کہ جو اُس ابر مین چھپا تھا گولا آکر اُسکے سامنے پھٹا اُسنے پکار کر کہا یہ کون بے ادب ہو کہ ہمکو ستاتا ہو سب کو قتل کرونگا ہمارے آقا نے سحر کیا ہو جو منا سب جانین گے وہ کرینگے اور کوئی اِس مین دخل نہ دے قیلاب مالک وریند نے پکار کر آواز دی کہ اگر کوئی دخل دے تو تو کیون مانع ہو اُس ساحر نے آسمان پر اشارہ کیا ایک لکہ ابر کڑک کر قیلاب پر گرا قیلاب کا سر زخمی ہوا اب تو قیلاب بگڑ گیا ایک دو پتھر زمین پر مارا اور خون سر کا لیکر پھینک مارا وہ خون کے قطرے جو ابر پر پڑے ابر لخت لخت ہوگیا سحاب ابر بار ظاہر ہوا قیلاب نے اُس ساحر کو کھینچا جب وہ قریب آیا تو کلائی پکڑ کر کہا کیون بھیجا تو نے مجھکو زخمی کیا تیرا جو افسر اعلیٰ ہو وہ میرا چھوٹا بھائی ہو تو مجھسے دعوی برابری رکھتا ہو سحاب ابر بار نے جواب دیا قیلاب نے جھلا کر تمانچہ مارا کہ سر سحاب کا اُڑ گیا مرتے ہی سحاب کے لشکر قبقاب مین ہنگامہ ہوا کئی سو ساحر دیوانے ہوگئے پہاڑون سے سر ٹکراتے تھے اور یہ اشعار عاشقانہ بجوش وخروش زبانون پر جاری تھے

نظم

ساسنا ہونے نہ پائے اے خدا برسات کا	بے صنم بھاتا ہو کسکو دیکھنا برسات کا
فصل کوئی ہو مگر روتا ہمارا کم نہین	رہتا ہو بارہ مہینے ساسنا برسات کا
جوش گریہ تا فلک پہونچا ہجوم رنج سے	اشک ترا یسے بڑھے رتبہ گھٹا برسات کا
بے صنم بھاتی ہو کب اے دل یہ فصل برشکال	قہر ہو آفت ہو ہمکو دیکھنا برسات کا
کسکا دل ایسا دُکھایا ہو کسی بیدرد نے	ہو جو اشک تر سے عالم جابجا برسات کا

اسقدر آنسو بہائے ہیں جل تھل بھر گئے — لوگ کہتے ہین مہینہ تو نہ تھا برسات کا
چشم گریان کو اجازت دے کہ ہجر یار مین — دیکھ لین گے ایک دن ہم حوصلا برسات کا
غرق ہین بحر ندامت مین سراپا آپ ہم — ابر تر برسے کسے ہی دغدغا برسات کا
ہوگیا لبریز صحرا کر گئے لاکھون کے گھر — زور ایکی تو نہایت بڑھ گیا برسات کا
پھر وہی چہلین رہی اٹکھیلیان ہون یار سے — جلد آجائے مہینہ ای خدا برسات کا
کم ہوا رونا تو ٹھنڈی سانسین بھرتا ہون نسیم — فصل سردی کی ہوئی موسم گیا برسات کا

قبقاب کبنڈ ابڑھا قریب قیلاب کے گیا اور کہا ای بہادر یہ کیا حرکت کی کہ اس ساحر کو مار ڈالا کہ جسکی ذات پہ انتظام لشکر تھا قیلاب نے کہا ای بہادر تمھارا مدعا کیا ہے قبقاب نے کہا میری زوجہ کو عمرو لے آیا ہے مین چاہتا ہون عمرو کو گرفتار کردن قبقاب نے کہا اگر سارا لشکر تباہ کردوگے تو یہ لوگ بخوشی عمرو کو نہ دینگے تم پلٹ چلو مین وعدہ کرتا ہون کہ عمرو کو گرفتار کرونگا غور سے دیکھو جسطرف امیر لڑرہے ہین اسطرف سحر نہین جاتا پھر ہم کیا کرین تدبیر کرکے لڑین گے کہ شاید ہم غالب آوین صاحبقران لڑتے ہوے قریب قیلاب پہونچے تھے کہ طبل امان پر چوب پڑی دونون لشکر علحدہ ہوے قبقاب کو ساتھ لیکر قیلاب پلٹا بارگاہ مین لاکر بٹھایا مگر قبقاب کے حواس درست نہین ہین زوجہ کی یاد مین بیقرار ہے قیلاب نے کہا مین جاتا ہون اور عمرو کو لاتا ہون اگر اسنے تمھاری زوجہ کو دیا تو زندہ چھوڑدونگا ورنہ اسکو قتل کرونگا قبقاب کہتا ہے ای بہادر عمرو کے ساتھ سختی نہ کرنا منت وخوشامد سے میری زوجہ کو لے لینا طاؤس تیز رو عیار قیلاب بیٹھا ہے اسنے کہا آقاے نامدار آپ تکلیف نہ کرین مین جاکر عمرو کو لاتا ہون یہ کہکے طاؤس تیز رو اٹھا تلاش مین خواجہ کی نکلا مگر شاگردون نے خواجہ کو خبر پہونچائی کہ آپ کی تلاش مین طاؤس عیار آتا ہے خواجہ عمرو بھی بارگاہ سے نکلے ایک صحرا مین آکر ٹھہرے کہ ایک آواز آئی دیکھا کہ طاؤس تیز رو اڑا ہوا آتا ہے عمرو نے حلقہ ہاے کمند خس پوش کردیے اور شاہراہ پہ آکر بیٹھے جیسے ہی طاؤس ادھر سے نکلا

عمرو نے شیر کی آواز دی طاؤس ڈرکا عمرو نے جھٹکا مارا کہ طاؤس گرا عمرو نے حباب
مار کر بیہوش کیا بٹھکر طاؤس کو اپنی شکل بنایا آپ طاؤس کی شکل بنے طرف لشکر قبقاب
کے چلے قبقاب فیلسوار کہ انتظار مین تھا دیکھا طاؤس آتا ہے بیقرار ہوکر دوڑا
کہا اے طاؤس کسے لایا کہا اُسی دشمن کو کہ جسکا وعدہ کرگیا تھا جنگل مین خوب تلوار
چلی مگر میرے ہاتھ سے کیا بچ سکتا تھا آخر مین نے گرفتار کرلیا ایک مقدمہ مین نے
اور دیکھا اُسکو بیان کرتے ڈرتا ہون کہ جنگل مین ایک جھاڑی تھی وہان اِسنے
کچھ چھپایا ہے مین اسکی گرفتاری کی خوشی مین تھا خیال نہین کیا مگر اتنا معلوم ہوگیا ہے
کہ کسی عورت کو اِسنے چھپایا ہے قبقاب نے کہا ارے یہ مردہ فروش ہے کسی کی بہو یا
بیٹی کو چرالایا ہوگا مگر خداوند ایسا کرین کہ میری زوجہ کو چھپایا ہو اے طاؤس تجھے
دولت دنیا سے نہال کردونگا زیادہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے طاؤس
نے کہا مین جان و مال سے موجود ہون جو مجھسے ہوسکے وہ پیروی کرونگا یہ کہکر پشتارہ
ڈالدیا اور آپ طرف جنگل کے بھاگا جنگل مین آکر سیمتن کو زنبیل سے نکالا زیور
سب اُتار لیا فقط ایک ساری باندھ دی پشتارہ لگاکر دوڑا ہوا آیا کہا اے شہنشاہ
عورت ہے مگر پہچانیے کہ یہ کون عورت ہے قبقاب نے جو اپنی زوجہ کو دیکھا کہا اے
طاؤس بڑا کام کیا بڑی خداوند نے خیر کی کہ جنگل مین کوئی شیر بھیڑیا آتا تو اِسکو
کھا جاتا مگر تو نے بڑا احسان کیا کہ ملکہ کو لایا جو تو مانگ وہ دون عمرو نے کہا مین
اِسکا مشتاق ہون کہ خوشی کیجیے اور شراب پلایے اور پھر مین اپنے ہاتھ سے سبکو
شراب پلاؤن اور اُس ساربان زادے کو جلاؤن قبقاب عمرو کو اپنے ہمراہ
لیکر بارگاہ مین آیا طاؤس نقلی نے کہا کلید میخانہ مجھکو دیجیے قبقاب نے بہ خوشی
کلید دیدی خواجہ میخانے مین آئے سب شراب کو خراب کیا خوب دل بھر کے
بیہوشی ملائی بیہوشی ملاکر چند گلابیان آراستہ کین مرارغوانی سے معمور کرکے
سامنے قبقاب کے لائے قبقاب نے اِتنے عرصے مین زوجہ کو اپنی نہایت
عمدہ کپڑے پہنائے مگر دیکھا کہ زیور نہین ہے جی مین کہتا ہے کہ بلا سے زیور گیا یہ تو ملی

زوجہ کو اپنی بہنا اٹھا کو مسند پر بٹھایا اور ہوشیار کیا پوچھا صاحب تمکو عمرو کہان لیگیا
تھا اتنے دنون کہان رہین سمیتن نے کہا صاحب کیا بیان کرون ایک مکان عالی
بنا ہوا تھا اسمین ہزارہا کنیزین تھین مجھکو دیکھکر دوڑین مین ڈری کہ دیکھیے اب یہ کیا کرین
ایک شاہزادی حسین کوڑا ہاتھ مین لیکر آئی کنیزون کو آکر مارا اور کہا ارے حکم ہے
اِس شفقل کو آرام سے رکھنا تب کنیزین ہٹین اُس شاہزادی نے بہ محبت مجھے ایک
قصر مین لیجا کر بٹھایا تسکین دیتی تھی اور کہتی تھی کہ تھوڑے دنون مین تمھاری مدد
ہوگی کوئی تو مدعا ہے کہ ہمکو حکم ہوا کہ اسکو صدمہ نہ پہونچانا اِس حال مین رات دن
بیٹھی رہتی تھی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا خواجہ عمرو صاحب آپ کو بلاتے ہین
پھر میری آنکھ بند ہوگئی اب مجھکو نہین معلوم کہ مین کیونکر آئی قیقاب کو یہ حال سنکر
تعجب ہوا دل مین سوچا کہ عمرو اپنے قول کا سچا تھا جو کہتا تھا وہی نکلا اب خواجہ
نے گھنگرو پانون مین باندھے بہ شکل طاؤس گت ناچنے لگے قیقاب وسمیتن خوب
تعریفین کر رہے ہین کہ ای طاؤس کیا کہنا ہے بیٹھے پر انعام دیتے ہین آرزو یہ ہے اسقدر
طاؤس کو دین کہ یہ بے نیاز ہو جائے اور کہتے ہین کہ ای طاؤس ہم تجھکو قبلا سے
مانگ لین گے ہمارے ہی ملک مین رہنا طاؤس نقلی نے سر جھکا کر جام سامنے
قیقاب کے کیا قیقاب نے بہ خوشی پی لیا دوسرا جام سمیتن کو دیا اب تو دورہ باندھا
تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی چونکہ سب نے بیہوشی پی آپس مین
دست درازی ہونے لگی کسی نے پکار کر کہا کمیدان صاحب آپ کی مونچھ پر کوا بیٹھا
ہے کمیدان نے جواب دیا کیا اِس جانور نے اڈا مقرر کیا ہے رسالہ دار نے کہا چپکے
بیٹھے رہو مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکے ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کر جھٹکا مارا کمیدان
نے کہا بھائی یہ کیا ہوا کہا بھائی کوا اُڑ گیا پونچھ اُسکی ہاتھ مین رہگئی دونون آپس
مین لپٹ گئے کشتی ہوئی ایک نے ایک کو دے مارا دونون بیہوش ہوے
اسیطرح سب لڑلڑ کر بیہوش ہونے لگے کل محفل مین ہنگامہ ہوا جب دربار مین غریو
ہوا قیقاب نے کہا یارو میرے دربار کو بازار مقرر کیا یہ زن وشوہر ٹہلتے ہوے

اُنھے کو سب کو نکالدین بارگاہ تو پاک ہو دونوں لڑکھڑا کر گرے عمرو نے دونوں کو
تذرِ زنبیل کیا اور ہنسکر کہا کہ خالی مادہ سے کیا کام نکلتا اب نر و مادہ ایک مقام پر
ہوے بچے بھی ہونگے غرض بارگاہ کو خوب لوٹا تنکا تک نہ چھوڑا کئی ہزار حیوان یون
چھڑا دیے کہ منھ اُنکے کالے کیے اور ہاتھوں مین جوتیان باندھ دین دروازے پر
آکر چوبداروں کے تختے لے لیے مگر یہ خیال رہا کہ عہدے سے نہ گر جائین لکڑیاں لیکر
اُنکے پہلو مین رکھدین جنکے پاس سونٹے تھے وہ اُٹھا لیے جلے ہوے سوختے اُنکے
پہلو مین رکھدیے کہ عہدے اِنکے قایم رہین جب اُٹھین تو اپنے عہدے کو پہلو مین
پائین مگر طاؤس تیز رو کہ بارگاہ مین بندھا ہوا ہے آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ عمرو
نے بارگاہ کو خوب آراستہ کیا منھ سے نہین بولتا کہ ایسا نہ ہو عمرو ایک تیغ مجھکو
بھی مار دے اسی سوچ مین ہے کہ جو چاہے کرے مگر مجھکو زندہ چھوڑ دے عمرو جب
نکلکر روانہ ہو گیا قبلاب صبح کو جو اُٹھا اُسنے خبر سُنی کہ طاؤس تیز رو میر عیار عمرو کو
لایا ہے رات سے بارگاہ قبقاب مین جلسہ ہے اور رنگ ناچ ہو رہا ہے خیال گذرا کہ چلکے
بھیر دین سنین حقیقت مین بہت ہوشیار نے کیا کارنمایان کیا کہ عمرو ایسے شخص کو لایا
مین نے تو طلب نہین کیا کہ اُس سے حال کھلتا اب سب کچھ دریافت کرونگا جیسے ہی
در بارگاہ پر آیا دیکھا خادم وخدمتگار وچوبدار آپس مین لڑ رہے ہین ایک کو ایک
کلموہا کہتا ہے قبلاب نے جھپٹ کر آواز دی ارے تم سب کلموہے ہو مار کر سب کو
نکالا اندر بارگاہ کے جو آیا دیکھا دریاے خون جاری ہے لاشے تڑپ رہے ہین
مگر صاحب جلسہ کو وہان نہ پایا پکار کر کہا ارے کس سے پوچھون کہ مالک جلسہ
کہان گئے کہ طاؤس نے آواز دی اے شہنشاہ یہ غلام آپ کا بندھا ہوا ہے پلٹ کر
قبلاب نے دیکھا کہ عمرو عیار بندھا ہوا ہے ایک تمانچہ مار کر کہا او بیحیا یہ کیا ستم کیا
بتلا کہ قبقاب وسیمتن کہان ہین طاؤس نے کہا مین ہون آپ کا غلام طاؤس تیز رو
مجھکو گرفتار کر کے سار بان زادہ لایا میری شکل پر یہ ہنگامہ کیا اپنی شکل مجھکو بنا گیا
زن وشوہر کو لے گیا پہلو تک ہاتھ لے گیا اور ہنسکر کہا کہ خالی مادہ سے کیا کام

نکلتا اب نر و مادہ دونون کو لو بیچے بھی ہونگے پھر مین نے اُن دونون کو نہ دیکھا کہ وہ دونون
کیا ہو گئے اور عمرو نے ساری بارگاہ کو لوٹ لیا نہین معلوم کہ یہ سارا اسباب کیا ہو گیا
اور یہان سے وہ خالی ہاتھ گیا ہو اب میرا منھ ہاتھ دھلوائیے تو میرا کہنا ثابت ہو آپ کو
ظاہر ہو کہ مین طاؤس ہون قیلاب نے ڈرتے ڈرتے طاؤس کو کھولا طاؤس نے
ہاتھ منھ پر پھیرے رنگ و روغن دفع کیا قیلاب نے کہا بڑا غضب ہوا کہ زن وشوہر
گرفتار ہو گئے قدرت بازپرس کرینگے اے طاؤس جاکر خبر تو لا مگر ذرا ہوشیار رہنا کہ
ایسا نہو پھر گرفتار ہو جاؤ میری بارگاہ مین آفت کراؤ تمھارے اعتبار پر قیقاب
پکڑ آگیا بادشاہ طلسم پرسش کریگا کہ ایسے سردار جنکا مثل ونظیر اس طلسم مین نہین ہو وہ
گرفتار ہوے تو باعث بدنامی ہو طاؤس نے کہا مین جاکر دیکھون کہ اُنپر کیا گذری
یقین ہو اول صاحبقران سوال اسلام کرینگے اگر وہ مان گئے تو شریک ہونگے اگر
نہ مانا تو حکم قتل دینگے آپ کو یہ حوصلہ نہین کہ اپنے بھائی کو اُٹھا لائیے اُنکا جو سردار
گرفتار ہوتا ہو وہ اُسکو رہا کر لیجاتے ہین قیلاب نے کہا مین کیا کرون حمزہ تو مالک
اسم اعظم ہو سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا یہاں رہے نظیر صاحب جاہ و توقیر مجھکو بڑی مشکل پڑی
ہو کہ ایسا نہو قیدیون پر کوئی اُفتاد پڑے طاؤس اسی وقت بامہاے عیاری لگاکر
روانہ ہوا اُسوقت دربار مین پہونچا دیکھا کہ صاحبقران مقام صدر پر بیٹھے ہین
عمرو پہلو مین کرسی پر ہنس ہنسکر باتین کر رہا ہو کہ امیر نے فرمایا خواجہ زن وشوہر کو
نکالو اُنکا دریا رسیجھا جائے یا مسلمان ہون یا قتل کیے جاوین عمرو نے دونون کو
زنبیل سے نکالا نہ بالون مین سوزن مبتلاے رنج ومحن اب جو آنکھ کھلی دیکھا دربار
صاحبقران ہو سکان جادو و اخفش جادو اپنے اپنے مقام پر دونون بیٹھے ہین
دونون گھبرا گئے کہ ہم یہان کہان آئے صاحبقران نے پکارکر کہا اے قیقاب و
سیمتن تمنے قدرت خدا کو دیکھا کہ تم کیونکر گرفتار ہوے اب بہتر یہ ہو کہ جمشید ثانی
پر لعنت کرو مذہب حافظ حقیقی و مالک تحقیقی اختیار کرو دیکھو سکان اور اخفش
کی کیا آبرو ہو قیقاب تو بڑا ہی ساحر زبردست ہو سوچا کہ اگر اسوقت کچھ دم مارونگا

اور انکار کرونگا تو قتل کیا جاؤنگا بہتر یہ ہی کہ ظاہر مین انکی اطاعت کرو اور رات کو
عمرو کو گرفتار کرکے لیچلو اگر عمرو کو پاؤن تو اسکی بوٹیان کاٹون یہ سوچ کے زوجہ کو بھی
اشارہ کیا کہ جو مین کہونگا وہ تم بھی کہنا یہ کہکے صاحبقران کو جواب دیا کہ آپ صاحب
اقبال ہین ہم دونون اطاعت کرتے ہین ہمارے شریک ہونے کا نفع آپ کو معلوم
ہوگا بادشاہ کی رہائی کی تدبیر کرین خواجہ عمرو کو تا بہ بارگاہ جمشید ثانی پہونچا مین امیر
نے اٹھکر دونون کی زبانون سے سوزن نکالی دونون نے قید کو توڑ ڈالا قدمون پر
صاحبقران کے مکرر سے گرے عرض کرتے تھے کہ اے شہریار فرو سر بکفت پیشت تو آمدہ ظل
الٰہ آمدہ ایم بہ سایۂ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم بہ صاحبقران نے دونون کا سر چھاتی
سے لگا لیا دونون کو کرسیان ملین حکم ہوا بارگاہ انکی استادہ کرو طاؤس نے یہ سب
معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھا کہ قبقاب بیٹھا کہہ رہا ہی کہ خواجہ تمکو تا بہ بارگاہ جمشید
پہونچاؤنگا اور خواجہ فرماتے ہین کہ یارو مجھے ابھی تمھاری بات کا اعتبار نہین کیا
تمھارا چہرہ سیاہ ہی صاحبقران خواجہ کو منع کرتے ہین کہ خواجہ ایسے کلمات نہ کہو انکے
خلاف گذرے گا عمرو خاموش ہو رہا مگر طاؤس پلٹا بارگاہ قیلاب مین آیا تمام کیفیت
بیان کی کہ حمزہ نے سوال اسلام کیا وہ دونون مطیع اسلام ہوئے قیلاب نے کہا
اے طاؤس ہو سکتا ہی کہ ان دونون کو گرفتار کر لا طاؤس نے کہا غلام ابھی جاتا ہی مگر
دن بھر تدبیر کرونگا رات کو چھپا لاؤنگا یہ کہکے باہر آ سے عیاری جسم پہ آراستہ کیے لشکر
صاحبقران مین آیا معلوم ہوا کہ فلان مقام پر بارگاہ ہی مگر دن بھر قبقاب و سیمین
بارگاہ صاحبقران مین رہے شام کو اٹھکر اپنی بارگاہ مین آئے قبقاب زوجہ سے
کہہ رہا ہی کہ صاحب مین تو عمرو کو لونگا اور تم کسی اور کو لینا تم سکان کو لینا اگر یہ شخص
بارگاہ قیلاب مین پہونچ گئے تو بارگاہ صاحبقران مین سناٹا ہو جائیگا اس فکر
مین زن و شوہر بیٹھے ہین اور کبھی بیرون بارگاہ آتے ہین دریافت کرتے ہین کہ
خواجہ عمرو کہان ہین ہرکارون سے معلوم ہوا کہ خواجہ بازار بزازان مین تماشا
کر رہے ہین مگر طاؤس نے دور سے دیکھا کہ خواجہ عمرو تو بازار بزازان مین ہین

اسطرف نہ آئینگے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا عمرو کی شکل بنکر تیار ہوا اور وہ بارگاہ قبقاب مین آیا قبقاب نے پوچھا کیون ای خواجہ عمرو اسوقت کہان آئے عمرو نقلی نے کہا تمھاری خبر لینا منظور تھی اور ایک جام شراب بھی پیونگا اسی وجہ سے چلا آیا قبقاب نے کہا خواجہ گلابی سوجود ہو جام نوش فرمائیے طاؤس نے ایک جام آپ پیا ایک ایک جام زن و شوہر کو پلایا دونون گر کر بیہوش ہوے اب طاؤس نے دونون کا پشتارہ باندھا سراچہ چاک کر کے نکلا طرف اپنے لشکر کے رستہ لیا مگر پلٹ پلٹ کر دیکھ رہا ہو کہ کوئی میری فکر مین نہ آتا ہو رات بھر جنگل مین پھرا کیا صبح ہوتے لشکر مین آیا قبلاب کہ بارگاہ مین بیٹھا تھا ہرکارون نے خبر دی کہ اُستاد پشتارہ بدوش آتے ہین قبلاب نے کہا جلد بلاؤ طاؤس سامنے آیا پشتارہ سامنے ڈالدیا قبلاب نے حکم دیا کہ دونون کی زبان مین سوزن دو جب سوزن دی گئی تب طاؤس نے ہوشیار کیا بارگاہ کو حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ ای قبقاب یہان کیونکر آئے قبلاب نے پکار کر آواز دی کیون ای قبقاب کوئی سختی نہین پڑی اور مطیع اسلام ہو گئے خداوند جمشید ثانی کو بُرا کہا جب وہ سنین گے تو کیسے برہم ہونگے فرمائین گے کہ ہم کیا بُرے خداوند تھے ان ساحرون کو کیا کیا مرتبے دیے یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہو مگر صبح کو خواجہ واسطے مجرے کے صاحبقران کے پاس آئے ہرکارون نے پرچہ اخبار صاحبقران کے ہاتھ مین دیا صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا اول یہی مضمون لکھا تھا کہ قبقاب اور زوجہ اُسکی اپنی بارگاہ سے غائب ہو گئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ شاگرد تمھارے پرچہ دیتے ہین کہ زن و شوہر غائب ہو گئے عمرو نے کہا مین نے تو عرض کیا تھا کہ دونون مکار ہین مگر اُنکی آنتین اُنھین کے گلے مین پڑین کہ خود گرفتار ہوے مین جا کے خبر لاتا ہون یہ کہکے خواجہ روانہ ہوے اسوقت پہونچے کہ قبلاب اور قبقاب سے گفتگو ہو قبقاب کہتا ہوا ای قبلاب تمنے ہمارا مطلب دلی نہ ہونے دیا ہم مکر سے مطیع ہوے تھے یہ سنکر قبلاب بہت جھلایا کہا اب جو گرفتار ہو کر آئے تو یہ باتین بناتے ہو

مین زندہ نہ چھوڑونگا قدرت تمھارا قتل سنکر بہت خوش ہونگے فرمائینگے کہ خوب
کیا ایسے مکارون کو قتل کر ڈالا انھون نے مابدولت کو بُرا کہا تھا اُسی کی سزا پائی
ہرچند زن وشوہر کہتے ہین مگر قیلاب نہین مانتا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد ابھی دم
حاضر ہوا کہا زن وشوہر کو قتل کر اور سر انکے کنگرہ قلعہ پر رکھدے کہ لوگ دیکھین اور
عبرت کرین کہ جو قدرت سے باغی ہوگا اُسکا یہ حال ہوگا جلاد جو آیا اسنے زن وشوہر
گھبرائے پکار کر آوازدی یار وجیسا ہمنے کیا اُسکا انجام پایا لیکن اگر کوئی خدمتگزار
خواجہ عمرو یہان حاضر ہو تو اُنسے عرض کرد وے کہ ہم بہ صدق مطیع ہوے مگر افسوس
ہو کہ سفر ہمارا قریب ہو اگر ہو سکے تو خواجہ آکر ہماری مدد کرین قیلاب نے کہا کیجیے
اب اور مضمون پیدا کئے کہ ایک جلاد مجمع سے نکلا اُس جلاد کا ہاتھ پکڑ کر ہٹا یا کہا اب
مین قتل کرونگا قیلاب نے پکار کر پوچھا ارے جلاد تو کون ہو تجھکو کیا دشمنی ہو یہ تو
خداوند کا دشمن ہو اسکا قتل ہونا ہی بہتر ہو وہ بولا مین بعذاب قتل کرونگا پہلے ہاتھ
قلم کرون پھر سر کاٹون کہ یہ بھی یاد کرین یہ کہکے قریب قیقاب آیا اشارے سے
کہا سنم مہر سپہر عیاری تمھاری رہائی کو آیا ہون اور صاحبقران بھی آتے ہین جیسا
تمنے کیا ویسا پایا اگر ہم جانتے تو تمکو قید رکھتے لیکن تمنے کچھ خیال نہ کیا اسکا یہ انجام ہوا
مین زبان سے سوزن نکالتا ہون قیقاب یہ حال معلوم کرکے ہنسنے لگا زوجہ نے
پوچھا صاحب یہ ہنسنے کا وقت ہو قیقاب نے اشارہ کیا کہ خواجہ عمرو آگئے اب مین
دم بھر مین تیا ستین بر پا کرتا ہون قیلاب ہان ہان کرتا رہا کہ او جلاد زرا ٹھہر جا
مگر عمرو نے جھپٹ کر سوزن زبان سے نکالی قیقاب نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی اور
زوجہ کو بھی رہا کیا اب جو زن وشوہر اُٹھے کئی سو ساحرون کے سر اُڑا دیے بارگاہ
مین اندھیرا اُڑا دیا قیلاب ہرچند چاہتا ہو کہ سحر کو دفع کرون مگر تاریکی نہین دفع
ہوتی زن وشوہر سحر کرتے ہوے باہر نکلے تمام لشکر نے گھیر لیا مگر یہ دونون زن ومرد
شور سے لڑ رہے ہین جب ہاتھ ہلاتے ہین اور سحر کرتے ہین تو آگ برسنے لگتی ہو
قیلاب باہر نکلا ہرچند فوج کو اشارہ کرتا ہو مگر فوج دل وہی نہین کرتی یہی حال ہو

کہ انکو گرفتار کر لو گر جو قریب آیا واصل جہنم ہوا اور عمرو ایک ساحر بنا ہوا اِنکے تعاقب میں ہی لینا لینا کر رہا ہی لیکن جہان کوئی بڑا جادوگر آیا خواجہ جست کرکے اُسکے قریب پہونچے کہا کہ حضور سحر کیجیے اُس ساحر نے سحر کیا عمرو نے پہلو پر آکر خنجر مار اکہ شکم چاک قصہ پاک ہوا زن وشوہر بہت خوش ہوتے ہین آپس مین اشارے ہین کہ دیکھو عمرو کیا جانبازی کر رہا ہی کوئی نامی ساحر نہین بچتا کہ صحرا سے گرد اُڑی لغرے کی آواز آئی کہ زمین کانپی طائر آشیانون سے اُڑے اُس آواز مین یہ ثابت ہوتا تھا نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ایک طرف سے سکان زمین کن واخفش جادو بازو سے بازو شانے سے شانہ ملائے ہوئے آسمان پر اُڑتے ہوئے آکر پہونچے آتے ہی دونون نے سحر کیا کہ دس ہزار جادوگر دیوانے ہوگئے ہر طرف سے آواز الامان بلند ہوئی صاحبقران نے دیکھا کہ زن وشوہر بیچ مین فوج کے گھرے ہوئے ہین فوج کے بلوے سب طرف سے ہو رہے ہین آسمان سے آگ برس رہی ہی کسی نے پانی برسایا ملا زمان اخفش وسکان پر بھی آکر گرے اسطرح کے سحر کیے کہ ہمراہیان قیلاب دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہین بعض نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین ہمارے سامنے بہ آواز بلند یہ اشعار گا رہی ہی نظم

یاد آئینہ رو مین حیران ہین	دھیان مین زلف کے پریشان ہین
اپنے مطلب کے کیسے ہین دانا	میرے مطلب کے وقت نادان ہین
چشم مخمور و زلف و عارض یار	دشمن جان و دین و ایمان ہین
وجہ گلبانگ ہی یہ اگر گلچین	حال بلبل پہ پھول خندان ہین
عشق بازی ہمارا مشرب ہی	ہم نہ ہندو مین نہ مسلمان ہین
بار ہو پر رکھ لیا ہی غیرون نے	قتل عاشق کے آج سامان ہین

وصل حاصل ہوا اُس پری وسے	آج رعنا غرض سلیمان ہین

اِن اشعار کو سُنکر ایسے دیوانے ہوے کہ جاکر کنوؤن مین گر ے غرا نہا جادوگر جب اِسطرح دیوانے ہوے کہ اپنے بھائی بندتک کو نہین پہچانتے بلکہ ساتھ والون کو قتل کر رہے ہین اِسطرح جابجا جو لشکر کا انتشار دیکھا قیلاب دعا مانگنے لگا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ ہی اس آفت سے بچائیے مین کدھر کدھر جاؤن کسکو روکون حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا سکان و اخفش آگ و پانی برسا رہے ہین اور قبقاب و سیجتن نے سب کو دیوانہ کر دیا ہو ہر طرف یہی ہنگامہ ہو کہ یار و لشکر سے نکل چلو اب جان نہ بچیگی سکان و اخفش نے قیامت برپا کی ہم کس کس کے سحر کو روکین انکے برابر نہین جب ہمارا مالک سحر نہین روک سکتا تو ہم کیا کر سکتے ہین یہ حالات دیکھ دیکھکر افسران فوج نکل گئے بعض جاکر اپنے خیمے مین چھپے مگر خیمے جلے جلکر خاک ہوے لیکن پہر بھر کامل یہ جنگ رہی صاحبقران لڑتے ہوے قریب زن و شوہر پہونچے دونون کو اپنے ساتھ لیا فرمایا نکل چلو قیلاب نے دیکھا کہ صاحبقران دونون کو لے چلے اور کوئی ساحر قریب نہین جاتا جو قریب پہونچا ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا مگر صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو قریب آیا ہاتھ سے صاحبقران کے واصل جہنم ہوا کیکایک طرف سے کوہ کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا سکان نے کہا او اخفش غضب ہوا جمشید ثانی آتا ہو سب ساحر دیکھنے لگے دیکھا تخت پر جمشید ثانی سوار کچھ رسنین ہاتھ مین دیکھا کہ صاحبقران اپنے ساتھ زن و شوہر کو لیے جاتے ہین جمشید ثانی نے رسن کو جنبش دی ایک حلقہ گلے مین قبقاب کے پڑا جمشید نے اُسکو کھینچ کے تخت پر اپنے ڈال لیا صاحبقران نے کئی تیر مارے ایک تیر صاحبقران کا بازو پر جمشید کے پڑا اُسنے اُکھیڑ کر پھینکدیا اور پکار کر آواز دی کہ او سپہ سالار قدرت مین نے تجھکو یہ مرتبہ دیا مگر تو نے مجھکو فراموش کیا امروز فردا مین تجھکو بھی قید کر لونگا مہلت نہ دونگا صاحبقران نے فرمایا او بھگوڑے شہر تو جا دیکھ تو کیا رنگ ہوتا ہو مگر جمشید نے زخمی ہوکر آواز دی

کہ اے قیلاب طبل بازگشت بجوا کر پلٹ جا قیلاب نے اُسی وقت طبل ۂ مان بجوادیا
دونون لشکر پلٹے مگر صاحبقران جو پلٹ کر آئے کہا خواجہ تمنے دیکھا اب جمشید ثانی
نے خود آنا شروع کیا آکر سحر کرتا ہو سکان و اخفش درہ کوہ مین چھپ گئے تھے بعد جانے
جمشید کے نکلے عرض کرتے ہوے کہ اے شہریار رغلامون کو بڑا تردد ہوتا ہی کہ ایسا نہو
ہمکو گرفتار کرلے مگر اے شہنشاہ اوج عیاری تمھین کوئی تدبیر کروگے اگر جمشید ثانی
کو مار لو تو کل طلسم فتح ہو جائے عمرو نے کہا تم رازدار طلسم وساحر زبردست ہو کسی
تدبیر سے جمشید کو مارو اسطرح کی صلاحین کرتے ہوے اپنی بارگاہ مین آئے لیکن
قیلاب رنجیدہ او رکبیدہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ رہا ہی یارو دیکھتے ہو تم کہ
خداوند کیا پرورش فرماتے ہین وقت پر تشریف لاتے ہین مگر بادشاہ طلسم ایسا غافل
بیٹھا ہی کہ نہ کوئی مدد بھیجتا ہی اور نہ خود تشریف لاتا ہی ابھی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی
لکہ ہاے ابر آسمان پر نمایان ہوے ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے زیر ابر
اڑتے ہوے لاکھون ساحر بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے ایک ساحر زبردست لیکن
نہایت حسین وجمیل تخت پر سوار ہاتھہ مین چند گوے پشت ساحران پر علمدار جنکے
علمون پر تعریف جمشید ثانی مرقوم آمد فوج کی دھوم قیلاب نے حکم دیا دریافت
تو کرو کہ یہ ساحر کون ہی اور کہان سے آتا ہی ہرکارے گئے عرض کی کہ طیران بلند پرواز
کو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہی کہ جا کر قیلاب کی مدد کرو اسوجہ سے یہ ساحر آیا ہی غرض
قیلاب واسطے استقبال کے چلا طیران نے جو قیلاب کو آتے ہوے دیکھا تخت
سے کود پڑا دونون آپس مین بغلگیر ہوے قیلاب نے پوچھا کہ اے طیران کیونکر
آپکا آنا ہوا طیران نے جواب دیا اے قیلاب شہنشاہ غافل نہین ہین رو ز تدبیر
مین مصروف رہتے ہین یہ خبر سُنی کہ تمپر سختی ہی ملک قبضے سے جاتا ہی مجھکو حکم دیا کہ
جاکر قیلاب کی مدد کرو دیکھو مین کیا دام مکر پھیلاتا ہون حکم ہی کہ عمرو کو گرفتار
کرکے روانہ کرو پس مین تدبیر کرتا ہون اب بارگاہ استادکراؤ تو مین رنگ جماؤن
اتفاق سے خواجہ عمرو ایک خدمتگار کی شکل پر کھڑے ہین طیران کی باتین سُن

رہے ہین جی مین کہتے ہین دیکھون کیا فتور کرے قیلاب نے بارگاہ استاد کرائی طیران
اٹھا کہا ایک چوکی لاؤ پھول اور انگیٹھی لاکر رکھو قیلاب نے یہ سب سامان رکھوادیا
طیران آیا خود چوکی پر بیٹھا اور پکار کر کہا کہ اے قیلاب یہ سحر بھی دیکھنے کے لایق ہو کہ
دھوان اُٹھکر انگیٹھی سے جائیگا عمرو کو کشان کشان لائیگا عمرو نے جو یہ حال سنا تو
گلیم اوڑھکر چوکی کے نیچے جا بیٹھے مگر طیران نے پھولون پر سحر کیا ایک طوق آہن
پیدا ہوا کہا اے قیلاب اب ملاحظہ کرو یہ کہکے ایک دوہتھڑ انگیٹھی پر مارا کہ دھوین
نے طوق آہن کو اُٹھا لیا دھوان بلند ہوکر مع طوق آہن گرد اُسی چوکی کے چرخ
مارنے لگا طیران ہرچند دستکین دیتا ہو کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارتا ہو مگر وہ دھوان
بارگاہ سے نہین نکلتا گرد اُسی چوکی کے چرخ مار رہا ہو طیران نے پکار کر کہا اے سحر
سامری کیا مین عمرو ہون کہ جو گرد میرے چرخ مار رہے ہو بہت جلد جاؤ عمرو کو گرفتار
کرکے لاؤ نہین جا سکتے تو بھوگ دونگا یہ کہکے بوتل شراب کی زمین مین انڈیل دی
یہ معلوم ہوتا ہو کہ شراب زمین مین جذب ہو گئی طیران نے پکار کر کہا کہ اے سحر اب تو
تدبیر کرو واسطے خداوند سامری کے جلد جاؤ عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ ہزار ہا مرتبہ اس
سحر کا امتحان ہوا مگر آج نیا معرکہ ہو کہ ہوش پراگندہ ہین کہ میرے ہی گرد دھوان چرخ
بار رہا ہو طوق آہن بھی اسی مقام پر چرخ مار رہا ہو لاکھ جیخا پیٹا خون بھی اپنا کاٹکر
دیا مگر دھوان اُسی مقام پر رہا آخر جھلا کر اُٹھ کھڑا ہوا خواجہ بھی چوکی کے نیچے سے
نکل آئے مگر گلیم اوڑھے ہوے ہمراہ طیران چلے طیران انگلیون پر کچھ شمار کر رہا ہو
قیلاب نے پوچھا اے برادر کیا انجام ہوئیگا طیران نے کہا افسوس کرتا ہون کہ آج
نئی بات ہوئی دستور یہی ہو کہ یہ دھوان جاکر طوق آہن حریف کے گلے مین پہنا دیتا
ہو مگر نہین معلوم آج کیا سبب ہوا کہ دھوان نہ بڑھا آخر ناچار ہو کر طیران نکل آیا
بارگاہ مین آکر بیٹھا کئی توڑے اشرفیون کے منگائے کہا انعام بانٹونگا ملازمونکو
دو دو چار چار دینے لگا عمرو نے جو دیکھا کہ اشرفیون کے توڑے بٹ رہے ہین
منھ مین پانی بھر آیا بیقرار ہو گئے ایک خدمتگار کی شکل بنے ہوے تھے گلیم اتارکر

سامنے آئے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ مین صاحب عیال ہون مجھکو زیادہ دیجیے طیران نے دس اشرفیان ہاتھ پر رکھکر سامنے کہین خواجہ عمرو نے جھپٹ کر اٹھا لین طیران نے پھر اور دس اشرفیان رکھین عمرو دوسری صورت بنکر سامنے آیا وہ اشرفیان بھی اٹھا لین مگر طیران حیران ہو چپکے چپکے مصاحبون سے کہتا ہو ابھی تک عمرو نہین آیا اگر عمرو آتا تو مجھکو خبر ہو جاتی عمرو نے بڑھکر کہا اے شہنشاہ ساحران تم کسکی فکر مین ہو طیران نے کہا صاف تو یہ ہو کہ مین عمرو کی فکر مین ہون اگر عمرو آتا اور اشرفیان اٹھاتا تو اشرفیان اس سے نہ اٹھتین مین گرفتار کر لیتا یہ کہکے ایک دستک دی اور آواز دی کہ اری حسین شعبدہ باز جلد آ عمرو کو گرفتار کر پہلوے بارگاہ سے ایک نازنین دوازدہ سالہ مگر بہت تیز وطرار و فرار مسکراتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آئی نظم

اے فلک کچھ تو اثر حسن عمل مین ہوتا	شیشہ اک رات تو قاضی کی بغل مین ہوتا
وعدہ وصل کہان عاشق بے صبر کہان	کام محتاج کا ہو لیت و لعل مین ہوتا
بل نہ نکلا تری زلفون کا صنم شانے سے	واقعی زور نہین پنجۂ شل مین ہوتا
عید نوروز دل اپنا بھی کبھی خوش کرتے	یار آغوش مین خورشید حمل مین ہوتا
عرش کی سیر یہ یا منت نے مجھے دکھلائی	دخل منزور رہی سلطان کے محل مین ہوتا
سخن سخت مین سنتا ہون لب شیرین سے	عہد مین اپنے نہین موم عسل مین ہوتا
داغ مین یون دل نازک مین چراغ روشن	جلوہ گر جیسے ہو شیشے کے کنول مین ہوتا
آنکھ عاشق سے لڑانے مین گریز اچھی نہین	امتحان مرد کا ہو جنگ و جدل مین ہوتا
غزل و نصب اسکو ہی منظور نظر ہو آتش	لطف کیا چرخ کو ہو پھیر بدل مین ہوتا

اس نازنین نے یہ اشعار گاتے گاتے سامنے آکر طیران کو سلام کیا طیران بولا اے حسین شعبدہ باز اگر عمرو اس محفل مین ہو تو گرفتار کر لے وہ نازنین سب کو دیکھنے لگی عمرو کہ چوبدار بنا کھڑا تھا اس نازنین نے قصد کیا کہ بڑھکر عمرو پر ہاتھ ڈالدون عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم دیکھیے وہ پیچھے عمرو کھڑا ہو جیسے ہی وہ نازنین پلٹی عمرو نے ایک عصا مارا کہ وہ نازنین چرخ کھا کر گری مگر پکار کر آسنے آواز دی کہ اے طیران اسکو

لینا یہ شخص جانے نہ پائے لوگون نے چاہا عمرو پر ہاتھ ڈالدین کہ عمرو جست کر کے بھاگا
لینا لینا کرتا ہوا جاتا ہی جس ساحر کے قریب سے گذرا دھکا دیا اور نکل گیا ایک ساحر
ملازم طیران سیاہ پوش جادو نام راہ مین کھڑا تھا کہ عمرو کو آتے ہوے دیکھا پکار کر
آواز دی خواجہ ٹھہر جاؤ ایسا نہ ہو تمکو ملال پہونچے مین تمکو گرفتار کرونگا خواجہ ٹھہر گئے
کہا اے سیاہ پوش مین نے تیری کیا خطا کی ہی جو مجھکو گرفتار کریگا سیاہ پوش نے کلائی
پکڑی عمرو نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک اب جو عمرو بھاگا دیکھتا ہی کہ غزالان صحرا و
جانوران دریا میری گرفتاری کا قصد کرتے ہین عمرو نے کئی آہو مارے کئی آہو کو دریا
اور کوئین مین ڈالدیا مگر نقشب جادو کہ کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا اُسنے جو سُنا کہ
عمرو بھاگا جاتا ہی کئی ساحرون کو مار گیا اور دستیاب نہین ہوتا ایک طائر کی شکل بنکر
اُڑا خواجہ بھاگے ہوے آتے تھے پلٹ کر دیکھا ساحر غلغلہ کر رہے ہین مگر کوئی پیچھے
میرے نہین آتا ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرے کہ ایک طائر خرد کو عمرو نے دیکھا کہ آکر
نخل پر بیٹھا اگر شاخ جھکی عمرو سمجھ گیا کہ یہ کوئی ساحر ہی بس خواجہ نے زنبیل مین ہاتھ ڈالا
ایک چھڑ نکالی اُس مین پھندہ تھا عمرو نے چھڑ بڑھا کر پھندہ گلے مین اُس طائر کے ڈالا
اور جھٹکا مارا کہ نقشب گرا عمرو نے جھپٹ کر حباب مار دیا وہی طائر بنا ہوا عمرو نے
جنگل سے لاکر زبان مین سوزن دی اور سوئیان چبھوئین طائر کو غربال کیا طائر کی جان پر
صدمہ ہی تڑپ رہا ہی خواجہ نے کہا او بھیا اپنی صورت اصلی بنا ورنہ چھید چھید کے مین
مار ڈالونگا تب تو نقشب نے اشارہ کیا کہ سامنے جو حوض ہی اُسکا پانی مجھپر ڈالدیجیے
تو مین بصورت اصلی ہو جاؤن خواجہ نے پانی ڈالا صورت طائر تبدیل ہوئی دیکھا
عمرو نے ایک جادوگر نہایت مہیب بشکل عجیب و غریب سامنے بیٹھا ہوا ہی عمرو نے
کہا اے نقشب دیکھا تو نے کہ مین نے تجھکو کیونکر گرفتار کیا بہتر یہ ہی کہ مسلمان ہو اور چلکر
دیکھ سکان و اخفش کس آبرو سے ہین تجھکو بھی مرتبۂ اعلی ملیگا صاحبقران تجھکو عہدہ
جلیل دینگے اگر بادشاہ کی رہائی کی تدبیر کریگا تو صاحبقران اپنا محسن جانینگے وہ
مرتبہ تیرا کرینگے کہ عالم عالم رشک کریگا ہر ایک کا یہ قول ہوگا کہ نقشب نے رہائی

شاہ کی تدبیر کی اے نقشب اب غرور کو کام نہ کر نقشب نے یہ سنکر سر جھکا لیا خواجہ نے پشتارہ باندھا اور لیکر چلا طاؤس تیز رو یہ معاملہ دیکھ رہا تھا کہ دیکھا اِسنے کہ عمرو نقشب کو گرفتار کر کے لے چلا اِسنے جھپٹ کر روکا اور پکارا کہ او عیار بان نر دے نقشب کو کہاں لیے جاتا ہی عمرو پلٹا طاؤس نیچے مارنے لگا خواجہ پشتارہ زمین پر رکھکر لڑنے لگے نیچے روک رہے ہین حلقہ ہاے کمند کمر سے گرا ستے جاتے ہین حلقے عمرو نے گرا کر خس پوش کیے اور جھپٹ کر نیچہ مارا طاؤس پیچھے ہٹا دوبارہ اُسنے بھی گھسکر نیچہ مارا پیچ حلقہ ہاے کمند مین آگیا عمرو نے جھٹکا مارا کہ طاؤس گرا عمرو نے حباب مار کر طاؤس کو بھی بیہوش کیا دونون کا پشتارہ باندھا تلے اوپر دونون کے پشتارے لگا کر خواجہ طرف لشکر کے روانہ ہوے سامنے صاحبقران کے لائے کہا آقاے نامدارا اور فکر مین کرونگا مگر یہ ساحر جو آیا ہی ایسا زبردست ہی کہ مجھکو خوف ہی کہ میری آمد و رفت موقوف ہو جائیگی آج اُسنے وہ سحر کیا تھا کہ اگر مین لشکر مین ہوتا تو گرفتار ہو جاتا عمرو نے سب حال بیان کیا کہ یون چرکی کے نیچے چھپا سکان نے کہا خواجہ اِس سحر کا اور کچھ دفعیہ نہ تھا تمنے وہ کام کیا کہ بہی سامری و جمشید لکھ گئے ہین خوب اپنے کو بچایا حقیقت مین کار نمایان کیا کہ ایسے ظالم کے ہاتھ سے بچے اور خواجہ یہ نقشب جادو تصر سامری کا رہنے والا ہی اگر یہ بہروی کریگا تو قصر ہفت جوش مین پہونچا دیگا غلام بھی ہمراہ چلیگا خواجہ نے نقشب و طاؤس کو ہوشیار کیا نقشب نے سکان کا مرتبہ اعلی دیکھا اور اخفش کو دیکھا کہ ذنگل زرین پر بیٹھا ہی مشیرون مین شریک ہو سکان نے اُٹھکر نقشب کو سمجھایا کہ اے نقشب ساحرون پر زوال ہی مسلمانونکا جلال ہی اور انصاف کرو کہ جمشید ثانی بھی ایک انسان ہی تم لوگون نے خداوند بنایا کہ اب وہ تقدیر مین بگھارتا ہی بلبلایا کرتا ہی سات سی ملک والے اُسکو سجدہ کرتے ہین وہ اپنے ہوش مین نہین ہی مگر اہل اسلام کے ہاتھ سے شکست کھائیگا یا مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا اسطرح سکان نے سمجھایا کہ نقشب نے اشارہ کیا کہ مین مطیع اسلام ہوتا ہون اُٹھکر قدمون پر صاحبقران کے گرا کہا آقاے نامدار آج ہی عہد کر کے چلا

تھا کہ اگر گرفتار ہو گیا تو شریک صاحبقران ہونگا عمرو طرف طاؤس کے متوجہ ہوا
کہ مہتر صاحب آپ فرمائیے تمکو کس طور سے گرفتار کیا طاؤس نے سر جھکا لیا کچھ سوچنے
لگا سوچ سوچ کے کہا اُستاد مین شاگرد ہوتا ہون عمرو نے جو یہ سُنا اور چہرہ اسکا دیکھا
بہت خوش ہو گئے فرمایا اے طاؤس تجھکو اولاد سے زیادہ عزیز رکھونگا یہ کہکر طاؤس
کو کمر کھولا فرمایا شاگردی کے لیے کچھ شیرینی چاہیے خدمتگار گئے طاؤس نے دو روپیہ
نکالے عمرو نے کہا اے مہتر والا گہر ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ تمھارا بھائی ہے تو
سب کو حصہ پہونچے طاؤس نے کہا اب آپ کے ساتھ عیاری کرونگا کسی ساحر کو مارونگا
کچھ مال ملیگا تو خدمت مین حاضر کرونگا عمرو نے وہ قلیل شیرینی منگوا کر طاؤس کو شاگرد
کیا کہا اے فرزند خبر تو لاؤ کہ طیران بلند پرواز کیا کر رہا ہے طاؤس روانہ ہوا بعد جانے
طاؤس کے چالاک نے کہا اگر حکم ہو تو مین بھی جاؤن مجھکو خوف معلوم ہوتا ہے کہ
یہ مقدمہ سحر سے بھی آگاہ نہین ہے ایسا نہ ہو کہ گرفتار ہو جائے خواجہ نے کہا بسم اللہ
اے فرزند خیال رکھنا مین طاؤس کو تمسے لونگا مگر طاؤس جو چلا بصورت مبدل لشکر
طیران مین آیا خبر سُنی کہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے طاؤس بلا تکلف بارگاہ طیران مین آیا
دیکھا ایک چوکی پر بیٹھا ہوا پھولون کو نوچ رہا ہے طاؤس کو خیال ہوا کہ اسکو کسی
نہ کسی طرح گرفتار کرون لیکن طیران نے پھول نوچکر زمین پر پھینکے چند پنجے سنہری
پیدا ہوے ایک ایک ہار لیے ہوے ایک پنجے نے وہ ہار گلے مین طاؤس کے
پہنا دیا طاؤس گرکر تڑپا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا طیران نے کہا او بیحیا تیری
خبر تو آ گئی کہ تو شاگرد عمرو ہوا طاؤس نے کہا مین تو عمرو کو دم دیکر آیا تھا کہ اپنے
آقا سے جا کر ملون مگر آپ نے گرفتار کیا طیران نے کہا اگر تیرا باطن صاف ہوتا تو
یہ پھول سر جھا جاتے یہ پھول تو شگفتہ ہین مین تجھکو قید کرونگا پکار کر آواز دی کہ جلد
خاموش جادو کو بلاؤ ایک چوبدار سامنے کھڑا تھا وہ پکارتا ہوا باہر نکلا خاموش
سامنے آیا کہا مردہے صاحب کیا ہے مردہے نے کہا تمکو شہنشاہ بلاتے ہین خاموش چلا
مردہے نے راہ مین جیب سے چند خرمے نکالے ایک آپ کھایا اور ایک خاموش کو دیا

کہا یہ باغ صرصری کا تحفہ ہی اسکے کھانے سے قوت بالغ بڑھتی ہی خاموش نے وہ خرما
کھایا چند قدم چلا بیہوش ہو گیا چہ اُس نے خاموش کو درہ کوہ مین ڈالدیا خاموش
کی شکل بنکر ساحتہ نہیں سے آیا کہا غلام حاضر ہی کیا حکم ہوتا ہی طیران نے کہا یہ طاؤس
گرفتار ہوا ہی اسکو لیجا کر قید کرو مگر اچھی طرح حفاظت کرنا ایسا نہو کہ عمرو آکر اسکو رہا
کر لیجاے یہ کہکے اشارہ کیا کہ اسکی مشکین باندھو تو خاموش نقلی نے اول مہتر طاؤس
کی مشکین باندھین پشتارہ لگا کر لے بھاگا باہر نکلا طرف لشکر صاحبقران کے بھاگا
چند ساحرون نے دیکھا کہ طرف لشکر صاحبقران کے جاتا ہی پکار کر آواز دی میان
خاموش کہان جاتے ہو چالاک نے پلٹ کر جواب دیا کہ منم مہتر چالاک بن عمرو
خاموش درہ کوہ مین پڑا ہی اُسکو نکال لینا ایسا نہو کہ مصیبت مین مرجاے یہ کہکے
چالاک بھاگا لشکر صاحبقران مین آیا صاحبقران بارگاہ مین تھے چالاک نے لاکر
طاؤس کو حاضر کیا صاحبقران نے حال پوچھا چالاک نے کل کیفیت بیان کی امیر نے
چالاک کو خلعت دیا خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ فرزند کو خلعت ملا گھبرا کر اُٹھے پکار کر
کہا اے فرزند حقیقت مین اب تمھارا کوئی مثل نہین ہی تمھین کو جانشین کرونگا چالاک نے
خلعت اُتار کر پیش کیا کہا یہ حاضر ہی اسکو زنبیل مین رکھیے خواجہ نے وہ خلعت لیکے
خوشی خوشی زنبیل مین رکھا چالاک کو بہت پیار کیا طاؤس نے کہا اے مہتر چالاک
تمھارا کیا کہنا تمنے وہ احسان کیا کہ عمر بھر یاد رکھونگا کیون نہو فرزند خواجہ ہو جو
عہدہ تمھارے واسطے ہو زیبندہ و سزاوار ہی یہان طیران نے بعد تھوڑے عرصے
کے حکم دیا کہ خاموش جادو کو بلاؤ لوگ ڈھونڈھنے گئے کہین پتہ نہ پایا آکر طیران سے
کہا کہ خاموش کا پتہ نہین ملتا کہ ہرکارون نے عرض کی کہ ہم لوگ واسطے خبر کے گئے تھے
پلٹے آتے تھے کہ درہ کوہ سے رونے کی آواز آئی جاکے دیکھا کہ خاموش بندھے
پڑے ہین ہمنے خوف سے رہا نہین کیا اگر حکم ہو تو لے آوین طیران نے حکم دیا کہ جاکر
اُسکو لاؤ کہو مین نے قیدی تمھارے سپرد کیا تھا اُس قیدی کو لائیے اُس سے پوچھین کہ
درہ کوہ مین کیونکر پہونچا ہرکارے جاکر خاموش کو ہوشیار کرکے لاے طیران نے

پوچھا تو نے قیدی کو کیا کیا خاموش جادو یہ سنکے خاموش ہوا جب بہت پوچھا تو عرض
کی کہ غلام کو ایک چوبدار نے بلایا نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین بیہوش ہو گیا آنکھ جو کھلی
دیکھا بندھا ہوا پڑا ہوں طیران کو بڑا تعجب ہوا حکم دیا خاموش کو قید کرو خاموش
بیچارہ بے وجہ قید ہوا مگر خواجہ عمرو سے بعد اِس مقدمے کے نقشب نے کہا کہ ای شہنشاہ
عیاران مین دربار خداوند کا رہنے والا ہون اگر حکم ہو تو آپ کو لے چلون عمرو خوش
ہو گیا کہا ای نقشب چلو اگر تمنے مجھکو وہان پہونچایا اور اُسکو تمھارا مسلمان ہونا
نہین معلوم ہوا ہو تو بیشک مین عیاری کرونگا نقشب نے کہا میرا ایک بھائی
مذہب جادو ہو اُسکی شکل پر مین تمکو لے چلونگا خواجہ نے نقشہ دریافت کیا گوشے
مین جو جاکر نکلے نقشب نے کہا ای برادر تم کہان تھے مین اب مطیع اسلام ہوا خواجہ
ہنس پڑے کہا ای نقشب صورت مین تو فرق نہین ہو نقشب نے کہا مین نے
ایسا موافق پایا کہ دھوکا کھایا مین جانتا تھا کہ خاص میرا بھائی آگیا یہ کہکے تخت سحر
بنایا خواجہ کو سوار کر لیا تخت اُڑتا ہوا چلا قضائے کار جمشید ثانی ظلم و بدعت کا
بانی سوار ہو کر برائے سیر نکلا تھا راہ مین نقشب نے دیکھا کہ طائر زمزمہ سرائی
کر رہے ہین ایک لکہ ابر آسمان پر تڑپ رہا ہو نقشب نے گھبرا کر کہا خواجہ معلوم
ہوتا ہو جمشید ثانی آتا ہو یکایک وہ ابر پھٹا دیکھا جمشید ثانی تخت پر سوار ہو نقشب
واسطے سجدے کے جھکا خواجہ نے بھی دو انگلیون کی محراب بنائی اور واسطے سجدے
کے جھکے جمشید نے کہا ای نقشب ہمکو کیا سجدہ کرتے ہو تم تو مطیع اسلام ہوے
نقشب نے ہاتھ باندھکر کہا یہ خبر حضور سے کسنے کہی مین تو اُسی طرح تابعدار ہون
مگر خواجہ نے جو دیکھا کہ نقشب اور جمشید سے باتین ہونے لگین سمجھے کہ اِسکو معلوم
ہو فوراً التخت سے کود پڑے اور پکار کر کہا کہ مین اُسکو بلا لاؤن یہ کہکے گلیم اوڑھ لی
جمشید نے نقشب کو گرفتار کیا پوچھا بھائی تیرا جو ساتھ تھا یہ کیون بھاگ گیا ہو
کسکو بلانے گیا ہو نقشب نے کہا غلام نہین سمجھا آپ کا غصہ دیکھکر کانپ کے بھاگا
جمشید ثانی نے کہا او مکار تو عمرو کو ساتھ لایا تھا کہ میرے دربار مین لے جاے

جسقدر یہ طائر میرے ہمراہ ہین آٹھ پہر یہ سب مجھکو خبرین دیا کرتے ہین مجھکو مفصل خبر پہونچی کہ عمرو تمکو گرفتار کرکے لیگیا تم مطیع اسلام ہوے اور یہ بھی طائرون نے خبر دی کہ نقشب عمرو کو ساتھ لیکر آتا ہو اسی سے مین واسطے شکار کے آیا کہ راہ مین چلکر روکون جمشید ثانی نقشب کو گرفتار کیے ہوے یہ باتین کر رہا ہو کہ آواز آئی یا خداوند تیری دوہائی ہو فوراً جمشید نے سر جھکا کر دیکھا کہ ایک مہجبین شعلۂ جوالہ غنچہ دہن سیمتن رشک چمن کھڑی ہوئی فریاد کر رہی ہو جمشید کو پسینہ آگیا قلب تھرا گیا پکار کر آواز دی کہ اے بندی قدرت تجھکو کسنے ستایا نازنین نے کہا تخت اُتار بے نیچے آئیے تو مین اپنا حال مفصل عرض کرون جمشید نے تخت اُتارا نازنین نے قریب آکر جمشید کے قدمون کو بوسہ دیا اور یہ کہا یا خداوند شوہر میرا بڑا بدکار ہو تمام اسباب میرا جوے مین ہار دیا آج صبح کو مارنے دوڑا تو مین بھاگی آپ کی تلاش مین نکلی تھی کہ اس مقام پر آکر آپ کا جو تخت دیکھا فریاد کرنے لگی آپ کا شکر کرتی ہون ایسی تقدیر کیجیے کہ شوہر میرا مجھپر مہربان ہو یہ ظلم و بدعت بھول جاے جمشید نے کہا اب تیرا شوہر تجھکو نہ ستائیگا مین نے اُسکا دل بدل دیا اب تجھپر مہربان ہوگا مگر خواجہ جسوقت سے اس عورت کی شکل بنکر آئے تمام طائر چاؤن چاؤن کرتے ہوے سامنے جمشید کے آتے ہین مگر جمشید ثانی ایسا حیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہو کہ طائرون کی نہین سُنتا چاہتا ہو دم دیکر اسکو لیجاؤن مطلب حاصل کرون خواجہ طائرون کو دیکھکر گھبراتے ہین ہوش پراگندہ باتین کر رہے ہین اور ہاتھ پاؤن مین رعشہ کئی طائر تڑپ کر سامنے جمشید کے آئے اپنی زبان مین کچھ کہا جمشید نے منھ پھیر لیا اب جو جمشید پلٹا خواجہ نے حباب مارا جمشید لہرا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہو جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اُڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو

	جہانگیر عالم کا عیار رہون		روندہ جہانگرد وطرار رہون

جیسے ہی جمشید بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے چاہا اُٹھا لون سب طائر چاؤن چاؤن کر کے گرے عمرو کو پر مارتے تھے عمرو نہ اُٹھا سکا جب چاہتا ہو قریب جاؤن وہ طائر آکر حائل ہوتے ہین عمرو نے خنجر نکالا طائرون کو قتل کرنے لگے جس طائر پر خنجر مارا سر اُسکا کٹ گیا مگر پھر جسم سے ملا اُسی طرح زمزمہ سرائی کرنے لگا اب تو عمرو حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرون ناگاہ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ او ساربان زادے خبردار قدرت کو ہاتھہ نہ لگانا عمرو نے دیکھا کہ ایک پتلہ فولادی آواز دیتا ہوا آتا ہی عمرو پتلے کو دیکھکر ایک غار مین کو دپڑا اُس پتلے نے آکر جمشید کو ہوشیار کیا جمشید کی جو آنکھہ کھلی اور پتلے کو اپنے قریب پایا گھبرا گیا کہا کیون او نالایق حفاظت مین قدرت کی ایسی دیر کرتا ہی کہ عیار نے مجھکو بیہوش کیا اور تو دیر مین آیا پتلے نے کہا یا خداوند طائر تو ابتدا سے آگاہ کرتے تھے مگر آپ نے سماعت نہ فرمائی ایسے محو دیدار ہوے طائرون نے عمرو کو آپ کے قریب نہین آنے دیا مین گوشے سے دیکھہ رہا تھا آخر تکلیف کی اور اب آپ کو آکر ہوشیار کیا علاوہ تعریف کے آپ خفا ہوتے ہین پتلے نے جو یہ ڈٹ کر کہا جمشید کو بڑا غصہ آیا ایک تمانچہ مار دیا کہ پتلا جلنے لگا مگر پکارتا تھا کہ یا خداوند آپ نے بڑا ستم برپا کیا مجھہ ایسے نگہبان کو مارا اگر خواجہ نے جب دیکھا تھا کہ جمشید کو نہین اُٹھا سکتا تو نقشب کی زبان سے سوزن نکال لی تھی نقشب نکل گیا تھا جب خواجہ نے دیکھا کہ جمشید ثانی پتلے کو جلا کر روانہ ہو گیا تو غار سے باہر نکلے سمجھے کہ نقشب لشکر مین ہمارے گیا ہوگا مگر نقشب پر یہ کیفیت گذری کہ جب خواجہ سے جدا ہوا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا خاک اُڑ رہی ہی صحرا کرہ نار معلوم ہوتا ہی کسی طائر کا اُس مقام پر گذر نہین چشمے خشک پڑے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی او دشمن خداکہان جاتا ہی نقشب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر نہایت لحیم وشحیم ہاتھہ مین رسن سحر اُسکی جنبش دیتا ہوا آتا ہی نقشب کو دیکھکر آواز دی کہ بیابان جانے والے ٹھہر جاؤ نقشب نے چاہا تڑپ کر نکلجاؤن لیکن اُس جادوگر نے رسن کو جنبش دی ایک حلقہ

گلے مین نقشب کے پٹا کھینچتا ہوا لے چلا ہرچند نقشب عذر کرتا ہی مگر وہ جادوگر نہین سنتا اور نعرے کرتا ہی کہ منم رستخیز جادو و مالک صحرا اے رستخیز مجھکو قدرت نے خبر دی تھی کہ جب نقشب اسطرف سے آئے فوراً گرفتار کرلینا اِسوجہ سے مین براے گرفتاری آیا ہون اور تجھکو قید کرکے پاس قدرت کے روانہ کرونگا وہ جو سزا تیرے حق مین مناسب جانین وہ دین اگر حکم قدرت نہ بجالاؤن تو جلکر خاک ہوجاؤن نقشب دعائین مانگنے لگا کہ اے پروردگار اِس ظالم سے بچائے نظم

خداوندا شبم را روز گردان ‖ چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبی دارم سیہ چون بخت امید ‖ درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
توئی یاری دہ فریاد ہر کس ‖ بہ فریاد من فریاد کن رس

بیقرار ہوکر جو نقشب نے دعا کی رستخیز نے دیکھا کہ ایک طرف سے ایک طفل چہار دہ سالہ پاجامہ مشروع کا پہنے ہوے آب روان کا کرتا کلاہ زرین مگر ڈھلکی ہوئی کڑے سونے کے ہاتھون مین پہنے ہوے چمکتا ہوا سامنے آتا ہی یہ اشعار زبان پر جاری نظم

دو ٹکڑے کرچکے کہین تیغ و سپر کی چوٹ ‖ سر کو بتا کے کرچکا قاتل کمر کی چوٹ
آزار عشق سے یہ ہوا ہون مین ناتوان ‖ پتھر کی چوٹ ہی مجھے گل برگ تر کی چوٹ
درد اُسکو ہوگا سُنکے مری آہ دردناک ‖ جس دل نے کھائی ہوئیگی ترچھی نظر کی چوٹ
مشتاق درد عشق جگر بھی ہی دل بھی ہی ‖ کھاؤن کدھر کی چوٹ بچاؤن کدھر کی چوٹ
اے آسمان دکھائین گے آیا جو بام پر ‖ پیدا کیا ہی ہمنے بھی شمس و قمر کی چوٹ
بدبین کو اپنی بزم مین اے بُت جگہ نہ دے ‖ پتھر کو کاٹتی ہی یہ کافر نظر کی چوٹ
ہوتا ہی آہ سرد سے یون اپنے دل مین درد ‖ پڑ رہا ہوا ہین دکھتی ہی جیسے نشتر کی چوٹ
دلکو لگی ہی چشم سیہ کی تری نظر ‖ رکتی نہین کسی سے قضا و قدر کی چوٹ
بدتر نہین ہی غم فرزند سے کوئی ‖ دل کو نصیب ہو نہ الٰہی جگر کی چوٹ
صدمہ فراق کا ہو نہ مشتاق وصل کو ‖ اُسکے عوض لگے اِسے تیغ و تبر کی چوٹ
سودا اے عشق ہو نہ تمھارے دماغ مین ‖ آتش بُجھا ہی دیتی ہی انسان کو سر کی چوٹ

وہ لڑکا اسطرح یہ اشعار گاتا ہوا آتا ہی مگر مبہوت ہو رہا ہی گریبان کی دھجیان پھٹی ہوئی ہین خاک اڑاتا ہوا رستخیز ٹھہر گیا پکار کر کہا میان صاحبزادے کس فکر مین ہو کیسے اشعار گاتے ہو اس صحراے ویران مین کیونکر گذر ہوا ہم لوگ ویرانے سے گھبراتے ہین تمھ ایسے معشوق رشک قمر کا کیونکر گذر ہوا لڑکے نے ٹھنڈی سانس کھینچی سامنے آکر کہا کہ اپنا نام و نشان کیا بتاؤن آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار نہ مونس نہ ہمدم گرفتار رنج والم ہون طوفان شاہ باپ میرا بادشاہ جلیل غربا کا کفیل ہین بدنصیب اسی کا بیٹا ہون ساحل تاجدار خطاب ہی لیکن اس تصویر پر عاشق ہوا دیوانہ ہو کر نکل آیا دیکھون اب تقدیر کیا دکھاے رستخیز نے کہا تصویر ذرا مین دیکھون کہ کس ظالم کی تصویر ہی کہ تمھاری یہ نوبت بنائی کہ مین پریشان ہو گیا عمرو نے لفافہ ہاتھ مین دیا کہا اسکے اندر تصویر ہی مگر براے خدا تصویر کھولنا نہین ایسا نہو کہ میلی ہو جاے تو میرے دل پر میل رنج والم پہونچیگا رستخیز نے لفافہ ہاتھ مین لیا اسے کھولنے لگا ایک دھوان نکلا کہ رستخیز بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے خنجر سے اسے حلال کیا لباس اتار لیا نقشب نے رہائی پائی اس راہ مین تین جنگل ایسے ملے ہر مقام پر نقشب گرفتار ہوا اور خواجہ نے رہا کیا بمشکل لشکر مین پہونچے سکان جو آتے ہوے خواجہ عمرو و نقشب کو دیکھا بڑھکر پوچھا ای نقشب کہو کیا گذری نقشب نے سب حال بیان کیا اور پھر عیاری خواجہ کی مدح و ثنا کی اور کہا کہ اگر خواجہ ساتھ نہ ہوتے تو زندہ آکر تم لوگون سے نہ ملتا علاوہ جمشید ثانی کے راہ مین جو ملا اسنے گرفتار کیا مگر خواجہ نے بہ عیاری ان سب کو مارا اور مجھکو رہا کیا بمشکل یہانتک پہونچا سکان نے کہا خواجہ ایک معشوقہ جمشید کی ہی یہان سے قریب ایک باغ ہی اس مین رہتی ہی اگر اسکو گرفتار کرو تو جمشید دھوکا کھاے خواجہ نے کہا او سکان مین جاتا ہون ذرا اپنے بتادو کہ کسطرف وہ باغ ہی سکان نے کہا یہان سے شمال کی جانب ایک باغ ہی موسوم بہ روح افزا ہی اسی باغ مین وہ معشوقہ جمشید ثانی رہتی ہی اور خواجہ مین بھی فکر مین رہونگا تم چلو تعاقب مین مین بھی آتا ہون یہ سنکر خواجہ روانہ ہوے ایک صحرا طے کر کے دوسرے جنگل مین پہونچے دیکھا سامنے ایک باغ کا دروازہ کھلا ہی

چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین خواجہ نے کنارے آکر ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر سب کے سامنے آئے ایک نے کہا گل اندام کہان غائب ہوگئی تھی دیر سے ملکہ تجھکو پکار رہی ہین یہ سُنکر عمرو اندر آیا دیکھا ایک باغ نہایت آراستہ و پیراستہ تختہاے سرسبز و شاداب چمن نرگس شہلا معلوم ہوتا ہو کہ معشوقون نے اپنی آنکھین لگا دین ایک طرف تختہ سنبل پیچان صاف ظاہر ہو کہ معشوقان پریچہرہ نے زلفین عنبرین کھول دی ہین لالہ باد لداغدار صاف ثابت ہو کہ عاشقون کے دل کا نشان ہی سرو لب جو پر قد محبوب کا گمان ہر طرف طائران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی بیچ باغ مین ایک بارہ دری بنی ہوئی ہو اس مین ایک شاہزادی حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہو گرد کنیزان زرین پوش جب خواجہ سامنے پہونچے اُس نازنین نے کہا کہ اے گل اندام کہان گئی تھی مثل دیوانون کے ماری ماری پھرتی ہو خواجہ نے کہا اے ملکۂ عالم ہر وقت گلچینی گلشن جمال کی کیا کرتی ہون نوکری پر مرتی ہون مہینون اپنے گھر نہین جاتی شاید کسی کام کو چلی گئی لیکن اگر حضور کنارے چلین تو کچھ عرض کرون یقین ہو کہ حضور کے بھی خلاف ہو خداوند کو یہ مناسب نہ تھا یہ سُنکر وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی کہا اے گل اندام اپنے کو ہلاک کرونگی اگر قدرت مجھپر سوت لاے تو مجھکو زندہ نہ پاوینگے اور بہت ہی پچھتا وینگے گل اندام نے کہا ابھی باعث خرابی نہین ہو حضور ذرا کنارے چلین مین مفصل عرض کرونگی اگر اُسکا بندوبست کیجیے اور قدرت سے بگڑیے گا تو کیا عجب ہو کہ یہ امر موقوف رہے اگر دو چار دن گذر جاوینگے تو پھر کچھ بھی نہ ہوسکیگا یہ سُنکر وہ نازنین اُٹھی کہا بوا گل اندام تم نہ پیروی کروگی تو پھر کون پیروی کریگا گل اندام سرو قد کو ساتھ لیکر ایک گوشے مین آئی باتین کرتے کرتے گل اندام نقلی نے حباب مارا سرو قد بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اُسکی شکل بنکر باہر نکلے کنیزون سے اشارہ کیا کہ صندل رگڑکے لاؤ کہ درد سر بہت ہو کنیزین صندل رگڑکے لائین عمرو نے پیشانی پر لگایا تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے باغ کی بہار کو ترقی ہوئی کنیزون نے عرض کی وارثی

معلوم ہوتا ہی کہ خداوند آتے ہین خواجہ سنبھلکر بیٹھے کہ اپرا آکر جھپٹا دیکھا جمشید ثانی لباس
فاخرہ پہنے ہوے تاج سر پر ہنستا ہوا آتا ہی جب تخت اُترا قریب آکر پکارا کہ صاحب
ذرا میرے پاس آؤ سرو قد اپنے مقام سے اُٹھی برائے تسلیم خم ہوئی جمشید نے کہا
آج کیا باعث ہی کہ قواعد قدیمہ مین فرق آیا عمرو نے منھ بنا کر کہا کہ صاحب میرے سر مین
درد ہی نہین معلوم اپنے مقام سے کیونکر اُٹھی تمکو قواعد کی پڑی ہی جلد بیٹھو طبیعت
حاضر ہوگی تو بات کرونگی ورنہ اسوقت چلے جاؤ زیادہ نہ ٹھہرو ایسا نہ ہو کہ کچھ خفا
ہو میرا مزاج درست نہین ہی جمشید ثانی باتون مین بہلا رہا ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ
گلے مین ہاتھ ڈالون خواجہ ہاتھ جھٹک دیتے ہین جمشید ثانی بہت حیران ہی کیا
ہمرکہ ہی کہ ملکہ آج شگفتہ نہین ہوتین ملکہ نے کہا صاحب مین آج اپنی جان سے بیزار ہون
درد سر نے حیران کر رکھا ہی جمشید نے کہا ای سرو قد شب کو اپنے بندون سے بچ کر
تمھارے باغ مین آتا ہون ایسا نہ ہو کہ کوئی آگاہ ہو جاے تو باعث خرابی ہی سرو قد
نے کہا شراب آپ کے واسطے لاؤن جمشید نے کہا ای جان جہان تمکو تکلیف دینا مجھکو
گوارا نہین سرو قد نے جمشید کو باتون مین لگا کر جام لبریز کیا پنجۂ نگارین پر رکھکر
سامنے کر دیا کہا یا خداوند نوش فرمائیے جمشید نے بلا تکلف جام اُٹھا لیا لبون سے
لگا کر چاہا پی جاؤن کہ شراب چرخ مارنے لگی اور شعلہ بنکر اُڑ گئی جیسے ہی شراب اُڑی
جمشید نے کہا ارے تو کون ہی خواجہ نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کی کنیز ہون جمشید نے
ہاتھ تھام لیا کہا ظالم سچ بتا کہ تو کون ہی خواجہ کب اپنا نام بتاتے ہین یہی کہے جاتے
ہین کہ آپ کی کنیز ہون آج کیا سبب ہی کہ آپ خفا ہین جمشید نے کہا مین کیا تیرا نام
اور صورت نہین ظاہر کر سکتا یہ کہکے منھ پر عمرو کے ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری
اُڑ گیا دُبلا پتلا تانتیا نظر آیا جمشید نے کہا او ظالم مین نے تجھے پہچانا بتا کہ میری معشوقہ
کو تو نے کیا کیا اسی مین خیر ہی کہ اُسکو حاضر کر دے کہ مین تجھکو رہا کر دون خواجہ نے
کہا کہ یا خداوند یہ میری مجال نہین کہ آپ کے سامنے مکر کرون صاف صاف کہے دیتا
ہون کہ جب مین یہان آیا تو مین نے ملکہ کو نہ پایا اُسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا مین نہین

جانتا کہ ملکۂ عالم کہاں ہین مین بیشک گنہگار ہون کہ آنکی شکل بنکر بیٹھا ابتو مجھے معاف
فرمائیے اب کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا جمشید نے تیغہ اُٹھایا عمرو نے کہا میرا خون سب
خشک ہوا جاتا ہی زبانی باتین کیجیے ہاتھ نہ ہلائیے ورنہ اپنی جان دونگا میری جان
بہت نازک ہی فقط اشارے مین نکلجائیگی لہذا رحم فرمائیے قبضے پہ ہاتھ نہ ڈالیے
جمشید نے کہا او ساربان زادے تونے میری معشوقہ کو کیا کیا اگر معشوقہ دیدیگا تو
مین تجھکو رہا کرونگا مین بہت غمگین ہون یاسمن کو گرفتار کرکے لایا روز اُسکو سمجھاتا
ہون مگر وہ نہین مانتی یہان چند ساعت کو آتا تھا دل بہلجاتا تھا یہ کہکے آواز دی
کہ ارے سیاہ پوش جادو جلد حاضر ہو وہ جو طائر قریب ابر کے ہین ایک طائر
اُنمین سے گرا ایک زنگن کی شکل بنکر آیا جمشید نے اشارہ کیا کہ او سیاہ پوش
اِسکا سر کاٹ لا عمرو داد و فریاد کرنے لگا کہ یا خداوند مین آپ کا بندۂ قدیم ہون
مین آپ کو خوب پہچانتا ہون میرے قتل کا حکم نہ دیجیے مگر اُس زنگن سوختگی نے
خواجہ کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا خواجہ نے ہرچند داد و فریاد کی مگر جمشید نے نہ سُنی وہ
زنگن کھینچتی ہوئی خواجہ کو باغ مین لائی ایک نخل کے سائے مین بٹھایا تیغہ کھینچا
کھڑی ہوئی گردن پر کوے کا خط دیا کہا جو ہوس ہو بیان کر عمرو نے کہا کوئی ہوس
نہین ہی مگر ایک ہوس ہی کہ قدرت کے سامنے لے چلو زنگن نے کہا مین تواب
قدرت کے سامنے نہ لیجاؤنگی اُنھون نے حکم قطعی دیدیا کہ سر کاٹ کر عمرو کا لا
یہ کہکے تیغہ تولنے لگی عمرو نے بلبلا کر دعا کی کہ ای کریم و رحیم اِس آفت سے چھڑا دے
اِس ظالم کے ہاتھ سے بچالے قطعہ ای از کرمت امید وارم ہمہ جز مرحمت تو کس
ندارم ہمہ رحمی کن و دستگیر من شو ہمہ ای فیض رسان جملہ عالم ہمہ عمرو کی آنکھون سے
آنسو جاری ہین کبھی عرض کرتا ہی کہ ای کریم و کارساز میرے تیرے کوہ سراندیپ
پر وعدہ ہوا ہی کہ جبتک تین مرتبہ تو موت نہ مانگے گا جبتک وہ قریب تیرے
نہ آئیگی مین نے ابھی تک اُس بُری چیز کا خیال بھی نہین کیا آج تو ملک الموت سامنے
کھڑے ہین مژدۂ موت دے رہے ہین ای رحیم بچالے اِس آفت سے نجات دے

زنگن ہر مرتبہ تلوار تولکر سر پر آتی ہی مگر قضاے کار سکان زمین کن کہ تعاقب مین عمرو کے تھا یہ معرکہ سب اِسنے آنکھون سے دیکھا کہ عمرو ایک کنیز کی شکل بنکر اندر گیا دیر ہوئی کہ واپس نہین آیا جھانک کر آسمان پر آیا دیکھا کہ خواجہ ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین دیرایک زنگن سیاہ رو تلوار کھینچے کھڑی ہی قتل کیا چاہتی ہی سکان نے منھ پیٹ لیا جی مین کہتا ہی غضب ہوا مین نے صاحبقران کے سامنے اقرار کیا تھا کہ مین عمرو کے ساتھ جاؤنگا اگر پوچھین گے تو کیا جواب دونگا نہین معلوم کہ کیا باعث ہوا کہ یہ گرفتار ہوا جمشید تو بلاے روزگار ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے پہچان لیا جب تو قتل کا حکم دیا ہی اب مین اِسکو کیونکر بچاؤن کہ جمشید ثانی بھی سامنے موجود ہی آخر سوچ سوچ کر جھولی سے گولہ نکالا بلند ہو کر پست ہوا گولے پہ اسم سحر پڑھکر زنگن پہ پھینک مارا زنگن نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک ساحر نے گولہ مارا ہی چاہا کہ بچون مگر گولہ آکر سر پہ پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مرنا زنگن کا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین سکان تڑپکر آ عمرو کی کمر مین پنجہ ڈالکر لے اڑا مگر زنگن جو مری جمشید اپنے مقام سے اُٹھا باہر آکر دیکھا کہ زنگن مری پڑی ہی عمرو غدار دھ جھلاکر طرف آسمان کے دیکھا سکان مثل ستارے کے بلند ہوا جمشید نے چاہا جست کر کے جاؤن مگر دیکھا کہ دور جا چکا ہی ہاتھ ملکر رہگیا مگر معشوقہ کا بڑا قلق ہی کہ عمرو اُسکو لے گیا نہین معلوم کس آفت مین پھنسی ہاے مین نے کس نازو نعم سے پرورش کیا مگر جب وقت وصل آیا تو یہ آفتا دپڑی ہاے کیا کرون یہ سوچتا ہوا اُٹھا تخت پہ سوار ہوا مگر ملول و حزین رنجیدہ کبیدہ یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری تھے نظم

مرا تر کے است خونخوارے شریرے آفتِ جانے — جفا جو تندخو غارت گر دینی و ایمانے

خود آرائے پریروئے حسینے بزم افروزے — چراغ خانۂ دلخستگان شمعِ شبستانے

بتِ ناآشنا وعدہ فراموشے وعیارے — خود آرا خود پسندے بیوفا وسست پیمانے

گہے نازک مزاجے شوخ و شنگے عربدہ جوے — شریرے زود رنجے نازنینے آفتِ جانے

گہے عاشق گہے خونخوار خلقے تشنہ خونے — گہے عیسیٰ دمے جانِ جہانے راحتِ جانے

گہے در صحن صورت مثل باد صبح پیدائے — گہے در روضۂ معنی چو بو در غنچہ پنہانے

گئے شکل تبسم در لب لعل پری رویان
گئے سرگرم نازلنترانی ہائی موسی
چہ باشم در عدم آن بے نشان اندر وجود آیم
چہ پرسی ہم نشین در عشق حال بندۂ مسکین
زحیرت ششدرہ دبے اختیارے سخت مجبورے
گدائے بینوائے بیکسے آزادومسکینے
بہ محشر شافع امت اگر سرگرم ناز آید
چو رعنا کس نہ گشتہ در تلاش شوخ ہرجائی

گئے بر چہرۂ عاشق برنگ اشک غلطانے
گئے دل دادہ شیدائے و فخر جن والنسانے
شوم گر از عدم موجود گردو باز پنہانے
چو قیس آوارہ و سرگشتۂ دشت و بیابانے
زعصیان نادمے خجلت کشے سرور گریبانے
غریبے خانمان آوارۂ بیساز و سامانے
رسد در حضرت او مغفرت ناخواندہ مہمانے
بہ دشت غربت واندوہ حیرانے پریشانے

اسی حال مین دربار مین آیا بڑے بڑے ساحران نامی حاضر ہین چار وزیر باتدبیر حاضر ہین سب نے دیکھا قدرت ملول و حزین ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیثاق کوہ گردان اٹھا اول سجدہ کیا اور پوچھا یا خداوند خیر تو ہی جمشید نے کہا کہ ای وزیر اعظم مسلمانون نے ایسا صدمہ دیا ہی کہ قدرت کو بڑا اقلق ہی اب کوئی ایسی تقدیر کرون کہ عمرو گرفتار ہو کر آئے بیثاق نے عرض کی اگر قدرت حکم دین تو زمین کو مین ہلادون طبقے زمین کے آسمان پر پہونچا دون ارشاد تو فرمائیے کیا رنج پہونچا جمشید نے کہا آج سرو قد کو عمرو لے گیا مین نے اسکے قتل کا حکم دیا تھا سیاہ پوش قتل ہوئی سکان زمین کن نائب قیلاب عقاب سوار کہ جو شریک مسلمانان ہو گیا ہی عمرو کو اٹھا کر لے گیا قدرت کو کچھ بن نہ پڑا اب چاہتا ہون کہ سکان اور عمرو دونون گرفتار ہو کر آئین بیثاق نے عرض کی ابھی جا کر سب کو مٹا دون عمرو و سکان کو لاؤن یا حکم ہو تو قتل کرون جمشید ثانی نے ایک پرچہ نکال کر دیا کہا اسکو دیکھتے رہو گے تو دھوکا ہرگز نہ کھاؤ گے بیثاق اسی وقت سنر برا آتشین پر بیٹھکر طرف دربند ہفتم کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ سکان عمرو کو لیکر آیا سامنے صاحبقران کے ہوشیار کیا کل کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا خواجہ اس سہ جبین کو تو نکالو عمرو نے کہا مین قرضدار تھا مہاجن نے چھین لیا اگر روپیہ عنایت فرمائیے تو مین چھڑا لاؤن صاحبقران نے فرمایا خواجہ

کوئی وقت بھی ایسا ہوتا ہو کہ تمکو روپے کی فکر سے مہلت ہو عمرو نے کہا آفت زدہ ہر وقت اپنی مصیبت مین گرفتار رہتا ہو آپ کے یہان توخزانے بھرے ہوے ہین بیکار روپیہ پڑا ہو اگر مجھکو ملجاے تو قرضداروں سے مہلت پاؤن آپ تمسک لکھوا لیجیے تنخواہ مین مجرا لیا کیجیے چندے مین ادا ہو جائیگا صاحبقران نے اشارہ کیا کہ دس توڑے لاؤ جب وہ روپیہ سامنے آیا عمرو اٹھانے لگا امیر نے فرمایا پہلے اُس مہجبین کو نکالیے تب روپیہ اُٹھائیے عمرو نے رو روکر سرو قد کو نکالا صاحبقران کی نگاہ پڑی ایک محبوب پُرفن غنچہ دہن رشک نسرین و نسترن عربدہ جو خوشخو حقیقت مین سرو قد اسم بامسمی خورشید خد صاحبقران نے فرمایا یہ مہجبین تو ہمکو دیدو خواجہ عمرو باتین بنا رہے ہین کئی لاکھ روپیہ مانگتے ہین یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ ایک ساحر ہژبر آتشین پر سوار لشکر پر آکے گرا ہو خواجہ وسکان کی تلاش مین ہو کئی ہزار آدمی مار چکا ہو جب اشارہ کرتا ہو آسمان سے تلوارین گرتی ہین کئی ہزار جوان قتل ہو چکے سکان و اخفش اپنے اپنے مقام سے اُٹھے خواجہ عمرو تو اپنے مقام سے کہتے ہوے اُٹھے کہ ہمکو بڑی مشکل ہو اب کدھر جاوین مگر صاحبقران سوار ہوکر باہر نکلے دیکھا اُس ساحر نے قیامت برپا کی ہو اور یہی کہہ رہا ہو کہ او مسلمانو تم اگر اپنی جان بچی چاہتے ہو تو عمرو اور سکان کو حاضر کرو قدرت کے دونون گنہگار ہین ورنہ آج ایک زندہ نہ رہیگا یہ خبر قبلاب ابلق سوار کو پہونچی کہ میثاق کوہ گردان وزیر اعظم خداوند لشکر مسلمان پر آپڑا ہو زمین ہلادی ہو سب بھاگ رہے ہین یہ بھی اپنے مقام سے اُٹھا فوج کو ساتھ لیکر باہر آیا شریک جنگ ہوا اب توچہار طرف سے سحر چلنے لگا صداے ہو حق بلند ہو گولون کے دناٹے سحر کے سناٹے زمین کانپ رہی ہو مگر صاحبقران زمان نے نکلتے ہی اسم اعظم ورد کیا پکار پکار کر پڑھنے لگے اور نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون زبیشم فراری شدہ	زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف

همه شهر آباد و اسلام شد	که صاحبقران درجهان نام شد

امیر نے جو اسم اعظم بآواز بلند پڑھا تلوار ہین جو آسمان سے برس رہی تھین وہ موقوف ہوئین ساحرون کے سحر پلٹنے لگے سکان نے پشت پر سے آکر ایک گولا آہنی مارا کہ پشت پر بیثاق کی پڑا ہر چند کہ گولے نے نہ توڑا مگر ایسی چوٹ لگی کہ منھ کے بھل گرا کسی ساحر نے آکر سنبھالا اب جو غصّے مین اُٹھا چاہا کہ سکان پر جا پڑے ون اخنش نے بڑھکر دوسرا گولہ مارا جب طرف سکان کے چلتا ہی تو اخنش للکارتا ہوا اور جب طرف اخنش کے بڑھتا ہی تو سکان اپنے سحر سے روکتا ہی بیثاق تو ان دونون کے بیچ مین پھنسا ہوا ہی مگر صاحبقران جنگ کرنے ہوے جاتے تھے کہ قیلاب کا تخت سامنے سے نمایان ہوا قیلاب نے فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر کر گرفتار کرلو ساحرون نے بلوہ کیا مگر صاحبقران شیرانہ رستمانہ لڑ رہے ہین جو قریب آیا علف شمشیر آبدار ہوا اگر سحر کرتے ہین تو سحر اُلٹا پلٹ کے اُنھین کے سینے پر پڑتا ہی کہ دم کے ہزار ہا ساحرون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین مگر لشکر مین انتشار جو ہوا جس بارگاہ مین صاحبقران بیٹھے تھے پردے اُسکے اُٹھ گئے سرو قد گھبرائی ہوئی دربارگاہ پر آکے کھڑی ہوگئی بیثاق نے جو دور سے دیکھا جی مین کہتا ہی اسی کے واسطے قدرت بیقرار ہین مین تسخیرات کرونگا کہ آپ نے تقدیر معقول نہ کی کہ عمرو سکان کو پاجاتا لیکر حاضر ہوتا اسکو دیکھ پایا تھے آیا یہ سوچکر کڑکا بلند ہوا کڑک کے گرا سرو قد کو اُٹھا لیا مگر امیر نے جو دیکھا کہ سرو قد کو لیے جاتا ہی بیقرار ہو گئے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بچر کمان مین پیوست کیا کلائی بیثاق کی تاکی تاک کر تیر مارا امیر کے ہاتھ کا تیر کب خطا کرسکتا ہی عقاب تیر پر کھول کر چلا کلائی پر پڑا کہ توڑ کر اُستخوان کو پار گذرا سرو قد ہاتھ سے چھوٹی امیر نے بڑھکر چند ملازمون کو اشارہ کیا کہ اسکو اُٹھا لو ملازم سرو قد کو اُٹھا لیگئے بیثاق بدحواس جی مین کہتا ہی کہ اگر خالی پلٹا تو کیسی ذلت کی بات ہی حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا اس رمز سے قدرت بھی آگاہ ہین علاوہ تاثیر نکرنے کے سحر جاکے پلٹ آتا ہی جو ساحر سحر کر رہے ہین اُنھین کا کام تمام کرتا ہی ہاے کیا کرون سکان نے

جب دیکھا کہ ہاتھ بیثاق کا زخمی ہوا کچھ سوچ رہا ہی تردد ہوا کہ کیا تدبیر کرون مگر بیثاق نے
چاہا کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن کوئی مدعا حاصل نہ ہوا دیکھیے قدرت کیا فرماوین یہ سوچکر طرف
سکان کے چلا کہ اخفش نے للکارا کہ او بیثاق غلامان صاحبقران سے تو آنکھ چار کر
ایک طرف سے اخفش اور دوسری طرف سے سکان ملکر سحر کر رہے ہین بیثاق کو دیوانہ
کر دیا ہی جدھر پلٹتا ہی حربہ سحر پڑتا ہی اُسکو دفع کرکے پھر سنبھلتا ہی سکان نے آگ برسادی
بیثاق کو دگر دان ایسا ہی ساحر ہی کہ سب کے سحر سے بچ رہا ہی جب سحر کرتا ہی تلوارین
برستی ہین سوا اسم اعظم کے اور کسی کے سحر کو نہین مانتا مگر صاحبقران لڑتے بھڑتے
قریب بیثاق کے پہونچے بیثاق نے تلوارین گرائین خنجر گرائے آگ برسائی مگر امیر پر
تاثیر نہ ہوئی تب تو امیر نے گھوڑے کو بڑھایا قریب بیثاق کے پہونچے بیثاق نے
ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کر وار کیا بیثاق نے ہاتھ ہلایا تلوار چمک کر گری
چند سپرین فولادی سر پر بیثاق کے حائل ہوئین مگر تلوار جو چمک کر گری سپرون کو
کاٹا سپرون کو کاٹ کر جو تلوار گری تو سر بیثاق کا زخمی ہوا بیثاق نے اپنے کو مرکب
سے گرا دیا لوٹ مارکر بلند ہوا امیر نے کئی تیر مارے مگر بیثاق بدن پر چڑھے ایک تیر آخر کا
پانون پر بیثاق کے پڑا کہ پانون بیثاق کا زخمی ہوا اگر بلند ہوکر نکلگیا ایک پہاڑ پر
آکر ٹھہرا اور سوچنے لگا کہ او بیثاق اگر خالی پلٹ گئے تو خداوند کو کیا منہہ دکھاؤگے
فرماوینگے کہ تم اس ہماہمی سے گئے اور خالی پلٹ آئے یہ سوچکر پہاڑ سے اُترا مگر
خواجہ عمرو کہ خوف سے بیثاق کے بھاگے ایک مقام پر جاکر ٹھہرے بیثاق نے پرچہ
دیکھا معلوم ہوا کہ فلان مقام پر عمرو ہی اُسی طرف چلا خواجہ ٹھہرے ہوئے تھے
کہ دیکھا سامنے سے بیثاق آتا ہی خواجہ وہان سے بھی بھاگے اب خواجہ جہان جاکر
ٹھہرتے ہین بیثاق اُسی مقام پر پہونچتا ہی ایک دن اور ایک رات خواجہ کو بھاگتے
بھاگتے گذرا تمام کوہ و دشت و بیابان مین جاکر چھپے مگر بیثاق وہان بھی پہونچا ایسا
چالاک بن عمرو تعاقب مین بیثاق کے پھر رہا ہی اور دیکھتا ہی کہ قبلہ و کعبہ بھاگے
بھاگے پھرتے ہین اور بیثاق دوڑا دوڑا پھر رہا ہی مگر بیثاق کے پاس ایک کاغذ ہی

جب اُسکو نکالکر دیکھتا ہی تب دوڑتا ہی چالاک سمجھ گیا کہ یہ علم نجوم ہی اگر یہ اسکو نہ دیکھے
تو کیا عجب ہی کہ پھنس جائے ایک صحرا مین آیا دیکھا ایک نخل کا پودھا نہایت سرسبز و
شاداب گل غنچے اسمین لاجواب ہین چالاک نے سوچکر توڑا کھولا کچھ پھول نکالے
کچھ غنچے کچھ طرح طرح کے پھل اُس درخت مین آراستہ کیے پھول بھی ہر رنگ کے
لگائے کسی طرف نرگس شہلا کسی طرف سنبل پر پیچ وتاب کسی شاخ مین نسرین و
نسترن درخت کو پورا چمن بنا دیا اور ایک تختی نکالی اسمین بخط جلی لکھا کہ یہ نخل
قدرت خداوند سامری وجمشید ہی یہان تشریف لاتے ہین تمام درخت پر عطر
بیہوشی ڈالا اور بیخ مین اُسکی نقب کھودی اور خود اسمین بیٹھا آمادہ ہو کہ اگر یہان
آئے تو میثاق کی گردن لون مگر میثاق پھرتا ہوا اُس صحرا مین پہونچا کہ بوے خوش
دماغ مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ صحرا مین ایک نخل ہی کہ سب طرح کے پھول پھل
وغنچے اُس مین آراستہ ہین اور درخت پہ ایک تختی لٹک رہی ہی کہ اُسپر بخط جلی
مرقوم ہی کہ این نخل قدرت خداوند سامری وجمشید است یہ دیکھکر میثاق بڑھا
جی مین کہتا ہی کہ جابجا قدرت سامری کے ظہور ہین جمشید ثانی ناحق کو خداوند
بن بیٹھا ہی اُسکی قدرت کا کہین ظہور نہین عمرو کی تلاش مین یہ مدعا حاصل ہوا
بڑی سعادت حاصل ہوئی یہ سوچکر دوڑا جون جون قریب پہونچتا ہی خوشبو کی
لپٹین چلی آتی ہین تختی کو دیکھکر وجد مین ہی کہ اسکو بڑھکر بوسہ دون یہ سوچکر جھپٹا
جون جون قریب آتا ہی خوشبو بڑھتی جاتی ہی جب قریب پہونچا چاہا دوڑکر تختی سے
لپٹون جیسے ہی دوڑکر قریب آیا اسطرح کی خوشبو آئی کہ جھوم کر گرا ادھر بیخ نخل سے
چالاک نکلا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک سے بہ عیاری من آنم جست دچالاک +
بچشم دشمن اندازم کف خاک + نہ آید باد گرد تیز گامم + خلیفہ اولم چالاک نامم +
خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا چاہا کہ قتل کردن کہ پہلو سے آواز آئی ای فرزند تمنے بڑا
کام کیا خوب نام کیا یہ وزیر اعظم جمشید ثانی ہی شاید مطیع اسلام ہو تم مہر سپہر عیاری
چالاک نے جو باپ کو آتے ہوے دیکھا ہاتھ روک لیا خواجہ جب قریب آئے تو

کہا او فرزند تو نے بڑی عیاری کی اس ایسے کو گرفتار کیا کہنا یہ کہکے زبان مین میثاق کی
سوزن دی اور اسی نخل سے باندھا کوڑا لیکر کھڑے ہوے میثاق کو ہوشیار کیا میثاق
کی جو آنکھ کھلی اپنے کو نخل سے بندھا ہوا پایا زبان مین سوزن تھی خواجہ عمرو کوڑا لیے
ہوے کھڑے ہین کہہ رہے ہین کہو ن ای میثاق قدرت پروردگار کا تماشہ دیکھا تجھکو
کیونکر گرفتار کیا اب بہتر یہ ہو کہ جمشید ثانی پر لعنت کر اطاعت دین اسلام قبول کر اگر
اِسکے خلاف کریگا تو تجھکو قتل کرونگا آٹھ پہر گزرے مجھکو بھاگتے بھاگتے اور تو نے
تعاقب نہین چھوڑا آخر انجام دیکھا کہ کیا ہوا مین اسی خیال مین تھا کہ سبحان چیالاک
بھی آئے ہین دیکھون کیا کرتے ہین مگر حقیقت مین ایسی عیاری کی کہ جسکا مثل و نظیر نہین
اب عمرو نے کمر سے میثاق کی وہ پرچہ نکال لیا دیکھا اُس مین کچھ لکھا نہین ہو میثاق چپکا
درخت سے بندھا کھڑا ہی سوچ رہا ہو کہ کیا کرون کیونکر جان بچاؤن خواجہ نے کہا او میثاق
کیا سوچ رہے ہو اگر کچھ مکر کروگے تو اُلٹے تمھارے گلے مین آنتین پڑینگی ہم تمھارے
تیور دیکھ رہے ہین کہ تم کو یہی خیال ہو کہ اپنی جان بچاؤن ہم تمکو زنبیل کی سیر کرائینگے
نئے نئے صحرا نئے نئے پہاڑ دکھائین گے ملک الموت سے ملاقات کرائین گے کہ اپنی
زندگی سے … گے جب ٹوکری ڈھوؤ گے تب
وجہ معاش … انکار رہا نہین سمجھا جس جرم مین
قید ہوا وہ … بان سے رہائی نہ پاؤ گے یہ کہکے
چور اسی گھ … نے کا مقام دیکھو تو پھر اختیار ہو غرض
میثاق نے … یان سروں پر مٹی ڈھو رہے ہین
اِسنے گھبرا کر … م کا کیا نام ہو عمرو نے کہا یہی زنبیل
ہو جسکو قید کر … نی مجھکو گرفتار کرکے لیجانے تو بھی
زنبیل کو ند … ہو کیا مجال ہو کسی کا دخل ہو کہ آپ
زنبیل مین آسکے یا ساحر زبان ہلا سکے میثاق کو بڑا خوف ہوا پسینے پسینے ہو گیا لیکن
کہتا ہو کہ اگر یہان عمرو نے قید کر دیا تو کون ہمکو بچائیگا نہین معلوم کیا انجام ہوگا پھر

نہ چھوڑونگا مثل ان سب ساحرون کے مین بھی پڑا رہونگا اور رضا حنفران مالک قاف
ودنیا ہین ہر آفت سے بچالین گے جمشید کی محبت مین یہ آفت ہو انکی دوستی مین راحت
ہو یہ سوچکر میثاق نے اشارہ کیا کہ سوزن میری زبان سے نکالیے مین اطاعت کرتا ہون
عمرو نے دیکھا کہ پیشانی میثاق کی روشن ہوئی نور اسلام چہرے پر ظاہر ہوا عمرو نے
جھپٹ کر سوزن زبان سے نکالی میثاق نے چھوٹتے ہی عمرو پر سحر کیا کہ پانون عمرو کے زمین
نے تھام لیے چالاک نے بڑھکر کہا او میثاق یہ تمنے کیا کیا اور دونون ہاتھ بالا سے
اور حباب پھینکے میثاق پھر بیہوش ہو کر گرا عمرو نے پھر اسکو باندھ رباکئی مرتبہ میثاق
نے سحر کیا اور چالاک نے ہر فقرے سے بیہوش کیا میثاق سمجھ گیا کہ یہ عیار بلا کے ہین
انکے جھگڑے سے نکلنا دشوار ہو آخر قدمون پر عمرو کے گر پڑا کہا او شہنشاہ اوج عیاری
مین بصدق دل اطاعت کرتا ہون تدبیر رہائی بادشاہ وغیرہ بھی کرونگا یہ نہ سمجھنا کہ میرا
شریک ہونا بیکار ہوگا جمشید کو بڑا قلق ہوگا اپنے مقام پر کہیگا کہ میرا بازو ٹوٹ گیا
دیکھون اب کیا انجام ہو خواجہ ہر مرتبہ گلے سے لگا لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ او
میثاق نہ گھبرانا اگر تمھارے ساتھ کچھ بے اعتدالی ہوگی تو جان لگا دونگا قضائے کار
اسقلان دریا بار ایک بادشاہ ہو کہ وہ برائے شکار نکلا ہو اسکو ایک ہرکارے
نے خبر دی کہ میثاق کوہ گردان شریک خواجہ عمرو ہو گیا جنگل مین ہاتھ باندھے
کھڑا ہو عمرو اسکو تسکین دے رہا ہو ہمراہ اسقلان بارہ ہزار جادوگر ہین اشارہ کیا
کہ چہار طرف سے گھیر لو یارو بڑی غیرت کی بات ہو کہ خداوندکا وزیر مسلمان ہو جائے
اور ہمکو معلوم ہو اور کچھ کوشش نہ کرین میثاق خواجہ کے پاس کھڑا ہوا باتین کررہا
ہو کہ صحراسے لینا لینا کی آواز آئی میثاق نے پلٹ کر دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر چہار طرف
سے بلوہ کیے ہوے آتے ہین میثاق نے کہا خواجہ ہٹو مین انسے سمجھے لیتا ہون انکی
کیا مجال ہو کہ مجھکو گرفتار کرین یہ کہکر بڑھکے گولہ مار خواجہ گلیم اوڑھکر الگ ہوئے
چالاک ایک غار مین مخفی ہوا مگر اسقلان ساحرون کو اشارہ کر رہا ہو ساحر بلوہ
کرکے جاتے ہین مگر میثاق جسوقت سحر کرتا ہو ہزار دو ہزار مر مرگرتے ہین کسی پر تلوار چی

کسی پر خنجر پڑا اسقلان دیکھ رہا ہو کہ تھوڑے عرصے مین بیثاق نے چھ ہزار جوان مارکر
ڈالدیے وہ سحر کرتا ہو کہ زمین تھر آرہی ہو الامان کی آواز آرہی ہو کسی پر برق گری کسی پر
خنجر گرے کسی پر تلوار ین گرین اسقلان گھبرایا جی مین کہتا ہو کہ یہ جوان سب کو مار کر نکلجائیگا
پکار اٹھا کہ یا خداوند جمشید ثانی مدد کیجیے ہم بیثاق کو نہین روک سکتے آپ تشریف لائیے
اپنے وزیر اعظم کو لیجائیے جو وزیر کہ آپ کی خدمت مین رہا عمر اسکو بیا روک سکتے ہین
بیقرار ہوکر جو چلایا ابر تیرہ و تار پیدا ہوا شرارہ ہا طائر آگے ابر کے زمزمہ سرائی کرتے جب
بڑھ بڑھکر پکارتے ہین کہ یارو ہوشیار رہو جاؤ خداوند جمشید ثانی آتے ہین اُس صحرا پر
آکر ابر ٹھہر آیا یکایک ابر پھٹا جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی تخت پر سوار آتے ہی للکارا
کہ او بیثاق تجھکو کیا ہو گیا ہو چل میرے ساتھ وہی تیرا مرتبہ کرونگا تیرے لیے ذلت نہ ہوگی
بیثاق نے جواب دیا کہ مین تجھپر لعنت کرچکا یہ کہکر گولہ مارا پایۂ تخت جمشید ثانی ٹوٹا جمشید
نے دیکھا کہ پایۂ تخت ٹوٹا بلا کا ساحر ہو میرے تخت کا تو یہ حال گذرا اور اس سے بھلا کون
لڑسکتا ہو اسکے سحر کا مثل نہین ہو کون اسکو روکے سحر کرنے لگا واضح رہے کہ جھوٹی سحر کی
جمشید کے پاس نہین ہو جب ہاتھ بڑھاتا ہو اُسی لکہ ابر سے سنہری پنجے پیدا ہوتے ہین
جو شو طلب کرتا ہو وہ سامنے آجاتی ہو بس جمشید نے ہاتھ بڑھایا ایک سنہرا پنجہ پیدا ہوا
گولہ لیے ہوے سامنے آیا جمشید نے وہ گولہ پھینک مارا قریب سر بیثاق آکے پھٹا
آگ برسنے لگی دُھواں اسقدر پیدا ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ صحرا ے دخان ہو
مجال نہین کہ کوئی اس مین گذر سکے اُس دھوئین کو دیکھکر بیثاق نے قصد کیا کہ دھوئین
کو توڑ کر نکلجاؤن جیسے ہی دُھواں بلند ہوا آنکھون مین لگا بیہوش ہوکر گرا جمشید نے
رسن سحر لٹکا کر بیثاق کا گلا باندھا اور اٹھا کر اپنے تخت پر ڈال لیا اسقلان سے پکار کر
آواز دی کہ او بندۂ خاص واہ یہ قدرت تو خوب وقت پر آیا کہ اسکو روکا مگر یہ وہ
ساحر ہو کہ جسکو قدرت نے تعلیم کیا اب تم جا کر قیلاب کے شریک ہو کہ وہ حیران ہو رہا ہو
بہت گھبراتا ہو اسقلان نے عرض کی غلام اب گھر نہ جائیگا جا کر قیلاب کا شریک ہوتا
ہو عمرو نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ بیثاق کو جمشید لے گیا چالاک بھی غار سے نکلا

کہا قبلہ وکعبہ بڑی بد نامی ہو اگر بیثاق قید رہا تو آپ کے لیے سبکی ہی عمرو نے کہا دیکھو
مین ابھی جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو قصر ہفت رنگ مین جا کر داخلہ کرون دیکھون
بیثاق کسکے سپرد ہوتا ہی چالاک نے کہا غلام بھی آئیگا عمرو نے کہا بیٹا تمھارا کام نہین
ہی یہ کہکے خواجہ بھاگے طرف قصر ہفت رنگ کے جاتے ہین یہی خیال ہی کہ جا کر بیثاق
کو رہا کرون مگر جمشید ثانی جو بیثاق کو لیکر دربار مین آیا اور وزرا بھی موجود ہین
سب طعن و تشنیع کرنے لگے بیثاق کسی کو جواب نہین دیتا تینون وزیر کہہ رہے ہین
کہ ای بیثاق تجھے خداوند کا خوف نہ کیا اور شریک مسلمانان ہو گئے دیکھا قدرت
کیونکر گرفتار کرلائے کسی مسلمان کی جرأت نہ ہوئی کہ تمکو روک لیتا جب جمشید نے
بہت کچھ کہا تو بیثاق نے جواب دیا کہ او یا وہ گو جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر مین نے
وہ کدو کوشش کی کہ اگر تو دیکھتا تو وجد کرتا مگر چالاک نے ایسا دھوکا دیا کہ گرفتار
ہو گیا اب کیا چارہ ہی مین مسلمانون کا ساتھ نہ چھوڑونگا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر
جمشید نے پکار کر آواز دی کہ ای احول جادو جلد حاضر ہو ایک ساحرہ احول چشم
آئی جمشید نے اشارہ کیا کہ بیثاق کی آنکھین نکال لے اُس عورت نے انگلیان ڈالکر
آنکھین بیثاق کی نکال لین ڈھیلے تک نکل آئے بیثاق آہ کر کے بیٹھ گیا اور جادوگرنی
نے جھولی سے ڈبیا نکالی اُس مین آنکھین رکھین اور پھر غائب ہو گئی جمشید نے حکم
دیا کہ کملاق خارہ شکن اسکو لیجا کر قید کر وکملاق نے بیثاق کو ہمراہ لیا ایک مقام
اندھیرے مین لا کر قید کیا خواجہ کی بیقراری بیثاق بھی درد چشم سے لوٹ رہا ہی
ہاتھ آنکھون پر رکھے ہوے کراہ رہا ہی بے اختیار کبھی پکارتا ہی کہ ای خداوند زمین
و آسمان و ای رحیم و رحمان تیرے اسماے منبرکہ سے دل کو قوت ہوتی ہو اور قلب
کو طاقت ہوتی ہی ای رحیم اس آفت سے بچالے اور اس بلاے ناگہانی سے نجات
دے بیثاق دعائین مانگتا ہی مگر خواجہ پھرتے ہوے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا
ایک مقام پر ایک مکان ہی اور ایک جادوگرنی بیٹھی ہی چند کنیزین پھر رہی ہین
عمرو نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر کنیزون مین ملا کنیزون سے پوچھا کہ ہوا

مالک مکان کا کیا نام ہی ایک کنیز نے ہاتھ چمکا کر کہا بوا تم ایسی نادان ہو گہ مالک کا نام بھول گئین ملکہ احول چشم جادو واپ باغ مین رہتی ہین انھون نے میثاق کو نابینا کیا ہی عمرو اندر آیا خیال مین گذرا کہ بڑا غضب ہوا کہ میثاق نابینا ہو گیا کیا عجب ہی کہ اسکے قتل پہ وہ بینا ہو عمرو یہ سوچ رہا ہی اور احول مسند پر بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک جادوگرنی طاؤسی تخت پر سوار آئی کئی کنیزین اسکے ساتھ ہین اُسنے کہا کیون بوا احول جلسے مین نہ چلوگی احول نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین وہ جادوگرنی تو روانہ ہوگئی عمرو نے پوچھا ملکۂ عالم اِنکا کیا نام ہی احول نے کہا ملکہ ندیم جادو مصاحب خداوند لعبد تھوڑی دیر کے ایک اور جادوگرنی آئی اُسنے آکر احول کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا چلو اب وقت جانا ہی احول اُسکے ساتھ اُٹھی کنیز نے چپکے سے پوچھا اِن بی بی کا کیا نام ہی احول نے کہا اِنکا قسیم جادو نام ہی عمرو بھی اُچک کر تخت پر بیٹھے تخت اُڑتا ہوا چلا تھوڑے عرصے مین سامنے قصر ہفت رنگ کے پہونچی سات برج قصر کے بنے ہوے بیچ مین جو قصر ہی اُس مین تخت پر جمشید ثانی بیٹھا ہی ناچ ہو رہا ہی ایک نازنین مہ جبین بنا بنا کر یہ اشعار گا رہی ہی

نظم

تار تار پیرہن مین بس گئی ہی بوے دوست | مثل تصویر نہانی مین ہون یا پہلوے دوست
چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہی مگر | حسن مطلع ہی جبین مطلع ہی صاف ابروے دوست
ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت ہی دراز | دوش سے نیچے نہین اُترے ابھی گیسوے دوست
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا | آئینے کو سینۂ صافی نے دکھایا روے دوست
واہ ری شانے کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا | پنجۂ شل سے کھلین گے عقدہ ہاے کوے دوست
داغ دل پر خیر گذرے تو غنیمت جانیے | دشمن جان ہین جو آنکھین دیکھتی ہین سوے دوست
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب | خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست
یاد کر کے اپنی بربادی کو روتے ہین ہم | جب اُڑاتی ہی ہواے تند خاک کوے دوست
اُس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے | دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست

خواجہ احول کے ہمراہ چلے گائن کے پاس جا بیٹھے جو طبلہ بجا رہی تھی اُس سے کہا تو مجھ

سم پر بجاتی ہو مجھے دو مین ٹھیکہ ٹھیک ٹھیک بجاؤن وہ سمجھی کہ یہ احول کی مقرب ہو
اُسنے طبلہ دیدیا خواجہ نے اس کیفیت سے بجایا کہ جمشید بول اٹھا کہ طبلہ بجانے والی
گانے والی کو سنبھالے ہوے ہو مگر افسوس ہو کہ میثاق اس صحبت مین نہین ہو وزرا
نے عرض کی اگر حکم ہو تو بلائین سب ملکر سمجھائین اشارہ کیا کہ میثاق کو لاؤ جاکے کنیزین
میثاق کو لائین میثاق آنکھون سے نابینا جمشید نے کہا او میثاق یہ کیا حال ہو اگر
دو چار دن نہ مانوگے تو تمھارے قتل کا حکم دونگا میثاق نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہو میرا
معین و مددگار پروردگار ہو اگر موت تیرے ہاتھ سے ہو تو مجبوری ہو ورنہ بقول شاعر فرد
اگر تیغ عالم بجنبد زجاے۔ نہ برد رگے تا نخواہد خداے۔ جمشید نے کہا مجھی کو یاد کرتا ہو
مین تو تقدیر کر چکا میثاق نے کہا اپنے مقدمے مین تو تقدیر کیجیے لوح طلسم تو بچائیے
جمشید نے جھلا کر کہا اسکو قید خانے مین لیجاؤ کنیزین میثاق کو لے گئین مگر قسیم جادو
کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جی مین کہتی ہو کیسا جلیل یون ذلیل ہو رہا ہو افسوس صد افسوس
آنکھین بھی اُسکی نکلوالین بی احول کے سپرد کی ہین کہ لاق خارہ شکن اُسپر متسلط ہو
او قسیم کیونکر اسکو قید سے چھڑاؤن کنیز جو طبلہ بجا رہی تھی اُس سے کہا کہ تم بجاؤ کنیز
نے قسیم کے کان مین کہا کہ آپ کو کیا سوچ ہو میثاق کا حال آپ نے دیکھا قسیم نے
کہا تیرا کیا نام ہو کنیز نے کہا گلچہرہ مجھکو کہتے ہین مگر میثاق کے حال پر رحم آتا ہو کہ خداوند
نے بڑی بدعت کی خالی اسکو قید رکھا ہوتا آنکھین کیون نکلوالین قسیم نے کہا آج شبکو
مین تدبیر کرونگی گلچہرہ نے کہا مین آپ کے ساتھ ہون قسیم نے کہا مقام سخت ہو مجھکو
خوف ہو کہ ایسا نہ ہو شیر تمھین چیر پھاڑ ڈالین مین تو اپنے کو بچاؤنگی عمرو نے کہا کہ مین
آپ سے زیادہ سحر کرونگی اپنے کو بچاؤنگی اور شیرون کو مارونگی اور آپ کی بھی جان
کی حفاظت کرونگی قسیم نے کہا لو اوقت پر گھبرا جاؤگی جان بچا کر بھاگوگی عمرو نے کہا
ملاحظہ فرمائیے گا دیر تک دونون مین صلاح رہی جب دو پہر شب گذری تو جمشید تکیے
پر سر رکھکے سو گیا وزرا نے بھی آرام کیا قسیم اپنے مقام سے اُٹھی خواجہ قسیم کے
پیچھے پیچھے ہوے جب قسیم گوشے مین آئی تو عمرو نے ایک گلوری نکالکر دی قسیم نے وہ

گلوری کھائی کھاتے ہی لڑکھڑائی بیہوش ہوگئی عمرو نے زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا
قسیم نے آنکھہ کھولی دیکھا ایک گوشے مین بیٹھی ہون ایک شخص دبلا پتلا سامنے کھڑا ہوا اور
کہہ رہا ہی کہ اے قسیم منم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو مین تیرے ساتھ ہون مگر اطاعت اسلام
قبول کرو ورنہ قتل کرونگا قسیم مطیع اسلام ہوئی عمرو نے سوزن زبان سے نکالی اب قسیم
و خواجہ چلے سامنے کمرے کے پہونچے دیکھا اندر سے رونے کی آواز آتی ہی اور دروازہ
پر دو شیر بیٹھے ڈکار رہے ہین قسیم نے کہا خواجہ دو شیر بیٹھے ہین انکو کیونکر دفع کرون مگر سحر
کرتی ہون یہ کہکر قسیم نے سحر کیا کہ دونون شیر آپس مین لڑنے لگے مگر ایک نے ایک کو مارا
ایک دم ہلاتا ہوا چلا گیا قسیم نے بڑھکر دروازہ کھولا اندر کمرے کے آئی دیکھا میثاق
سر جھکائے رو رہا ہی دروازے کی آواز سنکر سر اٹھایا قسیم نے کہا اے میثاق جادو
منم قسیم جادو خواجہ عمرو بھی ساتھ ہین میثاق نے کہا مجھے رہا کرنے آئی ہو جب تک
احول نہ قتل ہوگی مین یون ہی بیکار رہونگا اے شہنشاہ اوج عیاری جسطرح تمسے بنے
احول کو گرفتار کرو اور وہ ڈبیہ لو تو پھر مین لایق وفایق ہو جاؤن عمرو نے کہا قسیم
تمکو لیے جاتی ہین اور مین انشاء اللہ احول کو بھی لاتا ہون میثاق نے کہا مین سحر سے
بھی ناچار رہون اور آنکھون سے بالکل بیکار رہون خیر قسیم کو اختیار ہی قسیم نے میثاق
کی کمر مین پنجہ دیا اور اپنے باغ کا پتہ بتایا کہ خواجہ فلان مقام پر میرا باغ ہی جب قسیم
میثاق کو لیکر نکل گئی تو خواجہ دوڑے ہوے کنیز کی شکل پر پاس احول کے آئے کہا
اے ملکۂ عالم اب اپنے مکان کو چلو قدرت آرام فرماتے ہین جب قدرت اٹھین گے
تو محفل مین ہنگامہ ہوگا شاید تمسے بھی پرسش ہو تو کیا جواب دوگی مفت مین گنہگار
ہوگی احول نے کہا ارے کیا ہوا عمرو نے کہا بی قسیم جادو میثاق کو لیگئین قیدخانہ
خالی پڑا ہی کلاق بھی پرسش کریگا احول گھبرا کر اٹھی کہا گلچہرہ تو نے خوب خبر دی
بی قسیم کی بھی شامت آئی ہی قدرت مٹادین گے تمام عہدہ انکا خاک مین ملادین گے
احول اسی وقت سوار ہوئی خواجہ بشکل گلچہرہ احول کے ساتھ باتین کرتے ہوے
چلے احول اپنے باغ مین آکر اتری خواجہ بھی ساتھ ہین کہا بی آپ نے سنا مین نے

آج کیسا طبلہ بجایا احول نے کہا کبھی تمکہ گلچہرہ اس کام مین نہین دیکھا اِسوجہ سے تعجب ہوتا ہی کہ تمکو کیونکر حاصل ہوا گلچہرہ نے کہا واری خداوند مردہ میرے خواب مین آنے تھے گانا بھی تعلیم کرگئے اور فرمایا تھا کہ سوا اُسے احول کے اور کسی سے نہ کہنا لہذا مین نے عرض کیا اب آپ کو اختیار ہی مگر ذرا گانا میرا اُسن لیجیے احول نے کہا ای گلچہرہ ہم جلسہ کرینگے سب شاہزادیون کو سنوائینگے اور اِسکا فخر کرینگے کہ قدرت نے ہماری کنیز کو تعلیم کیا ہی گلچہرہ نقلی نے کہا پہلے سماعت تو فرمایئے یہ کہکر سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجاکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

وصل کے واسطے کل کہگیا جانان میرا
آج کیا حال کریگی شب ہجران میرا

ہاے کیا قہر ہی کچھ میری طرح اب یہ بھی
منھ چھپا لیتا ہی دل مین مرے ارمان میرا

خوف تکلیف ہی سر کاٹیے اپنا کیونکر
روز شرماتا ہی آکر مجھے احسان میرا

ناتوانی کی اجازت نہ ملی گر چندے
ہاتھ ہو جائیگا پیوند گریبان میرا

مجھکو باتین تری تاثیر کرین کیا واعظ
پاس ہی اُس بت بدکیش کے ایمان میرا

خبر وصل بھی سنکر یہ نہین خوش ہوتا
اِسقدر یار سے آزردہ ہی ارمان میرا

کثرت گریۂ الفت سے یہ عالم ہی نسیم
کم سمندر سے نہین گوشۂ دامان میرا

احول نے گلچہرہ کو گلے لگا لیا کہا ای گلچہرہ بیتاب کر دیا عمرو نے کہا مجھے تو یاد نہین رہا بہت سے کمال قدرت نے بندی کو تعلیم فرمائے ہین اور یہ بھی فرمایا تھا کہ تو سرے شراب پلائیگی احول نے کہا ای گلچہرہ یہ تو بہت مشکل ہی عمرو نے کہا امتحان کیجیے شاید صادق آئے یہ کہکر گلابیان کھینچین جام لبریز کرکے سر پہ رکھا سامنے احول کے گت ناچی احول ہر مرتبہ یا خداوند یا خداوند کہے جاتی ہی کہتی ہی اب جام گریگا مگر اِس خوبصورتی سے جام سامنے لائی کہ احول گھڑی ہوگئی دونون ہاتھ بڑھاکر جام لیا لیکر پی گئی ابتو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی احول کو جو نشہ ہوا خواجہ نے پوچھا کیون ای ملکۂ عالم وہ ڈبیہ کہان ہی جس مین میثاق کی آنکھین ہین احول نے کہا وہ سامنے صندوقچہ رکھا ہی اُس مین ڈبیہ ہی

مگر اسکی کچھ عجب حال ہو آسمان سے پریان چلی آتی ہین بعض مجھے بلاتی ہین دیکھو ایک پریزاد عمدہ کپڑے پہنے ہوئے تاج سرپر رکھے مجھے بلا رہی ہی خواجہ نے کہا آپ اُسے بلائیے جو اپنے سے محبت کرے اُس سے ضرور محبت کیجیے احول نے کہا بہوا آؤ یہ کہکے اُٹھی بیہوشی نے تمانچہ مارا ارے کہکے گری گرتے ہی اسکے کنیزین لپٹا لپٹا کہکر اُٹھین جو اُٹھی وہ جہان سے اُٹھی گری اور بیہوش ہوئی جب سب بیہوش ہوچکین خواجہ کو تو احول کی باتین بہت پسند آئی ہین صندوقچہ کھولکر ڈبیہ نکالی سارے مکان کو لوٹ لیا احول کو اُٹھاکر نذر زنبیل کیا لیکر چلے قسیم کا باغ پوچھتے ہوئے یہان قسیم میثاق کو لیکر اپنے باغ مین آئی میثاق بلک بلک کر رو رہا ہی کہ رہا ہی اے ملکۂ عالم مجھے ایسا بیکار کیا کہ مین نہین دیکھ سکتا کہ آپ کی صورت زیبا کیسی ہی حقیقت مین تمنے احسان کیا مجھے امید تھی کہ جس قید خانے مین سعد شہریار قید ہین مین بھی وہان جاکر قید ہونگا میرے ساتھ وہ بھی رہائی پاوینگے مگر افسوس ہی کہ مجھکو جمشید نے الگ قید کیا اور اُس شہریار کا کچھ احوال نہ معلوم ہوا کہ اُنپر کیا گزری دیکھیے خواجہ احول کو لاتے ہین یا نہین قسیم کہ رہی ہی اے میثاق مجھے تمسے قلبی محبت ہی مگر شکر یہ کرتی ہون کہ مجھکو محبت نجس نہین ہی مین تمھاری رہائی کی جویا تھی پروردگار عنایت کی نظر کرے کہ تمھاری آنکھین روشن ہون اور لشکر اسلام مین بخیر و عافیت پہونچو مین بھی ملازمت صاحبقران کرون اُنکے اوصاف ایسے ہی سنے ہین یہ ذکر تھا کہ خواجہ ڈھونڈھتے ہوئے در باغ پر پہنچے کنیزین جو دروازے پر تھین وہ چیخ مارکر بھاگین سامنے آکر قسیم سے کہنے لگین کہ ایک بن مانس دروازے پر آیا ہی دوسری نے کہا ملکۂ عالم یہ جھوٹھی ہی جلمانس ہی تیسری نے کہا مرچھیا جن ہی چوتھی بول اُٹھی اچھا خاصہ مٹھیا دیو ہی ہاؤ ہاؤ کرتا ہوا آتا ہی میثاق ہنسا کہا لو بی قسیم مبارک ہو خواجہ آگئے کیا عجب ہی کہ میری مراد بھی لاے ہون کنیزون نے کہا انسان تو وہ نہین ہی قسیم نے کہا بلا لو کنیزین ڈرتی ہوئی دروازے تک آئین خواجہ عمرو کو بلا لائین مگر ڈر ڈر کے پیچھے ہٹتی ہین کہ رہی ہین کہ میان بن مانس صاحب آؤ ملکۂ عالم بلاتی ہین مگر سب حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ کون شخص آیا ہی کہ میثاق بھی

خوش ہو ملکۂ عالم بھی فرماتی ہین کہ بلا لو ایسا نہ ہو کسی کو کھا جاے خواجہ بھی سب کو ڑلانے
ہین اب جو اندر آئے قسیم نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا میان میثاق کی بھی مراد لائے خواجہ
نے کہا وہ ڈبیہ بھی لایا ہون اور بی احول بھی موجود ہین اب بھی اگر علاج نہ ہو تو تعجب کا
مقام ہو خواجہ نے ڈبیہ نکالکر سامنے رکھی کہا ای میثاق اِسمین آنکھین تمھاری موجود ہین
میثاق نے کہا احول کو نکالیے خواجہ نے احول کو نکالا زبان مین سوزن دیکر درخت سے
باندھکر ہوشیار کیا اب جو احول کی آنکھ کھلی دیکھا سامنے میثاق اور قسیم بیٹھے ہین ایک
عیار کوڑا لیے کھڑا ہو کہ رہا ہو ای احول مناسب یہ ہو کہ اطاعت اسلام قبول کر و چلکے
امیر کی ملازمت کر و مگر اِنکی آنکھون کی تدبیر بتاؤ کہ میثاق کی آنکھین روشن ہون عمرو
نے چند دلائل مذہب اسلام کے اور چند برائیان مذہب کفار کی اسطرح بیان کین کہ
زنگ کفر آئینۂ دل سے احول کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ مجھکو رہا کیجیے
تو آنکھین اِنکی روشن کر ون خواجہ نے خیال کر کے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن ہو
زبان سے سوزن نکالی احول چھوٹتے ہی قدمون پر خواجہ کے گرا اطاعت اسلام
بصدق دل قبول کی احول نے وہ ڈبیہ کھولکر آنکھین حلقۂ چشم مین میثاق کے رکھین
کچھ اسماے سحر پڑھے میثاق بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہوا چند قطرات
گندیدہ نکلے آنکھین میثاق کی مثل تارے کے روشن ہو گئین اُسنے خواجہ کو دیکھا
کہنے لگا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑا احسان کیا کہ مین پھر انسانون مین اگر
شریک ہوا مجھے امید نہ تھی کہ پھر مین تمکو دیکھونگا مگر شکر کرتا ہون اُس پروردگار کا کہ
اُسنے یہ نعمت عطا کی اب طرف لشکر کے نکل چلیے قسیم نے کہا کہ ای میثاق میرے باغ مین
مال بے حساب ہو یہ سب رہا جاتا ہو خواجہ نے کہا آپ باہر تشریف لے چلیے مین چھکڑے
منگوا کر سب لدوا لونگا جسوقت جو شئ مانگو گی بلا تکلف حاضر کرونگا قسیم اور میثاق
باہر نکلے احول بھی ساتھ ہو خواجہ نے جال مارکر سب مال نذر زنبیل کیا پکار کر کہتے
جاتے ہین چھکڑے لے چلو جب باہر نکلے تو قسیم نے پوچھا کوئی چھکڑا باہر نہین نکلا عمرو
نے کہا تمنے خیال نہین کیا سب چھکڑے اِسی طرف سے گئے ہین قریب لشکر پہونچے ہونگے

شاگرد میرے اُترو لینگے بیثاق نے کہا اے ملکہ تم نہ گھبراؤ جو خواجہ فرماتے ہیں
اسی طرح یہان آیا تھا غرض تخت پر سے اُترے خواجہ و بیثاق و قسیم و احول طرف
لشکر اسلام کے روانہ ہوئے مگر وہان صبح کو کملاق خارہ شکن جو اپنے مقام سے اٹھا
اول قید خانے مین آیا بیثاق کو وہان نہ پایا سامنے جمشید کے پہونچا کہا یا خداوند
کیا تقدیر الٹی کہ قیدی غائب ہوگیا جمشید نے کہا مین تیور دیکھ رہا تھا قسیم و احول
شریک مسلمانان ہوگئین اپنے باغ کو قسیم نے چھوڑا طرف لشکر اسلام کے جاتی ہین
کملاق نے کہا یا خداوند میرے قیدی کو لیگئین مین جاکر سب لشکر کو تباہ کرونگا اور
بیثاق و قسیم و احول کو لاؤنگا اور سارہ بان زادے کا تو وہ احوال کرون کہ عمر بھر یاد
کرے جمشید نے منع کیا کہ اے کملاق تم نہ جاؤ ساعت نیک نہین ہے کچھ رنج تمکو پہونچے گا
اور کیا عجب ہے کہ پھنس جاؤ کملاق نے نہ مانا کہا یا خداوند جاتے ہی آگ لگادونگا اور
بیثاق کی تو کیا مجال ہے کہ مجھسے مقابلہ کرے دیوانہ کرکے مارونگا یہ کہکے اٹھا اور ایک
اژدر پر سوار ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا یہان صاحبقران زمان بارگاہ مین
تشریف رکھتے ہین سردار جمع ہین سکان و اخفش کہ رہے ہین کہ خواجہ کو گئے ہوئے
عرصہ ہوا نہین معلوم کیا گذری صاحبقران فرماتے ہین خواجہ کا جانا خالی از لطف
نہ ہوگا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا آنے لگی صاحبقران نے
فرمایا اے سکان دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہلڑ ہے سکان جو باہر نکلا دیکھا کملاق وزیر اعظم
جمشید ثانی کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے کہ خیمے بارگاہین جل رہی ہین ہر طرف سے صدائے فریاد و
الغیاث بلند ہے سرکٹ کے اہل فوج کے گر رہے ہین بعض آگ مین جلے بعض بیہوش ہوکر
گرے بعض بھاگتے پھرتے ہین مگر جدھر جاتے ہین منھ کے بھل گرتے ہین سکان نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا آکر امیر سے کہا کہ دوسرا وزیر جمشید ثانی کا جواب وزیر اعظم قرار
پایا ہے کملاق خارہ شکن نامی لڑ رہا ہے لشکر کے ہزارہا آدمی مارے جاچکے ہین اگر
حکم ہو تو غلام جاکے مقابلہ کرے مگر سحر مین وہ بہت زبردست ہے جو سحر کہ حضور نے
بیثاق کا دیکھا اُسکا سحر اس سے زیادہ ہے چہار طرف سے سحر کر رہا ہے لشکر مین دھوان

بلند ہے جسکی آنکھ مین لگا وہ نابینا ہوا یہ مجال نہین ہے کہ بچ سکے چہار جانب اُسنے گھیر ڈالا ہے اور پکار کر کہہ رہا ہے کہ میثاق و قسیم و احول کسطرف ہین انکو مجھے حوالے کردو تو سبکی جان بخشی کرون ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا صاحبقران فورًا اسوار ہوے باہر آکے دیکھا کہ ہزار ہا نابینا ٹکراتے پھرتے ہین آوازین دیتے ہین کہ اے پروردگار ہمکو ہلاکت سے بچالے اِس آفت سے نجات دے تو مالک و مختار ہے تیرا رحم کافی ہے رباعی

ستا ہا زکرم بر من درویش نگر — بر حال من خستہ و دل ریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو — بر من منگر بر کرم خویش نگر

صاحبقران زمان نے جو فوج کو اِسطرح تباہ و برباد دیکھا وسط لشکر مین آئے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران ازجہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے اسم اعظم کو بآواز بلند پڑھنے لگے سکان اور اخنش نے آکر دو جانب سے سحر کیا ببرکت اسم اعظم خالق دوجہان ہزارہا نابینا بینا ہوے جو دیوانہ وار پھر رہے تھے وہ ہوش مین آئے اب نقیب ہاے بلند آواز مجمع مین آکر آوازین لگانے لگے اور ہرایک کی زبان پر یہ اشعار عبرت آمیز تھے نظم

ہر شخص کو ایک دن ہے مرنا — بوڑھا ہو کہ طفل ہے کہ برنا
مٹی مین ملین گی صورتین سب — مٹی کی بنی ہین مورتین سب
جانے کے لیے ہے سب کا آنا — گذرا یون ہی اسقدر زمانا
کیا زور امانتِ خدا مین — کیا دخل مشیت خدا مین
فرصت نہین منہ سے بولنے کی — مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
پھر رک نہ سکا وہ جسکی آئی — بیٹا ہو کہ باپ ہو کہ بھائی
بندہ بندہ خدا خدا ہے — جو حکم وہ دے وہی بجا ہے

احمد محمود و عمرو زید | مرنے کو سب آئے ہین بلا قید
بد ہو یا نیک نحس یا سعد | پہلے کوئی جائے گا کوئی بعد
نابود و لفظ بود ہی ایک | سب کا عدم و وجود ہی ایک
جو ماں کی کنار مین رہا ہی | آغوش لحد مین اُسکی جا ہی
ہو زیست اگر بصورت نوح | اِک دن نکلے گی جسم سے روح
سب کے لیے اِک یہی سبق ہی | مرنا برحق ہی موت حق ہی
یہ بات مگر سمجھنے کی ہے | اچھون کو قضا بھی چاہتی ہی
وعدہ جب ہو گیا برابر | گھر ہو کہ سفر ہو بحر یا بر
چھٹکارہ پھر نہین کہین پر | آپہونچیگی موت بس وہین پر
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان | کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان
موقوف اِک آدمی پہ کیا ہی | ہر چیز کے واسطے فنا ہے
سب کے لیے یہ سفر ہی درپیش | دو روز کا ہی فقط پس و پیش
یہ جو ہی سات دن کا ہفتہ | سب جائین گے اِس مین رفتہ رفتہ
کس کس کو موت نے نہ لوٹا | کِسکا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا

یہ اشعار جو نقیب پڑھ رہے ہین بہادر نیزہ اُٹھا کر چاہتے ہین کملاق پر جا پڑین لیکن کملاق کے سحر سے ہواے تیز چل رہی ہی قریب کملاق نہین پہونچ سکتے صاحبقران نے کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ گھوڑا بڑھا کر قریب کملاق کے جاؤن مگر ہوا نے نہ بڑھنے دیا ہر چند کہ امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین مگر اشقر اکثر ٹھہر جاتا ہی سُم پھرا کر کہتا ہی کہ آقاے نامدار مین مجبور ہون کہ قدم نہین اُٹھتا صاحبقران نے ناچار ہو کر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اُٹھے کہ اے کارساز و اے بے نیاز کوئی سبب معقول پیدا کر کہ اِس آفت سے نجات ہو تو بخوبی آگاہ ہی کہ مین مجبور و ناچار ہون سراسر بیکار ہون یہ جو صاحبقران نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا آسمان پر برق چمکی دیکھا میثاق کوہ گردان و قسیم راحول و خواجہ عمرو ایک تخت پہ سوار سامنے سے نمایان

ہوئے مگر میثاق نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہا اے قسیم غضب ہوا ہماری تمھاری تلاش مین
کملاق آپڑا اسی غیرت مین لڑ رہا ہے یہی چاہتا ہے کہ تمکو اور مجھکو پائے تو زندہ نہ چھوڑے
قسیم نے کہا ایک طرف سے ہم اور احول سحر کرین اور دوسری طرف سے تم جا پڑو
یقین ہے کہ پروردگار فضل کرے اور اے میثاق دیکھو کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم
ہین مگر قریب کملاق کے نہین پہونچ سکتے قسیم نے کہا اے میثاق حقیقت مین یہ حال
ہے کہ قلب پر امیر کے ہجوم غم و ملال ہے یہ لوگ جو قتل ہوئے صاحبقران کو کیسا صدمہ
پہونچا ہوگا میثاق تخت سے کودا اور للکار کر آواز دی کہ او کملاق اس بدعت سے
کیا نفع ہوا ہزارہا بندگان خدا کا خون اپنی گردن پر لیا اگر میری تلاش مین آیا ہے تو مین
موجود ہون یہ کہکر گولہ مارا کملاق نے جو گولہ کاٹا اسطرح کا دھوان نکلا کہ تمام صحرا تاریک
ہوگیا ایک طرف سے قسیم و احول نے سحر کیا کہ اُس اندھیرے مین برق چمکنے لگی اور
سب برقین کملاق کی طرف جاتی ہین مگر یہ دفع کر رہا ہے صاحبقران نے جو دیکھا کہ
کملاق طرف دفع سحر میثاق و قسیم و احول کے متوجہ ہے اسم اعظم پڑھتے ہوئے گھوڑے
کو بڑھایا قریب کملاق کے پہونچے اور قریب آکر نعرہ کیا کہ او کملاق بہت غریب کشی
کرچکا کملاق نے جو صاحبقران کو قریب دیکھا سحر کرنے لگا مگر اسم اعظم الٰہی کے سامنے
سحر کی کیا سنوائی ہے پھر میثاق مہلت نہین دیتا آگ برسا رہا ہے اور چاہتا ہے قریب جاکے
لڑون کملاق سے تلوار چلے مگر صاحبقران نے قریب آکر وار کیا کملاق نے سپر ہائے
فولادی سر پر حائل کین مگر تیغہ عقرب جو تڑپ کر گرا برق جہندہ سے کب پناہ ہے فقط
سپرون کے ٹکڑے اڑ گئے تلوار سر پر کملاق کے گری کہ کملاق زخمی ہوا تڑپ کر بلند
ہوا امیر نے تیر مارا کہ پانوں بھی کملاق کا زخمی ہوا بے سر و پا زخمدار و بیقرار کملاق
بھاگا میثاق نے چاہا پیچھا کرون صاحبقران نے آواز دی اے میثاق اب اسطرف
نہ جاؤ بدبخت کو بھاگ جانے دو آج اسکی موت نہ تھی کہ تیغۂ عقرب سے بچ گیا سارے
لشکر کو اطمینان ہوا قیلاب کو ہرکارون نے خبر دی کہ میثاق کوہ گردان شریک امیر
ہوا و قسیم و احول بھی ساتھ آئی ہین کملاق آیا تھا زخمی ہو کر گیا قیلاب تو گھبرا رہا تھا

اسنے پھر عرضی بادشاہ طلسم کو لکھی کہ ای شہنشاہ گیتی ستان اب مجھسے در بند چھوٹا جاتا ہو امیدوار ہون کہ میری مدد کیجیے ایسا نہ ہو کہ شکست فاش ہو بھاگنے کی تلاش ہو یہ عرضی پاس ہنگام بردبار کے پہونچی ہنگام نے جو نامہ پڑھا غصے مین کانپنے لگا کہا بار وکیا ستم ہو کہ مسلمان بڑھتے چلے آتے ہین مگر تاسف کرتا ہون کہ طلسم کشا قید ہو گئے اور مسلمانون کا وہی زور و شور ہو یاروتم مین سے کوئی ایسا ہو کہ برائے مدد قیلاب چاہے اور جا کر اُسکی مدد کرے اور طیران بھی گیا ہوا ہو اُسنے کچھ انتظام نہین کیا یہ کیسا ساحر زبردست ہو اُسکو تو اپنے سحر پر بڑا ناز ہو مگر یقین ہو کہ طیران ضرور آفت برپا کریگا شاید ابھی کسل سفر ہو اسوجہ سے کچھ بندوبست نہین کیا کہ سرد مہر جادو اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی کہ او شہنشاہ طلسم مین جاتا ہون سب کی مشکین باندھکر لاتا ہون اور ارادہ ہو کہ بعالم غفلت جائون حمزہ کو جاکر اُٹھا لائون سپاہ میثاق وغیرہ سب بھاگتے پھرینگے جب حمزہ قتل ہو جائیگا تو کوئی سر نہ اُٹھائیگا یہ کہکے تخت سحر پر سوار ہوا تین لاکھ جادوگر لیکر چلا یہان امیر جنگ مذکور فتح کر کے پلٹے ہین بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین کہ طیران نے قیلاب سے کہا میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے مین میدان مین نکلکر میثاق کو ٹوکونگا دیکھون تو کیسے وزیر ہین سیر اکیا کرتے ہین یقین ہو کہ بھاگتے پھرین اور قسیم اور احول اُنکی کیا حقیقت ہو انکو ایک سحر مین دیوانہ کردونگا طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی میثاق دربار مین بیٹھا ہو عرض کر رہا ہی کہ ای شہریار اگر آپ کی رسائی تا بہ قصر ہفت رنگ ہو تو رہائی سعد شہریار کی ممکن ہی صاحبقران فرماتے ہین ای برادر رہائی بادشاہ کی وقت پر موقوف ہی خواجہ عمر وکئی مرتبہ ارادہ کر چکے مگر ارادہ پورا نہین ہوتا دیکھو تمھاری رہائی کے لیے گئے تمکو بینا بھی کیا اور رہا بھی کرلائے جسدن بدل قصد کرینگے اُسی دن بادشاہ کو رہا کر لاوینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ طیران نے طبل جنگی بجوایا ہو میثاق نے کہا او شہریار آپ بھی طبل جنگی بجوائیے مین طیران کے ہوش اُڑادونگا دیکھون تو کیا کرتا ہو اُسکو اپنے مکروحیلے پر بڑا دعوی ہو سر میدان سمجھ لونگا امیر با توقیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان

بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیار یان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا نظم

سرخ شمع مائل بہ زردی ہوا		لباس فلک لاجوردی ہوا	
موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند		ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند	
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان		اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان	

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے طیران بلند پرواز بعد صفوف آرائی میدان مین نکلا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے طیران نے جو پکارا میثاق نے اژدر اپنا بڑھایا سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی اے شہریار مجھکو اجازت میدان ملے صاحبقران نے فرمایا خدا کے سپرد کیا میثاق جو مقابلۂ طیران مین آیا طیران نے دیکھتے ہی آواز دی کیون اے وزیر اعظم تمنے قدرت مین کیا برائی پائی کہ اُسنے منھ پھیرا میثاق نے کہا تمھین سوا برائی کے بھلائی کہان ہو مثل ہمارے تمھارے وہ بھی ساحر ہی خدا وند کیسا سراسر گناہ اوڑھ رہا ہو گندہ جہنم ہوگا یہ معرکے گذر رہے ہین اُسکے کیے کچھ نہین ہو سکتا اگر کسی لایق ہوتا تو یہ چھٹر دربند فتح ہو جاتے طیران نے گولہ مارا میثاق نے گولہ کاٹا دو چار سحر آپس مین چلے تھے کہ میثاق نے ایک گولہ طرف صحرا کے مارا اور پکار کر آواز دی اے دلفریب جلد آؤ اس طیران کو لگا کر لے جاؤ ہنگام کو بھی معلوم ہو کہ مین نے ساحر بھیجا تھا اُسکا یہ حال ہوا اُسکے خون مین وہی مبتلا ہو ہم بری رہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے ایک نازنین چہاردہ سالہ نہایت حسین وجمیل کئی سو کنیزین پنکھیان پھولونکی لیے ہوے اُس نازنین کو جھلتی ہوئی پیدا ہوئین وہ جو نازنین سب کے آگے تھی وہ صف سے بڑھی سامنے طیران کے آئی کہا اے طیران یہ بے مروتی کنیزون نے پنکھیون کی ہوا دی طیران کا مزاج پلٹ گیا کہا اے جان جہان مین خود تمپہ جان دیتا ہون جو کہو وہ بجا لاؤن نازنین نے ہاتھ تھامکر منھ پر طیران بلند پرواز کے ہاتھ پھیرا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

نہ آہ مجھسے نہ نالے ہی سازکرتے ہین		وہ ننگ عشق ہین سب احتراز کرتے ہین
کسی کی سوزِ محبت سے ساز کرتے ہین		ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین

جتا ان سے ہوتے ہین ہم سجدہ کرکے طالبِ وصل
دعا بھی بعد ادا ے نماز کرتے ہین

پکارتی ہی محبت جو بیٹھیے چپ بھی
یہ ڈھنگ جلد ترا افشاے راز کرتے ہین

لبون تک آتے ہین دل سے جو ضعف مین نالے
شکایتِ رہ دور و دراز کرتے ہین

نہ بند کر درِ مسجد کو مجھ پہ ای زاہد
مِرے گناہ درِ توبہ باز کرتے ہین

ترے تمام عمل ہین یہ رائگان ای شیخ
وہ فعل کرنے تجھے جو عشق باز کرتے ہین

وہ شوخ کہتا ہی مجھکو بتانکے بے پروا
نیاز مند کو یون بے نیاز کرتے ہین

کہین نظر نہ لگے آئنے کی ڈرتا ہون
نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین

گِلہ نہ کیجیو ای دامن شب ہجران
کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین

وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا
کہ بیکسون سے جو بیکس نواز کرتے ہین

پکارے قبر کو پامال کرکے عاشق کی
ملا کے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین

نہ بخت خوش نہ دل ای عشق بے اثر تجھسے
بگڑ بگڑ کے گلے کارساز کرتے ہین

بہ صد نیاز اٹھاتا ہی خنجر قاتل
شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین

جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آنے
خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

نازنین نے یہ اشعار گا کر پھر منھ پر طیران کے ہاتھ پھیرا طیران نے کہا ای جان جہان کیا اشعار سنائے ہین دل کو بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا جہان تم کہو وہان چلون تمھارا تابع فرمان ہون لیکن امیدوار وصل ہون اسنے کہا صاحب مین تمسے راضی تم مجھسے راضی پھر کیا وجہ ہی کہ جدائی پڑی ہنگام بر زبار جو بادشاہ طلسم ہی آسنے فراق ڈالا ہی روز سحر کرتا ہی چلکر اسکو قتل کرو طیران نے کہا اسکی کیا مجال ہی کہ میرے مقدمے مین دخل دے مین ابھی چلکر سمجھائے دیتا ہون اس نازنین نے کہا اگر اسکو سمجھا دوگے تو مین تمھارے ساتھ ہون مگر چاہتی ہون کہ میرے واسطے ہتک نہ ہو طیران نے کہا کیا مجال دھوم سے برات لاؤنگا ہاتھی پر سوار ہوکے آؤنگا بھاری سہرا سر پہ بندھا ہوگا خلعت شادی پہنون شملہ سر پر رکھون اس دھوم سے برات لاؤن کہ گلیان روشن ہو جاوین یہ کہکے طیران پلٹا طرف صحرا کے چلا وہ نازنین کھڑی دیکھا کی

جب طیران نظرون سے مخفی ہوا تو یہ نازنین اُسی طرح شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوئے
کنیزون کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوگئی میثاق نے مبارز طلبی کی لشکر قیلاب
مین ایک ساحر ہے بلند بالا نام جھومتا ہوا نکلا قیلاب سے کہا اگر حکم ہو تو میثاق کو
جا کر چیر پھاڑ ڈالون قیلاب نے کہا تم ایسے ہی زبردست ہو مگر وہ وزیر اعظم خداوند ہے
بلند بالا نے کہا میرے سامنے سحر نہ چلیگا وہ ذلت دون کہ میثاق بھی یاد کرے یہ کہکر
میدان مین آیا میثاق نے طرف صحرا کے دیکھکر آواز دی کہ اے ببران شیر سوار اسکو
لینا یہ بڑا مغرور ہے بلند بالا ابھی مقابلے مین میثاق کے نہ پہونچا تھا کہ صحرا سے گرد
اُڑی ایک شیر سوار نعرے کرتا ہوا آیا کہ او بلند بالا ٹھہر جا تیری خدمت کو آتا ہون
بلند بالا نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف شیر سوار کے دیکھا شیر سوار شیر سے کودا شیر نے
آکر بلند بالا پر حملہ کیا ہر چند بلند بالا سحر کرتا ہے مگر وہ شیر نہین رُکتا جست کرکے بلند بالا
کی گردن پی ایک طمانچہ مارا گال کا گوشت نوچ لیگیا دو تین حملون مین بلند بالا کو گرایا
اور چیر پھاڑ کر پھینک دیا کئی ساحر اسی طرح طرف سے قیلاب کے نکلے ہاتھ سے
میثاق کے مارے گئے پہر دن رہے طبل بازگشت بجا میثاق بھی پلٹ آیا آکر داخل
بارگاہ ہوا لیکن طیران جو سحر مین میثاق کے پھنسکر طرف صحرا کے چلا تھا قضائے کار
سرد مہر جادو کہ با فوج قاہرہ منزل بہ منزل آتا تھا صبح کو سوار ہوتا ہے تین پہر رہروی
مین بسر ہوتے ہین پہر دن رہے کسی مقام پر آکر اُترتا ہے ایک صحرا مین لشکر اُتر چکا ہے
سرد مہر ٹہل رہا ہے کہ سامنے سے دیکھا طیران جادو عجب حال سے آتا ہے چٹکیان بجاتا
ہوا سر ہلاتا ہوا ہائے جان جہان زبان پر کبھی کہتا ہے او جان جہان وائے آرام دل مشتاقان
تمسے یون جدائی ہوئی کہ امید ملنے کی نہین کبھی ٹھہر جاتا ہے کبھی دوڑتا ہے لشکر سرد مہر کا
دیکھکر اور زیادہ جھلایا سمجھا کہ یہی سب لوگ میرے دشمن ہین معشوق کو چھڑا لیا ہے لہذا ان
سب کو قتل کرون سرد مہر دیکھ رہا تھا کہ طیران ٹھہرا کچھ سوچکر قبضے پہ ہاتھ ڈالا اور نعرہ
کرکے آپڑا بے گناہون کو قتل کرنے لگا یہی چاہتا ہے کہ سارے لشکر کو قتل کر ڈالون
لیکن سرد مہر نے جو طیران کو مصروف جنگ دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے طیران اپنے

ہوش تو قایم رکھو ایسا نہ ہو کہ کوئی میرا گولا چھپائے دشمن چل جاے طیران نے کہا او بیحیا کیا مین
تجھسے دبتا ہون تیرا ہی سارا فساد ہو میری معشوقہ کو تجھسے جدا کیا فراق نصیب ہوا یہ راتین
ہجر کی کس مشکل سے کٹتی ہین یہ کہتا ہوا اور گولے پھینکتا ہوا بڑھا سر دمہر جھپٹ کر قریب آیا
طیران کو للکارا طیران نے ہاتھہ تلوار کا مارا سر دمہر نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی اور
طیران کی مشکین باندھین مگر طیران سر ٹکراتا ہو اور کہتا ہو مجھکو چھوڑ دو مین اپنی جان دونگا
مگر سر دمہر نے نہ چھوڑا زبان مین سوزن دیکر قید کیا قیدی کو لیکر چلا مگر طیران اٹھہ پہر
غل مچاتا ہو کہ میری معشوقہ کو جدا کیا مجھے قید کیا ہو کوئی ایسا ہو کہ میری زبان سے سوزن
نکالدے کہ لشکر کو تباہ کرون سر دمہر کو ٹھنڈھا کرون قضاے کار رہنما چالاک بن
عمرو کہین اسطرف گذرا صورت بدلکر لشکر مین آیا دیکھا ایک خیمہ مین طیران قید ہو
خانۂ زنجیر مین غل مچا رہا ہو چالاک نے پوچھا اسپر کیا گذری یہ کون ہے رنگ مین نگہبانون
نے کہا ملازم بادشاہ طلسم ہو براے جنگ گیا تھا وہان سے دیوانہ ہوکر آیا ہو چالاک نے
پہچانا کہ طیران جادو سحر مین میثاق کے پھنسکر آیا تھا اسی کو معلوم ہوتا ہو سر دمہر نے
گرفتار کیا ہو سب مین ملکر بیٹھا حقہ پلا کر سب کو بیہوش کیا خیمے مین آیا کہا اے طیران مین
زبان سے سوزن نکالدون سیدھے طلسم مین جاؤ یہان کیون الجھ رہے ہو طیران نے
کہا جو معشوقہ کا دشمن ہو وہ میرا ابھی رہزن ہو اسیوجہ سے مین بگڑا تم مہربانی کرو کہ اب
سوزن زبان سے نکالدو کہ اسی وقت اس لشکر کو تباہ کرون سر دمہر کو زندہ نچھوڑون
ٹھنڈھا کرون جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی قید کو توڑ ڈالا طرف رعایا کے پلٹا
سحر کرنے لگا آگ برسنے لگی سر دمہر کو خبر ہوئی اپنے مقام سے اٹھا باہر آکے للکارا مگر
طیران کب مانتا ہو مبہوت ہو رہا ہو یہی یقین ہو کہ ان سب نے معشوقہ کو چھڑایا کارد
سحر نکالی طرف سر دمہر کے پھینک ماری سر دمہر نے کارد کو کاٹا دو ٹکڑے ہوکر وہ
کارد لہرائی طرف طیران کے چلی طیران ہرچند غل مچاتا ہو مگر وہ کارد نہین رکتی آخر
آکر طیران کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری طیران کا مارے جانا کہ ہنگامہ برپا
ہوا تاریکی چھا گئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود مار سکے

طیران کو سرد مہر سوار ہوا کہا یارو یہ کسی کے سحر مین پھنس گیا تھا بے جان دیئے چین
نہ آیا مگر افسوس ہو کہ اُسنے مجھسے مفصل حال نہ بیان کیا ورنہ مین سحر اُتار لیتا کہ ایک ساتھوالے
نے عرض کی حضور وہ اپنے ہوش مین کب تھا کہ جو آپ سے حال بیان کرتا سرد مہر نے کہا
ہان یہی سبب ہوا مگر مجھکو اِسکے مارے جانیکا بڑا افسوس ہو سرد مہر راہ کو طے کرتا ہوا جاتا
ہو یہان صاحبقران بر سر دربند قیلاب عقاب سوار فرو کش ہین میثاق بیٹھا ہوا
باتین کر رہا ہو کہ تمہین معلوم طیران پر کیا گذری کہ آسمان سے ایک طائر نے آواز دی
کہ کشتی مرا نام من طیران جادو لبود اور اے میثاق آگاہ ہو کہ طیران مارا گیا سرد مہر نے
اُسکو قتل کیا کہ وہ تا بہ طلسم نہ جانے پائے کہ چالاک آکر پہونچا سب کیفیت چالاک نے
بیان کی میثاق بہت خوش ہوا کہا اے چالاک کیا کہنا خوب قتل کرایا پر دے بارگاہ
کے اُٹھے ہوے ہین صاحبقران بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جادوگر
گینڈے پہ سوار پشت پہ لشکر بے شمار خیمے بارگاہین لدی ہوئی علمہاے زنگاری کے
پھریرے کھلے ہوے اُسپر تعریف جمشید ثانی مرقوم آمد فوج کی دھوم اِس گرد فر سے
آکر پہونچا قیلاب نے استقبال کیا لشکر صحرا مین اُترا سرد مہر نے سب حال دریافت کیا
قیلاب نے کل حال کہا کہ میثاق وزیر اعظم خداوند شریک مسلمان ہو گیا ہو اُسنے طیران پر
سحر کیا تھا وہی دیوانہ وار یہان سے گیا تھا سرد مہر نے کہا وہ میرے ہاتھ سے ٹھنڈا
ہوا کسی نے اُسکی زبان سے سوزن نکالدی وہ لشکر کو تباہ کرنے لگا مین نے اُسکو
مار ڈالا لیکن آخر مین مجھکو بڑا قلق ہوا کہ وہ اپنے ہوش مین نہ تھا بے وجہ مارا گیا مگر
اے قیلاب اب جنگ کسطور سے کیجا ئے قیلاب نے کہا بڑی مشکل یہ ہو کہ حمزہ
مالک اسم اعظم الٰہی ہو اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اب تو میان میثاق اپنا نام کر رہے ہین
رہائی بادشاہ کی تدبیر ہو رہی ہو نہین معلوم قدرت نے اُنکو کیون زندہ رکھا ہو
قتل کر ڈالین سر اِسطرف روانہ کرین کہ مسلمان گھبرا جائین اِس گھبراہٹ مین ہم دبا ڈالین اور حمزہ کو پچھا لائین آخر یہ صلاح ٹھہری کہ قدرت کو ایک عرضی لکھو کہ سعد کا
سر کاٹ کر روانہ کرین سرد مہر نے عرضی لکھی کہ یا خداوند یہان یہ معرکہ درپیش ہو کہ

صاحبقران زمان مالک اسم اعظم ہین اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا قدرت بھی آگاہ ہین لہذا اسعد
بن قباد کا سر کاٹ کر روانہ فرمائیے دادا جب پوتے کا سر دیکھے گا تو نہایت پریشان ہوگا
بس اُسوقت یہ لوگ حمزہ کو گرفتار کرلین گے اور آپ کے وزیر اعظم بڑے نام کر رہے
ہین اگر مناسب ہو تو کچھ اُنکی بھی فکر کیجیے ورنہ لڑائی مین مشکل ہوگی یہ عرضی جو پاس جمشید کے
پہونچی جمشید نے عرضی پڑھکر حکم دیا کہ رات کو جشن ہو صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو
سب شاہزادیان آوین اُسی وقت سب کو نامے روانہ ہوے شام کو شاہزادیون کی
آمد شروع ہوئی ملکہ گلفام جادو و ملکہ بام جادو و ملکہ کاکل دراز و ملکہ کلنگ شعبدہ باز
وغیرہ آئین انکے بعد ملکہ ہماے نازک ادا بھی آئی کہ یہ نہایت حسینہ ہی سحر مین بھی سب سے
زیادہ طاق شہرۂ آفاق ہی محفل مین ہنگامۂ عیش و نشاط شروع ہوا جام مے ارغوانی
گردش مین آیا صداے سبوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی جمشید مست بیٹھا ہوا ہی
شاہزادیون کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی ہماے نازک ادا پر جو نگاہ پڑی بلبلا کر کہا
ای نازک ادا ذرا میرے قریب آؤ تو مین تمسے کچھ بات کرونگا ہماے نازک ادا
قریب آئی جمشید دست درازی کرنے لگا ہماے نازک ادا کو بہت ناگوار ہوا
کہا یا خداوند ہم تو آپ کے فرزند ہین اولاد کے ساتھ یہ گستاخی زیبندہ نہین ہی
جمشید نے کہا ای ہماے نازک ادا ہمنے تمکو پیدا کیا یہ حسن و جمال دیا خاص ہمنے
اپنے لیے بنایا اور تم ہمین سے یہ انکار کرتی ہو ابھی تقدیر کرون تو یہ صورت بدلجاے
وہ صورت ہو کہ کوئی نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھے نازک ادا نے عرض کی آپ کو اپنی خدائی
کی قسم ہی کہ میری صورت بدل دیجیے یہ حسن و جمال تو خداداد ہی اسمین کسی کو کیا دخل ہی
جمشید نے کہا اچھا بیٹھو اور طور سے سمجھا جائیگا ہماے نازک ادا الگ آکر بیٹھی ملکہ
کاکل دراز نے کہا بوا کیون تمنے قدرت کو آزردہ کیا نازک ادا نے جواب دیا
کہ مین اس بھڑوے بوڑھے ریچھ کو کیا پسند کرتی منھ سے وہ بو سے بدآتی ہی کہ منھ
لگانے کو دل نہین چاہتا جب منھ کھولتا ہی قلب اُلٹ جاتا ہی کاکل دراز نے کہا
بوا قدرت کی بُرائیان نہ کرو ایسا نہ ہو کہ قدرت آگاہ ہوجاوین نازک ادا نے کہا

ہم اپنے دل کے بادشاہ ہین قدرت کا اس مین کیا اختیار ہر مگر جمشید بہ نگاہ محبت ملکہ نازک ادا کو دیکھ رہا ہر گلفام کو قریب بلایا کہا ہر گلفام نازک ادا کو سمجھاؤ لا کے میرے پہلو مین بٹھاؤ گلفام نے آکر نازک ادا سے کہا نازک ادا نے جھلا کر جواب دیا کہ بوا تم جا کر بیٹھو سر محفل ذلت اٹھاؤ کون اتنے بڑے دربار مین قدرت کے پہلو مین بیٹھے اور وہ دست درازی کرے مجھسے یہ نہ ہوگا گلفام پلٹی آکر جمشید سے کہا کہ یا خداوند وہ نہین مانتی جمشید نے کہا ابھی سحر کر کے صورت بدل دونگا نازک ادا نے کہا چاہین کتا بنا دین مگر مین نہ قبول کرونگی جمشید نے جھلا کر کہا اسکو کشان کشان میرے سامنے لاؤ چار پانچ شاہزادیان اٹھین نازک ادا سے کہا بوا چلو نازک ادا نے کہا بوا مین تو نہ جاؤنگی ہاتھ تھام کر شاہزادیان کھینچنے لگین نازک ادا نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ سب شاہزادیان گر پڑین زمین پر تڑپنے لگین جمشید نے جو یہ دیکھا تخت سے اٹھا تاج سنبھالتا ہوا کہا ہر نازک ادا جلد میرے پاس آؤ نازک ادا گھبرا کر اٹھی سامنے سے بھاگی ایک کمرہ تھا اس مین گھس گئی دروازے بند کر لیے کراہنے کی آواز آئی منھ پھیر کر دیکھا کہ ایک نوجوان آفتاب جمال خورشید مثال بال سر کے بڑھے ہوے آنکھین ڈگڈگا رہی ہین یا نرگس شہلا تھین یا نرگس بیمار ہین عارض انور مثل زعفران زرد و زنجیرون مین جکڑا طوق گلے مین پڑا آہ آہ کر رہا ہر بیچارے نازک ادا کو پسینہ آگیا قلب تھرا گیا قریب آکر پوچھا کہ اہر گرفتار دام محنت و اہر مقید قید خانہ پریشانی و آفت کیا تو نے خطا کی جو اسطرح قید ہر وہ جوان ٹھنڈی سانس بھر کے یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

کچھ تمنائین جو تھین دل سے نکلنے کے لیے
اشک حسرت وہ بنین آنکھ سے ڈھلنے کے لیے

شغل اگر ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے
دل مین آبیٹھو کلیجہ مرا ملنے کے لیے

شکوہ ہو برق تجلی سے کرا اور نا انصاف
ہم ہون منھ دیکھنے کو طور پہ جلنے کے لیے

نازکی دیکھو نہ بٹھالیتی ہر کیونکر تمکو
دے تو دو ہاتھ مین ہاتھ اٹھکے سنبھلنے کے لیے

پاس آبیٹھے تھے یا کھینچنے لگے مجھسے وہ دور
اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے

دل سے آنا ہو جگر مین تو جگر سے دل مین — درد اُٹھتا ہو ذرا آج ٹہلنے کے لیے
دست دلبر مرے سینے سے رہے وصل مین دور — دل تو موجود ہی دو ہاتھ اُچھلنے کے لیے
داغ کہتا ہو چراغِ شب فرقت سے مرا — ٹھنڈے ہونے کے لیے تو ہو مین جلنے کے لیے
دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہین — کبھی اُٹھتا ہی نہ اُن تلوونکے ملنے کے لیے
اپنے سایہ کو بھی ہم رشک سے لاتے نہین ساتھ — دھوپ مین کوچۂ محبوب کی جلنے کے لیے
پیار سے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہین — اُس سے گرویدہ ہون تقدیر بدلنے کے لیے
کیا کدورت نے تری خاک اُڑا کر شب وصل — مجھسے بدلی مری پوشاک بدلنے کے لیے
نخل امید جمائے قدم اپنا **جلال** — گلشن دل مین مرے پھولنے پھلنے کے لیے

سعد شہریار نے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ نازک ادا نے سر جھکالیا کہا اے شہریار سوال دیگر جواب دیگر آپ کا نام نامی کیا ہے سعد نے فرمایا نبیرہ صاحبقران فرزند قباد شہریار عالیشان اس نیازمند کو سعد کہتے ہین جمشید نے قید کیا ہے اِسقدر رات حیات مین باقی ہے صبح کو قتل کیے جائین گے ہاتھ سے ظالم کے مہلت نہ پائین گے ہمارے ہی قتل کا تو یہ جشن ہے صبح کو اختتام جشن ہوگا ہمارے نازک ادا نے کہا اے شہریار نہ گھبرائیے پروردگار معین و مددگار ہے لیکن جمشید نے جو دیکھا کہ نازک ادا کمرے مین چھپ گئی قریب آکر کہا اے ملکۂ عالم تشریف لائیے نازک ادا سعد سے باتین کر چکی تھی فوراً نکل آئی جمشید نے چاہا ہاتھ تھام لون نازک ادا نے اشارے سے کہا کہ یا خداوند آپکے حکم سے کسکو انکار ہے لیکن یہ جلسہ اور یہ سب شاہزادیان جمع ہین اپنے مقام پر مضحکہ کرینگی حضور کے واسطے بھی باعث بدنامی ہے اور کنیز بھی بدنام ہوگی مین کل حاضر ہونگی جو حکم ہوگا وہ بجا لاؤنگی کیا آپ سے عذر کرونگی جمشید یہ سنکر خوش ہوگیا دستور ہے کہ جس کو طبیعت چاہتی ہے اُسکا کلام بمنزلۂ حدیث ہوتا ہے سمجھ گیا کہ سچ کہتی ہے پلٹ آیا ملکہ نازک ادا ابھی آکر بیٹھی مگر خاموش ہے دل مین پیچ و تاب کر رہی ہے کہ اے نازک ادا کیونکر اس گرفتار دام محبت کو نکالون جادوگر ایسے ایسے جمع ہین خود جمشید کیسا کامل ہے ہائے وہ کلائیان نازک اُن مین ہتھکڑیان پاے نازک مین بیڑیان کا شکر وہ زیور

مجھکو پہنایا جاتا کیسا سرنگون بیٹھے ہین کیا سوچتے ہونگے ایسے دشمن کا سامنا کہ جسنے بلاتکلف
قتل کا حکم دیا کنیزین برائے تیاری میدان خوبی کے گئی ہین کوئی بات ذہن مین نہین
آتی اگر مین نے اپنی جان دی تو کیا نفع ہوگا بہر نوع کڑک کے گرونگی رہے ہوا گو نگی اگر
نکل گئی تو منہا اور اگر گرفتار ہوئی تو پاس انکے قید ہونگی تو بھی دل کی حسرت پوری
ہوگی کہ برابر معشوق کے ہم بھی قید ہین اسی سوچ مین رات تمام ہوئی گریبان سحر چاک
ہوا طائر آشیانون سے نکلے یاد الٰہی مین چہچہہ زن ہوے کسی طرف گھنٹے بج رہے ہین
کسی طرف سنکھ پھونک رہا ہو فوج مین ورریان بج رہی ہین یہ آوازین سنکر جمشید
اُٹھا تمام شاہزادیان وزرا امرا ساتھ ہین بیرون قصر نکلکر دیکھا وہ چٹیل میدان ہے
کہ جہان درخت کا نام نہین پہاڑ ریت کے جابجا معلوم ہوتے ہین ہر مقام پر
طائران صحرا خشک شاخون پر حیران بیٹھے ہین بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین
مگر جمشید باہر نکل آیا کنیزون نے ایک طرف دارین استادہ کی ہین ایک طرف جلاد
شلنگین لگار ہے ہین جمشید نے کہا اے ملکہ ہمارے نازک ادا قیدی کو لاؤ لاکے
زیر تیغ بٹھاؤ یہ سنکر ہمارے نازک ادا دوڑی کمرے مین آکر قدمون سے لپٹ گئی
کہا اے شہریار بس اب یہی وقت ہے جمشید تو بیرون قصر گیا سارا مجمع اُسکے ساتھ ہے مجکو
حکم دیا ہے کہ قیدی کو لاؤ مین آپ کو لیکر نکلتی ہون بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ نازک ادا
مقام افسوس ہے کہ کوئی شاہزادی ہماری رہائی کو نہ آئی ایسا نہ ہو تم گرفتار ہو جاؤ
نازک ادا نے کہا مین بہت تیز رو ہون زمین کو کاٹ کرکے نکلونگی یہ کہکر قید کاٹی
کمر مین پنجہ دیا اور غرق زمین ہوئی بادشاہ کو لیکر چلی یہان جب عرصہ ہوا جمشید ثانی
نے کہا ذرا دیکھو تو کہ ہمارے نازک ادا کیا کر رہی ہے بہت عرصہ ہوا ایک کنیز کے
منھ سے نکلا کہ یا خداوند آپ نے سعد کو وہ حسن دیا ہے کہ جو دیکھے وہ دیوانہ ہو جائے
اور بی ہمارے نازک ادا آپ سے تو انکار کرتی تھین مگر بادشاہ پر شاید عاشق
ہوئین پس جمشید نے گھبرا کر کہا ارے دیکھو تو وہ شاہزادیان جو تخت کے قریب
تھین بدحواس ہو کر دوڑین قید خانے مین آکر دیکھا بالقول شخصیکہ بھیرون ناچ رہا ہے

ٹھکر بان پڑ رہا ن کئی پڑی ہین ایک غار عظیم الشان ہر اُس مین سے شعلہ ہاے آتش
نکل رہے ہین شاہزادیون نے بڑھکر جمشید سے سب کیفیت بیان کی جمشید نے کہا تم مین
کوئی شاہزادی ابھی تیز رَو ہو کہ اپنے کو صحراے تیہو مین پہونچا ئے اُس طرف سے اُسکا
گذر ہو گا اِتنا تو قدرت نے دریافت کرلیا اگر وہ گرفتار ہو کر آجائے تو ایسی سزاے
معقول دون کہ عمر بھر یاد کرے آخر پھر فریاد کرے کاکل دراز پایۂ تخت چھوڑ کر جھپٹی
پہ پروانہ پیدا کر کے صحراے تیہو مین پہونچی آکر دیکھا وہ ویران مقام ہر صاف ظاہر ہو
کہ نمونۂ مصیبت ہو ویرانے کی عجب کیفیت ہو ہر طرف سناٹا خاک اُڑ رہی ہو بونڈرے
گرد کے اُٹھ رہے ہین چارون طرف اُس صحرا کے گشت کر رہے ہین اُنھین بونڈرون کا
گویا وہ مسکن ہو زاغ و زغن بے انتہا جابجا بیٹھے ہوے کائون کائون کر رہے ہین اور
ریت کے موجے ہین جن سے نشان دریا ثابت ہو رہا ہو چشمے جابجا خشک پانی کا کہین
نام و نشان نہین اگر کوئی پیاسا آیا تو اُسکو پناہ پانی مشکل ہوئی آبرو پر بنی دو ڑ دھوپ
مین بسر ہوئی مگر پانی غیر ممکن بجاے آب قطرات شبنم جو گرے ہین وہ بھی خشک ہوگئے
ہین پھولونکی زبانین خشک غنچے دہن بستہ نخل سوکھے ہوے بیمار و خستہ شاخین گُل
پژمردہ خار انگشت نما خود خوار و زار مگر اِنسان نے پانون رکھا او رتلوے کے پار
اُنگلیان اُٹھاتے ہین کہ ای آیندہ و روندہ اِسطرف نہ آنا کاکل دراز ایک مقام پر بیٹھ کر
ہر طرف سر اُٹھا اُٹھا کے دیکھتی ہو کہین سعد کا نشان نہین جی مین کہتی ہو قدرت نے
یون ہی کہدیا ناحق مجھکو دوڑایا اب پلٹ جاؤن مگر ای کاکل دراز مقام افسوس ہو
کہ مین نے نازک ادا کو نہ پایا ورنہ گرفتار کر کے لیجاتی انعام و اکرام پاتی اور سب
شاہزادیان بھی خوش ہوتین یہ باتین دل سے کر رہی تھی کہ سامنے سے زمین شق ہوئی
دیکھا ملکہ ہماے نازک ادا سعد کو بغل مین دباے ہوے زمین سے نکلی جیسے ہی
سر نکالا کاکل دراز نے زلفون کو ہلایا جیسے ہی زلفین ہلین اندھیرا ہو گیا نازک ادا
نے جو دیکھا کہ کاکل دراز نے سحر کیا پکار کر کہا کہ لو اہم مصیبت زدون پر کیون ہاتھ
ڈالتی ہو وہ قیدی کہ جسکی رہائی کی کوئی صورت نہ تھی اگر اُسکو رہا کر دیا تو کیا خطا ہوئی

کہا مین تمھارے روکے سے رکونگی کاکل درازنے کہا بوا تمکو جانے نہ دونگی نازک ادا
نے کہا بوا شرمندہ ہوگی یہ کہکے نازک ادا نے سحر کیا کہ اندھیرا وقع ہوا اور ایک طرف
چلی کاکل درازنے بڑھکر روکا نازک ادا نے ہاتھ ہلادیا ایک برق گری کہ سرملکہ
کاکل درازکا زخمی ہوا نازک ادا نے جو دیکھا کہ کاکل درازنہ زخمی ہوئی سوچی کہ اب
مین نکلچلون اور کاکل درازنے خیال کیا کہ نازک ادا نکلجائیگی ہرچند روکا مگر نازک ادا
نہ رُکی راہ مین جاکر سعد کو ہوشیار کیا پوچھا ای شہریار آپ کے جدعالی تبار کے لشکر مین
سے چلون سعد نے کہا جہان مناسب جانو وہان لے چلو ہم تو تمھارے قبضے مین ہین
نازک ادا چلی مگر کاکل درازنے جب دیکھا کہ میرے روکے سے یہ لوگ نہ رُکے
جاکر خداوند سے اطلاع کرون اسی زخمداری مین بھاگی سامنے جمشید ثانی کے آئی کہا
یا خداوند مین صحراے تیہو مین گئی نازک اداکو روکا مگر وہ نہ رُکی اور نکلگئی مجھکو زخمی
کیا یہ سُنکر جمشید نے سر جھکایا ایک طائر آسمان سے گرا اُسنے زمزمہ سرائی کرکے کہا کہ
نازک ادا اپنے باغ پر بہار مین گئی ہی یہ سُنکر جمشید نے سر اُٹھاکر آواز دی کہ یارو
تم مین کوئی ایسا ہی کہ باغ پر بہار تک جائے اور نازک اداکو گرفتار کرلائے کہ
ابلیس آوازہ زن اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند غلام جاتا ہی اور گرفتار کرکے
نازک اداکو مع سعد لاتا ہی جمشید نے ابلیس کو حکم دیا ابلیس روانہ ہوا جمشید نے
کہا کچھ فوج بھی ساتھ لے تو ابلیس نے کہا ایک عورت کے واسطے فوج کی کیا ضرورت
ہی مگر جمشید نے پانچ ہزار جادوگرون کو حکم دیا کہ ہمراہ ابلیس کے جاؤ جاکر اِنکا ساتھ دو
ابلیس اُن سب کو ساتھ لیکر چلا مگر نازک ادا خستہ و شکستہ حیران و پریشان خوف
جمشید دل مین گھبرائی ہوئی اپنے باغ مین آئی باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی ہزارہا
کنیزان غنچہ دہن چمنون مین پھر رہی ہین سبنے اپنی مالک کو دیکھکر سلام کیا نازک ادا
نے اِشارہ کیا کہ مسند وغیرہ آراستہ کرو کنیزون نے فرش وغیرہ درست کیا نازک ادا
نے سعد کو مسند پر بٹھایا مگر آپ حیران ہو رہی ہی اور کہتی ہی کہ کاکل دراز زخمی ہوکر
گئی ہی کوئی اور ساحر آئیگا جلدی تیاری کرو کنیزون نے کوٹھون سے اسباب نکالا

نازک ادا نے سب سے حال کہا کہ مین خداوند سے باغی ہو کر آئی ہون جسکو میرا ساتھ دینا ہو رہے ورنہ رخصت ہو جائے سب نے عرض کی ہم تو آپ کے تابعدار ہین ہمین جمشید سے کیا کام ہی جبکی آپ دشمن اسکے ہم دشمن نازک ادا کو اطمینان ہوا سب کو ساتھ لیا سعد کو تخت پر سوار کیا مگر سعد نے فرمایا ای نازک ادا اگر تختہ تمہارا یعنی لوح محفوظ رہگئی اگر وہ ملتی تو ہم کسی سے پردہ نہ کرتے نازک ادا نے کہا ای شہریار جبتک مین وہان تھی سب طرحکا اختیار تھا اگر آپ فرماتے تو مین لوح محفوظ بھی لاتی اب تو وہان سے چلی آئی نہایت دشوار ہی مگر آپ طلسم کشا ہین لوح محفوظ ضرور ملیگی اور لوح طلسمی کا بھی پتہ ملیگا مگر جو تکلیفین سرکار پر ہونے والی ہین انکے بعد بہتری ہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ گلے مین تختی مثل ستارے کے چمکتی ہوئی اڑی ہوئی جاتی ہی سعد شہریار کو جو دیکھا کہ تخت پر سوار سات سو کنیزین گرد دیکھکر یہ عظم و شان ہوا سے اتر آئی سعد کو آکر سلام کیا کہا حضور نے مجھکو پہچانا سعد نے کہا مین نے تجھکو دیکھا نہین جادوگرنی نے کہا مین وہ ساحرہ ہون کہ مین نے لوح جمشید سے حاصل کی تھی وہ میرے پاس حاضر ہی اسوقت مین نے خبر سنی کہ بی نازک ادا آپ کو نکال لیگئین تو جمشید نے مجھسے کہا کہ جا کر صحرائے ویران مین چھپ مین اڑتی ہوئی جاتی تھی مگر آپ کے اقبال نے مجھکو روکا یہی دل مین آئی کہ خدمت مین حاضر ہون اور لوح محفوظ دیدون ہمراہ سرکار رہون سعد نے فرمایا تمہارا سراسر احسان ہی مگر تمہارا نام کیا ہی ساحرہ نے کہا کہ نوخیز جادو میرا نام ہی نوخیز نے لوح محفوظ پیش کی سعد نے وہ لوح گلے مین ڈالی مگر نازک ادا نے دیکھا کہ لوح پہنتے ہی چہرہ سعد کا سرخ ہوگیا نازک ادا نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھا اس جاہ و حشم سے چلے برسر منزل تھے بادشاہ بیرون بارگاہ تشریف رکھتے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک ساحر فیروزہ کو پنجے مین دبائے ہوئے خدمت شاہ مین حاضر ہوا عرض کی ای شہریار غلام کو نیکنام جادو کہتے ہین جب معلوم ہوا کہ زوجہ میری لوح محفوظ لیگئی تو مین فیروزہ کو نکال لایا ایک طرف نیکنام اور دوسری جانب نوخیز جادو پشت پر ملکہ

ہمائے نازک ادا ساتھ سو کنیزان ماہ رو ہمراہ تھوڑی دور باغ سے چلے ہین کہ ایک آواز مہیب آئی کہ زمین تھرائی نعرہ ہوا کہ منم ابلیس آوازہ زن پانچ ہزار ساحرون نے چہار جانب سے بلوہ کیا نازک ادا و نوخیز سحر کرنے لگین ہنگامۂ گیر و دار بلند ہو مگر ابلیس ملعون جب آواز لگاتا ہو تو زمین تھرا جاتی ہو دس پانچ کنیزین گرتی ہین کسی کا سر پھٹ گیا کسی کے سر پر زخم آیا نازک ادا روکتی ہو کہ آواز اسکی بلند نہ ہونے پائے مگر غیر ممکن ہو کہ اسکی آواز کی تاثیر مٹے سعد گھوڑا بڑھا کر جا پڑے اور نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
ہژبر دمان صف شکن نوجوان	نہال گلستان صاحبقران

چونکہ لوح محفوظ گلے میں ہو سحر سے بے خوف جنگ رستمانہ کر رہے ہین جسطرف جا پڑے پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے نازک ادا ایک طرف سے سحر کر رہی ہو لیکن ابلیس آوازہ زن بے خوف سحر کر رہا ہو قضائے کار دربار صاحبقران مین جلسہ جما ہوا ہو بیثاق بیٹھے بیٹھے اٹھا کہا او شہر یار اگر حکم ہو تو شکار کھیل آؤن اسوقت خود بخود بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا صاحبقران نے فرمایا او بیثاق اسوقت تمکو منتشر پاتا ہون بیثاق نے عرض کی او شہر یار کیا عرض کرون اسوقت میرے سحر نے خبر دی ہو کہ بادشاہ جمجاہ کسی مقام پر گھرے ہین اور لڑ رہے ہین امیدوار ہون کہ اگر پہونچون تو انکی مدد کرون یہ کہکے بیثاق نے ہاتھ اٹھایا اور پکار کر آواز دی او طیران خبر رسان مجھکو معلوم ہو کہ بادشاہ جمجاہ کس مقام پر لڑ رہے ہین ایک طائر سرخ رنگ پیدا ہوا اسنے آکر عرض کی کہ او وزیر اعظم سامنے باغ بہار ہو وہین پہ بادشاہ گھرے ہین صاحبقران نے فرمایا او بیثاق مین بھی چلون چلکر شریک جنگ ہون بیثاق نے کہا بندگان عالی کی کیا ضرورت ہو غلام سمجھ لیگا یہ کہکر بیثاق یکہ و تنہا روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ ابلیس نے نوخیز کو للکارا اور کہا اری تو نے بڑا غضب کیا نوخیز سامنے پہونچی چاہا سحر کرون کہ ابلیس نے آواز دی او خنجر بارہ اپنی تیزی دکھا آسمان سے ایک خنجر گرا کہ سر نوخیز کا اڑ گیا مرنا نوخیز کا بادشاہ کو بہت شاق ہوا اسکے شوہر نیکنام نے جو لاشہ اپنی

زوجہ کا دیکھا سر ٹکرا کر جان دی بادشاہ نے جب دونوں کو سردہ پایا گھوڑا اچپکا کر سامنے
ابلیس کے پہونچے آواز دی او جیبا و او دشمن خدا تو نے اسکو مار کر کیا نفع پایا ابلیس نے
ایک چیخ ماری کہ بادشاہ تھرا کر پیچھے ہٹے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم میثاق کوہ گردان
او ابلیس بیجیا کیون انکو روکا ہے کس بات پر ناز کرتا ہے مین تیرے مقابلے مین آتا ہون
دیکھون تو کیا کریگا جو ہو سکے قصور نہ کر ابلیس نے ایک چیخ ماری کہ میثاق تھرایا اور
یقین تھا کہ زمین پہ گرے مگر اپنے کو سنبھالا ابلیس نے دو تین آوازین دین میثاق
کانپ کانپ کر رہگیا وہ جانتا تھا کہ یہ زمین پر گریگا مین اسکو مار لونگا مگر میثاق نے حملے
اسکے خالی دیے جب ابلیس نے دیکھا کہ میری آواز کی تاثیر سے یہ نہین گرتا تو بلند ہوا
قریب میثاق کے آکر اسطرح کی چیخ ماری کہ میثاق اُلٹ گیا اور تھرا کر زمین پر گرا
ابلیس یہ کہتا ہوا بڑھا کہ اگر قصد کرون تو آسمان کو زمین پر گرا دون فلک بے ستون کا
گرنا کتنی بڑی بات ہے اب زمین پر آیا سعد نے جو دور سے دیکھا کہ ہمارا طرف دار قتل
ہوتا ہے زمین پر بیہوش پڑا ہے گھوڑے کو مہمیز کیا راہ مین ساحر روکنے لگے مگر جو سامنے
آیا علت شمشیر آبدار ہوا کئی پہلوانون کو مار کر قریب میثاق کے پہونچے گھوڑے سے
کود پڑے سایہ لوح محفوظ کا ڈالا جیسے ہی سایہ پڑا زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی
نیچہ ہاتھ مین لیے ہوے قریب میثاق کے پہونچا اور میثاق پر پانی کا چھینٹا دیا اب جو
میثاق نے آنکھ کھولی دیکھا بادشاہ جمجاہ میرے گرد گھوڑا پھرا رہے ہین یہی چاہتے ہین
کہ ابلیس کو قریب نہ آنے دون لوح محفوظ چاہتے ہین اِسکے گلے مین ڈالدون میثاق
اُٹھا دعائین دینے لگا عرض کرتا تھا خدا حضور کو سلامت رکھے کہ حضور نے بچایا ورنہ
ابلیس شیطنت کرتا مگر میرے قتل پر وہ قادر نہین ہے مین رفیق صاحبقران زمان
ہوا ہون یقین ہے کہ فتح طلسم دیکھون مین اپنی عمر کا شمار کر چکا یہ کہکے اُٹھا ابلیس پر جا پڑا
آپس مین تلوار چلنے لگی میثاق نے جھکائی دیکر کمر بتائی سر پہ ہاتھ مارہ دیا کہ ابلیس
شیطان زخمی ہوا چیخ مار کر سامنے سے بھاگا چاہتا تھا خون اپنا میثاق پر پھینکون
میثاق نے وہی پتلہ فولادی سامنے کر دیا خون ابلیس کا جو پتلے پر پڑا جلکر خاک ہوا

ابلیس بلند ہوگیا نازک ادا نے سب ساحرون کو مار لیا چند کس شکست کھا کر بھاگ گئے
کوئی مقابلہ بادشاہ جمجاہ مین نہ ٹھہر سکا میثاق رکاب شاہ پر ہاتھ رکھے ہوے بادشاہ
جمجاہ ان سب کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے روانہ ہوے مگر ہرکارون نے صاحبقران کو
خبر پہونچائی کہ بادشاہ جمجاہ بہ فتح و فیروزی آتے ہین سرداران بادشاہ براے استقبال
چلے جب لشکر صاحبقران قریب رہگیا تو کل لشکر بھی آگیا بادشاہ نے فرمایا اے نازک ادا
بہتر یہ ہی کہ جد عالی تبار دربند ہفتم پر لڑ رہے ہین مین وہان جاکر کیا کرون مین تو
طرف طلسم کے چلتا ہون نازک ادا نے کہا بہت مناسب ہی ہنگام بر دبار ساحر
زبردست ہی ضرور روکیگا لیکن آپ کو روک نہین سکتا یہ فرما کر وہ پہر رات گئے لشکر
تیار کرکے سوار ہوے ان سردارون کو ساتھ لیا طرف طلسم کے چلے صبح کو امیر کو
خبر ہوئی کہ بادشاہ جمجاہ طرف قلعۂ طلسمی کے گئے میثاق بھی ہمراہ گیا صاحبقران نے
شکر کیا اور نامہ قیلاب کو لکھا کہ اب جنگ بند رکھو ورنہ کرو ہمارے بادشاہ گئے ہم
جانتے ہین انھین کے ساتھ طلسم مین داخل کرین قیلاب نے کہلا بھیجا ایک ہفتے کی
مجھکو مہلت دیجیے بعد اسکے یا اطاعت کرونگا یا جنگ کرونگا صاحبقران متردد بیٹھے
ہین خواجہ سے فرما رہے ہین کہ خواجہ کوئی صورت رہائی آسمان پری و قریشہ نکالو
یہ تو مین جانتا ہون کہ انشاء اللہ سعد بہ فتح و فیروزی طلسم مین پہونچین گے مین اپنے کو
داخل کرونگا میثاق ساتھ گیا ہی بہت بہتر ہوا اسی فکر مین صاحبقران زمان بیرون
بارگاہ آئے دنگل زرین پر بیٹھے جملہ سردار گرد بیٹھے ہین کہ سامنے سے دیکھا کہ ایک
بادشاہ پیر تخت پر سوار چند شتر اسباب کے لدے ہوے ہمراہ بادشاہ نے جو
صاحبقران کو دیکھا تخت سے کود آکر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ایک مشکل لاحل
لایا ہون امیدوار ہون کہ اسکو حل فرمائیے صاحبقران نے فرمایا بیان کرو بادشاہ
نے کہا اول اپنے نام سے حضور کو آگاہ کرتا ہون تہنیت تاجدار میرا نام ہی مین قلعۂ
تہنیت نگار کا حاکم ہون غرضکہ ایک فرزند حسین پروردگار نے مجھکو عنایت کیا تھا
شاہور تیغ زن نام جب وہ جوان ہوا تو اُسنے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے تمام ملک

کو رونق ہوئی کئی سو رفیق اُسکے گرد بیٹھتے تھے قلعے سے پانچ کوس پر ایک صحرا مشہور ہو کہ اُس صحرا کا صحرا اسے بہار پیرا نام ہو ایک نازنین زیر نخل کھڑی رہتی ہو جو اُسطرف سے نکلتا ہو اُسکو آواز دیتی ہو اور ہاتھ پکڑ کرے چلتی ہو وہ جوان خاموش اُسکے ساتھ چلا جاتا ہو وہ جب قریب درہ کوہ پہونچتی ہو تو آواز دیتی ہو کہ اے بطلان خارہ کش جلد آ ایک جوان نے ارادہ کیا ہو کہ مجھکو ذلیل کرے ایک زنگی درہ کوہ سے باہر آتا ہو گرز ہاتھ مین اُس جوان کو آکر ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہو میرا فرزند تعریف حسن نازنین سُنکر سیر کرنے کے لیے گیا اُس نازنین نے آواز دی کہ اے جوان مین تیری مشتاق تھی یہ قریب پہونچا اُس نازنین نے اُسی طرح قریب درہ کوہ آکر آواز دی وہ زنگی نکلا اُسنے گرز مارا اِسنے کلائی تھام لی اور گرز چھین کر پھینک دیا اور زور کرکے دے مارا اُس نازنین نے غل مچایا آسمان سے ایک پنجہ گرا میرے فرزند کو اُٹھائے گیا اُسکے فراق مین اندھا ہو گیا آج مجھکو خبر ملی کہ صاحبقران زمان حلال مہمات عالم ہین اسوجہ سے غلام حاضر ہوا میرے فرزند کو مجھسے ملایئے صاحبقران نے فرمایا ایک ہفتے کی مہلت دو مین تمھارے ساتھ چلونگا ہرچند عمرو نے منع کیا کہ آقاے نامدار آپ کو مہم قیلاب درپیش ہو بعد فتح طلسم وعدہ کیجیے مگر امیر نے نہ مانا دوسرے دن تہنیت کو ساتھ لیکر روانہ ہوے جب قریب صحرا کے پہونچے دیکھا ایک نازنین زیر نخل کھڑی ہو مگر سرو قد خورشید خد غنچہ دہن نازک اندام سیمتن ہو اُس نازنین نے امیر کو پکارا امیر قریب آئے اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے اُسکے ساتھ چلے جب قریب درہ کوہ پہونچے اُس نازنین نے آواز دی کہ ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون درہ کوہ سے نکلا گرز ہاتھ مین اُسنے گرز مارا نازنین الگ کھڑی ہو اور زنگی کی تعریف کر رہی ہو کہ اے بطلان کیا کہنا مگر صاحبقران نے گرز چھین لیا اور کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھایا زمین پر مارا وہ نازنین غل مچا رہی ہو صاحبقران نے زنگی کو چیر ڈالا ایک پنجہ چیک کر گرا لیکن امیر نے اسم اعظم پڑھا دیکھا کہ ایک دیو ہو وہ قصد کر رہا ہو کہ مجھکو اُٹھا لیجاے صاحبقران نے ہاتھ تیغ عقرب کا مارا اُس دیو کے دو ٹکڑے کیے مرنا اُس دیو کا وہ نازنین غرق زمین ہو گئی

صاحبقران نے جو دیکھا کہ وہ نازنین غرق زمین ہو گئی طرف درے کے رُخ کیا چاہا تھا
کہ داخل ہون کہ اندر سے درہ کوہ کے ایک جوان مسلح و مکمل کئی سحر جوان ساتھ للکارتا
ہوا نکلا کہ او جوان تو نے غضب کیا عفریت پنجہ کش کو مارا علامت کو مٹایا صاحبقران
نے فرمایا انشاء اللہ تعالی سب علامتین رفع ہونگی وہ جوان تلوار کھینچکر بڑھا امیر نے
تیغ عقرب کو کھینچا نعرہ کرکے جا پڑے وہ کئی سحر جوان چاہتے ہین کہ امیر کو گرفتار کرلین
مگر صاحبقران کے سامنے جو آیا علف شمشیر آبدار ہوا لڑتے ہوے قریب اُس جوان
کے پہونچے اُس جوان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا کہ ہاتھ کٹکر
گرا اُس جوان نے جُھک کر ہاتھ پھر اُٹھا لیا کٹے ہوے ہاتھ سے ملا دیا پھر امیر پر وار
کیا امیر نے چار پانچ مرتبہ ہاتھ اُسکا کاٹا آخر وہ جوان لپٹ پڑا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین
بدن مین رعشہ آگیا تھا مگر جب اسم اعظم پڑھا تب جسم مین طاقت آئی کشتی ہونے لگی
امیر نے تیسرے پیچ پر اکھیڑ کر مارا کہ چاروں شانے چت گرا امیر نے چاہا کو دکر چھاتی
پر سوار ہون کہ درہ کوہ سے آواز آئی او جوان خبردار اسپر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ مین
قیامت برپا کرونگی دیکھا ایک جادوگرنی بال سر کے زمین پر لوٹتے ہوے آنکھین
سرخ ہاتھ ہلاتی ہوئی آتی ہے جست کرکے قریب صاحبقران کے آئی امیر نے اُسکے
بال پکڑے ساحرہ غل مچانے لگی کہ او جوان چھوڑ دے امیر نے ایک جھٹکا مارا کہ منھ
کے بھل گری امیر نے ہاتھ تیغ عقرب کا مادہ اگر سر پر سے اُس جادوگرنی کے تلوار فوراً
اُچٹ گئی جب صاحبقران ہاتھ مارتے ہین تلوار اُچٹ جاتی ہے وہ ساحرہ ہنس رہی
ہے کہتی ہے او جوان تو نے مجھکو کیا سمجھا ہے مگر تو ساحر زبردست ہے تیرے سحر سے مجھکو امان
نہین ملتی سحر بھولی جاتی ہون دیکھ کون آتا ہے صاحبقران بیٹھے ساحرہ نے ہاتھ چھڑایا
اور ایک چیخ مار کر بھاگی امیر بھی اُسکے پیچھے چلے جب وہ درہ کوہ مین داخل ہوئی
تو صاحبقران بھی اُسکے ساتھ داخل ہوے وہ تو کسی مقام پر جاکر غائب ہوئی امیر
جو باہر نکلے دیکھا صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہے نخل سبزپوش نہرون کو بحر الفت کا
جوش حباب لب دریا یون منتظر ہین معلوم ہوتا ہے کہ دریا نے آنکھین کھولی ہین لیکن

آنکھون پر دم بھر ایک سمت تھا برپا دائرۂ مصروف زمزمہ سرائی صاحبقران یہ تماشہ
دیکھ رہے تھے مگر حیران ہین کہ اب کسطرف جاؤن کوئی قصر سامنے نہین ہی کوئی قلعہ نہین
اِس سوچ مین کھڑے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک حکیم وضع ہوادار پر سوار
پانچ چار ہزار جوان پشت پر مگر سب لباس سفید پہنے ہوے ریش ہاے دراز چہرے پر
عطر ملے ہوے سامنے سے آتے ہین اُس ہوادار سوار نے جو صاحبقران کو دیکھا
ہوادارے کو دا فتد مدن کو صاحبقران کے بوسہ دیا عرض کی غلام کو حکیم دانشمند کہتے
ہین یہ سب میرے شاگرد ہین آپ کے مشتاق تھے براے استقبال آئے ہین امیر نے
سر سینے سے لگا لیا اور فرمایا اے حکیم دانشمند اگر ہمارے مشتاق ہو تو کلمۂ طیبہ پڑھو حکیم
نے کہا غلام ہمیشہ سے مسلمان ہی جسدن سے شاہ مورتاجدار آکر قید ہوا غلام اِن سب
شاگردون کو مژدہ دیا کرتا تھا کہ اب شاہ مورتاجدار قید ہوا ہی اب صاحبقران زمان
آوینگے پس آجکے دن غلام کو چلکر سرفراز فرمائیے جو کچھ ماحضر حاضر ہو اُسے قبول فرما کر
نوش کیجیے پھر اختیار ہی دربار مین شاہ طلسم کے پہونچا دونگا عجب وقت پر آپ تشریف
لاے ہین کہ ساحرون کے یہان جشن ہی ایک گنبد مشہور ہی کہ اُسکو گنبد ارسطو کہتے
ہین ہمارے بزرگون نے بنایا ہی اب سب ساحر اُسمین آکر جمع ہوتے ہین آپ کو
بھی وہین لے چلونگا اور اُسی گنبد مین نام سب کے لکھے ہین اور بھی احکام ہین وہ
خاص آپ کی ذات کے لیے ہین کہ آپ ہی اُسے پڑھینگے سب نے ملکر صاحبقران
کو ہوادار پر سوار کیا بہ اعزاز و اکرام لیکر چلے مگر خواجہ عمرو لعدجا نے صاحبقران
کے سوچے کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم تھے کہ درۂ کوہ مین داخل ہوگئے اے
عمرو مین کیونکر جاؤن سامنے کوہ کے آکر ٹہلنے لگے مگر صاحبقران ہمراہ حکیم دانشمند
جاتے ہین کئی کوس راستہ طی کر کے سامنے ایک قصر دکھائی دیا ایک طرف ایک گنبد
بنا ہی کہ اُسکے دروازے پر گھنٹ نواز ناقوس نواز ہزار در ہزار بیٹھے ہین اور سحر
تیار کر رہے ہین حکیم نے کہا دیکھیے اے شہریار گنبد ارسطو یہی ہی کل سے میلہ جمع ہوگا
مین آپ کو لے چلونگا مجمع عام ہوگا پھر جو امور ضروری ہین وہ عرض کرونگا امیر ہان

بان کرتے ہوے ہمراہ حکیم جاتے ہین جب قریب قصر کے پہونچے دروازہ قصر کا کھلا ایک نقابدار بادلپوش نکلا صاحبقران زمان کو استقبال کر کے قصر مین لایا اِس شایستگی سے باتین کین کہ معلوم ہوتا ہو زبان سے موتی گر رہے ہین یا زبان سے پھول جھڑ رہے ہین صاحبقران نام کے خواہان ہوے نقابدار نے جواب دیا کہ انشاء اللہ وقت پر ثابت ہو جائیگا صاحبقران خاموش ہو رہے وہ نقابدار امیر کو بٹھا کر بیرون قصر گیا مرکب پر سوار ہو کے براے شکار روانہ ہوا لیکن حکیم دانشمند نے جلسہ آراستہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین کرشمہ و ناز سے معمور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

اِک روز اِس سراے سے ہو بس لاکلام کوچ
سُن تو سہی پکارتا ہو یہ مقام کوچ

حرص و ہوا الٰہی نہ دل مین مرے رہے
تیرے مقام خاص سے کر جائین عام کوچ

اِک عمر سے رواں ہوں رہ کوے یار مین
دکھلا چکی وہ منزل عالی مقام کوچ

اب ضبط آہ و نالہ کی طاقت نہین مجھے
صبر و قرار و ہوش کا ہو صبح و شام کوچ

بحر جہان مین آب رواں سے کھلا یہ حال
اِستادگی کی جا نہین یہان ہو دوام کوچ

منزل مین گور کی مین مسافر پہونچ چکون
آخر ہو توشہ راہ کا ہوئے تمام کوچ

مرتا ہو جان بلب ہو مسافر ہو لے خبر
خدمت سے تیری کرتا ہو اب یہ غلام کوچ

جب دیکھو رہروی مین ہون ریگ رواں کی طرح
میرا مقام وہ ہو کہ جسکا ہو نام کوچ

دن رات روز و شب ہو وطن مین سفر جنھین
وہ پختہ مغز مجھے ہین سوداے خام کوچ

آتش خدا نے چاہا تو کرتے ہین آج کل
ہندوستان سے جانب بیت الحرام کوچ

دوپہر رات گئے تک صاحبقران جشن مین رہے کہ حکیم دانشمند نے آکر عرض کی کہ چہرے سے حضور کے ظاہر ہوتا ہو کہ آپکو تکلیف ہوتی ہو چلکر آرام فرمائیے ناچ راگ ورنگ موقوف ہو صاحبقران اُٹھے ساتھ ساتھ دانشمند کے ایک کمرے مین آئے کہ کل دروازے اُسکے کھلے ہوے تھے چھپر کھٹ آراستہ تھا امیر نے آکر آرام فرمایا صبح کو جو اُٹھے خود مختار و تنہا صاحبقران کو بڑا قلق ہوا جب حکیم دانشمند آئے تو صاحبقران نے فرمایا

کہ ہمارا خود جانا رہا دانشمند نے عرض کی ان مقامون مین کوئی اور رہنین آسکتا خادمون پر
تاکید ہوئی سب نے انکار کیا کہ ہم نہین جانتے صاحبقران نے عمامہ باندھکر دربار کیا
مگر سوچ مین ہین کہ یہ کسکا کام تھا جب دربار کے برخاست کا وقت آیا وہی نقابدار آیا
کہا ای شہریار آپ کا خود جانا رہا صاحبقران نے فرمایا مجھے خود کا بڑا خیال ہی نقابدار
نے کہا غفلت کا یہی انجام ہی صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا مگر بات معقول تھی خاموش
ہو رہے کچھ کہہ نہ سکے نقابدار نے صاحبقران کو کمرے تک پہونچایا جب صاحبقران
چھپر کھٹ پہ آئے تو نقابدار رخصت ہوا ہرچند صاحبقران نے نام پوچھا نقابدار نے
نام نہ بتایا رخصت ہو گیا مگر صاحبقران کو یہ کلمہ یاد ہی کہ غفلت کا یہ انجام ہوا آج بیدار
رہے پہر رات رہے اسی نقابدار کو دیکھا کہ دبے پانوٗن آتا ہی اور قصد ہی کہ تلوار
لیجاوٗن صاحبقران نے للکارا کہ او دُزد مین نے پہچانا نقابدار پلٹا صاحبقران بھی
جست کر کے اُٹھے نقابدار دوسرے کوٹھے پر گیا صاحبقران بھی پہونچے الغرض چار
کوٹھے نقابدار نے طی کیے تھے کہ صاحبقران برابر پہونچے ہاتھ نقابدار کا پکڑ لیا
فرمایا ای نقابدار بہادر یہ کیا حرکت تھی نقابدار نے نقاب چہرے سے اُٹھائی ایک
برق چمک گئی صاحبقران کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ہاتھ چھوٹ گیا نقابدار
کود کر نکلگیا صاحبقران پلٹ کر اپنے مقام پر آئے مگر سوچ مین ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا
صبح کو دربار مین آئے فرمایا ہم شکار کو جاوینگے حکیم دانشمند نے عرض کی یہان کے صحرا مین
شکار بہت کم ہی آپ پریشان ہوجیے گا امیر نے نہ مانا اور سوار ہوے صحرا مین آکر شکار
کھیلنے لگے کہ ایک آہو جست کرتا ہوا سامنے آیا امیر نے چاہا اُسے گرفتار کرلون حلقہ ہائے
کمند مارے آہو جست کر کے بھاگا صاحبقران نے پیچھا کیا ایک باغ کی پشت پر آہو آیا
جست کر کے باغ مین داخل ہو گیا صاحبقران نے اشقر کو مہمیز کر کے اِشارہ کیا اشقر
چارون پتلیان جوڑ کر باغ مین آیا امیر نے دیکھا آہو جاتا ہی فوراً تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے
جاکر یہ قربانی پہونچایا گوشہ باغ سے کئی ہزار کنیزین حاضر ہوئین عرض کی ای شہریار آپ
بارہ دری مین چلیے ہم لوگ کباب درست کرینگے صاحبقران حیران ہین کہ یہ کون لوگ ہین

کہ جو اِس خاطر سے پیش آتے ہین مگر امیر کو کنیزین گھیر کر بارہ دری مین لائین امیر مسند پر بیٹھے کنیزون نے کباب لگا کر پیش کش کیے امیر نے کباب نوش فرمائے کہ سامنے سے نعرہ ہوا کہ منم نقابدار پر ربط نواز صاحبقران نے دیکھا کہ ایک نقابدار مرکب مشکین پر سوار للکارتا ہوا آیا کہا او نوجوان تمنے غضب کیا کہ آہو ہمارا صید کیا اور ہمارے باغ مین آکر بیٹھے سپر و شمشیر حوالے کر دو اور چپکے چلے جاؤ صاحبقران نے فرمایا او نقابدار کوئی سپاہی سپر و شمشیر دیدیگا یہ فقط نیر اقبال خام ہو نقابدار نے کہا تو اُٹھیے میرے آپ کے مقابلہ ہو جائے کہ آپ کے دل کا گھمنڈ نکلے آپ اپنے کو صاحبقران جانتے ہین مین اِس حوالی کا صاحبقران ہون بے سلاح لیے نہ جانے دونگا صاحبقران اُٹھے گھوڑے پر سوار ہوے نقابدار گھوڑا اپھیر کر سامنے آیا نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی صاحبقران نے نیزہ گانٹھ کے تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے نکلگیا مگر نقابدار نے جست کرکے نیزے کو روکا امیر نے ڈانڈ ماردی کہ نیزہ نقابدار کا ٹوٹا نقابدار نے کہا آپ اِن فنون مین طاق ہین زور کا امتحان کیجیے صاحبقران مرکب سے کود پڑے ایک چمن مین اکھاڑا آراستہ تھا نقابدار کود کر اکھاڑے مین آیا صاحبقران بھی آئے کشمکش کے زور ہونے لگے ہر چند امیر چاہتے ہین کہ زیر کرون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا دن بھر اسی کشاکش مین گذرا جسوقت پہلوان آفتاب عالمتاب مع شاگردان ضیاء و شعاع مغرب کے اکھاڑے مین جا کر ڈنڈ پیلنے لگا نقابدار امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا اب جائیے صبح کو پھر آئیے گا صاحبقران نے فرمایا ہمارا یہ دستور نہین خاتمہ کرکے پلٹین گے یا زیر کرینگے یا زیر ہونگے نقابدار نے کنیزون سے اِشارہ کیا کنیزون نے ہاتھ ہلائے کہ سب تخل روشن ہو گئے معلوم ہوتا ہو کہ سب جھاڑ روشن ہین پھر نقابدار سے کشتی ہونے لگی رات بھر ایک طور رہا دن بھر بھی گذرا صاحبقران حیران ہین کہ یہ نقابدار کون ہو کسی طرح زیر نہین ہوتا بلطف لڑرہا ہو کسی مقام پر کمی نہین کرتا کہانتک عرض کرون کہ چار شبانہ روز ایک طور پر گذرے ہر چند کہ امیر تھک گئے ہین

مگر ایک طور پر لڑ رہے ہین چوتھا دن ہو چار گھڑی دن پچھلا باقی ہو کہ حکیم دانشمند آئے
پکار کر کہا کہ او نقابدار یہ کیا بے ادبی ہو کہ آقائے نامدار سے لڑتا ہو اور امیر سے کہا
کہ ای شہریار چھوڑ دیجیے آپ اِس جاہل سے مقابلہ نہ کیجیے یہ کہکے حکیم دانشمند بیچ مین
آئے صاحبقران کو ہٹانے لگے صاحبقران نے ہاتھ بڑھا کر نقاب نوچ لی دیکھا تو
وہی نازنین ہو برق جمال مین وہ چمک ہو کہ آنکھ خیرگی اختیار کرتی ہو صاحبقران کو بڑی
غیرت آئی کہ یہ محبوب مطلوب اور چار دن کی کشتی مین زیر نہ ہوئی دل مین خیال کیا کہ یا
صاحبقران اپنے کو ہلاک کرو حکیم دانشمند نے جو دیکھا کہ صاحبقران ملول وحزین ہین
حکیم نے کان مین کہا حضور کیون مکدر ہین اِسنے اپنا عظم وشان دکھانے کو یہ کام کیا ہو
لباس طلسمی زیب جسم ہو یہی باعث ہوا کہ زیر نہین ہوئی اور یہ خاص حضور کے
واسطے ہو مین چاہتا ہون کہ خدمت مین رہے میرے واسطے فخر ہوگا آپ تشریف رکھین
صاحبقران بیٹھ گئے حکیم صاحب رخصت ہوے معلوم ہوا کہ لیلائے عنبرین مونام
ہو ملکہ امیر سے باتین کر رہی ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور عرض کی ای ملکۂ عالم
قیلاس سپر گردان باجمعیت قاہرہ برائے طلب حضور آیا ہو لشکر سامنے باغ کے
اُتار رہا ہو ملکہ نیچہ ٹیک کر اُٹھنے لگین کہ مین ابھی جا کر اُس سے مقابلہ کرتی ہون ساری
جرأت نکالدونگی یقین ہو کہ بھاگتا پھرے بھیا کو چین نہ ملے امیر نے دامن پکڑ لیا اور
فرمایا ای ملکۂ عالم مناسب نہین ہو کہ میرے ہوتے تم جاؤ اور کافر سے مقابلہ کرو مگر مین
اُسکی بارگاہ مین جاتا ہون بخوبی سمجھادونگا اگر نہ مانیگا تو سزا دونگا کنیزون نے کہا
دروازے پر اپنی بارگاہ کے اُسنے وہ پہلوان بٹھایا ہو کہ جو تمام لشکر کا افسر ہو وہ اندر
نہ جانے دیگا باہر ہی روکے گا صاحبقران نے فرمایا کہ ہم سمجھ لین گے جسطرح بنے گا
اُسکے پاس جاوینگے بخوبی سمجھاوینگے اگر مان لیا تو نبہا اور نہ مانیگا تو اُسکا سر لاتا ہون
ملکہ نے کہا ای شہریار قیلاس زبردست ہو ایسا نہو بندگان عالی کو کوئی صدمہ پہونچے
تو باعث خرابی ہوگا صاحبقران نے فرمایا جو کچھ ہوگا وہ جھیلین گے یہ فرماکر اُٹھے
ملکہ پیچھے پیچھے یہ کہتی ہوئی چلین ای شہریار دل چاہتا ہو کہ آپ کے ساتھ چلون بڑے

موذی سے مقابلہ ہو صاحبقران نے فرمایا اپنے مقام پر بیٹھو بیقرار نہ ہو ایسا نہ ہو دل کو خیال رہے بروقت مقابلہ خرابی پڑے یہ کہکر گلے سے لگا لیا عارض کا بوسہ لیا عارض سرخ ہو گیا بقول میر حسن فرد وہ رخسار نازک کہ ہو جاوین لال ہلہ اگر اُنپہ بوسے کا گذرے خیال ہم نہ کہ بوسہ لیا اور باعث افروختگی مزاج کا ہوا ملکہ نے شرماکر سر جھکا لیا صاحبقران اکیلے باغ سے نکلے لشکر قیلاس کی سیر کرتے ہوے دربارگاہ قیلاس تک پہونچے دیکھا کہ ایک پہلوان عفریت مثال زنگل پر بیٹھا ہو تیغہ چوڑا زانو پر جو کوئی سامنے آتا ہو اسکو جھڑک دیتا ہو کہتا ہو دربار مین جانے کا وقت نہین ہو صاحبقران آگے بڑھے اُس پہلوان نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال عفریت مثال تیغ بکف آتا ہو پکار کر آواز دی کہ اے جوان اسطرف نہ آنا ہمارے پہلوان ووران گرشاسپ جہان ابھی سو کے اُٹھے ہین بعد تھوڑی دیر کے برآمد ہونگے دروازے پر ٹھہرو جب برآمد ہونگے سلام کر لینا صاحبقران نے فرمایا مین بڑا سے سلام نہین آیا ہون منظور ہو کہ اُنکو تنبیہ کرون یہ سُنکر وہ پہلوان مثل ابر کے گڑگڑایا پکار کر آواز دی کہ یہان ہمارا اختیار ہو ہم ہرگز نہ جانے دینگے صاحبقران نے فرمایا ہم نہ رکین گے اور ضرور اندر جاوینگے یہ فرما کر بڑھے اُس جوان نے تلوار کھینچی اور ہاتھ مارا صاحبقران نے بارٹھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مار دیا کہ منھ کے بھل جھکا امیر نے ایک تمانچہ مارا کہ سر چنبر گردن سے اُڑ گیا مار کر اسکو پردہ توڑ کر پھینکا اندر تشریف لائے دیکھا قیلاس مسند پر بیٹھا ہو گرد چند پہلوان صاحبقران نے بطریق اسلام سلام کیا قیلاس نے اول سر اپنے ورگہ سالار کا دیکھا کہ ڈھلکتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا گھبرا کر کہا ارے اِسکو کسنے مارا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی یہ جو صاحب آئے ہین اِنکے ہاتھ سے مارا گیا قیلاس کچھ سوچکر اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی آپ کے نام نامی سے آگاہ ہون کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہو صاحبقران نے فرمایا منم کوچک سلیمان قاتل عفریت و بمندون مسخر کن پردۂ قاف قیلاس نے کہا مین حیران تھا کہ ایسے پہلوان کو کسنے مارا مین اطاعت کرتا ہون تشریف لایئے فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✽ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✽

خوشامد کرکے صاحبقران کو چھایا باتین محبت کی کرنے لگا صاحبقران نے فرمایا اطاعت اسلام قبول کرو قیلاس نے مکرسے کلمہ بھی پڑھ لیا اب خادمون کو اشارہ کیا کہ اسباب عیش و نشاط لاؤ ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے جام مے گردش مین آیا صدا ے ہوشیار باش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک طرار حسین و جمیل تنا تنا کر بہ ناز و کرشمہ یہ اشعار گانے لگی

نظم

یقین کو اپنے عاشق نے ہمیشہ بے خلل پایا
مقام ناز کیا ہر سینۂ عاشق مین آنے سے
فراغت کب میسر آئی روحون کی کشاکش سے
دم طفلی سے جانین سیکڑون قربان ہوتی ہین
نہین ہوتے وہ سید ھے جنکو قسمت پیچ دیتی ہو
حقیقت مین پسند طبع صانع بے لباسی تھی
سفر صحبت ناجنس سے توفیق گھٹتی ہو
خدا کی راہ مین مرنا حیات جاودانی ہو
نہین خالی رہیگا کوئی آسیب زمانہ سے
الٰہی روز سوجائے یون ہی وہ فتنۂ عالم
نسیم اطراف مضمون کسقدر سرسبز ہین دیکھو

تصور جب ہوا صادق تجھے زیر بغل پایا
جناب عشق نے ٹوٹا ہوا دل کا محل پایا
نہین خالی مشقت سے کبھی وقت اجل پایا
تمہارے مردم دیدہ کو بیمار ازل پایا
ہمیشہ طرۂ ہاے زلف مین شانے نے بل پایا
کہ جان نے تن کو تن نے جان کو عریان ازل پایا
ہاے جب نقرہ و مس رتبۂ سیم و دغل پایا
فنا ہو کر بقا کے لطف کو نعم البدل پایا
اسی کو آج حاصل ہو کسی نے رکھکے کل پایا
مزا بوسون کا ہمنے آج بے رد و بدل پایا
زمین شعر مین جسپر وزرسے ہمنے عمل پایا

ہنگامۂ عیش و نشاط جب خوب گرم ہوا تو قیلاس جام شراب لیکر اُٹھا کہا اسے نوش فرمایئے صاحبقران زمان نے وہ جام بے اندیشۂ انجام قیلاس سے لے لیا اور بلا تکلف نوش فرمایا پیتے ہی صاحبقران کی کنپٹیان لپکنے لگین اور معلوم ہوا کہ کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہو اور وہان سے جاکے چھوڑ دیتا ہو صاحبقران اُچھل پڑتے ہین فرمایا اے قیلاس تونے شراب مین مجھے کیا پلا دیا کہ میرا منہ خشک ہوا جاتا ہو قیلاس نے کہا باش اے حمزہ مین نے تجھے بیہوشی دی اب سرکشی کی سزا دونگا میرا وہ پہلوان مارا گیا کہ میرے قلب کو قلق ہو بہتر یہ ہو کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے صاحبقران جھلاکر اُٹھے

کہ او بیہودہ کیا بکتا ہو اٹھنے اُٹھنے گرے قیلاس نے آہنگرون کو بلا یا صاحبقران زمان
کو مسلسل و مطوق کیا دوہری بیڑیان دوہری ہتھکڑیان پہنائین اور امیر کو ہوشیار کیا
امیر نے فرمایا او قیلاس یہ کیا حرکت تھی قیلاس نے کہا آپ نے ایسے پہلوان کو قتل کیا
کہ جسکا یہ بدلہ ہوا صاحبقران زنجیر ہلانے لگے اور قیلاس نے حکم دیا کہ صبح کو لیکر جاؤنگا
مگر چند لینرین جو ملکہ نے واسطے خبر کے بھیجی تھین اُنھون نے آکر دریافت کیا جاکے ملکہ
سے خبر کی کہ قیلاس نے صاحبقران کو قید کر لیا ملکہ رونے لگین کہا صاحب مین تو منع
کرتی تھی کہ نہ جاؤ مگر اُنھون نے میرا کہنا نہ مانا امیر کے ہاتھ سے جو وہ پہلوان مارا گیا
اُسکو بڑا ناز تھا کہ اِس پہلوان سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا اسپر اُس نے یہ مکر کیا ملکہ تو
تڑپ رہی تھین اور فرماتی تھین کہ صاحب اب کیا تدبیر کرون کہ حکیم دانشمند تشریف لائے
پوچھا کہ ای فرزند یہ کیا ہوا ملکہ نے کہا حضور صاحبقران قیلاس کو سمجھانے گئے تھے اُسنے
مکر کر کے گرفتار کر لیا حکیم دانشمند نے کہا ای نور نظر تم لباس طلسمی پہنے ہو کوئی تمیز تمھاب
نہین ہو سکتا ان کنیزون کو ساتھ لیکر شبخون مارو اور صاحبقران کو رہا کر لو قیلاس
کی کیا حقیقت ہی یہ مژدہ سُنکر ملکہ مثل گل کے شگفتہ ہو گئین فرمایا بہت بجا ارشاد ہوا یہ
کہکر نقاب چہرے پر ڈالی کنیزون نے گھوڑیان درست کین سات سو کنیزون کو ساتھ لیکر
ملکہ نکلین اول سامنے لشکر کے آکر کمان کاندھے سے اُتاری سات سو تیر ایک مرتبہ مارے
سات سو جوان گرے اب ملکہ نے تیر اندازی کر کے تلوار کھینچی اور نعرہ مہیب کیا کہ منم
نقابدار مرصع پوش او قیلاس تو نے غضب کیا کہ صاحبقران کے ساتھ مکر کیا جرات
ہین تو بار کلمہ پڑھکر یہ مکر کیا قیلاس کو خبر پہونچی کہ ایک نقابدار مرصع پوش لشکر پر گرا ہی
لشکر کو تباہ کر رہا ہی قیلاس گینڈے پر سوار ہوا باہر نکلا نعرہ کر کے لڑنے لگا لیکن کنیزین
اِس ترکیب سے لڑ رہی ہین کہ ایک کنیز نے آکر نیزہ مارا دوسری نے پہلو پر خنجر مار دیا
کئی ہزار لاشے لوٹ رہے ہین کسی کا شکم چاک تفتہ پاک ہوا کسی کا سر اُڑ گیا ملکہ جس
غول مین لڑ رہی ہین بڑے بڑے پہلوان گھوڑا بڑھا کر آتے ہین یہ یک ضرب شمشیر
ملکہ دو ٹکڑے کرتی ہین جب کئی پہلوان مارے گئے تو قیلاس گینڈا بڑھا کر مقابلے مین آیا

ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ نے بے خوف روکا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا ملکہ نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا قیلاس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے قیلاس نے گنبڈ ا بھگایا پکار کر آواز دی کہ حمزہ کا سر کاٹ لو ایک سپاہی تلوار کھینچکر اُٹھا امیر پر ہاتھ مارا امیر نے ہاتھ اُٹھا دیئے ہتھکڑی کٹی خانہ زور ہین آکر نعرہ کیا نظم

شعلہ شمشیر شان شمع جگر سوز من		گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانہ غوغاے من		باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانہ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق		لشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا لڑتے ہوئے قید خانے سے نکلے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ امیر

	امیر عرب ضیغم روزگار		بحکم خدا بستہ شمشیر چار
	یکے تیغ صمصام و تمقام نام		یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام
	بن کافران از جہان پاک کرد		ہمہ سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے لڑنے لگے ملکہ نے جو نعرہ صاحبقران کی صدا سنی لڑتی ہوئین سامنے آئین صاحبقران نے قریب آکر فرمایا ای ملکہ عالم یہ کیا حرکت تھی اگر کوئی آگاہ ہو جاے تو ہمارے مذہب مین عورتون پر جہاد ساقط ہے ہین نادم ہونگا ملکہ نے عرض کی ای شہریار آپ کا حال گرفتاری سُنکر دل بیقرار ہوگیا نہ ضبط ہوسکا والد تامدار نے صلاح دی کہ لباس طلسمی پہنے ہو تم پر کوئی غالب نہ ہوسکیگا شکر کرتی ہون کہ آپ رہا ہوے سامنے قیلاس کھڑا تھا اسکو جو معلوم ہوا کہ ملکہ باتین کر رہی ہین گنبڈ ا بڑھا کر چاہا جا پڑون مگر صاحبقران بیچ مین آگئے قیلاس نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے کلائی تھام لی تلوار چھین کر پھینکی کمر مین ہاتھ ڈالکر قیلاس کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارین کہ قیلاس نے آواز دی اب کے خطا معاف کیجیے اب مجھسے ایسی خطا نہ ہوگی صاحبقران نے ہاتھ روک لیا قیلاس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا امیر نے قیلاس کو گلے سے لگا لیا قیلاس نے فوج کو منع کیا افسران فوج نے بھی اطاعت کی کلمے پڑھ پڑھ کے

مسلمان ہوے صاحبقران بہ فتح و فیروزی پلٹے ملکہ کو ساتھ لائے جیسے ہی باغ مین پہونچے دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی نہرین جاری عندلیبان خوشنوا منقارین کھولے یہ اشعار گا رہی ہین نظم

رکھتی ہی کب اعتبار اے جان روح | جسم مین ہی چار دن مہمان روح
فکر دنیا خواہش عیش و بقا | کیا نہین رکھتی بھلا ارمان روح
سیکڑون آتے ہین خاطر مین خیال | روز کرتی ہی نئے سامان روح
جسم کیا شے ہی کہ تا ہنگام مرگ | دوست رکھتی ہی اسے ہر آن روح
غور سے دیکھا جو ہمنے اے نسیم | تن مین رکھتی ہی نہایت شان روح

صاحبقران زمان بھی محظوظ بیٹھے ہین ملکہ پہلو مین کنیزین بھی بیٹھی ہین کہ صاحبقران نے آرام فرمایا عالم خواب مین دیکھا کہ دریچے آسمان کے وا ہوے ایک تخت پر ایک مرد بزرگ باریش سفید عمامہ سر پر بندھا ہوا قریب صاحبقران کے آئے امیر نے اٹھکر سلام کیا اُن مرد بزرگ نے فرمایا کہ یا صاحبقران آپ برائے فتاحی طلسم آئے ہین اِس طلسم کا طلسم مستور نام ہی لہذا اِسکے باغ مین جو نخل سرو ہی اُسکو جاکر آپ بقوت صاحبقرانی اُکھیڑ ییے ایک دہن نقب کا پیدا ہوگا لبد اِسکے ایک قصر ملیگا اُس قصر مین ایک صندوق کلان رکھا ہی اُس صندوق مین لوح طلسم مستور ہی اُسکو لیجیے فتاحی طلسم مین مصروف ہو جیسے صاحبقران جو اُٹھے نماز سے فراغت حاصل کرکے گوشۂ باغ مین آئے نخل سرو کو اُکھیڑ انقب پیدا ہوئی امیر داخل ہوے ایک قصر ملا اُس مین دیکھا کہ ایک منبر پر صندوق رکھا ہی صندوق مین بجاے قفل مار سیاہ لپٹا ہی امیر نے اسم اعظم پڑھکر ہاتھ بڑھایا دیکھا کہ وہ مار سیاہ لوہے کا ہی صندوق کھولا ایک برق چمکی کہ آنکھ امیر کی جھپک گئی دیکھا کہ اُس مین لوح رکھی ہی اُسپر لکھا ہی کہ لوح طلسم مستور صاحبقران نے لوح کو اُٹھاکر گلے مین ڈالا کہ پہلو سے آواز آئی اے جوان یہ تحفہ کہان لیے جاتا ہی مین اِسکا نگہبان ہون صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو خونخوار تبر ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہی قریب آکر تبر مارا امیر نے تیغۂ عقرب سے تبر کو قلم کیا تبر کٹتے ہی وہ دیو بھاگا

کہتا ہوا کہ او آدم زاد غضب کیا وہ بلا نازل کرون کہ عمر بھر رہائی نہ ہو بعد تھوڑی دیر کے
کئی سو دیو ایک صورت کے چقماق چاورین کلہاڑے وغیرہ لیے ہوئے نمایان ہوئے
آکر امیر پر حملہ آور ہوئے امیر اُنسے لڑنے لگے جس دیو کو قلم کرتے ہین ایک کے دو بنکر
حملہ آور ہوتے ہین جب تھوڑے عرصے مین وہ مکان دیوزادون سے بھر گیا تو صاحبقران
نے لوح کو دیکھا لوشتہ پایا کہ جو دیو سب کے آگے ہو اُسی کی موت کے ساتھ اِن سب کی بھی
موت ہو جسطرح بنے اُسکو قتل کرو صاحبقران لڑتے ہوئے قریب اُس دیو کے پہونچے
اُسنے ہاتھ مارا امیر نے روک کر تیغۂ عقرب کا وار کیا اُس دیو کا سر کٹ کر دھڑ سے گرا
سب دیو ہلاک ہوئے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک دیو کا لاشہ پڑا ہوا اور سب
لاشے زمین مین غائب ہو گئے امیر نے شکر پروردگار کیا لوح مین دیکھا مرقوم تھا کہ
جس منبر پر سے لوح پائی ہو اُس منبر کو ہٹاؤ ایک چشمۂ عین الحیات ہو وہ پانی نوش کرو جب
پانی جوش مارے اسم حاشیۂ لوح پڑھکر اپنے کو حوض مین گرا دو پھر تماشا سے قدرت
پروردگار ملاحظہ کرو صاحبقران نے ایسا ہی کیا جب چشمے مین کودے بعد تھوڑی دیر
کے زمین سے پانوُن آشنا ہوئے دیکھا ایک نخل کے سایے مین خواجہ عمرو بیٹھے ہوئے
رو رہے ہین امیر نے پکار کر پوچھا خواجہ خیر تو ہے عمرو نے ہاتھ ہلا کر منع کیا کہ چلا کر
کلام نہ کیجیے بہ سہولیت جواب دیجیے اور لوح طلسم میرے گلے مین ڈالدیجیے ابھی آپ کو
معلوم ہو جائیگا کہ کیا رنگ ہوا امیر نے اُسی طرح قریب آکر لوح طلسمی گلے سے اپنے
اُتاری اور جنبش نبت عمرو مین گلے مین ڈالدی عمرو نے کہا اے آقا سے نامدار میرے
ہاتھ پانوُن جلے جاتے تھے اب تسکین ہوئی مگر ذرا ہٹ جائیے تو مین اُٹھون امیر
جیسے ہی پیچھے ہٹے عمرو اُٹھکر بھاگا کہتا ہوا کہ او حمزہ منم سرشار جادو دیکھیو یون ہنسے
لوح لے لی یہ کہتی ہوئی بھاگی صاحبقران دوڑے مگر سرشار بھاگ کر نکل گئی جی مین
کہتی ہوئی سرشار پاس مستورہ کے چلکے کہو کہ اے ملکۂ عالم دیکھیے لوح آپ نے ایسے
مقام پر رکھی تھی کہ طلسم کشا پا گیا اب یہ لوح لائی ہون اِسکو کہین اچھی طرح رکھیے یہ سوچکر
اُڑی تھی مستورہ مین آئی مستورہ جادو تخت پر بیٹھی تھی کہ سرشار نے آکر سب حال

بیان کیا اور کہا کہ طلسم کشا پہونچ گیا مین نے لوح کہ سے لیلی وہ اُسی مقام پہ چھپا رکھے ہین پہنچ
نکل نہین سکتے مستورہ نے کہا اے سرشار جان یہ کام کیا تو رہا ہے نتی اور تکلیف کر و کہ
بیرون طلسم دریاے نیرنگ ہے اُس دریا مین جا کر لوح کو ڈال دینا ہر گز پتہ نہ پا سکیگا سرشار
نے کہا مین ابھی جاتی ہون اور لوح کو دریاے نیرنگ مین ڈالے دیتی ہون یہ کہکر اُڑی
خواجہ عمرو کہ بیرون کوہ بشکل ساحر کے کھڑے تھے دیکھا کہ اندر سے کوہ کے ایک جادوگرنی
آتی ہے عمرو نے کنارے آکر ایک طفل خوبصورت کی شکل بنائی دیوانہ وار وحشی مثال
خاک اُڑانے لگے اُس بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ ورد زبان تھے

نظم

جب اور کسی پر کوئی بیدا د کر و گے — یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کرو گے
ہم جان گئے کلمۂ رخصت کے اشارے — اب اور کہین جا کے گھر آباد کرو گے
سیکھو گے جفا مین مری ایذا کے لیے تم — شاگرد بنو گے کوئی اُستاد کرو گے

سرشار نے جو آواز سُنی پلٹ کر دیکھا کہ ایک طفل حسین بیٹھا ہوا گا رہا ہے سرشار کا دل
بیقرار ہو گیا جھپٹ کر قریب آئی اور کہا کیون صاحبزادے یہان صحرا مین کیون بیٹھے ہو
لڑکے نے کہا اے مادر مہربان تم کئی دن سے کہان تھین مین تمھاری تلاش مین پھرتا ہون
سرشار قریب آئی لڑکا اُٹھکر لپٹ گیا سرشار نے کہا اے فرزند الگ رہو یہ لوح طلسمی ہے
تم اسے جنبش دیتے ہو مین سحر بھولی جاتی ہون اتنے مین وہ طفل ایسا لپٹا کہ لوح کو بعنوان
شایستہ بدل لیا اور چاہا کہ بھاگون سرشار نے کہا اے فرزند کہان جاؤ گے اور چاہا
کہ لپٹا لون اُس طفل نے تختی جو بدل لی تھی وہ تختی چپکا دی سرشار پر جو عکس پڑا لہرا کر
گری عمرو نے خنجر مارا لوح کو چپکا دیا سرشار کا قتل ہونا کہ ایک سناٹا ہوا اور بہت اندھیرا
ہوا بعد تھوڑی دیر کے اندھیرا دفع ہوا عمرو نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا لوح امیر سے
چھین لائی تھی لوح لیکر چلے اُس مقام پہ پہونچے کہ جہان صاحبقران حیران و پریشان
کھڑے تھے عمرو نے لا کر لوح دی امیر نے لوح لیکر ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اگر لوح دوبارہ
دستیاب ہو تو مناسب ہے کہ اسم جا شیشہ لوح جیبھکر زیر تخت پڑھو ایک جا پیدا ہوگا اُس پر
سوار ہو کر باغ دلکشا مین جاؤ صاحبقران نے بیٹھکر اسم پڑھا آسمان پہ سناٹا ہوا دیکھا کہ

ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اُڑتا ہوا آیا زمین پر گرا صاحبقران جست کرکے اسکی
پشت پہ سوار ہوئے فرمایا کہ مجھکو باغ دلکشا مین لے چل طائر اُڑکر چلا مگر یہ مقام پر تیزی
اُڑ رہا چلا جاتا ہی صاحبقران کو گرا دون صاحبقران نے لوح دیکھکر اسم پڑھا تب وہ طائر
ساکن ہوا دو پہر برابر اُڑا سامنے سے ایک نخل معلوم ہوا دیکھا بڑے بڑے درخت
ہوا سے اُڑ رہے ہین طائر زمین پہ اُترنے لگا امیر باغ مین اُترے طائر نے منقار کھولکر
کہا مین اب رخصت ہوتا ہون وقت ضرورت پھر حاضر ہونگا صاحبقران نے کچھ جواب
نہ دیا طائر تو گوشۂ باغ مین چھپ گیا مگر امیر سیر کرتے ہوے چلے قریب بارہ دری کے پہونچے
کہ اندر سے بارہ دری کے چند کنیزین برآمد ہوئین صاحبقران کو سلام کیا کہا اے شہریار
اندر تشریف لے چلیے صاحبقران اُن کنیزون کے ساتھ اندر بارہ دری کے آئے دیکھا
مسند پر ایک شاہزادی بشکل آسمان پری بیٹھی ہوا امیر کو دیکھکر وہ نازنین اُٹھی امیر نے
دیکھا آسمان پری نہین ہین وہ نازنین مہجبین قریب آئی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لاکر مسند
پر بٹھایا مسکرا مسکرا کر باتین کرنے لگی امیر بھی حیران جمال و محو دیدار ہو رہے ہین امیر
بھی ہنس ہنسکر جواب دیتے ہین کہ اُس نازنین نے کہا یا صاحبقران حضور نے ملکہ
آسمان پری کو کہان چھوڑا امیر نے فرمایا اصل یہ ہی وہ طلسم نوخیز مین قید ہین مین اُنکی
رہائی کی فکر مین ہون سعد شہریار پوتے اُسکے براے فتاحی طلسم آئے ہین اور بیٹے
اُسکے بھی اُنکی رہائی پر تلے ہوے ہین بھلا کسکی مجال ہی کہ ملکہ آسمان پری کو قتل کر سکے
مین نے مقدمۂ آسمان پری مین بڑی کد و کوشش کی ہی اُس نازنین نے رو رو کر کہا کہ اے شہریار
مین نے اسواسطے آپ سے ملاقات کی کہ مجھکو ثابت ہو کہ آپ کس فکر مین ہین لیکن ملکہ
آسمان پری اسقدر بیمار ہین کہ امید نہین زندہ رہین آپ جلد ہی کیجیے اپنے کو قید خانے
مین پہونچایئے ایسا نہو کہ آپ اُنکو زندہ نہ پایئے صاحبقران یہ خبر وحشت اثر سُنکے
گھبرا گئے فرمایا تمھارا نام کیا ہی کہا غلمان پری میرا نام ہی ملکہ قمر چہر کی بہن ہون بلکہ اگر
آپ چلین تو مین اپنے ہمراہ لے چلون قید خانے مین پہونچا دونگی امیر نے فرمایا اے غلمان
مین ابھی موجود ہون تم مجھکو لے چلو تمھاری صورت آسمان پری سے بہت مشابہ ہی

مجھے دیکھکر حیرت ہوئی پہلے مین یہی سمجھا تھا کہ آسمان پری بیٹھی ہین جب تمنے کلام کیا تب
مجھے یقین ہوا کہ آسمان پری نہین ہین غلمان پری نے کہا ذرا لوح طلسمی اُتار یے اُسکو مین
دیکھون کیا خبر نکلتی ہی مین خاص کرکے اسی واسطے آکر بیٹھی تھی کہ صاحبقران سے سب حال
کھونگی ایسا نہ ہو کہ امیر کو صدمہ پہونچے امیر نے لوح گلے سے اُتارنی چاہا غلمان پری کو
دون کا کلیجہ دھڑکا امیر کو خیال ہوا کہ مقدمۂ طلسم ہی بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام کرنا نہ چاہیے
یہ لوح اسنے کیون مانگی ضرور اس مین کچھ فریب ہی یہ کہکر صاحبقران نے لوح اُتارتے
اُتارتے نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم یہ پریزادین کے بیٹھی ہی غلمان جادو اسکا
نام ہی لوح طلسمی اسکے جسم سے مس کر دو صاحبقران نے لوح کو گلے سے اُتارا غلمان
سمجھی کہ لوح مجھکو دینگے مگر امیر نے اُسکے جسم سے لگا دی جیسے ہی بدن سے لوح مس ہوئی اُسنے
چیخ ماری اور رہر بُن موسے ایک آگ پیدا ہوئی مثل ہیزم خشک جلنے لگی جو کنیز لپٹی وہ بھی
جلی تھوڑے عرصے مین جلکر خاک ہوئی بعد مرنے غلمان جادو کے امیر نے سجدۂ شکر پر
وردگار کیا سچ ہین کہتے ہین کہ بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا چاہیے ورنہ وصو کا
ہوگا کہ پشت سے خواجہ عمرو نے آواز دی کہ اے شہریار غلام کو بچائیے امیر نے پلٹکر
دیکھا ایک طائر تڑپ کے گرا ہی عمرو کی کمر مین لپٹا ہی کشان کشان لیے جاتا ہی صاحبقران کو
بہت ناگوار ہوا جھپٹے مگر وہ طائر عمرو کو لیکر غائب ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا ایک
جادوگر سیاہ فام بدانجام عمرو کو کشان کشان لایا اور ایک نخل کے نیچے بٹھایا اور ہاتھ
تلوار کا مار دیا عمرو کا سر کٹ کر گرا اور لاشہ تڑپنے لگا امیر نے جو یہ حال دیکھا دل بیقرار
ہوگیا دوڑکر سر اُٹھا لیا بیقرار ہوکر رونے لگے مگر عکس لوح کا جو پڑا سر کی صورت
تبدیل ہوئی دیکھا ماش کے آٹے کا سر ہی امیر نے لاحول پڑھکر سر پھینکا لوح کو ملاحظہ
فرمایا نوشتہ پایا کہ طائر ہفت رنگ کو بلاؤ وہ یہان سے اُڑا کر لیجائے اور تمکو صحرائے
نیلی مین پہونچائے صاحبقران نے اسم حاشیہ ورد زبان کیا وہ طائر ٹہلتا ہوا آیا امیر
اسکی پشت پر سوار ہوئے طائر اُڑتا ہوا چلا مگر اب شوخی نہین کرتا امیر سے بہ محبت
باتین کر رہا ہی کہ اگر آپ نے نیلی پوش جادو کو مارا تو پھر بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہی لیکن

صحراے نیلی مین گنبد ارسطو مین جانا ضرور ہی یقین ہو کہ سب ساحر آ کر وہان جمع ہون یہ باتین کرتا ہوا طائر امیر کو لیے ہوے ایک صحرا مین آیا امیر کو پشت سے اُتار دیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی حضور اپنے کو گنبد مین پہونچائین صاحبقران نے تدبیر کر کے صورت اپنی تبدیل کی ساحرون کی صورت بنائی لوح کو کمر مین رکھ لیا طائر تو رخصت ہوا امیر آگے بڑھے کہ آواز گھنٹ و ناقوس کی کان مین آئی دیکھا گنبد کے گرد ہزار ہا ساحر جمع ہین قصد کرتے ہین کہ ہم گنبد مین جائین ایک ساحر زبردست دروازے پر آیا کھڑا کہہ رہا ہو کہ یارو ابھی تامل کرو طلسم کشا آلے تو تم بھی جاؤ اسوجہ سے در گنبد پر ہزار ہا ساحر جمع ہو کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا مستورہ جادو تخت پر سوار ہین لاکھ ساحران غدار پشت پر اور علمہاے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے اس دھوم سے بادشاہ طلسم آئی اور بعجلت اول وہی داخل گنبد ہوئی نگہبان نے جو دروازے پر کھڑا سب کو روک رہا تھا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم آپ کو معلوم ہو کہ آج طلسم کشا کی آمد ہو جو اہتمام منظور ہو وہ کر لیجیے مستورہ نے کہا مجھے سب کچھ معلوم ہو لیکن قیدی کی پابند ہون جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا مین آگاہ ہون کہ عمر طلسم تمام ہوئی ساحرون پر زوال ہو یہی بڑا خیال ہو کہ ایسا نہو بادشاہ سابق چھوٹ جائے ای نگہبان جادو یہی اتنا خیال رہے ایسا نہو کہ قیدی یہان آئے اور طلسم کشا تعرض کرے نگہبان نے پکار کر کہا کہ غلام کی کیا مجال ہو کہ کچھ بھی دخل دے آپ جو حکم دینگی وہ پورا ہوگا مگر یہین ایسا نہو کہ طلسم کشا برہم ہو جائے اور قیدی کو چھڑا لے نگہبان نے جو کچھ پکار کے کہا صاحبقران نے بھی سُنا اور داخل گنبد ہوے گنبد کو دیکھا بہت وسیع ہو صد ہا صحرا اور لاکھون درخت بے برگ و بار طائرون کی پکار غل مچا رہے ہین کہ ای صاحبو ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا گنبد مین آ گئے جس تخت پر جا کر مستورہ بیٹھی اُس تخت کے پہلو مین ایک دنگل زرین تھا صاحبقران اُس دنگل پر بیٹھے ساحر آنے لگے صاحبقران بھی جواب سلام دیتے جاتے ہین مستورہ صاحبقران کو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو مگر کچھ کہہ نہین سکتی بعد تھوڑی دیر کے ایک تڑاقہ ہوا دیوار گنبد شق ہوئی ایک تخت نمایان ہوا اُسپر ایک

جادوگر نوجوان مسلسل و مطوق تاج ڈھلکا ہوا سوار ہو دو جادوگر قوی اُسکی گردن پر ہاتھ رکھے ہوے اُس ساحر نے آتے ہی اول صاحبقران کو سلام کیا مستورہ نے کہا کیون ای مخفی جادو ہمارے سامنے یہ بے ادبی ہمکو نہین سلام کیا اور طلسم کشا کو سلام کیا تو یہ سمجھ لے کہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی اُس ساحر نے اشارہ کیا کہ او ظالم تمام خانمان میرا برباد کر چکی اِس حال کو پہونچایا اب جو منظور ہو وہ بھی کر لے مگر اب کوئی بول نہین سکتا کہ طلسم کشا سامنے موجود ہین تو کیا بکتی ہو یہ باتین سُنکر صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ کیا مستورہ اپنے مقام سے اُٹھی امیر نے اُن ساحرونکو آواز دی جو بادشاہ طلسم سابق پر متسلط ہین فرمایا ذرا امیر سے قریب آؤ اُن ساحرون نے کچھ جواب نہ دیا اور چاہا تخت کو لیکر روانہ ہو جائین امیر نے اُٹھکر پایۂ تخت تھام لیا وہ تاجدار کہتا ہو اے شہریار لوح کو ملاحظہ کر کے کام کیجیے امیر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا یا نوشتہ پایا کہ لوح کو جسم سے اِس تاجدار کے مس کر دو امیر نے لوح کو جسم سے مخفی تاجدار کے مس کیا ایک تڑاقہ ہوا فوراً قید ٹوٹ کر گر پڑی امیر نے سوزن زبان سے نکالی اب جو وہ بادشاہ قید سے چھوٹا فوراً سحر کیا کہ زمین تھرانے لگی مستورہ نے جو دیکھا کہ مخفی تاجدار نے رہائی پائی چاہا اُٹھکر بھاگون مگر امیر اول باہر آئے پیشانی پر گنبد کی نوشتہ پایا کہ لوح کو گنبد سے مس کر و امیر نے لوح کو دیوار گنبد سے لگایا اڑ اڑا کر گنبد گرا اب تو سب ساحر سر پٹینے لگے اور ہر ایک کا قول تھا کہ یہ گنبد باعث حیات مستورہ تھا مستورہ نے فوج کو اشارہ کیا وہ سب جادوگر امیر پر سحر کرنے لگے امیر نے نعرہ کیا کہ زمین تھرا گئی مگر تین لاکھ جادوگر چہار طرف سے امیر پر حربے کر رہے ہین سحر بھی کرتے ہین تلوارین بھی لگاتے ہین مگر صاحبقران بیچ مین اُسکے جنگ ؤستمانہ کر رہے ہین کہ پہلو سے سناٹا ہوا بجلیان گرنے لگین غبار بلند ہوا صاحبقران نے دیکھا ایک ساحر عمرو کی کمر مین پنجہ دیے ہوے آسمان پر تھرا رہا ہو اور وہ سحر کرتا ہو کہ غبار بلند ہوتا جاتا ہو نخل گرتے ہین طائرون کے سر سنگ گرتے ہین امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اس ساحر کو تیر سے مارو صاحبقران نے تیر بھر کمان مین پیوست کیا اور تاک کر مارا کہ اُس ساحر کی پیشانی پر پڑا عمرو نیچے سے

چھوٹا اور امیر کو آواز دی کہ آقا ے نامدار اگر زمین پر گرا تو جسم کے پرزے اُڑ جاوین گے
امیر نے بڑھکر عمرو کو ہاتھون پر روکا مگر مرنے سے اُس ساحر کے اندھیرا ہوگیا اور اسقدر
غبار بلند ہوا کہ تمام صحرا گرد سے بھر گیا امیر نے جب لوح کو چمکایا تو غبار نہ ہر طرف ہوا آواز
آئی کشتی مرا نام ہن سوس جادو بود دیگر امیر نے دیکھا کہ وہ تمام گنبد گرا پڑا ہوا اور صحرا مین
سناٹا ہو انسان وحیوان کا نام نہین اُسی اندھیرے مین مستورہ نکل گئی امیر نے لوح کو
ملاحظہ کیا تحریر پایا کہ جہان پر گنبد گرا ہو اُسکے پہلو مین دہنے نقب ہو اُس مین داخل ہو تو
زندان طلسمی مین پہونچو وہین شاہور تیغ زن سے ملاقات ہوگی اُسی پہلو سے راستہ
قصر مستورہ کا ہو وہان جاکر جنگ پڑیگی تب مستورہ قتل ہوگی ورنہ بڑی مشکل پڑیگی
صاحبقران زمان آکر نقب مین داخل ہوے سر جو نکالا دیکھا سامنے ایک قصر سیاہ
بنا ہوا ہو دروازے پر قصر کے ہزارہا ساحر بیٹھے ہین امیر کو دیکھکر سب نے غل کیا کہ او
تیرہ روزگار جادو جلد آؤ کہ طلسم کشا آگئے سب ساحر حربے لیکر روانہ ہوے طرف
امیر کے متوجہ ہوے امیر نعرہ کرکے لڑنے لگے عین گرمی جنگ ہو کہ ایک طرف سے
رونے کی آواز آئی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان نحیف وضعیف ہتھکڑیان
بیڑیان پہنے ہوے زار زار رو رہا ہو کہتا ہو کہ او خدا ے آسمان طلسم کشا کو پہونچا یا
حکم ہو ملک الموت کو کہ میری قبض روح کرے اب مجھسے تکلیف نہین اُٹھتی امیر نے
لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ شاہور تاجدار یہی ہو قریب اِسکے جاکر لوح کو چمکاؤ سب
قید ٹوٹ جائیگی یہ جوان نہایت بہادر ہو امیر نے بڑھکر لوح چمکائی شاہور قید سے
چھوٹا اُٹھتے اُٹھتے ایک ساحر کو مار تلوار لیکر لڑنے لگا جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے عین گرمی جنگ ہو کہ تیرہ روزگار نے بڑھکر شاہور کو گرفتار کرلیا چاہا لے بھاگے
شاہور نے آواز دی او شہریار غلام کو بچائیے امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ تیرہ روزگار
شاہور تاجدار کو قید پہنا رہا ہو اور شاہور کی بیقراری مگر سحر سے زور نہین چلتا
صاحبقران نے للکار اکہ او سیاہ رو اس غریب نے تیرا کیا لیا ہو مجھسے مقابلہ کر سحر کا
زور دکھا تو مدعا حاصل ہو یہ سُنکر تیرہ روزگار تلوار کھینچے ہوے بڑھا امیر پر برس پڑا

کئی ہاتھ تلوار کے مارے خنجر بھی امیر پر گرتے ہین تلوارین بھی گر رہی ہین مگر صاحبقران
اسم اعظم الٰہی کو ورد زبان کیے ہوے لوح کو جنبش دے رہے ہین کسی مقام پر غفلت نہین
کرتے جب تیرہ روزگار نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے امیر نے روکتے روکتے ہاتھ مارا
کہ تیرہ روزگار کے دو ٹکڑے ہوے مرنا تیرہ روزگار کا کہ دیوانگری امیر نے دیکھا کہ
تخت زرین بچھا ہو اُسپر مستورہ بیٹھی ہو افسران فوج گرد بیٹھی صلاح کر رہی ہو کہ طلسم کشا
آپہونچے کیون صاحبو کیا کہتے ہو سب ساحر کہتے ہین کہ اے ملکۂ عالم وہ یکہ و تنہا ہین گھیر کر
گرفتار کر لین گے کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی زمین تھرائی نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار		بحکم خدا البتہ شمشیر چار	
یکے تیغ صمصام و قمقام نام		یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام	
بن کافران از جہان پاک کرد		سر سرکشان جملہ در خاک کرد	

نعرہ کرکے صاحبقران چلے مستورہ نے اشارہ کیا کہ صاحبو جو صلاح کر رہے تھے
اُسی کا وقت ہو چہار طرف سے ساحران غدار نے امیر کو گھیرا امیر لڑنے لگے سات لاکھ
ساحر چہار طرف سے امیر کو گھیرے ہوے حربے لگا رہے ہین مگر صاحبقران اپنے کو
بچا رہے ہین کبھی لوح کو گردش دیتے ہین اُسکا عکس جو پڑتا ہو تو ساحر بے دست و پا
ہوتے ہین کبھی تیغ عقرب کو چمکاتے ہوے بڑھتے ہین ہر مرتبہ یہی قصد ہو کہ لڑ بھڑ کے
تا بہ مستورہ جا دو پہونچین مگر ساحرون نے صفین باندھی ہین ہر طرف سے تیر چل رہے
ہین [illegible] ساحران کے زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین ہنگامۂ گیرودار
بلند ہو ہر ایک کا یہی قول ہو کہ حمزہ کو گرفتار کر لو ہر چند کہ صاحبقران نے کئی ہزار ساحر
قتل کیے مگر لاشہ کسی کا زمین پر نہ پایا یہ عجائب دیکھکر گھبرائے یہی خیال تھا کہ جو میرے
ہاتھ سے مارے گئے لاشے اُنکے کیا ہوے ساحرون کا دمبدم ہجوم بڑھتا جاتا ہی
مستورہ غل مچا رہی ہو کہ ہان یارو گھیر کر طلسم کشا کو گرفتار کر لو رسیّین و کمندین اور
زنجیرین امیر پر پڑ رہی ہین ہر چند کہ امیر ان سب چیزون کو قطع کرتے ہین لیکن خوف ہی
کہ ایسا نہو گرفتار ہو جاؤن لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس مین لکھا پایا کہ جبتک مستورہ

زقتل ہو گی یہی آفت رہیگی اب صاحبقران لڑتے ہوئے بڑھے مگر ساحروں نے دیوار
باندھی ہو ہر طرف سے یہی ہنگامہ ہو کر حمزہ کو گرفتار کر لو یا رو یہ جوان اگر زندہ رہا تو ندہب
مین فرق آئیگا کہان جا کر چھپین سارے مرحلے فتح ہوئے اب بادشاہ طلسم اس قصر مخفی مین
آکر چھپی تھی وہان بھی یہ آکر پہونچ گیا مگر صاحبقران نے جب دیکھا کہ قریب مستورہ نہین
جانے دیتے بیقرار ہو کر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے اور پکار اٹھے کہ اے
خالق عالم واے رب اکرم اس آفت سے بچالے تا بہ مستورہ مجھکو پہونچا کہ مین اُسکو
قتل کرون تیری کریمی کی کیا صفت عرض کرون بزرگان دین کو جا بجا بچایا حضرت ابراہیم
خلیل کو جب دشمنون نے قفس مین بند کر کے بلند کیا آتش شعلہ ور تھی حضرت خلیل نے
تجھسے رجوع کی ہر چند کہ سب فرشتے خواستگار تھے کہ شریک مصیبت خلیل ہون مگر حضرت
نے ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ میرا معبود صاحب اختیار ہو یقین ہو کہ اس مجبور و ناچار کی
مدد کرے جب پنجرہ آگ مین گرا یا اور حضرت ابراہیم نے بلک کر دعا کی تیرا رحم شریک ہوا
وہ آتش گلزار ہو گئی اُسی طرح مجھے بھی بچالے آفت سے سحر کی نجات دے امیر نے جو
بلک کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بہ قدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان
سے نوبت نقارے کی آواز آئی امیر نے سر اٹھا کر نظر کی دیکھا کہ نقابدار زرین پوش
تخت پر سوار چلا آتا ہو اُسنے بھی دیکھا کہ صاحبقران ساحرون مین گھرے ہوئے ہین اور
جنگ کر رہے ہین مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے مصروف دعا ہین نقابدار نے
اشارہ کیا کہ تخت ہمارا زمین پر رکھدو سواے جوانان انسان کے کوئی دیو شریک جنگ
نہ ہو یہ اشارہ کرنا تھا کہ دیوزادون نے تخت زمین پر رکھا بارہ ہزار جوانون کو اُتارا
نقابدار نے آتے ہی نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران بد غا منم نقابدار
زرین پوش بارہ ہزار جوان ہمراہیان نقابدار زرین پوش جنگ رستمانہ کر رہے
ہین سب نے وہ تیرون کی بوچھار کی کہ ایک چشم زدن مین کئی ہزار ساحر مار گرائے
ساحر چلاتے ہین بھاگ کر نکلجا دین اپنی جان بچا دین مگر نقابدار استوار سے تر بتر ہو
کہ گھبرا اٹھے ہوئے ہو ہر طرف سے تیرون کی بوچھار کر رہا ہو نیزہ ہاتھ مین جو ساحر سامنے

آیا ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا ساحرون کو کچھ بن نہین پڑتا نہ بھاگ سکتے ہین مجبور و
ناچار مصروف جنگ ہین مگر اپنی زیست سے تنگ ہین مستورہ جادو تخت پر سوار
ہوا اسنے بھی دیکھا کہ نقابدار زرین پوش آگیا اور زمین کو ہلا دیا ہزار ہا ساحر مارا گیا ہی
مستورہ ساحرون کو آوازدے رہی ہو کہ صاحبو جنگ مین کمی نہ کرنا اگر ہم قتل ہوئی تو
مسلمان قبضہ کرین گے سلطنت تمھارے خاندان سے نکلجائیگی مستورہ یہ غل مچا رہی ہو
اور ساحرون کو ترغیب دیتی ہو اور کہتی ہو صاحبو اگر نقابدار آگیا تو کیا حقیقت ہو کل
بارہ ہزار جوان سے آیا ہو تم لوگ سات لاکھ ہو اگر یاد کرو اور خوب جمکر لڑو تو دم بھر مین
سب کو مار لو یارو خیال تو کرو کہ سامری و جمشید تم پر کیسے مہربان تھے کہ یہ سلطنتین دیگئے
اور تم نہین سنبھال سکتے دنیا کا یہی رنگ ہو کبھی شادی کبھی وقت جنگ ہو بڑے بڑے
شاہان اولوالعظم پیوند خاک ہوے کچھ بھی نہ کر سکے حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے
گئے سکندر ایسا بادشاہ کہ بر و بحر تسخیر کیا مگر جب وقت موت آیا تو کچھ نہ بن پڑا آخر ناچار
ہو کر فنا ہوا اب اسکی قبر کا بھی نشان نہین ملتا سچ ہو بقول شاعر ع یہ سبکے سب خاک کے
تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر ہد اب انمین سے کوئی بادشاہ نہین سامری و جمشید نے ایسی
خدائی کی کہ جسکی آجتک رونق باقی ہو ہان یارو جمکر لڑو طلسم کشا کو مار لو صاف صاف
مرقوم ہو کہ اگر یہ طلسم کشا مارا جائے تو ہزار برس تک پھر طلسم پر زوال نہ آئے لیکن
اب زمانہ قریب ہو دیکھین کیا ہو شاید فتح حاصل ہو مستورہ نے جو طعن و تشنیع دی
سب ساحر بلوہ کر کے امیر پر چلے امیر نے دیکھا کہ نقابدار بھی گھر گیا اور اسکے بارہ ہزار
جوان اسطرح بیکار ہوے کہ مرکب انکے بدلگامیان کر رہے ہین تلوارین بے آب ہین
اور ہر طرف یہی غلغلہ ہو کہ طلسم کشا کو پکڑ لو مگر صاحبقران اسطور سے لڑ رہے ہین کہ
کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا ساحر دور سے چلتے ہین مگر جب قریب پہونچتے ہین تو عکس
لوح سے نابینا ہوتے ہین جہان امیر نے لوح کو جنبش دی عکس سے اسکے ساحرون کے
سر پلٹتے ہین ساحر لوح کی چمک سے پیچھے ہٹتے ہین اب صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ کل
ساحرون نے بلوہ کیا ہو نقابدار کے ملازمون پر بھی اسطور سے قبضہ کر لیا ہو کہ ہوش

سبکے پراگندہ ہوگئے ہین امیر نے بیقراری مین پھر دعا کی پکار اُٹھے کہ اے رحیم و کریم داو سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر امیر نے جو بیتاب ہوکر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا مخفی تاجدار تخت زرین پر سوار لاکھ سوالاکھ ساحر ساتھ طلسم ہاے زرین کے پھر ہرے کھلے ہوے جنپر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم مخفی نے جو دیکھا کہ مستورہ فوج کو اشارہ کر رہی ہو اور صاحبقران معروف جنگ ہین مگر کثرت فوج سے اپنی زندگی سے تنگ ہین ہر مرتبہ قصد کرتے ہین کہ اپنے کو تا بہ مستورہ پہونچاؤن مگر وہ بلا وہ ہی کہ صفین جنگ ہی ہین اگر ایک ساحر کو ہٹاتے ہین تو دس آجاتے ہین مخفی نے وہین سے نعرہ کیا کہ باش او مستورہ نمک حرام اب مین کیا تجھے زندہ چھوڑونگا بڑے بڑے جبر تیرے اُٹھا چکا گھر بار اپنا سٹا چکا تو نے بڑا ستم کیا ہے تو مجھکو اختیار دیا تو نے سلطنت پر قبضہ کر لیا ایسے مقام پہ قید کیا کہ سوا سے طلسم کشا کے کسیکی مجال نہ تھی کہ اُس مقام پر پہونچے سوا سے طلسم کشا کے کون ہمکو رہا کر سکتا تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا کہ مین کسطرح رہا ہوا اور تو فتل نہ کر سکی یہ کہکر سحر کیا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی اسطرح آگ برسائی کہ ہزارون ساحر جلنے لگے مخفی تاجدار نے آتے ہی اسطرح کا سحر کیا کہ ہزارون ساحر مارے گئے امیر نے دیکھا اب لاشے بھی ساحرون کے پڑے ہین اور پھڑک رہے ہین مخفی تاجدار نے جست کر کے اپنے کو قریب صاحبقران کے پہونچایا عرض کی او شہنشاہ غلام حاضر ہی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن اگر مستورہ زندہ گرفتار ہوتی تو بڑا مطلب حاصل ہوتا صاحبقران نے فرمایا بہت مشکل ہو کہ مستورہ زندہ گرفتار ہو سات لاکھ ساحر بھی لڑ رہے ہین جنگ مین مصروف ہین سب یہی چاہتے ہین کہ مستورہ کو بچائین اور ہم کو گرفتار کرین مخفی نے عرض کی اب حضور کو کون گرفتار کر سکتا ہو مگر نقابدار زرین پوش نے جو دیکھا کہ مخفی تاجدار مصروف ہو صاحبقران ہو گھوڑا اڑا لکر ایک جانب نکل گیا مگر سبھون کو پامال کرتا ہوا گیا جسطرف سے نکلا لاشون کے انبار کر دیے مخفی تاجدار نے مارے گولون کے پرون کو درہم برہم کر دیا لاکھون جادوگر پامال ہوے مبتلاے رنج و ملال ہوے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی لڑتے بھڑتے چلے لیکن دور سے

گیا دیکھا کہ مستورہ نے ایک پہلوان کو بُلایا اِشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لے اُس پہلوان نے
گینڈا اپنا بڑھایا یہ کہکر چلا کہ اے شہنشاہ طلسم آپ نے مجھکو اول کیون نہ طلب کیا مین حمزہ کو
گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا للکارا کہ او حمزہ تجھکو بڑا غرور ہی
میرے مقابلے مین تو آ صاحبقران اشقر بڑھا کر سامنے آئے اُس پہلوان نے نعرہ کیا کہ منم
اضطراب خارہ شکن بڑے بڑے پہلوان مین نے مارے میرے ہاتھ سے نہین بچے
مین سحر نہ کرونگا تجھسے بجرأت لڑونگا یہ کہکے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اضطراب کا توڑ ڈالا جب
نیزہ ٹوٹا تو اضطراب بیقرار ہوا تلوار کھینچی کئی ہاتھ مارے امیر نے سپر گرشاسپ پر روکے
ہر وار کو اُسکے روکر رہے ہین تخت مستورہ قریب ہی مستورہ ہر مرتبہ ترغیب دیتی ہی
کہ اے اضطراب نہ گھبرانا مین تیری مدد کو موجود ہون ہرچند مخفی تاجدار نے آتے ہی
تمام میدان لاشون سے بھر دیا ہی مگر اب بھی پانچ لاکھ ساحر لڑ رہا ہی حمزہ کو گرفتار کرے
خبردار تامل نہ کرنا بڑے لطف سے لڑ رہا ہی مگر اضطراب جیسے ہاتھ مارتا ہی صاحبقران
سپر گرشاسپ پر روکتے ہین تلوار اچٹ جاتی ہی آخر گھبرا کر چاہا لپٹ جاؤن کہ تلوار سے
سپر نہین کٹتی شب فراق عاشقان ہی اسکا کٹنا دشوار ہی جب اضطراب نے چاہا امیر کو
لپٹ جاؤن تو امیر نے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا چور رنگ
ہوا قلم کیا اضطراب کو مار کر طرف مستورہ کے متوجہ ہوے مستورہ نے جو دیکھا
کہ صاحبقران آگئے اب کدھر جاؤن سحر کرنے لگی صاحبقران لوح چمکا رہے ہین اپنے کو
سحر سے بچا رہے ہین مخفی تاجدار نے جو دور سے دیکھا کہ امیر نے اضطراب کو مارا ہے
قتل مستورہ ہنگامہ ہو رہا ہی جست کرکے قریب آیا اور اسطرح کا سحر کیا کہ صحرا سے گرد
اُڑی کئی سو نازنینان مہ جبینان صحرا سے پیدا ہوئین یہ اشعار عاشقانہ گاتی تھین اور
مستورہ کو سُناتی تھین

نظم

نام مشہور خاص و عام ہوا	عشق مین خوب میرا نام ہوا
دل مین اب درد کا مقام ہوا	ہجر مین کام ہی تمام ہوا
شور محشر بپا نہین قاتل	لاش پہ میری ازدحام ہوا

پختہ مغز و نہ یہ تہمت اے ناصح — آپ کو کیا خیال خام ہوا
لیے رویا میں بوسۂ رخ و زلف — دیکھنا وصل صبح و شام ہوا
خط غلامی کا بھیجیے صاحب — بوسۂ خط پہ میں غلام ہوا
نہ رہی آرزوے خلد بریں — جب سے در پر ترے مقام ہوا
ہے فصاحت پہ آپ کی صلوات — گالیاں آپ کا کلام ہوا
چونک اُٹھے خفتگان خواب عدم — جب خرامان وہ خوشخرام ہوا
آئے خط سیہ میں موے سفید — عاقبت موت کا پیام ہوا
دختر رز کا حکم حرمت ہے — مے کا پینا نہیں حرام ہوا
ہجر میں دم نکل گیا رعنا — لو یہ قصہ ہی اب تمام ہوا

اُن نازنینان مہ جبین نے یہ اشعار جو مستورہ کو سنائے مستورہ رُکی اور سحر کرنا بھولی صاحبقران نے دست حق پرست اٹھایا اِس کن سے ہاتھ مارا کہ مستورہ کے دو ٹکڑے ہوے مرنا مستورہ کا اندھیرا ہوگیا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام سن مستورہ جادو بود ساملنے ایک مکان دیکھا سب کو تسخیر کرکے صاحبقران مرکب سے اُترے جب قریب اُس مکان کے پہونچے تو رونے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی درد رسیدہ رو رہا ہے اور پکارتا ہے کہ اے معین و مددگار اب تو نوبت بجان و کارد بر استخوان ہون اگر دیر کیجیے گا تو غلام کو آپ زندہ نہ پائیے گا صاحبقران نے پوچھا اِس قصر مین کون ہے کہ جسکی آواز سے دل بیقرار ہوتا ہے ایک مرد بزرگ نے آکر عرض کی کہ حضور جسکی تلاش مین آئے ہین وہی بیخطا رو رہا ہے اندر مکان کے جائیے شاہ پور تاجدار کو چھڑائیے صاحبقران اُس مقام کے اندر گئے دیکھا ایک جوان ماہ رخسار بیتاب و بیقرار تڑپ رہا ہے کبھی زنجیر مین ہلاتا ہے امیر نے قریب آکر فرمایا کہ اے شاہ پور کیون اِسقدر بیقرار ہو شاہ پور نے امیر کے قدمونکو بوسہ دیا عرض کی آپ کے تصدق سے رہائی پائی مگر ایک امر کا امیدوار ہون اُس کو سماعت فرمایئے جب غلام یہان آکر قید ہوا تو ایک ساحرہ سیاہ فام رات کو یہان آتی

تھی مجھکو حیران کرتی طالب وصل ہوتی تھی مگر مین نے اسکو قبول نہین کیا آج تیسرا دن ہو کہ
شب کو ایک معشوق خوبرو چشم آہو عنبرین گیسو نگاہ جادو خال ہندو کیا اسکی چشم کی تعریف
بیان کرون بقول قمر نظم

سراپا کا اسکے کرون کیا بیان	حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ معشوق عالم مین تھی سرفراز	خبردار علم نشیب و فراز
دہن اسکا تھا غنچۂ دلبری +	کر باتون مین شوخی شرارت بھری +
قد یار تھا باکر سرو سہی +	نزاکت ہر اک عضو مین تھی بھری

غلام دیکھتے ہی بیقرار ہوا منتین کرنے لگا کہ اے ملکۂ عالم بیٹھ جاؤ مین ایک نگاہ بغور
دیکھ لون کہ طبیعت کو تسکین ہو اُس محبوب نے ہنسکر کہا کہ اے شاہور تاجدار پروردگار
کا شکر کرو زمانہ تمھاری رہائی کا قریب آگیا صاحبقران لڑتے ہوے آتے ہین تمکو قید
سے رہا کرینگے مین بھی مدت سے تیری خواہان تھی مستورہ کی بیٹی ہون مگر سحر نہین سیکھا
کہ ساحرون کے منھہ سے بوے بد آتی ہو پس اے شہریار جبتک اُس معشوقہ کو نہ دیکھونگا
رہائی بیکار ہو صاحبقران نے طبقور جادو کہ نائب مستورہ تھا اُس سے حکم کیا کہ
بیٹی مستورہ کی شیدا اسے کہلیبرین کہان ہو طبقور نے کہا یہ قصر جو سامنے ہو اسی مین
رہتی ہو مگر اسقدر نازک مزاج ہو کہ کبھی سحر کے جلسے مین نہین بیٹھی سامری و جمشید کو
سجدہ نہین کیا کہتی تھی کہ سامری و جمشید مثل ہمارے تمھارے انسان تھے یہ کیا فتنہ
کیا کہ مکارون نے دعوی خدائی کر لیا بقول مسلمانان خدا وہ ہو کہ جسکو کوئی دیکھ نسکے
صاحبقران نے شاہور کو ساتھہ لیا در دولت شیدا پر آئے فرمایا کہ اے شاہور جاؤ
جا کر معشوقہ سے ملو شیدا کو جو خبر ہوئی کہ طلسم کشا تشریف لائے ہین اپنے مقام سے
اٹھی صاحبقران کو آکر سلام کیا امیر نے شاہور کو سامنے کر دیا فرمایا اے شیدا یہ تم پر
مائل ہو ہم تمھارا اسکا عقد کرینگے شیدا نے شرما کر سر جھکا لیا اشارے سے کہا اے شاہور
سامنے صاحبقران کے بے ادبی نہ کرنا ہم خود تمپر مائل ہین غرض صاحبقران زمان نے
تہنیت تاجدار کو ملایا باپ سے بیٹے کو ملایا تہنیت صاحبقران کو دعائین دیتا تھا

کہ آپ کے تصدق سے اپنے فرزند کو پایا امیر نے فرمایا اب اسکے عقد کی تیاری کرو کل
ہم جاوینگے نہین معلوم لشکر کس مقام پر فروکش ہی خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہو قیلاب طبل جنگی
بجا دے تو کون جواب دیگا تہنیت تاجدار نے سامان عقد مہیا کیا شب کو امیر شاہور
کو دولھا بنا کر نے سگئے مکان پر شیدا کے سامان عقد ہوا جب قاضی بلاے گئے تو خواجہ
نے جا کر قاضی کو بیہوش کیا قاضی کی شکل بنکر آئے شاہور کا عقد پڑھا لڑ لڑ کر کشتیان لین
دوسرے دن امیر نے طرف قلعے کے کوچ کیا مگر بعد جانے صاحبقران کے قیلاب نے
طبل جنگی بجایا سکان و اخنش ونقشب کو زخمی کیا اور چند ساحر مارے سگئے قیلاب کا
زور شور رہی ہر روز میدان مین آتا ہی بر فتح و فیروزی پلٹ جاتا ہی چار دن برابر فتح نصیب
ہوئی کتنا ہی یار دو و بادشاہ حمزہ کو لگا کرے گیا اب اسکا نعرہ آتا و شور رہی سب کو یون ہی
قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تین دن کی مہلت دیتا ہون تین دن تامل کر کے
نوین دسوین دن طبل جنگی بجا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ او فرقہ خدا پرستان
و او زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یا آکر اطاعت کرے آج ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا اہل اسلام حیران و پریشان ہین کہ کسکو میدان مین بھیجین وزیر اعظم واسطے
شکار کے گیا ہی اور منظور اسکو یہ ہی کہ خدمت مین شاہ کی رہون اب یہان کوئی ایسا نہین
کہ مقابلہ قیلاب مین نکلے گا چند ساحر برائے مقابلہ نکلے مگر وہ زخمی ہوے یا ہاتھ سے قیلاب
کے مارے گئے اہل اسلام نے ناچار ہو کر دست دعا بلند کیے کہ او پروردگار تیرا ارشاد
فیض بنیاد ہوا ہی پر دل کو تقویت ہی تیرے بندون کی عجب کیفیت ہی تو مدد کرے نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

بلک کر جو سب نے دعا کی تیر دعا ہدف فرا پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان پشت مرکب پر سوار تخت پر تہنیت تاجدار مگر شاہور ایک
بھاگنے کے ساتھ ہی ناظر بچکانے اہتمام سواری کرتے ہوے خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوے مگر امیر نے جو دور سے دیکھا کہ اہل لشکر ہمارے بیتاب و بیقرار ہین قیلاب نے

پڑی آفت برپا کی ہو میدان مین بلبلا رہا ہو کہ کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا آج یون
نہ بچونگا صاحبقران نے وہین سے مرکب بڑھایا مقابلۂ قیلاب مین پہونچے قیلاب نے
بہت چاہا کہ صاحبقران کو روکون مگر صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب قیلاب
پہونچ گئے قیلاب نے ہاتھ مارا امیر نے رد کرکے اسم اعظم آگے بڑھکر ہاتھ مارا قیلاب
نے سپر کو اٹھا دیا تیغہ دست زبردست صاحبقران سے جو تڑپ کر گرا اول سپر کے دو ٹکڑے
ہوے قیلاب نے چاہا اپنے کو گرا دون مگر تلوار جو چمک کر آئی سراسر سر کو کاٹا اور سر کو
کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی لاشۂ قیلاب زمین پر گرا فوج نے جو اپنے بادشاہ کو کشتہ پایا
لینا لینا کہکر دوڑ پڑے امیر گھوڑا بڑھا کر صف لشکر کفار پر آئے شاہپور کو اشارہ کیا
تہمتن تاجدار و شاہپور تاجدار فوج کو لیکر آپڑے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے
لگی مگر قیلاب کا بھائی سیلاب چابک سوار فوج کو لڑا رہا ہو چاہتا ہو کہ شاید لڑائی
فتح ہو جائے تو مین حاکم ہونگا مگر فوج دلدہی نہین کرتی اہل اسلام کی تلوار سے کل عاجز
ہین بھاگے پھرتے ہین لیکن صاحبقران جنگ کرتے ہوے قلب فوج مین پہونچے
ادھر سے علمدار فیلسوار علم کو کھولے ہوے ترغیب جنگ دیتا ہوا آتا تھا اسنے جو
صاحبقران کو دیکھا ہاتھی بڑھایا امیر نے جو اشقر کو گدگدایا دونون ٹاپین اسنے مستک
پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کر اسطرح کا وار کیا کہ مع علم و
علمدار و مع ہاتھی کاٹ کے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا علم فوج گرا لشکر مین بھگدر پڑ گئی
سیلاب ہرچند غل مچاتا ہو کہ یارو تمکو مناسب ہو کہ جمکر لڑو ایسا نہ ہو کہ صاحبقران ہمارے
قبضے سے نکلجائین ابھی ممکن ہو دل دہی کرو صاحبقران کو گرفتار کرو مگر صاحبقران
زمان خوب سنبھلے ہوے لڑ رہے ہین جو پہلوان قریب آیا واصل جہنم ہوا اگر اسنے
للکارا تو صاحبقران فوراً آ جا پڑے اسطرح امیر لڑ رہے ہین کہ ہر طرف سے صدائے
الامان آرہی ہو سیلاب نے جب دیکھا کہ تھوڑے عرصے مین شکست فاش ہو جائیگی
اور بھاگنے کی تلاش ہوگی سیلاب نے بڑھکر امیر کو سلام کیا امیر نے جواب دیا سیلاب
نے عرض کی کیون شہریارا اب کیا حکم ہوتا ہو جو حکم ہو وہ بجا لاؤن صاحبقران نے فرمایا

تمھین اختیار ہی تب سیلاب نے عرض کی کہ غلام اطاعت کرتا ہی یہ کہکر قدمون کو بوسہ دیا
صاحبقران نے گلے سے لگا لیا سیلاب نے کل فوج کو منع کیا کہ خبردار اب مین نے اطاعت
کی کوئی مقابلہ نہ کرے اور غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھے سب نے بخوشی تمام اطاعت دین
اسلام بصدق دل قبول کی باجے وغیرہ موقوف ہوے صاحبقران بہ فتح و فیروزی داخل
دربند ہفتم ہوے بہت کچھ مال وغیرہ دستیاب ہوا کئی لاکھ ساحر مسلمان ہوے پھر مال
وغیرہ نکلوا کر صاحبقران نے حکم دیا کہ کل تیاری کرو ہم طرف طلسم کے کوچ کرینگے رات بھر
تیاری رہی صبح کو صاحبقران سوار ہوے مع جملہ ساحران مذکور طرف طلسم کے کوچ کیا
منزل درمنزل جاتے ہین مگر ہرکارون نے یہ خبر ہنگام بردبار کو پہونچائی کہ آگے سعد
بن قباد اور پیچھے اُنکے صاحبقران زمان طلسم پر آتے ہین ہنگام بردبار نے یہ خبر سنتے ہی
دربار مین آکر حکم دیا کہ کوئی ساحر ایسا ہی کہ جا کر صاحبقران کو روکے یہانتک نہ آنے دے
برق بار جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہریار غلام جا کر صاحبقران کو روک دیگا
یہانتک نہ آنے دیگا ہنگام نے اجازت دی مگر بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد جو منزل درمنزل
آتے تھے راہ مین شاہزادیون نے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو قیدخانہ راہ مین ہی پہلے
اُسی مقام پر جنگ پڑے کیا عجب ہی کہ قیدیان زندان مصیبت رہائی پاوین بادشاہ نے
فرمایا اُسی طرف لشکر پھیرو لشکر پھیرا ایک صحرا مین آکر لشکر صاحبقران اُترا بادشاہ جمجاہ
اُترے ہوے ہین صحراے فرح خیز جو پسند آیا میثاق سے فرمایا اے وزیر اعظم مین ذرا
شکار کھیل آؤن تو پلٹ کر آتا ہون مگر مین جبتک نہ آؤن یہان سے کوچ نہ ہووے
یہ فرما کر صبح کو فیروزہ کو ہمراہ لیا براے شکار چلے میثاق انتظام لشکر مین مصروف
ہو مگر بادشاہ جو شکارگاہ مین آئے ایک آہو کے تعاقب مین مرکب ڈالا ساتھ والون
سے جدا ہوے ایک مقام پر آکے آہو کو مارا ایک نخل کے نیچے بیٹھکر کباب لگانے
لگے ایک قزاق موسوم بہ رفیع صحرانورد نے کہ بالاے کوہ سے دیکھ رہا تھا ایک
قزاق کو اشارہ کیا وہ جوان جو زیر نخل بیٹھا ہی اُسکا مرکب لاؤ اور اسباب بھی بہت
کچھ پہنے ہی خبردار مار ڈالنے کا ارادہ نہ کرنا وہ جوان گھوڑے پر سوار ہو کے چلا جب

قریب سعد پہونچا تو کہا کہ او جوان ہمارے آقا کو تیرے حال پر رحم آیا ہو مگر مرکب اور اسباب مانگتا ہو سعد نے فرمایا بڑا رحم کیا کہ جان نہین مانگی کیون او برادر تم بھی سپاہی ہو ہم جو گھوڑا اپنا حوالے کردین تو پھر ہم کاہے پر سوار ہوکے جاوین جوان نے کہا ان دلیلون کو مجھے حکم نہین دیا ہو فقط فرمایا ہو کہ مرکب اور سلاح لے آؤ سعد نے کہا ہم تو نہ دینگے اُس جوان نے کہا افسر نے ہمارے جان بخشی کی ہو ایسا نہ ہو کہ ہمارا ہاتھ چل جائے سعد نے فرمایا ہم اسی کے مشتاق ہین کہ ہمسے لے لو شاید ہمارا ابھی کچھ ہاتھ پاؤن ہلے کچھ ہو سکے شاید بچ جاوین بس اُس جوان نے نیزہ ہلاکر گھوڑا بڑھایا چاہا کہ یون ہی نیزے پر اُٹھالون جیسے ہی نیزہ مارا سعد نے سنان بچاکر نیزہ توڑ ڈالا قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر ہاتھ مار دیا کہ قزاق کے دو ٹکڑے ہوے مار کر قزاق کو بادشاہ کباب لگانے لگے رفیع صحرا النورد نے جو کوہ سے دیکھا گھبرا گیا بڑا غصہ آیا کانپتا ہوا گینڈے پر سوار ہوا بارہ ہزار جوان جو اسکے بیٹھے تھے اُنھون نے کہا او افسر ہم جاوین کیسے سر لائین کیسے زندہ گرفتار کر لائین قزاق نے کہا مین خود سزا دونگا مجھکو بہت ناگوار گذرا اِسنے میرے حکم کے خلاف کیا مین نے تو قزاق سے کہدیا تھا کہ جان بخشی کرنا مگر وہ آمادۂ مرگ و مبیاے قضا ہو ابھی جاکر سر لاتا ہون تم لوگ یہین رہو تم مین سے کوئی نہ آئے یہ تو اُسکو یقین ہو کہ افسر ایسا بہادر ہو کہ خود ہی آیا ایسا نہ ہو کہ بودہ سمجھے اِسطرح کے لاف و گزاف کر کے گینڈے پر سوار ہوا زنجیر سے کمر باندھی غریو کرتا ہوا سامنے سعد کے آیا کہا گھوڑے پر سوار ہو جیسے میرے مقابلے مین آئیے سعد گھوڑے پر سوار ہوے رفیع صحرا النورد سے مقابلہ ہوا نیزہ اسکا نکالا رفیع نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے بار سعد بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا پھر بھر کی کشتی مین سعد نے رفیع صحرا النورد کو زیر کیا رفیع صحرا النورد دلبصدق دل مسلمان ہوا جب اُسکو ثابت ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام ہین سب کو بلاکر کلمہ پڑھوایا کہا بالا ئے قلعہ تشریف لے چلیے رعایا کو بھی مسلمان کیجیے بادشاہ بالا ئے کوہ آئے رفیع صحرا النورد نے جلسہ آراستہ کیا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین حاضر ہوئین جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدا [illegible] دشاہ ہوش و

نوشانوش بلند ہوئی نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگین **نظم**

مبتلاے آتش رخسار ہی — طوطی خط مرغ آتش خوار ہی
زخم کھاکر جان دن دشوار ہی — آب حیوان آب تیغ یار ہی
یہ جھانری تیغ اگر تیری چلے — ایک دم مین پھر تو بیڑا پار ہی
زخم دامن دار ہی تن پر قبا — زخم سر سر پر مرے دستار ہی
عاشقون کا خون ہی سر پر چڑھا — باکہ سرخ اُس ترک کی دستار ہی
کب ہوا ترک تعلق بعد مرگ — مرکے بھی دو گز کفن درکار ہی
ہین وہ عاصی ہون مرا تار رشک — غیرت تسبیح استغفار ہی
کہتے ہین عقد ثریا سب جسے — اُس قمر کا طرۂ دستار ہی
مدح کرتا ہی وہان زخم بھی — واہ کیا قاتل تری تلوار ہی
خواب مین بھی رہتی ہین آنکھین کھلی — کسکا سطوت طالب دیدار ہی

عین گرمی صحبت ہی کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک عیار حاضر ہی نام اپنا فیروزہ بتاتا ہی بادشاہ نے فرمایا بلالو رفیع نے پوچھا یہ عیار کون ہی بادشاہ نے فرمایا یہ عیار ہمارا یار وفادار ہی ڈھونڈھتا ہوا آیا ہی فیروزہ سامنے آیا پشت بادشاہ پر آکر کھڑا ہوا ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی کہ فیروزہ نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام کچھ گائے بادشاہ نے حکم کیا کہ تمکو اختیار ہی فیروزہ نے بیٹھکر وہ تانین مارین کہ سب مبہوت ہوگئے تعریفین کرنے لگے قضاے کار دختر رفیع صحرا نورد ملکہ کاکل کشاے عنبرین مو بالاے بام بیٹھی تھی جمال سعد شہریار دیکھکر مبہوت ہوگئی کہتی تھی صاحبو تمنے دیکھا جیسا سردار ویسا عیار کیا خوش آواز ہی صدا مین سوز وگداز ہی دمبدم اُٹھ اُٹھکر سعد کو دیکھتی ہی اور کہتی جاتی ہی کہ حقیقت مین کیا حسین وجمیل ہین انتہا کے شکیل ہین اِنکا کیونکر آنا ہوا کنیزین بیان کر رہی ہین کہ براے شکار آئے باپ تمھارے لڑے مگر زیر ہوے آخر کو اُنکی اطاعت کی اِسوجہ سے سامان دعوت کیا ہی باپ کو عرضی لکھی کہ امو والدنا مدار مین چاہتی ہون کہ شریک صحبت ہون رفیع صحرا نورد نے

یہ سنکر حکم دیا کہ تمھاری صحبت ہم ابھی تخلیہ ہوا چاہتا ہو رفیع نے اسی وقت تخلیہ کرایا سبکو باہر کردیا فقط بادشاہ اور فیروزہ اور رفیع صحبت مین رہگئے ملکہ نقاب ڈالکر محفل مین آئین بادشاہ کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہین بعد تھوڑی دیر کے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہو بادشاہ نے فرمایا مجھے سعد بن قباد کہتے ہین اسی طرح کی باتین جو ملکہ کاکل کشا نے بادشاہ سے کہین تو بادشاہ بھی مشتاق ہوے کہ جمال بے مثال دکھادو کئی مرتبہ چپکے سے کہا کہ ملکہ نقاب چہرے سے ہٹادو جمال بے مثال دکھادو لیکن ملکہ نے تامل کیا نقاب چہرے سے نہ اٹھائی یکایک آسمان پر برق چمکی ایک ساحر آیا اُسنے نامہ رفیع کو دیا رفیع نے وہ نامہ پڑھا از طرف جمشید ثانی مرقوم تھا کہ اے رفیع قزاق منظور رہو کہ طلسم کشا پر لشکرکشی ہو تم بھی اپنی فوج تیار کرو اور برابر اسے مقابلہ سعد بن قباد جاؤ رفیع نے وہ نامہ بادشاہ کو دکھایا کہا ای شہریار مین جمشید ثانی کا خراج گزار ہون لوٹ مار کا مجھکو اختیار ہی بادشاہ نے فرمایا جواب کیا لکھوگے یہ سنکر فیروزہ نے کہا جواب لکھو کہ ہم خدمت مین حاضر ہین جیسا ارشاد ہوگا وہ بجالاوینگے رفیع نے یہی جواب لکھدیا بعد جانے ساحر کے یہ صلاح ہوئی کہ رفیع بصورت اصلی چلے و بادشاہ کی صورت تبدیل کرو شفیع جو بھائی رفیع کا ہو اُسکی صورت بنالو بادشاہ نے کہا بلوہ کروںگا شاید ہو کہ رہائی اُن سب کی ہوجائے رفیع نے یہی کیا کہ آپ بصورت اصلی و بادشاہ کو اپنے بھائی کی شکل بنایا بیٹی نے کہا مین بھی چلونگی اُسکو ایک مصاحب کی شکل بناکر گھوڑے پر سوار کیا فیروزہ ایک شاطر کی شکل بنا طرف دربار جمشید کے چلے جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہو اول قاصد نے آکر عرض کی رفیع کی پیشی کی جمشید خوش ہوگیا کہا لو اب رفیع آتا ہو وہ بادشاہ کو گرفتار کرلائیگا یہ ذکر تھا کہ اور مصاحب آکر حاضر ہوے کہ خبر پہونچی رفیع آتا ہی مگر اُسکے ساتھ دو سوار ہین ایک بھائی اُسکا اور ایک مصاحب ایک عیار ہو کہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہو جمشید نے کچھ خیال نہ کیا دربارگاہ پر آکر رفیع اُترا مگر بادشاہ کو آگے کرلیا ملکہ کاکل کشا بھی برابر ہوا اور یہی آرزو ہو کہ جب بادشاہ تلوار کھینچین تو مین بھی ساتھ بادشاہ کے لڑون

جب بادشاہ اندر داخل ہوے تو جمشید کو چھینک آئی تاج سر سے گرا وزرا نے فوراً تاج اُٹھا کر سر پر جمشید کے رکھا مگر جمشید کو ایک خوف ہوا اور رفیروزہ پشت پر جمشید کی جا کھڑا ہوا ور رومال ہلانے لگا جمشید نے پوچھا اے رفیع اپنے بڑے بھائی کو بھی ساتھ لایا ہوا اسوقت میرا خود بخود دل دھڑکتا ہے ایک مقام پر کتاب مین لکھا دیکھا تھا کہ بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد اس بارگاہ مین آوینگے بادشاہ نے آنکھ ملا کر کہا کہ کیون یا خداوند بادشاہ آئے وہ نوشتہ ٹھیک ہوا جمشید نے کہا جو احکام میرے باپ لکھ گئے وہ سب پورے ہو رہے ہین کسی حکم مین فرق نہین پڑا آج بادشاہ ضرور اس بارگاہ مین آوینگے قیدیونکو بلاؤ شبدیز چابک خرام اپنے مقام سے اُٹھا سامنے قصر تھا اُسکا دروازہ کھول کے آسمان پری و قریشہ مع چالیس سردارون کے و دیگر ہمراہیان سعد بن قباد و بادشاہ طلسم سابق و قبقاب فیلسوار و زوجہ اُسکی ملکہ سیمتن وغیرہ سب کو لا کر حاضر کیا ہر چند کہ بادشاہ آسمان پری کو قید مین دیکھکر بہت ملول ہوے مگر فیروزہ نے اشارے سے منع کیا کہ ابھی نعرہ نہ کیجیے گا جمشید ثانی نے بغضب پکار کر آواز دی کیون اے آسمان پری مجھکو تو نہ قبول کریگی آسمان پری نے جھلا کر جواب دیا او مغرور و متکبر مین زوجہ صاحبقران ہون بڑے لطف سے عقد ہوا میرا شوہر میری رہائی کو آتا ہے فرزند میرے لڑرہے ہین تو اپنی جان کی خیر مانگ انشاء اللہ تعالیٰ اس طلسم کی عمر تمام ہوئی اب حال خدائی تجھکو کھلے گا تو مجھکو نہین قتل کر سکتا قریشہ نے مانکا زانو دبایا مراد یہ تھی کہ اے مادر مہربان گفتگو سخت نہ کیجیے دیکھیے جلاد طلب کر چکا آسمان پری نے کہا اے نور نظر آج وہ کشت و خون ہوگا کہ لاشون کے انبار ہو جاوینگے مین نے شب کو خواب دیکھا ہے کہ فرزند میرا اس قصر مین آکر شمشیر زنی کریگا مگر رہائی ابھی ہماری تقدیر مین نہین ہے جمشید نے جلاد کو اشارہ کیا بس بادشاہ نے جو دیکھا کہ جلاد طرف آسمان پری کے چلا ضبط نہ ہو سکا قبضے پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا نعرہ بادشاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم ✤ بہار گلستان کاؤ علم ✤ منم صف شکن تیغ زن پہلوان ✤ نہال گلستان صاحبقران ✤ رفیع قزاق نے بھی تلوار کھینچی اور کاکل کشتا نے بھی نیچہ بلائی کھینچا جمشید نے جو نعرہ شاہ سنا اپنے

مقام سے اُٹھنے لگا فیروزہ نے دیکھا اگر یہ اُٹھیگا تو قیامت برپا کردیگا اُٹھتے اُٹھتے جمشید پر حباب مارا کہ جمشید بیہوش ہوکر گرا وزرا جمشید کے لڑنے لگے مگر اِن سب قیدیوں نے قیدین اپنی توڑین اور سہ اہیون کی زبانون سے سوزنین نکالین شاہزادیان جو چھوٹین وہ سحر کیے کہ آگ برسنے لگی ہزارہا ساحر جلے مگر بادشاہ چاہتے ہین اپنے کو جسطرح ہو قریب جمشید پہونچاؤن ایک ہاتھ تلوار کا مارون مگر وزرا روک رہے ہین ہر مرتبہ ساحر تلوار کھینچکر سامنے آتے ہین ہاتھ سے بادشاہ کے مارے جاتے ہین مگر شدیز کرا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہو تلوار کھینچکر قریب شاہ آیا نعرہ کیا کہ او سعد شہریار تمھاری قضا میرے ہاتھ سے تھی یہ کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے سپر پر روکا لوح کو چمکایا لوح کا عکس شدیز پر جو پڑا آنکھین بند ہوگئین اسی حال مین تلوار پڑی کہ سر شدیز چابک خرام کا زخمی ہوا زخم کھا کر شدیز سامنے سے ہٹا تینون وزیر جب بادشاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوے تو شدیز نے قریب آکر پکارا کہ یا خداوند اب بیہوش رہیئے گا اُٹھیے ہم لوگ زخمی ہوے شدیز نے جو یہ آواز دی ایک پتلہ زمین سے نکلا اُسنے جمشید کے منھ پر ہاتھ پھیر دیا جمشید کی جو آنکھ کھلی دیکھا قصر ہفت رنگ مین تلوار چل رہی ہو صدا اے گیر ودار بلند کفار دردمند تینون وزیرون کو زخمی دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا چاہا کہ سحر کرون فیروزہ ہان ہان کرکے قریب آیا پھر حباب مار دیا جمشید پھر گرا بیہوش ہوگیا فیروزہ قریب بادشاہ کے آیا فرمایا اب نکل چلیے ملکہ یاسمن وغیرہ نے بھی یہی صلاح دی کہ اگر جمشید اُٹھے گا تو قیامت برپا کریگا اِسکو غنیمت جانیے کہ آپ جس ارادے سے آئے وہ پورا ہوا اور جمشید کے نگہبان موجود ہین جبتک مرحلات طلسمی نہ ٹوٹین گے جتب زور اسکا کم نہ ہوگا یہ بیہوش نہین رہسکتا اِسکو بڑے اختیار ہین بادشاہ یہ سُنکر باہر نکلے مگر قبقاب وسیمتن و یاسمن و لوحدار ان طلسم کوہ و خونخوار تنگ پیشانی یہ سب لوگ بادشاہ کے مرکب کو گھیرے ہوے ہین آسمان پری و قریشہ اپنے سرداروں کو لیکر آگے بڑھ گئین یہان وزرا نے پچھانہ کیا آکر جمشید کو جگایا کہ یا خداوند اب اُٹھیے بادشاہ قیدیون کو لیکے نکل گئے جمشید نے کہا مین قیدیون کو نہ جانے دونگا وزرا نے

بہت روکا کہ یا خداوندہم قیدیوں کو پکڑ لاوینگے اسوقت نہ جائیے مگر جمشید نے نہ مانا
بیقرار ہوکے اُٹھا قضائے کار یہ لوگ ساحروں سے لڑتے بھڑتے ایک صحرا مین پہونچے
کہ وہان دوراہہ تھا رفیع اور بادشاہ تو دا ہنے پہ چلے ملکہ آسمان پری و قریشہ سلطانت
مع چالیس سرداروں کے جاچکی تھین کیونکہ یہ سب لوگ آگے تھے اور کوشش تھی کہ اپنے
کو گلستان ارم مین پہونچائین کہ بادشاہ نے دیکھا ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا ہزار ہا طائر
زمزمہ سرائی کرتے ہوے تخت پر جمشید سوار نعرے کرتا ہوا آیا بادشاہ پر سحر کیے مگر بسبب
لوح محفوظ کے سحر نے تاثیر نہ کی شاہزاد یان بھی سحر دفع کر دیتی ہین خونخوار زنگ پیشانی
کہ بادشاہ نے اسکو لقب نامدار عنایت کیا ہے اب خونخوار نامدار مشہور ہے اسنے ایسے ایسے
سحر دفع کیے کہ جمشید کو بہت شاق ہوا اور پکار کر آواز دی او خونخوار تجھکو سر میدان
قتل کرونگا اسوقت تو اپنے حمایتی کے ساتھ ہے مگر نگاہ جو اُٹھائی تو دیکھا کہ آسمان پری
و قریشہ مع چالیس سرداروں کے ایک صحرا مین چلی جاتی ہین ایک طائر کو اشارہ کیا
وہ طائر اُڑتا ہوا پہونچا سروں پر سب کے چرخ مار اسپ کے پانوٗن زمین نے تھامے
جمشید نے ہر چند چاہا کہ ہمراہیان بادشاہ کو گرفتار کرون مگر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ تو
لڑ بھڑ کر نکل گئے مگر جمشید نے جاکر آسمان پری و قریشہ و چالیس سرداروں کو پھر
گرفتار کیا اور لاکر قید کر دیا بادشاہ ان ہمراہیون کو ساتھ لیے ہوے لشکر ظفر اثر مین
آئے تین دن اُسی صحرا مین رہے چوتھے دن حکم دیا کہ او میثاق و خونخوار نامدار تم
دونون منتظم لشکر قرار پائے ہو طرف طلسم کے لے چلو بادشاہ اِس فکر مین سوار ہوے
منظور رہو کہ طلسم مین داخلہ کرون شب کو بارگاہ مین بیٹھے ہین انجمن مشاورت منعقد ہے
صلاحین ہو رہی ہین کہ رونے کی آواز آئی دیکھا دیو تندک گریان و نالان آکر پہونچا
بادشاہ نے کہا خیر تو ہے عرض کی حضور جب جمشید سحر کرکے پلٹا اور کچھ نہ ہوا تو اُسی غصے مین
آسمان پری و قریشہ کو گرفتار کر لیا تا بہ گلستان ارم نہ پہونچ سکین بادشاہ نے آہ کا
نعرہ کیا فرمایا او تندک بخدا مجھکو اپنی گرفتاری شاق نہ تھی گرفتار رہو تا جدہ ماجدہ کا بہت
شاق ہوا مگر پروردگار اُنکا مالک ہے میثاق نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اگر ہوسکے

تو اُنکو چھڑائے بادشاہ نے فرمایا ابھی تامل کرو جب ہم طلسم مین داخلہ کرین اُسوقت تمھین اختیار رہو ابھی انتظام لشکر مین فرق پڑیگا اِس فکر و مصیبت مین بادشاہ طرف طلسم کے جاتے ہین جمشید ثانی نے آسمان پری و فریشتہ کو لاکر قید خانے مین قید کیا مگر آسمان پری سے کلام نہین کرتا کہ جواب سخت ملیگا اب اِن کا ذکر وقت پر تحریر کیا جاوے گا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان و قاسم عالیشان داخلہ اِن دونون جوانون کا طلسم مین و دیگر حالات متعلقۂ داستان

ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
کہ آئی ہو اب رنگ پر داستان

مرے ساقیا جلد لے تو خبر
کہ عالم مین ہو آجکل شور و شر

یہ دنیاے فانی خرافات ہو
کہ ہر طرح تضییع اوقات ہو

سکندر سا سلطان گردون حشم
و دارائے ذیجاہ و فرخ شیم

کہ یہ مالک تخت اور تاج تھے
خدا کے سوا کس کے محتاج تھے

فلک نے دکھایا عجب ماجرا
کہ دارا کا جاہ و حشم مٹ گیا

سکندر رہوے مالک تخت و تاج
بر و بحر سے جسنے پایا خراج

یل پہلوان رُستم ذیحشم
کہ تھے زور مین فائق و محترم

کوئی اِنکا اُسوقت ہمسر نہ تھا
کہ زورون مین اِنکے برابر نہ تھا

مگر کیا ہوئے یہ شہ و پہلوان
دکھائین فلک نے یہ نیرنگیان

نشان قبر رستم کا پاتا نہین
کوئی حال اُنکا سُناتا نہین

کہ کیا ہو گئے یہ جوان و حسین
نشان اِن جوانون کا ملتا نہین

ہوے خاک سب استخوان بیدرنگ
دکھایا زمانے نے آفت کا رنگ

سکندر سا ذیجاہ و والا تبار
ملا خاک مین مثل مشت غبار

فریدون فرخ شہیم مہ لقا	عجب عدل و انصاف اُسنے کیا
کہ ضحاک مار ان کو بھی مار کر	سنا بازمانے کا سب شور و شر
نہ ظالم رہے اور نہ عاقل رہے	نہ عالم رہے اور نہ جاہل رہے
مگر سب کو آخر ہوا اک دن فنا	لکھو داستان جلالت فزا

چہرہ خانزبان شیر شکار و مہور شعاران میدان گیرو دار اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف شہورشعاران جنگ ازمابدہینین می نگارند حال دغا بد قضاے کار بدیع الزمان نامدار فیلاب بن دودہ زنگی کو مار کر آئے بارگاہ مین بیٹھے پکار کر کہاکہ آج میرے ہاتھ سے وہ شخص مار اگیا کہ جسکا غرو بیٔہ باختر مین مثل نہ تھا قاسم نے کہا او کشتی گیر کیا لاف دگزاف کرتا ہو ایسے ایسے نامردے میرے ہاتھ سے بہت مارے گئے یہ غروبیٔہ باختر کی جنگ بہت طول کھینچے گی جب داداجان آوینگے تب فتح ہوگی بدیع الزمان نے جواب دیا اے فرزند مین تمسے ذکر نہین کرتا آمد سخن مین کہا مگر قاسم جھلا کر بارگاہ سے اُٹھا باہر آکر اُصیبہ سے کہا کہ اپنے آقا کو خبر کردے کہ مین صحراے آتش فشان مین جاتا ہون کہنا کہ اگر دعویٔ جرأت رکھتے ہو تو اُس مقام پہ آؤ سمجھا جائیگا اُمیبہ نے جا کر بدیع الزمان سے کہا یہ بھی خبر سنکر اُٹھ کھڑے ہوے گرمی مین طرف صحراے آتش فشان کے چلے مگر قاسم پہلے پہونچے تھے جب دیکھا کہ آنے مین بدیع الزمان کے دیر ہوئی غصہ تو انتہا کا ہو درختون کو قلم کرنے لگے کہ آواز سم مرکب کی آئی پلٹ کر دیکھا بدیع الزمان آتے ہین بس نعرہ کیا کہ او کشتی گیر بے دولت آج بے قتل کیے نہ چھوڑونگا بدیع الزمان کو بھی غصہ تھا قریب قاسم آئے آپس مین تلوار چلنے لگی صحرا مین سناٹا ہو کوئی روکنے والا نہین بے خوف لڑ رہے ہین جب دس بیس وار رد و قدح ہوے تو بدیع الزمان نے تلوار پر ہاتھ ڈالدیا قاسم بھی پٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی بدیع الزمان حیران ہین کہ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ قاسم کو میرے ہاتھ سے کوئی صدمہ پہونچے تو بھائی صاحب کو کیا منھ دکھاؤنگا مگر قاسم بے خوف لڑ رہا ہو یہی چاہتا ہو کہ زیر کرون مگر بدیع الزمان کا

زیر ہونا کیسا بدیع الزمان بھی یہی چاہتے ہین کہ قاسم کو زیر کرون مگر قاسم بھی ایسا نہین ہو یہ زور و شور لڑ رہا ہو دن بھر اسی ہنگامے مین گذرا شام کو بدیع الزمان نے کہا اے قاسم اب جنگ موقوف کر و صبح کو پھر لڑینگے قاسم نے کہا دب گئے بے زیر کیے اب پیچھا نہ چھوڑونگا بدیع الزمان نے کہا بیٹا اسی ہوس مین رہو گے قاسم نے نہ مانا اور لڑنا موقوف نہ کیا یہ صحراے سنسان کف دست میدان یہ دونون سر ٹکرا رہے ہین مگر چہرے دونون کے مثل آفتاب کے روشن ہین قضاے کار ماہ جادو اور مہر جادو دونون بہنین تخت پر سوار سیر کرتی ہوئی جاتی تھین سر جھکا کر جو دیکھا کہ یہ دونون جوان کشتی لڑ رہے ہین ماہ نے کہا اے بہن مہر دیکھو اس صحراے ہول افزا مین یہ دونون جوان لڑ رہے ہین نہین معلوم یہ کون ہین مہر نے کہا سبز پوش اچھا جوان ہو اور ماہ نے کہا گلگون پوش سے بہتر نہین گلگون پوش شوخ و شنگ و شوخ مزاج کا جوان ہو مہر نے کہا مین تو سبز پوش کو لیتی ہون ماہ نے کہا مین نے گلگون پوش کو لیا مگر بہن علیحدہ علیحدہ چلو ماہ جادو نے کڑک کر قاسم کو لیا مہر جادو نے بدیع الزمان کو لیا دونون لیکر چلین علیحدہ علیحدہ جاتی ہین جبل اعلیٰ سے گذر کر قریب طلسم نوخیز کے پہونچین ایک قصر سر راہ بنا ہوا تھا اُس مین ماہ جادو قاسم کو لیکر آئی خوش ہو کہ وصل حاصل کرون ایسا جوان حسین ملا ہو کہ اِسکے ساتھ چین کرونگی سحر سکھاؤنگی یہ سوچکر قاسم کو قصر مین لائی طالب وصل ہوئی قاسم نے جھلا کر جواب دیا کہ او ملعونہ کیا بیہودہ بکتی ہو اُدھر بدیع الزمان کو مہر جادو نے ایک پہاڑ پر اُتارا اور سوال وصل کیا بدیع الزمان نے بھی اِنکار کیا مگر یہ دونون جوان جب اِنکار کرنے لگے تو دونون اِنکو چھوڑ کر براے سیر گئین یہ دونون جوان سو گئے عالم خواب مین ان دونون نے خواجہ عمرو کو دیکھا کہ فرماتے ہین اے فرزندو یہ تکرار کیا ضرور ہو یہ خواب دیکھکر دونون جوان جاگے جادوگرنیان جو آئین دم دیکر شراب پلائی اور شراب پلا کر آمادۂ وصل ہوے گلا دبا کر دونون کو مار ا مار کر قاسم قصر سے نکلے بدیع الزمان پہاڑ سے اُترے دونون سے صحرا مین ملاقات ہوئی قاسم نے للکارا کہ او کشتی گیر

بیے دولت ساحرہ کے ہاتھہ سے کیونکر بچا مین نے اُس فاحشہ کو چیر کر پھینک دیا ہی
بدیع الزمان نے کہا وہ میرے ہاتھہ سے ماری گئی قاسم نے کہا فریب کیا ہوگا یہ سُنکر
بدیع الزمان نے کہا فریبی تم ہو بعد تکرار آپس مین تلوار چلنے لگی قاسم نے جب ہاتھہ
مارو یا تو بدیع الزمان نے جواب دیا دونون جوان لڑ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی
نقابدار گلگون پوش مع بارہ ہزار جوانون کے پیدا ہوا محبت قاسم کا دم بھرتا ہوا
میمین سے للکارا کہ باش او کشتی گیر تو یہان کہان آیا آقا سے نامدار اسکو چھوڑ دیجیے
مین سمجھ لونگا قاسم نے کہا تم ہٹو مین ابھی اسکو اُٹھا لیتا ہون وہ شکست دون
کہ عمر بھر کو یاد کرے بدیع الزمان نے جواب دیا کہ اے قاسم گھر بار چھوٹا اس غربت مین
ساتھہ ہو کر کام کرین مگر گلگون پوش نے بدیع الزمان پر ہاتھہ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے
سر چرایا پھل تلوار کا سر پر قاسم کے پڑا گلگون پوش منتین کرنے لگا کہ آقا سے نامدار
معاف فرمائیے قاسم نے کہا اے ہوا خواہ یہ اتفاق ہی کہ نیچہ پڑ گیا مگر جوان ایسے زخمونکو
کب مانتے ہین ایسے زخم اکثر سر پر آئے ہین کبھی خیال بھی نہین کیا گلگون پوش نے
قاسم سے باتین کرتے کرتے پھر ہاتھہ تلوار کا مارا ہر چند کہ بدیع الزمان نے اپنے کو
بچایا مگر تلوار سر پر پڑی کہ اوچھا سا زخم آیا بدیع الزمان نے تلوار کھا کر ارادہ کیا کہ
گلگون پوش پر جا پڑون گلگون پوش پیچھے ہٹا بدیع الزمان نے چاہا مع گھوڑے
اسے اُٹھا لون قاسم نے نعرہ کیا کہ او کشتی گیر خبردار میرے ہوا خواہ پر ہاتھہ نہ ڈالنا
کہ دوسری طرف سے اور گرد اُڑی نقابدار زمرد پوش بارہ ہزار جوانون سے پیدا
ہوا گلگون پوش نے للکارا کہ او صعلوک کہان جاتا ہی آقا کی زیارت کر لے یہ سُنکر
زمرد پوش بھی پلٹا بدیع الزمان کو سلام کیا سر سے جو خون بہتے ہوئے دیکھا بیقرار
ہو گیا کہا اے شہریار یہ زخم کسکے ہاتھہ سے آیا بدیع الزمان نے گلگون پوش کو بتایا
زمرد پوش پلٹا کہا او نالایق تو نے کچھہ نہ خوف کیا مگر قاسم بھی زخمی ہین معلوم ہوتا ہی
تو ہی نے زخمی کیا گلگون پوش نے کہا تجھکو کیا زندہ چھوڑونگا یا تیرے قتل سے منھہ
موڑونگا یہ کہکے دونون جوان لڑنے لگے تلوار جھنانے کے ساتھہ چل رہی ہی دونو

اُس پر غالب آسکتا ہو نہ یہ اُس پر فتح پاتا ہو قضاسے کارکیوس نیزہ وار و دیوث مردانہ خوار کہ اس صحرا کے حاکم ہین براے شکار نکلے تھے انھون نے دیکھا کہ نبیرۂ حمزہ آپس مین لڑ رہے ہین دونون بھائی آپڑے فوج کو اشارہ کیا کہ اِن سب کو مار لو گلگون پوش نے طرف زمرد پوش کے دیکھا کہا بھائی ہماری تمھاری لڑائی تو عمر بھر فتح نہ ہوگی دشمن سے جنگ کرو دونون نقابدار کیوس و دیوث کی فوج پر گرے ہنگامہ ڈالدیا ایک سوار نے بڑھکر قاسم کو نیزہ مارا قاسم نے اُس سوار کا نیزہ توڑ کے اُسکو گھوڑے سے اُتار لیا اور جست کرکے پشت مرکب پر سوار ہوے بدیع الزمان سے کہا اے عم نامدار اب دشمن سے لڑیے بدیع الزمان نے بھی ایک سوار کو مار اتار کر اُسی مرکب پر سوار ہوے بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در رزم و کین		توانم گشتم آسمان بر زمین	
ز تیغم لبے ملک اسلام شد		کہ سر فتنۂ باختر نام شد	
مہ برج خوبی شہ انجمن		بدیع الزمان گرد لشکر شکن	

قاسم نے جو نعرۂ بدیع الزمان کی آواز سُنی فوراً بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ		زنم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ	
زآب دم تیغ شستم زمین		ہمہ باختر شد بہ زیر نگین	
آفتاب مشرق دین پروری	دیگر	شہ سوار لال پوش خاوری	

مگر کیوس نے دیوث کو اشارہ کیا کہ تو پشت پر جا مین سامنے سے لڑتا ہون یہ سنکر دیوث پشت پر آیا کیوس نے سامنے سے آکر لڑ کا یہ شیر بیشۂ رستم محترم و محتشم فوراً جا پڑے کیوس سے تلوار چلنے لگی پشت سے آکر دیوث نے قاسم کو زخمی کیا لیکن بدیع الزمان نے جو دور سے دیکھا کہ قاسم کشتہ ہوتا ہو کیوس پر آپڑے للکارا کہ او نامرد بہادر کے ساتھ مکر کرتا ہو یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ طلسم طہمورث دیو بند دست زبردست شاہزادۂ والا قدر تڑپ کے تیغہ گراسپر کو کاٹ کر جگرگاہ تک تلوار پہونچی قاسم نے کمرگاہ پر ہاتھ مار دیا اور آواز دی کہ وہ مارا بدیع الزمان کو دیوث نے

پشت سے آکر زخمی کیا قاسم نے للکارا کہ او نامرد مردان عالم سے تو آنکھ چار کر لپک کر ہاتھ بلارک کا مارا بدیع الزمان بھی زخمدار قاسم بھی زخم سے بیقرار مگر دیوث پر ہاتھ پڑا سپر کو کاٹ کر تلوار چلی تھی کہ بدیع الزمان نے بھی ہاتھ مارا دیا کہ دیوث کے دو ٹکڑے ہوئے قاسم نے کہا او کشتی گیر مردہ کشی نہین چھوڑتے بدیع الزمان نے کہا یہ تمھارا کام ہی قاسم نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان کا سر چوپارہ ہوگیا زخم کھا کر بدیع الزمان نے بھی ہاتھ مارا کہ قاسم کا بھی سر چوپارہ ہوگیا فوج کفار بے سردار ہوئی مگر قاسم نے دیکھا کہ سر سے خون بہت بہا ایسا نہ ہو کہ غش کھا کر گھوڑے سے گرون دونون ہاتھ گردن مین مرکب کی ڈالدیے مرکب عربی قاسم کو لے نکلا ایک طرف گھوڑا بدیع الزمان کو لے گیا اور ایک طرف قاسم کو لے نکلا لشکرداروں نے جو دیکھا کہ بدیع و قاسم لڑتے لڑتے نکل گئے فوج کیوس اور دیوث کو شکست دی اور یہ بھی دونون جوان زخمدار تھے ایک طرف لڑتے بھڑتے نکل گئے گلگون پوش الگ گیا زمرد پوش ایک طرف چلا گیا احوال قاسم عرض کرتا ہون کہ قاسم کو گھوڑا لیے ہوئے ایک دشت ویران مین پہونچا یہ گھوڑے سے گرے مرکب دیر تک پاس کھڑا رہا جب دیکھا کہ سوار نہین اٹھتا تو ناچار ہو کر ایک طرف چرا مین مصروف ہوا قضائے کار ملکہ نسرین الماس پوش اس صحرا کی مالک ہی کنیزون نے خبر دی کہ آج اس صحرا مین ایک جوان زخمدار بیقرار و بیہوش پڑا ہی مگر آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری ایسا حسین ہی کہ تمام صحرا انور جمال سے منور ہو رہا ہی نسرین الماس پوش اٹھی باغ سے نکلکر دیکھا کہ مرکب ایک طرف چرا کرتا ہی اور زیر نخل ایک آفتاب چمک رہا ہی غرض نسرین نے آکر قریب سے قاسم کو دیکھا مائل ہوئی اٹھوا کر اپنے باغ مین لائی لاکر زخم دھوئے کی بیٹھکر تلوے سہلانے لگی آرام جو پہونچا قاسم نے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار سرہانے بیٹھی ہوئی ہی شعلۂ جمال ملکہ نے قاسم کے قلب و جگر کو جلا دیا اٹھ بیٹھے فرمایا ای مہ جبین تو نے مجھکو کیونکر پایا ملکہ نسرین الماس پوش نے مسکرا کر ان اشعار مین جواب دیا نظم

چھوٹ کر دام سے گلزار مین ناشاد رہا
روز بلبل کو خیال رخ صیاد رہا

کیا کہون ہجر مین دلبر مرے کیا کیا گذری
رات بھر مشغلۂ نالہ و فریاد رہا

راست بازی سے گرفتار علایق نہ ہوا
سرو سا مین چمن دہر مین آزاد رہا

جور بھی تو نے کیے وعدہ خلافی کے سوا
اک نیا روز ستم اور ستم ایجاد رہا

کاٹ ابرو کی کمان تیغ صفاہانی مین
برق کے سامنے کیا رتبۂ فولاد رہا

لب معشوق ہوے کب نہ ترے تیر نظر
صورت تو دہ مشک دل ناشاد رہا

زندگانی مین تو اغیار نہ ملک تھے سب یار
پر لحد مین مرے ہمراہ نہ ہمزاد رہا

فصل گل ختم ہوئی آئی خزان اے رعنا
اب نہ گلزار مین گلچین ہی نہ صیاد رہا

قاسم نے ہنسکر کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی مین بھی تمھاری شمع جمال کا پروانہ ہون اٹھکر بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی کہا کیون ملکۂ عالم یہ نوبت نقارہ کون بجا رہا ہی ملکہ نے کہا اے شہریار اس صحرا مین ایک مٹھ ہے اُس مین تصویر پتھر کی ہی بعد مہینہ بھر کے لوگ جمع ہوتے ہین اور پوجا پاٹ ملکر کرتے ہین سب طرف سے لوگ آتے ہین اب سب جمع ہونگے بعد دو دن کے میلہ ہوگا قاسم نے کہا ہم بھی میلہ دیکھنے جاوینگے لنسرین نے منع کیا کہ آپ کا جانا بہتر نہین قاسم نے کہا ہم ضرور جاوینگے ہرچند ملکہ نے منع کیا مگر قاسم نے نہ مانا پلا رک ٹیک کر اٹھے گھوڑے پر سوار ہوکر باغ سے نکلے مگر لنسرین الماس پوش جانے پر قاسم کے بہت بیقرار ہوئی ایک طاؤس پر سوار ہو کے بلند ہوئی سحر مین طاق یگانۂ آفاق ہی طلسم نوخیز کی خراج گزار ہی مگر یہ صحرا ے ویران مشہور ہی پتھر کا پتلا اکثر باتین کرتا ہی اور حکم لگاتا ہی قاسم نے دیکھا گرد گنبد کے میلہ جمع ہی دروازہ گنبد کا کھلا ہوا ہی ایک تصویر سنگی بیچ مین بیٹھی ہی آنکھین چمک رہی ہین گرد میلہ جمع ہی ایک طرف دوکاندار شیرینی فروش دوسری جانب صرافہ تیسری سمت بزازہ چوتھی جانب جوہری بازار جواہر بیش قیمت کا انبار لگا ہوا ہی ہر سمت دلالون کی بول چال ایک طرف گلفروش لیسے ہین آوازین دے رہے ہین کہ پلنگ توڑ بیلا ہی کون ایسا البیلا ہی کہ ہار لیکر پہنے

غنچۂ دل شگفتہ کرے قاسم نے جو یہ معرکہ دیکھا سیر دیکھتے ہوے سامنے پہونچے اُس تصویر سنگی نے آواز دی ای بندگان من یہ جوان سرخ پوش یزدان پرست ہو اسکو فوراً مار کر مشکین باندھکر ہمارے سامنے لاؤ ہم سزا دینگے تمام بیلے والے قاسم پر ٹوٹ پڑے قاسم بھی لڑنے لگے جب کئی سو جوان ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے اور قاسم لڑتے ہوے طرف گنبد کے چلے تو تصویر سنگی نے جماہی لی ایک دھوان منھ سے نکلا اسقدر دھوان بلند ہوا کہ قاسم اُس مین چھپ گئے اور تصویر سنگی اپنے مقام سے اٹھی قاسم کی کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اڑی ملکہ نسرین الماس پوش کہ آسمان سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی تھی پیچھے پیچھے چلی اُسی صحرا مین ایک باغ تھا درخت اُجاڑ و ویران تصویر سنگی وہان آکر اتری قاسم کو سامنے بٹھالیا نسرین نے آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیاہ فام بد انجام ظاہر ہوئی قاسم سے سوال وصل کرنے لگی قاسم نے جواب سخت دیا کہ او ملعونہ کیا بیہودہ بکتی ہو جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر اُس جادوگرنی نے آواز دی کہ ارے حاضر ہو چند کنیزین آکر سوجود ہوئین اشارہ کیا کہ قاسم کو باندھو نخل سے باندھکر کنیزین ہٹین ساحرہ اُٹھی چاہا کوڑا قاسم کو مارے ملکہ نسرین نے جو آسمان سے دیکھا قلب مضطر آگیا جی مین کہتی ہو مقام افسوس ہو کہ اس شہریار پر کوڑا پڑے مگر ای نسرین نہین معلوم یہ ساحرہ کون ہو کہ اِس صحرا مین خدائی کرتی تھی کیا کرون یہ سوچکر تاب نہ آئی آسمان سے نعرہ کیا کہ او بیحیا تو جو سوال وصل کرتی ہو بھلا یہ جوان تیرے لایق ہو آفتاب عالمتاب حسینون مین لاجواب اُسپر تو عاشق ہوئی ہو اپنی صورت تو دیکھ تو اِس لایق ہو کہ کنیزون مین بھی اِنکے شامل نہ ہو اُس ساحرہ نے جو ملکہ نسرین کو دیکھا منھ کھولکر جماہی لی کہ دھوان منھ سے نکلنے لگا نسرین جو بلند ہوئی آسمان سے آکر پانی برسایا تب وہ دھوان رکا روشنی ہوئی نسرین نے چاہا کہ بھاگون مگر اُس جادوگرنی نے ایک مقراض جھولی سے نکالی نسرین پر کھینچ ماری نسرین نے اپنے کو بہت بچایا مگر نہ بچ سکی مقراض آکر شانے پر پڑی کہ شانہ زخمی ہوا ملکہ نسرین نے اُس مقراض کو شانے سے نکالا خون اپنا لگا کر اُسی ساحرہ پر

کھینچ ماری اُس جادوگرنی نے ہرچند اپنے کو بچایا مگر کب بچ سکتی تھی آکر سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری مرنا اُس جادوگرنی کا کہ باغ جلنے لگا طائر اُڑتے ہین اور آواز دیکر غائب ہوجاتے ہین بعض اپنے کو آگ مین گراتے ہین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام سن سنگین جادو بود مار کر سنگین کو قاسم کو ساتھ لیا نسرین نے کہا اے شہریار آپ کے نام کے سب دشمن ہین ایسا نہ ہو آپ کسی مقام پر گرفتار ہوجائین تو باعث خرابی ہو مین آپ کو طلسم نوخیز مین پہونچاؤنگی وہان جاکر شمشیر زنی کیجیے قاسم باتین کرتے ہوے آتے ہین کہ صحراسے گرد اُڑی واہمہ جادو مع چالیس ہزار ساحر کے پیدا ہوا اور پکار کر آواز دی کہ اے نسرین الماس پوش یہ جوان کون ہے مجھکو خداوند نے حکم دیا ہے کہ جو مسلمان جس مقام پر ملے اسکو فوراً پکڑ لاؤ مین اسکو جانے نہ دونگا یہ کہکر ساحرون کو اشارہ کیا کہ اسکو پکڑ لو تمام جادوگر بلوہ کر کے طرف قاسم کے چلے نسرین نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اور گلے مین قاسم کے پہنادیا کہا ان ساحران عام کا تو سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا قاسم نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ہے شہسوار لال پوش خاوری ہے جس ساحر کو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جب کئی سو ساحر ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے اور واہمہ نے دیکھا کہ قاسم پر سحر تاثیر نہین کرتا خاک تبر جمشید جھولی سے نکالی لڑتا ہوا قریب ملکہ نسرین کے پہونچا خاک اُڑادی نسرین بیہوش ہوکر گری اب جو قاسم پر سحر کیا تو قاسم چلنے سے رُکے واہمہ نے چاہا جا کر گرفتار کرون قاسم نے دونون ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے پکار اُٹھے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز ہاتھ سے اس ساحر کے بچالے قاسم نے جو یہ دعا کی نقابدار زرین پوش صحرا مین شکار کھیل رہا تھا عیار نے عرض کی کہ حضور قاسم نوجوان ایک ساحر کے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتے ہین نقابدار نے گھوڑا بڑھایا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ او بچہ خبردار یہ وہ جوان ہین کہ کسی معرکے مین نہین رُکے تو چاہتا ہو سحر سے انکو قتل کرے تیری تو کیا مجال ہے منم نقابدار زرین پوش یہ کہکر کمان کاندھے سے اُتاری اور ناک کر تیر مارا

کر واہمہ کی پیشانی پر پڑا تو ڑ کر گدی کو پار گذر ا مرنا واہمہ کا کہ نسرین کو ہوش آیا تھا بدر اسکی
طرف صحرا کے چلا گیا قاسم نے رہائی پائی لیکن لاشئہ واہمہ پڑا دیکھ ساحرون کا بلوہ ہوکہ
قاسم کو گرفتار کر لیں اور قاسم بہ شوکت تمام مصروف جنگ ہیں تھوڑے عرصے میں
کل فوج کو شکست دی ملکہ نے بھی سحر کیا دیوانہ دار وحشی مثال ہمراہیان واہمہ لاشئہ
واہمہ لیکر بھاگے بھاگ کر درہ ہائے کوہ میں چھپے جب میدان پاک ہوگیا کہ کوئی سامنے
نہ رہا تو نسرین الماس پوش نے کہا او شہریار چلیے آپ کے نہ ہونے سے باغ ویران
پڑا ہوگا یہ سنکر قاسم ملکہ کے ساتھ ہوے کہ سامنے سے دیکھا ایک آہو صحرائی کر چا لیں
بھرتا ہوا آتا ہے قاسم نے جو اُس آہو کو دیکھا کہ نہایت تیار ہے قاسم نے اُسکا پیچھا کیا
ملکہ نے چاہا سحر کرون کہ آہو رک جائے قاسم نے منع کیا کہ ملکہ جانور پر سحر نہ کرو میں اسکو
گھیر لونگا یہ کہکر مرکب بڑھایا آگے آگے آہو پیچھے اُسکے قاسم ملکہ ایک نخل کے سایے میں
ٹھہر گئیں قاسم نے تین چار کوس پر آکر اُس آہو کو صید کیا ایک نخل کے نیچے بیٹھکر کباب
لگانے لگے کہ پہلوے صحرا سے ایک فقیر پیدا ہوا اُسنے کہا میں آگ وغیرہ روشن کر دون
قاسم تو عاجز ہو رہے تھے راضی ہوگئے اُس فقیر نے آگ وغیرہ درست کر کے کباب
لگائے نمک اپنے پاس سے ملایا قاسم نے جو کباب کھائے سر گردش کرنے لگا کہا او
شاہ صاحب ان کبابوں میں کیا تھا کہ سر پھرنے لگا فقیر نے پکار کر کہا باش او لیبر حمزہ
میں تو تمھاری تلاش میں تھا میں کیمیا سے تیز رفتار عیار سیماب ابلق سوار اسی
فکر میں نکلا تھا عنایت خداوند سامری کہ زیادہ تکلیف نہ پڑی اسی مقام پہ تمکو پا گیا
سیماب بڑا کاہن زبردست ہے اُسنے کہا تھا کہ دس کوس سے زیادہ نہ جانا پڑیگا کہ نقش
مدعا ملجائیگا قاسم چلا کر اُٹھے گر کر بیہوش ہوے کیمیا نے قاسم کا پشتارہ باندھا اور
لیکر چلا گھوڑا وہیں چھوڑا بھاگا ہوا جاتا ہے کہ سامنے سے گرد اڑی نقابدار مرصع پوش
شکار کھیلتا ہوا آتا تھا دور سے پکار کر آواز دی کہ او عیار مکار پشتارے میں تو
کسکو لیے جاتا ہے عیار نے چاہا نکلجاؤن مگر نقابدار گھوڑا بڑھا کر آیا عیار کے سینے پر
نیزہ رکھدیا جان کے خوف سے اُسنے گوشۂ چادر چہرے سے ہٹایا چادر ہٹتے ہی ایک

بجلی چمک گئی کہا او عیار ایستادہ رکھدے اپنی جان کو غنیمت جان طرف صحرا کے چلا جا عیار نے ناچار ہوکر ایستادہ رکھا یا نقابدار نے قاسم کو اٹھاکر پشت مرکب پر رکھ لیا اور لیکر اپنے باغ میں آیا قاسم کو ہوشیار کیا قاسم کی جو آنکھ کھلی اپنے قریب ایک معشوقہ آئینہ رخسار کو پایا پوچھا تمھارا نام نامی کیا ہی اور وہ عیار کہاں گیا کہ مجھکو گرفتار کرکے لے گیا تھا ملکہ نے کہا وہ عیار بھاگ گیا مین نے تمھین چھین لیا پھر پوچھا کہ تمھارا نام نامی کیا ہی اُس مہ جبین نے کہا مجھکو مرآت آئینہ سما کہتے ہین یہان سے قریب قلعہ ہوشیدا سے جادو باپ میرا ساحر زبردست ملازم جمشید ثانی اُسی قلعے مین رہتا ہی نام جمشید کا آیا تھا کہ لشکر کشی کرکے برسر سعد شہریار جاؤ اور اُنھین ردکو غرضکہ باپ میرا سامان لشکر کشی کر رہا ہی آجکے آٹھوین روز ہم سب جاوین گے تم بھی ملازم ہوکے چلنا یقین ہی بادشاہ سے مقابلہ کرنا پڑے قاسم نے کہا مین ضرور بادشاہ سے مقابلہ کرونگا مرآت نے کہا تم کون ہو قاسم نے کہا فضل تیغ زن میرا نام ہی یہان اسی واسطے صحرا مین پھرتا تھا کہ اگر بادشاہ ملین تو اُنکا دوکون تم اپنے باپ سے تقریب کرو کہ مجھکو بھی ہمراہ لے چلین مین اُنھین زیر کرونگا مرآت نے جاکر اپنے باپ سے ذکر کیا کہ ایک پہلوان آیا ہی فنون سپاہ گری مین طاق ہی جرأت مین شہرۂ آفاق اور یہ مشہور ہی کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہ کریگا یہ جوان بجرأت لڑیگا باپ نے اِسکے قبول کیا کہا لشکر تیار ہو رہا ہی مین لشکر لیکر آؤنگا تم بھی اُسکو ساتھ لیکر چلنا مقابل کرائین گے حقیقت مین بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا اسکو اُنسے لڑوائین گے ملکہ نے آکر قاسم سے کہا قاسم نے بھی قبول کیا چھٹے دن لشکر لیکر شیدا سے جادو سات ہزار سوار سے آکر ٹھہرا ملکہ قاسم کو گھوڑے پر سوار کرکے باہر لائین شیدا سے جادو نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال جری و بہادر مرکب پر سوار بہ شوکت تمام آیا بیٹی سے اِشارہ کیا کہ اسے سحر کردو کہ بروقت مقابلہ تامل نہ کرے اور بادشاہ پر جا پڑے مرآت نے قاسم کو آئینہ دکھا دیا اور نقاب سرخ چہرے پر ڈالدی اور ساتھ لیکر چلے تیسرے دن مقابلہ بادشاہ مین پہونچے سعد بن قباد ایک صحرا مین فروکش تھے کہ شیدا سے جادو مقابلہ

مین پہونچا بادشاہ نے جو خبر سُنی کہ شیداے جادو مقابلے مین آیا ہو اور ایک نقابدار ساتھ ہو فیروزہ سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ نقابدار کون ہو فیروزہ بن عمر وصورت بدل کر لشکر مین آیا ایک کنیز کی شکل بنکر بارگاہ مرآت مین آیا دیکھا قاسم مسند پر بیٹھے ہین معشوق سے باتین کر رہے ہین فیروزہ حیران ہوا ایک گوشے مین چھپا جب یہ دونون سوگئے تو فیروزہ نے قاسم کو بیہوش کیا چاہا لیکر نکل جاؤن کہ ملکہ کی آنکھ کھل گئی للکارا کہ ارے تو کون ہو فیروزہ جست کر کے بھاگا مرآت نے قاسم کو ہوشیار کیا کہا اے شہریار ایک عیار آپکے لینے کو آیا تھا مین نے بچایا قاسم نے کہا وہی عیار ہوگا یہان بھی آگیا ہوگا ملکہ خاموش ہو رہین قاسم صبح کو اُٹھکر دربار شیدا مین آئے شیدا نے پوچھا کہ شب کو کیا معرکہ گذرا قاسم نے ذکر کیا کہ ایک عیار آیا تھا مجھکو لیے جاتا تھا مگر ملکہ نے اُسے بھگا دیا یہ سُنکے شیدا نے آئینہ اُٹھایا قاسم سے کہا اس مین دیکھیے جو آپ کے چُرانے کو آیا ہوگا معلوم ہو جائیگا قاسم نے جو آئینہ دیکھا معلوم ہوا کہ فیروزہ آیا تھا شیدا سے بیان کیا کہ ایک عیار بادشاہ مجھے چُرانے کو آیا مگر ملکہ نے بچا لیا اور آئینہ دیکھنے سے غصہ آیا فرمایا بڑے تعجب کا مقام ہو سعد نے یہ کیا حرکت کی شاید جنگ سے عاجز ہین شیدا نے طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے قاسم نے مرکب نکالا اور آواز وہی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے اشجار تاجدار فرزند اشجارہ تاجدار کو اشارہ کیا اشجارہ مقابلہ قاسم مین آیا قاسم نے نیزہ نکالا جب نوبت تلوار کی پہونچی تو قاسم نے اشجارہ کو زخمی کیا بعد اشجارہ کے غیوق نکلا وہ بھی ہاتھ سے قاسم کے زخمی ہوا کئی سردار نکلے شام تک ہاتھ سے قاسم کے زخمی ہوے قاسم نے پھر دن رہے مرکب پھیرا اور بہیبت تمام پکار کر آواز دی کہ اے سعد تم مقابلے مین نہ آئے کہ جرأت کا مزہ ملتا سعد طبل بازگشت بجوا کر پلٹے مگر فیروزہ سے کہتے تھے کہ حقیقت مین یہ طرز جنگ قاسم تھا کہ جو گیا وہ زخمی ہوا انشاءاللہ مین کل مقابلہ کرونگا اور اگر بن پڑیگا تو

لوح محفوظ سبھی چھپتا رہیگا کہ شاید دام سحر مین ہو تو ہوش مین آجائے ہر چند کہ آتش خوا ور
شعلہ مزاج ہو مگر میرا پاس ضرور کریگا بادشاہ آکر بیٹھے ہین کہ پھر صداے طبل جنگی لشکر شبدیا
سے آئی یہان بھی طبل جنگی بجا مگر فیروزہ بن عمرو ایک گویے کی شکل بنکر لشکر مین آیا ایک
مقام پر بیٹھکر گانے لگا مرآت اُدھر سے آتی تھی اُسنے جو گانا سُنا فیروزہ کا کنیزون سے
اشارہ کیا کہ اِس گانے والے کو لیتی آؤ یقین ہو ہمارا پہلوان گاتا اِسکا سُنکر بہت خوش
ہوگا کنیزون نے آکر فیروزہ سے کہا کہ میان گانے والے چلو تمکو ہماری مالک نے
بلایا ہو فیروزہ ساتھ ہوا جب باغ مین آیا دیکھا قاسم بدون نقاب بارگاہ مرآت
مین بیٹھے ہین ایک طرف مرآت خوشی مین بیٹھی ہو فیروزہ نے آکر سلام کیا کہا اعلیٰ
اعلیٰ مراتب رہین یہ غلام بہت سے کمال جانتا ہو اول یہ کہ گانا سُنیے کبھی ایسا گانا نہ سُنا
ہوگا مرآت نے کہا گانا تمھارا ہمنے سُنا حقیقت مین خوب گاتے ہو اور کمال ظاہر کرو
فیروزہ نے کہا مین ساقی ہون کوئی باقی نہ رہے گا یہ کہکر اُٹھا شراب کو خراب کیا اُ
پانوُن مین گھنگرو باندھکر گت ناچا شراب کو سر پر رکھکر اول سامنے مرآت کے آیا
مرآت نے جام پیا دوسرا جام فیروزہ نے قاسم کو دیا قاسم بھی پی گئے ساری محفل کو
فیروزہ نے شراب پلائی تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے سب کو بیہوش کرکے
قاسم کا پشتارہ باندھا فیروزہ نے نکلا جب کنارے پر آیا تو سوچا کہ ایسا نہ ہو سامنے
سے جاؤن گرفتار ہو جاؤن طرف صحرا کے چلا مگر پھرتا پھرتا ایسا بھٹکا کہ ساری
رات جنگل مین گذری صبح کو قریب ایک جھیل کے پہونچا پانی پیکر ٹہلنے لگا کہ نہر مین
سے ایک مچھلی تڑپ کر نکلی فیروزہ اُسکی ماہیت سے آگاہ نہ ہوا وہ مچھلی تڑپ کے
قاسم پر گری پشتارہ اُٹھا کر لیگئی فیروزہ حیران ہوا کہ یہ کیا عجائب وغرائب تھا لیکن
خوش ہوا کہ یہان سے بھاگو یہان کی مچھلیان دشمن ہین ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس
جاؤن مگر اے فیروزہ سمجھا جائیگا یقین ہو کہ یہ تمام صحرا سحر بند ہو آخر یہ بھی تو ثابت ہو
کہ حاکم کون ہو کسکی عملداری ہو ایک جھاڑی مین چھپکر بیٹھا جب اچھی طرح صبح ہوئی
اور آفتاب عالمتاب بلند ہو چکا تو جھیل مین تہلکہ پیدا ہوا پانی اُچھلنے لگا بعد تھوڑے

عرصے کے پانی تو خشک ہو گیا دیکھا ایک شاہزادی رشک قمر سیمبر چست و چالاک بیباک
بندری سیندور کی پیشانی پر دی ہوئی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ سحر مین طاق ہی پشت پر کئی سو
نازنینان مہ جبین اسی طرف آتی ہین سامنے ایک چبوترہ بنا ہوا تھا کنیزون نے اسپر فرش
بچھایا شامیانہ استادہ کیا وہ نازنین بیٹھی کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو لاؤ فیروزہ
نے دیکھا قاسم مسلسل و مطوق زنجیرین ہلاتے ہوئے سامنے آئے ماہیان جادو نے
پکار کر آواز دی کہ کیون ای قاسم ہمارا کہنا نہ مانیگا قاسم نے کہا جبتک اطاعت اسلام
نہ کریگی مین تیرا کہنا نہ مانونگا ساحرہ نے کہا ای جوان اقرار کرتی ہون کہ اطاعت کرونگی
جو حکم دیگا وہ بجا لاؤنگی مگر دیکھیے تمھارے چاہنے والے تمھاری تلاش کرینگے ہم تو ہرگز
نہ جانے دینگے آیندہ جیسا کچھ ہو یہ سنکر قاسم بہت جھلائے فرمایا چاہنے والا کسکو بتاتی
ہو اُس نازنین نے سر جھکا لیا اور چپکے سے کہا جنکے آپ سحر مین مبہوت تھے قاسم نے کہا
مجھے خیال نہین ماہیان جادو نے کہا بی مرآت جادو یہ لیکر مرآت کا سحر اُتار دیا مگر
حقیقت مین صبح کو جو مرآت نے پہلو خالی پایا کنیزون سے پوچھا کہ یہ جوان کہان گیا کنیزون
نے کہا واری باغ مین تو نہین ہی اور نہ وہ گویا معلوم ہوتا ہی مرآت جادو جھلا کے اٹھی
فرمایا بیشک وہ گویا کوئی عیار تھا اب مین فکر مین جاتی ہون یہ کہکر آئینۂ مرآت طلب
کیا اُسکو دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور اٹھی اور یہ کہتی ہوئی چلی کہ بی ماہیان کی شامت
آئی ہی میرے معشوق کو بٹھایا ہی دیکھو کیسی سزا اسے معقول دیتی ہون یہ کہکر طاؤس پر
سوار ہوئی طاؤس لیکر بلند ہوا اُس مقام پر پہونچی کہ جہان پر ماہیان نے بارگاہ
استادہ کرائی ہی دور سے اِسنے دیکھا کہ ماہیان قاسم کو پہلو مین لیے بیٹھی ہی جل گئی
کنتی تھی اسکو کچھ میرا خوف نہ آیا اور پہلو مین بٹھا لیا آسمان پر آکر مرآت چمکی پکار کر
آواز دی کہ او ماہیان صحرائی تو نے بڑی خطا کی لیکن معاف کرتی ہون کہ اِس معشوق
کو حوالے کر دے ورنہ مجھسے مقابلہ کر یہ سنکر ماہیان اُٹھی اور گولہ مارا مرآت نے
گولہ کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے جانبین سے سحر چل رہے ہین ماہیان پکارتی ہی کہ
اری مرآت کیون شامتین آئی ہین ایک سحر مین مٹا دونگی یہ کہکر تڑپی اور ایک کارد

نکالی اسم سحر پڑھکر پھینک ماری مرآت نے جو دیکھا کہ کارد مثل بجلی کے چمکتی ہوئی آتی ہو فورًا نشتر پیشانی پر مارا خون لیکر چھری پر پھینکا خون جو کارد پر پڑا کارد اُلٹی پلٹی ماہیان نے بہت بہت روکا لیکن چھری آکر پڑی سینے کو توڑ کر پار گذری ماہیان جادو جوم کر گری باغ جلنے لگا ہر نخل سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے پھر تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ماہیان جادو بود ماہیان کو مار کر مرآت اُتری قاسم سے کہا اے شہریار میں نہ عرض کرتی تھی کہ ساحر آپ کے جویا ہیں قاسم نے جواب دیا صاحب سنو میں اسواسطے آیا ہون کہ بادشاہ کی مدد کرون لیکن موقع نہیں آتا میں یہ چاہتا ہون کہ اپنی جان دون یا اپنے کو مطلب پر پہونچاؤن یہ نہیں ممکن ہو کہ کوشش ساری خالی جاے لہذا ہم ایک مقام پر نہ بیٹھیں گے مرآت نے جو یہ گفتگو قاسم کی سنی وہی آئینہ مرآت سامنے کر دیا پھر وہی کیفیت قاسم کی ہوگئی مرآت قاسم کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ کے چلی جیسے ہی اس باغ سے چلی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان اور ایک عیار نہایت تیز و طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے آتا ہو عیار نے جیسے ہی قاسم اور مرآت کو دیکھا کہا اے پہلوان دوران اسی جوان کو میں لاتا تھا راہ میں اس نازنین نے بصورت نقابدار چھین لیا سیماب نے کہا میں ابھی گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر فوج کو اشارہ کیا تمام فوج لینا لینا کہکے طرف قاسم کے چلی مرآت نے کہا اے شہریار ایک سحر کرکے اِنکو پلٹادون قاسم نے کہا براے خدا سحر نہ کرنا ورنہ میرے واسطے بدنامی ہو یہ کہکر جا پڑا پلا رک کھینچکر لڑنے لگا مگر بارہ ہزار کا بلوہ ہو ہر طرف سے لینا لینا کی صدا بلند ہو مگر قاسم تنہا لڑ رہے ہیں قضاے کار فیروزہ بن عمرو واسطے بالادوی کے نکلا تھا دور سے دیکھا کہ قاسم بیچ میں گھرے ہیں بارہ ہزار جوان چاہتے ہیں قتل کرلیں مگر قاسم اپنے کو بچا رہے ہیں فیروزہ حال قاسم دیکھکر بیقرار ہوگیا بہ تعجیل پلٹا آکر بادشاہ سے عرض کی بادشاہ فورًا سوار ہوے مگر جادوگرنیون کو منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے غیر ساحر سردار سب مع عجیوق وغیرہ چلے اُسوقت آکر پہونچے کہ قاسم مجمع میں گھرے ہیں بادشاہ نے

نعرہ کیا مگر قاسم نے جو بادشاہ کو دیکھا اور ہر آتت سامنے کھڑی ہے للکار کر آواز دی کہ ای سعد بن عبادتمکو بڑا غرور ہے یہ کہکے طرف بادشاہ کے چلے فیروزہ نے دیکھا اگر بادشاہ سے مقابلہ ہوا تو باعث خرابی ہوگا ایسا نہو کہ وہ ہین سے ایک مارا جائے صحرا مین آکر رنگ وروغن عیاری کا لگایا ایک زن حسین کی شکل بنکر یہ اشعار گاتا ہوا طرف مرآتت کے چلا نظم

مستانہ بے سبب نہین نغمہ ہزار کا
کیون مرتبہ بلند نہو انکسار کا
کیونکر تڑپ تڑپ کے شب ہجر کی سحر
بادفنا مین گردش دوران سے ہم رہے
ناہر جو اہل دل ہو تو اتنا تو رکھ خیال
چلتا ہون دشت نجد مین گھبرا کے او جنون
سیماب اضطراب مین بے وشل کیون نہو
کیون رو سکتے ہو ہمکو مسافر عدم کے ہین
برسون تمھارا باغ مین دیکھا ہو راستا
عشاق تاکے جاتے ہین نخچیر کی طرح
گلزار کے گلو نکو سمجھتا ہون داغ غم
پژمردگی شکستہ دلون کو ہوئی نصیب
دل دیکے پھیرنے کا ارادہ جو ہو نہ ہو

پیغام کچھ صبا نے دیا ہو بہار کا
جھکنا ہی فیض ہے شجر باردار کا
کچھ پوچھیے نہ حال دل بیقرار کا
اٹھتا رہا لحد سے بگولہ غبار کا
بیوجہ دل دکھے نہ کسی بادہ خوار کا
ہو انتظار آمد فصل بہار کا
پیروہی میری خاک دل بیقرار کا
کھلنا محال ہو کمر استوار کا
نرگس سے پوچھو حال مرے انتظار کا
چلتے ہین تیر شوق ہوا ہو شکار کا
عاشق ہوا ہون کس رخ رشک بہار کا
بگڑا ہو رنگ کیا چمن روزگار کا
یہ امر آپ سمجھے ہین کیا اختیار کا

مرآتت نے جو زن حسین کو دیکھا پکار کر آواز دی ای نازنین ذرا ادھر آ بقول شاعر فرد

کسکے غم مین ہوئی ای شخص یہ حالت تیری ‪٭‬ رونا آتا ہو مجھے دیکھکے صورت تیری

فیروزہ قریب آیا وہان لڑائی کو طول ہو گیا کہ قاسم فوج بادشاہ کو قتل کر رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کر بادشاہ تک پہنچون اور بادشاہ کو قتل کرون لیکن بادشاہ فوج سیماب کو قتل کر رہے ہین مگر فیروزہ پکارنے پر ملکہ کے قریب آیا کہا ای پرستان

حال بیقراران وای مرہم ریش سینہ فگاران میرا حال نہ پوچھیے ایک کمند زلف مین میرا دل الجھ گیا ہی وہ صدمے اٹھائے کہ آخر دیوانہ وار نکل پڑی اِس صحرا کا سا سنا ہوا مگر مجنون کو بہت ڈھونڈھا کسی جگہ ملاقات نہ ہوئی کہ اُنسے حال پوچھتی کہ عاشق کیا کھاتے ہین اور کیا پیتے ہین اور کیونکر جیتے ہین کئی مرتبہ قریب کوہ پہونچی فرہاد کو بھی پکارا مگر کوئی آواز شیرین نہ سنی کہ اُنسے ہدایت لیتی آج تمنے حال پوچھا ہی ورنہ کون پوچھتا ہی کہ کس حال مین ہوا اور کس ملال مین گذرتی ہی مرآت نے ہاتھ تھام لیا اور پوچھا کہ وہ ظالم کون ہی جسنے متاع صبر لوٹی فیروزہ نے بغل سے ایک تصویر نکالی کہ وہ تصویر بادشاہ کی تھی کہا اے ملکۂ عالم ملاحظہ فرمایئے فرد این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را اللہ اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را مہر آت تصویر ہاتھ مین لیکر دیکھنے لگی چاہتی ہی کہ کہے کہ یہ تصویر تو بادشاہ کی ہی کہ فیروزہ نے لپٹ کر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک ہوا قاسم لڑتے بھڑتے قریب بادشاہ کے پہونچے تھے بادشاہ فرماتے تھے کہ اے قاسم ہوش مین آؤ مجھکو پہچانو مگر قاسم نے کچھ خیال نہ کیا ہاتھ تلوار کا اٹھایا تھا کہ مرآت مری تلوار ہاتھ سے چھوٹی بیہوش ہوکے گرے کفار نے چاہا قاسم کو مار لین مگر بادشاہ گھوڑے پر سے کود پڑے گرد قاسم پھرنے لگے فرماتے تھے او بے حیا کہ یہ وہ صف شکن اور تیغ زن ہی کہ جسنے ملک سنجان مین گنجاب ایسے بادشاہ کے لشکر پہ شبخون مارے ہوش اُسکے اُڑا دیے یہ اِسی عورت کے سحر مین تھا ہماری جان و ایمان ہی بیہوش پر بلوہ کرتے ہو کہ قاسم کی آنکھ کھلی اپنے قریب جو بادشاہ کو پایا ہر چند کہ آشفتہ مزاج ہی جا ہلون کے سر کا تاج ہی مگر تحسین کرنے لگا کہ اے شہریار آپ نے مجھکو بچا لیا یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا بادشاہ نے فرمایا ابھی کہ تم اب نہ لڑو مین ابھی اِس لشکر کو شکست دیتا ہون مگر قاسم کو غیرت آئی مرکب پر سوار ہوکے لڑنے لگے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ز آب دم تیغ شستہ زمین
آفتاب مشرق دمن پہ وری ...

دیگر

ز نم تیغ بر ابر و نیزہ بہ ماہ
ہمہ باختر شد بہ زیر نگین
شہ سوار لال پہ شفق خاوری

لڑتا بھڑتا قریب سیماب کے پہونچا آواز دی کہ او بے حیا اٹھو مجھسے مقابلہ کر سیماب نے
ہاتھ مارا قاسم نے سپر پر روکا اور ہاتھ مارا ابرق بلارک جو تڑپ کر گری خرمن حیات دشمن
کو جلا دیا سیماب کے دو ٹکڑے ہوے بادشاہ نے فوج کو شکست دی پکارے کہ ای
قاسم میرے پاس آؤ حقیقت مین کس گبر کو مارا خوب للکارا مگر قاسم کو یہ شرم ہی
کہ بادشاہ فرماوینگے کہ میرے لشکر سے جنگ کی گھوڑے کو بڑھا کر ایک جانب نکل گئے
بادشاہ پکارنے لگے کہ ای فرزند کہان جاتے ہو مگر قاسم نے کچھ جواب نہ دیا طرف
صحراے ویران کے نکلگیا مگر بادشاہ لڑائی کو فتح کر کے پلٹے لشکر مین آئے شیدا کو خبر
ہوئی کہ مرآت قتل ہو گئی قاسم کو ہوش آیا طرف صحرا کے نکل گیا مگر کہتا ہو کہ کل بادشاہ کو
سر مبدان زیر کرونگا ہر چند کہ مرآت کے سحر نے عجب تاثیر کی تھی وہ آئینہ دکھایا کہ قاسم
حیران ہو گیا قتل پر سب کے آمادہ تھا مگر عیار نے کمال کیا اول کا ذکر یہ ہو کہ قاسم
و بدیع تو پردۂ قاف مین تھے اِنکے دونون عیار امیہ و سیارہ بیقرار جنگل مین پھر رہے
ہین کہ اُسطرف دیو تندک کا گذر ہوا دونون عیارون کو دیکھکر آنزا آیا کہا ای فرزندان
خواجہ تمھارے آقا تو پردۂ قاف مین پہونچے تم بھی چلوگے دونون عیار منتین
کرنے لگے کہ ای دیو تندک ہمکو بھی پہونچا اپنے آقا کے ساتھ رہین ایسا نہو
کہ ہمارے آقا کسی مصیبت مین پھنس جاوین دیو تندک نے دونون عیارون کو
اُٹھا لیا طرف پردۂ قاف کے چلا جب جبل اعلیٰ سے گذرا دیکھا کہ لشکر کو لیے ہوے
کر بیت بن قہقہہ آتا ہو اُسکی جو نگاہ پڑی کہ دیو تندک دو آدم زادون کو لیے ہوے
جاتا ہو ساتھ والون سے کہا اِسکو گرفتار کرلو چند دیو اڑے برابر تندک کے آئے
تندک اُنسے لڑنے لگا ایک دیو نے چقماق جادو لگائی شانہ تندک کا زخمی ہوا دونون
عیار ہاتھ سے چھوٹے تندک تو اڑ بھڑ کر نکلگیا مگر یہ عیار ایک دریا مین آکر گرے
مالک بحر و بر نے جان بچائی شناوری کر کے دریا سے نکلے لباس وغیرہ خشک کیا
ایک طرف سیارہ چلا دوسری طرف امیہ روانہ ہوا ایک صحرا مین آکر امیہ نے
دیکھا بدیع الزمان گھوڑے سے گرے ہوئے زمین پر زخمی بیہوش پڑے ہوے ہین

اُمیتہ نے زخم ووزی کی شاہزادہ ہوشیار رہو اگر زخم کاری تھا فرماتے ہین اے اُمیتہ کسی گوشہ
مین ٹھہرین بعد دوچار دن کے طبیعت راہ پر آئیگی اُمیتہ کہتا ہو یہان گوشہ کہان مین نے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ طلسم نے انتظام کیا ہو کہ جہان مسلمانون کو پاؤ فورًا
گرفتار کرلائو ایسا نہ ہو کسی ساحر کا سامنا ہو تو مشکل پڑے بدیع الزمان اس سوچ مین
چلے آتے ہین اُمیتہ سے سبب پوچھا کہ تم کیونکر آئے اُمیتہ نے تمام حال بیان کیا کہ دیو
تندک ہمکو لایا مگر راہ مین لڑائی پڑی ہم اُسکے ہاتھ سے چھوٹے مین نے دیکھا کہ سیارہ
بھی شناوری کر رہا تھا مگر دریا سے نکلگیا خدا کرے وہ بھی قاسم سے ملجائے بدیع نے
کہا قاسم کی جہالت کم نہین ہوئی آٹھ پہر ذنگل رستم کا ذکر رہتا ہو حیران ہون کہ کیونکر اُسکو
مطمئن کرون لیکن بدیع الزمان کو خیال ہو کہ کیونکر اپنے کو قریب بادشاہ کے پہونچاؤن
کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک ساحر کاغذ ہاتھ مین لیے ہوے اُسکو دیکھتا ہوا آتا ہو
دور سے جو بدیع الزمان کو دیکھا پکار کر آواز دی میان جانے والے ٹھہر جاؤ اُمیتہ
بہ تعجیل ایک غار مین چھپ گیا مگر اُس ساحر نے قریب آکر سحر کیا کہ بدیع الزمان رہروی
سے رُکے آکر ہاتھ پکڑ لیا دیکھکر آواز دی اے جوان تو نووارد معلوم ہوتا ہو مگر بادشاہ
طلسم نے کئی سو ساحر تم لوگون کی گرفتاری کو روانہ کیے ہین اُن مین سے مین بھی ہون
وشت جادو میرا نام ہو اپنا نام مفصل بتاؤ تو مین بادشاہ طلسم کے پاس تمکو لیچلون
بدیع الزمان نے ہرچند کہا کہ مین مسلمان نہین ہون لیکن وشت جادو نے نہ مانا
انگوٹھی بدیع کی لیکر نام پڑھ لیا کہا مجھکو معلوم ہوگیا کہ تو پسر حمزہ ہو کہ ایک طرف سے
آواز آئی کہ ہان بھائی اس جوان کو نہ چھوڑنا یہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران زمان
ہو جنگ کیوس دیوث سے زخمی ہوکر نکلا ہو مین کئی دن سے ڈھونڈھتا پھرتا ہون
آج یہان پتہ ملا وہ ساحر قریب آیا وشت جادو سے کہا اے برادر ہم بھی اس سعادت
مین شریک رہین انعام جو ملے ہم تم ملکر بانٹ لین وشت جادو راضی ہوا اُس ساحر نے
کہا میرا بہمن جادو نام ہو اس جوان پر سحر کرو یہ تو یہان کھڑا رہے ہم تم شراب پی کر
اسکو قتل کرینگے اور سر خدمت مین بادشاہ طلسم کی لیجاوینگے اسلیے کہ زندہ ان لوگون کا

لیجانا مشکل ہی اُنکے مدد گار بہت ہین وشت نے کہا یہان شراب کہان ہی بہمن نے کہا بھائی جب مین
سیر کو نکلتا ہون تو ایک گلابی اپنے پاس رکھ لیتا ہون میرے پاس ایک گلابی موجود
ہی دونون بھائیون کو کافی ہوگی وشت جادو کے ہمراہ بہمن نقلی درۂ کوہ مین آیا
پاس سے گلابی نکالی وشت جادو نے دیکھا کہ اندر عنابی گلابی مین خوب بھری ہوئی
ہی رنگ شراب دیکھکر تڑپ گیا کہا بھائی پہلے ہمین پلا نا بہمن نقلی نے جام لبریز کیا
چاہا لبون سے لگاکر پیے کہ وشت نے ہاتھ تھام لیا کہا بھائی جو تمنے کہا ہی اسکو
پورا کرو پہلے ہمین دو باقی تم پینا بہمن نقلی نے وہ جام وشت جادو کو دیا وشت
پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا اے برادر بڑا نشہ ہوا ہی کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی بہمن نقلی نے
کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو یہ شراب بہت تند ہی وشت جادو واسطے ٹہلنے کے اُٹھا بیہوشی
نے تھانبچہ مارا لڑکھڑاکر گرا بہمن نقلی نے نعرہ کیا منم اُمیہ بن عمرو خنجر مارکر وشت جادو
کو قتل کیا مرنا وشت جادو کا ہنگامہ برپا ہوا آسمان سے آگ برسنے لگی بعد عرصے
کے آواز آئی کشتی مرا نام من وشت جادو برادر صحرا عملداری خوش چشم جادو کا ہی
برسر کوہ باغ ہی اُس مین بیٹھی تھی کہ کان مین آواز آئی کسی نے وشت جادو کو مارا کہا
ارے یہ کیا ستم ہوا یہ کہکر اُٹھی ٹہلتی ہوئی برسر کوہ آئی جھک کر دیکھا ایک جوان آفتاب
جمال خورشید مثال سامنے پہاڑ کے کھڑا ہی اب جو ہوش مین آیا تو طرف درے کے
چلا کہ اندر سے درۂ کوہ کے ایک عیار نکلا سر وشت جادو لیے ہوے خوش چشم
نے جو یہ معرکہ دیکھا ہاتھ ہلا دیا دو پنجے آسمان سے گرے ایک نے بدیع الزمان کو
اُٹھایا دوسرے پنجے نے اُمیہ کو لیا خوش چشم آکر مسند پر بیٹھی کہ پنجے دونون کو لاے
بدیع الزمان کو پہلے ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک ساحرہ
مسند پر بیٹھی ہی بدیع الزمان نے اُٹھکر پوچھا کیون صاحب تمھارا کیا نام ہی خوش چشم
نے مسکراکر کہا تمھین ہمارے نام سے کیا کام ہی ہم نام نہ بتائینگے پہلے اپنا نام ظاہر
کرو بدیع الزمان نے کہا ہمارا نام مثل آفتاب کے روشن ہی فرزند صاحبقران سر نفسٹر
ملک سنجان اتفاق سے یہان بھی آنا ہوا خوش چشم نے کہا اے شہریار طلسم مین ہنگامہ

ہر طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی یقین ہی بادشاہ طلسم سب کو سزا دے جسکو گرفتار کریگا
قتل ہی کر ڈالیگا مگر مین آپ کو چھپا رکھونگی ظلم سے بادشاہ طلسم کے بچا لونگی مگر ایسا نہو
کہ پھر بھی کوئی زوال آئے بدیع الزمان نے کہا پھر ہمکو کیون لائین ہم چلے جاوینگے
خوش چشم نے جانا بدیع الزمان کا قبول نہ کیا کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ
کلنگ جادو نامے اڑتی ہوئی جاتی تھی اسنے جو دیکھا کہ خوش چشم جادو ایک جوان
حسین کو پہلو مین لیے ہوے بیٹھی ہی جمال بدیع الزمان دیکھکر اتر آئی کہا اے خوش چشم
یہ جوان کون ہی خوش چشم نے کہا یہ فرزند صاحبقران براے بربادی طلسم جمشید
آئے ہین کلنگ جادو نے کہا اے خوش چشم ہرچند کہ شاہ طلسم نے مجھکو حکم دیا ہی
کہ جو مسلمان جہان ملے اسے پکڑ لاؤ مگر مین اس جوان کو چھپا رکھونگی خوش چشم نے کہا
اے کلنگ تم کیا چھپاؤگی مین تو وعدہ کر چکی ہون اسطور سے چھپاؤن کہ کوئی آگاہ
نہ ہو سکے کلنگ نے کہا مین تو لے جاؤنگی کہ بدیع الزمان نے امیہ کو جگایا فرمایا اے
برادر اٹھو امیہ جو اٹھا دیکھا کہ ایک خوش چشم جادو دوسری کلنگ جادو بدیع
پہ خوب لٹو رہی ہین خوش چشم تو کہتی ہی مین نہ جانے دونگی اور کلنگ تکرار کر رہی ہی امیہ
نے قریب کلنگ کے آکر کہا حضور آپ کیون تکرار کر رہی ہین دیکھیے بدیع الزمان
آپ کو کس نگاہ سے دیکھ رہے ہین آپ پر مائل ہین خوش چشم سے نفرت ہی منھ طرف سے
اسکے پھیر لیا ہی کلنگ نے کہا تمھارا کیا مرتبہ ہی امیہ نے کہا مین اسکا رفیق ہون جو
کہونگا وہ کریگا کلنگ سے اسطرح کے اشارے کیے کہ کلنگ سمجھ گئی کہ وہ جوان
مجھپر عاشق ہی امیہ نے بہ تعجیل جام بھرا اور کلنگ کے سامنے پیش کیا کلنگ بخوف
پی گئی پیتے ہی تھرانے لگی گھبرا کر لیٹ گئی پھر گھبرا کر اٹھی گر کر بیہوش ہوئی خوش چشم نے
کہا میان عیار صاحب یہ کیا کیا عیار نے جواب دیا کہ نشے مین تھرا کر گری بیہوش ہوگئی
امیہ نے کہا کیون ملکہ اسے قتل کرون خوش چشم نے کہا اختیار ہی امیہ نے خنجر کمر سے
نکالا چاہا کلنگ کو قتل کرون کہ پنجہ آسمان سے گرا کلنگ کو اٹھا لے گیا باعث
یہ ہوا کہ شلنگ فیلسوار تلاش مین زوجہ کی آتا تھا اسنے جو آسمان سے دیکھا کہ

زوجہ بیہوش پڑی ہو اور ایک شخص قتل کیا چاہتا ہو تڑپ کر گری زوجہ کو اپنی تخت سے اٹھا ایک پہاڑ پہ آکر اُتارا کلنگ کو ہوشیار کیا کلنگ نے آنکھین کھولکر دیکھا وہ صورت زیبا سامنے پائی گھبرا کر شوہر سے پوچھا صاحب یہان مجھے کون لایا شلنگ فیلسوار نے کہا تم بیہوش پڑی تھین اور ایک شخص قتل کیا چاہتا تھا اچھا ہوا کلنگ نے جواب دیا کہ صاحب مجھکو وہان کوئی قتل نہ کرتا کیون اُٹھا لائے آخر دیکھو کہ انجام کیا ہوگا مین تو وہین جاتی ہون شلنگ نے کہا اگر وہان جاؤگی تو قتل ہوجاؤگی کلنگ نے کہا تمھارا کیا اجارہ ہے ہمکو خدا وہ قتل کرے خدا بخشے زن و شوہر مین تکرار ہونے لگی کلنگ تو کہتی ہو کہ مین جاؤنگی شلنگ کہتا ہو کہ مین نہ جانے دونگا آخر کلنگ اُٹھی شلنگ نے ہاتھ بڑھایا کہ ایسکو روکے کلنگ نے گولہ مارا کہ سر شلنگ کا پھٹ گیا شوہر کو مارکر غصے مین اُٹھی طرف اُس باغ کے چلی یہان خوش چشم کہہ رہی ہے کہ اے شہریار کلنگ آکر آفت برپا کر گئی اُسکا شوہر اُسکو لے گیا ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی کلنگ آکر بیٹھی پہ بدیع الزمان کے قریب بیٹھی اُمیہ نے پھر آکر کہا کہ اے ملکۂ عالم آپ کہان تشریف لے گئی تھین کلنگ نے کہا شوہر میرا مجھکو لے گیا تھا مین نے اُسکو مار ڈالا اُمیہ نے کہا خوب کیا آپ تو اُدھر گئین یہان شاہزادے کو مین نے دیکھا کہ بیقرار ہورہا ہو دمبدم فرماتا ہو کہ بعد ایسی شاہزادی کے زندگی بیکار ہو مین نے عرض کی کہ حضور نہ گھبرائین وہ معشوقۂ باوفا ہین مجھے امید تھی کہ آپ تشریف لائیے گا۔ بی خوش چشم نے بہت آنکھین مٹکائین مگر شاہزادے نے خیال بھی نہ کیا وہ تو تمھاری نگاہون کے مارے ہوے ہین اُنکی نگاہ مین کون سماتا ہو کلنگ جادو نے کہا دو چار اشعار گاؤ اُمیہ نے کہا مین خود امید رکھتا تھا کہ آپ سرفراز فرمائین یہ کہکر اُمیہ نے باجا بجا کر یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

جلوہ ہر رنگ مین دیکھا ترا گلرو پیدا	ہر گلِ باغِ جہان مین ہو تری بو پیدا
جب ہوا زلف کے ہٹنے سے وہ ابرو پیدا	مین یہ سمجھا کہ ہوا ماہ سے جگنو پیدا
غارت ملک دل و دین پہ کمر باندھی ہو	کیا ہوے میرے لیے تم بھی بلا کو پیدا

تمکو دیوانے اگر ہمسے ہزارون ہین تو خیر — ہم بھی کر لینگے کوئی تمسا پری رو پیدا
شاید اُس پردہ نشین تک بھی رسائی ہو جائے — پہلے دربان سے ملا رابطہ تو کر تو پیدا
تمنے آئینے کو گلزار بنایا دم زیب — عکس عارض سے سمن زلف سے سنبل پیدا
صورت معنی لفظ اسکی عجب شان ہے واہ — آپ پنہان ہے مگر جلوہ ہے ہر سو پیدا
دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر — دانۂ خال نہ ہوتا تہِ گیسو پیدا
جلوۂ برق کے ہمراہ برستا ہے سحاب — درد دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا
بال باندھا کمر یار کا لکھون مضمون — تا نہ اشعار مین ہو فرق سر مو پیدا
نہ ہوئی حشر مین بھی بار گران تھا اتنا — میرے عصیان کے لیے کوئی ترازو پیدا
قطع کبتک نہ کرون دل سے امید وصلت — حیف کرتا ہے نیا روز جفا جو پیدا
ماہ اُس مہر لقا سے تجھے کیا نسبت ہے — منھ بنا کر بھی خال و خط و ابرو پیدا
الفت چشم کا باقی ہے مرے پر بھی اثر — ہین مری قبر پہ نقش سم آہو پیدا
حق و باطل مین دلا ارض و سما کا ہے فرق — کیا کرے مرتبہ اعجاز کا جادو پیدا
طرفہ تاثیر ہے مجنون کی سیہ بختی مین — قبر لیلی سے ہوے ہین گل شببو پیدا
کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری — واہ کیا حق نے حرم مین کیے آہو پیدا
بات کچھ اور شگفتہ کرو اے غنچہ دہن — گل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہے خوشبو پیدا
پھینک دی مے وہین ساقی نے سمجھکر کف پا — جام مے مین جو ہوا سایۂ گیسو پیدا
اے خدا تنگ ہے جینے سے نہایت رعنا — اس سے بہتر تھا کہ کرتا نہ اسے تو پیدا

یہ اشعار گا کر امیبہ نے جام لبریز کیا اور رخوش چشم کو اشارہ کر دیا ہے کہ آپ خاموش رہین مین اسکی گردن لیتا ہون امیبہ نے منتین خوشامدین کر کے پھر جام پلا دیا جام پیتے ہی گھبرائی کہا میان قاضی صاحب شراب مین کیا ملا تھا کہ طبیعت بہکنے لگی امیبہ نے کہا اُٹھکر ٹہلیے کلنگ جادو اُٹھی کہ ٹہلون ہوا لگے نشے مین کیفیت حاصل ہوا اُٹھتے ہی بیہوشی نے تمانچہ مارا کر لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی امیبہ نے خنجر کھینچا کہ قتل کرون ایک کنیز نے تھرا کر کہا میان عیار صاحب ابھی اسکو قتل نہ کیجیے

ہین اسکو زمین مین چھپا ے دیتی ہون تڑپ تڑپ کر جہان دیگر کنیزون نے زبان مین کلنگ
کی سوزن دی اور مشکین باندھکر ایک غار مین چھپا دیا خوش چشم نے بدیع الزمان سے
کہا اے شہریار مین ویسی ساحرہ نہین ہون کہ ظاہر مین دس برس کا سن اور باطن مین دو سو برس
ہیں جو ظاہر ہے وہی باطن ہے بدیع الزمان نے کہا کہ اے ملکۂ عالم مجھے طلسم مین پہونچا دو کہ
جاکر بادشاہ کی مدد کرون کہ انکو بھی ثابت ہو کہ ہمارے رفیق آگئے قاسم ایک طرف
کد کر رہا ہے ایسا نہ ہو کہ پہلے وہ پہونچ جائے خوش چشم نے کہا اس کلنگ جادو کے
جھگڑے نے دوسری فکر مین ڈالدیا مین بھی اسی فکر مین ہون کہ آپ کو لے چلون اور
صحبت مینا ے سرجوش مین پہونچاؤن وہ ایسی ساحرہ ہے کہ ہنگام بردبار جان دیتا ہے
اگر بن پڑے تو اسی کی صحبت سے جنگ شروع کیجیے بدیع الزمان نے قبول کیا
خوش چشم نے کہا اگر حکم ہو تو مین پہلے جاؤن اور مینا ے سرجوش سے وعدہ کراؤن
کہ اب فلان روز ہم آوینگے بدیع الزمان نے کہا بسم اللہ جاکر دریافت کرو
پھر جب آؤ تو مین چلون مین بھی یہی چاہتا ہون کہ بادشاہ کو اندر طلسم کے پہونچاؤن
وہین سے جنگ شروع ہو خوش چشم بدیع الزمان سے باتین کرکے روانہ ہوئی مگر
مینا ے سرجوش کہ جادوگری زبردست ہے ہنگام بردبار بادشاہ طلسم نے ایک
شہر اسکے رہنے کو دیا ہے کئی ہزار کنیزین براے خدمت حاضر ہین مینا مسند پر بیٹھی ہے کہ
کنیزون نے خبر دی کہ بی خوش چشم آتی ہین نام خوش چشم سنکر مینا خوش ہوگئی سامنے
بلایا خوش چشم نے آکر سلام کیا مینا نے جواب دیکر پوچھا بی خوش چشم اسوقت کیونکر
آنا ہوا خوش چشم نے کہا ہمارا ایک مہمان دور سے آیا ہے مین نے اسکو مہمان رکھا ہے
مینا نے پوچھا وہ مہمان کون ہے خوش چشم نے جواب دیا اے ملکۂ عالم کیا عرض کرون ایک
جوان حسین وجمیل صف شکن مجھ ایسی کا مہمان ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ بادشاہ اسلام سے
ملون اول آپ کی صحبت مین آئیگا پھر وہان سے براے مقابلہ ہنگام جائیگا آپ نے
سنا ہوگا کہ ہر طرف سے طلسم پہ یلغار ہے فرزندان صاحبقران محبت مین بادشاہ اسلام
کی چلے آتے ہین ہر شخص جری صاحب اقبال صاحب جلالت ہے کوئی تنہا نہین ہے

فوجین سب کے ساتھ ہین مگر یہ مہمان ابھی تمھارا تو نہین دستیاب ہوئی یہ ذکر سُنکر بینا نے
سر جھکا لیا کہا اے خوش چشم بخوبی جانتی ہوگی مین ہمیشہ سے مصیبت ہون ہر روز ہنگام آتا ہے
اور اسی کا طالب ہے کہ اپنے قبضے مین کر دون تم پر آجتک انکار کرتی ہون مین نے اُسکا
کہنا نہین مانا مگر اے خوش چشم کوئی ایسی تدبیر کرو کہ ہم بھی تمھارے ساتھ نکل چلین ہر چند
کہ آوارہ رہین گے مگر کسی مقام پر کبھی نہ کر سکینگے خوش چشم جادو بخوبی وعدہ وعید کر کے بہت
دیر تک صحبت مین رہین بعد اُسکے رخصت ہوئین باغ مین جب آئین دیکھا بدیع الزمان
انتظار مین تھے خوش چشم نے آکر خبر دی کہ بینا کو بھی آمادہ کر لیا ہے وہ خود بادشاہ طلسم
سے بیزار ہے عشق و عاشقی کہین زبردستی ہوتی ہے آیندہ جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے
بدیع الزمان کو ایک تخت پر سوار کر لیا آسیہ کو بھی ساتھ لیا خوش چشم تخت کو اُڑاتی
ہوئی چلی صحبت بینا سے سرجوش مین آکر پہونچی بدیع الزمان اپنے کو چھپائے ہوئے
ایک گوشے مین بیٹھے ہین اور خوش چشم و بینا مین باتین ہو رہی ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا
چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہ بادشاہ طلسم آتے ہین بینا و خوش چشم کھڑی ہو گئین
کہ بادشاہ طلسم آکر پہونچا مسند پر بیٹھا کہا اے بینائے سرجوش کئی سال کا زمانہ گذرا
کہ ہم تمھارے واسطے بیقرار ہین اب زمانہ زوال کا بھی قریب آگیا جو کچھ ہو سکے وہ
حسرتین نکال لین دیکھون فلک کیا دکھائے بینا نے شرما کر سر جھکا لیا کہ ایک نعرہ
آسمان سے گرا زمین مین غلغلہ باری مثل انسان کے بنکر نیار رہو اسا نے ہنگام
کے آیا کہا اے بادشاہ طلسم آج شیدا سے جادو مارا گیا اول عیار شاہ نے مرآت
کو مار اسکے بعد کو برا سے طلایہ اُٹھے بادشاہ اور شیدا سے مقابلہ پڑگیا بادشاہ پر سحر
تاثیر نہین کرتا شیدا نے چاہا نکلجاؤن بادشاہ نے تیر مارا اُنکا تیر کب خطا کرتا ہے سینۂ
شیدا پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا بادشاہ فوج پر جا پڑے میثاق و خونخوار الیسے
ساحر موجود تھے لشکر کو شکست دی قریب دروازہ قلعہ آگئے افسرون نے عرضی لکھی ہے
کہ جو حکم ہو وہ بجا لاوین قلعے سے روکین کہ باہر نکلکر لڑین جو ارشاد ہو وہ بجا لاوین
ہنگام نے گھبرا کر کہا اے ملکۂ عالم یہ وقت جانبازی ہے آج مین نہ مانونگا اور ضرور

وصل حاصل کرونگا میناے خوش چشم کو اشارہ کیا کہ لواُسے بچاؤ کہ ایک کنیز جیک کر اُٹھی
اُسنے کہا اے شہنشاہ کاہیکو جبر و ظلم کیجیے مین شراب پلاؤن گا نا سُناؤن ساقی گری کرون
یقین ہو معشوق کو آپ پر رغبت ہو ہنگام نے کہا پھر کیا دیر ہو اُس کنیز نے بایان کھینچکر
یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

تا بکی بر در اُمید چو سائل باشم | گہ غبار نظر و گہ اَلم دل باشم
التجا بر در مخلوق ز کوتہ نظریست | چند چون اہل صنم بر رہ باطل باشم
منکہ صد حاتم طی در نظرم مثل گداست | حیف باشد کہ گدا طبع و گدا دل باشم
ہر نفس چند دلم ز آتش عشقش سوزد | باز پروانہ صفت در پئے قاتل باشم
میر و کشتی عمرم چو بموج اے محسنی | شرط انصاف نباشد کہ لب ساحل باشم

ہنگام سن رہا ہو ان اشعار کو سنکر میناے نے بھی سر ہلایا اور مسکرائی ہنگام خوش ہو گیا
کہ یکایک ہلڑ ہوا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا بادشاہ لڑتے ہوے در قلعہ پر
پہونچے دروازہ توڑ ڈالا قلعے مین تلوار چل رہی ہو سب افسر آپ کے امیدوار ہین
کہ آپ تشریف لے چلین تو جگر جنگ ہو ہنگام بر دبار اُٹھا بدیع الزمان نے
جو دیکھا کہ اب یہ جاتا ہو جاکر آفت برپا کریگا تیغہ کھینچا اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا کہ باش او
کافر کہان جاتا ہو ایک ضرب تو قبول کر ہنگام نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال خورشید مثال گوشے سے آتا ہو گھبراہٹ مین سحر تو نہ کیا چاہا تلوار سے
مار لون تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ مارا کہ سر ہنگام کا زخمی ہوا
ہنگام سحر کرکے اُڑا اُسوقت آکر قلعے مین پہونچا کہ دیکھا ہر مقام پر تلوار چل رہی ہو
نعرہ بادشاہ کی صدا بلند ہو بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ ہنگام بردبار زخمی ہوکے
نکلگیا فرمایا اے خوش چشم بس اب یہی وقت ہو کہ بلوہ کرکے چلکر بادشاہ کے شریک ہو
میناے سرجوش نے جو جرأت بدیع الزمان کی دیکھی پروانۂ شمع ہو گئی خوش چشم
سے کہا کہ لو نکل چلو حقیقت مین یہی وقت ہو کہ بادشاہ پر وقت پڑا ہو اُس قلعے مین
تشریف لائے ہین کہ جو مقام سکونت بادشاہ طلسم ہو سات لاکھ جادوگر ہنگام کے

ملازم ہین اور سب لڑ رہے ہین اور یہ بھی مشہور ہو کہ بادشاہ نے ایسے رفیق پائے کہ جنکا مثل ممکن نہین میثاق کوہ گردان کہ وزیر اعظم جمشید ثانی تھا وخونخوار کہ جسکو بہت بڑا مرتبہ و اعزاز دربار شاہ سے ملا ہو اور ہنگام کا دشمن جانی ہو سحر مین کیا کوئی بات اٹھا رکھیگا بُری کد و کوشش کریگا یہ سنکر خوش چشم نے مینائے سرجوش کو تخت پر بٹھایا آپ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا بدیع الزمان سب کے آگے چلے چار ہزار کنیزین اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے پشت پر یہان وہ وقت ہو کہ ہنگام نے آتے ہی وہ وہ سحر کیے کہ زمین ہلا دی مگر خونخوار نے جو دیکھا کہ ہنگام تیامت برپا کر رہا ہو گوشے سے نکلکر سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او ہنگام سلطنت تو تو نے لی اور جمشید نے چھینی مگر انشاء اللہ تعالیٰ اب سلطنت کل مجھکو ملیگی بلا زمان شاہی مین قرار پاؤنگا یہ سنکر ہنگام نے سحر کیا خونخوار نے دفع کیا ہنگام کہتا ہو بڑا ستم ہوا کہ دشمن سخت بادشاہ کا رفیق ہوا کیسے کیسے سحر کیے مگر اسنے بہ آسانی دفع کر دیے مجھکو کچھ نہین بن پڑتا کہ ایک طرف سے لڑتا ہوا میثاق کوہ گردان پہونچا جہان پر مجمع ساحران دیکھا ایک دو تھر زمین پر مار دیا کہ غبار اُڑا ابر بنکر آسمان پر آیا اِسقدر آگ برسی کہ ہزارون جادوگر جل گئے لیکن مینائے سرجوش اُس ہنگامے مین اُسدم پہونچی کہ ایک مقام پر کئی لاکھ جادوگر سحر کرتے ہوے جاتے تھے اور میثاق اُس مقام پر کھڑا ہوا تھا مینا نے آکر وہ سحر کیا کہ کئی ہزار جادوگرون کے سر کٹکر گرے میثاق مجمع سے نکلا اور پکار کر کہا ای ملکۂ عالم بڑا احسان کیا کہ بلوے سے اِن ساحرونکے بچایا

کہ پہلو سے نعرۂ بدیع الزمان کی آواز آئی نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در رزمگین	توانم گشتم آسمان بر زمین
ز تیغم لبے ملک اسلام شد	کہ سر فتنۂ باختر نام شد
بہ برج خوبی شہ انجمن	بدیع الزمان گرد لشکر شکن

نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے مینا نے کہا ای خوش چشم بدیع الزمان غیر ساحر ہین یہ کیا سمجھ کے جا پڑے خوش چشم نے سوتیون کا مالا گلے سے اُتارا طرف بدیع الزمان کے

لیکر چلی مینا نے کہا ایک تختی اور ریتی جاؤ یہ کہکے گلے سے تختی اُتار ہی تختی اور ریتی نکا
مالا خوش چشم نے بدیع الزمان کو پہنایا اب تو بدیع الزمان اِس زور و شور سے
لڑ رہے ہین کہ پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے مگر ہنگام نے جو ایک طرف
سر اُٹھا کر دیکھا پانچ چھ شاہزادیان شانے سے شانہ ملاے ہوے اِسطرح سحر کر رہی
ہین کہ کسی کے سحر سے آگ برستی ہو اور کسی نے پانی گرایا کسی نے تلوارین برسائین
کسی کے سحر سے گانے کی آواز آتی ہو کسی کا سحر موسم برسات کا مزہ دکھاتا ہو شاہزادیون
نے للکارا کہ او ہنگام اِدھر تو آنا چار ہو کر ہنگام نے چاہا اِس مجمع مین جاؤن پھر سوچا
کہ یہ سب حسین و جمیل ہین سحر و ساحری مین عقیل ہین اِنکا کیا کر لونگا لڑ بھڑ کر نکلجاونگی
مگر مینا میری طرفدار ہو اُسکے قریب جاؤن پلٹ کر دیکھا مینا سحر کر رہی ہو ہنگام یہ سمجھا
کہ لشکر دشمن پہ سحر کر رہی ہو لڑتا ہوا قریب پہونچا پکار کر آواز دی اے جان جہان واے
آرام دل عاشقان خوب وقت پہ ساتھ دیا مینا نے کہا کہ او ہنگام تو بڑا بیغیرت
ہو آج سب اہل اسلام نے تجھکو گھیرا ہو ایسا بے خبر کہ بادشاہ قلعے کے قریب آگئے
اور تجھکو خبر نہین مگر کیا جری و بہادر ہین کہ شیدا کو مار کر جو بڑھے قلعے مین آکر رکے
اب اُنکا رُکنا دشوار ہو ہنگام نے کہا بی بی تم بھی سحر کرو مینا نے کہا جسطرف بدیع
لڑ رہے ہین اُسطرف تو بیشاق ہو سحر تاثیر نہ کریگا جدھر بادشاہ ہین اُسطرف خونخوارنہ
لڑ رہا ہو اور یہ پانچ چھ شاہزادیان آپس مین ملکر سحر کر رہی ہین مین اُنپر سحر کرتی ہون
اگر یاسمن رنگین پوش کو گرفتار کر لیا تو قدرت پر احسان ہوگا یہ سُنکر ہنگام نے
جھولی سے گولا نکالا اُسپر سحر کر کے پھینکا مگر مینا نے جو ہنگام کو متوجہ پایا پشت پر
سے نیمچہ مارا کہ شانہ بچیا کا نشانہ ہوا پلٹ کر اُسنے چاہا سحر کرون کہ خوش چشم نے نگاہ
ڈالی اور للکارا کہ او ظالم یہ کیا بدعت ہو جو تیرے ذہن مین آئی اب تیرا وقت برابر
آگیا یا تو بھاگ جا یون جان بچا یا اپنے کو پاس جمشید ثانی کے پہونچا یقین ہو کہ تم
دونون طلسم باطن مین جاؤ مگر یہ وہ شیر ہین کہ کسی مقام پہ پیچھا ہرگز نہ چھوڑین گے
وہان بھی پہونچین گے اطاعت کرلے یون جان بچا ہنگام نے کہا اے خوش چشم

تم سب کو گرفتار کرکے ایسے مقام پر قید کرون اور آب و دانہ بند کردون کہ تڑپ تڑپ کے
مرو جسدن قدرت قصد کرینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے یہ کہکر ہنگام سوچا خیال مین ہی
کہ پاس جمشید کے جاؤن اُسکو ساتھ لیکر داخل طلسم باطن مین کرون وہان تو کوئی نہ جا سکیگا
یہ سوچکر بلند ہوا مینا نے پکار کر کہا کہ او شہریار ہنگام جاتا ہی اسکو لیجیے اُدھر سے بادشاہ
آتے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ ہنگام چاہتا ہی نکلجاؤن کلام مینا سنکر کمان کیانی کاندھے
سے اُتار لی اور تاک کر تیر مارا ہنگام بلند ہو چکا تھا پانؤن پر تیر پڑا انگوٹھا زخمی ہوا
ہنگام نے پانؤن کو جنبش دی قطرات خون گرنے لگے کئی سو جوان جلکر خاک ہوے
پھر ہنگام کو کوئی نہ روک سکا ہنگام نے بالاے آسمان آکر آواز دی کہ یارو بادشاہ کو
گھیر لو ساحرون نے بلوہ کیا پھر بلند ہو کر ہنگام طرف جمشید کے چلا یہان بادشاہ خوب
رات بھر لڑے جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تو دیکھا گلی کوچہ لاشون سے پٹا ہوا ہی
اور ساحرون کو دیکھا کہ نصف سے زیادہ تو چلے گئے اور نصف یہان موجود ہین ہر
طرف صداے الامان بلند ہی کئی سو افسر رومال لوٹنے ہاتھ باندھکر سامنے بادشاہ جہاہ
کے آئے عرض کی ہم اطاعت اسلام کرتے ہین بادشاہ نے سب کو گلے سے لگایا لاکھ
سوار و پیدل رہگئے تھے سب مطیع اسلام ہوے بادشاہ دارالامارہ مین آئے تخت پر
آکر بیٹھے فرمایا اے خونخوار یہ مقام تمھارا ہی تاج و تخت کے تم مالک ہو دیکھو پروردگار
نے اُس ملعون سے کیونکر یہ تاج و تخت دلوایا خونخوار نے عرض کی آپ کے تصدق
سے یہ تاج و تخت ممکن ہوا اُس ہیجیا نے تو یکایک حکم لگا دیا کہ تبدیل سلطنت کرو
مجھکو طرف سے پروردگار کے ہدایت ہوئی کہ خدمت طلسم کشا مین چلون پروردگار
نے اُسکا یہ انجام کیا کہ آج پھر اُسی تخت پر آکر بیٹھا وہی رفقا حاضر ہین تمام رئیسان
شہر حاضر ہوے اور خونخوار کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی جبدن سے تبدیل
سلطنت ہوئی ہم سب کا آرام و چین اُٹھ گیا ہم لوگ دربار مین نہ آتے تھے کہ ایسے
ظالم کے سامنے کون جائے جو کسی کی قدر نہین کرتا مگر سبحان اللہ آپ کا کیا انجام بخیر
ہوا خونخوار نے کہا ابھی تک تو طلسم ظاہر تھا کوشش سے کام نکلا اب طلسم باطن کے

لینے لوح کی ضرورت ہو سب شاہزادیان جو اپنے اپنے مقام پر بیٹھی تھین ملکہ عنبر افشان اپنے
مقام سے اُٹھین کہا اے شہریار پروردگار اقبال آپ کا دہ چند کرے اور ایسے دشمن سخت پر
غلبہ دے کہ جو بایوہ گو اپنے کو خداوند بتاتا ہو ہم تو آپ کے مذہب کے قائل ہین اگر حکم ہو
تو کنیز تلاش لوح مین جائے کیا عجب ہو جزیرۂ بحرین مین پتہ ملے ملکہ بحرین جادوان کی
حاکم و ناظم ہین تمام صحرا عالم آب ہو خشکی نایاب ہو دیکھون بحرین سے کیونکر ملاقات ہو
وہ میری رشتے مین خالہ ہوتی ہین ہر چند کہ دشمنون نے بدنامی میری مشہور کر دی مگر آرزو
رکھتی ہون کہ وہ ضرور مہربانی فرماوینگی اور کیا عجب ہو کہ خود بھی کمر باندھکر میرے ساتھ ہون
میثاق نے کہا اے عنبر افشان ہمنے بھی یہی سُنا ہو کہ بحرین کی کوشش سے لوح دستیاب
ہو گی خونخوار نے کہا مین بھی ساتھ چلون عنبر افشان نے کہا کوئی ضرورت نہین جب
ملکہ بحرین قصد کرینگی تو مین آپ کو بلوا لونگی جسوقت میری عرضی پہونچے فوراً سرفراز
فرمایئے گا اگر لکھون کہ مع بادشاہ آیئے تو بادشاہ کو ساتھ لیکر آیئے گا جیسا موقع ہو ویگا
ویسا لکھونگی بخوبی سمجھا کر ملکہ عنبر افشان تو طرف جزیرۂ بحرین کے چلین کہ پہونچنا انکا
گذارش کیا جائیگا مگر ہنگام جو بھاگا کئی لاکھ فوج ساتھ ہو جواہر وغیرہ خزانے سے
نکلوا لیا ڈبون مین بھر لیا ہو نوبت و نقارے بجتے ہوے اِس شوکت و شان سے
بھاگا ہوا جاتا ہو آخر قریب قصر ہفت رنگ پہونچا سر اور پائون زخمی ہین یہ خبر
جمشید کو پہونچی کہ ہنگام بحال خراب آیا ہو سامنے بلوایا حال پوچھا اِسنے کہا کہ
یا خداوند عجب معرکہ گذرا کہ مین براے ملاقات مینا سے سرجوش جایا کرتا تھا اُسی کی
صحبت سے فساد پیدا ہوا اِدھر بادشاہ قلعے مین آ گئے وہ پھر کامل تلوار چلی کیسے کیسے
جادوگر اُنکے ساتھ ہین اول تو آپ کے وزیر صاحب دوسرے خونخوار تنگ پیشانی
کہ جنکو لقب فراخ پیشانی ملا ہو پانچ چھ شاہزادیان ایک ایک بلاے روزگار کہ کسکو
روکتا اور کس کسکو ٹوکتا آخر شکست کھا کے بھاگا اب بہتر یہ ہو کہ طلسم باطن مین چلیے
ورنہ مجھکو خوف ہو کہ ایسا نہ ہو قصر ہفت رنگ پر بھی آفت آئے اور مسلمان بڑھ
آوینگے یقین ہو طلسم کشا اِسی طرف لشکر کشی کرین جمشید نے یہ سنکر جواب دیا یہ تقدیر تو

ما بدولت تین ہزار برس پیشتر کر چکے ہین کہ قدرت طلسم باطن مین جاو ینگے وہان کوئی مسلمان نہ آسکیگا اور جو آئیگا گرفتار پنجۂ تقدیر ہوگا اُسیوقت جمشید اُٹھا تخت پر سوار ہوا سب جادوگرون کو لیا اور ہنگام اور اُن چالیسون قبریون کو بھی ہمراہ لیکر طرف طلسم باطن کے چلا کہ پہونچنا اسکا عرض کرونگا مگر حال عنبر افشان یہ گذرا کہ سات دن برابر رہروی کی ساتوین دن ایک کوہ پر پہونچی دیکھا کہ زیر کوہ جزیرۂ بحرین ہو دریاے تہار وزخار جوش مار رہا ہو ایک طرف سوجے اُٹھ رہے ہین بڑی بڑی مچھلیان بہی چلی جاتی ہین ایک طرف گرداب ہین اسطرح کے شور پڑتے ہین کہ گوش گردون کر ہوتا ہو انمین سے نہنگان خون آشام چرخ مار کر نکلتے ہین اور بہے چلے جاتے ہین عجب طرح کا تلاطم ہو کہ جس مین نہ ناؤ نہ بیڑا عنبر افشان نے پکار کر آواز دی او ملکہ بحرین کہان تشریف رکھتی ہو مین آپ کے دیکھنے کو آئی ہون یہ جو عنبر افشان نے آواز دی پہاڑ کا پہاڑ ایک مقام پر سے پھٹ گیا ایک ساحر بڑے قد کا پتھر سے نکلا مگر عنبر افشان کو دیکھکر بیقرار ہوگیا قریب آکر پوچھا او جان جہان واو آرام دل مشتاقان تمھین کسنے بھیجا ہو اور نام نامی تمھارا کیا ہو عنبر افشان نے کہا مین براے ملاقات بحرین آئی ہون یہی چاہتی ہون کہ اُنسے ملاقات کرون مگر تمھارا نام نامی کیا ہو اُس ساحر نے کہا سنگبار جادو میرا نام ہو ملکہ بحرین کا ملازم ہون آپ میرے ساتھ چلیے مین ملاقات کرا دونگا عنبر افشان بہ مجبوری سنگبار کے ساتھ چلین جس مقام سے سنگبار نکلا تھا وہان پر آکر ملکہ سے کہا اس غار مین پھاند پڑو خاص دربار مین بحرین کے پہونچو گی اگر شاید پوچھین کہ کیونکر آنیکا اتفاق ہوا تو بیان کر دینا کہ آپ کا ملازم سنگبار جادو پہونچا گیا مین بھی چلتے مین حاضر ہون لگا ہرچند کہ عنبر افشان کا کلیجہ دھڑکا مگر بڑا خیال یہ ہو کہ اگر بدون حصول مطلب واپس ہوئی تو سب ساتھ والیان ہنسینگی اور کہینگی کہ ہاتھ خود دشور نے گئین اور پھر خالی ہاتھ آئین تو کیا جواب دونگی یہ سوچکر غار مین پھاند پڑین اسقدر اندھیرا تھا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ سوجھتا تھا کچھ جا بجا تصویرین مہیب بد صورت بد حقیقت

براے تسلیم خم ہوا ملکہ نے کہا اے شخص تو کون ہے زنگی قدموں پر گر پڑا کہا میں غلام ہوں
جا بے سرکار لیجیے میں ہر طرح حاضر ہوں حکم سے انکار نہیں ملکہ نے کہا تو جانتا ہے کہ ملکہ
بحرین کہاں ہیں زنگی نے جو نام بحرین سنا کانپنے لگا کہا اے ملکۂ عالم سال میں ایک
مرتبہ خدمت میں جاتا ہوں تنخواہ اُسی سرکار سے پاتا ہوں ملکہ نے کہا اتنا کہدو گے کہ
سنگبار جادو نے عنبر افشان کو بلا وجہ قید کیا اور اس بیگناہ کو حبس کیا ہے زنگی نے
کہا میری یہ مجال نہیں ہے کہ میں ایسی باتیں سامنے مالک کے کروں ملکہ بحرین کے بڑے
مرتبے ہیں کل خداوند آئے تھے بحرین سے دیر تک تخلیہ رہا قدرت عذر کرتے تھے
اور فرماتے تھے کہ میں طرف طلسم باطن کے جاتا ہوں اور تم میری محافظ جان ہو پھر
میری کیا لیاقت ہے کہ میں اُنسے آپ کا حال کہوں مگر کہیے تو نکال لے چلوں مثل چاکران
کمترین ہمراہ رہوں اگر مجھکو سرفراز فرمائیے گا تو احسانمند ہونگا ورنہ اختیار ہے ملکہ نے
کہا تو زبان سے سوزن تو نکال لے اُسنے زبان سے سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی
عنبر افشان نے سب قید توڑ ڈالی زنگی نے کہا میں تو نہ جانے دونگا عنبر افشان نے
کہا تیری کیا مجال ہے جو ہمکو روک سکے یہانتک تکرار ہوئی کہ زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا
ملکہ نے تلوار پر ہاتھ رکھدیا ہاتھ رکھتے ہی وہ تلوار پلٹ کر سر پر زنگی کے پڑی کہ دو
ٹکڑے ہوے مار کر زنگی کو ملکہ عنبر افشان باہر نکلیں چہار جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا ہر
طرف صحراے سنسان کف دست میدان پایانہ انسان نہ حیوان کچھ درخت سوکھے ہوے
جو جا بجا لگے ہیں کھڑ کھڑا رہے ہیں چاہتے ہیں کہ اس ویرانے سے نکلجاوین لیکن
پاؤن میں طاقت کہاں آخر سوچی کہ اے عنبر افشان ملکہ بحرین سے کیونکر ملاقات
ہو دیکھا اُسی دشت ویران میں ایک چشمۂ آب ہے نہایت سیراب و بلا جواب ہے ملکہ
طرف چشمے کے چلیں جب سامنے چشمے کے پہونچیں جھک کر دیکھا کہ مثل آئینے کے ہے
ایک طرف ایک قصر معقول ہے اور اُس میں ایک تخت بچھا ہے اُسپر ایک ساحر سیاہ فام
بیٹھا ہے ملکہ نے بغور دیکھا تو پہچانا کہ یہ تاجدار حباب جادو بھتیجا ملکہ بحرین کا ہے ملکہ
نے پکار کر آواز دی اے حباب ہم تمتک آنا چاہتے ہیں اُس جوان نے کچھ جواب ندیا

کئی آوازین ملکہ نے دین مگر کچھ جواب نہ سُنا آخر ناچار ہو کر چشمے مین کود پڑین یہ معلوم ہوا
کہ بڑی بلندی سے کودی ہون بعد عرصۂ دراز کے دیکھا کہ ایک صحراے معقول ہے پر وسان
چمن لباس زمردگون زیب جسم کیے نہرین موج مار رہی ہین حباب چین کر چشمان معشوق وہ
صحراے پر بہار دیکھکر ملکہ کو فرحت حاصل ہوئی مگر حیران تھین کہ وہ قصر کیا ہوا اور حباب
کہان غائب ہوا چہار جانب ڈھونڈھتی پھرتی ہین کہ ایک طرف سے رونے کی آواز
آئی ملکہ نے دیکھا کہ وہی زنگی جسکو مین نے مارا تھا قید خانے مین پڑا ہوا بیکس و بے لبس
رو رہا ہی کبھی تڑپتا ہی کبھی اُٹھتا ہی بیٹھتا ہی نالے کرتا ہی بیتاب و بیقرار رہی ملکہ نے حیران ہوکر
پوچھا کہ ارے تو میرے ہاتھ سے کیونکر بچا زنگی نے جو ملکہ کو دیکھا اور زیادہ رونے لگا
کہا حضور اسکا سبب نہ پوچھیے مین روتا ہون آپ کے واسطے یہ راہ طلسم ہی ایسے ایسے
عجائب و غرائب بہت دیکھیے گا مین آپ کا عاشق صادق ہون مجھکو موت نہین اب
بہتر یہ ہی کہ اِس صحرا کو طے کر کے نکلجائیے یہ سُنکر ملکہ کو بڑا تعجب ہوا فرمایا کہ یہ وہ جنگل ہی جس
سے گذرنا دشوار ہی لیکن کوئی راستہ سیدھا بتا زنگی نے کہا مجھسے سراسر خطا ہوئی
کہ آپ کو رہا کر دیا اب آپ فلان درخت کے نیچے جا کر بیٹھیے ایک جوڑا سیاہ جانور کا
آئیگا وہ آپ کو راستہ سیدھا بتائیگا مین آپکا خیر خواہ ہون مگر امیدوار ہون کہ مجھکو سرفراز
فرمائیے ملکہ نے اُس زنگی سے منھ پھیرا اُس نخل کے سائے مین جیسے ہی جا کے بیٹھین
دو جانوران سیاہ رنگ آکر درخت پر بیٹھے اور آپس مین باتین کرنے لگے نر نے کہا
اے مادہ کیون ملول ہو رہی ہو مادہ نے جواب دیا ملکہ عنبر افشان کہ زیر درخت
بیٹھی ہین اِنکو مناسب ہی کہ اِس درخت کی شاخ توڑ لین اور اُسکی چھڑی بنا کر اپنے
ہاتھ مین رکھین ملکہ بحرین کو پکارین شاید ہی کہ ملکہ کو خبر ہو جائے عنبر افشان نے
یہی کیا کہ شاخ نخل توڑ کر ہاتھ مین لی اور پکارا کہ اے ملکہ بحرین ہم تمھاری ملاقات کو
آئے ہین اُس جنگل مین تڑاقہ ہوا اِسقدر غبار اُڑا کہ تمام صحرا ... یک ہو ا عنبر افشان
نے شاخ نخل کو جنبش دی وہ اندھیرا برطرف ہوا کہ دیکھا سامنے سے ملکہ بحرین ایک
کشتی پر سوار کئی سو کنیزین پشت پر کشتی بہتی ہوئی آتی ہی جب وہ کشتی قریب آئی تو ملکہ

عنبر افشان نے پکار کر کہا اے ملکہ بحرین ہم تمھاری ملاقات کے طالب ہین بحرین نے کشتی کھینے والون کو اشارہ کیا اُنھون نے ڈانڈ مار دی کشتی نے چرخ مارا اور اُسی پانی مین ڈوب گئی فوارہ چھوٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے قطرے پانی کے اسقدر بلند ہوے کہ ایک قصر بنکر تیار رہا اُس قصر مین دیکھا ملکہ بحرین مسند پر بیٹھی ہین عنبر افشان کو پکار رہی ہین ملکہ عنبر افشان دروازے پر قصر کے پہونچین ایک کنیز اندر سے نکلی اُسنے آکر سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم اگر آپ ملاقات بحرین کی طالب ہین تو سامنے کمرہ ہے اُس مین جائیے ضرور ملاقات ہوگی جیسے ہی ملکہ کمرے مین گئین کسی نے دروازہ بند کر دیا وہین زنگی گوشے سے پیدا ہوا اُسنے آکر زبان مین سوزن دی ملکہ کو مسلسل و مطوق کر کے ایک جانب لے چلا جب صحرا مین پہونچا تو بحرین سامنے سے آئین زنگی کو جھڑکا کہا او بے حیا تو نے غضب کیا جو کوئی ہماری ملاقات کو آئے اُسکو تو گرفتار کرے یہ کہکر زنگی کو تمانچہ مارا زنگی کا سر اُڑ گیا عنبر افشان کی زبان سے سوزن نکل گئی زنجیرین ٹوٹ کر گرین بحرین نے عنبر افشان کا ہاتھ تھام لیا کہا بیٹا کیسا مزاج رہا عنبر افشان نے کہا اے مادر مہربان ایک ہفتہ مجھکو گذرا کہ اِس صحرا مین ماری ماری پھرتی ہون جس زنگی کو تمنے مار ڈالا اُسنے کبھی دوستی کی کبھی دشمنی آپ کو کئی مقام پر دیکھا مگر ملاقات نہ ہوئی اب میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپ سے ملاقی ہوئی بحرین نے کہا اے نور نظر تم انقلاب طلسم سے آگاہ ہو کہ قدرت بھاگ کر طلسم باطن مین تشریف لیگئے وہان بھی وہی عیش و جیش ہے ہم لوگون پر تاکید ہے کہ راستے روکو تو مین نے سبکی ملاقات موقوف کر دی تمھاری تکلیف کا حال سنکر دل بیقرار ہوا تب ملاقات کو آئی نگہبان بڑھ گئے ہر مقام عجائب و غرائب سے مملو ہے اور مین تو راہبر ہون جزیرۂ انتخاب کا راستہ میرے قبضے مین ہے انتخاب جادو کہ مالک لوح ہے اُس تک پہونچنا بہت دشوار ہے اے نور نظر جو کوئی ایسا ارادہ کرے وہ اپنی جان کا دشمن ہے لیکن مین تمکو تا بہ جزیرۂ انتخاب پہونچا دونگی مقام لوح کو دیکھکر تمھین اختیار ہے جو تدبیر چاہنا وہ کرنا عنبر افشان نے کہا اے مادر مہربان مین نے آپ کی شفقت کے بھروسے پر

اقرار کرلیا ہی کہ لوح کا پتہ لگا دونگی بحرین نے کہا مقام لوح دیکھ آؤگی تو اُسے کسطرح پاؤگی عنبر افشان نے کہا ابتو مین نے ارادہ کیا آپ کی شفقت سے تو مجھے امید ہی کہ لوح طلسمی کا مفصل پتہ ملے آپ بخوبی آگاہ ہین کہ رعایاے طلسم کس مصیبت مین ہی آن عادلون کا دور ہوگا کہ شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیین اور ظالم مظلوم پر ظلم نہ کرسکے بحرین نے کہا مین بھی تمام طرف جزیرے کے روانہ کرونگی مگر ای نور نظر تمھین طلسم کشا سے کیا خصوصیت ہی گنہگارون کو بچا لوگی امان دوگی عنبر افشان نے کہا مجھکو اختیار ہی کہ جسکو چاہون مین گنہگار کرون اور جس گنہگار کی چاہون خطا معاف کرادون شہریار بہشت خلیق و رحیم ہین یہی چاہتے ہین کہ کوئی ظالم مظلوم پر ظلم نہ کرے رعایا آباد رہے بحرین نے کہا کہ ای عنبر افشان مین بھی اسی بات کی خواہان ہون کہ ظلم سے ملک پاک رہے بحرین جادو عنبر افشان کو ساتھ لیے ہوے اسی طرح کی باتین کرتی ہوئی ایک قصر مین آئین اور عنبر افشان کو مسند پر بٹھایا جلسہ آراستہ ہوا ایک گائن کو اشارہ کیا یہ اشعار بہ آواز بلند گائن گانے لگی

نظم

پیدا ہی لچک یار جو مو باف ندری ہی — اُس شوخ [illegible] یہ عالم نازک کمری ہی
ساغر مین چھلکتی ہو شراب اسلیے ساقی — لغزش [illegible] قدرتی ہو شرارت مین بھری ہی
چلنے مین چھلاوہ ہو تو تسخیر مین جادو — پیدا تری چشم سے مجنون لیلی کی پری ہی
خلقت مین ہر اک چیز کو بھی فرد ہی پایا — ہی طاق اسی واسطے شرکت سے بری ہی
دل دادۂ آن انکھون پہ غزالان حرم ہین — رفتار سے پامال اگر کبک دری ہی
ہرچند ہین وہ چشم سیہ صورت آہو — چیتے کی طرح صید پہ سفاک جری ہی
مجبور کیا صبر ترے ہجر مین لیکن — اک سل ہی کہ بھاری مرے سینے پہ دھری ہی
سر جوش مین پھر خم سے نکالے ہو جو ساقی — کیا دختر رز کو بھی سر پردہ دری ہی
درماندہ ہین سب علم و گمان وہم و خیالات — بے شبہہ تعین سے تری ذات بری ہی
رخصت نہین گر باد بہاری کی چمن سے — پھر زرد یہ کیون نالۂ مرغ سحری ہی
رہتی ہو موے پر بھی مجھے یاد تمھاری — ہرچند زخود رفتگی و بے خبری ہی

دیکھی نہین بجلی مین بھی ہنسنے یہ شرارت	کیا کوٹ کے شوخی تری رگ رگ مین بھری ہی
روز سیہ ہجر و شب روشن وصلت	نیرنگی دور فلک نیلو فری ہی
کٹ جاتی ہی جو عمر رواں چشم زدن مین	معلوم ہوا یہ بھی چراغ سحری ہی
اُس زلف سیہ مین شب یلدا کا ہی عالم	رخسار مین اِک جلوۂ نور سحری ہی
آمادہ ہی وہ قتل پہ تولے ہوے تلوار	ہشیار دلا موقع سینہ سپری ہی
کچھ آپ سے تڑپا نہین رعنا نہ خنجر	مجبور رہو بندہ ہی خطاے بشری ہی

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط برپا رہا صبح کو بحرین نے چند باتین کان مین عنبر افشان کے کہین اور آواز دی کہ او دل شکن جلد حاضر ہو دیکھا پہلو سے وہی زنگی جسکو مار ڈالا تھا تنتنا ہوا سامنے آیا بحرین نے کہا اے دل شکن ملکہ کے ہمراہ جاؤ اِنکو تا بجزیرۂ انتخاب پہونچاؤ مگر خبردار راہ مین شرارت نہ کرنا اسم باسمی ہو اگر اِسکو کوئی صدمہ پہونچے گا تو مین بیقرار ہونگی اِسکی راحت سے مجھکو راحت ہی دل شکن زنگی نے کہا اے ملکۂ عالم اگر میرا کہنا یہ مانینگی تو مین برسر جزیرۂ انتخاب پہونچا دونگا اور اگر میرا کہنا نہ مانین گی تو آوارہ رہین گی عنبر افشان نے کہا اے مادر مہربان آپ اِسکی باتون کو ملاحظہ فرمایئے یہ مجھسے طالب وصل ہی مین یہ کہنا قبول نہ کرونگی زنگی نے عرض کی میری مجال ہی کہ ایسا امر آپ سے کہون آیندہ آپ کو اختیار ہی غرض بہر نوع بعد تکرار لبیا راُس زنگی نے ایک تخت تیار کیا اُسپر بی عنبر افشان سوار ہوئین زنگی پایۂ تخت تھامے ہوے تخت کو لیے جاتا ہی جب ایک صحراے وحشت خیز مین پہونچا تو زنگی نے پایۂ تخت چھوڑ دیا عنبر افشان تخت سے گری تخت ایک طرف جاکر گرا اگر عنبر افشان جو زمین پر آئی دیکھا ایک کوہ لالہ زار ہی جہانتک نگاہ کام کرتی ہی تختۂ لالہ بادل راغدار پہاڑ پر کھلا ہوا ہی اکثر طائر آتے ہین قریب لالہ زار آکر غل مچاتے ہین پھر اُڑ جاتے ہین ملکہ نے ہاتھ سے اِشارہ جو کیا ایک طائر اُڑتا ہوا سامنے آیا عنبر افشان نے پوچھا اے طائر وحشی یہ کیا مقام ہی وہ طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہا اے ملکۂ عالم یہی راستہ سیدھا ہی ورنہ کوہ مین سے ہو کر جایئے دل شکن کا انتظار نہ کیجیے نہین معلوم وہ کب آئے دیکھیے اُسپر

کیا گذرے اسکی جان پر بن ہوگی وہ بیوجہ چھوڑ کے نہین چلا گیا عنبر افشان نے کہا مین اسکی خواہان نہین ہون اگر آدے ساتھ لے جاوے پتہ جزیرۂ انتخاب کا ملنا چاہیے مگر بلا کا راستہ ہو کہ کسی طرح صاف نہین طائر تو سامنے سے چلا گیا عنبر افشان درۂ کوہ مین داخل ہوئی دیکھا ہزارہا عورتین درۂ کوہ مین کھیل رہی ہین عنبر افشان کو دیکھکر سب نے سلام کیا پوچھا حضور کہان جایئے گا عنبر افشان نے کہا جزیرۂ انتخاب کی خواہش ہو تمھین کچھ نشان بتاؤ ان عورتون نے اشارہ کیا کہ سامنے جاؤ عنبر افشان ان عورتون سے نکلکر آگے بڑھی تھی کہ دیکھا کئی ہزار زنگیان آدمخوار بیچ مین ان سب کے دل شکن بیٹھا ہو سب زنگی حربے لیکر اٹھے چاہتے ہین اسکو ذبح کرین آگ سامنے جل رہی ہو ارادہ ہو ذبح کرکے اسکے کباب لگائین زنگی نے جو عنبر افشان کو دیکھا فریاد کرنے لگا کہ حضور اس عذاب مین مبتلا ہون آکر مجھکو بچایئے عنبر افشان نے کہا کیون صاحبو اسنے کیا خطا کی سب نے کہا یہ آپ کو کیون لایا راہ جزیرۂ انتخاب وہ راہ پیچ دار ہو کہ کوئی سمجھ نہین سکتا طائر اسرار نے آپ کو یہانتک پہونچایا یہ کہکے ایک زنگی اٹھا اسنے ہاتھ تلوار کا مارہی دیا سر زنگی کا کٹکر گرا کل زنگیون نے چیر پھاڑ کر گوشت اسکا کھایا سر کو ایک طرف پھینک دیا ملکہ سے کہا اب آپ سامنے جایئے راستہ آپ کو ملیگا کوئی راہبر بتا دیگا ملکہ عنبر افشان اسی جانب چلین دیکھا ایک درخت پر ہزارہا جانور بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی مین یہ آوازدے رہے ہین اے آیندہ و روندہ یہ راہ جزیرۂ انتخاب ہو مصیبت لاجواب ہو لہذا اے جانے والے اس راہ کو سمجھکر طی کرنا ملکہ ان آوازون کو سنتی ہوئی سرکو دھنتی ہوئی جاتی ہو کہ ایک طرف سے غول کا غول آہوون کا پیدا ہوا آہوون نے آکر عنبر افشان کو گھیر لیا تکا ہین ڈالتی ہین جن آہوون کے سرون پر سینگ ہین وہ سینگ بڑھاتے ہین کہ ملکہ کو غربال کرین بروقت چلنے کے بحرین نے تعلیم کردیا تھا کہ مجمع آہوان جادو آگے نہ بڑھنے دیگا تم کہنا کہ منم فرستادۂ بحرین ملکہ نے جو یہ کہا کہ اے آہوان صحرا نشین مجھکو ملکہ بحرین نے بھیجا ہو مین تا بہ جزیرۂ انتخاب کے جاؤنگی آہو سامنے سے ہٹے اشارہ کرتے تھے کہ سامنے جاؤ تھوڑی دور اور بڑھی تھی

کہ دیکھا سرراہ ایک کنواں ہے اُس میں سے آواز آتی تھی کہ افسوس ہے غریق چاہ محبت ہوا
مگر معشوق نے خبر نہ لی ملکہ نے جھک کر دیکھا کہ وہی زنگی دل شکن غوطے کھا رہا ہے اور
پکارتا ہے کہ مجھکو بچا لیجیے ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر زنگی کا ہاتھ تھاما ڈوبتے ہوئے کو نکالا زنگی
نے آکر قدموں کو بوسہ دیا کہا اے ملکہ عالم سب چوکیاں طے کر آئیں اب سامنے جزیرۂ انتخاب
ہے مگر بہت سمجھ کے جانا انتخاب جادو سحر میں طاق ہے شہرۂ آفاق ہے لوح کا مقام دیکھکر
چلی آنا اور کچھ کلام نہ کرنا خوب سمجھ لو یہ کہکر وہ زنگی تو غائب ہوا عنبر افشان آگے بڑھی دیکھا
کہ پختہ مکان معلوم ہونے لگے کنارے دریا کے عمارت ہائے عالی بنی ہوئی ہیں ملکہ
عنبر افشان ٹہلتی ہوئی سامنے اُن مکانوں کے پہونچیں کہ ایک طرف سے دیکھا آگے
آگے ایک ساحرہ تاج سر پر رکھے ہوئے پشت پر کئی ہزار کنیزیں پکار کر آواز دی اے
عنبر افشان بڑی تکلیف اُٹھائی کیونکر یہانتک آئیں دل شکن کہاں گیا عنبر افشان نے
جواب دیا کہ حقیقت میں بمشکل آپ تک پہونچی انتخاب جادو نے بڑھکر عنبر افشان
کا ہاتھ تھام لیا ساتھ لیکر چلی اپنے قصر میں لائی سامنے کا دروازہ کھولدیا اور کہا اے
عنبر افشان خیال کر کے دیکھو عنبر افشان نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک گنبد بنا ہوا ہے
اُس میں ایسی روشنی ہے کہ معلوم ہوتا ہے برج آفتاب ہے کئی لاکھ جادوگر گرد اُس گنبد
کے اُترے ہوئے ہیں اور رقص کر رہے ہیں انتخاب جادو نے کہا اے عنبر افشان یہی
برج اسرار ہے بانیان طلسم نے لوح کو اِس میں رکھا ہے یہ روشنی لوح کی ہے دیکھ لو اور
رخصت ہو عنبر افشان کے ہوش اُڑ گئے کتنی تھی مقام افسوس ہے کہ یہانتک سعد
شہریار کیونکر آوینگے اور گنبد اسرار تک کیونکر پہونچیں گے کیونکر لوح لیں گے بس
معلوم ہوا کہ طلسم باطن فتح نہ ہوگا کہ انتخاب کھڑی ہوگئی سب کنیزیں پرا جما کر کھڑی
ہوئیں اور سامنے سے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑا اُڑاتا ہوا آتا ہے اِدھر
انتخاب و سب کنیزیں اُسی طرف دیکھ رہی ہیں وہ نقابدار قریب قصر آکر اُترا اور
تلوار ہاتھ میں پنجوں کے بل اکڑتا ہوا قصر میں آیا سوائے انتخاب کے اور سینے
سلام کیا انتخاب نے پوچھا اے نور نظر و اے پارۂ جگر اسوقت وضع میں کہاں سے

آتی ہو نقابدار نے نقاب چہرے سے ہٹائی ایک برق چمک گئی عنبر افشان سے اپنا
سر جھکا کر کہا اے ملکۂ عالم آپ مجھے آگاہ نہین منم ماہتاب سر گروہ اِلف دختہ انتخاب گشت
کرکے آئی ہون مجھکو یہ خبر ملی تھی کہ طلسم کشا صاحب ادھر کا ارادہ رکھتے ہین کیا مجال اور کیا
تاب وطاقت ہی کوئی ساحر اگر مثل سامری و جمشید ہو تو ادھر نہین آسکتا بارہ کوس کے
گردے کی زمین میرے اختیار مین ہی کیا مجال کہ پرندہ بھی پر مار سکے اور درندہ کی کیا لیاقت
ہی کہ اس صحرا سے گذرے انتخاب نے کہا بیٹا خاموش رہو وہ نقابدار پھر نقاب اپنے
چہرے پر آراستہ کرکے گھوڑے پر سوار ہو کے روانہ ہو گیا انتخاب نے کہا یہ عجب
معرکہ گذرا کہ اسوقت یہ نقابدار بھی آگیا اور آپ کو دیکھ گیا اب انتظام معقول کرے گا
کوئی غیر اِس صحرا مین نہ آسکیگا عنبر افشان نے کہا مین رخصت ہوتی ہون انتخاب نے
کہا بی بی تمنے بڑی تکلیف اُٹھائی آج شب کو یہان تشریف رکھو تمہٰں اختیار ہی ہرچند ملکہ
عنبر افشان نے چاہا رخصت ہو جاؤن مگر انتخاب نے بڑی دھوم سے جلسہ آراستہ کیا
عنبر افشان کو مقام صدر پر بٹھایا گائنین گا رہی ہین رقاصہ بتا رہی ہی اور جام ارغوانی
گردش مین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی سب بہ خوشی بیٹھے ہین کہ وہی نقابدار
گرمی صحبت مین آیا کرسی پر بیٹھکر کہا کیون مادر مہربان آپ نے عنبر افشان کو اپنے قصر
مین جگہ دی گنبد اسرار بھی دکھا دیا ایسا نہ ہو کہ آپ کے واسطے باعث خرابی ہو انتخاب
نے کہا بیٹا مہمان کا آنا اور مایوس ہو کر جانا گوارا نہ ہوا نقابدار نے کہا ہم جانتے ہین
کہ آپ مقدمۂ لوح مین گنہگار ہونگی اور قدرت آپ کے ساتھ بہ بدی پیش آوین گے
انتخاب نے کہا اے نور نظر مثل میرے کون حفاظت کر سکتا ہی کئی مہینے گذرے ہین کہ
دشمن اپنی فکر مین ہین پھر انتخاب نے کہا بیٹا میری خطا جب ہی کہ میرے انتظام مین فرق
ہو رات کا سونا چھوڑ دیا دن کو تھوڑی دیر سو رہتی ہون وہ دن جمشید ثانی دکھائین
کہ اب قدرت پلٹ کر طلسم ظاہر مین آئین نقابدار نے کہا اے مادر مہربان حقیقت یہ ہی
کہ یہ مقام لوح دیکھکر جاوینگی طلسم کشا سے ضرور ذکر کرینگی لیکن اے مادر مہربان مین نے
مینا کو کس ذلت وخواری سے گرفتار کیا تو بہ کرکے پلٹ جاوینگے گنبد لوح تک نہ آسکینگے

انتخاب نے کہا اے نور نظر جو کچھ ہوا ہے وہ دیکھا اور جو ہوگا وہ بھی دیکھیں گے اس سے
تو ہم بخوبی آگاہ ہیں کہ عمر طلسم تمام ہوئی اب دیکھیے کیا ہو خداوند مردہ جو کتاب میں اپنی
لکھ گئے ہیں وہ سب ضرور ہوگا یہ کہکر نقابدار کو رخصت کیا بعد جانے نقابدار کے ملکہ
عنبر افشان نے پوچھا اے انتخاب جادو یہ صاحبزادی کون ہیں جنکو اپنے انتظام پر بڑا
گھمنڈ ہے انتخاب نے کہا یہ میری بیٹی ہے نام اصلی قمر عذار آفتاب جمال گشت صحراے
طلسم کی اسکے متعلق ہے آجتک انکی نگہبانی میں کوئی فتور نہیں ہوا رات بھر اسی گشت
میں رہتی ہیں اور اے عنبر افشان جمال دیکھا جمال پر جب نگاہ پڑے تو کیسا ہی ربط و ضابط
ہو مگر غش کھا کر گرے حقیقت میں قمر عذار ہے بڑے بڑے لوگ اسکے جویا رہے ابتک
میں نے قبول نہیں کیا خداوند مردہ کتاب میں لکھ گئے ہیں کہ یہ طلسم کشا کے ساتھ ہوگی
جو وقت جمشید ثانی سے مقابلہ پڑیگا تو یہ طلسم کشا سے موافق ہوگی حقیقت میں اگر
ایسا ہوا تو قدرت کو مشکل پڑیگی غار افراسیاب میں جاکر وہ سحر کیا کہ وہان کے حاکم
تعریفیں کرتے تھے عنبر افشان نے کہا کیون اے انتخاب جادو غار افراسیاب کیا
مقام ہے میں جو براے امتحان گئی پہلو میں کوٹھری بنی ہے اس میں سے شعلہ ہاے آتش نکلتے
ہیں اور آواز آتی تھی کہ اے عنبر افشان ابھی تم امتحان کے لائق نہیں ہو لیکن وہان
نگہبانون نے امتحان لیا اور سند مجھکو دی انتخاب بولی وہ وہ مقام ہے کہ سامری جمشید
نے اس آگ کو روشن کیا امتحان دینے والون کے واسطے ایک سند ملتی ہے عنبر افشان
نے کہا کیون اے انتخاب کسی نے کوٹھری میں جاکے بھی دیکھا کہ اندر اسکے کون ہے انتخاب
نے کہا یہ حکم نہیں ہے کوئی اندر نہیں جانے پاتا لیکن قمر عذار جب براے امتحان گئی
تو کوٹھری میں گھس گئی دیکھا ایک ساحر بیٹھا ہے ہاتھ چمکار رہا ہے اسنے جو عنبر افشان کو
دیکھا بے اختیار ہو گیا کہتا تھا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تجھ ایسی ساحرہ
یہان نہیں آئی خداوند مردہ نے تجھکو اپنے ہاتھ سے بنایا آ میرے پاس بیٹھ جا یہ اسکے
پاس بیٹھ گئی اسنے قصد کیا کہ جسم پر ہاتھ رکھے یہ برہم ہوکر اٹھ آئی جیسے ہی باہر نکلی دیکھا
سند پڑی ہے اور اسمیں لکھا ہے کہ قمر عذار کا اب کوئی شاغل نہیں ہے نگہبانون نے جو دیکھا

قدمون کو اِسکے چومنے لگے اور کہتے تھے اے قمر عذار تم مقبول بارگاہ خداوند ہو مین یہ وہ صاحبزادی ہی کہ جسکو نائب قدرت نے پسند فرمایا پس اب رخصت ہو نہ یا وہ حالات نہ پوچھو اگر یہ طلسم کشا کے ساتھ ہو جائیگی تو مین خاک اُڑاؤنگی اور قدرت سے فریاد کرونگی یقین ہی کہ قدرت دل پھیر دین اور یہ میری اطاعت کرے پھر اِسکا جدا ہونا واسطے طلسم کشا کے خرابی ہی راتون کو انکو چین نہ پڑیگا اور یہ خیال بھی نہ کریگی مین ضرور ایک مرتبہ طرف غار افراسیاب کے جاؤنگی کہ وہ سرحد ترکستان مین ہی بڑے بڑے ساحر وہان جمع رہتے ہین اور مہینون کوشش کرتے ہین تب سند ملتی ہی یہ سب باتین سنکر عنبر افشان رخصت ہوئی جیسے ہی باہر نکلی دیکھا ہزار ہا ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے کھڑے ہین عنبر افشان نے چاہا پلٹون دروازہ قصر کا بند ہوگیا اُن سب ساحرون نے عنبر افشان پر بلوہ کیا عنبر افشان لڑنے لگی ایک ساحر نے قریب آکر ڈبیہ خاک قبر جمشیدی کی کھولدی عنبر افشان بیہوش ہوکر گری اب اِسکو خبر نہین کہ مین کہان ہون ساحرون نے قفس آہنی مین بند کیا اور زمین پر رکھدیا کہ ایک دھوان زمین سے نکلا قفس کو گھیر لیا اور اُڑاتا ہوا لیچلا قضائے کار قفس اُڑا ہوا جاتا ہی نہین معلوم کہان روانہ کیا مگر بادشاہ لشکر اسلام لشکر مین ہین خونخوار فراخ پیشانی و میثاق حاضر خدمت ہین اور جادوگر بیان جو بیٹھی ہین وہ خود بخود ہنسین خونخوار نے کہا کیون بی بیو بلا وجہ ہنسنے کا کیا باعث کسی نے کچھ جواب نہ دیا ایک طائر آسمان سے آیا اُسنے پکار کر آواز دی کہ اے خونخوار بادشاہ عادل مقام افسوس ہی کہ عنبر افشان کی قید طرف جزیرۂ آرغوان کے جاتی ہی اگر دہان پہونچ گئی تو پھر زندہ رہنا دشوار ہی یہ کہکر طائر جل گیا خاک اُسکی برباد ہوئی مگر خونخوار اپنے مقام سے اُٹھا جھولی سے ایک پرچہ نکالا اُسکو دیکھا اور باہر نکلا چہار جانب دیکھ رہا ہی مگر کوئی علامت نہین معلوم ہوتی کہ صحرا سے ایک عقاب آیا خونخوار اُسپر سوار ہوا عقاب اُڑکر بلند ہوا اب خونخوار نے دور سے دیکھا ایک دھوان پیچ و تاب کھاتا ہوا آتا ہی اُس دھوئین کو دیکھکر خونخوار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے سحر کیا

کہ وہ دھوان قریب آیا خیال کرکے دیکھا کہ دھوئین کے اندر قفس آہنی چھپا ہوا ہی
اور اُس قفس مین عنبر افشان قید ہی خونخوار نے جو عنبر افشان کو اس حال مین دیکھا
کہ زبان مین سوئیان سر پڑائے ہوئے ہچکیان لے رہی ہی خونخوار نے پانی برسایا آگ
دھوئین کو مٹایا دھوئین کو مٹاکے چاہا قفس پر ہاتھ ڈالون کہ آسمان سے نعرہ ہوا اے
خونخوار خبردار ہاتھ قفس پر نہ ڈالنا یہ سحر خداوندہی اگر اسپر ہاتھ ڈالیگا تو جلکر خاک
ہو جائیگا خونخوار نے دیکھا کہ ایک ساحر پیدا ہوا ہی ہوے سر سے دھوان نکلتا ہوا
تڑپ کے قفس پر گرا قفس کو لے چلا خونخوار نے کئی سحر کیے لیکن وہ ساحر نہ رُکا
قفس کو لیکر نکلگیا مگر یاسمن رنگین پوش یہ سب معاملہ دیکھ رہی ہی جب دیکھا کہ وہ
ساحر نہ رُکا تو یاسمن بلند ہوئی چاہا تڑپ کر گردن اور قفس کو چھین لون کہ اُس ساحر
نے تلوارین برسائین یاسمن نے وہ تلوارین توڑین اُس ساحر نے آواز دی اے
جگرخراش جلد آ اس ظالم کو اپنا گانا سُنا کہ ایک طرف سے ہوا سے سرد چلی شاخہای
نخل ہلین ایک شاخ کٹکر زمین پر گری دیکھا ایک جادوگرنی نہایت شوخ و شنگ
موسوم بہ زعفران رنگ اُٹھتے اُٹھتے پکاری کہ اے یاسمن ذرا ادھر متوجہ ہو دیکھو
کیا اشعار کہے ہین عاشق معشوق کی یاد مین پڑھ رہا ہی وہ اشعار یہ ہین

نظم

ندانم دل ربودہ از من کدامے — نشانم پرسم کجا او از کہ نامے
ہمہ مشرب بنوشش از بادہ جامے — بود یا ناکسان خوردن حرامے
من از مذہب بہ بندے درگذشتم — ز من گبر و مسلمان را سلامے
ز موسی ماجرائے طور پرسم — خدا را جلوہ پیدا سے بامے
چرا صیدت نگردد مرغ جانم — چو خالت دانہ باشد زلف دامے
دل عشاق پامال ادا شد — ہنوز ہست آن بہ پیرو خوش خرامے
پریوان بخشند لیکن فرق این است — صنم با ناز و عیسیٰ از کلامے
پریشان نیست کاکل بر رخ یار — برائے مرغ جان گسترده دامے
ز رقصت تا عدم شد شور تحسین — بہ سد بیم ہم خدا را یک دو گامے

صبا مشتاق بوئے گل شد بگلشن
کشیدہ نالہ ہائے شب ز ہجرش
ملک طرز تجھا سے ترک بگذشت
تخیل العمر برآ سایہ چہ از ناز
وفاسے دور چرخ این است ساقی
ز ہستی تا عدم دانی چہ فرق است
نہ تنہا کافر عشقش است رعنا

نگر از نو بہار آب پیالے
نہ برو از من سنگ بادہ پیالے
بہ حسرہم غنچہ از من استغاثے
بود در عشق ہر یک چند خانے
نہ جم ماندہ نہ جمشید و نہ جامے
نہ باشد ہیچ الا یک دو گامے
مسلمانان ہندو شش ہندوستان رانے

جب اشعار عاشقانہ **یاسمن** نے سنے جوش سے نگی آنکھیں سرخ ہوگئیں اُس نازنین نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکہ چلو باغ ہمیشہ بہار میں تمھارا اسپ انتظار کررہے ہونگے نرگس شہلا چشم براہ انتظار ہے سنبل پیچان پریشان و بیقرار جام گل شراب شبنم سے خالی ہر گل لا اُبالی کسی جانب باغبان وصبا لڑ رہے ہیں گلچین وصبا مین جھگڑے پڑ رہے ہیں اسطرح مُسکرا کر باتین کین کہ **یاسمن** کو کچھ نہ بن پڑا ساتھ اُس نازنین کے روانہ ہوگئیں وہ جو ساحر آسمان سے آیا تھا وہ قفس کو لے گیا یہ نازنین **یاسمن** کو ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوگئی **میثاق** نے چاہا بڑھکر روکون مگر نہیروزہ بن عمرو نے ہاتھ تھام لیا کہا اے وزیر اعظم اسوقت ہنگامہ گیرودار بلند ہوا اور سحر ساحر جم گیا ہر تمھارا رنگ نہ جمے گا خونخوار ایسا ساحر کیا گیا کہ دو کوشش کی مگر وہ نہ رُکا قفس کو لے ہی گیا بادشاہ و **میثاق** وخونخوار وغیرہ رنجیدہ و کبیدہ پلٹے آکر بارگاہ میں بیٹھے صلاحین ہونے لگین بادشاہ نے فرمایا میں کل روانہ ہونگا ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ روکین جسکو ساتھ چلنا ہو وہ چلے ورنہ مجھکو مہلت دے کہ میں جا کر اُن گرفتاران دام مصیبت کی رہائی کی تدبیر کرون سامنے سے ساحر آکے لیگیا اور ہمارے کیے کچھ نہ ہوسکا لہذا کل جسکو چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے خونخوار نے عرض کی غلام تو ضرور ہی ساتھ چلیگا سب سرداروں نے عرض کی غلامان جانثار ہمراہ رہین گے بادشاہ نے فرمایا میں چاہتا ہوں اس سفر میں یکہ و تنہا جاؤن اگر لوح حسنیاب میری

اور مناسب ہوگا تو مین پلٹ کر تم سمعون کے پاس آؤنگا اگر لوح نہ ملی تو مجھسے ملاقات
نہ ہوگی بڑا مقام افسوس یہ ہو کہ سب قیدی چھوٹے آسمان پری دقریشہ قید رہین
انکی رہائی کی صورت ابتک نہ ملی خدا انکو رہا کرائے اُسدن آرام آئے آجتک کوشش
بیکار گئی رات بھر یہ صلاحین مشورہ رہا صبح کو بادشاہ نے لباس جسم پر آراستہ کیا اور
سلاح جنگ لگائے گھوڑے پر سوار ہوے خونخوار و میثاق سحر کرکے بلند ہوے
جانوروں کی شکل بنکر بادشاہ کو دیکھتے ہوے چلے بادشاہ گھوڑا اڑالے ہوے جاتے
ہین سرداران غیر ساحر تھوڑی دور تک ساتھ آئے آخر بادشاہ نے سب کو رخصت
کیا سب پلٹ گئے بادشاہ گھوڑا اڑائے ہوے جاتے ہین کئی کوس راستہ طے کیا تھا
کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان اپنے
گھوڑے اُڑاسے ہوے آتے ہین اُس جوان نے جو بادشاہ کو اکیلا دیکھا اپنے
ساتھ والون سے آواز دی اِنکو گرفتار کرلو چہار طرف سے وہ لوگ آگ برسانے
لگے بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا ساحرون کے سحر مٹے آسمان سے خونخوار اور
میثاق نے جو دیکھا کہ بادشاہ پر سحر کامل ہورہے ہین اور خونخوار یہی دیکھ رہا ہی
کہ کیا دجادو سب کا افسر ہی بھی چاہتا ہو کہ بادشاہ کو گرفتار کرلون خونخوار زمین پر
آیا اور نعرہ کیا کہ او بیحیا تو چاہتا ہی طلسم کشا کو گرفتار کرلے یہ غیر ممکن ہو مجھسے تو اول
مقابلہ کر یہ کہکہ ایک دستک دی کہ ایک جوان لحیم وشحیم گینڈے پر سوار آیا پشت پر
کئی غلام ہٹو ہٹو کرتے ہوے آتے ہی للکارا کہ او کیا دجادو ہمارے شہنشاہ کا
مقابلہ کرتا ہو سحر کرنے پر مرتا ہو پہلے مجھسے مقابلہ کر جب مجھکو قتل کرلینا تب اختیار رہو
ہر چند کہ یہ حقیر مجبور ہونا چاہتا ہی لیکن تیرے مقابلے مین کب بیکار رہو کیا دجادو تلوار
چمکاتا ہوا پلٹا اُس جوان پر جا پڑا غلام جو اُس جوان کے ساتھ ہین وہ بھی برابر
ڈٹ رہے ہین اپنے مالک کے قریب کسی کو نہین آنے دیتے کیاد نے ہاتھ تلوار کا
مارا اُس جوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا وار کو اُسکے بہ آسیب سپر رد کیا اُلجھا رے
سے ہاتھ نکالکر مارا خونخوار نے بھی دستک دی وہ دستک کی یہ آواز سنکر اور زیادہ

چمک کر گرنے لگا ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سپر کو اٹھا دیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو
تلوار گری تا بہ جگرگاہ پہونچی جگر سے کیاد کے دھوان نکلا اُس دھوئین نے غبار باندھا
اُس دھوئین سے زخم کیاد کا صحت پا گیا سات مرتبہ اُس جوان نے کیاد کو قتل کیا مگر ہر مرتبہ
صحت پا گیا خونخوار نے جو دیکھا کہ کیاد نہین مرتا ہر مرتبہ صحت پا جاتا ہے جھولی پر ہاتھ ڈالکر
ایک طائر نکالا اُسکو چھوڑ دیا اُس طائر نے سر پر کیاد کے آکر ایک چیخ ماری وہین سے
آگ نکلی طائر جلا خاک اُسکی کیاد پر گری کیاد بھی جلنے لگا میثاق نے آسمان سے ایسا
سحر کیا کہ سب ساحر بھاگے فیروزہ بن عمرو حقہ ہاے آتش بازی مار رہا ہے جب حقہ دا
وس پانچ کو جلا دیا آخر وہ سب بھاگے میثاق نے چلتے چلتے کئی ہزار کو جلایا باقی سب
بھاگ کر درۂ کوہ مین چھپے خونخوار نے عرض کی اے شہریار یہ راہ جزیرۂ انتخاب ہے قدم
با قدم ساحر بھرے ہوے ہین جا بجا سرکار کو روکین گے اب آج اِسی مقام پر مقام
کیجیے شب بھر عیش و فرحت رہے صبح کو پھر روانہ ہو جیے گا بادشاہ نے حکم دیا گوشۂ
صحرا مین بارگاہ اِستادہ ہو ہمارے ساتھ سواے فیروزہ کے اور کوئی نہ رہے میثاق
و خونخوار الگ اُترے بادشاہ جا کر بارگاہ مین بیٹھے فیروزہ سے فرمایا اگر ہو سکے
تو نے بجاؤ فیروزہ بن عمرو سامنے آکر بیٹھا اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

بوسہ ہونٹونکا شب وصل وہ کیا دیتے ہین — ذائقہ قند مکرر کا چکھا دیتے ہین
ملک الموت ہین عشاق کے حق مین یہ حسین — جیتے جی خاک مین زندون کو ملا دیتے ہین
کام کرتے ہین دم رقص مسیحائی کا — ایک ٹھوکر سے وہ کشتے کو جلا دیتے ہین
کشتۂ تیغ نگہ تک نہ سکین بھر کے نگاہ — خون بہا مانگے تو وہ خون بہا دیتے ہین
نہ رسائی ہوئی گو زلف رسا تک رعنا — شام جب ہوتی ہے ہم اُنکو دعا دیتے ہین

فیروزہ بڑے زور و شور سے گا رہا ہے بادشاہ نے تاج اُٹھا کر رکھ دیا ہے سر پر منہ پیٹے
ہین گانا سن رہے ہین وہ پہر شب گذر چکی ہے زلف لیلا سے شب کمر سے گذر چکی ہے
بڑھتی جاتی ہے زلف مہوشان کا ڈھنگ ہے اُس رات کا عجب رنگ ہے کہ ایک ابر
گلنار آسمان پہ پیدا ہوا بارگاہ پر آکر لہرایا ایک دناتا ہوا کہ فیروزہ کانپ گیا وہ ابر

پچھتا ایک تخت زمرین آیا اسپر ایک معشوق خوش وضع کبک رفتار شیرین گفتار سوار
تھا سب جمال ابرو ہلال دونون ہونٹھ برگ گل طائرون کا ابر بہت غل وہ نازنین ہنستی
تو معلوم ہوتا ہو کہ درج دہن کھلا معنی برستے ہین دندان گوہر شاہوار چہرہ آب
مروارید تھا کلام مین مسیحائی وضع مین رعنائی زیبائی وہ نازنین تخت سے اتری ارادہ
تو یہ تھا کہ سجدے مار ہونگی مگر جب نگاہ پڑی تمثال جہان آرا سے بادشاہ کو دیکھا حیرانِ
جمال محو دیدار ہوگئی بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو کہ زلفین عنبرین عارض انور پر لہرا رہی
ہین صاف ثابت ہوتا ہو کہ صبح و شام گلے ملتے ہین روشنی عارض کی صبح حلب جب کہ
سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ بڑھا دیا اس نازنین کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ کے پاس بیٹھی
زانو پر ہاتھ رکھکر پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہو کچھ آپ کو خوف نہ آیا پرائی
عملداری مین آپ آکر اترے ہو تو خبر ضرور رسنی ہوگی کہ یہ مادہ جزیرہ انتخاب ہو ہر منزل
مین ساحران نامی مقرر ہین آپ جا بجا روکے جاوینگے اور مین متحیر شت ہون یہ سنکر
بادشاہ نے فرمایا ہمارا نام مشہور رہی سعد بن قباد نبیرۂ صاحبقران عالیوقار طلسم کشا
نوخیز جمشیدی انشاء اللہ تا بہ جزیرۂ انتخاب پہونچین گے ہر چند کہ جو شاہزادی
واسطے دریافت حال کے گئی تھی وہ گرفتار ہوگئی ہم اسکی رہائی کو جاتے ہین مگر
انشاء اللہ اسکو رہا کرینگے جو جو قیدی گرفتار ہوگئے ہین ان سب کی رہائی ہو تب
دل کو قرار آئے قمر عذار نے جواب دیا بڑی محنت آپ نے اپنے اوپر گوارا
کی ہو آپ کا خدا آپ کی مدد کرے قمر عذار تو ہنس ہنس کے یہ باتین کر رہی ہو کہ
آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا کہ اے گیسو بریدہ مین جانتی ہون کہ تجھکو اپنے سحر پر ناز ہی
مگر ہنسی انتخاب جادو کیا مین تجھکو زندہ چھوڑونگی قمر عذار نے جو مان کو دیکھا گھبراگئی
آواز دی کہ اے مادر مہربان آپ آکر سن لیجیے مین انکو سمجھانے آئی ہون مگر یہ نہین
مانتے بہت مجبور ہون مین نے ابھی تک کوئی کلام محبت آمیز نہین کیا انتخاب نے
سامنے آکر گولہ مارا قمر عذار نے ہنس دیا گولہ پھٹ کر گرا قمر عذار نے جھولی پہ ہاتھ
ڈالا گولہ نکالا مگر پھینکا رکا آواز دی کہ اے مادر مہربان مجھکو خوف آتا ہو کہ یہ گولہ

خالی نہ جائیگا اپنے کو بچائیے بھاگ جائیے انتخاب نے دیکھا کہ حقیقت میں یہ گولہ سامری و جمشید ہی اس سحر میں بڑا جھپیٹ تڑپ کر بلند ہوئی اور بھاگی مگر چلتے چلتے کہہ گئی کہ او قمر عذار میں نہ لینے دونگی پاس خدا وند جمشید ثانی کے فریاد کروں گی انکو لاکر تجھسے لڑواؤنگی قمر عذار یہ چند کلمہ سنکر ہنس پڑی مگر کہا اے شہریار آپ کی محبت میں یہ جفا اول ہے کہ ماں دشمن ہوئی مگر شکر کرتی ہوں اگر گولہ مار دیتی تو ماں کا خاتمہ ہوتا ہر چند کہ انکی قضا قریب ہے مگر میرے سر تو خون نہ ہو آپ کو لوح ملجائے تو وہ فنا ہی طلسم میں ہمصرف ہوں تمام ساحران نامی جب آپ کے ہاتھ سے قتل ہوں تو والدۂ باجود بھی اُسی بلوے میں قتل ہونگی کیسا یہ غضب مقابلہ پڑا ہے کچھ بن نہیں پڑتا عجب صورت ہے نظم

ہے خال یہ رخسار نکو جانان کے برابر	تارہ ہے کوئی یا مہ تابان کے برابر
روتا ہوں کھڑا میں در جانان کے برابر	ہے نہر رواں روضۂ رضوان کے برابر
افشاں ہے اُدھر زلف میں سینے میں ادھر داغ	اِک اور چراغاں ہے چراغاں کے برابر
پیراہن یوسف کا سبد یعقوب کو مژدہ	آ پہونچا ہے اب قافلہ کنعان کے برابر
کاکل کا تصور نہیں زنجیر سے کچھ کم	خلوت ہے نہیں خانۂ زندان کے برابر
رعنا کوئی تدبیر کرو جوش جنون کی	آ پہونچا ہے اب ہاتھ گریبان کے برابر

یہ اشعار پڑھکر قمر عذار بہت روئی کہا یہ مقدمہ بہت نازک ہے دیکھیے کیا انجام ہو روتا اسکا ہے کہ حیرت میں آکر بیٹھی چند باتیں بھی نہ کرنے پائی کہ مادر مہربان کو خبر ہوگئی میں افسوس اِسکا کرتی ہوں کہ میں نے اُنکے سحر کا جواب کیوں دیا لیکن اگر نہ دیتی تو مبتلاے بلا ہوتی لہذا اب میں رخصت ہوتی ہوں جاکر دریافت کروں کہ مادر مہربان نے یہاں سے جاکر کیا انتظام کیا میں تو اُنکے حکم کی مطیع ہوں جو تدبیر کریں چاہتی ہوں کہ گردن تابی نہ کروں لیکن خوف گرفتاری دامنگیر ہوتا ہے مجھکو گرفتار کرینگی تو وہ سزا دینگی کہ جو مجھسے اُٹھ نہ سکیگی میں نے ہمیشہ ناز و نعم سے پرورش پائی مجھسے سختی نہ اُٹھیگی اسی خوف سے میں نے سامنا کیا یہ کہکر سعد سے جب رخصت ہونے لگی تو سعد نے دامن تھام لیا کہا اے شہنشاہ خوبی وائے سرو باغ محبوبی عجب

داغ دینے کو آئی تھین دیکھون کیا انجام ہو مگر اسکا خیال رہے کہ ہمارا دل لے کے جاتی ہو اور ہم برسر راہ ہین ہر منزل پر خیال رہے ملکہ نے کہا مجھے خود چین نہ پڑیگا مین جاتے ہی انتظام کرونگی یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی اور اپنے باغ مین آئی ملول و بیقرار ہو رہی تھی آتے ہی حکم دیا ایک کنیز والدۂ ماجدہ کی مخفی خبر لائے کہ اُنھون نے کیا کیا سمنبر نامے ایک کنیز اُٹھی عرض کی واری مین خبر مخفی لاؤنگی یہ کہکر روانہ ہوئی مگر انتخاب جادو جو پلٹ کر قصر مین آئی رونے لگی کنیزون نے آکر گھیر لیا پوچھتی تھین کیون ملکۂ عالم خیر تو ہو انتخاب نے کہا صاحبو غضب ہوا کہ قمر عذار ایسی شاہزادی جاکر سعد شہریار سے ملگئی مجھکو یقین تھا کہ جس روز اِسکا سامنا ہوگا یہ بادشاہ کو سحر سے پکڑ لائیگی یہ جو پھرتی ہوئی شب کو گئی بلاتکلف اُنکی بارگاہ مین اُتر پڑی مین بھی وقت پر پہونچی مین نے للکارا وہ آمادۂ سحر ہوئی مین ایسی ہی ساحرہ تھی کہ اُسکے سحر سے بچی اب کیا کرون یہ ذکر تھا کہ سمنبر کو آتے ہوے دیکھا کہا اے سمنبر اسوقت کیونکر تم آئین سمنبر نے کہا اے ملکۂ عالم جسوقت سے ملکہ قمر عذار پلٹ کر آئی ہین آپ کے لیے بیقرار ہو رہی ہین چاہتی ہین آپ سے فساد نہ ہو اور اِسی لیے مجھکو بھیجا ہو کہ دریافت کرو کہ والدۂ ماجدہ کیا انتظام کر رہی ہین مگر خوف اِس بات کا ہو کہ ایسا نہ ہو آپ اُنکو گرفتار کرکے سزا دین فرماتی ہین مین نے ناز و نعم سے پرورش پائی مجھسے مصیبت زندان خانہ نہ اُٹھ سکے گی دو پہر مین جنازہ نکلے گا یہ سُنکر انتخاب رونے لگی کہا اے سمنبر جاکر کہدینا کہ اے نور نظر مین تو تمھارا فعل مخفی کرون مگر قدرت کو جو خبر ہوگی کہ وہ داخل طلسم باطن ہین اور اہل طلسم باطن اُنکی خاطر کر رہے ہین قدرت عیش پسند ہین جسوقت سنین گے کہ قمر عذار طلسم کشا کی مددگار رہی ایسا نہ ہو کہ قدرت اُٹھ کھڑے ہون میری جانب سے سمجھا دینا کہدینا کہ اے نور نظر مجھے سب کچھ گوارا ہو اور مجھسے خوف نہ کرنا مگر قدرت سے اپنے کو بچانا مین اطلاع ضرور کرونگی ابھی نامہ روانہ کرتی ہون اور اگر کسی کی زبانی اُنھون نے خبر پائی تو مجھپر خفا ہونگے اور فرمادینگے کہ تمنے بیٹی کی خبر ہمسے چھپائی اِسکا مین کیا جواب دونگی تم ہوشیار رہنا

اپنے کو قدرت سے بچانا ہیں نہیں چاہتی کہ تم قید ہو یا تم پر قدرت بدعت کرین سمنبر تو
اُدھر پلٹی ادھر انتخاب جادو نے جمشید کو عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند لوح کی تو
حفاظت آپ کی ذات بابرکات پر موقوف ہے عنبر افشان اور یاسمن رنگین پوش جو
آپ کے پاس قید خانے مین ہین انکی بخوبی تمام حفاظت کیجیے گا اور قمر عذار سے ضرور
ہوشیار رہیے گا کہ وہ طلسم کشا سے مل گئی ہے اُس سے ہوشیاری چاہیے ہے اور مین بھی
اُسکی فکر کر رہی ہون لیکن حضور خوب آگاہ ہین کہ قمر عذار ایسی نہین ہے کہ جسکو سوا
آپ کے اور کوئی گرفتار کر سکے آیندہ آپ کو اختیار رہی یہ عرضی جو جمشید کو پہونچی پڑھکر
بہت برہم ہوا کہا لو صاحب غضب کی بات ہے کہ انتخاب جادو اطلاع کرتی ہے کہ بیٹی
میری سعد پر عاشق ہوئی یہ کہکر ہرکارے مقرر کیے کہ خبر ہمکو پہونچاؤ کہ سعد شہر یار کس
راستے سے آتے ہین مین خود جاؤنگا ہرکارے روانہ ہوے یہان سعد بن قباد کہ
یا رہین دونون شاہزادیون کی بیقرار تھے اب قمر عذار کا آکر رخصت ہونا اور زیادہ
پریشانی کا باعث ہوا فرمایا ای خونخوار فراخ پیشانی انتظام کرو کہ لشکر روانہ ہو حیف
کہ قمر عذار آج وہ داغ دیگئی ہین کہ دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل
سنگ فراق قمر عذار سے ٹوٹا دیکھیے اب کب ملاقات ہو اگر ہو سکے تو خبر منگواؤ کہ
انپر یہان سے جا کر کیا گذری خونخوار نے اُسی وقت ایک ساحر موسوم بہ منزل پیما
کو روانہ کیا منزل پیما جو براے خبر روانہ ہوا اسوقت آیا کہ قمر عذار باغ مین اپنے
بیٹھی ہے اور کنیزون کو حکم دے رہی ہے کہ دریافت کرو کہ بادشاہ اُس منزل سے روانہ
ہوے یا رہین اُترے ہین چند کنیزین واسطے خبر کے روانہ ہوئین کہ جا کر خبر لا دین کہ
منزل پیما آ کر پہونچا بلکہ قمر عذار نے جو منزل پیما کو دیکھا پوچھا ای منزل پیما کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا منزل پیما نے عرض کی مجھے سعد شہریار نے روانہ کیا ہے اور دریافت فرمایا ہے
کہ یہان سے جانیکے بعد آپ پر کیا گذری قمر عذار نے کہا میری طرف سے آداب و
تسلیمات عرض کرنا اور دعا سے ترقی عمر و دولت دیکر کہنا کہ کنیز کو ہر وقت یہی فکر ہے
کہ آپ کا حال دریافت کرون منزل پیما نے عرض کی شہریار کا کوچ ہوا اور آج منزل

سر خاب پر جا کر اُتریں گے یقین ہے کہ دو چار دن میں قریب جزیرہ انتخاب پہونچیں قمر عذار نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ اے منزل پیما جس کو کہ منزل سرخاب کہتے ہیں وہ مقام مایوس جادو ہے مجھکو یقین ہے کہ مایوس فساد برپا کرے اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے منزل پیما نے عرض کیا وہاں تو کوچ کی تیاری ہو گئی یقین ہے کہ نصف منزل طے کر گئے ہونگے اگر حکم ہو تو جا کر سمجھاؤں قمر عذار نے کہا اے منزل پیما اگر ممکن ہو سکے تو راہ میں اُتر پڑیں صحرائے مایوس جادو میں نہ جائیں وہ وہ سحر کریگا کہ جنکا دفعیہ دشوار ہوگا اور رخشو نخوار فراخ پیشانی ہر چند کہ ساحر زبردست ہے مگر اسکے سحر سے مہلت ہرگز نہ پائیں گے میثاق بھی اپنے کو سحر سے بچائیں اسواسطے کہ وہ مالک تحفہ جات طلسمی کا ہے اور چند فقرے اپنے ہاتھ سے تحریر کیے آخر میں یہ اشعار عبرت آثار لکھے نظم

بے یار کسطرح نظر آئے نہ گھر اُداس
وحشت ہو کیوں نہ دیکھ کے دیوار و در اُداس

کیا جانے کیا جواب خط شوق کا ملے
آتا ہے کچھ اُدھر سے مرا نامہ بر اُداس

کیا آج یاس ہو گئی تاثیر گریہ سے
یوں تجھکو دیکھتے تھے نہ اے چشم تر اُداس

اندھیر ہے نہ آیا شب وعدہ بھی کوئی
ہمسے زیادہ شمع رہی رات بھر اُداس

دیکھیں دکھائے آج شب انتظار کیا
جلتا ہے شام ہی سے چراغ قمر اُداس

تڑپا رہی ہیں دل کو اگر اُسکی شوخیاں
پھر کیوں ہے میری آہ کا رنگ اثر اُداس

نکلا تھا لیکے جسکو ترا شوق جستجو
آئی ہے پھر کے آنکھ میں کیا وہ نظر اُداس

بیشک ہو کچھ کسی سے مکدر کہ تم سا شوخ
بیٹھے اُداس بزم میں اور اسقدر اُداس

اول تو دیکھیں صبح شب وصل یار ہم
پھر اے فلک سحر بھی تو ایسی سحر اُداس

محفل کا عاشقوں کی بھی ہے رنگ دیدنی
کوئی اِدھر اُداس ہے کوئی اُدھر اُداس

سب چھپے بھلائے ہمیں اسکی یاد نے
ایک ایک بات رکھتی ہے دو دو پہر اُداس

اظہار درد کون کرے آہ و نالہ کون
ہم چپ دل ستم زدہ ساکت جگر اُداس

ساری جلال بھول گئے اپنی شوخیاں
افسردہ یہ ہوئے وہ مجھے دیکھکر اُداس

یہ نامہ لکھکر آخر میں لکھا نامۂ شوقیہ قمر عذار بخدمت سعد شہریار مشرف باد منزل پیما

نامہ لیکر چلا اُڑا ہوا آتا تھا کہ گذر اِسکا ایک صحرا مین ہوا دیکھا ایک درخت مین آئینہ لٹکا
ہوا ہو حیران ہوا کہ جنگل مین آئینہ کون لٹکا گیا آکر آئینہ دیکھا آئینے کو دیکھتے ہی حیران ہوا
حرکتین خلاف کرنے لگا کہ سامنے سے مایوس جادو آیا پکار کر پوچھا ارے تیرا کیا نام
ہو کہان سے آتا ہو اور کہان جائیگا منزل پیما نے خوشامد سے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ سعد شہریار
کا ملازم ہون پاس قمر عذار کے گیا تھا یہ کہکر نامہ نکالا سامنے مایوس کے پیش کیا آگے
اُسکے ایک قصر بنا تھا مایوس نے اشارہ کیا کہ اِس قصر مین جا کر بیٹھو منزل پیما یہ حکم سُنکر
اُس قصر مین داخل ہوا جا کر دیکھا صد ہا قیدی زنجیرین پہنے ہوئے بیٹھے ہین اور فریاد
کر رہے ہین یہ دیکھکر منزل پیما نے چاہا قصر سے نکل بھاگون کہ وہ سب قیدی لپٹ گئے اور
منزل پیما کو آہنی زنجیرین پہنا دین زبان مین سوزن دی اب منزل پیما کو جو ہوش آیا
اپنے حال پر افسوس کرتا تھا مگر سعد شہریار دن بھر منزل چلے شام کو ایک صحرا مین
جا کر پہونچے دیکھا صحرا ے ویران بونڈے گرد کے اُٹھ رہے ہین درختون کے پتے
گرے ہوئے جنگل مین اُڑتے پھرتے ہین وحشت کا مکان کف دست میدان تہانا
اُجاڑ سنسان ہو خونخوار نے بڑھکر عرض کی کہ اب حضور آگے نہ بڑھین آگے بڑھکر اور
صحرا ے ویران ملیگا اِسطرف جنگل کوئی آباد نہین ہو بادشاہ گھوڑے سے اُتر پڑے پھر
ہر مقام پر سردار اُترنے لگے بارگاہین اِستادہ ہوئین سوار و پیدل اُترے تھوڑی
دیر مین سب کھانا پکانے کے سامان کرنے لگے چولھے بن گئے آگ روشن ہوئی ہو کہ
آسمان پر ابر تیرہ و تار آیا بادشاہ نے فرمایا کیون اے خونخوار اب کیا انتظام کرین
اگر مینھ برسا تو یہ لوگ کہان جاوینگے خونخوار نے عرض کی غلام کیا عرض کرے اور
حقیقت مین مقام بہت ویران ہو لیکن غلام جا کر تلاش کرتا ہو اگر کوئی قصر ملے تو اُسمین
لشکر کو اُتار دیجے اِن لوگون کی جان تو بچے بادشاہ آکر بارگاہ مین بیٹھے لیکن سرنگون
خونخوار و میثاق تلاش مین نکلے ایک مقام پر دیکھا گوشۂ صحرا مین ایک چھوٹا سا
مکان بنا ہو بجاے قفل کے ایک آئینہ لٹکا ہو خونخوار و میثاق نے جا کر آئینے مین منھ
دیکھا یہ معلوم ہوا کہ ایک صحبت پُر تکلف آراستہ ہو نازنینان مہ جبین و مہ جبینان

مہر تمکین ہر مقام پر بیٹھی ہین اور ایک ساحر جلیل مقام صدر پر میثاق و خونخوار نے
جو یہ معرکہ دیکھا کانپنے لگے ہوش و حواس پراگندہ ہوے کہ ایک طرف سے مایوس
آیا اور کہا کہ ای خونخوار و میثاق اس قصر مین تمھارے سب مشتاق ہین بلکہ کیا عجب
ہو کہ تمھارے قیدی بھی اس قصر مین ہون یہ کہکر مایوس نے دروازہ کھولدیا میثاق
و خونخوار اندر داخل ہوے دیکھا وہی جلسہ آراستہ ہو کہ ایک ساقی بچے نے بڑھکر
خونخوار کو جام دیا خونخوار نے نصف آپ پیا اور نصف میثاق کو پلایا دونون
جام پیتے ہی دیوانے ہو گئے اہل محفل نے پکڑ کر زنانون مین انکی سوزن دی مایوس
نے سب سے کہا خبردار انکو باہر نہ نکلنے دینا اب مین جا کر لشکر بادشاہ کو مٹاتا ہون ادھر
بادشاہ خونخوار و میثاق کا انتظار کر رہے تھے کہ جو ابر اُٹھا تھا اُس سے برف گرنے
لگی لشکر مین تلاطم ہوا شاہزادیون نے نکلکر دیکھا کہ برف کی سلین گر رہی ہین ہزارہا
طائر شاخہاے نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہو شاہزادیان حیران ہو گئین طائر انکو
دیکھکر بیہوش اُڑے کہ یہ طائر کیسے ہین کہ ان پر برف تاثیر نہین کرتی چاہا پلٹین کہ سلین
گرنے لگین اُسی برف کے نیچے یہ شاہزادیان بھی دب گئین اب کون لڑنے والا ہو
کہ ایک صداے مہیب آئی کہ منم مایوس جادو ای مسلمانان ایسے بے خوف ہوے
کہ مابدولت کے صحرا مین اُتر پڑے بادشاہ نے جو دیکھا کہ کوئی رفیق و شفیق باقی نرہا
اور فیروزہ بھی ایک جگہ دبا پڑا ہو اُٹھ نہین سکتا بادشاہ بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب بہ شکل عجیب و غریب بیہوشون کو قتل کرتا پھرتا ہو بادشاہ نے نعرہ کیا کہ او
نامرد خبردار جو بیہوش پڑے ہین اُنکو قتل نہ کرنا مایوس نے پکارکر کہا کہ ای بادشاہ تم
اپنی خبر منا کو دیکھو تو کیا قیامتین برپا کرتا ہون بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا لوح محفوظ
کو چمکایا جس مقام پر بادشاہ کھڑے تھے اُس مقام کی برف باری موقوف ہوئی
مگر ایک پہلوان نے آکر مقابلہ کیا اور بادشاہ کو نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑا
نیزہ توڑکر چاہا وار کرون کہ وہ پہلوان سامنے سے بھاگا بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا
چاہتے تھے اِسے گرفتار کرلون وہ جوان لشکر سے نکلا جنگل مین آکر آواز دی کہ ای

مددگار بیکسان وای یاور غریبان اگر میری مدد کر و صحرا سے گرد اُٹھی بارہ ہزار جوان ایک
صورت کے پیدا ہوئے وہ جوان جو بھاگ کر آیا تھا ایک گھوڑے پر سوار ہوا یہی
سبکا افسر تھا آوازین دے رہا ہے کہ ای مردان کمر بشمشیر تا جامۂ زنان نپوشید فردا روز
جنگ است جنگ باید کرد بکوشش نام و ننگ باید کرد یہ جو وہ جوان آواز دیتا ہے
تو سب بلوہ کر کے بادشاہ پر حربے لگاتے ہین بادشاہ مجبور و ناچار بیقرار ہوکر دعائین
کر رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز ؎ نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعائے تمہ من کند ہم شب
چو عاجز شود باشندہ در ماتم ترا	درین عاجزی چون فقیران ترا

بیقرار ہوکر جب بادشاہ نے دعا کی اُن سب نے بلوہ کیا ہے نیزہ برین و تیغین لیکر بڑھتے
ہین کہ بادشاہ پر حربہ کرین بادشاہ تلوار کھینچے ہوئے لڑ رہے ہین کسی کو قریب نہین
آنے دیتے جو قریب آیا علف شمشیر آبدار ہوا جب دو چار سو جوان مارے گئے بادشاہ
چاہتے ہین اُنکے مجمع سے نکلون مگر مایوس جادو پکار رہا ہے کہ ہان یارو گرفتار کرو
ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار آجائے بادشاہ نے بیقرار ہوکر پکارا کہ ای خالق کون
ومکان و ای رب دوجہان اس آفت ناگہانی سے نجات دے کہ مین مہلت پاؤن
ایسا نہ ہو گرفتار ہو جاؤن مایوس خوش ہو رہا ہے کہ مین نے سب لشکر کو مبتلا کر لیا ہے
بیثاق و خونخوار جو بڑے ساحر زبردست تھے اُنکو وہان پھنسایا مگر بادشاہ پر سحر
تاثیر نہین کرتا یہ سب تو اس فکر مین ہین کہ بادشاہ کو گرفتار کر لین مگر بادشاہ کہتے ہین بموجب
اس مصرع کے ؎ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ۔ تو سب کا حاکم و
ناظم ہے تجھکو سب طرح کا اختیار ہے بندہ مجبور و ناچار ہے ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی
اس آفت سے بچا لے مایوس ٹہلتا ہوا قریب آگیا ہے ہر چند بادشاہ چاہتے ہین کہ
گھوڑا بڑھا کر قریب مایوس پہونچون مگر وہ سب جوان سینہ سپر کیے ہوئے ہین
بادشاہ کو بڑھنے نہین دیتے وہ چاہتے ہین اِنکے بیچ سے نکلون اور قریب مایوس
پہونچون مگر وہ جوان نہین جانے دیتے بادشاہ کو روکے ہوئے ہین بادشاہ نے

بیقرار ہو کر دعا کی کہ آسمان سے لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا صدہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے وہ ابر آکر رُکا مایوس جادو نے جو وہ ابر دیکھا خوش ہو گیا کئی ملازم جو قریب تھے اُسے کہنے لگا لو میری مدد گار آتی ہے اب بادشاہ گرفتار ہو جاوینگے ملازموں نے کہا آخر کون آپ کی مدد کو آیا مایوس نے کہا ملکہ قمر عذار کہ خدمت گشت اُسکے سپرد ہے خبر اُسکو ملگئی عین وقت پر آئی ایک ملازم نے کہا آپ آگاہ بھی ہین منزل پیما سے جادو جو قید ہوا ہے اُسکے ہین کا نامہ وار تھا اب تدبیر کیجیے مایوس نے کہا اب کیا تدبیر ہو سکتی ہے مگر سامنے خداوند کے سمجھا جائیگا یکایک وہ ابر پھٹا سب نے دیکھا کہ قمر عذار ایک طاؤس پر سوار ہے بھاری جوڑا پہنے ہوئے دوپٹہ ڈھلکا ہوا بجاے بندی سیندور کے ماتھے پر آئینہ بندھا ہے کہ مثل برق کے چمک رہا ہے للکارا کہ او مایوس بہتر یہ ہے کہ تو بھاگ جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ صدا سنتے ہی مایوس جادو نے جھپٹ کر گولہ مارا قمر عذار نے گولہ کاٹا گولہ کٹتے ہی دھوپ نکل آئی برف برسنا موقوف ہوئی جو لوگ بیہوش پڑے تھے اکثر اُن مین سے اُٹھنے لگے بعض کو ہوش آیا لیکن ملکہ لوحدار ان طلسم کوہ جو تڑپ کر اُٹھی دیکھا بادشاہ مجمع مین گھرے ہین للکارا کہ او ساحر مغرور تو نے اپنے نزدیک بڑا سحر کیا ہے ہمارے شاہ کو حیران کر رہا ہے میرے مقابلے مین تو آ یہ سُنکر مایوس نے آواز دی کہ او خنجر مار اِسکا سر کاٹ لے قمر عذار دیکھ رہی ہے کہ آسمان پر برق چمکی اُس برق سے ایک خنجر پیدا ہوا یقین تھا کہ ملکہ لوحدار ان طلسم کوہ پر گرے قمر عذار نے ہاتھ ہلا دیا کہ خنجر کے دو ٹکڑے ہوئے اور آواز دی کہ او نازنین اپنے کو بچا یہ مایوس جادو بلاے روزگار ہے ایسا نہ ہو کہ تم پر حملہ کرے اُس خنجر سے تم نہ بچتین مگر خیر مین نے بچا لیا یہ سُنکر لوحدار ان کو بڑا صدمہ ہوا پکار کر کہا او شاہزادی والاتبار ہر چند کہ آپکا حسن رشک آفتاب و مہتاب ہے لیکن یہ منفردہ سحر بہت لاجواب ہے اِسکو سحر کرنے دیجیے انشاء اللہ تعالیٰ مین رنج کرونگی آپ دخل نہ دیجیے قمر عذار تو مسکرا کر خاموش ہو مین دل مین خیال آیا کہ لوحدار ان کو مجھے دیکھکر رشک ہوا مایوس جادو نے دوسرا خنجر گرایا ہر چند لوحدار ان نے روکا مگر

خنجر تڑپ کر گرا کہ لو جندار ان کا زخمی ہو گیا سر سے خون بہا مایوس نے چاہا بڑھ کر گرفتار
کر لوں قمر عذار کو تاب نہ آئی مسکرا کر آواز دی کہ اے طائران صحرا و اے مرغان ہوا اس
بیچیا کو لینا ابھرا غرض دیکھا رہا ہے جو قمر عذار نے آواز دی چند طائر زمین پر گرے ساحر
کی شکل بند طرف مایوس کے چلے مایوس ہر چند روکتا ہے مگر کیا ممکن ہے کہ روک سکے پھر
دفعتہ ایک برق چمکی مایوس نے ہر چند اپنے کو بچایا مگر نہ بچ سکا برق نے سر زخمی کیا بس
مایوس نے ایک پتھر زمین سے اٹھا کر قمر عذار پر پھینکا پتھر برسنے لگے قمر عذار نے
مسکرا کر آواز دی اے سپر سحر آ کر حاضر ہو جیسے ہی ملکہ نے یہ آواز دی دیکھا سب نے
کہ سپرین فولادی سر پر قمر عذار کے قائم ہوئین جو پتھر گرتا ہے سپرین اپنے اوپر روکتی
ہین مایوس بہت پریشان ہوا جی مین کہتا ہے کہ جو سامری نے لکھا ہے اُسکا ظہور ہو رہا
ہے مایوس نے کمر سے ایک عقاب کاغذی نکالا سحر کر کے عقاب کو اڑایا وہ طرف قمر عذار
کے چلا قمر عذار نے جو عقاب کو آتے ہوئے دیکھا ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری کہ عقاب
کے دو ٹکڑے ہوئے مایوس نے کئی عقاب اڑائے مگر قمر عذار کے ہاتھ سے قتل
ہوئے۔ مایوس جھلا کر ایک تخت پر سوار ہوا اڑتا ہوا طرف قمر عذار کے چلا ملکہ
قمر عذار نے جو دیکھا کہ مایوس آتا ہے تیغ سحر کھینچے ہوئے اس زور و شور سے سحر
کر رہا ہے کہ زمین کانپ رہی ہے گھبرا گئین لیکن جب دیکھا کہ یہ قریب آ پہونچا اور رو کے
سے نہین رکتا تو جھولی پر ہاتھ ڈالا کار سحر نکالکر ماری اور پکار کر کہا کہ اے مایوس ہوشیار
ہو جاؤ مایوس نے بہت سے سحر کیے لیکن کسی نے تاثیر نہ کی کار سحر آ کر سینے پر پڑی
کہ توڑ کر پار گذری مایوس کا مارے جانا کہ جتنے لوگ بیہوش پڑے تھے سب ہوشیار
ہو گئے میثاق و خونخوار جو قید خانے مین قید تھے یکایک دھماکا ہوا قیدین ٹوٹ کر
گرین زبان سے سوزن خو نکل گئی یہ جو ان دونون کے دونون اس مکان سے
نکلے کسی قیدی کو اپنے قریب نہ پایا آپسمین کہتے تھے کیون اے میثاق یہ کیا شعبدہ تھا
خونخوار نے جواب دیا کہ ہم تم سحر مایوس مین پھنسے تھے معلوم ہوتا ہے کسی نے
مایوس کو قتل کیا تب چھٹے اور تم نے رہائی پائی لیکن چلو دیکھین لشکر کا کیا حال ہے

ہم تم ایسے ساحران زبردست یون پھنس گئے اور نکل نہ سکے مگر حقیقت مین وہ شہریار صاحب اقبال ہو ایسا ہی کوئی ساحر نامی تھا جسنے مایوس کو مارا جسکا سحر جنگلون مین تیار تھا اسپر یہ دست اندازی دشوار تھی مہین معلوم کون ساحر مدد کو پہونچا مگر ہر کارے جمشید نے مقرر کیے تھے یہ معرکہ دیکھکر خبرین لیکر بھاگے سامنے جمشید ثانی کے آکے بیان کیا کہ باخداوند مایوس نے بڑی قیامت برپا کی برت برسا کر لشکر مسلمانان کو تباہ کیا خونخوار و میثاق کو بھی قید کر لیا تھا عین وقت پر بی قمر عذار مدد کو آکر پہونچین اور مایوس کو آکر مارا جمشید ثانی نے زانو پر ہاتھ مارا کہا خبر آگے منزل آہوان ہو اور غزال جادو وہان کی حاکم ہو وہ قیامت برپا کریگی کہ ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی صبح شہریار نے کوچ کیا میثاق وخونخوار گھوڑون پر سوار ہمراہ لشکر ہین جب دن کم رہا تو ایک صحراے خوشگوار مین پہونچے کہ چارون طرف دھانون کے کھیت لہرا رہے ہین اور چشمے جابجا بھرے ہوے پانی موج مار رہا ہو ہر طرف بڑا ہنگامہ ہو ہزارون آہو پھر رہے ہین کہ دو آہو سامنے میثاق وخونخوار کے آئے ان دونون نے گھوڑے اُن وحشیون پر ڈالے ہرچند سب منع کرتے ہین کہ اے میثاق وخونخوار کہان جاتے ہو مگر ان دونون نے جواب نہ دیا آہوون کے ساتھ نکل گئے جا کر ایک دشت لالہ زار مین پہونچے آہو تو سامنے سے غائب ہو گئے مگر اُس چمن لالہ زار مین دو شاہزادیان بیٹھی ہین اور یہ اشعار گا رہی ہین نظم

<table>
<tr><td>نہ ٹھہری جب کوئی تسکین دل کی شکل یارونمین</td><td>تو آنکلے تڑپ کر ہم تمھارے بیقرارون مین</td></tr>
<tr><td>نگہ کہتی ہو کچھ تیری مرے دل سے اشارونمین</td><td>نہین معلوم کیا باتین ہین دو بے اختیارون مین</td></tr>
<tr><td>جوانی عاشق ناشاد کی معشوق کا جوبن</td><td>یہی دنیا مین ہین دونون بڑے بے اعتبارون مین</td></tr>
<tr><td>دیے داغ تمنا تمنے سب کو بزم مین اپنی</td><td>مگر وہ لے چلے حسرت جو تھے امیدوارون مین</td></tr>
<tr><td>فلک کو دیکھکر دنگ اور رہتا ہون شب فرقت</td><td>کہ گردش ہی نہین پاتا مین آج اسکے ستارونمین</td></tr>
<tr><td>جو اپنے تیر کے پیکان کی ہو جستجو تمکو</td><td>چلے آؤ کسی دن ڈھونڈھنے ہم دل فگارونمین</td></tr>
<tr><td>کسیکے عشق مین درد جگر سے دل یہ کہتا ہو</td><td>ادھر بھی آنکلنا ہم بھی ہین امیدوارون مین</td></tr>
</table>

محبت میں تمھاری جسنے عقل و ہوش کھوئے ہیں
وہی ہے عقلمند دن میں وہی ہے ہوشیاروں میں

وہ ماتم بزم شادی ہے تمھاری جسمیں شرکت ہو
وہ مرنا زندگی ہے تم جہاں ہو سوگواروں میں

خوشی کی کچھ خوشی غم کا نہ غم عشاق کو تیرے
یہ دل ہے اُسکے جسکو [illegible] غمخواروں میں

کیا تمنے جو قصد دلربائی پڑ گیا جسنے گھر
کرشموں میں ادا و غمزہ و [illegible] اشاروں میں

وہ کھینچو گا جلال آہیں کہ اُسکی خاک اُڑا دینگے
فلک نے [illegible] خاکساروں میں

خونخوار و میثاق نے جو یہ آوازیں سنین اور ان اشعار کو سمجھا ہنستے ہوے قریب معشوقوں کے گئے دونوں نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیے ان دونوں نے سر جھکا لیا وہ دونوں معشوقین ان دونوں کو لیے ہوے ایک باغ میں آنکر بیٹھے وہ باغ بہت تیار تھا ایک طائر شاخ نخل سے اُڑکر سر پر میثاق و خونخوار کے آیا چرخ یا دینے لگا اور یہ آواز دی کہ اے خونخوار تاجدار زنان مہوشی سے خوف کر جو اشرار ہو دیکھو تو کس بلا میں پھنستے ہو اسطرح جو طائر نے آواز دی تو خونخوار کو ہوش آیا وہ عورتین پاس قریب کھڑی تھیں یا ہاتھ چھوڑ کر جا الگ ہوئیں خونخوار نے ہاتھ تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ نازنین کا سر اُڑ گیا یہی کام میثاق نے کیا دونوں نازنینوں کا مرنا کہ وہ باغ سب جلگیا دونوں پلٹے اب طرف لشکر کے چلے جس صحرا سے گرفتار ہوے تھے اپنے مرکب اسی مقام پر پائے مرکبوں پر سوار ہو کر چلے کہ وہی دونوں آہو سامنے سے آئے خونخوار نے کہا او میثاق یہی آہو ہیں پیچھا لگا کر لائے تھے میثاق نے تیر مارا خونخوار کا تیر بھی برابر پڑا دونوں آہو وہاں سے تڑپ کر جان دی ایک غبار بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من آہوان صحرائی بود اب یہ دونوں جوان طرف لشکر کے چلے مگر یہاں بادشاہ نے لشکر کو اُتارا تھا تو سب آہو دھالوں میں چرا کرتے تھے یا سر کو اُٹھا کر لشکر پر آپڑے سیکڑوں جوان شاخوں سے اُنکی غربال ہوے جس آہو کو پکڑ لیتے ہیں وہ چھوٹ جاتا ہے اعلیٰ تو ہاتھ نہیں آتا اگر کمند مار کر گرفتار کیا تو تڑپ کر نکلجاتا ہے بادشاہ کو خبر پہونچی کہ آہوان صحرا نے لشکر کو تباہ و برباد کیا ہے بادشاہ نکل کر گھوڑے پر سوار ہوے اندر آہو وہاں پہنچا پڑے جب لوح محفوظ چمکاتے ہیں تو

آہو بھاگ جاتے ہین جہان لوح کو گلے مین ڈالا آہوون کا وہی زور و شور رہوا چاہتے ہین گھوڑے سے لپٹ جاوین مگر بادشاہ بڑی ہوشیاری سے شمشیرزنی کر رہے ہین جو آہو آیا اُسے ہاتھ مار دیا جب لاشہ زمین پر گرا دوسرے آہو نے آ کے سونگھا ایک آہو نے اپنا عکس ڈالا اور ایک نے شاخ سے اِشارہ کر دیا مرا دیہی کہ اُٹھکر چل کہ وہ آہو دوڑنے لگا اِسطرح کسی آہو کا لاشہ نہین ملتا صدہا آہو شاہ نے قتل کیے عین گرمی جنگ تھی لاکھون آہو لشکر پر گرے ہوے جو اُنکو غربال کر رہے ہین اور بادشاہ بیچا ہ بیچ مین آہوون کے تیغ بکف مصروف جنگ ہین مگر حیران ہین کہ کیا کرون اِسقدر آہو ہین کہ جنکی گنتی غیر ممکن ہر کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا بیثاق وخونخوار گھوڑون کو کوڑا کرتے ہوے آتے ہین دور سے جو یہ کیفیت دیکھی خونخوار نے گھوڑا بڑھایا پکار کے آواز دی کہ حضور نہ گھبرائین غلام آگئے کہ ایک طرف سے ایک آہو کلان نمودار ہوا خونخوار نے بڑھکر آہو کلان پر گولہ مارا آہو نے گولہ خالی دیا ایک طرف سے بیثاق سحر کر رہا ہر اور دوسریطرف سے خونخوار مگر وہ آہو بھاگا بھاگا پھر رہا ہر بادشاہ نے دیکھا کہ دونون جوان بہ جانبازی سحر کر رہے ہین مگر آہو سحر کو برطرف کر دیتا ہر دوڑا دوڑا پھر رہا ہی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بھر کمان مین پیوست کیا اور ایسا تاک کر اُس آہو کو مارا کہ پیشانی پر آہو کی پڑا توڑ کر پار گذرا اُس آہو کے جسم سے شرارہاے آتش نکلے اُن آہوون پر گرے آہو جلنے لگے تھوڑے عرصے مین سب آہو جلکر خاک ہوے جو لوگ زخمی تھے وہ بھی صحت پا گئے اور آواز آئی کشتی مرا نام من غزال جادو بود اور دیکھا سب نے کہ لاشہ ایک جادوگرنی کا پڑا ہوا ہوا اور صحرا مین سناٹا ہو ہرکارے جمشید ثانی کے جو حاضر تھے وہ یہ خبرین لیکر بھاگے سامنے جمشید کے آئے عرض کی یا خداوند اِسطرح بیثاق وخونخوار صحراے لالہ زار تک پہونچے وہان جاکر ہوشیار ہوے آگر غزال کو گھیرا مگر بادشاہ نے تیر مار دیا صحراے آہو ان بھی صاف ہوا جمشید نے بڑا افسوس کیا

کہا بڑا رفیق مارا گیا مگر میرا کوئی حرج نہین ہوا میرا کوئی کیا کر سکتا ہی مجھ تک کوئی
نہ آسکیگا لوح طلسمی کو کیونکر پائیگا ساحرون نے عرض کی یا خداوند عظیم الشان سعد
بڑھتا جاتا ہی ایسے ایسے ساحر شریک ہو گئے کہ جنکا مثل نہین خونخوار تاجدار کس
تکلف سے شریک مسلمانان جا کے ہوا جمشید نے کہا ایک مجھکو بڑا تعجب ہی کہ
ہنگام بردبار جو قلعے سے بھاگا تھا وہ کہان گیا ہرکارون سے حکم دیا جا کے
دریافت تو کرو کہ ہنگام بردبار ہمارے ساتھ سے چھوٹ کر کہان رہگیا مین
اسکو برائے جنگ طلسم کشا روانہ کرون ہرکارے چلے یہان لشکر بادشاہ اترا
ہوا ہی اور خونخوار فراخ پیشانی کہ آجکے دن خدمت طلایہ اسکے متعلق ہوئی ہی
کئی سو جوانون کو ساتھ لیکر بر سر طلایہ آیا انتظام کر کے سوارون کو جابجا مقرر کیا
آپ ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرا مگر ہنگام بردبار جو جمشید سے علٰحدہ ہوا
اسکو سلطنت چھوٹنے کا بڑا قلق ہی کہا کرتا ہی یارو کیا کرون ہائے سلطنت چھوٹی
کس لطف سے سلطنت کرتا تھا ہائے کیسی لڑائی پڑی کہ پانون نہ جما ملک چھوٹا
اس سوچ مین آتا تھا کہ ایک صحرائے سبزہ زار ملا اسنے چاہا اتر پڑون پہلو مین اس صحرا کے
ایک کوہ ہی کہ اسکو کوہ رنگین کہتے ہین ملکہ رنگین جادو یہان کی حاکم ہی رنگین کو
جو ہنگام نے دیکھا آسمان سے اتر آیا رنگین جادو نے بہ محبت مقام صدر پر جگہ
دی پوچھا اے شہنشاہ رات کو کہان سے پھرتے ہوئے آتے ہو ہنگام نے کل
کیفیت بیان کی رنگین نے بڑا افسوس کیا کہا اے شہنشاہ حقیقت مین بادشاہ اول
پر بڑا جبر ہوا اسکا انجام یہ ہوا کہ آپ سے ملک چھوٹا ہنگام بردبار بیٹھا ہوا شراب
پی رہا ہی کہ سامنے روشنی دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ خونخوار تاجدار پشت مرکب پر
سوار طلایہ پھر رہا ہی خونخوار کو دیکھکر جلگیا رنگین سے کہا اے رنگین جادو میرے
دل کو قلق ہی چاہتا ہون کہ خونخوار کو قتل کرون بادشاہ لشکر اسلام کو بڑی مدد
اسکی ذات سے ملتی ہی رنگین نے کہا ابھی کہو تو اسکو بلوا لون اور قید کر لون یہ
ہنگام نے کہا اے رنگین یہ تو بڑا احسان ہوگا اگر خونخوار قید ہو جایے تو بادشاہ

لشکر اسلام کا پڑا ہوا تھا وہ رنگین جادو نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ او گل اندام
آہو کی شکل بنکر خوشخوار کو لگا لا کنیز اپنے مقام سے اٹھی غلطک مار کر ایک آہو کی
شکل بنی جست وخیز کرتی ہوئی چلی یہاں خوشخوار کھڑا ہی شب ماہ چاندنی کھلی ہوئی
دن سے بہتر روشنی بہ قول شاعر فرد رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ۔ زاغ پر تھا گمان
بوتیمار ۔ لشکر والے تمام آتشین نزان جلتے ہوئے سوتے تھے مگر خوشخوار نے دیکھا کہ ایک
مادہ آہو سامنے سے آتی ہے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیر بھر کمان میں پیوست
کیا تاک کر تیر مارا مادہ آہو کے سینے پر پڑا دوسرے سینے کو توڑ کر پار گذر گیا وہ تڑپ کر
آہو گرا تڑپ تڑپ کر جان دی آواز آئی کشتی مرا نام ہے گل اندام جادو بود رنگین
کو جو معلوم ہوا کہ میری کنیز قتل ہو گئی کہا اے شہنشاہ اب میں کیا کروں میں سمجھی تھی
کہ کنیز لگا لائیگی اور میں یہاں قید کر لونگی مگر وہ بھی ساحر زبردست ہے پہچان گیا کہ
یہ کوئی عورت ہے میری کنیز کو آتی ہے اسی وجہ سے اسکو مار لیا ہنگام بد بار نے
کہا میں خوشخوار کو ضرور ہی قتل کرونگا بے قتل کیے نہ جاؤنگا رنگین جادو نے کہا
میری کنیز قتل ہوئی ہے یعنی ضرور بدلہ لونگی ہنگام اور رنگین میں صلاح ہوئی
کہ ایک خوشخوار کو [illegible] اور ایک لشکر پر حملہ کرے رنگین نے کہا میں لشکر کو تباہ
کرونگی تم خوشخوار سے سمجھو ہنگام نے قبول کیا مگر رنگین جادو ایک عقاب پر
سوار ہوکے بالاے آسمان آئی ماش کے دانے پھینکے لشکر پر پانی برسنے لگا
جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا قضاے کار کئی سو جوان جب بیکار ہوے گرد خیمہ
جمالہ گیسو کشا ہنگامہ برپا ہونے لگا اسکی آنکھ کھلی باہر نکلکر دیکھا صدہا آدمی بیہوش
پڑے ہیں اور ابر سیاہ آسمان پہ آیا ہے بوندیان پڑ رہی ہیں جسپر قطرہ گرا بیہوش
ہے جمالہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین تاجدار پھولوں کا زیور پہنے ہوے
دوپٹا سے جو ابر میں غرق عقاب پر سوار سحر کر رہی ہے جمالہ نے جب دیکھا کہ اب لشکر
تباہ ہوا جاتا ہے جلدی سے ہاتھ ڈالا گولہ نکالا رنگین پر پھینک مارا رنگین نے جو دیکھا
گولہ آتا ہے ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری گولے کے دو ٹکڑے ہوے گولہ جو کٹا اور

زمین پر گرا حماله کو بڑا غصہ آیا تڑپ کر بلند ہوئی قریب آکر چاہا نیچہ مارون مگر ہنگام بردبار
دور سے دیکھ رہا تھا وہین سے ہاتھ ہلایا ایک برق گری کہ سر حماله کا زخمی ہوا حماله نے
پلٹ کر دیکھا کہ ہنگام بردبار آسمان پر ٹھہرا رہا ہو پلٹ کر کچھ اشیاے سحر پھینکے مگر ہنگام نے
ہاتھ ہلا دیا وہ سحر برطرف ہوا حماله نے زلفین اپنی کھولین جیسے ہی زلفین کھولین اندھیرا
ہو گیا اُس اندھیرے مین رنگین کو نیچہ مارا کہ رنگین کا شانہ زخمی ہوا مگر خونخوار نے
دور سے دیکھا کہ حماله کو رنگین و ہنگام نے گھیرا ہے ایسا نہ ہو اسکو قتل کر ڈالین خونخوار
نے زمین سے گولہ مارا کہ قریب رنگین آکر گولہ پھٹا ایک برق گری کہ جسکو رنگین نے
کاٹا اپنے کو بچایا عین گرمی جنگ تھی کہ خونخوار نے دو چار سحر ایسے کیے کہ وہ سب قریب
سے حماله کے سٹے حماله زمین پر آئی مگر رنگین چاہتی تھی کہ لڑ بھڑ کر نکلجاؤن حماله نے دو چار
سحر ایسے کیے کہ رنگین کانپ گئی مگر سنبھل کے گولہ مارا کہ صحرا سے چند شیر پیدا ہوے
سعد نے جو دیکھا کہ شیران صحرائی آگئے تلوار کھینچکر انپر جا پڑے کئی شیر قتل کیے جسپر عکس
لوح محفوظ پڑجاتا ہو وہ شیر پانی ہوکر بہ جاتا ہو خونخوار ہر چند سحر کرتا ہو کہ شیرون کو گرد
سے سعد کے ہٹاؤن مگر غیر ممکن ہو اگر ایک کو قتل کیا تو دس اور آجاتے ہین اور نعرے
بلند ہین زمین کانپ رہی ہو صدہا شیر گرے زمین مین لوٹتے پھرتے ہین خونخوار نے
بڑی کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہین چلتا آسمان سے آگ برس رہی ہو خونخوار آگ کو
روک رہا ہو کہ لشکر نہ جل جاے الغرض شہریار سعد نے کل شیرون کو قتل کر ڈالا ہنگام
نے جب دیکھا کہ جو سحر کرتا ہون خونخوار اُسے مٹا دیتا ہو رنگین جادو کو حماله نے
زخمی کیا جب رنگین زخمی ہوئی اور ہنگام نے دیکھا کہ رنگین زخمی ہو کر بیٹھی کہتی ہوئی
کراہ شاہ طلسم مقام افسوس ہو کہ یہ جنگ مین نے اپنے ذمہ لی مگر سعد شہریار کے معین
و مددگار بہت ہین ہنگام نے کہا مین جا کر خونخوار کو مارے لیتا ہون اور حماله کو
گرفتار کر کے لاتا ہون رنگین نے کہا ہر چند کہ آپ شاہ طلسم ہین لیکن خونخوار ایسا
نہین ہو کہ تمسے دبے دیکھیے انجام کیا ہو مگر ہنگام نے نہ مانا مقابلہ خونخوار مین آیا
للکارا کہ او خونخوار تو نے غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہو گیا قدرت تیرے

سناتی ہیں خونخوار نے جواب دیا کہ میں جمشید ثانی پر لعنت کرونگا او رکرتا ہوں یہ سنکر ہنگام نے تیغہ کھینچا اور خونخوار سے تلوار چلنے لگی لیکن خونخوار اس چالاکی سے لڑتا ہو کہ تلوار سے اپنے کو بچاتا ہوا اپنا ہاتھ مارتا ہوا ایک مقام پر ہنگام نے سحر کرکے ہاتھ مارا خونخوار نے سپر سحر پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سر ہنگام بر دو بارہ کا زخمی ہوگیا ہنگام ہٹا خونخوار نے چاہا اسکو مارلون لیکن ہنگام نہ ٹھہرا سامنے سے خونخوار کے بھاگا خونخوار نے للکارا ابھی کہ او نامرد مقابلے مین آیا تھا اور بھاگا جاتا ہو لیکن ہنگام نے کچھ جواب ندیا رنگین نے دیکھا کہ میرا کوہ برباد ہوجائیگا ہنگام تو جاتا ہو اب مسلمان بلوہ کرکے بالا سے کوہ آوینگے مین کیا جواب دے سکونگی نگاہ اٹھا کر جمال بے مثال سعد کو دیکھا سوچی کہ یہ شاہزادیان جو شریک ہوئی ہین آخر کچھ تو مراد ہوگی یقین ہو سعد نے وعدہ کیا ہوکہ مین تمھارا ساتھ دونگا اگر ان لوگون نے طلسم فتح کیا تو یہی شاہزادیان حاکم ہونگی قریب حمالہ کے آئی کہا او حمالہ مین اطاعت کرتی ہون حمالہ رنگین کو ساتھ لیکر خدمت سعد مین آئی کہا او شہریار یہ مطیع اسلام ہوتی ہو رنگین نے قدمون کو بوسہ دیا سعد نے رنگین کو گلے سے لگا لیا فرمایا او رنگین اسی کوہ کی حکومت پر قایم رہو جہانتک ہوسکے ہماری مدد کرنا ہم طرف جزیرۂ انتخاب کے جاتے ہین رنگین جادو تو مطیع اسلام ہوکر بالا سے کوہ آئی سب کو مطیع اسلام کیا اور کہا صاحبو اپنی اپنی خیر مناؤ اب یہ طلسم نہ بچیگا طلسم کشا کو دیکھتے ہو ہر بر دشت نبرد ہو ہر چند کہ ہنگام نے شیران صحرا مقابلے مین بھیجے مگر سعد نے سب کو قتل کیا اب کسی شیر کا نشان نہین میان ہنگام تو بھاگ گئے اگر مین اطاعت نہ کرتی تو پھر کیا کرتی ملک و مال چھن جاتا بالا سے کوہ چڑھ آتے ہین خونخوار کو روک سکتی تھی سب نے کہا آپ نے بہت مناسب کیا بادشاہ جہجاہ اس لڑائی کو فتح کرکے داخل بارگاہ ہوے خونخوار نے کہا او شہریار افسوس کرتا ہون کہ ہنگام زندہ نکل گیا اب پھر مقابلے مین آئیگا ابکے آیا او رمین نے اسکی گردن لی سعد نے فرمایا تیاری کرو جزیرۂ انتخاب مین چلنا ضرور ہو خونخوار نے لشکر تیار کیا کل ساحرون کا اہتمام اسکے سپرد ہو سب کو لیکر

چلے مگر جمشید ثانی قصر طلسمی مین بیٹھا تھا نازنینان مہ جبین جمع ہین بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہی کہ چند ساحر گھبرائے ہوئے آئے عرض کی یا خداوند ہنگام طرف سے کوہ رنگین کے آتا تھا کہ رنگین جادو وہان کی حاکم ہی وہ بہ محبت پیش آئی کہ سامنے سے لشکر بادشاہ دکھائی دیا ہنگام و رنگین جا پڑے خوب جنگ ہوئی مگر خونخوار نے ہنگام کو زخمی کیا وہ زخمدار اور بیقرار آتے ہین افسوس کرتے ہین کہ مین سامنے سے قدرت کے کیون الگ رہگیا اور کیون جنگ کی جمشید نے کہا اُسکو بُلاؤ تو ہنگام سامنے آیا مگر سر سے خون بہتا ہوا جمشید ثانی نے پوچھا کہ کیون اے ہنگام یہ کیا معرکہ ہوا ہنگام نے سب کیفیت بیان کی کہ چند ہرکارے آئے ہاتھ اُٹھا کر جمشید کو بد دعا دی مصاحبون نے کہا بیش باد عرض کی یا خداوند رنگین جادو مطیع اسلام ہو گئی اُسنے بھی شاہ کا ساتھ دیا جمشید ثانی تو نہایت مغرور و متکبر ہی جواب دیا کہ وہ ہزار کوشش کرین مگر لوح طلسمی نہ پاوینگے مین قمر عذار آفتاب جمال کی فکر مین ہون اُسکو گرفتار کر کے لاؤنگا چند ساحر روانہ کیے ہنگام بھی خدمت مین حاضر رہا مگر جمشید ثانی مصروف عیش و نشاط ہوا اِدھر بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد مع لشکر ظفر اثر جاتے ہین ایک مقام پر پہونچے تھے کہ صحرا سے ایک نرگاؤ آیا اُسنے قریب آکر چاہا کہ سینگون پر گھوڑے کو اُٹھا لون بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا نرگاؤ بھاگا بادشاہ نے اُسکا پیچھا کیا۔ تھوڑی دور آکر ایک باغ تھا کہ اُس مین نرگاؤ گھس گیا بادشاہ بھی باغ مین آئے جستجوے نرگاؤ مین باغ مین آکر دیکھا کہ باغ تو نہایت سرسبز و شاداب ہی عروسان چمن لباس زمرد نگار زیب جسم کیے ناچ رہی ہین شہرون کا جوش و خروش ہی ہر طائر شاخ گل پر خاموش ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شہریار مین آپ کی تلاش مین آئی ہون پلٹ کر بادشاہ نے دیکھا کہ آفتاب آسمان برتری و مہر تابان فلک نیلوفری گلعذار ماہ رخسار یعنی ملکہ قمر عذار آفتاب جمال خرامان خرامان آتی ہین بادشاہ نے جو قمر عذار کو دیکھا دل و جان سے اسیر مبتلا ہین پکار کر آ[illegible] شہنشاہ خوبی واہ اے سرو باغ محبوبی ہم تو تمھارے مشتاق تھے قمر عذار نے کہا مین نے

نرگاؤ کو روانہ کیا کہ بادشاہ کو لگالاوہ آپ کو لگا لایا شکر ہو کہ مین نے آپ کو دیکھ لیا یہ جو گئی منزلین آپ نے طی کین بڑی سخت تھین اب یہ منزل متعلق مکار جادو ہو مین نے کہا کہ جاکر شہریار کو سمجھادون اور پلٹ کر آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہو چند کنیزین گوشۂ باغ سے آئین دست بستہ عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہو قمر عذار نے حکم دیا کہ بارہ دری مین سامان عیش و نشاط مہیا کرو کنیزون نے بڑھکر جلسہ آراستہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز گلابیان لیکر موجود ہوے بادشاہ آکر مسند پر بیٹھے قمر عذار پہلو مین بیٹھی ہو مگر اپنے کو عکس لوح محفوظ سے بچاتی ہو کہ ایسا نہ ہو مجھپر سایہ پڑجاے اب ایک گائن شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

سارے ارمان ہوے کشتہ یہ دھر سنگے ہین
یا اُسی بت کو سلیقہ نہین دلداری کا
کیون نہ دیدہ کیجیے پھر اپنے گلے کے کپڑے
جو صلے سب کی خموشی نے مرے پست کیے
رنگ لاے ہین غضب دیدۂ خونبار یہان
مانگیے بوسہ تو منھ پھیر کے کہتا ہو وہ شوخ
اگلے معشوقون کی کہتے ہین وفائین سُنکر
اپنے جامے سے ہین باہر ترے دیوانۂ عشق
مرض عشق سے صحت ہوئی مرتے ہو جلال

اب بھی دل سے کوئی پوچھے تو بھلے چنگے ہین
یا تو کچھ حضرت دل آپ بھی بے ڈھنگے ہین
خار صحراے جنون کہتے ہین ہم ننگے ہین
شور آہون کے نہ نالونکے وہ اب دنگے ہین
کپڑے پہنے بھی دکھانے کو ترے رنگے ہین
آپ عاشق نہین شاید کوئی بھک منگے ہین
یہ حکایت ہو کہ افسانے ہین دھر سنگے ہین
ایک حمام مین جتنے ہین سبھی ننگے ہین
اب تو ہم فضل الٰہی سے بھلے چنگے ہین

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو قمر عذار نے خود جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سامنے بادشاہ کے پیش کیا بادشاہ نے چاہا لیکر پیون نگاہ جو اُٹھ گئی دیکھا سامنے ایک درخت ہو اسکی شاخ پر ایک طائر سرخ رنگ بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہو جیسے ہی بادشاہ نے اُس سے اپنی آنکھ ملائی طائر نے اِشارہ کیا کہ جام نہ پینا بادشاہ نے ہاتھ سے وہ جام رکھدیا قمر عذار نے کہا کیون شہریار میرے ہاتھ سے نفرت ہو کئی شاہزادیان جو عاشق ہین انھون نے منع کر دیا ہوگا کہ قمر عذار کے ہاتھ سے شراب نہ پینا سعد چونکہ

دل دادہ ہین آنکھون مین آنسو بھر کر جو قمر عذار نے کہا جام لے لیا اور فرمایا اے ملکۂ عالم مین بخوبی جانتا ہون کہ تم میری دوست ہو مگر تمنے ابھی کہا تھا کہ یہ مقام مکار جادو کا ہے ہوشیار رہیے گا میرا دل دھڑکا اسوجہ سے مین نے شراب نہین پی اِسوقت دل نہین چاہتا قمر عذار نے کہا ہماری خاطر سے پی جاؤ ورنہ ہم نہ بولین گے اور نہ کسی مقام پر ہم کو آوینگے بادشاہ نے پھر سر اُٹھایا طائر نے پھر سر ہلایا مراد اُسکی یہ ہے کہ شراب نہ پیجیے گا اگر شراب پی تو لوح محفوظ قبضے سے نکلجائیگی مگر سعد ایسے مبہوت ہو رہے ہین کہ طائر کے منع کرنے کو نہین قبول کرتے یہی قصد ہے کہ جام پی جاؤن اور سوچتے ہین کہ اگر یہ رنجیدہ ہوئی تو پھر اِس سے ملاقات نہ ہوگی قمر عذار نے دوسرا جام لبریز کیا اپنے ہاتھ سے منھ مین سعد کے لگا دیا فرمایا پی جائیے جیسے ہی سعد نے جام منھ سے لگایا پہلو سے نعرہ ہوا کہ او مکارہ تو نے غضب کیا میری شکل بنکر آئی ہے مین تجھکو کب زندہ چھوڑتی ہون سعد نے دیکھا کہ خود قمر عذار گرتی پڑتی ہوئی آتی ہے سامنے آتے ہی اشارہ کیا کہ یہی جام شراب اِسپر ڈالدو پھر تماشا قدرت پروردگار کو دیکھو بادشاہ نے فورًا جام بھرا ہوا قمر عذار نقلی پر اُنڈیل دیا جیسے ہی شراب جسم پر پڑی رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا آثار سحر دفع ہوتے ہی آہ آہ کرکے اُٹھی مگر کہتی جاتی ہے کہ آپ نے بڑا غضب کیا کہ مجھکو جلاکر خاک کر دیا کنیزون نے جو دیکھا کہ ہماری مالک جل رہی ہے دوڑ کر لپٹنے لگین جو لپٹی وہ بھی جلنے لگی تھوڑے عرصے مین وہ جلکر خاک سیاہ ہوئی کنیزین بھی جل گئین سعد نے دیکھا کہ اب قمر عذار اصلی پہلو مین آکر بیٹھی کہا اے شہریار مین نقشۂ کتاب طلسم دیکھ رہی تھی کہ مجھکو معلوم ہوا مکارہ جادو آپ پر سحر کرتی ہے مین نے اول طائر روانہ کیا مگر آپ نے طائر کا اعتبار نہ کیا آخر مین خود دوڑی اور یقین کامل ہوا کہ اب اگر دیر لگاؤنگی تو شہریار گرفتار ہو جاوینگے شکر ہے کہ وقت پر آئی اِس منزل کو بھی آپنے تمام کیا اب آگے منزل بہروز جادو کی ہے وہ خاص انتخاب کی مصاحب ہے سحر مین لاجواب ہے اِن سب حرام زادیون کو مین نے سحر سکھایا مگر کوئی میرا کہنا نہین مانتی ہو دیکھیے بہروز جادو کیا کرے مگر بہت ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو بہروز

کوئی فقرہ کر کے لوح محفوظ آپ سے چھین لے تو بڑی مشکل پڑ جائیگی تو مین تو رخصت ہوتی ہون مجھکو خوف ہے کہ جمشید ثانی نہ کہین آجائے وہ ہر وقت اسی فکر مین ہے کہ قمر عذار کو گرفتار کرے لہذا بہت ہوشیار رہیئے گا ایسا نہ ہو کہ کوئی فکر کامل کرے اور لوح محفوظ آپ سے لے بخوبی سمجھا کر قمر عذار اٹھی چاہتی تھی نکلجاؤن کہ پہلوے باغ سے نعرہ ہوا کہ او گیسو بریدہ دشمن سامری و جمشید تونے بادشاہ کو بچایا اب مین کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا دیکھا جمشید ثانی سامنے سے آتا ہے للکارتا ہوا کہ او قمر عذار تجھکو کیا نفع ہوا کہ تونے مکارہ کو قتل کرایا قمر عذار نے جو جمشید کو دیکھا گھبرا گئی مگر بادشاہ تلوار کو ٹیک کر اُٹھے سامنے جمشید کے آئے فرمایا او ناہنجار مجھسے تو مقابلہ کر جمشید نے بڑھکر ایک وہ ہتھڑ زمین پر مارا کہ ایک غار ہو گیا اُس غار سے ایک پہلوان نکلا اُسنے سعد سے مقابلہ کیا قمر عذار نے آواز دی لوح محفوظ چمکائیے جیسے ہی اُس پہلوان نے چاہا کہ سعد پر ہاتھ ڈالون سعد نے لوح محفوظ چمکادی وہ پہلوان جلنے لگا اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِس غار مین کئی پہلوان بیٹھے تھے نکل نکلکر مقابلہ کرتے ہین لیکن سعد لوح چمکا رہے ہین جب لوح کا عکس پڑا پہلوان جلگیا جمشید گھبرایا بادشاہ اُن سب پہلوانون کو مار کر طرف جمشید کے چلے جمشید بھاگتا پھرتا ہے قمر عذار کھڑی دیکھ رہی ہے جمشید نے جو دیکھا کہ سعد شہریار قمر عذار سے علٰحدہ ہوے جست کرکے قریب آیا قمر عذار کی کمر مین پنجہ دیا قمر عذار نے پکار کر آواز دی کہ کنیز کو بچائیے اگر مجھکو لیجائے گا تو قتل کریگا سعد پلٹے مگر جمشید قمر عذار کو پنجے مین دبا کر بلند ہو گیا سعد کی بیقراری کا ان کیا فی کاندھے سے اُتاری جمشید کو تیر مارا جمشید کا پانؤن زخمی ہوا مگر نہ رکا قمر عذار کو لے گیا سعد شہریار نے جو دیکھا کہ قمر عذار کو جمشید لے گیا گریبان پر ہاتھ ڈالا گریبان چاک کیا تاج دے مارا چاہتے ہین اپنے کو ہلاک کرون کہ سامنے سے خونخوار اور فیروزہ آکر پہونچے پوچھا کیون حضور خیر تو ہے بادشاہ نے بیان کیا کہ مکارہ جادو نے مجھکو دام تزویر مین لیا تھا قمر عذار نے آکر بچایا عین وقت پر جمشید ثانی پہونچ گیا قمر عذار کو لے گیا اسی غم نے مجھکو بیقرار کیا ہے خونخوار نے کہا

ابھی تک جمشید راہ مین ہی مین جا کر فکر کرتا ہون حضور بھی تشریف لے چلین سعد ہمراہ
خونخوار چلے فیروزہ بھی ہمراہ ہی مگر جمشید ثانی جو قمر عذار کو لیکر چلا راہ مین ایک
قصر ملا اس قصر مین بہروز جادو جلسہ آراستہ کیے بیٹھی ہی جمشید کو جو آتے ہوے
دیکھا سجدے کرنے لگی عرض کی تشریف لائیے جمشید ثانی قمر عذار کو لیے ہوے آیا
بہروز خاطر کرنے لگی جمشید نے کہا اے بہروز اس نالایق کو سمجھاؤ قمر عذار نے بادشاہ
کی اطاعت کی ہی بہروز اپنے مقام سے اٹھی قمر عذار کو سمجھانے لگی قمر عذار جواب
نہین دیتی خاموش بیٹھی ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ آیا انتخاب جادو بھی آکر پہونچی جمشید
کو دیکھکر بیٹھ گئی جمشید نے کہا اے انتخاب تمھاری صاحبزادی کو گرفتار کرکے لایا ہون
اسکو سمجھاؤ کہ یہ مجھکو سجدہ کرے ورنہ زندان طلسم مین قید کرونگا تڑپ تڑپ کے مریگی
انتخاب نے جو قمر عذار کو اس حال مین دیکھا محبت مادری جوش مین آئی قریب آکر
کہا کیون اے نور نظر انجام دیکھا قمر عذار نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ اے مادر مہربان
میری زبان سے سوزن نکالدو دیکھون تو یہ بھڑوا کیونکر روکتا ہی انتخاب جادو نے
بہ فرط محبت زبان سے قمر عذار کی سوزن نکال لی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی
قمر عذار تڑپی زیور جسم کا اُتار اُتار کر پھینکنے لگی جمشید نے دیکھا کہ ایک طرف سے
شیر آتے ہین اور دوسری طرف سے فیل مست اور ایک طرف سے ایک پہلوان
صرف پشت کا مقام خالی ہی جمشید کو کچھ نہ بن پڑا تینون طرف سے آفت دیکھی اٹھکر
بھاگا کہتا ہوا اے قمر عذار سحرون کی بوچھار کردی مین کس کو روکون بہروز بھی
قہقہہ مار کر ہنسی اور سامنے قمر عذار کے آئی ایک کارد سحر ماردی قمر عذار نے ہنسکر
اشارہ کیا اور منھ سے نکلگیا کہ اے کارد بہروز کا خون پی لے وہ کارد پہلوے بہروز
کے پڑی کہ توڑ کر پار گذری بہروز نے آہ کا نعرہ کیا جیسے ہی جمشید باہر نکلا دیکھا صحرا
سے گرد اڑتی سعد بن قباد کو دیکھا آتے ہین پشت پر لشکر ظفر اثر سب کے آگے خونخوار
ہی خونخوار نے دیکھا کہ جمشید باغ سے نکلا للکارا کہ او بھگوڑے کہا تسے بھاگا
کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم قمر عذار سامنے سے خونخوار چلا قمر عذار نے آسمان سے

سحر کیا جمشید کے اوپر وہ سحر پڑے مگر یہ کب مانتا ہو آنکھون کے اشارے سے اُن سحرونکو
برطرف کر دیتا ہو قمر عذار نے کئی مرتبہ برقین گرائین مگر جمشید نے اپنے کو بچایا خونخوار
قریب پہونچ گیا جمشید نے تلوار کھینچی خونخوار جانتا ہو کہ یہ بلاسے روزگار ہو اسپر
سحر تاثیر نہ کریگا فورًا ہاتھ تلوار کا مارا جمشید نے روک کر آنکھ سے اشارہ کیا ایک
برق گری کہ سر خونخوار کا زخمی ہوا جمشید نے چاہا سر کاٹ لون قمر عذار تڑپ کر گری
خونخوار کو بچایا جمشید کو یہی غنیمت ہوا کہ میری تو جان بچی ورنہ اِس ظالمہ سے بچنا
دشوار تھا اب نکل چلون قمر عذار نے خونخوار کو لاکر کنارے لشکر اسلام کے اُتارا
مسلمانون نے ہاتھون ہاتھ خونخوار کو اُٹھایا سعد لیکر بارگاہ مین آئے حمالہ وغیرہ
نے بیٹھکر سر مین خونخوار کے ٹانکے دیے تب خونخوار نے نجات پائی جمشید تو یہ
آفتین اُٹھا کر نکلگیا قمر عذار نے جب دیکھا کہ جمشید چلا گیا اور ربان کو اپنی دیکھا کہ
قصر بہروز سے نکلین بیٹی کو دیکھکر آواز دی کہ اے نور نظر مین تمھاری ہی وجہ سے
خداوند کی دشمن ہوئی قمر عذار نے جواب دیا آپ ناحق کو مصیبت مین مبتلا ہین بس
اطاعت اسلام کیجیے اُس شہریار کے ساتھ ہو جائیے لوح لاکر اُنکو دیجیے انتخاب
نے کہا بیٹیا مین لوح اُٹھانے کی مجاز نہین ہون سوا ے طلسم کشا کے اُس قصر مین اور
کوئی نہین جا سکتا یہ مجال نہین ہو کہ مین جاکر لوح اُٹھا لاؤن نگہبان مقرر ہین وہ
روکین گے اور یہی چاہین گے کہ مجھکو قتل کرین مین تمھارا حکم بجا لاتی ہون اور
اطاعت اسلام کرتی ہون مگر ملکہ بحرین آفت برپا کریگی مین قصر مین اپنے نہ جا سکونگی
لہذا مناسب یہ ہو کہ مجھکو ایک نوشتہ دو کہ مین خدمت مین شاہ کی جاؤن اور وہ
نوشتہ پیش کرون مگر ابھی دیکھو تو لون کہ جمشید مجھسے کسطرح پیش آتا ہو یہ کہکر انتخاب
رخصت ہوئی قمر عذار اپنے باغ مین آئی در باغ پر چند مصاحبون کو مقرر کیا اور حکم
دیدیا کہ اگر جمشید کو آتے دیکھنا تو ہمکو خبر کر دینا کچھ کنیزین دیوار باغ پر مقرر کین کہ
چہار جانب کا خیال رکھنا مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی یا نوُن زخمی قصر طلسم مین
آیا شاہزادیون نے دیکھا کہ قدرت زخمی ہو کر آئے حال پوچھا جمشید نے کہا انتخاب

بیٹی کی محبت مین آگئی اُسنے غضب کیا کہ سوزن زبان سے اُسکی نکالدی قمر عذار تو آفت کی
پر کالہ ہی مجھکو یہ سحر کیا کہ مین گھبرا گیا تھا ایک طرف سے شیر آیا، ورا ایک طرف سے پہلوان
فقط پشت کا مقام خالی پایا اُدھر سے جو نکلا سعد نے تیر مار دیا سینہ تو بچا گیا پانؤن زخمی
ہوا پھر جمشید نے کہا ایک کنیز پاس انتخاب کے جائے اُس سے دریافت کرے کہ تو نے
غضب کیا اب تجھے کیا منظور ہی یا تو آ کر قدرت کو سجدہ کر ورنہ میری سرحد سے نکلجا اور
اگر اسکے خلاف کریگی تو جہان پاؤنگا قتل کرونگا یا بیٹی کی ساتھ جا یا مابدولت کے پاس
آ کر سجدہ کر تب مین صاف ہونگا ایک کنیز اتفاق جادو نام یہ کہکر اُٹھی کہ انتخاب
میری بہت خاطر کرتی ہین مین جا کر سمجھاتی ہون اتفاق جادو چلی یہان انتخاب اپنے
قصر مین آ کر بیٹھی ہی مگر گھبرا رہی ہو کہتی ہو صاحبو گنبد کی حفاظت کرو نگہبانون کو اطلاع
کر دو کہ طلسم کشا قریب ہو ایسا نہو آ پڑے راہ کی سب چوکیان مٹین فقط بحرین باقی
ہی گو کہ وہ ساحرہ زبردست ہو کہ جمشید ثانی بھی اُسکی عملداری مین جاتے گھبراتا ہی بلکہ
صعوبات سخت اُٹھا کر پہونچتا ہو مگر وہ بھی کسیقدر اعتقاد طلسم کشا رکھتی ہو مین نے
کتاب مین دیکھا تھا کہ اگر طلسم کشا پر وقت پڑیگا تو بحرین بھی شریک ہوجائیگی اور
جمشید ثانی اُسکا کچھ نہین کرسکتا یہ ذکر تھا کہ اتفاق جادو آ کر حاضر ہوئی انتخاب نے
جو اتفاق کو دیکھا پوچھا بوا اسوقت کہان آئین اتفاق نے کہا اے انتخاب قدرت
تمھاری شکایت کر رہے ہین تمنے کیا غضب کیا کہ قمر عذار کو رہا کر دیا کہ قدرت کا
پانؤن زخمی ہوا کسکی مجال تھی کہ قدرت پر نگاہ ڈالے مگر تمنے جو کچھ چاہا سو کیا اب بہتر
اسی مین ہو کہ میرے ساتھ چلی چلو قدرت سے عذر کرو انتخاب نے جواب دیا کہ مین
تو سامنے قدرت کے نہ جاؤنگی کیا جواب دونگی اتفاق نے کہا اے انتخاب جادو
اگر یہ اتفاق نہوا تو جہان کہین قدرت تمکو پاوینگے فورًا قتل کرینگے انتخاب نے
کہا تم جاؤ قدرت سے کہدینا کہ مین اپنے شوہر سے صلاح کرونگی جیسا وہ کہیگا ویسا
کرونگی اتفاق تو روانہ ہوئی انتخاب نے اپنے شوہر کمیاب جادو کو نامہ لکھا کہ
صاحب جلد آؤ مین عجب مشکل مین ہون صاجزادی تمھاری بگڑ گئین شریک مسلمانان

ہوئیں میں نے بھی بیٹی کی محبت میں ارادہ کیا ہے کہ شریک سعد ہوجاؤں یہ نامہ لکھکر ایک
سحر کا پتلا بنایا گلے میں اُسکے نامہ ڈالکر طرف جزیرۂ کمیاب کے روانہ کیا کمیاب جادو
اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ پتلا نامہ لیکر پہونچا کمیاب نے پوچھا تو کہانسے آیا ہے پتلے نے کہا
میں فرستادۂ انتخاب جادو ہوں یہ نامہ لیکر آیا ہوں کمیاب زوجہ کا نام سُنکر خوش
ہوگیا نامہ لیکر پڑھنے لگا پتلا غلطک مارکر غائب ہوا کمیاب نے جو نامہ دیکھا جھلاکر
اُٹھا تخت پر سوار ہوکر پاس انتخاب کے آیا کہا صاحب کیا معرکہ ہوا انتخاب نے
سب کیفیت بیان کی کہ دختر تمھاری مبہوت ہورہی ہے دریاے محبت بادشاہ اسلام
میں غرق ہے اُسکی دشمنی میں کیا فرق ہے کمیاب نے کہا میں ابھی جاکر قمر عذار کو لاتا ہوں
ہرچند انتخاب نے روکا مگر کمیاب نہ رُکا تیغہ کمر سے لگاکر ایک طاؤس پر سوار ہوا
طرف قصر قمر عذار کے چلا یہاں کنیزیں دیکھ رہی ہیں وہ صحراے ویران اُسمیں طاؤس
اُڑاے ہوے کمیاب آتا ہے کنیزوں نے دیکھکر ملکہ سے اطلاع کی کہ والد نامدار آپ کے
آتے ہیں قمر عذار نے سُنکر ہاتھ ہلادیا ایک دیوار آہنی کھنچ گئی کمیاب جادو جو بڑھا آگے
بڑھکر دیکھا کہ ایک دیوار لوہے کی کھینچی ہوئی ہے پیچھے ہٹکر دیوار میں ٹکر ماردی دیوار کو
جنبش نہ ہوئی اسیطرح کئی ٹکریں ماریں دیوار کو خبر بھی نہ ہوئی بلکہ ایک در بھی مانند
سوراخ مور نہ پیدا ہوا پکار کر کہا او گیسو بریدہ خوب پردہ کرکے بیٹھی مگر میں جاکر سعد کا
سر لاتا ہوں جب تو یہ بیقرار ہوگئی دعا کرنے لگی کہ اے مالک ورب دوجہان اُس شہریار کو
میرے باپ کے ہاتھ سے بچانا کمیاب نے کہا میرے سامنے اب آئیگی تو آگ
لگادونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر پلٹا قریب دو کوس کے چلا اور ایک نخل کے
نیچے ٹھہرا کہ آمد لشکر بادشاہ اسلام معلوم ہوئی لشکر کو دیکھکر اِسنے گولہ مارا خونخوار
نے دیکھا کہ ایک گولا آکر لشکر میں پھٹا آگ برسنے لگی خونخوار حیران ہے کہ اِس صحرا میں
تو کوئی نہیں ہے یہ گولہ کسنے مارا کہ کمیاب نے دوسرا گولہ پھینکا اب کے جاکر گولہ جو
پھٹا آسمان سے پانی برسنے لگا ایک طرف آگ دوسری جانب پانی مگر خونخوار
نے جلدی میں ہاتھ ڈالکر ایک آبخورہ پانی کا نکالا جسطرف آگ برس رہی تھی اُدھر

پھینکا پانی برسا کہ آگ بجھ گئی جدھر پانی برس رہا تھا اُدھر گولہ پھینکا کہ ابر پھٹ گیا دھوپ نکل آئی لشکر کو اشارہ کیا کہ بڑھو مگر حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی کمیاب نے جو دیکھا کہ دونون سحر میرے خالی گئے کون ایسا ساحر زبردست ہی جسنے میرے ایسے سحر مٹائے آگے بڑھا خیال کر کے دیکھا معلوم ہوا کہ خونخوار نے میرے سحر مٹائے فوراً بڑھا ارادہ ہی کہ تلوار کھینچکر جا پڑون میثاق نے عرض کی اے شہریار ہوشیار ہو جائیے دیکھیے کمیاب آتا ہی خونخوار نے جو کمیاب کو دیکھا للکار کر کہا کہ او نامرد چھپا ہوا سحر کر رہا تھا اب تیری جرأت دیکھون کمیاب تلوار کھینچے ہوے مقابل خونخوار مین پہونچا آپس مین تلوار چلنے لگی مگر تلوار سے کمیاب کی شعلۂ آتش نکلے جسطرف وہ شعلے گرتے ہین بارگاہ و خیمہ جلنے لگتا ہی خونخوار نے سر اپنا زخمی کرایا خون اپنا لیکر پھینکا تب تاثیر شعلہ ہاے آتش مٹی اسکو مٹا کر تلوار کھینچی اور للکارا کہ او کمیاب ہوشیار ہو جا قضا تجھکو لیکر آئی ہی لیکن کمیاب وہ مغرور رہی کہ اسنے کچھ خیال نہ کیا جواب دیا کہ جو ہو سکے قصور نہ کرو خونخوار نے سپر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا کہ سپر کٹی کمیاب نے دیکھا کہ اب یہ تلوار تا بہ جگرگاہ پہونچے گی اپنے کو زمین مین گرا دیا لوٹ مار کر جا با بلند ہو کر نکلون اُدھر سے بادشاہ جمجاہ آتے تھے اُنھون نے دور سے دیکھا کہ جو ساحر سحر کر رہا تھا اب وہ بھاگا جاتا ہی کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا سینے پر کمیاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر گیا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من کمیاب جادو بود دو زنگی زمین سے پیدا ہوے لاشہ کمیاب اُٹھا کر لے چلے سامنے انتخاب کے لائے انتخاب نے جو شوہر کا لاشہ دیکھا پیٹنے لگی پوچھتی تھی صاحبو یہ کیا ہوا زنگیون نے حال بیان کیا کہ لشکر بادشاہ پر اُنھون نے آگ برسائی بادشاہ نے غصے مین آکر تیر مار دیا اُنکا تیر خطا نہین کرتا لوح محفوظ گلے مین تھی اُسکا عکس جو پڑا تیر نے اپنا کام کیا یہ سنکر انتخاب نے کہا اب شاہ کی اطاعت نہ کرونگی جمشید کو عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند مجھکو سامنے نہ بلائیے مجھے حجاب آتا ہی آپکو صورت نہ دکھاؤنگی قمر عذار کو

گرفتار کر کے لاؤنگی آیندہ آپ کو اختیار ہو اگر مجھپر دباؤ ڈالیے گا تو بادشاہ کی شریک ہوجاؤنگی ورنہ آپ کی اسی طرح مطیع ہوں کبھی مجھسے خطا نہ ہوگی یہ عرض ایک کنیز کو دی گلچہرہ نامے کنیز عرضی لیکر چلی گلچہرہ آتے آتے قریب دریاے بحرین پہونچی چاہتی ہو کہ پار اترون کہ ایک نہنگ نے سر نکالا اور جست کر کے گلچہرہ کو پکڑ لیا دریا مین غوطہ مار کر غائب ہو گلچہرہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا مین سامنے بحرین کے کھڑی ہون اور بحرین کہ رہی ہو اے گلچہرہ کہان جاتی تھین گلچہرہ نے کہا عرضی مالک کی بخدمت خداوند لیکر جاتی تھی آپ کا نہنگ پکڑ لایا بحرین نے کہا بی انتخاب پر بڑی مصیبتین پڑین گلچہرہ نے کہا حقیقت مین انتخاب پر بڑی مصیبتین پڑین کہ شوہر اُنکا قتل ہوا بحرین نے کہا مین احکام کتاب سامری دیکھ چکی صاف صاف ترقیم فرما گئے ہین کہ جو طلسم کشا سے دشمنی کریگا وہ گرفتار ہوگا اور مارا جائیگا بس مین نے ابتک کوئی حرکت ساتھ طلسم کشا کے نہین کی مگر حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون دریا کو جوش دے رہی ہون اور صدہا ساحر نگہبان دریا مین مقرر کیے ہین کہ وہ وقت پر روکین گے اسطرح کا بلوہ کرین کہ لشکر کو تباہ کردین اسطرف سے بادشاہ گذرین تو بہت تدبیرین کرونگی مگر وہ بڑے صاحب اقبال ہین سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا کیا تدبیر کرون یہی مناسب ہو کہ دشمنون کو اُنکے مٹاؤن تب خدمت شاہ مین جاؤن یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی لشکر شاہ آپہونچا بحرین اپنے مقام سے اُٹھی گلچہرہ سے کہا بی بی جاؤ عرضی قدرت کو پہونچاؤ دیکھین وہ کیا تدبیر کرتے ہین گلچہرہ نکلی کنارے پر دریا کے ایک پہاڑ تھا اُسپر آکر ٹھہری نشان آمد لشکر شہنشاہ دیکھے آگے تخت پر بادشاہ جمجاہ پایۂ تخت پر خونخوار ہاتھ رکھے ہوے ایک طرف فیروزہ بن عمر وجست وخیز کرتا ہوا آتا ہو حیران جمال ہوکر صورت بادشاہ دیکھنے لگی ایسی مبہوت ہوئی کہ پہاڑ سے کھڑی دیکھ رہی ہو یہ خیال نہین کہ مجھکو بھی کوئی دیکھے گا خونخوار کی نگاہ پڑگئی خونخوار نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی برسر کوہ کھڑی ہو خونخوار کو خیال ہوا کہ بحرین نے بھیجا ہوگا کار دسحر مار دی سینے پر گلچہرہ کے پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری گلچہرہ کا لاشہ زمین پر گرا

خونخوار نے جھولی اسکی ٹٹولی نامۂ انتخاب نکلا اُسکو پڑھکر حیران ہوا کہ کیونکر کہون انتخاب بیٹی کا پاس نہ کریگی یقین ہو کہ یہ ساحرہ بھی شریک ہو جاے وہ نامہ لاکر بادشاہ کو دکھایا عرض کی مین نہ سمجھا تھا کہ یہ ساحرہ فرستادۂ انتخاب ہی انتخاب نے جمشید سے عذر کیا ہی کہ مین حاضر نہین ہو سکتی نہین چاہتی کہ سرکار کو منھ دکھاؤن بادشاہ نے فرمایا دریاے بحرین سے کل اُتارا ہوگا خونخوار نے عرض کی جسوقت سرکار کو مناسب ہو اور قصد کیجیے دیکھین کون سرکار کو روکتا ہو سب منزلین حضور نے طے کین یہ منزل آخر ہو بادشاہ نے فرمایا شب کو تو اِسی مقام پر اُترو صبح کو انشاء اللہ پار اُترنے کی تدبیر کیجائیگی یہ فرماکر حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے بارگاہ اِستادہ کرو ہم اُس بارگاہ مین رہین گے مگر میثاق کو وہ گردان کہ اِس منزل کے حالات سے بخوبی آگاہ ہو ٹہلتا ہوا لشکر سے نکلا کنارے دریا کے آکر ٹھہرا کہ ایک طرف سے آواز رونے کی آئی میثاق نے جاکر دیکھا کہ ایک عورت آنکھون سے نابینا چیخین مار مارکر رو رہی ہو میثاق نے پوچھا کہ نیک بخت تجھپر کیا گذری اُس نابینا نے کہا اے بزرگ تو کون شخص ہو کہ مجھ محتاج کا حال پوچھتا ہو میری عجب کیفیت ہو بلکہ بحرین جادو جو یہان کی حاکم ہین مین اُنکی دایہ ہون میری بیٹی ہی گل پیرہن اُسکا نام ہو وہ واسطے شکار کے گئی تھی راہ مین بادشاہ کو اُسنے دیکھا بہت اُسکو پسند آئے وہان سے وہ رنجیدہ آئی بی بحرین نے پوچھا کہ کیون مزاج کیسا ہو اُسنے اپنا دردمند جان کر سب حال بیان کیا بحرین بہت خفا ہوئین اُسکے منھ سے نکلا کہ آپ کیون آزردہ ہوتی ہین جو زیادہ خفا ہو جیے گا تو مین بادشاہ کے لشکر مین چلی جاؤنگی اِس لفظ پر بی بحرین ایسی بگڑی ہین کہ اُسکو تو قید کیا ہو اور میری آنکھون پر سحر کر دیا کہ مین نابینا ہو گئی یہ مصیبت ہو ہر چند کہ بی بحرین بھی محبت بادشاہ کا دم بھرتی ہین مگر ظاہر مین دشمنی ظاہر کر رہی ہین میثاق نے یہ سُنکر آنکھون کو دیکھا اور ایک نشتر جھولی سے نکالا بیشانی کا اپنی خون لیکر آنکھون مین اُس دایہ کی پھیرا آنکھین فوراً روشن ہو گئین اور کہا مجھکو اپنے ہمراہ لے چل مین تیری بیٹی کو بھی رہا کر دون اِتنا سحر جانتی

ہو کہ جو زبان سے سوزن نکال لونگا تو نکلجاویگی عورت نے کہا لو وہ طاق ہو بی بحرین کے
سحر کرنے کے مقام پر چوکا دیا کرتی تھی بیثاق نے صورت اپنی سحر سے تبدیل کی وہ عورت
بیثاق کو لیکر چلی راہ مین عورت نے پوچھا کیون ای غریب پرور تمھارا نام و نشان
کیا ہو مجھکو آگاہ تو کرو کہ مین شکریہ ادا کرون بیثاق نے کہا ای نیک بخت مین غلام بادشاہ
اسلام ہون بیثاق کوہ گرد ان میرا نام ہو تیرا حال دیکھکر دل بیقرار ہو گیا بحرین کو
کیون ناگوار ہوا عورت نے کہا مزاج ہی تو ہو خلاف گذرا کہ ہماری دایہ کی لڑکی عاشق
ہو کر آئی ہم اُسکو قید کرین مگر واری مین نے کیا خطا کی تھی مجھکو دنیا ہی سے کھو دیا تھا
تمکو خدا سلامت رکھے کہ تمنے آنکھین روشن کین ورنہ عمر بھر نابینا رہتی جب کنارے
دریا کے آئے تو عورت سے بیثاق نے کہا کہ اب کدھر سے چلین عورت نے کہا یہ
درخت چنار جو کنارے پر ہو اِسے اُکھیڑو اسی مین سے راستہ پیدا ہوگا بیثاق نے
بزور سحر جو درخت کو اُکھیڑا یکنت مہرہ نقب کا ظاہر ہوا بیثاق آگے آگے وہ عورت
پیچھے ہو جیسے ہی نقب مین داخل ہوے گوشے سے آواز آئی کہ ای جانے والے ذرا
ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا بیثاق نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شیر مثل انسان کے آواز دیتا ہو
بیثاق نے جواب دیا کہ بھائی غریبون کو کیون روکتا ہو ایسا نہ ہو ہمکو خلاف گذرے
مگر اُس شیر نے پنجہ اُٹھایا کہ بیثاق پر حملہ کرون بیثاق نے چٹکی خاک کی اُٹھا کر اُس شیر
پر ڈالدی شیر جلنے لگا جلکر خاک ہوا جہان پر گرا وہان پر ایک دروازہ پیدا ہوا
اُس سے آہ آہ کی آواز آتی تھی کوئی دردرسیدہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا تھا نظم

آپ پر جان دین یہ تھا مطلب	ساتھ دم کے نکل گیا مطلب
سُن لے دل خط شوق کا مطلب	کوئی رہ تو نہین گیا مطلب
دل تو جاتا ہو کس کے ہو کے رہین	حسرت ارمان مدعا مطلب
بند کا بند ہی رہا خطِ شوق	قاصد اسکا نہ کچھ کھلا مطلب
کینۂ غیر کیا چھپا سے گا دل	جس سے اپنا نہ چھپ سکا مطلب
فرق ہو ای صنم دلون مین تو ہو	میرا تیرا نہین جدا مطلب

سونت تھی ہجر مین پیام وصال	ہم جیسے فوت ہوگیا مطلب
لفظ و معنی کا ربط ظاہر ہے	دل سے ہو کسطرح جدا مطلب
مین نے چپکے سے کچھ دعا کی تھی	سننے والون نے سن لیا مطلب
ایک سینہ ہو حسرتین لاکھون	ایک دل ہو ہزار ہا مطلب
وصل کی رات بے وفا نکلا	بڑھ کے تمسے بھی کچھ مرا مطلب
ہون وہ بیخود کہون گا کچھ کا کچھ	مجھسے پوچھو تو تم مرا مطلب
عمر بھر ہم قرار دے نہ سکے	دل بیتاب کا ہے کیا مطلب
خود ہی اپنے لکھے کو پڑھکے جلال	کچھ سمجھ لو برا بھلا مطلب

اِسطرح کی صداے دردناک آئی کہ بیثاق بیقرار ہوگیا کہا کیون نیک بخت یہ کون روتا ہو وہ عورت رونے لگی کہا یہ اُسی قیدِ دامِ مصیبت کی آواز ہو کہ جسکی آواز مین یہ سوز و گداز ہو بیثاق نے کہا پہلے اِسکو رہا کر دون تو پھر صحبت بحرین مین چلون وہ عورت دعائین دینے لگی کہتی تھی اے انصاف پسند تو نے وہ احسان کیا ہو کہ عمر بھر دعائین دونگی بیثاق اُس دروازے مین داخل ہوا دیکھا ایک عورت نحیف و ضعیف پڑی ہوئی تڑپ رہی ہو ہاتھ پانؤن مین ہتھکڑیان و بیڑیان خانۂ زنجیر مین غل ہو مان کو دیکھکر گھبرا گئی کہا اے مادر مہربان کیونکر آنا ہوا عورت نے جواب دیا کہ بیٹا خدا و زیر اعظم کو سلامت رکھے میری آنکھین روشن کین تمھاری رہائی کو آئے ہین نام رہائی سنکر پا تو ملول و حزین تھی یا شگفتہ ہوگئی بیثاق نے قریب بیٹھکر ہتھکڑیان و بیڑیان کاٹین زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی تڑپکر اُسنے زمین مین ٹکر ماری ایک غار پیدا ہوا کہا اے مادر مہربان مین تو اب جاتی ہون لیکن صحبت بحرین مین جاؤن مان نے کہا بیٹا وہ ظالم قتل کر ڈالیگی نہین معلوم کیا سزا دیگی اب تم نکلجاؤ جہان تمھارے مزاج مین آئے وہان جاؤ ورنہ مین تو بیثاق کی کنیز ہون اِنھین کی خدمت مین رہونگی گل پیرہن نے کہا احسان تو مجھپر بھی ہوا ہے مین انکی خدمت کرونگی یہ کہکر اُسی غار مین داخل ہوئی زمین کو کاٹتی ہوئی نکلی قریب

ایک کوہ کے پہونچی نظر اٹھا کر کوہ کو جو دیکھا کہ مقام سرسبز و شاداب ہو کہ وہاں جواب نہ ایک محل کے سامنے مین گل پیرہن بیٹھی مگر میثاق نے اُس عورت سے کہا کہ اب تو تمھاری بیٹی رہا ہو گئی کنارے پر صحرا کے پہاڑ ہو اُسی پر جاکر بیٹھی ہو تم بھی اُسی مقام پر جاؤ بیٹی کے پاس ٹھہرو مین صحبت بحرین کا ملاحظہ کر کے آتا ہون عورت نے کہا جو فرزند مین ساتھ رہون میثاق نے کہا کوئی ضرورت نہین یہ کہکے اُس عورت کو رخصت کیا آپ نقب کو طے کرتا ہوا چلا جب کنارے پر نقب کے پہونچا ساز کی آواز کان مین آئی ور محفل مین کچھ باتین ہو رہی ہین قہقہے پڑ رہے ہین پیچھے قہقہے سنکر میثاق داخل صحبت ہوا دیکھا بڑا وسیع دالان ہو مسند پر بحرین بیٹھی ہو گرد نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین یکایک آسمان پر برق چمکی بحرین نے کہا لو شدادِ جادو آتا ہو سماعت ہو چکے کچھ سنا یہ پھڑوا جب مجھے ملتا ہو تو انکا دکی باتین کرتا ہو مین نے ہمیشہ جواب سخت دیے تو مجھسے بہت بیزار ہو یہ ذکر تھا کہ تخت آکے اترا شدادِ جادو اول سامنے بحرین کے آیا جھک کر سلام کیا بحرین نے پوچھا کہ اے دوست صادق کہان سے آتے ہو اور کہان جاتے ہو شداد ہنس پڑا کہا اے ملکہ اسوقت باغ مین اپنے بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا اور تمھاری تصویر ہر وقت میری نگاہون کے سامنے رہتی ہو اسکو جو دیکھا دل پر چھری پھر گئی خواہش ہوئی کہ چلکر تمسے ملاقات کرین شاید اپنے عاشق پر رحم کرو بحرین نے کہا اے شداد تو ہمیشہ ایسی باتین کین مگر ہمنے تمکو جواب دیدیا کہ ہمسے ایسا خیال نہ رکھنا اسکے مرتبہ جسدن ملاقات خداوند کو جاؤنگی پہلے یہی ذکر کرونگی یقین ہو کہ قدرت کو بھی ناگوار ہو ضرور رفع فرمادینگے کہ شداد سے تمسے کیا واسطہ شداد نے کہا اے ملکۂ عالم چاہے میرا سر کٹ جائے مگر آج تو طالب وصل ہوکر آیا ہون مجھکو محروم نہ کیجیے یہ کہکر اپنے مقام سے بڑھا چاہا جاکر مسند پر بیٹھ جاؤن بحرین آٹھ کھڑی ہوئی کہا اے شداد دیکھو ہوش مین آؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ شداد نے ہاتھ بڑھائے کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون اور قدمون کو بوسہ دون بحرین کو بہت ناگوار ہوا ہاتھ شداد کا

جونکہ کر ایک تمانچہ مارا اور کہا او بے ادب قاعدے سے نہین بیٹھتا گستاخی کرتا ہو
میری اور تیری کیا مناسبت ہو بھلا میرا اور تیرا کیسے سانحہ ہوسکتا ہو الگ بیٹھ شداد
نے جو سر محفل تمانچہ کھایا تو اسنے کی آواز ہوئی بہت شرمایا غصے مین آکر جیب مین ہاتھ
ڈالا وہ بیہ خاک قبر جمشیدی کی نکالکر کھولدی بحرین لہ ای زبان بند ہوگئی شداد نے
کمر مین پنجہ دیا اسوقت بحرین کی زبان سے اتنا کلمہ نکل گیا کہ ارے کوئی ایسا نہین
ہو کہ مجھکو اس ظالم کے ظلم سے بچائے بیثاق اپنے مقام سے اُٹھا بحرین کی زبان
بند ہو مگر آنکھین کھلی ہوئی ہین اگرچہ پتھرا گئی ہین مگر دیکھہ رہی ہو نگاہ پڑی ایک جوان
مقبول گوشے سے اُٹھا اور اُسنے کاروبار دی شداد جادو مار اگیا مرتے ہی شداد
کے بحرین کو ہوش آیا قریب بلایا کہا او جوان تو کون ہو بیثاق نے آگے بڑھکے کہا
منم غلام سعد شہریار بیثاق کوہ گردان میرا نام ہو بحرین نے پوچھا آپ کے تشریف
لانے کا کیا باعث ہوا بیثاق نے بیان کیا کہ دایہ تمھاری مادر گل پیرہن جنگل مین
رو رہی تھی مجھسے یہ خطا ہوئی کہ مین نے اسکا سحر اُتارا آنکھین اسکی بینا ہوئین رہانے
آکر گل پیرہن کو رہا کیا تمھاری صحبت کا مشتاق تھا شریک صحبت ہوا کہ یہ بے حیا آگیا
اسکی قضا میرے ہاتھ سے تھی مین آپ کا ہواخواہ ہون یہ سنکر بحرین نے سر جھکا لیا اور
کہا او بیثاق مین بھی مشتاق تھی کہ کوئی ذریعہ پیدا ہو تو بادشاہ کی شریک ہون مگر
کوئی باعث نہ نکلتا تھا تم ایسا رفیق خیرخواہ اُنکا ملا اب مجھکو خدمت مین شہریار کی
لے چلو بیثاق کہ بحرین پر عاشق ہوچکا ہو دل تڑپ رہا تھا اور قلب پھڑک رہا تھا
بے اختیار یہ منہہ سے نکل گیا

نظم

کونسا دام نہان شیخ کے جامے مین نہین
پیچ ایسا بھی کوئی ہو کہ عمامے مین نہین

رنگیا پردہ مری جامہ دری کا ای عشق
یون جنون مین ہون زخود رفتہ کہ جامے مین نہین

دوست کا شکوہ لکھا ہو کہ عدو کا یہ نہ پوچھ
نامہ بر نام کسیکا مرے نامے مین نہین

پیرہن چاک کیا مین نے بہار آتے ہی
بوے گل ہون کہ ابھی تھا ابھی جامے مین نہین

ایک سان برہمن و شیخ ہین عشق بت مین
فرق کچھ دونو کی پگڑی مین عمامے مین نہین

نامہ بر یار سے کس بات کا لائیگا جواب	حرف مطلب ابھی دل ہی مین ہین نالے مین نہین
بانکپن اپنا لکھین یا مجھکو کہین ہم مین جلال	خاک ہم نوک کی لین نوک ہی خامے مین نہین

بحرین نے سر جھکا لیا کہا اے میثاق تم ہمارے جان بخش ہو یہ مقدمہ خاص اسیواسطے
ہوا کہ سبب پیدا ہو گلبدن کہان گئی میثاق نے کہا گلبدن کون کہا وہ کنیز جو نابینا
ہوگئی تھی گل پیرہن کی مان میثاق نے آواز دی کہ اے گلبدن سامنے آؤ اب خوف
نہ کرو وہ عورت جو نابینا ہوئی تھی سامنے آکر بحرین سے لپٹ گئی بحرین نے کہا تم تو
میری مادر مہربان ہو میری خطا معاف کرو گلبدن نے کہا واری یہ تمہید ہونے کو تھی
کہ کہان تو میثاق طلایہ دے رہے تھے میری آواز سنکر آئے یہان یہ افتاد ہوئی
اب مین بہت رضامند ہوئی کہ مین بھی شریک مسلمانان ہوئی اور مالک میری
شریک ہوئی اب البتہ بہ آسانی بادشاہ دریا سے گذر جاوینگے پھر کہا گل پیرہن کو
تلاش کرو میثاق خیال کرکے ہنسا کہا وہ قریب لشکر اسلام پہونچ چکی خونخوار جو
نکلے انکی نگاہ پڑ گئی انھون نے اسکو بلایا اب وہ خدمت شاہ مین پہونچی باتین کرتی
ہو اور یہانکا ذکر ہو رہا ہی خونخوار نے اسکو اپنے قبضے مین کیا اور یہ کہہ رہی ہی کہ میثاق بھی
آتے ہونگے بحرین نے کہا اب آپ جائیے مین کشتیان درست کرتی ہون بادشاہ کا
اُترنا دریا سے کرائیے جزیرہ انتخاب مین کھلبل پڑ جائیگی اے وزیر اعظم میری شرکت
ایسی نہین ہی کہ کسی کو خبر نہ ہو میثاق نے کہا بسم اللہ آپ تدبیر کیجیے مین جاکر شاہ کو لاتا
ہون بحرین اُسی وقت اُٹھی دریا پر آئی آواز دی کہ اے نہنگ جادو کشتیان تیار
کرو دریا مین کشتیان اور زورقین پیدا ہونے لگین میثاق تو بحرین سے رخصت
ہوے خدمت شاہ سعد مین آئے دیکھا خونخوار گل پیرہن پر لٹو ہین گل پیرہن
بھی ساتھ ہوئی بادشاہ جمجاہ سوار ہوے تمام لشکر مین ذکر ہونے لگا کہ میثاق نے
بڑا کار نمایان کیا سمجھے تھے کہ دریاے بحرین پر بڑی لڑائی پڑیگی مگر بے لڑے بھڑے
دریا قبضے مین آیا سعد آکر سوار ہوے کنارے دریا کے بحرین صف جمائے کھڑی
ہین اول سب کے بادشاہ نے کشتی مین قدم رکھا سب سردار اور افسر سوار ہونے

لگے مگر سعد شہر یار جس کشتی پر ہین وہ کشتی سب کے آگے ہی گر وسرداروں کی کشتیان جس کشتی پر خونخوار سوار ہوے اُسی کشتی پر گل پیرہن بھی ہی گلبدن نے جو دور سے بیٹی کو دیکھا کہ خونخوار کے ساتھ ہی بہت خوش ہوئی بحرین سے کہہ رہی ہی کہ حضور کیا اقبال پروردگار نے عطا کیا کہ میری دختر گل پیرہن اُسکے ساتھ ہی میری تقدیر کہ بادشاہ حوالی طلسم میری دختر پر مائل ہو مین کیونکر فخر نہ کرون بحرین کہہ رہی ہی کہ بادشاہ ہمارے بہ خیر و عافیت نکلجاوین تو روح کو راحت اور قلب کو قوت ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا بحرین نے جو ابر کو دیکھا گھبرا گئی کہا او شہر یار لوح محفوظ وغیرہ سے ہوشیار رہیے گا سب سردار ہوشیار رہین کہ وہ ابر آکر پھٹا اور نعرہ ہوا کہ منم جمشید ثانی آتے ہی ایک برق گرائی کہ کشتی شاہ کی ٹوٹی شاہ دریا مین گرے اور شناوری کرنے لگے کہ ایک مگر دریا سے پیدا ہوا بادشاہ نے چاہا اس سے بچون ایک وار بھی تلوار کا کیا مگر اُس نہنگ نے قریب آکر دم کھینچا بادشاہ کو نگل گیا میثاق و خونخوار نے کیسی کیسی برقین نہنگ پر گرائین مگر وہ تو نہنگ لاڈلا تھا کسی برق کو نہ مانا اور بادشاہ کو نہ چھوڑا جب بادشاہ غائب ہوے تو کل کشتیان ٹوٹنے لگین بحرین نے جمشید ثانی کو دیکھا چاہا بھاگ جاؤن مگر جمشید تڑپ کر گرا بحرین کو بھی اُٹھا لے گیا لشکر بحرین مین تلاطم ہی کہ یا رواب غضب ہوا قدرت ہم سب کے دشمن ہوے جمشید سب کشتیان توڑ کر اِس خیال سے کہ یہ سب ڈوب جاوین گے غرق دریاے فنا ہونگے بحرین کو لیکر روانہ ہو گیا چلتے وقت اُسنے آواز دی کہ اے دریاے بحرین ان سب کو مہلت نہ دینا میثاق و خونخوار بمشکل سحر کرکے نکلے لیکن بحرین بیہوش و مدہوش ہی جمشید ثانی لیے ہوے بحرین کو جاتا ہی کہ قریب کوہ لالہ زار پہونچا لالہ زار جادو مالک کوہ جلسہ آراستہ کیے بیٹھی ہی گانا ہو رہا ہی جمشید نے سر جھکا کر دیکھا کہ لالہ زار کا جلسہ آراستہ ہی اور لالہ زار مسند پر بیٹھی ہی جمشید ثانی کو جو آتے ہوے دیکھا مسند سے اُٹھی جھک کر سجدہ کیا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آئیے جمشید تو عیش پسند ہی ناچ گانا جو دیکھا لالہ زار

ایک حسین جادوگرنی ہاتھ اٹھائے کھڑی ہو ہلا رہی ہو اُترا آیا بحرین کو ساتھ ڈالدیا آپ تخت پر بیٹھا لالہ زار نے پوچھا یا خداوند بحرین نے کہا خدا کی جو مستوجب سزا کی ہوئی جمشید نے سب حال بیان کیا کہ اسنے غضب کر دیا دریا سے بحرین کو ابتدا سے طلسم سے جاری ہو اُس نے طلسم کشا کو اتار دیا ہرچند کہ مین نے جاکر سب کشتیان توڑ ڈالین سب کو ڈبو دیا مہنگ دریا نشین طلسم کشا کو بھی لے گیا مگر خوف یہ ہو کہ گلے مین اُنکے لوح محفوظ ہو ایسا نہ ہو ہوش آجائے اور مہنگ دریا نشین پر کوئی اُفتاد پڑے یہ فکر کر رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا مہنگ دریا نشین اُسی صورت پر اُڑتا ہوا آیا جمشید کو دیکھکر اُترا بادشاہ کو مُنھ سے اُگلا اسعد اُسی طرح بیہوش ہین جمشید نے کہا اے لالہ زار کیا کرون طلسم کشا کیونکر قتل ہو لالہ زار نے کہا اب تو آپ کے قبضے مین ہین قتل کر ڈالیے کہ یہ ہنگامہ مٹے حیران ہون کہ شاہزادیون کو کیا ہو گیا گویا مشتاق بیٹھی تھیں کہ طلسم کشا کے آتے ہی سب کے دل اُلٹ گئے جمشید نے کہا اے لالہ زار ذرا بادشاہ کے قریب تو جاؤ جمال بے مثال کو تو دیکھو لالہ زار ٹہلتی ہوئی قریب مہنگ آئی بادشاہ کو دیکھا بیہوش پڑے ہین لیکن چہرہ آفتاب عالمتاب لوح محفوظ گلے مین جمال شاہ دیکھکر لالہ زار مبہوت ہو گئی کہا یا خداوند حقیقت مین ایسے جوان کا قتل ہونا مقام تاسف ہو جمشید ثانی نے کہا اے لالہ زار اگر یہ زندہ بچا تو ہماری تمھاری سب کی خرابی ہو لالہ زار نے کہا مین تو نہ عرض کرونگی کہ انکو قتل کیجیے لالہ زار و جمشید آپس مین باتین کر رہے ہین ہوا جو چلی بادشاہ کو ہوش آیا سر اُٹھا کر دیکھا جمشید تخت پر بیٹھا ہو ایک طرف بحرین بیہوش پڑی ہو جمشید کہ رہا ہو کہ بادشاہ کو قتل کرو لالہ زار جلادون کو منع کر رہی ہو کہ خبردار حاضر نہ ہونا جمشید خود تیغہ پکڑ کے اُٹھا کہا اے لالہ زار تمھاری چشم و ابرو سے معلوم ہوتا ہو کہ بادشاہ پر مائل ہوئین لالہ زار نے کہا یا خداوند مین تو آپکی قدرت کی قائل ہون کہ کیا کیا قدرت نمائی کر رہے ہین مگر طلسم نوخیز وہ طلسم ہو کہ کوئی اُسے شکست نہین کر سکتا لاکھ کد و کوشش کرین آخر مین ناچار ہونگے جو شاہزادیان

شریک ہوگئی ہین وہ پھر اطاعت کرینگی جمشید یہ باتین سُنکر خوش ہوگیا ہمیشہ سے یہ تو خوشامد پسند ہو مگر لالہ زار اس فکر مین ہو کہ بادشاہ کو کیونکر رہا کرون ہر مرتبہ بڑھ کے خوشامدین کرتی ہو کہ یا خداوند آپ کے جاہ وجلال بڑھین گے کون آپ سے بھلا مقابلہ کرسکتا ہو کہ بحرین بھی ہوشیار رہو ایک کنیز نے قریب آکر کہا کہ یا خداوند رات کو تو عجب معرکہ گذرا مین سو رہی تھی کہ دیدۂ بصیرت وا ہوے میرا گذر آسمان پر ہوا مین نے آپ کو دیکھا کہ آپ تخت پر بیٹھے ہین اور گرد نہرار ہا فرشتے زمرد و یاقوت کے پر جو ہر ان چنان سر پر مگس رانی کر رہی ہین آپ نے مجھکو قریب بلایا اور گلے پر میرے ہاتھ رکھا فرمایا کہ ہم تمکو علم موسیقی دیتے ہین اسوقت سے عجب حال ہو کہ راگنیان صورت دکھاتی ہین ہر مرتبہ یہی اشارہ ہو کہ اپنا کمال قدرت کو دکھاؤ ذرا میرا گانا تو سُنیے یا تو جمشید کو غصہ تھا یا اُس کنیز کی باتون پر مفتون ہوگیا کہتا تھا اے میری بندی خاص الخاص تم خواب بھول گئین ہمنے خواب مین کچھ ارادہ بھی کیا تھا کچھ بوس وکنار سے بھی پیش آئے تھے کہ تم خواب سے بیدار ہوئین کنیز نے کہا ہان خداوند آپ سچ فرماتے ہین مین چونک پڑی اور ڈر کر بھاگ گئی مگر اے خداوند اسوقت اُسبات کا کیا ذکر وہ وہ عجائب وغرائب دیکھے کہ جنکا بیان امکان سے باہر ہو بندی کا تو کیا ذکر قدرت خود نہین اظہار فرما سکتے مگر قدرت نے اپنی صورت کو نہ تبدیل کیا اِس مین کیا بھید ہو کہ کچھ کی ڈانٹ معلوم ہوتے ہین یہ کہکر گنگنائی اور یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند جمشید کو سُنانے لگی

نظم

شکوہ یہ پیر مغان تجھسے ہو مینخوارون کو	آنے دیتا نہ تو میخانے مین ہشیارون کو
غیرت عشق نے کانٹون مین گھسیٹا مجھکو	لیگئے غیر گلے سے جو ترے ہارون کو
نا امید اہل خرابات نہین رحمت سے	بخشدیگا وہ کریم اپنے گنہگارون کو
تمکو غیرون سے ہو صحبت جو شب و روز تو پھر	پیار کرلین گے کہین ہم بھی طرفدارون کو
نخل قامت ہو ترا سیب ہو تو گیسو شاخین	منھ کو غنچہ کہین اور گل ترے رخسارون کو
گھر ترا گلشن فردوس ہو اے رشک چمن	حور و غلمان کہین کیونکر نہ پرستارون کو

کیجے صیاد کی بیرحمی کا شکوہ کس سے
موسم گل ہی مین بے پر کیا پر دارون کو

نقد دل لیکے وہ ہوجائین نہ کیون بے پروا
کبر مفلس سے ہوا کرتا ہی زر دارون کو

قصد اُس یوسف ثانی کا ہو اب جانب مصر
وو خبر یوسف کنعان کے خریدارون کو

ابرو آنچل مین دوپٹے کے چھپاتا ہو بجا
ترک کیا میان مین رکھتے نہین تلوارون کو

سدّرہ ہوتا ہو رہ بان جو در جانان پر
پھاند جاتا ہمین آسان ہو دیوارون کو

قم باذنی مرے حق مین ہی صدا جان بخش
گشتگے جی اُٹھتا ہون پازیب کی جھنکارون کو

شب فرقت مین کسی رشک قمر کی رعنا
شام سے تا بہ سحر گنتے رہے تارون کو

یہ غزل گا کر کنیز نے جمشید کو ایسا محظوظ کیا کہ جمشید یا تو تلوار کو ٹیک کر اُٹھا تھا یا کہا ای چمن آرا کیا خوش آواز ہو اور آواز مین سوز و گداز ہو اپنے ہاتھ سے ایک جام بھی پلادے چمن آرا اسے نقلی نے کہا یا خداوند یہ کمال بھی آپ نے مجھکو دیا ہو رات کو میرا سینہ کمالون سے بھر گیا یہ کہکے جام لبریز کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی گاتی ہوئی سامنے جمشید کے آئی جام پیش کیا جمشید نے کچھ خیال نہ کیا جام پی گیا جام پیتے ہی باتین غرور کی کرنے لگا چمن آرا نے دورہ باندھا مگر لالہ زار کو جام نہ دیا لالہ زار نے کہا کہ ای چمن آرا کیا ہم شراب نہین پیتے کنیز نے اِشارے سے منع کیا کہ آپ نہ نوش فرمایئے لالہ زار حیران ہو کہ چمن آرا کیون منع کرتی ہو مگر خاموش ہوگئی چمن آرا اسے نقلی نے تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی جمشید نے بیٹھے بیٹھے کہا ای چمن آرا مین آسمان پر جاتا ہون تم بھی چلوگی تمکو حورون مین داخل کرونگا چمن آرا نے عرض کی ای خداوند آپ چلیے مین بھی آتی ہون جمشید مسند سے اُٹھا اُٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا کل اہل محفل بیہوش ہوے چمن آرا نے نعرہ کیا کہ منم فیروزہ بن عمرو ای لالہ زار اسی واسطے تمکو منع کیا اب بادشاہ کو رہا کرلو بادشاہ اُٹھے بحرین کو بھی ہوش آیا بحرین نے اُٹھتے ہی کہا ای شہریار آپ کے عیار نے کمال کیا اب نکل چلیے بادشاہ کوہ سے کودے بحرین اُڑتی ہوئی سر پر اُسوقت قریب دریا پہونچے کہ دیکھا ساتھ والے ڈوب رہے ہین مگر شناوری مین مصروف ہین بادشاہ نے آتے ہی لوح محفوظ کا جو عکس ڈالا دریا مین غراتا ہوا

مچھلیان مرنے لگین ہزار ہا مچھلیان پانی پر تیر رہی ہین کہ میثاق و خونخوار جو کنارے
پر تھے انھون نے سحر کیا کل فوج صحیح و سالم دریا کے پار ہو گئی مگر لالہ زار نے وہان
جمشید ثانی کو ہوشیار کیا کہا یا خداوند آپ آسمان تک نہ پہونچے جمشید نے پوچھا
بادشاہ و بحرین کہان گئے لالہ زار نے کہا اسی کوہ مین مخفی ہوے مین دیکھ رہی تھی
کہ جب آپ بیہوش تھے تو کوہ نے منھ کھولا بادشاہ و بحرین کو دہن مین لے لیا یہ حال
سنکر جمشید بہت خوش ہوا پہاڑ پر ہاتھ رکھا کہتا تھا اے کوہ فلک شکوہ تو میرا پیدا کیا
ہوا ہے تو نے اطاعت کی مگر تعجب کرتا ہون کہ مین بیہوش ہوا کوئی نگہبان نہ آیا یہ ذکر
تھا کہ زمین کوہ پھٹی ایک پتلہ فولادی سر نکالکر سامنے آیا کہا یا خداوند مین موجود تھا
مگر یہی دیکھ رہا تھا کہ لالہ زار آپ کی اعانت کریگی جمشید شرما کر اٹھ گیا طرف طلسم کے
روانہ ہوا اثناے راہ مین کوہ مرآت پر پہونچا دیکھا مرآت آئینہ نما پہاڑ پر بیٹھی
ہے ایک آئینہ بڑا سا سامنے لگا ہے اسکو دیکھکر ہنس رہی ہے اور کہتی ہے کیا خداوند مین
کہ عیار کے فقرے مین آگئے لو ابتو یہان آتے ہین بادشاہ و بحرین رہا ہوے
لشکر کو اتار رہے ہین کہ سر اٹھا کر جمشید ثانی کو دیکھا کہ طرف کوہ مرآت کے متوجہ
ہوا ہے مرآت آئینہ نما نے اٹھکر سجدہ کیا اور کہا یا خداوند آئیے جمشید آکر بیٹھا اور
آئینے پر نگاہ ڈالتے ہی حیران ہو گیا صاف صاف دیکھا کہ لالہ زار جادو اسباب
وغیرہ لدوا رہی ہے کہتی ہے نکل چلو انتخاب سے مقابلہ پڑیگا یقین ہے بادشاہ تا بگنبد
جاوین جمشید نے جو یہ معرکہ دیکھا کہا مرآت آئینہ نما جلد جاؤ لالہ زار کو گرفتار کرلاؤ
اس مکارہ نے بڑا دھوکا دیا کہ کچھ مجھکو نہ بن پڑا مرآت نے کہا یا خداوند آپ کی
غفلت سے یہ طلسم برباد ہو رہا ہے جمشید نے کہا اے مرآت یہ خیال نہ کرو اس طلسم پر
کوئی قبضہ نہین کر سکتا یہ وہ طلسم ہے کہ سامری و جمشید اس مین رہے اپنے زمانہ
دولت تک عیش و جبیش کیا کیے یہانتک کہ مابدولت کی خدائی کا وقت آیا جو کچھ
مسلمانون سے ہو سکے کوشش کرین مگر یہ مجال نہین ہے کہ مجھپر ہاتھ ڈال سکین صدہا
نگہبان ہین مگر لالہ زار جادو تیاری کر رہی ہے کہ اب مین نکلجاؤن خدمت شاہ سعد

مین پہونچون مگر مرآت آئینہ نما بحکم جمشید اُٹھی آئینہ ہاتھہ مین لیا چمکاتی ہوئی چلی یہان
لالہ زار سوار ہوگئین مگر انتخاب جادو کو خبر پہونچی کہ بحرین شریک ہوگئی بادشاہ بھی
دریا سے اُتر آئے خود خداوند آئے تھے مگر کچھ نہ کرسکے حکم دیا ارے کوئی ایسا ہو کہ
جاکر بادشاہ کو روکے سمنبر جادو کہ ساحرہ ہوشیار ہی اُسنے کہا اگر مجھکو حکم ہو تو گرفتار
کرلاؤن خاص بادشاہ پہ جاکر گرون لوح محفوظ رکھی رہجائے مگر مین اُٹھا لاؤنگی یہ سنکر
انتخاب نے کہا اے سمنبر بہت سمجھکر سحر کرنا سمنبر نے کہا آپ دیکھیے مین کیا کرتی ہون
آپ میدان خونی کی تیاری کیجیے مین طلسم کشا کو لاتی ہون جاتے ہی وہ جنگ کرون
کہ سب کو عاجز کردون خونخوار و میثاق کیا ہین دونون کو دیوانہ کرکے مارون یہ کہکر
چلی ساتھ ہزار ساحر انتخاب نے ساتھ کیے یہان بادشاہ کی بارگاہ فلک اشتباہ
استادہ ہو رہی ہی میثاق و خونخوار انتظام مین مصروف ہین کہ زمین کانپی سمنبر مع
ساحران مذکور آکر پہونچی خونخوار نے چاہا بڑھکر روکون کہ سمنبر نے آواز دی اے
دلخراش لینا جانے نہ پاوین جیسے ہی خونخوار بڑھا کہ نخل سے آواز آئی اے شہنشاہ
مجھکو قید سے چھڑائیے ورنہ میری جان جاتی ہی خونخوار نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک
نازنین مہ جبین نہایت حسین نخل سے بندھی ہی غل مچا رہی ہی خونخوار نے پلٹ کر
کہا کہ اے حسین و جمیل کسنے تجھپر یہ بدعت کی یہ کیا حالت ہوئی اُس نازنین نے کہا
آپ جائیے مجھ سوختہ بخت کا حال نہ پوچھیے مین یہین کی رہنے والی ہون ایک زنگی
آدمخوار گرفتار کرلایا باندھکر مجھکو کہ گیا ہی کہ آگ لاکر روشن کرون تو تیرے کباب
لگاؤن مین راضی ہون کہ وہ آکر جلادے مگر آبرو مین فرق نہ آئے یہ ذکر ہو رہا تھا
کہ خونخوار نے دیکھا ایک زنگی سیاہ رو آدمخوار کچھ لکڑیان ہاتھہ مین لیے ہوے
آگ سلگاتا ہوا آتا ہی خونخوار نے پکار کر پوچھا کہ او ظالم ایسی معشوقہ پر یہ بدعت
زنگی نے کہا حسین آدمی کا گوشت مزے کا ہوتا ہی مین کیونکر یہ تدبیر نہ کرون بھائیون
نے کہا تھا کہ ہمکو بھی ساتھ لے چلو مین نے نہ مانا اوسنے یہ جواب دیا کہ کباب لگا کے
لاؤنگا خونخوار نے تلوار کھینچی پکار کر کہا او بدعت پسند بڑا مغرور ہی مین اپنے سامنے

قتل نہ ہونے دونگا پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا اُس زنگی نے لکڑیان پھینکدین اور تلوار
کھینچی زنگی بھی برابر آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر خونخوار نے جھکائی دیکر ہاتھ مارا
کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے جھونکا ہوا کا چلا کہ لاشہ زنگی کا اُڑ گیا خونخوار زنگی کو
مار کر قریب اُس نازنین کے آیا کہا اے جان جہان واے آرام دل عاشقان مین نے
دشمن کو تیرے مارا اب تجھے رہا کرتا ہون مگر امیدوار ہون کہ میرا وصل قبول کر
اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ مین خود تمپر مائل ہون خونخوار نے یہ
جواب سُنکر اُسکو رہا کیا اُسنے ہاتھ تھام کر کہا یہان سے قریب میرا باغ ہے وہان آپ
تشریف لے چلیے تو آپ کو فرحت حاصل ہوگی خونخوار بلا تکلف ساتھ ہوے
اور وہ نازنین ہمراہ لیکر چلی میثاق نے بہت پکارا کہ اے بادشاہ عالی جاہ آپ کہان
جاتے ہین یہ مقدمہ فریب ہے مگر خونخوار نے کچھ جواب نہ دیا ساتھ اُس نازنین کے
چلے جاتے جاتے کوئی کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا لپٹین
خوشبو کی آرہی ہین وہ نازنین خونخوار کو ساتھ لیکر چمنستان مین پھرنے لگی ہر نخل کے
نیچے آکر کہتی ہے کہ اے خونخوار پھل کھاؤ کہ جوانی کا پھل ملے خونخوار ہاتھ بڑھاتے ہین
مگر ثمر تک ہاتھ نہین پہونچتا بعد روانہ ہوجانے خونخوار کے اب تو سمنبر باعلان آئی
میثاق کی فکر مین ہے میثاق گھوڑا ادہر اُدہر کر طرف سمنبر کے چلے کہ ایک آہو سامنے
سے آیا آہو نے آکر میثاق کو آنکھین دکھائین وہ آنکھین گردش کرتی ہوئین آہو
تھوتھنی کو اُٹھا کر سامنے سے بھاگا میثاق نے گھوڑا بڑھایا آگے آہو جاتا ہے
تعاقب مین میثاق اسی باغ مین جا کر آہو نے میثاق کو پہونچایا آہو تو غائب
ہوگیا میثاق نے دیکھا کہ خونخوار ٹہل رہے ہین اُس معشوق کی شمع جمال کے پروانہ
جسطرف جاتی ہے جاتے ہین بلا عذر اُسکے ساتھ پھر رہے ہین حباب چشم اشارے
کرتے ہین کہ ادھر نہ آؤ موج مین رہوگے بے پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو کو بچاؤ اگر ہوسکے
تو باغ سے نکل جاؤ مگر خونخوار ایسے مبہوت ہین کہ کسی امر کا خیال نہین کرتے کہ
میثاق بھی قریب آیا کہا اے شہنشاہ چلیے لشکر بادشاہ کو سمنبر پامال کر رہی ہے پیشتر

خونخوار نے منھ پھیر لیا کہا او بیثاق ہمکو بادشاہ سے کیا کام ہی ہمارا تمھارا نام ہی تم یہان
کیون آئے جاکر سمنبر سے لڑو بیثاق نے کہا او خونخوار مزاج کیسا ہی آپ اسوقت کیسی
باتین کر رہے ہین ہم دل و جان سے بادشاہ کے طرفدار ہین ایسا نہ ہو کہ آپنر کوئی اُفتاد پڑے
تو ہم تم بھی مبتلاے مصیبت ہونگے یہ باتین آپس مین ہو رہی ہین مگر وہ نازنین منع کرتی ہی
کہ او بیثاق تم کیون دراندازی کرتے ہو اپنا کام کرو ایسا نہ ہو کہ کسی بلا مین مبتلا ہو
خونخوار کہتے ہین او بیثاق یہ سچ کہتی ہی تم دخل نہ دو اور سیدھے چلے جاؤ ایسا نہ ہو
کہ کوئی درخت پھٹ پڑے اور تمھارا نقصان کرے بیثاق نے کہا مجھے سب گوارا ہی
لیکن تمھارا یہان رہنا قبول نہین چلکر بادشاہ کی مدد کرو یہ سُنکر اُس نازنین نے
ایک نخل کے سائے مین لاکر دونون کو ٹھہرایا اُس نخل کی جو ہوا لگی بیثاق کا بھی چہرہ
سرخ ہوگیا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا یہ اشعار زبان پر لایا **نظم قمر**

ہین پاؤن بے سروپا کسطرح وہان کی خبر	پہیرون کو نہ او دل ملی جہان کی خبر
وہ دل مین رہتے ہین پر دردلسے کام نہین	یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا	مکین کو خاک نہین اپنے ابا مکان کی خبر

اسطرح ان اشعار کو پڑھکر بیثاق خوب رویا کہا او مہ جبین مین تیرے ساتھ ہون
خونخوار نے کہا او بیثاق ایسے کلمے نہ کہو مجھکو شاق گذرے گا بیثاق نے کہا مین تو
اسیر عاشق ہون آپس مین تکرار ہونے لگی خونخوار کا قول ہی کہ مین نے اسکی محبت
مین گھربار چھوڑا بیثاق کہتے ہین مین نے بادشاہ کی محبت سے منھ موڑا ابد عت
سنگ عشق نے شیشۂ دل توڑا یہانتک تکرار ہوئی کہ دونون نے تلوارین کھینچین
قریب ہی کہ تلوار چلے مگر لالہ زار جادو جو کوہ سے روانہ ہوئی اُڑتی ہوئی آتی تھی اسنے
دور سے دیکھا کہ بیثاق و خونخوار آپس مین لڑا چاہتے ہین یہی جستجو ہی کہ ایک کو ایک
قتل کرے خونخوار کا بیثاق دشمن اور بیثاق کا خونخوار رہزن جس درخت کے
نیچے کھڑے ہین غنچے چٹک رہے ہین پھولون نے آنکھین کھولدین پتے خنجر بران اور
شاخین شمشیر آبدار ہیچ سے دھوان نکل رہا ہی ملکہ لالہ زار گذر اُسکا اسطرف سے ہوا

یہ حالت دیکھکر اسنے کئی مرتبہ للکارا کہ ای میثاق و خونخوار یہ کیا جہالت ہو کسی نے جواب
نہ دیا لالہ زار تڑپ کر گری نخل کو قلم کیا ہاتھ ہلایا کہ برق جہندہ گری اُس نازنین کے دو
ٹکڑے ہوے میثاق و خونخوار ہنسنے لگے سارے باغ مین آگ لگ گئی نخل جل جلکر
گرے نہر مین غراٹا مارکر خشک ہوگئین لالہ زار نے جب اُس نازنین کو مارا خونخوار
و میثاق کو ہوش آگیا کہتے تھے ای مہربان تونے بڑا احسان کیا اب چلو چلکر دیکھین
کہ سمنبر کے سحر نے کیا قیامت برپا کی لالہ زار تو جاکر ابر مین چھپ گئی نگاہ یہ جاتا ہو نیچے
ابر کے میثاق و خونخوار تلوارین کھینچے ہوے آپس مین صلاحین کرتے ہوے
کہ خداوندا ہمکو عین وقت پہ پہونچا کہ ہم بھی مطلب سے کامیاب ہون اگر ایسا ہوا
تو بہت محجوب ہونگے یہان وہ وقت ہو کہ سمنبر نے سحر کرکے سب شاہزادیون کو
بیکار کیا دوسرے سحر مین سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو آپ سے باہر کیا مگر
بادشاہ کو دیکھا کہ لڑتے ہوے آتے ہین یہ دیکھکر ارادہ کیا کہ بادشاہ سے شعبدہ
کرکے لوح محفوظ لے لون اور پھر گرفتار کرلون ارادہ ہو کہ جھولی پہ ہاتھ ڈالے
اور کچھ اشیاے سحر براے شعبدہ نکالے کہ میثاق و خونخوار آکر پہونچے دور سے
دیکھکر سحر کیا کہ جو سحر مین گرفتار تھے اُنکو ہوش آیا لالہ زار چمک کے فوج پر جا پڑی
ہر طرف سحر ہونے لگے مگر سمنبر بھی بلاے روزگار ہو خونخوار کے سحر کو روک رہی
ہو لالہ زار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ خونخوار و سمنبر مین سحر چلنے لگا آسمان پر آکر
کارد سحر جھولی سے نکالی اپنا خون اُسپر ڈالا اور کارد طرف سمنبر کے کھینچ ماری
وہ کارد پشت پر سمنبر کے جاکر پڑی کہ سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذری سمنبر جادو
مری اور خونخوار نے لشکر سمنبر پر سحر کیا کہ کئی ہزار کے سر اُڑ گئے لاشے تڑپنے لگے
دیکھا سب نے کہ کوئی مقام استقامت ہمارے واسطے نہین دامن صحرا کو منھ پر
رکھکے بھاگے گوشۂ دشت مین جاکر چھپے صدہا جوان گرفتار ہوے وہ جو سامنے
بادشاہ کے آئے عذر کرنے لگے کسی نے کلمہ پڑھا کوئی مطیع اسلام ہوا تھوڑے
عرصے مین سب لشکر کا خاتمہ ہوا اگرچہ لوگ کلمہ پڑھ پڑھکر شریک سعد بن قباد ہوے

بحرِ بن بھی ساتھ ہی دریا کو مٹا دیا تمام مچھلیان ماری گئین نہنگ بھی ہلاک ہوے مگر انتخاب
سرنگون بیٹھی ہوئی سوچ رہی ہی کہ کیا کرون کہ ہرکارون نے خبر دی سمنبر نے وہ سحر کیا کہ
میثاق و خونخوار طرف صحرا کے نکل گئے اب بادشاہ کا گرفتار کرنا باقی تھا یہ سُنکر
انتخاب خوش ہوتی ہی کہ یکایک۔ رونے کی صدا کان مین آئی پوچھا ارے خیر تو ہی یہ
کیا معرکہ ہی ہرکارون نے مفصل خبر دی کہ عین وقت پر لالہ زار آگئی اور اُسنے سحر
سمنبر کو مٹایا کہ خونخوار و میثاق ہوش مین آئے اور پھر سمنبر کو مارا تمام لشکر تباہ
ہوگیا کچھ مارے گئے اور کچھ بھاگے اور باقی ماندہ نے اطاعتِ بادشاہ کی یہ سُنکر
انتخاب اپنے مقام سے اُٹھی اور سب سے کہا کہ مین نے عہد کیا تھا کہ اگر سمنبر پر کوئی
اُفتاد پڑیگی تو شریک بادشاہ ہوجاؤنگی سب کہہ رہے ہین کہ آپ کو اختیار ہی ہم تو
آپ کے ساتھ ہین انتخاب یہ سُنکر بہت خوش ہو رہی ہی کہ آسمان پر ابر گلنار
نمایان ہوا ہزارہا ساحر زمزمہ سرائی کرتے ہوے اُس ابر کو دیکھکر انتخاب اپنے
مقام سے اُٹھی ابر پھٹا ایک تخت پر دیکھا قمر عذار چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین
درد گھبرائی ہوئی تخت سے اُتری کہا کیون مادر مہربان اب آپ نے کیا انتظام تجویز
کیا ہی بادشاہ دریاے بحرِ بن سے اُتر آئے انتخاب نے کہا اے نور نظر مجھکو تو بڑی
مشکل ہی باپ تمھارے مارے گئے تھے اب مین ناچار ہون کہ کیا کرون اگر
شرکت کرتی ہون تو جمشید ثانی بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو گرفتار کرلیجاے اگر
نہین شریک ہوتی تو سعد بن قُباد کہ طلسم کُشا ہین اُنپر زور نہین چلتا سحر اُنپر تاثیر
نہین کرتا وسیلہ ہم ہین وہ مددگار بڑھتے جاتے ہین تمنے تو خداوند سے دشمنی کی دیکھیے
انجام کیا ہو قمر عذار نے کہا اے مادر مہربان جسقدر رنج چاہیے اُسیقدر رکھکر کرا نکلتا ہی آپ
ایک بات قرار دیکر بیٹھیے جعل فریب موقوف کیجیے کہ اِدھر بھی شریک ہین اُدھر بھی
شریک ہین مثل مشہور ہی کہ تھالی کا بینگن کبھی اِسطرف کبھی اُسطرف اِسمین بدنامی ہوگی
کوئی کام بن نہ پڑیگا مین تو براے ملاقات بادشاہ جاتی ہون اُسلیے عرض کرتی ہون کہ
یہان کے نگہبانون پر مہربانی فرمائیے سیدھے گنبد کو جائیے کہ آپ کو لوح طلسمی ملے

اور دوست آپ کے کامیاب ہون جو آپ سے بن پڑے وہ انتظام کیجیے مین تو اُنکے
ساتھ جاؤنگی انتخاب نے منھ پیٹ لیا کہا بیٹا یہ کیا ارادہ ہی اُنکے رفیق کیا کہ ہین اول
میثاق کوہ گردان دوسرے خونخوار فراخ پیشانی تم بیٹا نہ شریک ہو مقدمہ اوج
بہت نازک ہی مجھکو ڈر ہی کہ جسوقت بادشاہ گنبد مین جاوینگے تو قدرت کو فیروز خبر ہوگی
نگہبان لوگ وہ ہین کہ طائر بنکر پہونچین گے قمر عذار نے کہا اب تو مین آمادہ ہوا ہون
جو ہونا ہی وہ ہو جاے سر کو ہتھیلی پر رکھا ہی موت کا مزہ چکھا ہی یہ بھی یقین ہی کہ
اگر ہم گرفتار ہو جاوینگے تو بادشاہ چھڑاوینگے اب ہمکو کوئی قتل نہین کر سکتا ایذا جسقدر
چاہے پہونچاوے انتخاب ناچار ہو کر رونے لگی کہ بیٹا مین جانتی ہون کہ تم
محبت مین سعد شہریار کی چور ہو وہ شاہزادہ والا قدر ہی کہ ملکہ بحرین بھی شریک ہوگئین
اب ساتھ آتی ہین ہر چند کہ قدرت نے آکر کشتیان توڑین ہزارون کو ڈبو دیا مگر
کیا نہ ورچا وہ رہا ہو کر آگئے وہ سحر کیا تھا قدرت نے کہ نہنگ جادو کو جان کا
خوف نہ ہوا اور سعد شہریار کو مع لوح محفوظ نکل گیا مگر کچھ آزار نہ پہونچا سکا قدرت
کے سامنے فیروزہ نے عیاری کی اور ساحرہ کو چھڑا لایا ملکہ لالہ زار بھی مطیع ہوگئی
ماں بیٹیون مین دیر تک باتین رہین مگر کچھ فیصلہ نہ ہوا جلسہ آراستہ ہی ماں بیٹیان
کلام کر رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ خونخوار فراخ پیشانی آکر
پہونچا انتخاب نے خاطر سے بٹھایا خونخوار نے کہا اے ملکۂ عالم ہم آپ سے دریافت
کرنے کو آئے ہین طلسم کشا نے فرمایا ہی کہ کل صبح کو ہم گنبد مین جاوینگے تمھاری لڑکی پر
وہ مائل ہین انھین کا ہر وقت ذکر کرتے ہین فرماتے تھے مین افسوس کرتا ہون
کہ کمیاب نے اپنی جان دی ایسا نہ ہو کہ بی انتخاب بھی وقت پر آکر سد راہ ہون
مین اسوقت تلوار کھینچے ہوے ہونگا سب افسر جنگ کرینگے ایسا نہ ہو کہ تمپر ہاتھ
پڑ جاے قمر عذار نے کہا اے مادر مہربان اب جواب دیجیے انتخاب نے کہا اے خونخوار
تم مطمئن رہو کہ مین برائے مقابلہ نہ جاؤنگی جب لوح اُنکو ملجاے تب یہ اعلان مین
شریک ہونگی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو لوح نہ ملے اور رفتو پڑ جاے نو جمشید ثانی

میرے ساتھ یہ بدی پیش آئے آپ جائیے اور لوح کی جستجو کیجیے بی قمر عذار آپ کے ساتھ ہین کہ آلنے قدرت سے مقابلہ بھی پڑچکا جو کچھ تقدیر مین ہوگا وہ ہوگا قمر عذار ساتھ خونخوار کے اُٹھی مان سے لپٹ کے بہت روئی انتخاب نے کہا اے نور نظر اگر قدرت تمکو پاگئے تو بہت بُری طرح پیش آوینگے قمر عذار نے کہا مین مقدمہ حصول لوح مین بادشاہ کی شریک رہونگی آجتک علحدہ رہی جو تقدیر دکھائیگی وہ دیکھونگی یہ کہکے خونخوار کے ہمراہ ہوئی خونخوار قمر عذار کو ساتھ لیکر لشکر ظفر اثر مین آیا یہان بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین کل رفقا جمع ہین یہی تدبیر ہو رہی ہے کہ صبح کو گنبد مین داخل ہو اپنی اپنی سب کہ رہے ہین حمالہ گیسو کشا کہتی ہے کہ مین نگہبانون سے سمجھ لونگی ملکہ لالہ زار کا قول ہے کہ مین دروازے پہ رہونگی ہر شاہزادی اپنی اپنی جانبازی ظاہر کر رہی ہے بیثاق کہتے ہین مین ہوا پر رہونگا کسی کو آسمان سے نہ آنے دونگا کہ قمر عذار و خونخوار آکر پہونچے اور خونخوار نے بیان کیا کہ حضور انتخاب جادو ملنے مین ہین چاہتی ہین قدرت کی دوست بھی رہون اور آپ کی شریک بھی ہون مگر ملکہ قمر عذار جان و دل سے آپ کی شریک ہین اِنکے ارادے سب ٹھیک ہین بادشاہ نے فرمایا اے فیروزہ ملکہ تشریف لائی ہین اگر ہو سکے تو کچھ بیٹھکر گاؤ فیروزہ بن عمرو بیچ مین آکے بیٹھا و بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا ملکہ کو لبھانے لگا نظم

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو مین نہین
اب تڑپتا ہون اکیلا مین وہ پہلو مین نہین

وصل پر راضی ہون جبتک وہ پہلو مین نہین
دیکھ لونگا جب کر ینگے آکے قابو مین نہین

خنجر اُس سفاک کا گو میرے قابو مین نہین
مار اُتارے کیا کٹاری دل کی پہلو مین نہین

ہجر کی شب آئی تھین کتنی بلائین کچھ نہ پوچھ
اسقدر تھین بل بھی جتنے تیرے گیسو مین نہین

کیا تری ابرو بھی ہمکو قتل کرتی جو تمام
اب وہ چشمک چین پیشانی و ابرو مین نہین

داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی
رنگ کہتا ہے وفا اُس پھول کی بو مین نہین

تو بھی ہے سو ہنی بھی اُن کی آنکھون مین مگر
سو ہنی مین جو کرشمے ہین وہ جادو مین نہین

رخ رو قاتل سے کیا ہون جلوہ ان سو کھتا ہے جھو
منھ پہ ملنے کو لہو کی بوند چلو مین نہین

کہتے ہین وہ اپنے انداز آئنے مین دیکھکر
بے اثر دونون ہین گو اپنے دم سرد اشک گرم
تو چھپائے لاکھ جب چھپنے بھی دے دل کی تڑپ
بیٹھتے ہی پاس مجھکو آپ سے باہر کیا
خود گلا کاٹو گے اپنے زخمیون کو دیکھکر
آپ کیا جانین ہوئی گشتہ کب اپنی آرزو
تم ٹھٹکتے دید کی حسرت کو کیونکر دیکھتے
دل کو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے
وصل مین بھی ناگوار انکا نکلنا ہے جلال

آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین
پھر بھی جو ہے آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین
دل ہے عاشق کا یہ مچھلی تیرے بازو مین نہین
غیر کے پہلو مین ہو تم میرے پہلو مین نہین
تر چھے زخمون کی ادا وہ ہے جو ابرو مین نہین
آشکارا ہو جو اس اس خون کی خو مین نہین
آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت ان آنسو مین مین
یار گیسو کے وہ جھٹکے ہین جو گیسو مین نہین
کیا کہین ارمان دل کے اپنے قابو مین نہین

صحبت عیش و طیش برپا ہے قمر عذار آمادہ بیٹھی ہے کہ تشریف لے چلیے یکایک اب وہ وقت آیا کہ طلسم کشائے مشرق طلسم شب کو فتح کرکے لوح مہر گلے مین ڈالے ہوئے میدان چرخ زبرجدی مین آیا بادشاہ نماز سحر سے فراغ حاصل کرکے اٹھے اور تمام جادوگرنیان ساتھ ہین سبکے آگے قمر عذار دلالہ زار و حمائل گیسو کشا وغیرہ سب آمادہ ہین کہ دیکھین گنبد مین کیا گذرے حقیقت مین وہ مقام سخت ہے بادشاہ سبکے ساتھ جیسے ہی سامنے گنبد کے پہونچے دیکھا کئی لاکھ جادوگر مشغل رہے ہین جیسے ہی بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا آمادہ ہو گئے جھولیون پر ہاتھ ڈالے مگر بادشاہ جہاد تلوار کھینچکر ان ساحرون پر جا پڑے خونخوار نے بڑھکر سحر کیا کہ جادوگر گھبرا اسے ایک طرف سے لالہ زار دوسری طرف سے حمائل گیسو کشا یہ سب سحر کر رہی ہین مگر ساحر نہین ہٹتے میثاق کوہ گردان آسمان سے سحر کر رہا ہے آگ برسا دی ہزارونکو جلا دیا بادشاہ بھی قتل کرتے ہوئے آتے ہین مگر سب ساحر آپس مین کہ رہے مین کیا سبب ہے کہ ہماری افسردہ نہین آئین انکے ہونے سے دل کو قوت ہوتی ہے اب کسکے بھروسے پہ لڑین بادشاہ نے پھر بھر کامل شمشیر زنی کی ساحرون کو ہٹا کر در گنبد پر پہونچے دیکھا دروازے مین گنبد کے قفل لگا ہے قمر عذار نے کنجی اپنے پاس سے

نکالی قفل کو کھولا مگر سحر بھی شریک تھا جب قفل کھلا تو قمر عذار نے اشارہ کیا کہ بسم اللہ گنبد مین جائیے لوح طلسمی لیجیے خدا آپ کے اقبال کو یاور کرے طالع مددگار رہین اب سب جادوگرنیان مع قمر عذار دروازے پر ٹھہرین بطور نگہبان ہین بادشاہ جو اندر گنبد کے آئے دیکھا صدہا مار ان سیاہ پھر رہے ہین بادشاہ رُکے مگر وہ ماران سیاہ پھنے بلند کر کے طرف بادشاہ کے چلے کہ پہلو سے آواز آئی اے شہریار لوح محفوظ کو چمکا دیجے بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا ماران سیاہ جلنے لگے مگر ایک مار کلان کہ وہ نہین سامنے سے ہٹتا بادشاہ ہر مرتبہ لوح محفوظ دکھاتے ہین مگر مار سیاہ کلان زبان منھ سے نکالتا ہی ہی چاہتا ہو کاٹ کھاؤن مگر بادشاہ اپنے کو بچاتے ہین پہلو سے آواز آئی کہ لوح اسکے سامنے پھینک دیجیے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کون آواز دیتا ہو دیکھا قمر عذار پہلو مین چھپی ہوئی آوازین دے رہی ہو بادشاہ نے لوح محفوظ کو پھینکا کہ وہ مار کلان بھی جلا اُسکے جلتے ہی سب سانپ جل گئے اور آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام سن ماران سیاہ رو بود مگر خاک جو اُڑی ہزارہا طائر خاک ماران سیاہ سے پیدا ہوے آسمان پر آ کر غل مچانے لگے کہ اے نگہبانانِ طلسم جلد دوڑو ماران سیاہ بھی مارا گیا اب کوئی ایسا نہین کہ طلسم کشا کو روکے طائرون نے جو یہ آواز دی ہر طرف تڑپ تڑپ کے جاتے ہین اور غل مچاتے ہین قضائے کار جمشید ثانی صحبت مین بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہو شراب اِسقدر پی ہو کہ کبھی ڈکارتا ہو اور کبھی اوکتا ہو کہ یکایک آسمان پر ہنگامہ ہوا کنیزون نے کہا یا خداوند آپ کو تو عیش سے فرصت نہین ذرا سنیے تو طائر کیا آواز دے رہے ہین جمشید نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ہزارہا طائر پرے کے پرے ملائے ہوئے سر پیٹ رہے ہین مثل انسان کے آواز دیتے ہین کہ یا خداوند آئیے اور جل جلکر گر رہے ہین تو باعث یہ ہو کہ خونخوار جو ہوا پہ اُڑ رہا ہو طائرون کو جو دیکھا اُنپر سحر کرنے لگا کنیزون نے جو جمشید ثانی کو طعن و تشنیع دی جمشید اپنے مقام سے اُٹھا پرواز پیدا کر کے چلا اُسوقت پہو نچا کہ بادشاہ ماران سیاہ کو مار کر جو ملاحظہ فرماتے ہین دیکھا ایک گلدستہ ہو اُسکی

اندر لوح ہی مثل جرم قمر چمک رہی ہی قمر عذار نے آواز دی کہ ای شہریار اب تامل نہ فرمایئے
لوح کو اُٹھا لیجیے سب سے زیادہ کام خونخوار کر رہا ہی کہ آسمان سے سحر کرتا ہی طائر ونکو
جلا رہا ہی بادشاہ بڑھے کہ گلدستے پر ہاتھ ڈالون مگر قمر عذار پیچھے بادشاہ کے ہی اور یہ
کہتی جاتی ہی کہ اب دیر نہ کیجیے بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم
جمشید ثانی خونخوار نے جو دیکھا کہ جمشید آپہونچا تلوار کھینچکر مقابلے مین آیا ہاتھ
تلوار کا مارا جمشید کو انتہا کا غصہ تھا کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک تمانچہ مارا کہ خونخوار
اُلٹ گیا طرف زمین کے چلا خونخوار کو بیہوش کر کے جمشید تڑپ کر گرا گلدستے پر ہاتھ
ڈالا بادشاہ نے تلوار کا وار کیا جمشید نے تلوار پر ہاتھ مار دیا ہر چند کہ انگلیان کٹین
مگر وہی خون اُنکے بادشاہ پر جھٹک دیا بادشاہ کے ہاتھ سے تلوار گری جمشید ثانی نے
لوح اُٹھائی رومال مین لپیٹ کر چاہا بلند ہون قمر عذار نے بڑھکر سحر کیا کہ جمشید کو روکون
مگر جمشید نے قمر عذار کو بھی ایک دھکہ دیا کہ قمر عذار گری حمالہ کو منھ سے پھونکدیا
لالہ زار کو تمانچہ مارا اِن سب جادوگرنیون کو بیکار کر کے بلند ہوا میثاق نے جب
دیکھا کہ سب کو بیکار کر کے جمشید جاتا ہی جست کر کے پانون مین لپٹ گیا جمشید نے
سر پہ میثاق کے ہاتھ مارا کہ میثاق بھی اُلٹ گیا اور للکار کر آواز دی کہ او نالائقو جنھے
تمکو پیدا کیا اور ہمارے ہی ساتھ جنگ کرتے ہو سب کو مٹا دونگا وہ تقدیر کرون کہ
مارے مارے پھرو کوئی تمھاری دستگیری نہ کر سکے یہ کہتا ہوا لوح کو لے گیا اور پکار کر
آواز دی ای انتخاب مقام افسوس ہی کہ سب نے اپنا کام کیا مگر ہمنے تمکو نہ دیکھا ملکہ
انتخاب اپنے مقام پہ بیٹھی تھی یہ آواز جو سُنی کنیزون سے کہا صاحبو تمنے یہ افتاد دیکھی
یہ آواز جمشید کی ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ماری بادشاہ نے دو
نگاہبانیان کیا کہ رستم سے نہ ہو سکتا مگر عین وقت پر قدرت آئے اور لوح طلسم
لے گئے دیکھیے وہ جاتے ہین انتخاب نے سر اُٹھا کر دیکھا جمشید بلند ہوا ہی انتخاب
نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا کر قصر سے نکل آئی دیکھا سب جادوگرنیان اور میثاق خونخوار
افسوس کر رہے ہین بادشاہ حجابانہ غیرت مین خاموش کھڑے ہین انتخاب نے آکر

سلام کیا بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا انتخاب سمجھی کہ مجھسے خفا ہین قمر عذار نے بڑھکر ہان
کو قدمون پر گرا دیا سعد نے فرمایا یہ کون صاحب ہین قمر عذار نے کہا اِس گنہگار کی
مان ہین انتخاب نے کہا ای نور نظر اب مین صحبت جمشید مین جاتی ہون جا کر دیکھون
کہ اب لوح پر کیا معرکہ گذرے گا یعنی کہان رکھی جاتی ہے اور سعد سے کہا کہ اگر مین ہوتی
تو کیا کرتی اب اُسکے سامنے جانے کے تو لایق رہی کھونگی مین جانیکی تیاری کر رہی
تھی آپ کی آواز سُنکر سمجھی کہ آپ تشریف لائے مگر بادشاہ فکر کرینگے اب لوح جہان
رکھی جائیگی وہان کا حال دریافت کر کے سرکار سے عرض کرونگی قمر عذار نے کہا
ای مادر مہربان اب آپ کی رائے سالم ہوئی آپ تشریف لے جاوین اور خبر لیکے
آوین انتخاب اسی وقت روانہ ہوئی سب ساحرون نے بادشاہ سے کہا لشکر مین
چلیے بادشاہ منھ سے نہین بولتے قمر عذار نے ہر چند بادشاہ سے کلام کیا بادشاہ نے
کچھ جواب نہ دیا دل مین یہ پختہ کر لیا ہے کہ مین اکیلا نکلونگا کسی کو ساتھ نہ لونگا اِسیوجہ
سے بات کا جواب نہین دیتے وہ سناٹا گذر رہا ہے کہ کلام کرنے کو دل نہین چاہتا مگر
سب ساحر و جادوگرنیان مثل قمر عذار و حالاگیسو کشا و لالہ زادہ مرجان وغیرہ
بخوبی بادشاہ کو سمجھا کر لشکر مین لائین ہر چند سب نے سمجھایا مگر بادشاہ نے خاصہ نہ
نوش کیا سر شام دربار برخاست کیا سب لوگ حیران ہین کہ بادشاہ کا کیا ارادہ ہے
مگر بادشاہ سب کے ظاہر مین پلنگ پر آکر لیٹے دل سے باتین کر رہے ہین کہ ہمارے
برابر کوئی بدنصیب نہ ہوگا لوح سامنے تھی اور لے نہ سکے اب تنہا تدبیر کرینگے تو
پروردگار مدد کریگا یہ سوچتے سوچتے دو پہر رات گئے جب دیکھا کہ سناٹا ہو گیا تو
پلنگ سے اُٹھے منھ لپیٹے ہوئے نکلکر پیدل ایک جانب چلے رات کا وقت ہے اور
چہار جانب سناٹا ہے سائین سائین آوازین آ رہی ہین اور بادشاہ اکیلے اُس جنگل
مین چلے جاتے ہین یہی ارادہ ہے کہ یا تو یہین جان دونگا یا لوح کا پتہ لگاؤن ایک
درہ کوہ مین داخل ہوئے اندر درے کے دیکھا فرش بچھا ہے رقص ناچ ہو رہا ہے
چند نازنینان مہ جبین شریک صحبت ہین صاحب محفل کچھین جادو مسند پر بیٹھی ہے آنکھ

نگاہ جمال بادشاہ پر پڑی اُٹھ کھڑی ہوئی اور پکار کر آواز دی فرو د واق منظر چشم من
آشیانۂ تست بکرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست بادشاہ آکر بیٹھے کنچن نے کہا ای شہریار
اِس شب تیرہ و تار مین کیونکر تکلیف فرمائی اور کہان جائیے گا بادشاہ نے فرمایا کہ
تلاش لوح مین نکلا ہون پروردگار یا تو لوح دلوائیگا یا جان دونگا کنچن نے کہا لوح
ایسے مقام پر گئی کہ جہان انسان اور حیوان جا نہین سکتا بادشاہ نے پوچھا وہ کونسا
مقام ہی کنچن نے کہا اسی طلسم مین ایک دریا ہی کہ اُسکو دریائے قلزم کہتے ہین جمشید
نے لوح طلسمی کو دریائے قلزم مین ڈلوا دیا منظور یہ ہوا کہ اگر لوح رہیگی تو طلسم کشائی
کا ہر ایک کو دعویٰ ہوگا بادشاہ نے حال لوح سنکر فرمایا مین اپنے کو دریا مین گرا دونگا
یا لوح دستیاب ہوگی یا جان دونگا یہ فرما کر اُٹھنے لگے کنچن نے دامن تھام لیا کہا
ابتو شب کا وقت ہی تشریف نہ لیجائیے صبح کو اختیار ہی بادشاہ نہ مانتے تھے مگر کنچن
قدمون پر گر پڑی کہ اِس اندھیری رات مین نہ جانے دونگی بادشاہ بیٹھ گئے فرمایا
ای کنچن تم کیا جانو کہ مجھپر کیا گذر رہی ہی مین جب سے لوح کے مقام سے خالی پلٹا
مین نے آب ودانہ ترک کیا ہی اپنے کو قریب دریائے قلزم پہونچاؤنگا اور اپنے
کو دریائے قلزم مین گرا دونگا کنچن چاہتی ہی کہ انکو روکون ہائے مقام افسوس ہی
کہ ایسا شیر دلیر یون اپنے کو ضایع کرانے کو ہی کیا تدبیر کرون کہ انکو اِس ارادہ سے
باز رکھون یکایک دروازہ کوہ مین روشنی ہوئی تمقام جادو برا سے سیر نکلا تھا سوچا
کہ چلکر کنچن سے ملاقات کرون بلا تکلف اندر در سے آیا دور سے دیکھا کہ
ایک جوان ماہ طلعت پہلو مین کنچن کے بیٹھا ہی تمقام نے جو بادشاہ کو دیکھا پہچانا
کہ یہ تو طلسم کشا ہی کنچن نے یہ کیا ستم کیا کہ اپنے پہلو مین بٹھا لیا اگر قدرت کو معلوم
ہوجائے تو کیسا غصہ کرین پکار کر آواز دی کہ ای کنچن یہ کیا حرکت کی کہ دشمن خداوند
کو اپنے پہلو مین جگہ دی کنچن نے جو تمقام جادو کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای تمقام
اگر تم بھی اِنسے ملوگے تو محفوظ رہوگے جو اِنکا شریک ہوا ... ب
قدرت کے یہان ظلم و بدعت ہی کسکی عزت ہی وزیر خداوند میثاق کوہ گر...

شریک ہوگیا یہ سُنکر قمقام نے جواب دیا قدرت غصہ کرتے ہین خفا ہوتے ہین اُنھون نے
پیدا کیا ہی اُنکا غصہ بھی گوارا ہی یہ سُنکر کنچن نے جواب دیا کہ ای قمقام اپنی آبرو کے سبب
خواہان ہین مین بھی اِنکے ساتھہ رہونگی یہ سُنکر قمقام نے نعرہ کیا کہ او گیسو بریدہ مین
تجھکو زندہ کب چھوڑونگا یہ کہکے گولہ پھینکا بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکا دیا گولہ
پھٹ کر بیکار ہوگیا قمقام جھلایا اور پکار کر آواز دی ای بادشاہ جمجاہ آپ بڑے
سرکش ہین آپ نے کیون دخل دیا بادشاہ نے فرمایا ہم اپنے سامنے کنچن کو ذلیل
نہ ہونے دینگے کہ اِسنے ہمسے حال لوح بیان کیا دوستی کا دم بھرا یہ سنکر قمقام جھپٹکر
طرف کنچن کے چلا بادشاہ تیغہ کھینچکر اُٹھے فرمایا ای قمقام سمجھکر آنا قمقام نے بادشاہ پر
ہاتھہ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھہ نکالکر ہاتھہ ماردیا
قمقام کے دو ٹکڑے ہوے مارکر قمقام کو بادشاہ نے حکم دیا لاشہ اِسکا پھینکدو
لاشہ قمقام کا پھینکدیا کنچن قدمون پر گر پڑی کہتی تھی ای شہریار آپ نے میری جان
بچائی ورنہ یہ زندہ نہ چھوڑتا اب شب کو نہ جانے دونگی بادشاہ ناچار بیٹھے رات بھر
وہان بسر کی صبح کو چاہا روانہ ہون کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی کنچن نے
کہا ای شہریار سیلاب دریا بار جادو زبردستی مجھپر چڑھہ آیا ہی کہتا ہی میرا وصل تو
قبول کر مگر مین اِنکار کرتی ہون دیکھیے بیرون درہ اُترا ہی پہاڑ گھیر لیا ہی بادشاہ نے
کہا کیا مجال کہ ہمارے سامنے تمپر بدعت کرے ہم مقابلے مین جاتے ہین اگر بنتا ہی
تو اُسکا سر لاتے ہین یہ فرماکر درے سے باہر نکلے کنچن نے کنیزون کو حکم دیا تم
شہریار کے ساتھہ جاؤ کنیزین ساتھہ ہوئین درے سے نکلکر بادشاہ اُترے ادھر
سیلاب دریا بار نے خبر سُنی کہ بادشاہ اسلام براے مدد کنچن تشریف لاے ہین
کہتا ہی یہ اور مہربانی خداوند کی ہوئی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا خدمت خداوند
مین پہونچاؤنگا قدرت سے پیغمبری کا طرہ لونگا میرا نام ہوگا سب اہل طلسم خوش
ہونگے یہ کہکے طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ کو خبر پہونچی بادشاہ نے بھی حکم دیا یہان بھی
طبل جنگی بجا لیکن وہان صبح کو جو خونخوار اُٹھا بارگاہ شاہ مین آیا کہ بادشاہ کو برا کے

نماز جگا ؤن دیکھا پلنگ خالی پڑا ہو سب شاہزادیان آئین سب پریشان ہوگئین ایک ایک کا قول تھا کہ بادشاہ کہان گئے قمر عذار نے کہا مین مطلب اُنکا سمجھ گئی یہی خیال ہوا کہ جاکر لوح حاصل کرون کسیکی مدد شہ لون لیکن مین فکر مین اُنکی جاتی ہون خوشخرام ومیثاق نے کہا ہم بھی چلین گے یہ تینون روانہ ہوئے لالہ زادہ وحمالہ ایک طرف کو چلین مگر بحرین سب سے علیحدہ ہوکر اکیلی چلی فیروزہ بن عمرو لشکر مین افسر قرار دیکر یہ کہکر نکلا کہ آپ لوگ یہان سے نہ ہٹیئے گا اور لوحدار ان کو افسر لشکر کیا لوحداران رونی ہو دل سے کہتی ہوا افسوس ہو کہ مین بادشاہ کی مدد کو نہ گئی اُدھر بادشاہ رات بھر تیاری مین رہے صبح کو میدان مین نکلے وہی چند کنیزین پشت پر کھڑی ہین اُدھر سے سیلاب لشکر گران لیکر آیا خود میدان مین نکلا للکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ لشکر اسلام میرے مقابلے مین آیئے تو حال ظاہر ہو کہ مین کیسا ساحر ہون بادشاہ نے اپنا مرکب نکالا سیلاب نے سحر کیا کہ کنیزون پر آگ برسنے لگی کنیزون نے غل مچایا بادشاہ پلٹے اگر لوح محفوظ کو چمکایا جب لوح چمکی تب سحر اُترا خواصین جلنے سے بچین اب بادشاہ پھر بڑھے سیلاب نے پھر سحر کیا بادشاہ اِس آمدورفت مین حیران ہوگئے قضائے کار بحرین جادو آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی تھی آسمان سے بادشاہ کی آمدورفت دیکھی سمجھی کہ سیلاب کے سحر نے یہ آفت برپا کی ہو مگر یہ کنیزین کہان سے آئین کہ بادشاہ کا ساتھ دیا ہو معلوم ہوتا ہو کہ کوئی جادوگرنی مایل ہوئی کیا صاحب اقبال ہین کہ جہان جاتے ہین معشوق عمدہ پاتے ہین حقیقت مین ایسے صاحب اقبال نہوتے تو اِتنے بڑے طلسم پر کیون قصد کرتے جیسے ہی بادشاہ کنیزون کی صف سے بڑھے سیلاب نے سحر کیا بحرین نے سحر سیلاب کو روکا کنیزون کو بچایا جب بادشاہ نے دیکھا کہ کنیزین محفوظ رہین بادشاہ گھوڑا اچکا کر مقابلۂ سیلاب مین پہونچے سیلاب تیغہ کھینچکر قریب بادشاہ آیا کہا اے سعد اپنے کو بچاؤ دیکھون تو کیونکر بچتے ہو وہ ہاتھ مارون کہ مع گھوڑے چار ٹکڑے ہون بادشاہ نے فرمایا او ناہنجار دوا وظالم شعار جو تجھسے ہوسکے تقصیر نہ کر یہ کہتے ہوئے قریب پہونچے کہ

سیلاب نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر سیلاب پر مارا دیا تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا سیلاب کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو اپنے افسر کو کشتہ دیکھا لینا لینا کہکر آپڑے بادشاہ نے گھوڑا بڑھا کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم		بہار گلستان کاوس و جم	
منم صف شکن شیر دل نوجوان		نہال گلستان صاحبقران	

تین لاکھ ساحرون نے چہار جانب سے گھیر لیا بادشاہ تین لاکھ مین گھرے ہوے لڑ رہے ہین ایک طرف سے بحرین سحر کر رہی ہو مگر مجمع ساحران نہین ہٹتا قضاے کار خونخوار و میثاق وغیرہ جو تلاش مین شاہ کی نکلے تھے اُڑتے ہوے پہونچے بادشاہ کو جو گھرے ہوے دیکھا ایک طرف سے خونخوار نے سحر کیا اور دوسری طرف سے میثاق آپڑا قمر عذار نے آکر سحر کیا مگر ایسا سحر کیا کہ ساحر سر ٹکرانے لگے بہت سے جاکر نہرون مین گرے بعض غل مچاتے پھرتے ہین بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ نے بیٹے کو مارا ہر طرف یہی ہنگامہ ہو کر بھاگ کر نکلجا وہین خونخوار ایسا ساحر سحر کر رہا ہو میثاق نے دو منتر مار اک شیران صحرا پیدا ہوے کئی ہزار کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا لالہ زار نے ایک طرف سے سحر کیا کہ جادوگر بھاگنے لگے عین گرمی جنگ ہو ساحران سہرا ہی بادشاہ سحر کر رہے ہین بادشاہ ایک نخل کے نیچے کھڑے ہین اور جانبازی ساحرون کی ملاحظہ فرما رہے ہین قمر عذار تڑپ رہی ہو مگر ساحرون کا وہ بلوہ ہو کہ قریب شاہ نہین پہونچتی ایک مقام پر دس بیس ساحرون نے ملکر سحر کیا کہ قمر عذار بیقرار ہو گئی اپنے کو قریب بادشاہ کے پہونچایا عرض کی اے شہریار ذرا لوح محفوظ میرے گلے مین ڈالدیجیے ساحرون نے وہ سحر کیا ہو کہ کلیجے مین درد پیدا ہوا ہو اسوقت کوئی سحر یاد نہین آتا بادشاہ نے فوراً لوح محفوظ اُتار کر گلے مین بلکہ قمر عذار کے ڈالدی قمر عذار لوح کو سینے سے مس کر رہی ہو کہ آسمان سے ایک پنجہ تڑپ کر گرا بادشاہ کو اُٹھا لے گیا قمر عذار نے ایک چیخ ماری اور پکار کر کہا

ای خونخوار اس جنگ کو تم سر کر لینا بادشاہ کو دریانوش اُٹھا لیگئی مین تلاش مین
جاتی ہون یہ کہکر چلی لوح محفوظ کو لپیٹ کر جھولی مین رکھ لیا بادشاہ نے کہ متوجہ ہوئے
بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھولی دیکھا ایک مکان اندر دریا کے ہو گرد اسکے
دریا بہ رہا ہو مگر مکان کو کچھ ضرر نہین پہونچتا اپنے کو اس مقام پر پایا جا ہا کہ اٹھون
کہ ایک طرف سے پردہ اُٹھا دیکھا کہ ایک مہجبین کبک رفتار شیرین گفتار دریائے
جواہر مین غرق پردے سے نکلی کئی سو کنیزین پشت پر بادشاہ اُسکے آتے ہی نظارہ
کرنے لگے عجب حُسن دیکھا کہ محو مطلق ہو گئے وہ نازنین بھی سراپائے شاہ کو دیکھ
رہی ہو اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیے بادشاہ بیٹھے اُس نازنین نے پوچھا آپ کا نام نامی
کیا ہو بادشاہ نے فرمایا میرا نام مشہور عام ہو ذکر سنا ہو گا کہ سعد بن قباد چراغ
لشکر اسلام فتاح طلسم نوخیز سرکوب جمشید ثانی یہ باتین سنکر وہ نازنین ہنسی اور
ہنسکر کہا کہ طلسم کشائی مبارک ہو لیکن لوح طلسمی کیا ہوئی بادشاہ نے فرمایا کوئی
دریا ہو کہ اس مین لوح کو پھینکوا دیا مین اُسی کی تلاش مین نکلا ہون تمھارا نام نامی
کیا ہو اُس نازنین نے کہا مجھکو دریانوش کہتے ہین مین اسی دریا مین رہتی ہون
جسدن جمشید ثانی نے لوح پھنکوائی مین کنارے دریا کے سیر کر رہی تھی ایک
مچھلی نے لیکر اُسکو نگل لیا مین آپ کو دون آپ فتاحی مین مصروف ہو جیے لیکن
اُمیدوار ہون کہ زمرے مین کنیزان شاہی کے مین بھی محسوب ہون بادشاہ نے
فرمایا مجھکو بہ دل و جان قبول ہو دریانوش نے پکار کر آواز دی ارے گلعذار
کو بلاؤ کنیزون نے ڈھونڈھا جب گلعذار کو نہ پایا تو سامنے دریانوش کے
آئین عرض کی واری گلعذار کا پتہ نہین ملتا ایک کنیز نے عرض کی حضور نے جو
تحفہ اُسکے پاس رکھوایا تھا وہ لیکر بھاگ گئی کہتی تھی ایسی سزا دلواؤنگی کہ عمر بھر کو
بی بی یاد کرین دریانوش بہت شرمندہ ہوئی کہا ای شہریار مجھسے خطا ہوئی کہ مین نے
لوح کو گلعذار کے سپرد کیا وہ دھوکا کھایا کہ عمر بھر افسوس کرونگی مگر مین اسیوقت
جاتی ہون اور لوح کی تدبیر کرتی ہون کہ دریا مین غرش ہوئی دریانوش نے

کہا یہ کون آتا ہے بیچ مین سے موجہ بیٹھا شاہ نے دیکھا قمر عذار پسینے پسینے پیشانی سے
قطرے ٹپکتے ہوے آکر پہونچی بیٹھکر سب حال سُنا دریا نوش کو دیکھا کہ محبت شاہ مین
مبہوت ہو رہی ہے جی مین کہتی ہے کہ عجب حسین و جمیل کا سامنا ہوا ہے کہ جسپر ہر شخص عاشق
ہوتا ہے پوچھا اے دریا نوش تمنے شاہ کو کیونکر پایا دریا نوش نے کہا مین مدت سے
ذکر سُنتی تھی اُسدن اُڑتی ہوئی آتی تھی جنگ مین آپ کو مصروف دیکھا اُٹھا لائی یہ
باعث ملاقات ہوا اگر اے قمر عذار اگر تم ساتھ دوگی تو مین اپنے کو دربار جمشید مین
پہونچا دونگی اور لوح کی خبر لونگی قمر عذار نے کہا مین اپنی والدۂ ماجدہ کے پاس
ابھی جاتی ہون وہ پاس جمشید کے گئی ہین گنبد مین عدم حضوری کا عذر کرنے اُنکو
معلوم ہوگا کہ گلعذار جو لوح لیکر گئی جمشید نے لوح کو کیا کیا مان سے دریافت
کرکے ہم تم فکر کرینگے یہ کہکر قمر عذار چلی مگر دریا نوش سے کہ گئی کہ شاہ کو تم کہین
جانے نہ دینا مین پلٹ کر آتی ہون یہ کہکر قمر عذار دریا جمیل کر نکلی قریب دریا ایک
پہاڑ تھا کہ اُسکو کوہ بوقلمون کہتے ہین اُسپر آکر ٹھہری تماشہ دیکھ رہی ہے طائرون کی
اُچھل کود درختون کی رعنائی کہ آسمان سے ایک ابر پیدا ہوا قمر عذار نے دیکھا
کہ انتخاب جادو سحر کرتی ہوئی آتی ہے مان کو دیکھکر آواز دی کہ اے مادر مہربان
مین کچھ عرض کرونگی ذرا سُن لیجیے انتخاب جادو اُتر آئی قمر عذار نے سلام کیا
انتخاب نے بیٹی کو گلے سے لگایا پوچھا بیٹیا کہان سے آتی ہو قمر عذار نے سب
کیفیت بیان کرکے کہا آپ تو بیان کیجیے کہ کہان سے آتی ہین انتخاب نے کہا کہ
مین دربار جمشید ثانی مین گئی اور مین نے عدم حضوری کا عذر کیا سب سردار
میری تعریفین کرنے لگے جمشید نے بٹھا لیا میرے سامنے ساحر لوح پھینکنے گیا اور
پلٹ آکر اُسنے کہا مین لوح پھینک آیا تھوڑی دیر مین ایک کنیز گلعذار نامے آئی
لوح لاکر جمشید ثانی کو دی کہ یہ لوح دریا نوش نے پائی تھی میرے پاس رکھوائی
مین لیکر بھاگ آئی جمشید نے اُسکو بہت سرفراز کیا اور لوح کو لیکر اپنے وزیر کو
دیکر کہا اِس لوح کو جزیرہ بلا خیز مین لیجاؤ بلا خیز جادو سے کہنا کہ یہ تحفہ تمھارے

سپرد کرتے ہین ہم جانتے ہین کہ تمھارے جز بیرے یہان کوئی نہین آسکتا ہم بھی گر آتے
ہین تو تکلیف ہوتی ہی اور کسکی مجال ہی کہ جزیرہ بلا خیز کا ارادہ کرے جو جائے وہ بلا
مین پھنس جائے صدہا ساحر وہان مرا پڑا ہی انکی روحین جنات ہوئی پھرتی ہین بلکہ
سکان ارض پیدا ساو لیکر اسی زمین مین دفن ہی جب نکلیگا قیامت برپا ہوگی وہ
بلا سے روزگار ہی اگر اسکے دام مین پھنس جاوے تو عمر بھر نہ نکلے وزیر گیا اور بعد
وہ پھر کے آیا چہرہ سیاہ ہوگیا تھا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا اور مرنے لگا کہا یا خداوند
ایسا راستہ سخت تھا کہ مین ہی ایسا تھا کہ گذر کر کے گیا کبھی دریا مین اترا اور کبھی
اُڑان لیا کبھی صحراے ویران کبھی ملک آباد جہان آبادی دو بین پائی مین نے
اُس ملک کی سیر کی بلا خیز کے پاس پہونچا اُسکے میرے سامنے دروازے پر
ایک نخل چنار ہی اُسکی بیچ مین لوح کو رکھدیا اور کئی ہزار ساحر مقرر کیے ہین کہ
اسکی حفاظت کیا کرو وہ یہ خبر سنکر بہت خوش بیٹھا ہی مجھکو رخصت کیا اور کہا اپنے
ملک مین رہنا مین ابھی وہان سے پلٹی ہون قمر عذار نے کہا مین آپ ہی کی ملاقات
کو نکلی تھی شکر ہی کہ حال لوح دریافت ہوا اب جاتی ہون اور بادشاہ کو لے کر
پہونچتی ہون اگر خداے نادیدہ نے چاہا تو لوح لیکر پلٹونگی سکان جہان پیدا
سر ٹکرا کے مر گیا ہوگا اگر نکلے گا تو مزہ پائیگا ہم ہی لوگون کے ہاتھ سے مارا جائیگا
لوح محفوظ بادشاہ کے گلے مین نہ تھی اسوجہ سے دریا نوش اُٹھا کر لیگئی مین بھی
وہان پہونچی اصل یہ ہی کہ بادشاہ کا جمال فریب زنان ہی جسنے دیکھا وہ عاشق ہوئی
دریا نوش بھی ساتھ دیگی ہم دونون ملکر انتظام کر لین گے یہ سنکر انتخاب جادو
رخصت ہوئی چلتے چلتے کہا اے نور نظر خداے نادیدہ تمھاری مدد کرے اور جان
بچاے یہ کہکر انتخاب رخصت ہوئی ملکہ قمر عذار چاہتی ہی روانہ ہون کہ آسمان پر
برق چمکی اُس کوہ کا حاکم زنگار رنگ جادو آسمان سے اُترا قمر عذار کو دیکھکر
بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی کہ اے قمر عذار آج اسطرف کہان آنکلین قمر عذار
نے کہا ایک ضرورت کو آئی تھی شکر کرتی ہون کہ وہ مطلب ہوگیا مدت سے مین نے

تمکو نہیں دیکھا تھا اگر کچھ دیکھ لیا رنگا رنگ نے کہا بندہ سرفراز فرمائیے میرے مہمان آپ کی دعوت ہو سب سامان مہیا ہے صرف آپ کے تشریف لیجانے کی ضرورت ہے قمر عذار نے بہت عذر کیا کہا میں کار ضروری میں ہوں سبب معذرت ہوگی تب تو نگار رنگ رنگ قدموں پر گر پڑا کہا میں ضرور آپ کو لے چلونگا نصیب ہے کہ آپ کو پاگیا اب میں کب مانتا ہوں ضرور آپ کو چلنا ہوگا کاشانہ حقیر کو مشرف فرمائیے قمر عذار مجبور ہوئیں ہمراہ رنگا رنگ کے چلیں وہ وہاں کو جو مکان تھا وہاں لایا مقام صدر پر ملکہ کو جگہ دی چند جادوگر آکے بیٹھے رنگا رنگ نے کہا گانے والیوں کو بلاؤ گائن حاضر ہوئی سامنے ملکہ کے بیٹھکر یہ غزل ارغنا نقارہ گانے لگی نظم

تڑا کتے پڑو وصیر کے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہیں / نصیب اللہ اکبر زہر خنجر آزماتے ہیں

مکر جاتے ہیں اسیر بھی روٹھنا ہمیں بھی آتا ہے / [illegible] سے ہر بار اُنسے ٹھوکر کھاتے ہیں

بہت روئے مگر کبھی نہ کوئی صورت چلوت / اب آنسو کے تجھے اپنا طالع خفتہ جگاتے ہیں

خیال یار آئے بے تکلف خانۂ دل میں / بچھا کے فرش آنکھیں راستے میں ہم بچھاتے ہیں

حباب آسا ہو ثابت بے ثباتی بحر عالم کی / یہ غافل بے محل آب رواں پر گھر بناتے ہیں

خوشامد سے نہ ہو شیریں زبانو کبھی غافل / یہ شیریں سخن ہیں گویا زہر قاتل کو ملاتے ہیں

بہانے سے چلے جاتے ہیں اٹھکر میرے پہلو / رقیبوں پر عنایت ہے قیامت مجھپہ ڈھاتے ہیں

نہیں دیتے جواب صاف تک پیغام جانکا / کبھی خاموش رہ جاتے ہیں گاہے مسکراتے ہیں

بچے سفاک ہیں جھوٹے کیوں نکر جاتے قتل کی / جو ملتے نگہ خونبہا تو دیتے ہیں پھر وہ خون بہاتے ہیں

چمن میں دھوم ہو اب آمد فصل بہاری کی / عنادل آشیانے آجکل گلشن میں چھاتے ہیں

بگولے یہ نہیں بعد فنا گرد غریباں پر / مگر یاں قافلے ارواح کے دنیا سے جاتے ہیں

مستی ہو لب پہ ہاتھوں میں حنا رخسار پہ غازہ / خود آرا کیسی نیرنگی سے رنگ اپنا جماتے ہیں

زیر گل کی ہو بازار جہاں میں گرم بازاری / جوانان چمن اب خوب گلچھرے اڑاتے ہیں

گلستاں آج کشت زعفران سے کم نہیں گلچیں / جو گل کھل کھلا کے ہنستے ہیں تو غنچے مسکراتے ہیں

تو قطرہ بھر جاتی ہو جس وقت اس خوش چشم کی رعنا / تو پھر مجھسے مرے چشم بھی آنکھیں چراتے ہیں

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو اُسوقت رنگار رنگ اپنے مقام سے اُٹھا ساشنۂ قمر عذار کے
آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم غلام کو سرفراز فرمائیے اگر حکم ہو چھپر کھٹ وغیرہ
درست کراؤں قمر عذار نے کہا اے رنگار رنگ کچھ نہیں معلوم ہوا ہو کس نام سے لایا ہو
دعوت کرکے عین دعوت میں یہ عداوت ایسا نہ ہو کہ مین جدا ہوں تو پھر تجھکو
خلاف گذرے گا مجھکو تو تجھ مین باز رہنا سمجھا ہو خبردار اب ایسی بات نہ کہنا یہ کہکے چاہا
اُٹھوں رنگار رنگ سے سحر کیا کہ پاؤں قمر عذار کے زمین نے تھام لیے قمر عذار
نے کہا اے رنگار رنگ یہ کیا حرکت ہو گیا تو مجھے حلوا سمجھا ہو مین نکل نہیں سکتی رنگار رنگ
نے کہا اب نہیں نکل سکو گی مین نے روک دیا ہو وان حصول وصل ہو اُٹھنے دونگا ملکہ
قمر عذار نے مسکراکے ہاتھ ہلایا اور اپنے مقام سے اُٹھی کہا او رنگار رنگ مین
جاتی ہوں رنگار رنگ نے کہا مین تو نہ جانے دونگا عدت سے کشتۂ تیغ ابرو ہوں
اب مجھسے صبر نہین ہو سکتا قمر عذار نے کہا اے رنگار رنگ بہت پچھتاؤ گے رنگار رنگ
نے چاہا لپٹ جائے قمر عذار ہان ہان کہکر پیچھے ہٹی رنگار رنگ بہت بیقرار ہو کبھی
ہاتھ باندھتا ہو کبھی غصہ کرتا ہو جب دیکھا قمر عذار نہیں رُکتی تو جھولی پر ہاتھ ڈالکر
ماش کے دانے نکالے قمر عذار پر پھینکے قمر عذار ایسے ایسے سحر باتوں مین دفع
کرتی ہو اشارہ کر دیا کہ وہ ماش کے دانے تصدق ہوے ایک دانہ اُس مین سے
اُڑکر جسم پر رنگار رنگ کے پڑا کہ آبلہ پڑ گیا اُف اُف کرنے لگا کئی مرتبہ جھولی سے
ماش کے دانے نکالے اور پھینکے قمر عذار نے ہر مرتبہ ہنسکر اُس سحر کو دفع کر دیا
رنگار رنگ بہت شرمایا تلوار کھینچی قمر عذار نے کہا ارے بے غیرت او ننگ عشق
تلوار کھینچتا ہو خفت کھینچے گا یہ کہکر موتیوں کا ہار گلے سے اُتارا کچھ اسم سحر کا پڑھکے
ایک سرا کا مارا کہ برق چمکی رنگار رنگ نے دیکھا کہ ایک طرف سے آواز آئی اے
رنگار رنگ ہم تمھارے بہت مشتاق ہین پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین نہایت
مہ جبین و حسین پکار رہی ہو کہ اے رنگار رنگ مین کیا قمر عذار سے کم ہوں اب
امیدوار ہوں کہ توجہ فرمائیے مجھکو اپنے قریب بلائیے اُس نازنین کو دیکھ کے

رنگار ننگ دوڑا ہاتھ تھام لیا اُس نازنین نے کہا اے رنگار ننگ تلوار تو تم
نیام سے کھینچ چکے ہو چھری گلے پر رکھو دیکھیں تمھیں ہمسے کتنی محبت ہے رنگار ننگ نے
تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا میں تیرے حکم سے جان دیتا ہوں نازنین نے کہا مجھے
یقین نہیں آتا تلوار کو کھینچو جانبازی دکھاؤ رنگار ننگ نے تلوار کھینچ لی سرکٹنا تھا
گرا لاشہ تڑپنے لگا جیسے ہی رنگار ننگ کا سر کٹا گنبد پھٹ گیا قمر عذار نے دیکھا ایک
پھاٹک لگا ہوا ہے راستہ قصر دریا نوش کا ہے بادشاہ مسند پر بیٹھے ہیں دریا نوش
مصروف خدمت گزاری ہے قمر عذار خوش ہوگئی جی میں کہتی ہے شاید قصر دریا نوش
کا دربان تھا اسکی قسمت ایسی آئی تھی کود سے اتری اسی پھاٹک کے راستے سے
داخل قصر دریا نوش ہوئی بادشاہ نے جو قمر عذار کو پاس آتے ہوئے دیکھا
بے اختیار پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم بہت جلد آئیں کہاں ہیں جو اتنی دیر
لگائی سب کیفیت دیری کی قمر عذار نے بیان کی کہا اے شہریار لوح طلسمی صحرائے
بلاخیز میں گئی وہاں کی بڑی سختیاں سنی ہیں تشریف لے چلئے کنیز آپ کے ہمراہ ہے اگر
پروردگار نے چاہا تو بلاخیز کو مار کر لوح طلسمی حاصل کرونگی بادشاہ آگے بڑھے ملکہ نے
کہا اے قمر عذار میں بھی پروانہ اسی شمع جمال کی ہوں چاہتی ہوں ساتھ چلوں قمر عذار
نے کہا اے دریا نوش یہ راستہ بہت دشوار ہے صحرائے پرخطر دریا سے تمہارا اور جہاں
تیرہ و تار ملک آباد و برعایا دل شاد جب ان سب کو طے کر چکیں گے تب اُس جگہ پہ
میں پہونچیں گے جہاں صحرائے بلاخیز واقع ہے دریا نوش نے کہا میری جان تک
نثار ہے سوائے جانبازی کے اور کیا ضرورت ہے بادشاہ نکلے ایک طرف دریا نوش
دوسری جانب قمر عذار بادشاہ نے فرمایا اے قمر عذار و دریا نوش مجھسے الگ
رہو جب میں کسی آفت میں پھنسوں تب آکر شریک ہو یہ سنکر قمر عذار اڑ کے
آسمان پر گئی دریا نوش کبوتر بنکر ایک درخت پر جا بیٹھی بادشاہ اُس دریائے
زنگار سے نکلے راہ کوہ رنگار ننگ کو طے کرکے ایک نخل کے سامنے میں کھڑے
ہوئے کہ سامنے سے دیکھا خونخوار و میثاق و جمال گیسو کشا و لالہ زار وغیرہ ہیں

سردار بادشاہ کو ڈھونڈھ رہے ہیں ان سب نے جو بادشاہ کو دیکھا سب نے آکر بادشاہ
کے قدموں کو بوسہ دیا خونخوار نے حال پوچھا کہ حضور کو کون لے گیا تھا بادشاہ نے
فرمایا مہریار نوش جادو وغا تمل پر اٹھا لے گئی تھی اب میرے ہمراہ ہو تم لوگ بھی میرے
ساتھ سے ہٹ جاؤ طائروں میں مخفی ہو میں طرف جزیرہ بلاخیز کے جاتا ہوں ملکہ
لالہ نہار نے کہا لشکر آپ کا انتظار میں ہوگا اگر حکم ہو تو لشکر کو بھی لے آؤں بادشاہ
نے فرمایا میں تنہا جاؤنگا گر خونخوار کانپ گیا کہا اے شہریار غلام کو بڑا تردد ہی کدہ
جزیرہ بلاخیز بہت دشوار ہی بادشاہ نے فرمایا ہم اپنے کو پہونچا دین گے کیا وجہ کہ
لوح طلسم اُس مقام پر ہی کون ایسی تدبیر ہی کہ نہ جاویں اور لوح طلسمی دستیاب ہو
جمشید ثانی نے پاس بلاخیز جادو کے بھجوادی جو کہ اب وزیر اعظم ہی وہ لوح لیکر
گیا تھا خونخوار وغیرہ طائر بنکر درختوں پر جا بیٹھے بادشاہ نے چاہا گھوڑا اپنا
بڑھاؤں کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جادوگر تخت سحر پہ سوار پشت پر کئی ہزار
ساحر چلا آتا ہی اُسنے جو بادشاہ کو دیکھا ایک ساحر سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ کون
شخص ہیں ساحر نے آکر نام پوچھا بادشاہ نے مفصل نام بتا دیا یہ سنکر اُس ساحر نے
نعرہ کیا کہ منم ابریق جادو قدرت سے وعدہ کر کے چلا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار
کر کے لاؤنگا ہان یارو گرفتار کرلو ساحروں نے سب طرف سے بلوہ کیا بادشاہ نعرہ
کر کے جا پڑے تلوار چلنے لگی جسپر ہاتھ مارا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے تھوڑے
عرصے میں لاشوں کے انبار لگادیے کبھی لوح محفوظ چمکا دیتے ہیں ابریق جادو
دور سے سحر کر رہا ہی مگر سحر بادشاہ پر تاثیر نہیں کرتا آگ برسی تلواریں گریں لیکن
بادشاہ محفوظ رہے گھوڑے کو بڑھاتے ہوئے طرف ابریق کے چلے ابریق
اپنے سحر پہ بڑا ناز رکھتا ہی تلوار کھینچکر بادشاہ پر جا پڑا چاہتا ہی سحر کرے ہتھیاروں
کوئی سحر یاد نہیں آتا آخر یوں ہی ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پہ
روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکا لکر نعرہ کیا کہ اے بے حیا فرد تو ضرب نہ دیجی ضرب من
نوش کن بہ بہ شادی از دل فراموش کن بہ بہ میں تیری جان کا ملک الموت ہوں

بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا ابریق نے سپر سحر کو اُٹھا دیا مگر تلوار جو پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے ابریق نے جان کے خوف سے چاہا کلائی پر ہاتھ ڈالدون بادشاہ نے ہاتھ تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ ابریق جادو تھرایا بادشاہ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا اور ابریق کو اُٹھا لیا سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارون ابریق پکارا اُٹھا کہ ای شہریار الامان بیشک آپ صاحب اقبال ہین مین حیران ہون کہ سحر کیونکر مین بھول گیا ورنہ آپ کی کیا مجال تھی کہ مجھکو قاش زمین سے اُٹھا لیتے مگر آپ بڑے صاحب جاہ وجلال ہین جو کچھ کیجیے وہ جا ہے ہو بادشاہ نے فرمایا میرے پاس لوح محفوظ ہو اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا یہ فرما کر ابریق کو ہاتھ سے رکھدیا اب ساتھ والون کو ابریق نے منع کیا کہ لڑنے سے باز رہو مین بہ صدق دل مطیع اسلام ہوا بادشاہ ابریق کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے چلے وستور یہ ہو کہ شام کو اُتر پڑتے ہین اور دن کو رہروی کرتے ہین سب سردار شب کو خدمت مین آتے ہین اور شریک جلسہ رہتے ہین تیسری منزل تھی رات کو بادشاہ چھپر کھٹ پر لیٹے تھے کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی صدا دے رہا ہو کہ یارب میرے مجھکو موت عطا کر اور ملک الموت کو حکم دے کہ وہ میری قبض روح کرے بادشاہ صدا کو سنکر بیقرار ہو گئے تلوار اُٹھا لی اور باہر نکلے خادمون نے پوچھا کہان تشریف لیجائیے گا بادشاہ نے فرمایا یہ رونے کی آواز آتی ہو نہین معلوم کون روتا ہی خادمون نے عرض کی غلام شام سے یہ آواز سن رہے ہین کوئی شخص اپنے ولی نعمت سے جدا ہو گیا ہو اُس سے ملنے کی دعا کرتا ہو بادشاہ ٹہلتے ہوئے صحرا مین آئے دیکھا ایک نخل کے سایے مین فیروزہ بن عمرو بیٹھا ہوا رو رہا ہو بادشاہ نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای یار وفادار ہم تمھارے خود خواستگار تھے فیروزہ نے جو اپنے بادشاہ کو دیکھا قدمون سے لپٹ کے بہت رویا بادشاہ نے فیروزہ کو اُٹھایا غبار وغیرہ چہرے کا پاک کیا فیروزہ نے پوچھا آپ کو اُس جنگ سے کون لیگیا تھا بادشاہ نے فرمایا کس جنگ سے فیروزہ نے عرض کی کوہ گنجین پیچ

فرمایا دربانوش اٹھاکر لے گئی تھی اسکی وجہ سے معلوم ہوا اور قمر عذار نے جاکر دریافت
کیا کہ لوح طلسمی جزیرۂ بلاخیز مین گئی فیروزہ نے کہا کیا مشکل کی بات ہی کہ ایسی منزلون
مین غلام ساتھ نہ ہوا بادشاہ فیروزہ کو لیکر لشکر مین آئے برابر پلنگ کے جگہ دی
فیروزہ سے باتین ہونے لگین بادشاہ نے سب کیفیت بیان کی چار پہر رات گذر کر
ستارۂ سحری چمکا سب سردارون نے فیروزہ بن عمرو کو دیکھا خونخوار نہایت
خوش ہوا کہا ای شہریار حقیقت مین عیار آپ کا فرزند خواجہ عمرو ہی اسکا ساتھ رہنا
ضرور ہی رات بھر فیروزہ ہمراہ رہا سب حال پوچھا کیا بادشاہ نے اپنا ارادہ ظاہر
کیا کہ اب جزیرۂ بلاخیز کو جاتے ہین فیروزہ نے عرض کی غلام آگے بڑھے وہان
جاکر رنگ جمائے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ مگر ای فیروزہ سنا ہی کہ تمام صحرا بلاؤن
سے معمور ہی بہت سمجھکر جانا ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جاؤ فیروزہ نے عرض کی
غلام بہت ہوشیار رہیگا یہ کہکر باتمامے عیاری سے آراستہ ہوا طرف صحراے
بلاخیز کے چلا مگر قمر عذار نے کمرتبے سے فیروزہ کے ماہر نہین ہی آکر عرض کی کہ ای
شہریار مقام تعجب ہی کہ میان فیروزہ اکیلے جاتے ہین اگر حکم ہو تو مین ساتھ دون
بادشاہ نے فرمایا وہ عیار ہی فرزند عمرو نامدار ہی کیا کسی مقام پر کمی کریگا قمر عذار
نے کہا مین الگ رہونگی جاکر اِنکی چالاکی دیکھون بادشاہ خاموش ہو رہے ملکہ
قمر عذار بھی پرپرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی مگر فیروزہ جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی
دن بھر رہروی کی شام کو ایک صحراے ویران مین پہونچا دیکھا جنگل ویران کف
دست میدان جابجا ریت کے انبار ہین بگولے اُٹھ رہے ہین ماہ تابان جو فلک
پر نکلا ہی اِسقدر غبار اُڑا ہی کہ ماہ تابان مکدر ہو رہا ہی چاندنی کی بہار نہین کہین
طائر کی چہکار نہین ایک درخت پر چڑھکر بیٹھا صحرا کو دیکھنے لگا دوپہر رات تو خوب
خیروعافیت سے گذری بعد دوپہر کے صحرا سے کچھ شیر پیدا ہوے ہر ایک شیر
اِسی نخل کے نیچے آتا ہی بیخ کو تھام کر شجر کو ہلاتا ہی مگر فیروزہ شاخ سے لپٹا ہوا بیٹھا ہی
پہر بھر کامل شیرون کا ہنگامہ رہا یکایک صحرا مین شعلے اُٹھنے لگے وہی شعلے شق ہوکے

عالی کمالی صورت کے انسان نکلے بدن سے چنگاریاں نکلتی سراپا شعلۂ آتش ہیں
جنگل میں دوڑتے پھرتے ہیں آپس میں کہتے ہیں کہ اس جنگل میں آج کوئی آیا ہے
اسی نخل کے نیچے آکر وہ کھڑے ہوئے صبح ہوتے ہی ایک نے سر اٹھا کر دیکھا
فیروزہ کو دیکھ کر آواز دی میاں عیار صاحب درخت سے اتر آیئے کوئی عیاری کیجیے
کہ ہم بھی دیکھیں عیاری کیا چیز ہے فیروزہ نے سمجھا کر دیکھا کہ سب تو چلے گئے مگر
ایک نخل کے نیچے کھڑا ہے دمبدم پکارتا ہے کہ میاں عیار صاحب ہمیں سے ملاقات
آپ کیسے نہ چھوڑینگا یہ کہکر ارادہ کیا کہ درخت کو اکھیڑ لوں اسطرح درخت سے لپٹا
کہ درخت تھرا دیا فیروزہ کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو درخت اکھڑ جائے ناچار
ہوکر اترا اُسنے ہاتھ پکڑ لیا فیروزہ سر جھکائے ہوئے اسکے ساتھ چلا جاتا ہے مگر
قمر عذار کہ بالائے آسمان بہ صورت طائر پرواز کر رہی تھی اسنے آسمان سے
دیکھا کہ فیروزہ کو ایک بلا لیے جاتی ہے تاب نہ آئی کڑک کر گری اسکے دو ٹکڑے
کیے فیروزہ چھوٹا مگر مرتے ہی اُس جوان کے صحرا میں ہنگامہ ہوا دیکھا ہزارہا
ہوتش جسم کے لوگ دوڑتے پھرتے ہیں فیروزہ جاکر ایک غار میں چھپا آپ
اُن میں سے برسر غار آیا اور پکارکر کہا کہ میاں عیار صاحب نکلو تمنے ہمارے
بھائی کو قتل کرایا فیروزہ مجبور و ناچار غار سے نکل آیا اُس شخص نے ہاتھ
پکڑ لیا اور پکار کر آواز دی بھائیو جلد آؤ ہمارے بھائی کا قاتل ملا ہے یہ کہکر اُسے
نوچ نوچ کر کھاؤ وہ سب صحرا نشین دوڑے چاہتے تھے فیروزہ کے ٹکڑے کریں
اور چیر پھاڑ کر پھینکدیں کہ فیروزہ بن عمرو نے بیقرار ہو اشکبار ہو کر دعا کی قطعہ

شاہا نظر کرم بہ من دردیش نگر	بر حال من خستہ دلریش نگر
ہرچند نیم لائق بخشایش تو	بر من منگر بر کرم خویش نگر

قمر عذار نے آسمان سے دیکھا کہ فیروزہ کو وہ سب لپٹ چاہتے ہیں کڑک کر گری
پہلے اسکا سر اڑایا جو فیروزہ کو تھامے ہوئے تھا اور سب نے چاہا کہ فیروزہ
کو چھین لیں فیروزہ کو دکر بھاگا مگر قمر عذار سحر کرکے بلند ہوئی آسمان سے دیکھ رہی ہے

کہ وہ سب دوڑتے پھرتے ہین طرف آسمان کے دیکھکر آواز دیتے ہین یہ بھی عنایت خداوند
سامری وجمشید کہ ہم دن کو ظاہر ہوے ورنہ رات کو یہ جنگل ہمارا مقام ہی ہمکو دن سے
کیا کام ہی مگر قمر عذار اُن سب کو دیکھ دیکھکر ماش کے دانے پھینک رہی ہی جسپر ماش کا
دانہ پڑا وہ مثل ہیزم خشک جلا مگر فیروزہ جو بھاگا جنگل مین جا کر ایک دروازہ ملا اُس
دروازے مین گھس گیا دیکھا ایک عورت ایک نخل کے نیچے بیٹھی ہوئی رو رہی ہی
فیروزہ کو دیکھکر آواز دی کہ میان عیار صاحب ذرا میرے پاس آئیے فیروزہ ڈر گیا
کہ اسکو کیونکر معلوم ہوا کہ مین عیار ہون یہ بھی کوئی بلا ہی خنجر کمر سے نکالکر قریب آیا کہا
کہو کیا کہتی ہو وہ ہنس پڑی کہا اے عیار بطرار مین تیرے واسطے آئی ہون فیروزہ نے
قریب آکر باتون مین لگایا جب وہ باتین کرنے لگی تو دھوکا دیکر خنجر مارا اُس عورت
کا شکم چاک تصہ پاک ہوا مگر مرتے ہی اُسکے غبار اُڑا کہ تمام مقام تاریک ہوگیا صدائین
مہیب آنے لگین فیروزہ ایک طرف کھڑا ہی مگر خوف سے کانپ رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی
کہ کچھ لوگ میرے ہاتھ پکڑے ہین کشان کشان لیے جاتے ہین بعد تھوڑی دیر کے
آنکھ کھلی دیکھا ایک حجرے مین بند ہون چند عورتین جوان جوان اپنے آپس مین
لپٹی ہوئی کھڑی ہین ایک کے ہاتھ مین دوسری کا ہاتھ کبھی حلقہ باندھکر خداوندونکا
نام لے لیکر تالیان بجاتی ہین حلقے کے بیچ مین ایک تھالی پھول کی اُسپر کچھ پھول
کچھ موہن بھوگ رکھا ہوا تھالی کے گرد چکر لگاتی ہین پھول اُٹھا اُٹھا کر سب اپنے
سینون پر چڑھاتی ہین اور آواز دیتی ہین کہ یا سامری وجمشید یہ پھول سونگھیے اور
یہ موہن بھوگ نوش کیجیے آپ کی دعوت ہی زیادہ خواہش ہو تو شیر نوش فرمائیے
آج ہمنے اپنے قاتل برادر کو پایا ہی دوسری نے مٹک کر آواز دی اری کلموہی
دیکھ خداوندون نے اپنی اپنی مورتین ہمارے سینون پر نمایان کین جلموہی نے
کہا کیا تیرے ہی سینے پر خداوند نے لعنت کا ہاتھ پھیرا کہ اپنی صورت ظاہر کی ذرا
غور کرکے دیکھ ہر ایک کے جسم پر خداوند نے اپنی صورت کو بنایا ہی آپسمین خوب
نوکا جھونکی ہو رہی ہی فیروزہ خاموش سر جھکائے بیٹھا یہ کرشمے دیکھ رہا ہی کہ یہ عورتین

آپس مین دست درازیان کر رہی ہین ایک ایک سے کہہ رہی ہو کہ بہن خداوندون نے اپنے اپنے پاس تم سب کو بلایا ہی یہ کہکر چلین قریب فیروزہ کے آئین سب نے کہا ہو تمنے اسکو پہچانا کہ یہ کون ہی ایک نے کہا یہ ہمارے بھائیون کا قاتل ہی اسکو قتل کرو فیروزہ حیران ہی کہ اِن بلاؤن سے کیونکر نجات پاؤنگا کہ دفعۃً سب عورتین نگاہ سے فیروزہ کی غائب ہوئین صرف ایک عورت اکیلی پاس فیروزہ کے آکر بیٹھی اور کہنے لگی کہ مین تجھپر مائل ہون میرا وصل قبول کرو ورنہ جان سے ہلاک کر ڈالونگی فیروزہ نے انکار کیا کہ دوسری عورت ظاہر ہوئی اور اُسنے کہا کہ اگر میری بہن تیرے قابل نہی تو مجھکو قبول کر فیروزہ سر جھکائے بیٹھا ہی کسی کا جواب نہین دیتا آخر کو سب عورتین ظاہر ہوئین آپس مین یہ صلاح کی کہ یہ نگوڑا یون نہ مانیگا ہم سب اپنا گانا اِسکو سنائین جب یہ محظوظ ہوگا تو ہم سب کا مطلب حاصل ہوگا یہ صلاح کرکے سب عورتون نے حلقہ باندھا اور ڈھول بجاکر یہ اشعار عاشقانہ بھیانک آوازون مین سب ملکر خوب اترانے اور ریتا سنے لگین ایک طوفان بے تمیزی اٹھا

نظم

باغ مین بے یار کے جانے سے ہم دیکھنا [illegible] — دل دکھائیگا گل و بلبل کا باہم دیکھنا
اختلاج تھا یہ کہ میرے [illegible] — نوجوانی تھا صدمہ مزاج یار برہم دیکھنا
کہتے تھے طفلی مین آنکھ و دیکھنا [illegible] — نوجوان ہوتے تو دیکھ اِنکا عالم دیکھنا
زخم پر [illegible] — کار نشتر کر گیا تاثیر مرہم دیکھنا
تو سہی تیرا پھر [illegible] جباب — کیا غضب کرتی ہی اِک دن چشم پُرنم دیکھنا

اِتنے مین ایک عورت اور آئی اُسنے کہا اِسکو پہچانتی ہو یہ کون ہی مین نے قبر پر جاکے سکان جہان پیما کی آواز دی کہ یہ کون شخص آیا ہی کہ ایک طائر قبر سے نکلا اُسنے مثل انسان کے آواز دی کہ یہ مقام سکان جہان پیما ہی اِسطرف سے کوئی گذر نہین سکتا مگر یہ عیار فرزند عمرو نامدار ہی طرف جزیرۂ بلاخیز کے جائیگا تمھارے ہاتھ نہ آئیگا یہ سُنکر وہ سب عورتین فیروزہ کو دشنام دینے لگین کہتی تھین کیون نگوڑے وہ تیرا باپ کون ہی جو قاتل ساحران مشہور ہی ہم لوگ مجاور قبر سکان جہان پیما ہین

یہ بھی کتاب مین لکھا ہی کہ سکان جہان پیماز مانے مین طلسم کشا کے نکلے گا وہ آفت برپا کریگا
کہ سب عاجز ہو جاوین گے آخر خدمت سامری مین جاوے گا تب لشکر طلسم کشا مہلت
پائیگا ورنہ اس عیار کی کیا حقیقت تھی نہ اِس صحرا مین آتا اب فیروزہ نے دیکھا عورتین
پھر جمع ہونے لگین تھوڑے عرصے مین وہ حجرہ عورتون سے بھر گیا فیروزہ حیران
حیران دیکھ رہا ہو کہ جو عورت ہو ایسی کالی کہ اُلٹا توا مات ہو چہرہ و منہ ظلمات ہو
قد بڑے بڑے جیسے تاڑ کے درخت آنکھین لال لال مثل مشعل کے روشن پلکین دراز چہرہ
نہان ہو مگر وہ عورتین اپنی رعنائی پر ناز کر رہی ہین جو آتی ہو وہ فیروزہ سے کہتی ہو
کیون او عیار مجھے سرفراز نہ کریگا کہ یکایک ہاڑ ہوا کچھ نقارون کی آواز کان مین
آئی روشن چوکی بجی ہٹو ہٹو کی صدا بلند ہوئی فیروزہ نے دیکھا ایک عورت تخت پر
سوار کئی ہزار عورتین تخت کو گھیرے ہوے ہٹو ہٹو کرتی ہوئی آتی ہین تخت نشین
نے آکر کہا اری او نالائقو یہ دشمن بلاخیز زندہ بیٹھا ہی اِسکو لے چلکے قتل کرو گوشت
اِسکا کھاؤ اور فعل سے ہاتھ اُٹھاؤ کسی کا مطلب اِس سے نہ نکلے گا تھوڑی دیر کا
مہمان ہو اِسکے قتل مین بڑی لڑائی پڑیگی اِسکے مددگار بھی پھنسینگے یہ سُنکر سب کھینچتی
ہوئین فیروزہ کو بیرون حجرہ لائین فیروزہ کو جنگل مین بٹھا دیا چھریان کٹاریان
خنجر کمر سے نکالے وہ تخت نشین حکم دے رہی ہو کہ جلد اِسکو قتل کرو ایک زن
سیاہ فام خنجر لیکر قریب آئی کہتی ہو کیون فیروزہ تو نے مجھپر کچھ توجہ نہ کی حسرت لیکر
پردۂ دنیا سے چلا تجھکو بھی افسوس رہے گا کہ ایسی شاہزادیان میرے قبضے مین
نہ آئین فیروزہ اپنی جان سے بیزار ہو تخت نشین کہہ رہی ہو کہ اِسکو جلد قتل کرو کہ
وہ زن سیاہ رو خنجر لیے جو کھڑی تھی اُسنے پکار کر کہا کہ او نگوڑے سر جھکا کے بیٹھ
فیروزہ ناچار و مجبور سر جھکا کر بیٹھا زن سیاہ رو نے چاہا خنجر مارے اِدھر فیروزہ نے
بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے کریم کارساز اِن ظالمون سے بچا لے اِن بلاؤن مین گھرا
ہون قضائے کار ملکہ قمر عذار کا اُدھر سے گذر ہوا دیکھا فیروزہ سرنگون بیٹھا
ہو اور ایک تخت نشین حکم دے رہی ہو کہ اِسکو قتل کرو زن سیاہ رو خنجر بکف

سر پر کھڑی ہی قمر عذار یہ حال دیکھکر بیقرار ہو گئی تڑپ کر گر گری کہ اول زن سیاہ رو کا سر اُڑا دون مگر اُس سیاہ رو پر جو گری سر تو اُسکا نہ کٹا بلکہ ہاتھ قمر عذار کا پھنس گیا زن تخت نشین نے حکم دیا کہ اِسکی مشکین باندھ لو مقام پر سکان جہان پہیا کے لے چلو قمر عذار و فیروزہ کو کشان کشان زن سیاہ رو کھینچتی ہوئی ایک مقام پہ لائی دیکھا کہ ایک گنبد گلی بنا ہو کئی کھڑکیان اُس مین بنی ہوئی ہین اُس سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین تخت نشین تخت سے اُتری قریب گنبد گلی آئی پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم بلاخیز یہ گنہگار حاضر ہین جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ایسا نہ ہو کہ انکی رہائی کی کوئی صورت ہو روزن سے ایک طائر نکلا مثل انسان کے آواز دی ای بادشاہ صحراے بلاخیز جو تُمنے کیا یہی مناسب تھا مگر قمر عذار دختر انتخاب ہو ایسا نہ ہو مان کو اِسکی خبر ہو تو وہ بہت پریشان ہو گی اِن دونون کو لیجا کے قید کرو یہ آواز دے کر وہ طائر چلگیا تخت نشین نے حکم دیا کہ اِن دونون کو لیجا کر قید کرو کشان کشان قمر عذار و فیروزہ عیار کو لا کر اُسی حجرے مین بند کیا بند کر کے سب عورتین چلی گئین یہ دونون آپس مین باتین کر رہے ہین فیروزہ کہتا ہی ای قمر عذار کس آفت مین پھنسے کس بلا مین مبتلا ہوے قمر عذار کہتی ہی ای فیروزہ نئی بات یہ ہی کہ مین نے سحر فراموش کیا یہ ذکر تھا کہ زمین شق ہوئی ایک جوان لئیم و شنیم سیاہ رو بدخو پیدا ہوا آ کر قمر عذار سے کہنے لگا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کہین دل نہین لگتا کیونکر بسر کرون میرا تو یہ حال ہی قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی

نظم

یہ صحن باغ مین ہر صبح بلبل کا ترانہ ہی	غنیمت خندۂ گل ہی بہت نازک زمانہ ہی
مثل یہ راست ہی سنتے ہی گھر بستے ہین بستی مین	نہ ہو گی دل لگی تو غمکدہ ہر ایک خانہ ہی
پریشان خاطرون کی دل لگی سے ہی جمعیت	پریشان کاکل پُرخم کے حق مین جیسے شانہ ہی
بہارِ باغ کشت زعفران ہی خندۂ گل سے	مثال قہقہہ قمری عنادل کا ترانہ ہی
ہنسی آپس کی ہی تو دل سے کر شکر خدا رعنا	یہ ہی رونے کی جا جس شخص پر ہنستا زمانہ ہی

قمر عذار نے جواب دیا او ناہنجار بدکردار اپنی صورت دیکھ اور میرا حال دیکھ مین تیرے لایق ہون فیروزہ نے کہا او ملکہ نہ گھبراؤ مین اسکا علاج کیے دیتا ہون یہ سمجھا کر فیروزہ نے کہا او جوان تو کون ہی وہ جوان نہ بولا تب فیروزہ نے کہا میرے پاس آؤ تو مین قمر عذار کو راضی کر دون وہ جوان خوشی خوشی بیٹھ گیا فیروزہ نے باتین کرتے کرتے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا مرنا اُس جوان کا بڑا غل ہوا بلند ہوا آواز آئی کہ او عیار غضب کیا مصاحب سکان جہان پیا کو مارا اب تو زندہ نہ بچیگا قمر عذار نے دیکھا کہ زمین سے ایک زنگی نکلا اُسنے فیروزہ کو پکڑ لیا کشان کشان لیکر چلا فیروزہ ہر چند منتین کرتا ہی کہ مجھکو کہان لیجا ئیگا مگر اُس سیاہ رو نے کچھ جواب نہ دیا جب فیروزہ کو وہ جوان لیکر باہر نکلا تو نقارے پہ چوب پڑی اور روشن چوکی کی آواز آئی دیکھا ایک تاجدار نہایت حسین وجمیل اُکرا اُترا قریب ملکہ قمر عذار کے آیا کہا او جان جہان وہ جوان تو سیاہ رو تھا مین تو خوشرو ہون اب مجھکو قبول کرو یہ کہکر گرد پھرنے لگا قمر عذار حیران ہو کہ کیونکر اس سے جان بچاؤن یہ سنکر کہا کہ او تاجدار مین تجھسے راضی ہون مگر وہ سامنے جوان عیار کو لیے جاتا ہی اُسکو پھیر لاؤ وہ ہمارے مذہب کا قاضی ہی جب وہ نکاح پڑھے گا تب مین آمادہ ہونگی یہ سنکر اُس تاجدار نے آمدادی او زنگی سیاہ رو پلٹ آ اب آگے نہ جا وہ یہ سنکر پلٹا فیروزہ کو حجرے مین لایا اُس تاجدار نے اُس جوان سے کہا اب تو بھاگ جا۔ وہ جوان زنگی غرق زمین ہو گیا تاجدار نے کہا لو صاحب مین نے اپنے معین کو ہٹا دیا اب کیا عذر ہی قمر عذار نے فیروزہ کو اشارہ کیا کہ او فیروزہ میری جان و آبرو بچاؤ اس صحرا مین بڑی بلائین ہین فیروزہ نے کہا او شہنشاہ صحرائے بلاخیز بیٹھ جاؤ مین اسکو راضی کیے دیتا ہون تاجدار نے کہا کیا مجھکو بھی قتل کریگا یہ سنکر فیروزہ نے کہا کیا مجال مین تو آپ کا بلکہ آپ کی مان کا نالعبدار ہون تاجدار یہ پاکیزہ گفتگو سنکر بیٹھ گیا فیروزہ نے کہا دیکھیے وہ زنگی پھر آیا ہمکو ڈراتا ہی آپ کا عیب دیکھنا چاہتا ہی وہ تاجدار پلٹا فیروزہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا

مرتے ہی اُس تاجدار کے فیروزہ کی قید کٹ گرگری اور ملکہ قمر عذار کو سحر یاد آیا قید کو
توڑ ڈالا فیروزہ کو پنجے مین دبا کر نکلی پر پروانہ پیدا کر کے لے چلی کوئی چار یا پانچ
کوس پر لا کر چھوڑا فیروزہ جنگل مین دوڑا ہوا جاتا ہو ایک جھیل کے قریب پہونچا
وہان ٹھہرا دیکھا ایک ساحر پسینے پسینے دوڑا ہوا آتا ہو فیروزہ نے اُس ساحر کو
آواز دی اُس ساحر نے جو دور سے جھیل دیکھی پانی کو دیکھکر بیقرار ہو گیا یہ سمجھا
کہ اِس پانی سے پناہ پانی مشکل ہو اَبر و نہ پھیگی قریب آیا چاہا پانی پیوین فیروزہ نے
ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ خبردار پانی نہ پینا یہ زہر قاتل ہو حلق سے اُترا اور
پانی ہو کر بہ جاؤ گے اُس ساحر نے پلٹ کر کہا او ساحر تو کون ہو فیروزہ نے کہا مین
اِس جھیل کا نگہبان ہون ایک اژدہا آکر اِس جھیل مین پانی پیتا ہو کف اپنا ڈال جاتا
ہو مین اِسی واسطے یہان کھڑا رہتا ہون کہ جو کوئی آکر قصد کرے اُسکو پانی نہ پینے
دون لیکن تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اُس ساحر نے کہا مین نامہ رسان
جمشید ثانی ہون پاس بلاخیز جادو کے جاتا ہون فیروزہ نے کہا مین تمھارے
واسطے ابھی پانی لاتا ہون تمکو پلاتا ہون یہ کہکر درۂ کوہ مین گھس گیا جام پانی کا
بھر کر بیہوشی اُسمین ملا کر لایا کہا لو یہ جام پیو وہ ساحر انتہا کا پیاسا تھا بیخوف وہ
جام پی گیا پیتے ہی گھبرا کر کہا مجھکو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہو پسینہ چلا آتا ہو فیروزہ
نے کہا ٹہلو جیسے ہی وہ ساحر ٹہلنے لگا بیہوشی نے تمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گرا فیروزہ
نے ٹانگ گھسیٹ کر اُسکو درۂ کوہ مین ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اُسی
ساحر کی شکل بنا وہ نامہ لیکر چلا دو کوس راستہ طے کر کے سامنے دیکھا کہ ایک قصر
عالی بنا ہوا ہو اُس مین ہزارہا نازنینان مہجبین اشعار عاشقانہ گا رہی ہین سبنے
فیروزہ کو دیکھکر آواز دی کہ او نامہ رسان ہم تو تمھارے مشتاق تھے فیروزہ
نے کہا مین حاضر ہوا فیروزہ قصر پر آیا پوچھا ملکہ بلاخیز کہان ہین اُن عورتون
نے کہا بلاخیز کی ملاقات دشوار ہو یہین نامہ دو ہم تمھین جواب لادین یہ سُنکر
فیروزہ نے کہا مجھکو حکم ہو کہ ہاتھ مین بلاخیز کے دینا مجھکو تم صرف بتادو کہ بلاخیز

کہان ہین اُن عورتون نے کہا یہ سامنے جو کوٹھری ہے اُسمین جا تو نام لیکر آوازدو کہ ای ملکہ بلاخیز مین تمسے ملاقات کرونگا فیروزہ اُس کوٹھری مین آیا دیکھا ایک تصویر سنگی رکھی ہے فیروزہ نے دو انگلیون کی مسجد بنا کر اسکو سجدہ کیا اور پکار کر آواز دی ملکہ بلاخیز کہان ہین تصویر سنگی ہنسی اور کہا او عیار مکار بلاخیز سے ملاقات دشوار ہے فیروزہ نے خیال کیا کہ رنگ و روغن چہرے کا اُڑگیا اُن عورتون نے آکر گرفتار کیا کہا کیون نگوڑے تو یہانتک کیونکر آیا کچھ تجھکو خوف نہ ہوا فیروزہ نے کہا مین نظر کردہ جمشید ثانی ہون مجھکو کس صورت پر کردیا تم سب مکار معلوم ہوتی ہو وہ سب کب مانتی ہین فیروزہ کو کشان کشان لے چلین اُس کوٹھری سے نکل کے دالان مین پہونچین دیکھا ایک مسند لگی ہے اُسپر ایک ساحرہ تاج سر پر رکھے ہوے بیٹھی ہے کہ رہی ہے اس مکار کو لاؤ کہ مین اِسکا سر روانہ کرون خداوند مشتاق ہین لیکن نامہ رسان درہ کوہ مین بیہوش پڑا تھا ایک کاہ فروش نے ہوشیار کیا اُسنے دیکھا نامہ نہین ہے روتا ہوا دوڑا جزیرہ بلاخیز مین آیا پکار کر آواز دی ہم نامہ رسان ملکہ بلاخیز کو خبر کرو کہ نامہ دار خداوند آیا ہے چاہتا ہے کہ آپ کی خدمت مین پہونچے سب حال اپنا کہے اُن عورتون نے نامہ رسان کو بلا لیا سامنے بلاخیز کے لائین کہا وارے دیکھیے نامہ دار یہ ہے مگر اِس مکار کا ظاہر ہوا اِسنے اِس نامہ رسان کو بیہوش کرکے ڈالدیا تھا بلاخیز نے کہا کہ مین حیران ہون کہ یہ اُس جنگل سے کیونکر نکلا کوئی معین و مددگار اِسکے ساتھ ہوگا ایک تدبیر کرو کہ اِسکو قید رکھو یقین ہے کہ اِسکا مددگار بھی آئے اُسکو بھی گرفتار کرلین تو دونون کو قتل کرین اگر اِسکو قتل کر ڈالا تو معین اِسکا بچ جائیگا سب نے کہا بہت مناسب ہے مگر وہ عورتین کشان کشان فیروزہ کو جنگل مین لائین لاکر زیر تیغ بٹھایا ایک عورت خنجر کھینچکر سر پر آئی فیروزہ نے دونون ہاتھ بلند کیے پروردگار سے دعا کرنے لگا رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن	کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

بیقرار ہوکر جو فیروزہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قمر عذار بہزار مشقت
لیبیا ادہر اُس جنگل سے نکلی آسمان پر اُڑتی ہوئی آئی دور سے دیکھا فیروزہ زیر شجر بیٹھا
ہو تڑپ کر گری فیروزہ کو پنجے مین اُٹھایا چاہا سے نکلون کہ اُن عورتون نے غل مچا کر
کہا کہ جو کیسا اندھیر ہو کہ صحرائے بلاخیز مین ساحر آنے لگے اپنا جاہ و جلال دکھاتے
ہین او سکان جہان پیما مدد کرو تم ثانی جمشید ہو کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر
آسمان سے آیا اُسنے للکار کر آواز دی او قمر عذار یہ بے ادبی کہ صحرائے بلاخیز سے
لیئے جاتی ہو خبردار آگے نہ بڑھنا قمر عذار ٹھہر گئی چاہتی ہو نکلجاؤن ہاتھ پانؤن مین
طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین ناچار ٹھہری اُس ساحر نے آکر کہا کہ او
قمر عذار یہ سب شاہزادیان تمھاری مشتاق ہین چلکر اُنسے ملاقات کرو قمر عذار
اُتر آئی جب اُن عورتون نے قمر عذار کو پایا تو ملکر گرفتار کیا اب فیروزہ و قمر عذار
دونون گرفتار ہوئے سامنے بلاخیز کے پہونچے مگر فیروزہ نے دیکھا کہ جس قصر مین
بلاخیز ہو اُسکے دروازے پر درخت چنار ہو اُس درخت پر ہزار ہا طائر بیٹھے ہوئے
زمزمہ سرائی کر رہے ہین اور وہ درخت روشن ہو معلوم ہوتا ہو رشک ماہ تابان ہو
یا مہر درخشان ثمر اُس مین لگے ہین جانور نوش کرکے مصروف زمزمہ سرائی ہین نخل مین
رعنائی و زیبائی قمر عذار نے کہا او فیروزہ مادر مہربان نے جو بیان کیا تھا وہ یہی
شجر ہو دیکھو کیسا نخل زیبا ہو کیسا سرسبز و شاداب ہورہا ہو فیروزہ نے کہا او ملکۂ عالم
اب اپنی خیر مناؤ ہم کہان اور بادشاہ کہان قمر عذار نے کہا او فیروزہ سامری نامے
مین لکھا ہو بادشاہ یہانتک ضرور آوینگے ہمکو اور تمکو چھڑا وینگے اب ہماری اور
تمھاری قید مین طول ہو انجام مین بہتری حصول ہو اُن عورتون نے لیجاکے ان
دونون کو سامنے بلاخیز کے پہونچایا بلاخیز نے جو قمر عذار کو دیکھا ہنسکر کہا او
قمر عذار تمکو قدرت نے اِسی واسطے تعلیم کیا تھا کہ صحرائے بلاخیز سے عیار کو نکال
لائین اُسنے یہ بے ادبی کی کہ ہم تک پہونچا ارے اِن دونون کو لیجاؤ لیجا کر زندان
دیرینگاہ مین قید کرو چند کنیزین قمر عذار و فیروزہ کو ایک مکان مین لائین دیکھا

وہ مکان نمونہ جنت ہو کوٹھریان بنی ہوئی ہین ہر کوٹھری کے آگے چھپر کھٹ ہین پلنگ لگے ہوے ایک جوان ہر چھپر کھٹ مین بصد شوکت و شان بیٹھا ہو ایک چھپر کھٹ مین فیروزہ نے اور دوسری چھپر کھٹ مین قمر عذار نے اپنے کو پایا لیکن فیروزہ بن عمرو نے کہ عیار چست و چالاک اور نہایت بیباک ہو اُن سب سے پوچھا کہ تم لوگ کس جرم پر قید ہو اُن سب نے کہا ہم شاہزادگان والا قدر ہین براے طلسم کشائی آئے کچھ نہ ہو سکا سالہا سال سے قید ہین کئی سو جوان ہمارے سامنے مارے گئے اب ہمارا بھی وقت قریب ہو مگر تم کون ہو فیروزہ نے کہا ہین عیار طلسم کشا ہون بہ معشوقہ طلسم کشا ہو انھین کی مدد سے صحراے بلا کو طے کیا مقام سحاد سکان جہان پایا کو دیکھا آخر یہان آکر قید ہوے اب دیکھیں تقدیر کیا دکھاے سب جوان رونے لگے کہتے تھے کہ ایک کے بعد ایک قتل ہوگا صبح کو ایک نقابدار گلگون پوش آسمان سے آتا ہو اور ایک پہلوان زنگی آکر اُس اکھاڑے مین للکارتا ہو جسکا دن ہوتا ہو وہ جاکر اُس سے مقابلہ کرتا ہو اُس نقابدار نے شرط کی ہو کہ جو اِس زنگی کو زیر کرے اُسکو رہا کرون اور اگر نہ زیر کر سکے تو زنگی اُسکو قتل کرے اُسکا خون لیکر وہ نقابدار پیشانی پر لگاتا ہو تب جاکر منھ دھوتا ہو مگر بلا خیبر بعد قید کرنے اِن دونون کے اپنے مقام سے اُٹھی اور قریب گنبد گلی آئی اور پکار کر آواز دی کہ اے ہمشبیہ سامری آپ کو تو خبر معلوم ہوگی کہ عیارہ و قمر عذار کو قید کیا ہو اگر حکم ہو تو جاکر بادشاہ کو بھی لاؤن مگر ایک ہفتہ زندان دیرگاہ مین مقید کرونگی بعد ایک ہفتے کے اُنکی بھی موت ہو یہ کہکر تریاق سحر بند کو حکم دیا کہ بادشاہ لشکر کو اُٹھا لاؤ تریاق سحر بند روانہ ہوا مگر بادشاہ جمجاہ بعد جانے فیروزہ و قمر عذار کے سوار ہوے کل لشکر تیار ہو گیا خوبخواہ و میثاق وغیرہ ہمراہ ہین قصد ہو کہ روانہ ہون کہ صحراے گرد اڑی دیکھا ایک ساحر ہر بر صحرائی پر سوار تین لاکھ ساحر غدار پشت پر آتا ہو ہرکارون نے جو دیکھا بادشاہ کو خبر دی کہ ایک ساحر براے مقابلہ حضور آیا ہو پلنگ صحرا نشین اُسکا نام ہو بادشاہ سنکر اتر پڑے خوبخواہ نے عرض کی کہ کل غلام مقابلہ کریگا بادشاہ نے

فرمایا یہ امر وقت پر موقوف ہی اگر اُسنے میرا نام نہ لیکر پکارا تو تم جانا اور جو میرا نام لیکر پکارے گا تو مین خود جاؤنگا خونخوار خاموش ہو رہا مگر پلنگ نے طبل جنگی بجوایا بادشاہ کے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجا تیاریان ہونے لگین تلوارین چرخ چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی سنانہائے نیزہ کو زہر سے آبداری دے رہے ہین طائران تیر گوشۂ ترکش مین آشیان گزین ہین یا بانبیون مین ماران سیاہ چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھو نسے تارے نہان	اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

تمام جہان روشن ہوا خسرو زرین پوش بصد جوش و خروش اکھاڑے سے مشرق کے نکلا شاگردان ضیاء و شعاع ساتھ ہین آکر چرخ نیلی پر قایم ہوا اُدھر سے وہ ساحر پلنگ صحرا نشین شیر صحرائی پر سوار تین لاکھ ساحران غدار پشت پر آیا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ پلنگ نے شیر اپنا چمکایا اور میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ مین مقابلۂ سعد بن قباد کا مشتاق ہون بڑی حیرت ہی کہ قمر زندہ و قمر عذار صحرا سے مجمع بلا سے کیونکر گذر رے مگر اب زندان دیدگاہ مین قید ہین سعد نے مرکب چمکایا لوح محفوظ سینے پر سامنے پلنگ کے پہونچے پلنگ نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا چند طعنون مین ہوائی کر دیا پلنگ کو اپنی جرأت پر ناز ہی اِسیوجہ سے سحر سے باز ہی چاہتا ہی فنون سپاہ گری مین زیر کرون وہ ہاتھ مارون کہ اِسی صحرا مین ڈھیر کر دون جب نیزہ نکل گیا آخر خفیف ہوکر قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر کمر کو بناکر سر پر ہاتھ مارا تیغہ تمام جو چمک کر گرا سپر دو ٹکڑے ہوئی سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا اُسنے دستانہ مارا کہ تیغہ جھنجھنا کر نکلا چادر خون کی چہرے پر آئی پلٹ کر اپنی فوج کو اشارہ کیا کہ بارو

مین توزخمی ہوا چہار طرف سے بادشاہ کو گھیر کر مار لو مگر خبردار سحر نہ کرنا یہ مسلمانون کا طریقہ ہو کہ غیر ساحر سے ساحر لڑے بادشاہ نے پلٹ کر خونخوار کو منع کیا کہ کوئی ساحر میری مدد کو نہ آئے غیر ساحر سرداران نامی و پہلوانان گرامی مدد شاہ کو آئے دونون لشکر آپس مین مل گئے گھمسان کی جنگ ہونے لگی تلوار چلنے لگی بقول مصنف نظم

چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ
گئے مومن و گبر باہم لپٹ
سوارون کے اک سمت تیغے ہوئے
پیادون سے گلے بہ گلے ہوئے
فلک کا ہوا پر غبار آئینہ
تھا حیرت کے عالم مین چار آئینہ

کئی پہلوانون نے ملکر بادشاہ کو زخمی کیا پلنگ پکار رہا ہو کہ ہان یارو گرفتار کرلو مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی بجرأت لڑ رہے ہین جو سامنے آیا وہ مارا گیا گرد اشونکے انبار الامان کی فوج مین پکار بادشاہ تنہا نہ پلنگا نہ لڑ رہے ہین مگر پلنگ زخم کو باندھے ہوئے دور کھڑا سحر کر رہا ہو کئی مرتبہ خونخوار نے پکار کر کہا کہ ای شہریار یہ سحر کرتا ہو اگر حکم ہو تو غلام آکر جواب دے مگر بادشاہ نے منع کیا عین گرمی جنگ ہو خوب جمکر تلوار چل رہی ہو کہ تریاق سحر بند اُڑتا ہوا آسمان پر آیا اسنے دیکھا کہ سعد بن قنبا در زخمدار مصروف جنگ ہین چونکہ انتہا کا مجمع ہو جہانتک نگاہ کام کرتی ہو فوج دریا موج لڑ رہی ہو برق شمشیر کی چمک کمانون کی کڑک تیر اسطرح چل رہے ہین کہ گویا ابر سے مینھ برس رہا ہو تریاق سحر بند ایک طرف آتر افکر مین شاہ کی چلا بادشاہ گھوڑا بڑھا کر طرف پلنگ کے چلے ہین مگر فوج سے جنگ کرتے ہوئے آتے ہین کوئی قریب نہین آتا بادشاہ صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے قریب پلنگ پہونچے ہین کہ پلنگ نے ماش کے دانے پھینکے چند شیر پیدا ہوئے گھوڑا بد لگامی کرنے لگا بادشاہ نے مرکب کو رانون مین مسلا شیرون پر گھوڑا جا پڑا بادشاہ نے لوح محفوظ کا کچھ خیال نہ کیا لباس مین لوح محفوظ مخفی ہو اُس حال مین تریاق سحر بند تڑپ کر گرا اور بادشاہ کو اُٹھا لے گیا بادشاہ کی آنکھ تموج ہوا سے بند ہوگئی بیہوش اور مدہوش ہوئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی

اپنے کو اسی زندان میں پایا دیکھا کئی سو شاہزادے اپنی اپنی چنچی میں بیٹھے ہیں نعمت
سب طرح کی موجود ہے سراپیان آب سرد کی میوہ جات جا بجا چنے ہیں ورزش کے
لیے مگدر رکھے ہیں نالیاں جا بجا کھدی ہوئی انگیٹھیاں بھریاں کچھ بچھی ہیں ایک طرف
فیروزہ بن عمرو و قمر عذار کو دیکھا کہ یہ بھی خوش و محظوظ بیٹھے ہیں جمال بے مثال
بادشاہ اسلام کو دیکھکر سب شاہزادے قریب آ بیٹھے اپنے اپنے حال بیان کرنے
لگے کوئی روم کا شاہزادہ ہے کوئی ایران کا کوئی ترکستان کا باشندہ ہے سب نے اپنے
اپنے حال ظاہر کیے کہ ہم لوگ برائے طلسم کشائی آئے تھے اس بلا میں آکر گرفتار
ہوئے مگر بادشاہ نے دیکھا کہ ایک جوان حسین و شکیل سرنگون ایک طرف
بیٹھا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ کیوں یارو یہ جوان کون ہے انتہا کا مغرور ہے کہ تم سب
صاحب آئے وہ نہ آیا سبنے کہا ام شہریار مغرور نہیں ہے کل اسکی باری ہے اُس زنگی سے
یہی مقابلہ کریگا آجتک ہم لوگونکو کئی مہینے گذرے جو اُس زنگی سے لڑا زیر ہوا اور
مارا گیا وہ جو نقاب دار گلگون پوش آتا ہے خون کشتے کا پیشانی پر لگا لیتا ہے تب
جا کر منھ دھوتا ہے ہمنے سنا ہے کہ یہ بلا خیز کی بیٹی ہے لالۂ خونریز نام ہے چاہتی ہے مرد کا
تخم نہ باقی رہے مرد کے نام سے نفرت ہے اسی وجہ سے یہ جوان سرنگون بیٹھا ہے
کہ کل اِسکی باری ہے بادشاہ نے فرمایا اِس جوان کو بلاؤ تو ہم اسکا داغ نہ گوارا
کرینگے کل ہم اِسکے بدلے لڑینگے شاہزادون نے اُس جوان کو بلایا اُسنے بادشاہ
کو دیکھکر جھککر سلام کیا سعد نے اُٹھکر گلے سے لگا لیا فرمایا ای برادر تمھارا
نام نامی کیا ہے اُسنے کہا میں بہارستان مغرب کا رہنے والا ہوں اور میں بیٹا
ہلال زرین تاج کا ہوں فرامرز عاد مغربی کا چھوٹا بھائی سہیل نام ہے بادشاہ نے
فرمایا تمھارا بھائی ہمارے لشکر کا سپہ سالار ہے مذہب کیا رکھتے ہو کہا حضور
مسلمان جب بڑے بھائی صاحب مسلمان ہوئے تب میں بھی مسلمان ہوا میں
برائے شکار نکلا تھا موت تو یہان لکھی تھی ایک پری زاد عاشق ہو کر اٹھا لائی کتنے
مہینون اُس سے ہم بستر رہا گلنار پری اُسکا نام ہے ایک دن اُسنے طلسم کا ذکر کیا

مین بہ جرأت نکالی کئی دربند فتح کیے مگر جب صحراے بلا مین آیا صد ہا جوان مہیب شکل آگ کے شعلے بنے ہوے آکر لپٹ گئے کچھ زور نہ چلا آکر یہان قید ہوا اب کل غلام کی باری ہی بادشاہ نے فرمایا او سہیل عاد مغربی تو گھبرا نہ ہم کسی کا فراق نہ گوارا کرینگے اُس زنگی سے کل لڑینگے اگر خدا نے چاہا تو اُسکو زیر کرینگے یہ بات زور کی مٹا دینگے فیروزہ بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ او شہریار مقام غیرت ناک ہوا ایسا ارادہ نہ کیجیے آخر کبھی باری آئیگی بادشاہ نے فیروزہ کو جھڑک دیا اور فرمایا تجھے اس مقدمے مین کیا دخل ہی ہم کیونکر کسی کا داغ گوارا کرین سب ہمارا قتل دیکھین ہم نہ دیکھین کہ کوئی ہمارے سامنے قتل ہو انشاء اللہ تعالی بحول و قدرت الہی زنگی کو مار رہین گے یا اپنی جان دینگے یہ فرما کر سب کے ساتھ کھانا کھایا شراب و کباب سب کچھ موجود تھا فیروزہ نے بیٹھکر چند اشعار گائے رات بھر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ رہا لیکن سہیل شگفتہ نہ ہوا ہر چند بادشاہ نے سمجھایا کہ او سہیل کیون ملول ہو جو ہمنے کہا ہی وہی کرینگے اگر خدا نخواستہ تم ہمارے سامنے مارے گئے تو تمھارے باپ و بھائی کو کیا منھ دکھائین گے وہ ضرور شکایت کرینگے سہیل عرض کرتا ہی کہ حضور نے بجا ارشاد فرمایا ہم تو سرکار کے نمکخوار ہین مگر یہان مجبور و ناچار ہین کیا کرین

یکایک ہوا دوران سحر کا ظہور
اڑا آشیانے سے طاؤس نور

وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرمخو اور روشن نگاہ

سپیدہ کی علامت سپیدہ ہوا
نشان آگئے آگے خط صبح کا

کیا دبدبہ خلق پر آشکار
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

یکایک آسمان پر ابر نمایان ہوا رعد گرجا برق چمکی وہی نقابدار گلگون پوش تخت یاقوت پر سوار اول آکر پہونچا بعد تھوڑی دیر کے پھاٹک کھلا وہ جوان زنگی اکڑتا ہوا آیا پہلے نقابدار کو سلام کیا پھر اکھاڑے مین اُترا یہ سب لوگ پرا باندھے کھڑے ہین سہیل عاد مغربی ملول و حزین ایک طرف کھڑا ہی کہ اُس زنگی نے اکھاڑے مین اُترکر اول گیارہ ڈنڈ پیلے مٹی بازوون پر چڑھائی صورت مہیب

جنا کر آواز دی کہ آج جسکی باری ہی وہ کہان ہی لالہ خونریز کہ تخت پر بیٹھی ہی چند کنیزین ساحرہ گرد بیٹھی ہین کہ اُس زنگی نے جو پکار کر آواز دی پردے سے بادشاہ نکلے ملکہ لالہ خونریز نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال لباس معقول زیب جسم مسلح و مکمل زخم سر بندھا ہوا تاج کج سر پر تیغہ کمر مین کمان کیانی کاندھے پہ ثابت ہوتا ہی کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا ابروے خمدار ہلتے ہوے معلوم ہوتا ہی تیغہ اصفہانی کو جنبش ہی قتل عاشقان کی کوشش ہی لالہ خونریز نے جو بادشاہ کو دیکھا کلیجہ تھرا گیا پسینے پسینے دل بیقرار آنکھین اشکبار ہر مرتبہ بہ نگاہ محبت دیکھتی ہی جب بادشاہ قریب اکھاڑے کے آئے اور سہیل کو روک دیا زنگی نے پکار کر آواز دی کہ آج نئی بات ہوتی ہی کہ جو کل قید ہوا ہی وہ مقابلے کو آیا ہی لالہ خونریز نے پکار کر کہا ای جوان تاجدار اپنی جوانی پر رحم کر تیری باری اِن سب کے بعد آئیگی کیون تو اِسقدر گھبراتا ہی بادشاہ نے فرمایا او خونخوار تجھے ہمارے مقدمے مین کیا دخل ہی ہم اُسکے بدلے مقابلہ کرتے ہین ہر چند لالہ خونریز نے سمجھایا مگر بادشاہ اپنی کہے جاتے ہین زنگی کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ تو ہمسے مقابلہ کر اُس خونخوار سے کیا کہتا ہی جو دشمن مردان عالم ہی جب لالہ خونریز نے دیکھا کہ کسی طرح بادشاہ نہین مانتے زنگی کو منع کیا کہا آج مادر مہربان سے پوچھ لون تب مقابلہ کرنا ایسا نہ ہو طرفۂ طلسم مین فرق پڑے یہ کہکر سوار ہوئی مگر پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہی سچ دمچ جو بادشاہ کی دیکھتی ہی دیر جیپر بان چل رہی ہین غرض اپنے قصر مین آئی سوچی کہ ماں سے ذکر نہ کرون ایسا نہ ہو حکم قتل دیدین اِسنے ماں سے نہ پوچھا صبح کو پھر سوار ہوئی یہان سعد نے سب کو کلمہ پڑھایا سب شاہزادے بہ صدق دل مسلمان ہوے سب کو یقین کامل ہوا کہ بیشک یہ بہادر ہین دوسرے کے واسطے جان دیتے ہین کہ آسمان پرستا ہوا ملکہ لالہ خونریز شب ہجر کی جفا اُٹھاے ہوے ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری ہوا اس مین ابتری سعد کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی تخت آکر اُترا دیکھا سب شاہزادے بجے کھڑے ہین سب کے آگے سعد بن قباد گویا

سب کے افسر ہین کہ یکایک زنگی بھی آیا اکھاڑے مین کودا مٹی بدن پر چڑھائی نام
لیکر پکارا کہ اے سہیل تاجدار تمھاری باری ہی خبردار کوئی دوسرا نہ آئے سہیل نے
چاہا بڑھیں بادشاہ نے روکا اور خود بڑھے لالۂ خونریز نے پکار کر کہا کہ اے جوان کیون
جان دیتا ہی تیری تدبیر ہو جائیگی بادشاہ نے فرمایا ہم بھی تدبیر کر چکے کہ زنگی کو چیر کے
پھینکدینگے سہیل کو نہ لڑنے دینگے لالۂ خونریز نے مسکرا کر کہا اے جوان کیون دیوانہ
ہوا ہی آٹھ دن اپنی زندگی کو غنیمت جان پھر مقابلہ کرنا لاکھ تجھکو دعوی جرأت ہی
مگر یہ جوان طلسمی ہی لالۂ خونریز دیکھ دیکھکر سعد شہریار کو دل مین افسوس کر رہی ہی
یہی خیال کرتی ہی کہ خداوند جمشید ثانی نے کیا کیا انسان بنائے ہین سراپا ٹھیک
جری ایسے کہ لڑتے بھڑتے یہانتک پہونچے بیسیون شاہزادیان عاشق ہین اگر
مین بھی انھین محسوب ہون تو کیا حرج ہی پھر پکار کر کہا اے نوجوان کیون اپنی ہلاکت
کے درپے ہوتا ہی ایک دن تیری بھی باری آئیگی سعد نے کہا ہماری روز باری ہی
ہم کسی کا غم نہ دیکھین سب ہمارا الم اٹھائین یہ کیسا مقام افسوس ہی کہ یا تو زندہ
ہی یا یکایک مردہ ہو گیا اور سب دیکھ رہے ہین لالۂ خونریز نے کہا زیادہ جرأت
نہ بیان کرو سعد نے فرمایا تم تو جلاد خونریز ہو بدعت مین تیز ہو لالۂ خونریز نے کہا
ہم آج سے یہ رسم موقوف کر دینگے مردون کو قتل نہ کیا کرینگے مگر تم ہٹ جاؤ گنہگار
کو آئندہ دیکھو بانیان طلسم نے قیدیون کے واسطے کیا سامان کر دیا ہی سب طرح کا
کھانا آتا ہی شراب و کباب گزک اسی کے گنہگار رہین کہ طلسم مین کیون آئے اسی کی یہ
سزا ہی سعد نے کہا ہم تو نہ ہٹین گے زنگی سے مقابلہ کرینگے ہم دیکھین تو کہ یہ کیسا
صاحب طاقت ہی سیکڑون بندگان خدا کا خون اسکی گردن پر ہی آج مین اسکا
غرور نکالدونگا لالۂ خونریز نے اشارے سے کہا اے شہریار یہ ساحر ہی اسپر زور
نہ چلیگا سعد نے کہا خدا چاہے تو سحر بھول جاے وہ قادر و توانا ہی اسکو سب طرح کا
اختیار ہی اسکا سحر بیکار ہی لالۂ خونریز نے اپنے زانو پر ہاتھ مار لیا کہا ہان او زنگی
انسے مقابلہ تو کر سعد یہ سنتے ہی اکھاڑے مین پھاند پڑے اور خم مار اپکار کر کہا

او سیاہ رو آنوسوں بندگان خدا کا قاتل علم حقیقت سے بالکل جاہل زنگی اکھاڑے بیرو بھاند پڑا مگر قمر عذار الگ کھڑی ہوئی ہنس رہی ہے فیروزہ سے کہتی ہے اے فیروزہ دیکھو خدا نے بادشاہ کو کیا حسن و جمال دیا ہے کہ دشمن بھی دوست ہوتا ہے بیشک بہت بڑے صاحب اقبال صاحب جاہ و جلال ہیں زنگی نے سعد کا ہاتھ تھاما بادشاہ نے لوح محفوظ کو کھول دیا عکس جو اُسکا زنگی پر پڑا کانپنے لگا زور کرتا تھا مگر زور نہ چلتا تھا و مبدم کہتا ہے یا جمشید ثانی آج کیا معرکہ ہے کہ میں سحر بھولا جاتا ہوں ہر چند قصد کرتا ہے کہ بادشاہ کو لے دوڑوں مگر کیا مجال ہے کہ بادشاہ پر غالب آئے بادشاہ سے گھڑی دو گھڑی اُلجھ اُلجھ کر لڑا لالہ خونریز بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے کہ بادشاہ جمجاہ کس زور و شور سے لڑ رہے ہیں ایک مقام پر بادشاہ زنگی کو ریلکر لے دوڑے وہ ہر چند چاہتا ہے کہ رکوں مگر مثل پر کاہ اُڑا جاتا ہے بادشاہ چالیس قدم ریلکر لائے وہاں پر لاکر ہکہ مارا دونوں گھٹنے زنگی کے آشنا بزمین ہوئے بادشاہ نے کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا اور نعرہ کیا

نعرہ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم		بہار گلستان کاؤس وجم	
منم شیر دل صف شکن نوجوان		نہال گلستان صاحبقران	

نعرہ کر کے زور کیا زنگی کو اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا زنگی نے چاہا مونڈھے کی کھا کر سنبھلوں بادشاہ نے ایک لات ماری کہ چاروں شانے چت ہوا بادشاہ نے چھاتی پر سوار ہو کے سوال اسلام کیا زنگی نے جواب سخت دیا بادشاہ نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ٹھوڑی پر رکھکر ہکہ مارا سر زنگی کا کھینچ لیا تمام شاہزادے خوشیاں کرنے لگے مگر زنگی کا مرنا ہنگامہ ہو گیا آسمان سے آگ برسنے لگی پھاٹک کھل گیا لالہ خونریز گھبرا کر تخت پر سوار ہوئی کنیزوں سے کہا یہ کیا قیامت برپا ہے تخت اُڑا کر لے چلو کنیزوں نے آکر تخت اُڑایا ہوا پر آکر دیکھنے لگی سب شاہزادے مسلح و مکمل بادشاہ کے پیچھے ہوئے کہا اے شہریار نکل چلیے خدا نے بڑا فضل کیا بہیل ہمراہ ہے کہتا ہے حضور نے مجھپر بڑا احسان کیا حقیقت میں غلام کی جان بچائی ورنہ

اِس ظالم کے ہاتھ سے نہ بچتا مگر قمر عذار نے دیکھا کر پھاٹک کھل گیا ہو آگ چہار جانب روشن ہو یہی معلوم ہوتا ہو کہ سارا مکان جل جائیگا لالۂ خونریز کی بیقراری وہ کنیزین جو ساحرہ ساتھ ہین اُنسے کہ رہی ہو کہ صاحبو اب مین کیا کرون دیکھو وہ نکلے جاتے ہین اُسوقت لالۂ خونریز بیقرار ہوکر پکارنے لگی اے شہریار مروت شرط ہو سمجھکر ذرا نکلیے ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جائیے مین آپ کی بہتری چاہتی ہون یہی آرزو ہو کہ آپکو اِس مقام سے نکالون قمر عذار نے بھی دیکھا کہ سحر کی آگ برس رہی ہو اور سب شاہزادے سوا سعد بن قباد حیران و پریشان کھڑے ہین سعد بن قباد تو لوح محفوظ چمکا رہے ہین اِسوجہ سے شعلہ اِنکے قریب نہین آتا جو شعلہ گرا پانی ہوکر بہ گیا مگر اِس قصر مین ہنگامہ ہو تمام اشیاے خوردنی جل گئین گلابیون سے آگ نکل رہی ہو کبابون کا رگ و ریشہ جلا دیوارین آگ کی زمین بھی آگ کی ہو ملکہ قمر عذار نے جو دیکھا کہ تمام قصر آتش بہار ہوگیا موتیون کا مالا گلے سے اُتارا ایک سڑاکا مارا کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا پانی برسنے لگا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار نکل چلیے آگے بڑھکر دروازہ کھولا دروازہ کھلتے ہی شاہ باہر نکلے تمام شاہزادے پشت پر ہر ایک امیدوار فتح و ظفر اِسی کے امیدوار ہین کہ اِس شہریار کے ساتھ رہین جب لالۂ خونریز نے دیکھا کہ مکان زندان خانۂ دیرگاہ جلکر خاک ہوا اور قیدی سب نکل گئے پکار کر آواز دی کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار کیا جفا دکھائیگا کہانتک مصیبت زدون کو رُلائے گا ابتو یہ کیفیت ہو نظم

نظر مہر سے پہلے وہ اِدھر دیکھین تو
دیکھنا آتے بھی ہین داغ جگر دیکھین تو

عشق مین دوستی درد جگر دیکھین تو
کسطرح دل کی یہ لیتا ہو خبر دیکھین تو

آخر اِس جذبۂ دل کا کچھ اثر دیکھین تو
ملتفت گو وہ نہون مڑکے ادھر دیکھین تو

ہجر جانان مین نہ وہ دن ہین نہ راتین اپنی
انقلاب فلک شمس و قمر دیکھین تو

جوش مارا کرین اُلفت مین سرشک رنگین
آہین کہتی ہین کہ کچھ رنگ اثر دیکھین تو

آنکھ بھی جلوے کی مشتاق ہو اے حضرت دل
کون ہو آپ کا منظور نظر دیکھین تو

ڈھونڈ منتی ہو رہن یار کو خاموشی بھی	تا نزکی خودرہیں کتنی ہی کمر دیکھین تو
آزمائین گے قفس مین تجھے ای شوق چمن	لے بھی اُڑتے ہین یہ ٹوٹے ہوے پر دیکھین تو
تمسے کہدینگے حقیقت ہو جو اُسکی موسی	جلوۂ طور کو ہم ایک نظر دیکھین تو
دل مین بھی ایک دن آنا تھا ضرور انکو جلال	حسر تو لٹنے ہو جو آباد وہ گھر دیکھین تو

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی اپنے قصر مین آئی مگر حیران تھی کہ کیا کرون اور الٰہی خونریز کس بلا مین پھنسی دیکھیے انجام کیا ہو یہ تو اس سوچ مین نہایت ملول وحزین اور اندوگین ہی کچھ کنیزون کو بھیجا کہ جا کر دریافت تو کرو کہ قیدی لوگ کدھر گئے کنیزین واسطے خبر کے چلین یہان بادشاہ مع آن شاہزادونکے چلے قمر عذار سحر سے مملو بادشاہ کے پہلو پر ہو کہ صحرا سے گرد اڑی تریاق سحر بند کہ جو بادشاہ کو اُٹھا لایا تھا سامنے سے نمایان ہوا بادشاہ کو دیکھکر پکارا کہ او قیدی تو یہانتک کیونکر پہنچا تڑپ کر قمر عذار سامنے آئی پکار کر کہا او تریاق اگرچہ تو زبر ہی مگر خدا کا تجھپر قہر ہو سحر کر تو مین تجھکو تماشہ دکھاؤن تریاق نے گولہ مارا قمر عذار مسکرائین گولہ اُلٹا پلٹا طرف سینۂ تریاق کے چلا تریاق نے اپنے کو غار مین گرادیا وہ گولہ جا کر ایک درخت پر پڑا کہ درخت پاش پاش ہوگیا درخت کے گرتے ہی جو ہزارہا طائر اُسپر بیٹھے تھے گرد سر تریاق آکر چرخ مارنے لگے تریاق خاموش ہوا وہ طائر ایک طرف جا کر گرے جھیل مین غرق ہو گئے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او شہنشاہ ساحران مین آپ کی بہت مشتاق ہون ذرا میرے پاس آئیے تریاق نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین زہرہ جمال مشتری خصال یہ اشعار پڑھتی ہوئی آتی ہو نظم

کیا وجہ آشنا کو جو نا آشنا کہون	اچھا جو واقعی ہو مین کیونکر برا کہون
آرام روح راحت جان دلربا کہون	ہو بیوفا کوئی تو اُسے بے وفا کہون

تم تو وفا شعار ہو مین تمکو کیا کہون

اسطرح یہ اشعار اُسنے گائے کہ تریاق نے جھولی وغیرہ پھینک دی نازنین نے کہا تلوار تو پھینکو تلوار کھینچو تریاق نے نیام سے تلوار کھینچی اُس نازنین نے کہا

اِسکو گلے پر رکھ لو قمر عذار کہتی ہو دیکھیے کیا سحر تھا سب تعریفین قمر عذار کی کر رہے ہین کہ
ملکہ عالم سبحان اللہ کیا سحر کیا ہو تریاق سنے تلوار گلے پر رکھ لی نازنین نے کہا کھینچو فوراً
تریاق نے اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈالا سامنے والے سب بھاگ گئے بادشاہ
ایک صحرا مین آکر اُترے وہی شاہزادے ساتھ ہین بارگاہ اِستادہ ہوئی کہ اُسی قیدخانے
سے بارگاہ لیکر آئے ہین سب شاہزادے اُتر پڑے بادشاہ فیروزہ کا ہاتھ پکڑے
ہوے بارگاہ مین آئے مگر قمر عذار کہ قریب شہریار بیٹھی ہو بیٹھے بیٹھے گھبرائی بادشاہ
نے فرمایا کیون ملکہ مین تمکو متردد پاتا ہون ملکہ نے کہا خدا خیر کرے میرا دل تو خود
بخود گھبرا رہا ہو باہر نکلین اور پریشانی زیادہ ہوئی کہ سامنے سے اپنی ایک
کنیز کو دیکھا کہ دوڑی ہوئی آئی عرض کی وارمی بڑا غضب ہوا کہ خداوند جمشید ثانی
تشریف لاے ہین اور آپ کو یاد فرماتے ہین ہرچند قمر عذار نے کہا کہ مین سامنے
جاؤنگی تو قدرت آزردہ ہونگے کنیز نے کہا اگر نہ جائیے گا تو وہ یہان چلے آوینگے
قمر عذار مجبور ونا چار کنیز کے ساتھ چلی دیکھا سامنے ایک درخت ہو اُسکے نیچے
ایک تخت بچھا ہو اُسپر جمشید ثانی بیٹھا ہو قمر عذار نے آکر سلام کیا جمشید ثانی
نے جواب دیا کہا اے قمر عذار ہمسے کیون باغی ہوئین قمر عذار نے کہا مین تو آپکی
اُسی طرح تابعدار ہون آپ مجھے گنہگار بتاتے ہین جمشید ثانی نے ہاتھ قمر عذار کا
تھام لیا اور تخت پر بٹھا یا کہو چلو قمر عذار نے سر جھکا لیا جمشید ثانی کے ساتھ
ہوئی جمشید ثانی نے تخت اُڑایا قمر عذار کو لے چلا تخت اُڑتا ہوا جب قریب کوہ
نینوا نہ کے پہونچا نینوا نہ جادو بالاے کوہ بیٹھی تھی اِستے جو دیکھا کہ خداوند
آتے ہین اور بی قمر عذار ساتھ ہین کھڑی ہو گئی اول سجدہ کیا بعد اُسکے پایۂ
تخت پر ہاتھ ڈالا جمشید ثانی کو صحبت مین لائی جمشید نے جھولی پہ ہاتھ ڈالکر
ایک طائر نکالا اور نینوا نہ کو دیا نینوا نہ نے اُس طائر کو لیکر دہن مین رکھا
اُس طائر کو نگل گئی جیسے ہی طائر کو نگلا قمر عذار کی رنگت زرد ہوئی جمشید نے
کہا اے نینوا نہ قمر عذار تمھارے سپرد ہین نینوا نہ نے کہا میری آنکھون پر ہین

سب کنیزین واسطے خدمت کے موجود ہین بہ مقدمۂ جنگ انکو اختیار ہی یہ سُنکر جمشید ثانی
روانہ ہوا قمر عذار غنیواز کے پاس بیٹھی ہی مگر چہرہ زرد ہو رہا ہی غنیواز نے کہا کیون
ملکہ کیون متفکر ہو قمر عذار نے جواب دیا مین قدرت کی ناراضی کا باعث سمجھ گئی کہ
میرا عمر واسطے تریاق کے زہر ہوا اُسی کے مارے جانے پر قدرت آزردہ ہین
لہذا اگر فوج ہوتی تو مین لشکرکشی کر کے بادشاہ پر جاتی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
سہوان جادو بجمعیت بیس ہزار ساحرون کے آکر پہونچا اور نامہ جمشید ثانی کا
ہاتھ مین قمر عذار کے دیا قمر عذار نے دیکھا کہ اُس نامے مین یہ مرقوم ہی کہ اے
قمر عذار تجھسے بڑی خطا ہوئی مگر اب اُسکا بدلہ یہ ہی کہ سہوان کو مع فوج ساتھ لو
اور بادشاہ پر لشکرکشی کرو قمر عذار نے وہ نامہ جھولی مین رکھ لیا اور فوراً تخت
پر سوار ہوئی سہوان کو ساتھ لیکر طرف سمندین قباد کے چلی یہان بادشاہ
بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ جمشید ثانی آکر قمر عذار کو
لے گیا بادشاہ کو سناٹا آگیا بعد دو پہر کے خبر پہونچی کہ قمر عذار ہمراہ سہوان جادو
لشکرکشی کر کے آتی ہی بادشاہ نے فیروزہ کی زبانی خبر سُنی کہ کل لشکر بھی آتا ہی سب
لشکر اسی مقام پر آکر جمع ہوا خونخوار سے کہا اے خونخوار تمنے سُنا کہ قمر عذار تسخیر
ہو گئی جمشید اُسکو لے گیا تھا اب با لشکر گران آتی ہی خونخوار کو سناٹا آگیا کہا حضور
حقیقت مین قمر عذار بڑی ساحرہ ہی اب اُسکو جمشید ثانی نے تسخیر کر لیا حضور کی
بغاوت پر کمر باندھی ہی غلام کسی طرح کمی نہ کریگا بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو
بدیع الزمان کو کل لشکر کا سپاہ سالار کرو آپ تخت پر سوار ہوے لشکر کو لیکر برائے
مقابلۂ ملکہ قمر عذار جادو چلے

دو کلمۂ داستان شوکت بیان شاہزادۂ خاور سیاہ کہ جنگ سے نکل گئے تھے بادشاہ سے محجوب ہو کر اب اِنکا ذکر بھی لازم ہی

اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا سے ساقی نامہ نو تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام صہباے عشق
کہ سینے مین میرے جگہ پاے عشق

مین مضطر ہون اے ساقی مہربان
کہ لکھنا ہی قاسم کی اب داستان

زمانے کا کچھ رنگ ہی دوسرا ہی
پلا دو کہ اب آخری دور ہی

لکھون کیا نشیب و فراز جہان
زرا یاد رستم کی کر داستان

کیا باپ نے ساتھ بیٹے کے کیا
جوان اور لوا العظم کشتہ ہوا

عجب شور و شر تھا عجب بند و بست
ہوئی فوج دشمن کو آخر شکست

یہی تو زمانے کا ہی انقلاب
فلک دے رہا ہی مجھے بھی جواب

یہ گردش سے وہ باز آتا نہین
کسیکا اسے عیش بھاتا نہین

کسی کو خوشی ہی کسی کو ہی غم
ترحم مین اسکے ملا ہی ستم

یہ ہر وقت ہی بر سر امتحان
چھپے خاک مین کیسے کیسے جوان

وہ شاہان عالی ذوی الاقتدار
اٹھاتے تھے جو ایک زور کا بار

قدم خاک پر انکا پڑتا نہ تھا
کوئی خار غم دل مین گڑتا نہ تھا

حکیمان ذیقدر و فرخندہ پے
جنھون نے کیا راہ حکمت کو طے

زمانہ کچھ ایسا ہوا تاک مین
جگہ دی انھین گوشۂ خاک مین

چھپے سب کے سب جا کے زیر زمین
کوئی نام تک انکا لیتا نہین

کوئی عشق لیلی مین دیوانہ تھا
کسی کا طرب خیز مینا نہ تھا

خم و بادہ و جام عشرت فزا
جو دیکھا تو تھی سب کو آخر فنا

تصور تو کیجے کہ محمود شاہ
محبت مین پھنسکر ہوا کیا تباہ

کجا وہ غلام ذلیل و حقیر
کہان یہ شہنشاہ گردون سریر

ہوا دام الفت مین پھنسکر تنگ
دکھایا محبت نے آخر یہ رنگ

مے عشق مین اسکے سرشار تھا
محبت کا اسکی گنہگار تھا

وہ تھا دام الفت مین ایسا اسیر
کہ ہنستے تھے اسپر امیر و فقیر

نہ کچھ سلطنت نے دکھایا شرف
ہوئی زندگی اسکی آخر تلف

کرے بیان حال الفت کہان تک رقم	اُٹھائے ہین شاہون نے رنج و الم
قلم تیغ ہر دشمن کا کرا امتحان	نہ آئی ہر اک رنگ پر داستان

چہرہ شہسواران ہنگامہ جانبازی و یکہ تازان میدان سرفرازی اس داستان شوکت
بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شہسوار شجاعت شعار جلالت نشان خوش رقم
مبلند پایہ این داستان پر شاہزادہ نامدار سپاہ اعنی قاسم نوجوان جو زخمی ہو کر
جنگ سے نکلے پشت مرکب پر سوار گھوڑا اڑائے تمام رات بھر رہبری کی صبح کو ایک
صحرائے سبزہ زار مین پہونچے ماران جادو اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی گرد کنیزین
لیے زیب و زینت جلوہ فرما ہین کہ ناگاہ ماران نے دیکھا ایک جوان ہی
آفتاب جمال زخم دار پشت مرکب پر سوار گھوڑا اپنے بے چین ہار کر مرکب سے
ایک صحرا مین گرا یا ماران جادو نے قصر سے دیکھا کنیزون سے اشارہ کیا کہ یہ
جوان جو گھوڑے سے گرا ہے اسکو اٹھا لاؤ کنیزین آکر قاسم کو اٹھا لے گئین
جب سامنے ماران کے لائین نگاہ پڑی تو دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین
گلرخسار صف شکن تیغ زن بیہوش پڑا ہے کنیزون سے کہا اسکے ٹانکے لگاؤ کنیزون
نے جب ٹانکے لگائے تب قاسم ہوشیار ہوئے دیکھا ایک قصر مین چھپر کھٹ پر پڑا
ہون ایک ساحرہ سرہانے بیٹھی مگس رانی کر رہی ہے قاسم نے آنکھین کھولدین
ماران جادو نے کہا اے صاحب شوکت و لیاقت کہان جنگ ہوئی کسکے ہاتھ
سے زخمی ہوئے قاسم نے کہا جس حریف سے مقابلہ پڑا اسکو مارا خود زخمی
ہوئے تم اپنا نام نامی بتاؤ ماران نے کہا میرا ماران جادو نام ہے عاشق
ہو کر اٹھا منگوایا مناسب یہ ہے کہ میرا وصل اختیار کرو قاسم نے دیکھا کہ یہ ساحرہ
ہے اگر انکار کرونگا تو ظلم کریگی فرمایا کیا مضائقہ ہے اگر تم براہ محبت پیش آؤگی تو
مین سب طرح حاضر ہون ماران نہال ہوگئی کنیزون سے اشارے کر رہی ہے
ایسا معشوق کسی ساحرہ کے پاس نہ ہوگا جو جادوگرنی آئیگی اسیر جان دیگی
قاسم نے صحبت آراستہ کرائی گلابیان شراب کی آئین قاسم نے اتنی شراب

بلائی کر مارا ان جادو زہر اگلنے لگی ہر مرتبہ چاہتی ہو ہاتھ بڑھاتی ہو کہ گلے سے لپٹ جاؤں
قاسم ہر مرتبہ منھ پھیر لیتے ہین جب دیکھا کہ نہین مانتی تو طرف کمرے کے اشارہ کیا
مارا ان تو مخمور ہو رہی تھی کمرے مین جا کر لیٹ گئی قاسم آکر باقاعدہ بیٹھے گلا پکڑ کر
دبا دیا مارا ان جادو فی النار ہوئی اور آواز گیر و دار آنے لگی کنیزوں نے جو
ہنگامہ سنا آکر قاسم کے پیروں پر گر پڑین اور کہا اے جوان تو نے بڑی عنایت کی
جو مارا ان جادو کو مارا ہم لوگ زمیندار زادیان ہین اس ساحرہ کی قید مین ہم
پھنسے تھے اگر حکم ہو تو اپنے اپنے گھر کو جاوین کچھ مال اس قصر مین تھا وہ مال
کنیزوں کو دیکر اور مسلمان کر کے قاسم نے رخصت کیا سب دعائین دیتی ہوئی
رخصت ہوئین مگر ایک نازنین کہ نہایت حسین و جمیل تھی اسنے رو کر کہا اے شہریار
مین کہان جاؤن مجھکو یہ بڑی دور سے اٹھا لائی تھی امیدوار ہون کہ مجھکو اپنی
خدمت مین قبول فرمائیے یا مجھکو پردہ دنیا پر بھیجدیجیے قاسم نے کہا ابھی تو ایسا
موقع نہین ہو تم اسی مقام پر رہو جسوقت کوئی دیو وغیرہ ممکن ہوگا تو مین تجھکو پردہ
دنیا بھجوا دونگا کہ دیو سرخاب آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا اسنے جو دیکھا کہ ایک
جوان باغ مین کھڑا ہوا ایک نازنین سے باتین کر رہا ہو ہوا سے اتر آیا قاسم
سے کہا میرے قدموں کو بوسہ دے کہ دس ہزار دیوزاد میرے مطیع و منقاد
ہین جو کوئی تجھسے لڑیگا اسکو قتل کرونگا قاسم نے کہا مین تجھکو خود قتل کرون گا
دیو نے دار شمشاد لگائی قاسم نے خالی دیکر دار شمشاد چھین لی دیو سے کشتی ہونے
لگی قاسم نے سرخاب کو زیر کیا دیو سرخاب کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان
ہوا کہا اے شہریار مین پردہ چہارم قاف کا رہنے والا ہون قلعہ سرخاب حصار
کا حاکم تھا ملکہ فریشہ نے وہ قلعہ چھین لیا امیدوار ہون کہ وہ حکومت میری
مجھکو ملے قاسم نے کہا اول اس زمیندار زادی کو پردہ دنیا پر پہونچا آؤ تو پھر
مین نامہ دون دیو گل اندام کو لیکر چلا برابر کوہ بلور کے پہونچا تھا کہ ادھر
سے نقابدار نمر دپوش آتا تھا اسنے دیو سے پوچھا کہ تو کون ہو اور کہان سے

آتا ہو اور کسطرف جانیکا ارادہ رکھتا ہو اور یہ عورت کون ہو سرخاب نے کہا
کہ شاہزادۂ خاور سیاہ نے اِسکو میرے سپرد کیا ہو مین پردۂ دنیا پر لیکر جاتا ہون
زمرد پوش نے گھیر کر سرخاب کو قتل کیا اور گلبدن کو چھین لیا مگر قاسم جو
اُس باغ سے نکلے گھوڑا اُڑاے ہوے جاتے ہین ایک مقام پر دیکھا لشکر
ساحران اُترا ہوا ہو قضاے کار ملکہ قمر عذار سہوان جادو کو ساتھ لیے
ہوے براے مقابلۂ شاہ جاتی تھی کہ قاسم پر نگاہ پڑی سحر کیا کہ قاسم سامنے
ملکہ قمر عذار کے آئے قمر عذار نے دو ایک جام اپنے ہاتھ سے پلائے قاسم
مبہوت ہو کر کہنے لگے اے شہنشاہ اقلیم خوبی و اے سرو باغ محبوبی جو حکم دو وہ بجالاؤن
قمر عذار نے کہا مین براے مقابلۂ سعد بن قباد جاتی ہون تم بادشاہ سے
لڑوگے قاسم نے کہا مجھے قبول ہو قمر عذار نے قاسم کو بھی ساتھ لیا طرف
بادشاہ کے چلی قاسم راتون کو بیقرار رہتے ہین پلنگ پر پڑے تڑپ رہے
تھے کہ رونے کی آواز کان مین آئی پلنگ سے اُٹھے نشانِ آواز پر چلے
جنگل مین آکر دیکھا ایک عورت بیٹھی رو رہی ہو قاسم نے کہا ارے تو کون ہو
اُس نازنین نے کہا آپ مجھے بھول گئے آپ نے ہمراہ دیو سرخاب کے
مجھکو روانہ کیا تھا بعد ازان زمرد پوش نے اُسے قتل کر کے مجھکو چھین لیا مین
رات کو وہان سے نکل بھاگی آج کئی دن سے اِس جنگل مین پڑی ہوئی ہون
شیر وغیرہ سے بچی مگر آپ کس حال مین ہین قاسم نے کہا مین ہمراہ قمر عذار کے
جاتا ہون کہ سعد بن قباد سے جا کر مقابلہ کرون وہ نازنین رونے لگی کہا اے
شہریار وہ تو آپ کے لشکر کے بادشاہ ہین اُنسے کیونکر مقابلہ کیجیے گا قاسم نے
کہا مین نے سامری و جمشید کو سجدہ کیا ہو گلبدن نے شرما کر کہا کہ اے شہریار
واے بر حال آپ کے کہ ہمکو تو مسلمان کیا اور خود کافر ہو گئے قاسم کو بہت
ناگوار ہوا فرمایا قمر عذار نے مجھسے کہا کہ خداوند جمشید ثانی تمھارا مرتبہ بہت
بڑھا وینگے اور اپنے لشکر کا سپہ سالار کرینگے اِن باتو نمین صبح ہو گئی کہ صحراے

گرد اُڑی قاسم نے دیکھا نقابدار زمرد پوش اُسی عورت کو تلاش کرتا ہوا آتا ہو
دور سے دیکھا کہ قاسم اُس عورت سے باتین کر رہے ہین فوج سے اشارہ کیا کہ
اس جوان کو گھیر کر مار لو فوج نے آکر قاسم کو گھیرا قاسم مصروف جنگ ہوے
مگر گل اندام نخل کے نیچے کھڑی رو رہی ہی کبھی دعائین مانگتی ہو کہ اے پروردگار اس
ضعیف و بد دگار کو بچالے کہ اسکی ذات سے میری آبرو ہی صاحبقران زمان کا
زینت پہلو ہو کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا نقابدار گلگون پوش بصد
جوش وخروش آکر پہونچا قاسم کو جو گھرا ہوا دیکھا بیقرار ہو گیا نعرہ کرکے آپڑا مگر
قمر عذار جو صبح کو اُٹھی برائے نظارۂ قاسم آئی پلنگ خالی دیکھا نگہبانون سے
پوچھا انھون نے کہا قلیل رات باقی تھی کہ اُٹھکر طرف صحرا کے گئے پلٹ کر نہ آئے
قمر عذار نے سب کنیزون کو اپنے ساتھ لیا تلاش کرتی ہوئی چلی اُسوقت پہونچی
کہ قاسم ہاتھ سے نقابدار زمرد پوش کے زخمی ہوے ہین مگر بجرأت مصروف
جنگ ہین قمر عذار کھڑی ہو کر تماشہ دیکھنے لگی مگر ایک کنیز کہ پہلو پر کھڑی ہوئی
تھی شعلۂ شمشیر زن نام ہو کہا اے شعلہ جا تو بھی دیکھ تو کیسی جنگ ہو اگر بن پڑے
تو سحر کرکے قاسم کو نکال لا ان سب کو لڑنے دے شعلہ چلی ایک گولہ اُٹھا کر
مارا کہ آگ برسنے لگی جھونکے ہوائے تند کے چلنے لگے شعلہ نے آکر سحر کیا کہ کچھ
ہمراہیان نقابدار گلگون پوش و کچھ ہمراہیان زمرد پوش منتشر ہو کر بھاگنے
لگے مگر گلگون پوش نے جو ساحرہ کو دیکھا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر
تاک کر مارا کہ شعلۂ شمشیر زن کے سینے کو توڑ کر پار گذرا جیسے ہی شعلہ گری قاسم
گھوڑے سے تھرّا کر گرے تھوڑی دیر مین ہوشیار ہوے دیکھا گلے مین میرے
بُت پڑے ہین کچھ بازو پر بندھے ہین سوچے کہ یہ کہان سے آئے یہ سوچکر مرکب
نکالا طرف صحرا کے روانہ ہوے مگر قمر عذار نے سحر کیا کہ دونون نقابدار دست
راست و دست چپ بھاگے قاسم کو اپنے حال پر بڑی خفت ہوئی کہ اے قاسم
یہ خبر بادشاہ کو پہونچی ہوگی کہ قاسم میرے مقابلے مین آتے ہین کیسا رنجیدہ ہو گئے

اب جب خفت مٹے کہ انکی مدد کو پہنچیں اس سوچ میں قاسم طرف صحرا کے
نکل گئے قمر عذار نے جب ہوش سنبھالا اور چشمہ کھولا دیکھا کہ قاسم کا نشان نہیں ہے بہت حیران
ہوئی پھر ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو کہ قاسم کہاں گئے غرض ہرکارون نے
عرض کی جب کنیز آپ کی شعبدۂ شمشیر زن مرتی ہے تب وہ گھوڑے سے گر کے اپنا
حال دیکھکر مکدر ہو گئے ایک طرف کو تنہا بے خبری نکل گئے اب کہیں کون پا سکتا ہے
قمر عذار نے کہا انکے پیچھے گھوڑا اونکو دیکھو تو کیا قیامت برپا کرتی ہون اگر وہ
خداوند جمشید ثانی سے باغی ہوکر کہاں جائینگے تب خداوند کو غصہ آئیگا سب کے
دل بدل دینگے محبت مین خداوند کی چور رہے ہین گے ایسی ایسی باتین کہتی ہوئی
پلٹ کر لشکر مین آئی مگر قاسم پانچ کوس پر جا کر ٹھہرے ہین کہ دیکھا سامنے سے
ایک دیو آتا ہے اوسنے جو دور سے قاسم کو دیکھا خوب اچھلا کودا کہتا تھا خدائی
راس الشیاطین نے میری خوراک بھیجی قریب قاسم کے آیا کہ کھا لون قاسم
نے ایک خنجر مارا کہ دیو چکرا گیا لپٹ پڑا قاسم نے دے مارا چھاتی پر چڑھ
بیٹھے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے اوسنے کہا دیو کیوس زور آور ملازم آسمان پری
ہون قاسم بہت شرمندہ ہوئے فرمایا اے کیوس تم گویا ہمارے ملازم ہو وہ
ہماری دادی ہین ملکہ قریشہ سلطان جدہ بھی ہوتی ہین مین پھوپھی امان کہتا
ہون چونکہ انھون نے بدیع الزمان کو پرورش کیا تو جدہ ہوئین اور اگر رشتہ
ملکہ آسمان پری لیا جاے تو پھوپھی ہوتی ہین مگر ایک ہمارا کام کرو اے کیوس
تم فلان صحرا مین ایک عورت بیٹھی ہے اوسکو لیکر پردۂ دنیا پر پہونچا دو کہ اپنے مان
باپ سے جا کر وہ ملے کیوس نے آکر گل اندام کو اوٹھایا اور کاندھے پر سوار
کر کے لے چلا راہ مین گل اندام نے حال پوچھا کیوس نے سب کیفیت بیان
کی کہ قاسم نے مجھکو زیر کیا اور حکم دیا کہ تمکو پردۂ دنیا پر پہونچا دون اب مین تمکو
لیے چلتا ہون کیوس لیے ہوئے گل اندام کو جبل اعلی سے گذرا پھرتا ہوا
تمام دنیا کی سیر کرتا ہوا آہن حصار مین لایا مان باپ سے گل اندام کو ملایا

سب قاسم کو دعائین دینے لگے اہل آہن حصار مدت سے مسلمان ہین یہ قلعہ متعلق فرنگستان ہی دفترین ذکر ہوچکا ہو زیادہ تشریح کی کیا ضرورت ہو مہمان قاسم نے چاہا رات صحرا مین رہون جب رات ہوئی سناٹا جنگل کا پتون کی بھی کھڑکھڑاہٹ مار ان سیاہ کا دوڑنا دو پہر رات گئے قاسم نے دیکھا کہ صحرا سے ایک اژدہا آیا اُسنے دہن سے مار سیاہ اگلا مار سیاہ نے دہن سے ایک شعلہ نکالا اُسی کی روشنی مین صحرا مین پھرنے لگا اب قاسم ایک درخت پر چڑھکر دیکھنے لگے کہ کیا چیز ہو کہ جسکی وجہ سے سارا صحرا روشن ہوگیا خیال کرکے دیکھا تو معلوم ہوتا ہو کہ ستارۂ سحری چمک رہا ہو کہ طرف سے درۂ کوہ سے کے چند زنگنین آئین آکر زنگنون نے بارگاہ استاد کی ایک شاہزادی بصد زیب و زینت درے سے نکلکر آئی بارگاہ مین جا کر بیٹھی گائنین ساتھ تھین ایک گائن با ناز و کرشمہ و ادا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

ہمیشہ مستعد کارزار ہین پلکین
کبھی چھری کبھی تیر و کٹار ہین پلکین

یہ گھٹائین برستی ہین جیسے بارش ہین
فراق یار مین یون اشکبار ہین پلکین

یہان گذرتی ہو آنکھونمین رات وعدے کی
گواہ طول شب انتظار ہین پلکین

وہ آنکھ جس سے بچھڑی اُس سے پھر گئین یہ بھی
شریک گردش لیل و نہار ہین پلکین

کھڑی ہو سینون کو تانے ہوئے صف عشاق
سنبھالین نیزے اگر نیزہ دار ہین پلکین

یہ کاوش مژہ لیجائے گی پس مُردن
کہ اپنے کام مین زیر مزار ہین پلکین

جگر کی پھانس ہو مژگان یار کی الفت
جو دل مین چبھ کے نکلین وہ خار ہین پلکین

جھپک گئی تھین شب ہجر مین کہین اے دل
ہماری آنکھ سے کیا شرمسار ہین پلکین

غضب ہو شوخ نگاہی تمھاری آنکھونکی
کہ جسکو دیکھ کے خود بیقرار ہین پلکین

پہونچ سکین نہ گریبان صبح تک شب ہجر
دراز دست ترمی گو ہزار ہین پلکین

رُلا رہی ہو لہو یاد حق جو آنکھون کو
جگر کے ٹکڑے ہین منصور دار ہین پلکین

جلال اشارون مین کیا کچھ نہین ہو یہ کہتین
زبان چشم سخن گو سے یار ہین پلکین

قاسم نے جو یہ اشعار سُنے خواہش ہوئی کہ اِس محفل مین جاؤن خراماں خراماں درخت سے اُترے دربارگاہ پر آئے ایک کنیز پہرے پر بیٹھی تھی اُسنے جو قاسم کو دیکھا اُٹھکر سلام کیا عرض کی آئیے ملکۂ عالم آپ کی مشتاق ہین قاسم اندر آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین شعلہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار گلعذار بیٹھی ہے قاسم کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی مسکرا کر کہا تشریف لائیے اِس ناز سے کہا اور یہ شعر پڑھا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ؎ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست قاسم اِس خلق پر نثار ہو گئے اور قریب آکر بیٹھے ملکہ نے اُٹھکر گلابی کو اُٹھایا جام لبریز کیا قاسم نے جام پر ہاتھ رکھدیا مسکرا کر اُس نازنین نے کہا کہ مین سمجھی کسی نے منع کر دیا ہے قاسم نے کہا یہ باعث نہین ہے ہمکو ظاہر ہو کہ تمھارا نام نامی کیا ہے گل کسکے گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو اُس نازنین نے شرما کر کہا مجھکو زلف آرائے شب بیدار کہتے ہین یہان سے قریب قلعہ ہے باپ میرا بیدار فیلسوار وہانکا حاکم ہے مین اُسکی دختر بلند اختر ہون یہ مقام میرا سیرگاہ ہے آج مجھکو خبر ملی کہ قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران اِس صحرا مین تشریف لائے ہین مین براے خدمت حاضر ہوئی اب قلعے مین چلیے میرا باغ علحدہ ہے وہان تشریف رکھیے ایسا نہو کسی مقدمۂ طلسم مین پھنس جائیے تو باعث خرابی ہو قاسم ساتھ اُس نازنین کے روانہ ہوے تھوڑی دور پر جاکر دیکھا ایک قلعہ بلند و مرتفع ہے توپین چڑھی ہوئین گولہ انداز ٹہل رہے ہین ملکہ قاسم کو ساتھ لیے ہوے قلعے مین آئی پہلوے قلعہ مین باغ تھا اُسمین لاکر قاسم کو داخل کیا اب قاسم بہ عیش رہنے لگے چوتھے دن صبح کو جو اُٹھے تو توپ کی آواز کان مین آئی ملکہ سے پوچھا ملکہ نے کہا صاحب عجب ظلم ہے شہید اسے صحرا النور و نامے پہلوان ہے کہ اُسنے میرے حُسن کا شہرہ سُنکر باپ سے پیغام کیا باپ نے اِنکار کیا اُسنے کل سے گھیرا ہے باپ مقابلے مین گئے تھے مگر زخمی ہو کر قلعہ بند ہوے آج اُسنے بلغر کیا ہے قاسم نے کہا مین ابھی جاکے

اُسکو سمجھا سے دیتا ہوں ملکہ نے دامن پکڑ کر کہا صاحب اُسکے ساتھ فوج بہت ہو
ایسا نہ ہو آپ کو آزار پہونچائے قاسم نے کہا تم بالاے قلعہ جاکر تماشہ دیکھو
مین اسکی مشکین باندھکر لاؤنگا یا جاؤنگا زلف آرا نے تاج اُسکو بڑھنا
چھوڑ دیا قاسم نے کہا ایک مرکب کی ضرورت ہو ملکہ نے کہا میرے والد نے
ایک مرکب خرید کر لاے تھے وہ بڑا بدلگام ہو آٹھ پہر ٹاپین مارا کرتا ہو زمین
کھود ڈالی ہو کئی سائیس ہلاک ہوے وہ موجود ہو مگر وہ سوار نہ ہونے دیگا
قاسم نے کہا ہمین دکھاتو دو ملکہ نے گوشۂ باغ مین لاکر دکھایا کہ ایک مرکب
کوہ پیکر کوہ کفل زنجیرون مین بندھا ہوا ٹاپین مار رہا ہو قاسم نے جو دیکھا
دیکھا بہت پسند کیا کہا ای ملکۂ عالم یہ گھوڑا لایق سواری کے ہو ملکہ نے کہا اُسکے
قریب نہ جانا ایسا نہو بدی کرے قاسم نے کہا ہمسے بدی نہ کریگا یہ کہکر سامنے
آئے مرکب بہ محبت دیکھنے لگا قاسم نے پوچھا اسکا نام کیا ہو ملکہ نے کہا اسکو
ابرش اسمعیلی کہتے ہین قاسم نے کہا ہمارے بزرگوارون کا گھوڑا ہو یہ کہکر چمکارا
گھوڑا اشارے کرنے لگا کہ قریب آئیے قاسم جو قریب گئے گھوڑے نے
تھوتھنی سینے پر رکھدی پیشانی کو قدمون پر رکھدیا قاسم نے اُس گھوڑے
کو کھولا گھوڑے نے قاسم کو گویا اپنے اوپر سوار کرلیا اب قاسم نے اُسکو
دوڑایا برق وش پری پیکر تھا ملکہ نقاب ڈالکر بالاے قلعہ آئین بیدار قلیسرا
زنجدار بیٹھا ہو شیداے صحرانشین گرز ہاتھ مین لیے ہوے چلا آتا ہو بیدار
نے جو بیٹی کو دیکھا کہا ای نور نظر تم کیون چلی آئین دیکھو دشمن آتا ہو ملکہ نے سر
جھکا کر کہا اسکی گوشمالی کو کوئی آیا چاہتا ہو بیدار نے کہا یہان کون ایسا ہو جو
مددگار ہو کہ اسوقت مین مدد کرے اس آفت کو رد کرے مگر شیدا آگیا اُٹھا
گرز اُٹھاتا ہوا گولندازون کو رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچا پکار کر آواز دی کہ اے
بیدار کیون فساد بڑھاتے ہو ایک عورت کے واسطے یہ فساد کیا بیٹھے
تمھارا معین رہونگا بیدار تو اسکی آواز سنتے تھرا گیا مگر ملکہ نے جواب دیا

اور ناہنجار بدکردار کیا بیہودہ بکتا ہو جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر شیدا سنے جو آواز
معشوق سنی بیقرار ہو گیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان جہان آواز
سنائی نقاب بھی ہٹا و صورت زیبا دکھا دو ملکہ نے کہا اب تھوڑی دیر مین
تجھکو صورت عروس مرگ دکھائی دیگی شیدا حیران ہو کہ کس بات پر اسکو گھمنڈ
ہو کون میرے مقابلے مین آئیگا اِس صحرا مین میری جرأت مشہور ہو جسے
سوال کرتا ہون وہ انکار نہین کرتا اسکو کیا گھمنڈ ہو یہ کہکر چاہا گینڈے کو اڑاؤن
اور خندق کے اُسپار جاؤن ملکہ نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ صحرا سے گرد اُٹھی سبنے
دیکھا ایک جوان آفتاب جمال تیغہ تولتا ہوا ڈورا کھولتا ہوا مرکب کو اُڑاتے
ہوے آتا ہو وہین سے نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر آگے نہ بڑھنا منم نبیرۂ امیر
عالیشان قاسم نوجوان نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری بہ شش سوار
لال پوش خاوری بہ نعرہ کرکے گھوڑا بڑھایا مقابلا شیدا مین پہونچے شیدا
حیران ہو کہ یہ جوان کہان سے آیا مگر قاسم جو سامنے شیدا کے پہونچے تو شیدا
نے پوچھا کہ ای جوان تو اِسوقت کیونکر آیا قاسم نے کہا تمھاری جان کا ملک الموت
ہون کیونکر نہ آتا شیدا نے جھلا کر نیزہ مارا قاسم نے چند طعنون مین نیزہ ہوائی کیا
شیدا نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر زنجیر
مین ہاتھ ڈالکر زور جو کیا قاش زین سے اُٹھا لیا شیدا نے کہا الامان قاسم
نے کہا امان بشرط ایمان شیدا کلمہ پڑھکر بہ صدق دل مسلمان ہوا اہل فوج بھی
دائرۂ اسلام مین آئے بیدار قلعے سے اُتر آیا بہ اعزاز و اکرام قاسم کو قلعے
مین لایا اہل قلعہ قاسم کو دعائین دیتے ہین کہ اس جوان کی وجہ سے جان وآبرو
بچی شیدا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ساتھ ہو ساٹھ ہزار سوار و پیدل مثل
چاکران کمترین ہمراہ ہین اِس دھوم سے قاسم قلعے مین آئے جسکی نگاہ
پڑتی ہو تعریفین کرتا ہو اور کہتا ہو سبحان اللہ کیا جوان شیر دل ہین جرأت مین
کامل ہین بیدار قاسم کو ساتھ لیے ہوے دارالامارہ مین آیا اور عرض کی

تخت پر قدم رنجہ فرمائیے تو قاسم نے کہا تاج و تخت تمھارا تمکو مبارک رہے
ہمکو دعویٰ سپاہ گری ہی یہ فرما کر بیدار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے شیدا
قاسم کی پشت پر عاشق بحال کھڑا ہو دمبدم کہتا ہی اوشہریار میری خوش نصیبی
کہ مین مشرف باسلام ہوا آپ کے ملازمون مین نام ہوا قاسم نے بیٹھتے ہی
بیدار سے کہا ہماری دو عرض ہین قبول فرمانا ہونگی بیدار نے سر جھکا کر کہا کہ
جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن قاسم نے کہا اول تو یہ کہ مسلمان ہو اسلام ملت
بیضا قبول کرو اور دوسری عرض یہ ہی ہم چاہتے ہین کہ تجھسے پیوند کرین بیدار
سمجھ گیا کہ زلف آرا کے خواہان ہین وزیر کو اشارہ کیا وزیر نے لاکر ترنج
خوشبوئی سینے پر قاسم کے لگایا دربار مین ہلڑ ہوا کہ شاہ نے بیٹی کو ساتھ
قاسم کے منسوب کیا قلعے مین ڈھنڈھورا پٹا کہ شاہزادی دختر بیدار ساتھ
قاسم کے منکوحہ ہوگی بیدار نے بڑی دھوم سے سامان مانجھے کا کیا ایک
باغ عمدہ قاسم کے رہنے کو دیا وزرا کو ساتھ کیا کہ تم لوگ شاہزادے کے
ہمراہ رہو بڑی دھوم سے مانجھا آیا قاسم زعفرانی جوڑا پہنکر دنگل پر بیٹھے
ملکہ کو بھی مانجھا پہنایا یہان تو یہ جشن ہی تقریب ساچق منعقد ہو رہی ہی
مگر یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اسکو قلعہ آذریہ کہتے ہین وہان کا حاکم
آذر شاہ بت تراش ہی اُسنے یہ خبر سنی کہ قاسم کی شادی ساتھ زلف آرا
کے ہوتی ہی یہ سنکر بہت جھلایا کہا بڑے تعجب کی بات ہی کہ مین نے بیدار کو
پیغام دیا تھا اور اُسنے نسبت قبول کی تھی اب یہ کیا سحر کہ ہی کہ مسلمان ہوگیا
قاسم سے بیٹی کو منسوب کیا عیار جو اسکا بیٹھا ہوا ہی اُسنے پوچھا ای پہلوان
دوران کیا ارادہ ہی آذر نے کہا لشکر کشی کرونگا عیار اسکا کہ بہت چست و
چالاک ہی سفاک تیز رو نام ہی اُسنے دست بستہ عرض کی کہ جب تک حضور خود
لشکر کشی کرینگے برات وغیرہ ہوجائیگی اگر حکم ہو تو غلام جاکر عروس کو چرا لائے
آذر نے کہا ای سفاک اگر ایسا کام کرے تو مین بہت خوش ہونگا معشوق

میرے قبضے مین آجائے پھر کسکی مجال ہی کہ مجھے لے سکے عیار نے کہا خود زلف آرا
قاسم پر عاشق ہی آزرہ نے کہا اول منت کرونگا ورنہ بجبر وصل حاصل کرونگا یہ سنکر
سفاک اُسی وقت تیار ہوا رنگ وروغن عیاری کا لگا کر چلا یہان قلعے مین
دو دن ہی کہ برات آنیکی تیاری ہورہی ہی شہر مین جا بجا قلعے آتشبازی کے گڑے
ہین جوانان سرخ پوش پھر رہے ہین قاسم کے یہان تیاری برات جانیکی ہورہی
ہی سہرا بھاری باندھا ہی جوانان رفیق ہمراہ ہین بیرون باغ سب سامان تیار ہی کہ
قاسم برآمد ہوے بلا نہ مان بیدار نے ہاتھی لاکر موجود کیا کہ سب ہاتھی رنگا
ہوا ہی اور ہاتھی کے سر پر بھی سہرا بندھا ہوا ہی قاسم ہاتھی پر سوار ہوے
وزیر بیدار سہرا سنبھالے ہوے ساتھ قاسم کے سوار ہوا آگے آگے
نوبت و نشان پیچھے باجون کا سامان شتر و گھوڑے قطار در قطار چہار جانب
برات کی پکار اِس دھوم سے برات چلی جا بجا قلعے آتشبازی کے دغنے لگے
چرخیون کا زور ہوائیون کا شور عجب عجب سامان مہیا تھے یہان زلف آرا
بانہ حرمسی مین دُلھن بنی ہوئی بیٹھی ہی گرد شاہزادیان ذکر کر رہی ہین کہ بی بی
مبارک ہو تم اپنا دولھا آپ ڈھونڈھ لائین جن جن شاہزادیون نے قاسم
کو دیکھا ہی وہ کہہ رہی ہین کہ بی بی دولھا تو چاند کا ٹکڑا ہی حقیقت مین تم تو بڑی
صاحب نصیب ہو سفاک اُسی ہنگامے مین پہونچا اِسنے دیکھا کہ برات جاتی ہی
ساتھ ساتھ چلا جب برات دردارالامارہ پر پہونچی کہاریون کا دروازے
پر انتظام ہی چہار طرف پھر رہی ہین سفاک نے ایک کہاری کو بیہوش کیا
اُسکی شکل بنکر اندر آیا محل کی چہل پہل دیکھی کہ شاہزادیان گلنار پوش پھر رہی ہین
ادھر زلف آرا کی اناد اطشت مین پانی لیکر ووڑین ہاتھی کے پیٹ کے نیچے
آکر پانی پھینکا مراد اُس سے یہ تھی کہ دولھا ہمیشہ سامنے دُلھن کے پانی بھرے
ہمارے بی بی کی آبرو بڑھے سفاک بھی پھر رہا ہی جب دولھا ہاتھی سے اُتر کے
اندر محل کے آیا گائنون نے بیڑے چنوا کے دولھا کو لاکر بٹھایا تل شکر کا رسم ادا کیا

اب نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین یہ سہرہ گانے لگین نظم

کھلا ہے جوش نے طرفہ چمن مبارک ہو
تمام عرصہ ہی گلبہ ہین مبارک ہو

لٹانے کے کھڑی ہین باغ مراد کی کلیان
وصال شاہد غنچہ دہن مبارک ہو

سنے کو دیتی ہے مژدہ گھڑی یہ شادی کی
کہ ساز گار رہو سہرہ دولہن مبارک ہو

کھلے ہین پھول کسی رشک گل کے اے بلبل
تجھے بھی وصل عروس چمن مبارک ہو

بنا ہی کون یہ نوشہ کہ خوش ہی ایک جہان
پکارتا ہی سپہر کہن مبارک ہو

ترانہ سنج ہی خود مطرب طرب شب و روز
کہ راگ رنگ کی یہ انجمن مبارک ہو

بلند چار طرف شور تہنیت ہی جلال
پکارتے ہین یہی مرد و زن مبارک ہو

محل مین جابجا ہر نخل باغ کو آراستہ کیا ہی شاخین جھوم رہی ہین بقول شاعر نظم

دلکشا ایسا در باغ کہ سبحان اللہ
جسکو سعادت کی گلستان کا سمجھے کوئی باب

باغ ایجاد کے چارون چمن اسپر ہوتے
آٹھ فردوس نہین ایک خیابان کا جواب

ہر طرف بوقلمونی کے عجائب ہر رنگ
سرو و شمشاد نہانے گل و ریحان نایاب

غنچون کے دل مین امنگین ہین جوانی کی ہی
پودے دکھلاتے ہین رعنائی آغاز شباب

جب نسیم آتی ہی کھلجاتا ہی غنچہ دل کا
جب شمیم آتی ہی ملجاتی ہی وہ عطر گلاب

روشون پر عجب انداز سے چلتی ہی صبا
روح کو چال کیے دیتی ہی جسکی بیتاب

رنگ لالہ سے ہم آغوش ہو نسرین چمن
بستر نازہ پہ سبزے سے طراوت بخواب

نکہت سنبل تر کرتی ہی مشک افشانی
گل وہ شاداب ہین جنسے کہ ٹپکتا ہی گلاب

صحبت بادہ پرستان کا ہی نقشہ گلبن
شاخ ساقی ہی سبو غنچہ ہی گل جام شراب

باغبان کرتے ہین خاطر تو بہ ادا گلچین
دشمنون سے بھی چلی آتی ہی بوسہ احباب

ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے
کشت امید رہے فیض سے جسکے شاداب

چار سو جوش ربا حین کا گلون کی کثرت
وسط گلزار مین اک نہر مصفی پر آب

جوے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری
چشمہ مہر مین پائی تھی نہ اسطرح کی تاب

جسکی موجون مین تماشائے درخشانی برق
جسکے فوارون مین کیفیت باران سحاب

سفاک یہ سب تماشہ دیکھتا ہوا اُس قصر مین آیا جہان عروس بیٹھی ہی یہ بھی آکر بیٹھ گیا کان مین جھک کر کہا کیون بی بی پیشاب وغیرہ کی ضرورت ہو تو فراغت کر آیئے بعد تھوڑی دیر کے قاضی صاحب آوینگے **زلف آرا** نے کہا سچ کہتی ہو کہا اب مجھکو لے چلو **سفاک** عروس کا ہاتھ پکڑ کر لے چلا باتین کرتا ہوا کہ ملکۂ عالم کیا صاحب نصیب ہو دولہا بھی آفتاب عالمتاب ہی آپ نے منگیتر کو کس دھوم دھڑکے سے مارا اُس ملعون نے قصد کیا تھا کہ قلعہ لے لون اب سنتی ہون قلعۂ آذر یہ والے بہت بگڑے ہوے ہین **زلف آرا** نے کہا مین کسی کو نہین جانتی ہم لوگ ماں باپ کی بیٹیان ہین جہان مناسب جانا وہان عقد کر دیا ہی **چمن آرا** ایک بات کی خرابی ہی کہ وارث ہمارا زمانے کا یوسف ہی بہتیری شاہزادیان اُنکے نام پر مرتی ہین سوتین بہت ہونگی مگر اُنکو اختیار ہی جیسا مناسب جانینگے ویسی میری آبرو بڑھاوینگے حقیقت مین اُنکا حسن بے زوال ہی شہر خاور اُنکی ننھیال ہی **قیماس خان خاوری** اُنکا نسبتی بھائی ہی **سفاک** نے جب دیکھا کہ مجمع کم ہوا تو ایک گلوری پان کی اپنے پاس سے نکالی کہا حضور یہ گلوری کھا لیجیے ملکہ گلوری کھاتے ہی پسینے پسینے ہو گئین کہا کیون بوا اس گلوری مین کیا تھا کہ اسنے دل بیقرار کر دیا **سفاک** نے کہا ملکہ آگے بڑھیے ہوا لگیگی پسینہ خشک ہو جائیگا جیسے ہی ملکہ آگے بڑھی بیہوش ہو کے گری **سفاک** نے پشتارہ باندھا اب حیران ہی کہ کدھر سے جاؤن آخر سوچتے سوچتے کوٹھے پر چڑھ گیا دیکھا ایک شجر مکان سے ملا ہوا ہی اُسپر کمند ماری کمند پر چڑھکے درخت پر آیا بہ مشکل نیچے اُترا سنبھلکر پشتارہ لے چلا کترا کے لشکر سے نکلا اگر کسی نے پوچھا کہ تم کیا لیے جاتے ہو تو جواب دیا کہ اسباب جہیز کی تیاری ہی یہ صندوق لیے جاتا ہون راہ مین **نسیم** نامے خواجہ سرا ملا اُسنے پکار کر پوچھا کہ ای شخص کیا لیے جاتا ہی **سفاک** نے اشارہ سے بلایا جب وہ آیا خنجر مار کر گرا دیا وہان سے بھی **سفاک** گذرا ایک دیوار باغ ہو کر چلا ایک کنیز کھڑی تھی اُسنے جو پوچھا **سفاک** نے خنجر مارا اُس کنیز کو

مار کر آگے بڑھا اب صحرا کا راستہ لیا کوئی دو کوس راستہ طے کر چکا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک جوان تاجدار گھوڑے پر سوار پشت پر چند ملازم آیا اُسنے قریب آکر پوچھا کہ اِس پشتارے مین کیا ہو سفاک نے کہا حضور قلعہ بیدار مین شادی کا سامان ہو اشیاے ضروری لیے جاتا ہون وہ تاجدار قریب آگیا گوشۂ چادر جو چہرے سے زلف آرا کے ہٹ گیا بجلی چمکی عکس عارض انور جو زمین پر پڑا معلوم ہوا ہالہ پڑ گیا جوان تاجدار موسوم بہ نیرنگ تاجدار ہی دیکھکر بدحواس ہو گیا کہا کہ دولہن کو کہان چرا لایا سفاک خاموش ہوا نیرنگ نے نیزہ سینے پر رکھدیا اور کہا بس اِسی مین خیر ہی کہ پشتارہ رکھدے سفاک نے پشتارہ رکھدیا اور کہا چاہے مجھے مار ڈالیے مین آپ کے قبضے مین ہون مگر اسکو اُس پہلوان نے طلب کیا ہو کہ جسکی جرأت شہرۂ آفاق ہو آپ بھی نام جانتے ہونگے آزربت تراش وہ جس مہم پر گیا اسکو فتح کرکے آیا آپ سے اگر ہے فساد ہوگا نیرنگ نے کہا مین کسی سے باہر نہین ہون تم جاکر کہدینا مین سمجھ لونگا نیرنگ تاجدار نے محافہ منگوایا اُس مین ملکہ کو سوار کرکے لے چلا زلف آرا کی جو آنکھ کھلی اپنے کو محافے مین پایا حیران ہوکر پوچھا مجھکو کون لیے جاتا ہو مین تو عاشق جمال خاور سیاہ ہون نیرنگ نے قریب آکر کہا اے شہنشاہ مصر خوبی واے سرو باغ محبوبی منم نیرنگ تاجدار قلعۂ نیرنگ حصار کی تم شاہزادی ہوگی حکم احکام سب تمھارا ہوگا زلف آرا نے منھ پیٹ لیا کہا او نامنصف مین تجھکو کیا سمجھاؤن تو مجھکو کیون لایا نیرنگ منتین کرتا ہوا قلعۂ نیرنگ مین لایا ملکہ نے کہا کہ ایک خالی مکان مین مجھے اُتار دو پھر مین تمھارے ساتھ چلی آؤنگی یہ سنکر نیرنگ نے ایک مکان خالی کروایا اُس مین ملکہ اُتری ملکہ نے کنڈی بند کرلی نیرنگ ہر چند منتین کرتا ہو کہ اے ملکۂ عالم میرا کہنا قبول کرو زلف آرا نے جواب دیا کہ مجھے قتل کرڈال مگر مین وصل نہ قبول کرونگی نیرنگ تاجدار روتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا آگے

کشتیون کو بلانا شروع کیا کئی سو کشتیان جمع ہوئیں نیرنگ نے بیان کیا کوئی تم مین ایسی ہو کہ جا کر اُس آہوے چشم کو رام کرے بڑا کام کرے ایک ضعیفہ باموے سفید اپنے مقام سے اُٹھی سامنے آکر عرض کی کہ اے شہنشاہ یہ کام میرا ہی مین وہ دلالہ ہون کہ سیکڑون بہو بیٹیان آوارہ کر دین ابھی جا کر اُسکو راضی کرلاؤنگی آج شب کو آپکے پہلو مین سلاؤنگی میرے ساتھ کوئی نہ آئے یہ کہکر اکیلی چلی دروازے پر پہونچکر دیکھا کہ ملکہ اُس تنہا مکان مین حیران پریشان بیٹھی ہو آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین کہ چشمۂ چشم سے قلزم محبت موج زن ہو گرفتار دام رنج محن فرش خاک پر بیٹھی پکار رہی ہو کہ اے خالق ارض وسما و اے معبود یکتا تو ہی اس مصیبت سے نجات دیگا کہان آکر پھنسی ہون مگر شکر ہو تیرا جو مناسب جاننا وہ میرے حق مین کیا کہ اُس ضعیفہ نے پکار کر کہا اے بی بی شاہزادی مین کچھ تمسے عرض کرونگی ذرا دروازہ کھولو زلف آرا جھلا کر اُٹھی قریب دروازے کے آکر کہا او مکارہ مجھکو راضی کرنے آئی ہو بڑھیا نے کہا واری مجھے راضی کرنے سے کیا مطلب مین تو مشتاق دیدار ہوکر آئی ہون زلف آرا نے کہا مین ایک طرح باقی ہون اگر تو نے نیرنگ کا ذکر کیا تو تجھکو قتل کرونگی اور طرح کی باتون کا اختیار ہو یہ سنکر بڑھیا نے جواب دیا واری کیا مجال جو اُس نگوڑے کا نام بھی لون آپ لونڈی سے نڈر ہین زلف آرا نے دروازہ کھولدیا بڑھیا اندر آئی بلائین لینے لگی کتنی ننھی نگوڑے ظالمون کو خدا غارت کرے کیسا گل سا چہرہ کمھلا گیا ہو کچھ نوش فرمائیے تو لاؤن واری اپنی جان بچاؤ باقی پھر سمجھا جائیگا نیرنگ تمھارے نام پر جان دیتا ہو آج شب کو گھڑی دو گھڑی کے واسطے صحبت میں چلی جاؤ عقلمندی یہ ہو کہ ہاتھ نہ لگانے دو یہ سنکر زلف آرا بہت برہم ہوئی کہا کیون او مکارہ ادھر لاتا تو نے پھر وہی ذکر نکالا اُس ضعیفہ نے کہا بیٹیا یہ ذکر جانے دو مگر نیرنگ تمھارا عاشق صادق ہو بہت خدمت کریگا جی چاہے تخت پر بیٹھنا نیرنگ عہدہ وزارت قبول کریگا حکم احکام

آپ کا جاری رہیگا تو مین جاتی ہون جا کر اسکو سمجھائے دیتی ہون آج شام کو پاس
نیرنگ کے جاؤ بیٹھکر باتین کرو وصل کا اقرار کرو دو چار دن کو ٹالدو یہ سنکر ملکہ
زلف آرا نے خنجر بڑھیا کو مارا بعد خنجر کے نیزہ اٹھایا سینے پہ بڑھیا کے ماردیا
بڑھیا لڑکھڑا کر گری تڑپ تڑپ کے جان دی زلف آرا نے ٹانگ پکڑ کر کھینچا
لاشہ بڑھیا کا باہر پھینکدیا لوگون نے جا کر نیرنگ سے کہا کہ بڑھیا کو ملکہ نے مار ڈالا
بڑھیا نے لاکھ دام تزویر بچھایا مگر اس ظالم نے کچھ نہ مانا بڑھیا کو قتل کیا اب نیرنگ
وزرا امرا کو بھیج رہا ہی مگر یہ بھی کہتا ہی کہ آب و دانے سے اسکو محروم نکروالیا
نہو کہ تمام ہو جائے اسکے فراق مین جان دونگا نیرنگ تو اس فکر مین ہی مگر
سفاک عیار پشتارہ چھوڑ کر بھاگا خدمت آزر بت تراش مین آیا اور تمام
کیفیت بیان کی آزر بت تراش بہت جھلایا کہا کہ او بچیا تو نے مابدولت کا
نام نہ لیا اس حوالی کے جسقدر شاہ ہین نام سے میرے کانپتے ہین مین بلکہ تنہا
جاتا ہون ابھی جا کر معشوق کو لاتا ہون دیکھون تو کون روک سکتا ہی سفاک
نے کہا مین نے لاکھ حضور کا ذکر کیا مگر نیرنگ نے نہ مانا پشتارہ چھین لیا آخر
مین نے اپنی جان بچائی ورنہ اس ظالم کے ہاتھ سے مارا جاتا آزر نے حکم
دیا لشکر تیار کرو ساٹھ ہزار سوار و پیدل تیار ہوئے آزر گینڈے پہ سوار
ہوا تیغہ چوڑا ہاتھ مین لیکر چلا سب کا یہی ارادہ ہی کہ جا کر قلعے مین گھس پڑین
قلعے کو خوب لوٹین دیگر معشوقان پریچہرہ کو قبضے مین کرین اور آقا کی معشوقہ آقا
سے ملائین مگر نیرنگ بالائے تخت بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
آزر بت تراش مع لشکر گران آتا ہی نیرنگ نے بھی لشکر تیار کیا بیرون قلعہ
آکر اترا ادھر سے آزر آیا آتے ہی طبل جنگی بجوایا صبح کو مقابلہ پڑا آخر آزر کے
ہاتھ سے نیرنگ زخمی ہوا بھاگ کر قلعے مین چھپا آزر نے قلعے کو گھیرا آب و
دانہ بند کیا کہ رسد اندر نہ جانے پائے سب انتظام ہوگیا ایک دن تامل
کرکے آزر نے طبل یورش بجوایا صبح کو کل لشکر کو لیکر سامنے قلعے کے آیا اور

پکار کر آواز دی ای نیرنگ کیون جان دیتا ہی اس گھروندے کی کیا حقیقت ہی دم سمجھ مین مٹادونگا گنبذ اجو بڑھاؤن تو قلعے مین آکر دم لون ایک عورت کے واسطے تو ایسا انکار کرتا ہی نیرنگ نے جھلا کر آواز دی کہ او ظالم جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر معشوقہ میرے قبضے مین ہی مجھسے باغی ہو رہی ہی ہاے کیا لکھکے سمجھاؤن کیونکر اسپر پورے طور سے قبضہ کرون ای آذر مین مجبور و ناچار ہوں مین تو اپنی زندگی مین معشوقہ کو نہ دونگا ہرچند کہ خود مجبور و ناچار ہو رہا ہون مگر امروز فردا مین ضرور قبضہ کر لونگا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین یہ کیفیت ہی عجب حالت ہی فراق مین یہ صورت ہی

نظم

ایسا ویران کسیکا دل ناشاد نہ ہو
کہ جو آباد کرو تم بھی تو آباد نہ ہو

ہمدمی کون کرے میری جو فریاد نہ ہو
بات بھی کوئی نہ پوچھے جو تری یاد نہ ہو

لے چلی بلبل شیدا کو لگا کر سوے باغ
بوے گل نام ہی جسکا کوئی صیاد نہ ہو

آئنہ ہی نگہ ناز کی کھوئے گا کجی
عیب جو کون ہی جب سامنے استاد نہ ہو

دل دیا ہی کسی ظالم کو مگر ڈرتا ہون
کہ وہ کمبخت بھی خوکردہ بیداد نہ ہو

کھینچنا بزم بتان مین نہین بہتر اسکا
ضبط جس آہ مین تاثیر خداداد نہ ہو

ہم یہ کہکے بناتے ہین انھین موجد جور
اس سے کیا ذکر وفا جو ستم ایجاد نہ ہو

تجھسا ناشاد تو عشاق مین ہوگا نہ جلال
دیکھکر تیرا جنازہ بھی کوئی شاد نہ ہو

نیرنگ تاجدار نے جو یہ اشعار رو رو کر پڑھے آذر نے کہا آپ میرے سپرد کر دیجیے مین سمجھا لونگا نیرنگ نے کہا ای آذر مین نہ دونگا تمسے مہلت پاؤن تو انگوٹھی الماس کی لیکے سامنے جاؤن کہونگا کہ اب اپنی جان دیتا ہون آذر نے یہ سنکر ہلہ کیا کہا یارو نیرنگ دیوانہ ہوگیا ہی ابھی جاکر ہوشیار کر دونگا لاشون سے گلیان بھر دونگا یہ کہکر بلوہ کیا قلعے سے توپین چلنے لگین نصف میدان طی کیا تھا کہ کئی ہزار جوان اڑ گئے فریاد کرتے ہوے بھاگے کہتے تھے ای شہریار آگ برس رہی ہی کیونکر آگے بڑھین آذر بت تراش یہ کہکر پلٹا

کہ کل اِس سے سمجھ لونگا مگر شاہزادہ خاور سپاہ کا حال عرض کرتا ہون کہ برات ایکر آئے
ہین اور مقام صدر پر بیٹھے ہین کہ یکایک محل مین ہلڑ ہوا ایک خواجہ سرا دوڑا ہوا
ہوا آیا کہا اے شہریار دُلھن آپ کی بھاگ گئی قاسم آتشخو شعلہ مزاج یہ لفظ سنکر جھلائے
خواجہ سرا کو قریب بلاکر ایک تمانچہ مارا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے ہر خواجہ سرا کا اُترگیا
کہاریان وغیرہ دور سے کہ رہی ہین کہ خواجہ سرا سچ کہتا تھا حضور دُلھن کا پتہ کہو
نہین ملتا قاسم اپنے مقام سے اُٹھے غصے مین کانپتے ہوے محل مین آئے کوٹھے
پر آکر دیکھا کہ کمند پڑی ہے یقین ہوا کہ لیجانے والا ادھر ہی سے لیگیا ابرش سمیلی
پر سوار ہوے اسی نشان پر چلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ ایک کنیز کا لاشہ
پڑا ہے طلاے پر آکر دیکھا کہ ایک خواجہ سرا کا لاشہ پڑا ہے اُن نشانون کو دیکھتے
ہوے قاسم چلے مگر غصے مین کانپتے ہوے پلا رکب پر ہاتھ پڑا ہوا گھوڑا اُڑاسے ہوے
جاتے ہین پانچ سات کوس نکلے تھے کہ کان مین توپ کی آواز آئی طرف آواز کے
متوجہ ہوے سامنے ایک قلعے کے آکر دیکھا کہ ایک پہلوان ربوخصال گولونکو
رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچا ہے قلعہ والے بیقرار ہین قاسم نے ایک سے پوچھا
کہ یہ کیا معرکہ ہے اُس جوان نے کہا ایک معشوقہ دختر بیدار کو عیار ہمارے آقا
کا چُرا کر لاتا تھا نیرنگ نے اُسکو چھین لیا ہمارے آقا نے آکر قلعہ گھیرا ہے اب
معشوقہ کو نکال لاوینگے یہ سنکر قاسم آگ ہوگیا للکارا کہ او نامرد قلعے پر کہان
جاتا ہے منم شاہزادہ خاور سپاہ سہرہ وغیرہ نوچکر پھینک دیا مقابلہ آزر مین چلے
اُدھر سے آزر پلٹا کہتا ہوا کہ یہ جوان کون ہے کہ مجھپر غصہ آتا ہے جبر کر پھینکدونگا
یا زیر کر کے اپنا رفیق بناؤنگا قریب آکر نیزہ مارا قاسم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا
آزر نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے بار ٹھہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار کو
چھین کر پھینکدیا کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا آزر نے عرض کی الامان فرمایا امان
بہ شرط ایمان آزر کلمہ پڑھکر بہ صدق دل مسلمان ہوا افسران فوج نے آکے
قدمون کو بوسہ دیا قاسم آزر کو مسلمان کر کے طرف قلعے کے بیٹے آواز دی

تو شیر رنگ نکل آئو شیر رنگ گھبرایا قاسم نے عرکب اڑایا خندق کو فرا کر قریب
پھاٹک کے پہونچے پھاٹک کو گھیر لیا اندر قلعے کے گھسے شیر رنگ نے آکر مقابلہ
کیا قاسم نے شیر رنگ کو بھی زیر کیا یہ بھی بصدق دل مسلمان ہوا ان دونوں کو
مسلمان کرکے قاسم نے ساتھ لیا اور آگے ملک کو سوار کرایا بہ شوکت تمام چلے
راہ میں جاتے تھے کہ ایک قلعہ ملا اس قلعے کی مالک ملکہ شاخسار جادوگر نہایت
حسین وجمیل تھی قاسم کو دیکھکر مائل ہوئی قاسم کا لشکر اسی صحرا میں اترا رات کو
آکر قاسم کو چرا لیگئی مگر جب اپنی بارگاہ میں لائی قاسم بیہوش ومدہوش تھے
شاخسار نے ہوشیار کیا قاسم نے جو جمال شاخسار دیکھا بیتاب ہوگئے ملکہ
شاخسار نے کہا اے شہریار آپ کا نام نامی کیا ہے قاسم نے کہا نبیرہ صاحبقران
قاسم نوجوان نام سنکر شاخسار ہنسی کہا اے شہریار میں میری ملکہ حمالہ گیسو کشا
خدمت سعد شہریار میں ہوں میں امیدوار ہوں کہ مجھکو سرفراز فرمائیے قاسم نے کہا
اے شاخسار ایک شرط نہایت سخت ہے ساحرہ کو ہم جب قبول کرتے ہیں کہ سحر سے
توبہ کرے جب سحر سے توبہ کروگی تب ہم عقد قبول کرینگے شاخسار نے کہا کہ اے
شہریار اس زمانے میں آپ طلسم میں آئے ہوئے ہیں کنیز سے مطلب نکلے گا
آپ کو مقابلہ جمشید میں لے چلونگی قاسم نے قبول کیا کہ بعد فتح طلسم تمسے عقد
کرونگا اور شاخسار نے بھی عہد کیا کہ میں سحر سے توبہ کرونگی خدا آپ کو بشوکت
تمام اس طلسم سے نکالے شاخسار نے قاسم کو تخت پر بٹھایا خاطر کرنے لگی
صبح کو افسران قاسم بھی آئے آذر بت تراش کا نام آذر بت شکن رکھا اور
شیر رنگ تاجدار بھی حاضر ہوا ملکہ کو محل میں داخل کیا شاخسار نے پوچھا اے شہریار
اب کیا ارادہ ہے قاسم نے کہا ارادہ ہے کہ کوچ کریں شاخسار نے بارہ ہزار
جادوگر ہمراہ کیے آذر و شیر رنگ سپہ سالار ہوئے لشکر کو آراستہ کرکے طرف جمشید کے
چلے دو تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دکھائی ایک پہلوان دیو خصال
گینڈے پر سوار پشت پہ ساٹھ ستر ہزار جوان اسی طرف آتا ہے سماق چوب گردن

اس پہلوان کا نام ہی ہے اسے سیر نکلا تھا آمد لشکر دیکھی ایک جوان آفتاب جمال کو بالائے
تخت پایا وہ پہلوان سپہ سالار پشت پر کل فوج ایک ابر سرخ رنگ سر پر سایہ
فگن عیار سے کہا دریافت تو کرکہ یہ جوان کون ہی کہان سے آتا ہی کہان جائیگا
عیار چھپتا سامنے قاسم کے آیا جلال دیکھکر سلام کیا پوچھا حضور کا نام نامی کیا ہے
ہمارا پہلوان سماق چوب گردان دریافت کرتا ہی قاسم نے کہا جاکر کہدو کہ
نبیرہ صاحبقران قاسم بن رستم آفتاب ملک خاور ہے عیار پلٹا سامنے
سماق کے آیا بیان کیا کہ قاسم نبیرہ صاحبقران برسر جمشید ثانی جاتے ہین
ان مسلمانون نے تمام طلسم کو درہم و برہم کر دیا سماق نے کہا لشکر روک دو
ہم نہ جانے دینگے اسی صحرا مین قتل کرینگے ان لوگون نے بڑے جاہ و جلال پیدا
کیے ہین لشکر سماق کا اتر پڑا قاسم بھی اسی مقام پر اترے سماق نے طبل جنگی
بجوایا قاسم نے بھی خبر سنکر جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون
مین نقارۂ رزمی بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
سماق چوب گردان نہایت لحیم شحیم ہی زور کا اپنے دعویٰ کرتا ہی اپنے مقام پر
کہا کرتا ہی کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے اس زمانے مین تو ان سب کو زیر کرتا
جب صفین جم چکین تو سماق نے گھینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہان ہین
نبیرہ صاحبقران میرے مقابلے مین آوین یہ سنکر قاسم نے ابرش اسمعیلی کو
بڑھایا ہر چند کہ شاخسار نے عرض کی کہ یہ مقدمۂ طلسم ہی ایسا نہ ہو کہ سرکار کو
تکلیف پہونچے مجھکو حکم ہو مین اسکو سمجھا دون قاسم نے کہا ہمارا یہ طریقہ نہین
کہ غیر ساحر سے ساحر کو لڑوائین ہر چند شاخسار نے سمجھایا مگر قاسم نے زمانا
مرکب اڑا کر مقابل سماق مین آئے سماق نے جو دیکھا کہ یہ جوان نحیف ضعیف
ہی سمجھا کہ طاقت مین بھی کم ہوگا کہا مین آپ سے کشتی لڑونگا قاسم گھوڑے
سے کود پڑے سماق حیران ہی کہ اس جوان کو کیا دعویٰ ہی کہ سوال کرتے ہی
گھوڑے سے کود پڑا کشتی پر بھی آمادہ ہی ہڈیان توڑ کے رکھدونگا جھوستا ہوا

گینڈے سے کود اجب ہاتھ سے ہاتھ ملایا قاسم نے ایک جھٹکا مارا کہ منھ کے بھل ... شے آیا بمشکل اپنے کو سنبھالا سنبھلکر لڑنے لگا مگر جب قاسم پکڑلاتے ہین او دو دو ... گر ... ہین جب وہ قاسم کو پکڑلیجاتا ہو تو قاسم جھپٹ کر نکلجاتے ہین شام تک الجھ الجھ کر لڑا شام کو جنگ سے ہاتھ کھینچا کہا اے جوان اب مین کل مقابلہ کرونگا قاسم نے ہاتھ تھاما کہ مین نہ جانے دونگا بہ زیر وزبر کیے ہوے زلیٹونگا سماق کودکر الگ کھڑا ہوا کہا مین رات کو مقابلہ نہین کرتا ہر چند قاسم نے کہا روشنی کو حکم دو مگر سماق گینڈے پر سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلا قاسم ناچار پلٹ کر آئے مگر سماق جو بارگاہ مین آیا اکیلا بیٹھا سوچ رہا ہو کہ کیا تدبیر کرون عیار اسکا شبگرد جہان پیما آیا اور اُسنے بہت کچھ سمجھایا کہ مین جاکر قاسم کو پکڑلاؤن سماق نے کہا اُسکی حفاظت کو دو زبردست پہلوان موجود ہین اور کوئی ساحرہ بھی اُسکے لشکر مین ہو اُسکی کیا تدبیر کرون اگر تم گئے اور گرفتار کرلائے تو ساحرہ ضرور آئیگی مین سن چکا کہ شاخسار نامے ایک ساحرہ ہو کہ وہ اِس جوان پہ عاشق ہو اُسکو کب گوارا ہوگا کہ یہ جوان گرفتا ہو اِس سوچ مین بیٹھا تھا کہ شنکال جادو نامے اِسکی آشنا ہو وہ خبر سُنکر آئی کہا اے سماق کس فکر مین ہو تم جاکر آرام کرو مین قاسم کو اُٹھاے لاتی ہون فوراً قتل کرنا تمھارا نام ہوگا یہ کہکر اُٹھی اور روانہ ہوئی یہان پہر رات گئے تک قاسم بھی بارگاہ مین رہے شاخسار ساتھ ہو طرف اپنی خوابگاہ کے جاتے ہین کہ شنکال نے آسمان سے دیکھا تڑپ کر گری قاسم کو اُٹھا لیگئی شاخسار نے جو دیکھا کہ کوئی ساحرہ قاسم کو لیے جاتی ہو تعاقب مین چلی مگر شنکال نے بلند ہوکر جو جمال قاسم دیکھا جی مین کہتی ہو کہ مقام افسوس ہو ایسے جوان کو قتل کراؤن اپنے ملک مین لے چلون اِسکو اپنی صحبت مین رکھون اِسکی صورت ایسی ہو کہ سیاہ فام ضعیفہ سر پلٹا ہوا نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت طرف اپنے قلعے کے چلی راہ مین ایک کوہ ملا کہ کوہ سبز وار اُسکا نام ہو اُس پہاڑ پہ آکر ٹھہری

بیتاب و بیقرار ہو رہی ہو کیونکہ اس جوان سے وصل حاصل کرون اور کیونکر امید دلی پوری ہو قاسم کو ہوشیار کیا مگر ہاتھ پاؤن قاسم کے سحر سے بیکار کر دیے ہین قاسم کی آنکھہ کھلی تو اپنے کو بلا مین مبتلا دیکھا کہ ایک ساحرہ سامنے کھڑی ہو اور سوال وصل کرتی ہو مگر نحیف و ضعیف سر ہلا رہا ہو بلا مین پہنسی ہو کہتی جاتی ہو کہ میری جان تجہپر نثار ہو میرا وصل قبول کر قاسم نے کہا او ساحرہ ثانی ظلم و بدعت کی بانی اپنی صورت تو دیکھ تو اس لایق ہو کہ تجہپر توجہ کرون پھر خیال ہوا کہ اسکے ساتھ لگاؤ کر وار کر مین پہنساؤ کہا کیون صاحب تمھارا کیا نام ہو اسنے کہا کہ شنگال جادو میرا نام ہو اور مین آوارہ نہین ہون مدت دراز گذری کہ سماق سے رسم محبت ہو اور کسی سے نگاہ نہین لڑی قاسم نے کہا مین بھی چاہتا ہون کہ مجھسے اور تجھسے وصل رہے شنگال خوش ہو گئی چاہتی ہو کہ قاسم کو رہا کرے کہ آسمان پر برق چمکی ملک شاخسار جادو آکر پہونچین آتے ہی آوازدی کہ او لکاتا اس آفتاب عالمتاب سے تجھکو کیا کام ہو شنگال نے کہا یہ میرا معشوق عاشق خصال ہو اور تو کون ہو شاخسار نے کہا مین تیری ملک الموت ہون اپنی خیر منا اور چلی جا سحر مین مجھسے سامنا نہ کرنا ورنہ تنکے چنوا دونگی مگر شنگال کو بھی اپنے سحر پر دعوی ہو اسنے گولہ نکالکر مارا شاخسار نے کچھ غنچہ ہاے گل جھولی سے نکالے اور پھینک مارے شنگال ناچنے لگی بتا بتاکر یہ اشعار گانے لگی قاسم کے دل کو لبھانے لگی نظم

اس اپنے بھید کو کب راز دار پاتے ہین	کہین ہو درد نہان ہم کہین بتاتے ہین
یہ شوخ ہین جو کسی وقت یاد آتے ہین	تو یاد سے بھی ہمارے وہ نکلے جاتے ہین
نہ جائیگی کبھی اسکی تڑپ نہ جائے گی	ہمارے دل کو وہ چھپاتی ہو کیون لگا کے ہین
جگر مین سینے مین پہلو مین دل مین او سفاک	کمان کہان ترے اک تیر کو چھپاتے ہین
غبار تک نہین ہوتا بلند عاشق کا	وہ نیچی نظرون سے یون خاک مین ملاتے ہین
لگے نہ خندہ دندان نما کو تا کہ نظر	نقاب ڈال کے چہرے پہ مسکراتے ہین

وہ سو رہا ہو وہ باتے ہین پانوٗن ہم شب دل
خود انکو راہین ہین معلوم دل مین آنکی
نہ رہنے دیگا فلک مر کے بھی گلی مین تری
گلہ ہو اس دل بے اختیار سے اتنا
جلال آنکھ سے آنسو نہین نکلتے جواب

پکارتے نہین فتنون کو یون جگاتے ہین
وہ راستہ نہین چلتے جو ہم بتاتے ہین
کہ اپنی خاک کے کچھ پانوٗن اُٹھے جاتے ہین
خبر تو کر کہ کسی بے خبر کو لاتے ہین
جگر کا خون کیا ہے اُسے چھپاتے ہین

شنکال گاتے گاتے ایسی مبہوت ہوئی کہ قاسم کے سامنے آکے تھرکنے لگی شاخسار نے کہا اے شنکال خالی کیا بتاتی ہو لو یہ نیچہ لو جانبازی دکھاؤ شنکال نے نیچہ لیا شاخسار نے اشارہ کیا شنکال نے اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ ڈالا شاخسار نے کمر مین قاسم کی پنجہ دیا ہرچند کہ انکو ناگوار ہوا کہا اے شاخسار مین چلا جاؤنگا مگر شاخسار نے نہ مانا لیکر بلند ہوئی ہوا پر اُڑتی ہوئی چلی کہ سامنے سے برق چمکی شنکال کی بہن مہنکال اپنے قصر مین بیٹھی تھی اُسکے پاس مدتیون کا مالا تھا اُس مین ایک موتی پڑا تھا کہ جس سے موت وحیات شنکال کی معلوم ہوتی تھی جب وہ موتی ٹوٹا تو مہنکال گھبرا کر اپنے قصر سے نکلی ہر طرف دیکھتی بھالتی ہوئی چلی آتی ہے مگر شاخسار نے جو مہنکال کو دیکھا کہا اے شہریار وہ جو ساحرہ مرگئی اُسکی بہن آتی ہے دیکھیے کیا فساد برپا کرے یہ کہکر شاخسار نے سحر کیا کہ ایک حباب شیشے کا پیدا ہوا اُس مین قاسم کو بند کر کے چھوڑ دیا مگر مہنکال نے پکار کر پوچھا بوا شاخسار کہانسے آتی ہو شاخسار نے کہا شنکال نے ہمکو بڑا صدمہ دیا اُس سے مقابلہ پڑا ایسی وہ بدحواس تھی کہ اپنا گلا آپ کاٹ لیا ابھی میرے سامنے تڑپ کر جان دی مہنکال نے کہا اے شاخسار حباب شیشے مین کسے بند کیا ہے شاخسار نے کہا اے مہنکال اس جوان پر نگاہ نہ ڈالو اسی کی وجہ سے شنکال نے جان دی مہنکال کو بہت ناگوار ہوا گولہ نکالکر حباب پہ مارا حباب پھٹا قریب تھا کہ قاسم گرین شاخسار نے پنجہ ہاے فولادی پیدا کیے اُن پنجون نے قاسم کو روکا اور

پنجہ کھینچکر مہنکال پر جا پڑی آپس مین پنجہ چلنے لگا اب شاخسار جنگ مہنکال مین ایسی مصروف ہی کہ قاسم پر توجہ نہین کرتی سنہری پنجے جو پیدا ہوے تھے اُنھون نے قاسم کو روک کر پھر حباب مین بند کیا پنجے دستگیری کر کے روانہ ہوگئے قاسم اُسی طرح اُس حباب مین بیٹھے ہین حباب اُلٹ پلٹ ہو رہا ہی شاخسار دمبدم سحر کرتی ہی مگر مہنکال دفع کر دیتی ہی دونون مین سحر چل رہا ہی ایک نے آگ برسادی اور دوسری نے پانی برسایا ایک بلند ہوئی تو ایک نیچے آئی بلا کے سحر ہو رہے ہین لڑتے لڑتے جو شاخسار پلٹی دیکھا کہ وہ حباب غائب ہوگیا اب تو شاخسار بہت گھبرائی حیران تھی کہ اُنکو کون لیگیا جھلا کر کارد سحر نکالی خون اپنا ڈالکر وہ کارد کھینچ ماری مہنکال کے سینے کو توڑ کر پار گذر گئی اور قاسم پر یہ سانحہ گذرا ہی کہ سیما ے ابر سوار اُڑی ہوئی جاتی تھی اُسنے آسمان سے دیکھا کہ دو جادوگرنیان لڑ رہی ہین اور حباب شیشے مین ایک جوان صف شکن تیغ زن غنچہ دہن سیمتن آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری مجبور و ناچار بیٹھا ہی جمال قاسم کا دیکھکر بدحواس ہوئی پسینے پسینے ہوگئی تڑپ کر گری حباب کو اُٹھا کر لے گئی مگر شاخسار جب آگاہ ہوئی کہ قاسم کو کوئی لے گیا مہنکال کو تو مار ڈالا شہ اُسکا زمین پر گرا مگر شاخسار حیران و پریشان کہ شاہزادے کو کون لے گیا مجھے بڑا داغ دے گیا مگر دیکھا کہ ایک طرف برق چمکتی ہوئی جاتی ہی اُسی طرف چلی ایک صحرا مین آکر دیکھا کہ وہ حباب ٹوٹا پڑا ہی یہ دیکھکر اور زیادہ پریشان ہوئی جی مین کہتی ہی کہ کون ایسا ظالم تھا کہ میرے معشوق کو لے گیا مین نے حباب مین بند کیا تھا وہ اُس حباب کو یہان ڈال گیا یہ سوچتی ہوئی چلی مگر سیما ے ابر سوار جو قاسم کو لیکر چلی اپنے قصر مین آئی کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین آکر جمع ہوئین ارادہ ہی سیما کا کہ قاسم کو ہوشیار کرون کہ آسمان پر برق چمکی جیسے ہی ایک ساحرہ کو آتے ہوے دیکھا سیما نے قاسم کو چھپا دیا شاخسار نے آتے ہی بغصہ کہا کہ کیون بوا تم قاسم کو لائین سیما نے کہا کہ مین نے یہ نام

بھی کبھی نہین سُنا مجھکو مرد کے نام سے نفرت ہو شاخسارہ حیران ہوکر اب کیا کرون
ایک کنیز سامنے کھڑی تھی اُس سے جو آنکھ ملائی اُسنے اشارہ کیا کہ فلان کوٹھری
مین قاسم کو بند کیا ہو شاخسار اُدھر چلی سیما نے کہا اے ملکۂ عالم اُدھر کہان جاتی ہو
اُس کوٹھری مین ماران سحر بند ہین شاخسار نے کہا ماران سحر میرا کیا کرین گے
سب کو جلا کر خاک کر دونگی یہ کہکر چاہا کوٹھری کھولون کہ سیما نے سحر کیا کہ اندر
سے کوٹھری کے ایک مار سیاہ رینگتا ہوا نکلا اُسنے چاہا شاخسار پہ حملہ کرون
شاخسار نے چٹکی خاک کی اُٹھاکر ڈالدی کہ وہ مار سیاہ جلگیا جلتے ہی مار سیاہ
کے شاخسار اندر کوٹھری کے گئی دیکھا مکان روشن ہو رہا ہو خیال کرکے
دیکھا کہ قاسم ایک گوشے مین پڑے ہین شاخسار نے چاہا اُٹھالون لیکن
سیما نے سحر کیا کہ زمین شق ہوئی ایک دیو پیدا ہوا اُسنے للکار کر آواز دی کہ او
شاخسار کیون دیوانی ہوئی ہو ہٹجا ورنہ تجھکو کھا جاؤنگا یہ کہکر چنگل مارا چاہا
شاخسار کو کھا جاؤن شاخسار نے گولہ نکالکر مارا کہ دیو کے سینے کو توڑکر
پار گذرا دیو کا مرنا کہ اندھیرا ہوگیا اب شاخسار کو کچھ معلوم نہین ہوتا ہر طرف
ٹٹولتی پھرتی ہو سیما نے کہا اے شاخسار مین اِس جوان کو نہ دونگی شاخسار نے
کہا مین ابھی لیجاؤنگی آپس مین تکرار ہونے لگی سیما نے بال نوچکر سحر کیا صدہا
ماران سیاہ شاخسار پر چلے شاخسار نے ایک طاؤس سحر نکال کر چھوڑا کہ
وہ طاؤس کل ماران سیاہ کو نگل گیا چند سحر آپس مین ہوے آخر شاخسار نے
ایک ایسا سحر کیا کہ رقص و سرود کی آواز آئی آواز سُنکر سیما چہار جانب دیکھنے
لگی دیکھا ایک شجر سے آواز آتی ہو پتے مثل ساز بج رہے ہین جب سلتے ہین
تو زنگ کی آواز آتی ہو شاخون سے سارنگی کی آواز نکلتی ہو بیچ نخل سے کوئی
یہ اشعار آبدار بصد سوز و گداز گا رہا ہو نظم

وہ کھینچے تیغ جھکائے ہوے ہین ہم گردن	یہان ازل ہی سے تسلیم کی ہو خم گردن
یہ تیغ یار سے کہتا ہون کرکے خم گردن	اڑا دے تجھکو سر یار کی قسم گردن

گلے سے پھوٹ جو نکلا ہو تیرے پان کا رنگ
شراب سرخ کی ہو ساقیا قلم گردن

فراق یار مین مانع ہو میکشی سے مجھے
کچھ آج ہلتی ہو مینا کی دمبدم گردن

نکال لونگا پس قتل حسرتِ پابوس
کبھی نہ چھوڑے گی کٹکر ترے قدم گردن

قریب جس رگ گردن سے آپ ہو قاتل
ستم ہی ہو وہ تہ خنجر ستم گردن

حریم کوچۂ جانان ہو سجدہ گاہ بتان
یہان جھکا کے اُٹھاتے نہین صنم گردن

اُٹھائی ہین جو محبت مین سختیان دل نے
کبھی اُٹھا نہین سکتی وہ کوہ غم گردن

لکھا تھا خط اُسے مخفی سرنوشت کی نہ خبر
کہ نامہ بر ہی کی ہو جائے گی قلم گردن

ہم انکو وصل مین شرمندہ کرکے خود ہین خجل
جھکی ہین اُسطرف آنکھین اِدھر ہے خم گردن

اُبھار ہی ترے سینے کا کسقدر سرکش
بہت اُٹھائے نہ یہ بانی ستم گردن

حضور غیر وہ بیٹھے ہین سر جھکائے جلال
فلک کو دیکھ رہے ہین اُٹھائے ہم گردن

یہ اشعار سُنکر سیما کا چہرہ سرخ ہوگیا شاخسار نے پکار کر کہا بی بی کیون مکدر کھڑی ہو کیون سر جھکائے ہو اُس شاہزادے کی قید کہان ہی سیما نے کہا مین ابھی قیدی کو لاتی ہون یہ کہکر گئی قاسم کو لائی کہا لیجیے یہ قیدی حاضر ہی اور قاسم سے کہا آپ کی عاشق نے مجھکو بہت تنگ کیا اگر حکم ہو تو مین بھی ساتھ رہون قاسم نے کہا اگر اطاعت اسلام کرو تو میرے ساتھ چلو مین مطیع اسلام کا خود عاشق ہون سیما سے ابرسوار یہ سُنکر خوش ہوگئی بصدق دل مطیع ہوئی غرض بارہ ہزار جادوگرنیون کو لیکر یہ بھی ہمراہ ہوئی قاسم پشت مرکب پر سوار ہوے شاخسار جادو داہنی جانب رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے بائین جانب سیما قاسم دونون جانب دیکھتے ہین ایک آفتاب دوسری ماہتاب چہرے اُنکے چمک رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پہ سوار پشت پر بارہ ہزار فوج جرار سیما کو جو ساتھ قاسم کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ کیون اے جان جہان یہ کیا معرکہ ہی تم مجھسے کیا کہکر آئی تھین اور یہ کیا ہوا مجھے تو بڑا ملال ہی سحر نہ کرو تو مین مقابلہ کرون قاسم نے مرکب بڑھایا بہ مقابلہ ابلق سوار

ہین ائے اُسنے نیزہ مارا قاسم نے نیزہ توڑ ڈالا آخر تلوار چلی دو چار وار رد و قدح
ہوے تھے کہ قاسم نے کمر کو بتا کر سر پہ ہاتھ مار دیا کہ ابلق سوار کے دو ٹکڑے
ہوے مگر سماق چوب گردان اپنے مقام پر اُترا ہوا تھا اسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ شنکال جادو قاسم کے ہاتھ سے ماری گئی اور ربی سیما شریک قاسم
ہوگئین ابلق سوار مقابلے ہین آیا تھا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے ہوے
یہ خبر سُنکر سماق گھبرایا ساتھ والون سے صلاح کی سب نے یہی کہا کہ نکل چلیے
ایسا نہ ہو کہ قاسم آجاوین یہ صلاح کر کے سماق چوب گردان سوار ہوا
سارے لشکر کو ساتھ لیکر چلا کوئی چار کوس راستہ طے کیا تھا کہ زنجیرون کی آواز
کان ہین آئی دیکھا مہلال دیوانہ مع بارہ ہزار دیوانون کے آتا ہے سماق نے
جو مہلال کو دیکھا خوش ہوگیا مہلال نے کہا او سماق کہان سے آتے ہو
سماق نے کہا ہین برائے مقابلۂ قاسم گیا تھا ناچار ہو کر چلا آیا اگر نہ چلا آتا
تو اُسکے ہاتھ سے مارا جاتا مہلال نے کہا او سماق کیون گھبراتے ہو ہین اِسی
فکر ہین چلا ہون کہ جا کر اُس جوان کو پست کرون کئی قلعے قبضے ہین کر چکا سیما
ایسی ساحرہ شریک ہوئی پھر مہلال نے کہا تم میرے ساتھ رہو سر میدان ہین
چیر پھاڑ کر اُسکو کھا جاؤنگا مسلمان کا گوشت میٹھا ہوتا ہے وہ شکست فاش
دون کہ بھاگتے راستہ نہ ملے بہر نوع سماق مہلال کے ساتھ ہوا یہان قاسم
لشکر ہین آئے ہین سب خوشیان کر رہے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ ؎ گل سرخ تابد چو روشن
چراغ ؎ نگین سعادت بنام تو باد ؎ ہمہ کار عالم بکام تو باد ؎ شہریار کی عمر
دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو سماق چوب گردان جو بھاگا تھا مہلال
دیوانہ کو ساتھ لیکر آیا ہے مقابلے ہین حضور کے اُترا ہے تمام دیوانے غل مچاتے
ہین جنگل ہین دوڑتے پھرتے ہین قاسم باہر نکلے دیکھا سماق چوب گردان
نہایت تکلف سے انتظام کر رہا ہے دیوانون کو اُتار رہا ہے مہلال دیوانہ ہر ترتیب

چوبدست کو تولتا ہے اور رکھتا ہے کہ وہ جوان کہاں ہے میرے مقابلے مین آئے تو حال معلوم ہو قاسم کو یہ سنکر تاب نہ آئی پیدل میدان مین آئے پکار کے آواز دی کہ او مہلال دیوانے مین خود تیرا مشتاق ہون اُس چوبدست کا مین خواہان ہون کہ جو تیرے ہاتھ مین ہے مہلال یہ نعرہ سُنکر دوڑ پڑا سامنے قاسم کے آیا ہاتھ چوبدست کا مارا قاسم نے چوبدست کو تھام لیا ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ کے قبضے سے چوبدست نکل گئی دیوانے نے شرماکر چوبدست کو چھوڑ دیا کہا او جوان مین نے اپنا حربہ تجھکو دیا قاسم نے وہی چوبدست گھماکر مہلال کے سر پہ لگائی مہلال تو عادی تھا چوبدست پکڑ کر لپٹ پڑا ایک چنگل مارا کہ زرہ نوچ لے گیا قاسم کے بدن سے خون بہنے لگا قاسم کو جو غصہ آیا ایک تھپڑ مارا کہ چہرہ دیوانے کا سرخ ہوگیا گال سہلانے لگا قاسم لپٹ پڑے دیوانے نے شانے پر قاسم کے چکٹ ماری بوٹی نوچ لے گیا قاسم نے دوسرا طمانچہ مارا کہ مُنھ سے دیوانے کے بوٹی نکل پڑی اور کاٹنا موقوف کیا اب قاسم سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین پہر بھر کی کشتی مین قاسم نے دیوانے کو زیر کیا دیوانے نے کہا ذرا خود تو سر سے ہٹائیے قاسم نے جو خود سر سے ہٹایا دیوانہ قدمون سے لپٹ گیا کہا او شہریار مین نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ عالم رویا مین تشریف لائے آپکی زلف خلیلی کا پتہ دیگئے تھے مین بصدق دل مسلمان ہوتا ہون اپنے ساتھ کے دیوانون کو آواز دی کہ آکر قدمبوسی کرو سماق نے دیکھا سب دیوانے چلے حیران ہوگیا ہر چند کہ چاہتا ہے روکون مگر کوئی دیوانہ نہین رُکتا سماق گھبرا کر سوار ہوا اپنا لشکر لیکر بھاگا چاہتا ہوا اپنے قلعے مین پہونچ جاؤن قضائے کار بدیع الزمان لشکر سعد سے جدا ہوکر برائے شکار آتے تھے اُس لشکر کو دیکھکر جا پڑے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در رزم کین	توانم کشم آسمان بر زمین

زتیغم لبے ملک اسلام شد	کہ سر قند با خنجر نا حم شد
عبد بدیع خوبی شہ انجمن	بدیع الزمان گرد لشکر شکن

الغرض چلنے لگی بدیع الزمان کے ہاتھ سے کئی افسر مارے گئے بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب سماق پہونچے سماق نے جو بدیع الزمان کو دیکھا جمال جہان دیکھکر ٹھہر گیا کہا اے شہریار مین آپ کی اطاعت کرتا ہون بدیع الزمان نے سماق کو مسلمان کیا ان بارہ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر چلے اب منظور یہ ہوا کہ سعد کے لشکر مین نہ جاؤن بدیع الزمان کا قصد ہے کہ اپنے کو صفائے جمشید مین پہونچاؤن لوگون نے عرض کی کہ حضور بدون رسائی طلسم کشا ہرگز راستہ نہ کھلیگا بدیع الزمان نے کچھ نہ مانا اور کوچ کر کے چلے مگر قاسم نوجوان جو دیو اُنکو ساتھ لیکر لشکر مین آئے دیوانہ دمبدم بگڑ جاتا ہے قاسم اُسکو تنبیہ کرتے ہین تب دیوانہ اطاعت کرتا ہے ذرا سی کوئی بات ہوئی اور دیو اُنکے چھ بدست مارہ دی قاسم عادی ہو گئے ہین چھ بدست چھین لی اور دسے کا جہان جہاتی پر سوار ہو کر خنجر کھینچا دیوانہ منت کر کے اپنے کو بچا لیتا ہے قاسم نے شمار لشکر کیا بیدار تاجدار و نیرنگ تاجدار افسر غیر ساحران ہین ملکہ سیما بستان خسار افسر جانہ وگرد ون کی اس دھوم سے لشکر لیکر چلے جاتے ہین کہ شب سے قبل پہونچون قریب ایک کوہ کے پہونچے کہ بالائے کوہ ایک قلعہ ہے شلنگ صحرانشین اُس قلعے کا حاکم ہے قلعے مین اپنے بیٹھا تھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک لشکر گران آتا ہے عیار اُسکا ضرصل تیز رو کہ سامنے حاضر تھا حکم دیا کہ اے ضرصل دریافت تو کرو کہ یہ لشکر کسکا ہے اور کون ایسا سرکش ہے کہ ہماری عملداری مین آکر اتر ا نام ہمارا نہین سُنا بلکہ حاکم لشکر کے پاس جانا اور کہنا کہ یہ مقام شلنگ صحرانشین کا ہے اور تجھے بلا اجازت لشکر اُتارا ہے بس بہتر اسی مین ہے کہ لشکر اپنا فوراً یہان سے اُٹھا لے جاؤ عیار چلا لشکر قاسم مین آکر دیکھا کہ جوانان صف شکن تیغ زن

ہوا بیجا اُترے رہے ہین بارگاہین استادہ ہو رہی ہین ایک سے اُسنے پوچھا کہ افسر اعلیٰ کہان صاحب ہین قاسم دربارگاہ پر کھڑے ٹہل رہے ہین اُس شخص نے اشارہ کیا کہ ہمارے افسر اعلیٰ یہ ہین عیار ادب سے سامنے قاسم کے آیا جاہ و جلال دیکھکر اسے تسلیم ختم ہوا ہاتھ باندھے سامنے کھڑا ہے کچھ منھ سے نہین نکلتا قاسم نے پوچھا اے عیار طرار کیا کچھ پیغام لایا ہے جو بیان کرنا ہو وہ بیان کر عیار نے کہا افسر ہمارا حکم کرتا ہے کہ ہماری سرحد مین نہ اُترو۔ قاسم نے کہا شلنگ سے کہدینا کہ ہم تمھارے مقابلے کے مشتاق ہین یہ خبر سنکر وہ بھاگا سامنے شلنگ کے آیا بیان کیا کہ وہ جوان کہتا ہے کہ ہم تو مقابلہ شلنگ کے مشتاق ہین شلنگ نے ایک چیخ ماری کئی ہزار افسر ساٹھ ہزار جوان جمع ہو گئے فوج کو دیکھکر حکم کیا کہ پہاڑ سے اُترو اس جوان کو گھیر لو ایسا نہ ہو کہ یہ جوان نکلجائے قدرت نے فرمایا ہے کہ جو اس جوان کو گرفتار کریگا اُسکو اپنا نائب کرونگا یارو تمکو بڑے مرتبے ملین گے افسران فوج سبکو ساتھ لیکر اُترے مقابلہ لشکر قاسم مین آئے قاسم نے بھی اپنے لشکر کو درست کیا قریب شام شلنگ بھی کوہ سے اُترا لشکر مین اپنے داخل ہوا حکم دیا کہ فوراً طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارہ رزمی گرگڑایا تیاریان ہونے لگین دوسرے دن صبح کو کہ آفتاب عالمتاب نے جلوہ اپنا دکھلایا میدان چرخ زبرجد مین آیا تمام میدان روشن ہوا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی آوازین دینا شروع کین کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فرموز جنگ است جنگ باید کرد وبلا کوشش تمام ونتنگ باید کرد وبلا جوانان صف شکن آوازدیتے ہین بیت آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من آن منم کاندر میان خاک وخون بینی سرے۔ بلا پھر طرف ہنگامہ ہو شلنگ نے جب دیکھا کہ نقیب نقابت کر چکے تو گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ اے جوانان صف شکن وبہادران تیغ زن جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نکلکر مجھسے مقابلہ کرے سردارون نے قصد کیا تھا مگر قاسم نے سب کو روکا ابرش اسمعیلی بڑھایا

مقابل شلنگ مین آئے شلنگ نے جو جمال جہان آرا دیکھا محو دیدار ہوگیا
مثل آئینہ حیران ومثل زلف پریشان ہوا پوچھا حضور کا نام نامی کیا ہی قاسم نے
فرمایا ذکر سنا ہوگا کہ فرد آفتاب مشرق دین پرورہی بادشہ سوار للل پوش
خاوری ہاد نبیرہ صاحبقران قاسم نوجوان ہم لوگ اس لیے عازم ہوے
ہین کہ بادشاہ کو تکلیف کم ہو شلنگ نے کہا ای جوان مجھکو تیری صورت پر
رحم آتا ہی اگر میرا حربہ چل گیا تو پھر بچنا دشوار ہی قاسم نے جواب دیا کہ مین اگی
حربے کا مشتاق ہون کہ جو حربہ ہتا دیتا ہی یہ سنکر شلنگ نے گینڈ اپیچھے ہٹا یا
نیزے کو گردش دیتا ہوا خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا اور پکار کر آواز دی یہ وار تو ہمنے تمھارا روک لیا اب دوسر
وار کے مشتاق ہین شلنگ نے پھر نیزہ مارا قاسم نے ایکے مرتبہ سنان سے
بچکر نیزہ شلنگ کا ہوائی کیا جب شلنگ کا نیزہ نکلگیا تو شلنگ بہت محجوب
ہوا کہا ای شہریار ربیرے آپ کے کشتی مین امتحان ہوجاے اگر آپ غالب
آوینگے تو مین آپ کی اطاعت کرونگا اور جو مین غالب آؤن تو آپ میری
اطاعت کرین قاسم گھوڑے سے کود پڑے ادھر سے شلنگ کود ا قاسم
اور شلنگ سے کشتی ہونے لگی مگر شلنگ عاجز ہورہا ہی جہان پر شلنگ
پکڑ لاتا ہی قاسم تڑپ کر نکلجاتے ہین قضاے کار دختر شلنگ سحر الشین مسمے
میمونہ نازک اندام بالاے کوہ سے دیکھ رہی ہی کہ قاسم نے شلنگ کو
عاجز کر دیا ہی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو حقیقت مین باپ میرے کمال
کر رہے ہین کہ جو اس جوان سے لڑتے ہین ایسا نہ ہو کہ کولہ وغیرہ اتر جاے
دیکھو قاسم نے پیچ باندھا مگر والد نے توڑ کیا کنیزین کہہ رہی ہین کہ حضور
شلنگ زیر کر لینگے میمونہ کہتی ہی صاحبو ذرا خیال کر کے دیکھو کہ کس طرح باپ
روک رہے ہین حقیقت مین یہ جوان کل علوم مین فایق ہی جب تو سب مسلمان
بلوہ کر کے آئے ہین کل اقلیم مین مقابلے پڑ رہے ہین وہ پھر ڈھلنے ڈھلتے قاسم

ریلکرلے دوڑے شلنگ چاہتا ہو نہ ہٹنون پانؤن ایک مقام پر گاڑ دیے قاسم نے جو ہکہ مارا کولر شلنگ کا اتر گیا بیہوش ہو کر کاندھے پر سے رکھدیا قاسم نے اپنے ہاتھون پر روکا پکار کر آواز دی کہ یارو اس صید زبون کو سامنے سے لیجاؤ جب کو لہ اسکا بیٹھے گا تب آکر لڑیگا افسر لشکر شلنگ کا سالار زرد پیشانی دوڑ پڑا شلنگ کو آکر ہاتھ سے قاسم کے لیا لیکر ہوادار پر سوار کیا مگر شلنگ نے آنکھ کھولدی درد سے کراہ رہا ہے کہا اے شہر یار مین آپ سے زیر ہوا اب آپ سے مقابلہ نہ کرونگا آیندہ آپ کو اختیار ہے مین ہر نوع تابعدار ہون آپ میرے قلعے مین تشریف لے چلیے سب کو مسلمان کیجیے لیکن یہ مکر مطیع ہوا قاسم نوجوان بھی شلنگ کے ساتھ ہوے بالاے کوہ آکر مقام صدر پر بیٹھے سالار بھی کلمہ پڑھکر بہ مکر مسلمان ہوا مگر شلنگ سے جھک جھک کر کچھ کہ رہا ہے قاسم نے جو سنا تو سالار کہتا ہے کہ اے شہنشاہ اب وعدہ وفا کیجیے شلنگ نے جواب دیا اگر میرا اختیار ہوگا تو مین ضرور شادی میمونہ کی تیرے ساتھ کرونگا مگر مجھکو کچھ اور رنگ معلوم ہوتا ہے کل شب کو میمونہ قاسم کی تعریفین کر رہی تھی سالار نے کہا مین آپ کے لشکر کا افسر ہون فساد برپا کرونگا شلنگ خاموش ہو رہا ادھر میمونہ نے دیکھا کہ باپ میرے قاسم کو ساتھ لائے بالاے کوہ پہونچے اب شلنگ نے اپنے ہاتھ سے جام بھرا اُس مین بیہوشی ملائی سامنے قاسم کے لایا کہا اے شہر یار یہ جام اصلاح ہے چاہتا ہون کہ میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے کہ سب اہل قلعہ جان جاوین کہ شلنگ نے اطاعت قبول کی قاسم نوجوان نے بے اندیشۂ انجام جام پی لیا پیتے ہی بیہوش ہوے شلنگ نے آواز دی کہ آہنگرون کو بلاؤ قاسم کو مسلسل و مطوق کیا قید خانے مین بھیجا مگر میمونہ یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہے کہ قاسم کو مکر سے قید کر لیا قید خانے مین بھیجا میمونہ بیقرار ہو گئی کہتی تھی صاحبو والد نامدار نے بہت برا کیا حقیقت مین ایسا جوان صاف باطن اُسکو یون دھوکا دیا یہ مناسب نہ تھا کنیزون نے عرض کی آپ رات کو

قید خانے مین چلیے گا قید سے رہا کر دیجیے گا تب مطلب حاصل ہو جائیگا میمونہ نے کہا میرا تو یہ حال ہے قلب پہ ہجوم غم و ملال ہے نظم

مجھے جسدم خیال جلوۂ جانانہ آتا ہے — تو یاد اہو دل کلیم و طور کا افسانہ آتا ہے
خود آرائی شب وصلت وبال جان عاشق ہے — سحر کر دیتے ہین وہ ہاتھ مین جب شانہ آتا ہے
فراق یار مین اسدرجہ دل کو بیقراری ہے — مرے سینے سے جو نالہ ہے بیتابانہ آتا ہے
سلیمان پیش رو ہین اور جلو مین خضر و عیسیٰ ہین — شہ خوبان سراپا شوکت شاہانہ آتا ہے
جو رہبر ہو بین وہ سودائی ہین اس صحرائے وحشت مین — نہ تنہا قیس ہے اس دشت سے دیوانہ آتا ہے
نشان میرا جو پوچھے قیس تو اے خضر کہدینا — کہ آگے اس سے وحشت خیز اک ویرانہ آتا ہے
بہا دیتی ہے آنسو شمع جلکر آتش غم سے — اسے جسدم خیال سوزش پروانہ آتا ہے
حرم کی راہ ہے معلوم رعنا کو پرای زاہد — خیال خدمت دیرینۂ بتخانہ آتا ہے

کنیزین خاموش ہو رہین سمجھین میمونہ کو جوش و خروش ہے یہ کسیکا کہنا نہ مانے گی وہی ہوا کہ دن تو تڑپ تڑپ کے کٹا شام کو میمونہ نے خنجر ہاتھ مین لیا کہا ہمارا ساتھ کون دیتا ہے چند کنیزین اٹھین میمونہ کو ساتھ لیکے نقب کھودنے لگین وہ پھر مین نقب کھد چکی قید خانے مین آکر دیکھا کہ قاسم سرنگون بیٹھے ہین مگر کچھ اشعار پڑھ رہے ہین جیسے کوئی کسی کی یاد مین ہوتا ہے میمونہ سمجھی کہ یہ اپنی معشوقون کو یاد کرتے ہونگے مہرہ نقب کا توڑ کر سامنے آئی قاسم کی نگاہ پڑی کہ ایک معشوقہ ہے پری چہرہ نہایت کمسن بقول قمر نظم

بال بکھرے ہوے وہ چہرے پر — ابر ہے جسطرح سے گرد قمر
اسکے گیسو یون پیچ کھاتے تھے — سانپ جسطرح غصے مین ہوئے
چشم مستانہ وار حد سے سوا — لال ڈورے کھنچا کھنچا نقشا
قاتل خلق کا فن پُر فن — تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ رہزن
طاق ابرو کا مرتبہ ہے سوا — جنکی مشتاق ہوئے خلق خدا
ایسے خنجر تھے ابروے کافر — زخم جنکے کبھی نہ ہون ظاہر

یہی کہتے ہین بعض نکتہ بین ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
گورے گورے وہ عارض پرنور رنگ گل جنسے ہو گئے کافور
سہ کاکل جو اٹھنے پڑ جائے صاف منھ پر تمانچہ پڑ جائے
رنگ گل گر مقابل ہو آئے ہو یقین وہ بھی اپنے منھ کی کھائے
پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لال زرد ہو جائے جنکو دیکھکے لعل
وہ دہن تنگ حقۂ گوہر یا اسے کہیے غنچۂ گل تر
وہ گلا یار کا صراحی دار پتلی پتلی رگون کا جس سے ابھار
لوح سیمین وہ سینۂ پرنور صاف شفاف مثل سینۂ حور
ابھری ابھری وہ گات تھی اسپر قبۂ نور جنکو سمجھے بشر
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے تو لگالے وہ اپنے سینے سے
ساق پا ہین تو نور کا ہے ظہور یا تراشی ہوئی ہے شاخ بلور
پائجامے مین یون ہے جلوہ فگن شمع فانوس جیسے ہو روشن
لال منہدی سے دونون تھے کف پا ہاتھ ملتا تھا اپنا دزد حنا
قد کی تعریف مین ہے حیرانی کلک قدرت کہون کہ سرو یہی
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا
دل عاشق نے بیقراری کی شعلۂ غم نے آگ بھڑکائی
ہاتھ اور پانون تھرتھرانے لگے اشک آنکھون مین بھر بھر آنے لگے

قاسم نے اُس سے پوچھا کہ آپ کون ہین اور کیون تشریف لائی ہین میمونہ نے جواب دیا اے شہریار جسوقت سے مین نے آپ کو دیکھا کہ شلنگ نے قید کر لیا اِسقدر دل بیقرار ہوا کہ آخر نقب کھود کر آئی ابھی شب باقی ہے نکل چلیے قاسم نے قید توڑ ڈالی میمونہ نے کنیزون سے کہا گھوڑا لاؤ کنیزین گھوڑا جاکر لائین قاسم نکلکر سوار ہوے میمونہ بادبان پر طرف صحرا کے چلے صبح شلنگ کو

خبر ہوئی کہ میمونہ قاسم کو لیکر بھاگ گئی سالار زرد پیشانی یہ خبر سُنکر بہت
جھلایا کہا کیون اے شہنشاہ آپ نے میرے ساتھ شادی کر دی آخر یہ انجام
ہوا فوج مجھکو ملے مین جاکر اُنکو پکڑ لاؤن شلنگ نے کہا فوج موجود ہے لیجاؤ
مگر وہ جوان ایسا نہین ہے کہ جسکو گرفتار کر لاؤگے سالار نے کہا اِسقدر فوج میرے
ساتھ ہوگی وہ جوان کیا کریگا آخر گرفتار ہوجائیگا مین گرفتار کرکے لاتا ہون
بارہ ہزار فوج لیکر سالار زرد پیشانی چلا اُدھر قاسم اور میمونہ جاتے ہین
چند کنیزین ساتھ ہین ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے جاتی ہے کہ صحرا سے
گرد اُڑی افہام تاجدار کہ دس ہزار فوج سے آتا تھا دور سے اِسکی نگاہ پڑی
دیکھا ایک نقابدار اور چند عورتین جاتی ہین میمونہ نے جو آواز اُسکی سُنی
گھوڑی کو پیچھے ہٹایا گھوڑی نے جو بدلگامی کی نقاب چہرے سے ہٹی افہام
کی جو نگاہ پڑی عاشق ہوگیا پُکار کر کہا اے نقابدار ذرا اِسطرف آئیو بہت
بیقرار ہون قاسم نے نعرہ کیا کہ او بے ادب کیا بکتا ہے یہ ہمارے قبضے مین ہے
خبردار اِسکی جانب نہ آنا مگر افہام نے نہ مانا فوج کو اِشارہ کیا کہ نقابدار کو
گرفتار کر لاؤ اِس جوان کا سر کاٹ لاؤ کہ ہمارے حکم سے اِنکار کرتا ہے کل فوج
لینا لینا کہکر چلی قاسم نعرہ کرکے جا پڑے فوج کو درہم و برہم کر دیا ملکہ الگ سے
تیر مار رہی ہین جسکو دیکھا قریب قاسم کے آیا اُسکو تیر مار دیا تیر ملکہ کا خطا نہین
کرتا بند نقاب درست کر لیے ہین افہام تاجدار نے جو دیکھا کہ یہ جوان گرفتار
نہین ہوتا گھوڑا اپنا بڑھایا چاہا مقابلہ قاسم مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی
سالار زرد پیشانی مع فوج کے آگیا اِسنے دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار
سے جنگ ہو رہی ہے وہین سے نعرہ کرکے آپڑا قاسم نے جو دیکھا کہ سالار
بھی آپڑا گھوڑے کو بڑھایا جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب سالار کے
پہونچے فوج سالار نے اِسقدر کوشش کی کہ قاسم کو قریب سالار کے نجانے
دیا چہار جانب سے نیزے و تیر مار رہے ہین کئی تیر قاسم کے جسم پر پڑے تیر

کھا کر قاسم کو غصہ آیا پا پارک کو جنبش دی گھوڑا اُڑایا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے
قریب سالار کے پہونچے سالار زرد پیشانی نے کہ جھلایا ہوا تھا ہاتھ تلوار کا مارا
قاسم نے کلائی تھام لی کمر زنجیر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا افہام نے جو دور سے دیکھا
کہ وہ سپہ سالار پکڑا گیا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے جو پلٹ کر ہاتھ مارا تو
افہام تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے مار کر افہام کو سالار کو ہاتھون پر تولکر
طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت ہاتھ مار دیا چورنگ ہوا قلم کیا دونون
افسر جو مارے گئے فوجون مین صداے الامان بلند ہوئی قاسم نے ہاتھ روکا
سب افسر آکر قدمون پر گرے قاسم نے سب کو مسلمان کیا دونون لشکر شریک
ہوے مگر چند کس بھاگ کر پاس شلنگ کے پہونچے سب کیفیت بیان کی شلنگ
شلنگ نے کہا آخر کہان جاوینگے خبر اپنے مقام پر اُترو مگر قاسم اُس لشکر کو لیکے
چلے اور میمونہ بھی ہمراہ ہو کر دیکھا ایک طرف سے ایک پہلوان گینڈے پر سوار
بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر بہ صد کر و فر آتا ہو اُسنے وہین سے آواز دی کہ اے جوان
کہان جاتا ہو منم سرشار صحرا نشین یہ وہ بیشہ ہو کہ شیر بھی قدم نہین رکھتے مگر تم
اِسطرف کیونکر آئے بارہ ہزار جوان لینا لینا کہکر آپڑے ناظرین کو یاد ہوگا کہ
قاسم کے ساتھ شاخسار جادو و ملکہ سیماے ابر سوار ہین دونون عاشق
جمال ہر وقت صورت زیبا دیکھا کرتی تھین جب اُنھون نے خیال کیا کہ قاسم
قلعۂ شلنگ مین گئے اور پھر برآمد نہ ہوے اُنکو شک ہوا یہ براے تلاش
قاسم لشکر کو اُسی مقام پر چھوڑ کر روانہ ہوئین قضاے کار اُسوقت اُس مقام
پر پہونچین کہ سرشار صحرا نشین و قاسم سے مقابلہ پڑا ہوا ہو مگر قاسم مُست لڑ رہے
ہین سارے مین سپر کے اپنے کو بچاے ہوے جنگ کر رہے ہین افسران
فوج اپنی فوجون کو ترغیب دے رہے ہین ہر طرف سے یہی غل ہو کہ اِس جوان
کو گرفتار کر لو مگر قاسم اِسطرح کا بیدار مغز ہو کہ پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہا ہو
اور خوب مصروف جنگ ہو شاخسار و سیما نے آکر دیکھا کہ قاسم مصروف

جنگ ہین مگر نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہی کہ قاسم کی تلوار بہت کم کاٹتی ہی شاخسار و
سیما نے آپس مین صلاح کی کہ قاسم نوجوان الیاجری و بہادر ہست کیون لڑ رہا ہی
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی باعث ہی سیما نے کہا یہ جو طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی جب
اسکی آواز کان مین پڑتی ہی تب شہریار سست ہوجاتے ہین سیما نے کہا مین ابھی
اسکو مٹا دیتی ہون یہ کہکر سحر کیا کہ ایک عقاب کلان اُڑتا ہوا آسمان سے
آیا اُس طائر پر گرا چیر پھاڑ کر اُسکو پھینک دیا جب لاشہ زمین پر گرا تو معلوم
ہوا کہ ایک ساحرہ نے بعد مرنے کے صورت بدلی مرنا اِسکا کہ قاسم ہر چند
کہ زخمدار ہین مگر مردانہ وار لڑنے لگے سرشار صحرا النشین کو اِسی ساحرہ کا گھمنڈ
تھا کہ جس جنگ پر جاتا تھا یہ اُسکا ساتھ دیتی تھی انجم جادو نام تھا جب یہ آواز کان
مین پہونچی کہ کشتی مرا نام من انجم جادو بو دگھبراگیا ساتھ والون سے کہا کہ
یار و اِس جوان پر غالب ہونا بہت دشوار ہی اِسکے ساتھ یہ دو جادوگرنیان
بلائے روزگار ہین معین کو ہمارے مار لیا اب تم سب کی خوشی ہو تو اطاعت
کرون اطاعت کے پردے مین کوئی کام ہوجائے گا ساری فوج بدل تو ہوہی
تھی سبنے کہا کہ بہت مناسب ہی یہ دل سے اپنے باتین کرتا ہوا سامنے قاسم کے
آیا یہان دونون جادوگرنیون نے لشکر کو پامال کر ڈالا ہزارون کے سر کٹے
پڑے ہین سرشار صحرا النشین پکار اُٹھا کہ اے شہریار مین اطاعت کرتا ہون اور
امیدوار ہون کہ اطاعت میری قبول ہو قاسم تو صاف باطن ہین فوراً ہاتھ
روک لیا سرشار آکر قدمون پر گرا کلمہ پڑھا یہ مکر مسلمان ہوا افسر بھی آکر قدمون پر
گرے قلعۂ سرشار بھی قبضے مین آیا اب سب لشکر قاسم کا بھی آگیا بیرون قلعہ
سب اُتر پڑے قاسم کو سرشار قلعے مین لایا شاخسار و سیما منع کرتی تھین کہ
قلعے مین نہ جائیے تازہ مسلمان ہوا ہی ایسا نہ ہو کہ سرکار کے ساتھ کچھ مکر کرے
قاسم نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ سرشار کے قلعے مین آئے سرشار نے
قلعے مین لاتے ہی ایک جام لبریز کیا اُس مین بیہوشی ملا کے قاسم کے سامنے

پیش کیا قاسم نے نوش کر لیا جام پیتے ہی گھبرائے کہا کیون ای سرشار اِس
شراب مین کیا تھا کہ پیتے ہی ہاتھ پانوں مین رعشہ آگیا سرشار نے پکار کر کہا او
نبیرۂ صاحبقران کیا تجھے زندہ چھوڑونگا تو نے بڑا ستم کیا کئی سرافسر میرے
مارے گئے انجم جادو قتل ہوئی اب تجھکو بیچل کے صحرا مین قتل کرونگا قاسم
جھلا کر اُٹھے بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے سرشار نے اشارہ جو کیا
آہنگر آکر موجود ہوے مسلسل و مطوق کر کے قاسم کو اراب پر ڈالا فوج
کو ساتھ لیکر دوسرا دروازہ قلعے کا کھولکر قاسم کو لے نکلا یہان بیرون قلعہ
سب سردار ایک بارگاہ مین جمع ہین مگر شاخسار کہہ رہی ہو کہ صاحبو آقا کی
خبر منگاؤ مجھکو تردد ہو کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ سرشار نے قاسم کو گرفتار
کر لیا دوسرے دروازے سے نکل گیا سب سردار تلوارین ٹیک کر اُٹھے
شاخسار نے کہا مین جاتی ہون راہ مین جا کر رہا کرونگی کیا اُس بیحیا کو جانیدونگی
مگر سرشار قید قاسم لیے ہوے تین کوس پر پہونچا تھا ٹھیک دوپہر کا وقت
ہو کہ اِتنے آسمان پر ستارے دیکھے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ اختر جلد میرے
پاس آؤ ملکہ انجم قتل ہوگئین مگر افسر لشکر کو لایا ہون کہ ایک ستارہ اُنمین سے
زمین پر گرا غلطک مار کر ایک ساحرہ موسوم بہ اختر جادو کی شکل بنا اختر جادو
روتی ہوئی سامنے آئی کہا کیون بھائی صاحب کیا انتظام بگڑا کہ تمسے قلعہ
چھوٹا جنگل مین مارے مارے پھر رہے ہو سرشار نے سب حال بیان کیا
اختر نے کہا اِسی مقام پر ٹھہرو میدان خونی کی تیاری کرو اُس نوجوان مقید کو
لاؤ ابھی قتل کرینگے اُسی وقت دارین اِستادہ ہونے لگین جلادان مریخ صولت
خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے آوازین لگانے لگے کہ کون گنہگار شاہی ہو کہ
ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرین اختر نے آواز دی بس اب زیادہ
باتین نہ بناؤ ایک خنجر مارو کہ انجم کے خون کا بدلہ ہو ای سرشار مین سوچ رہی
ہون کہ مسلمانون کے مقابلے مین جادوگری کا بچنا دشوار ہو انکا خدا ایسے نادیدہ

ہر مقام پر مدد کرتا ہی اِنکا قتل ہونا دشوار ہی اے سرشار اگر اِس جوان کو مار لیا تو
پھر تیرے مقابلے ہین کوئی نہ آئیگا اور ہین حصار سحر کیے دیتی ہون کوئی نہ آسکیگا
ہر چند کہ اسکے ساتھ دو جادوگر نیان ہین جو سحر ہین طاق شہرۂ آفاق ہین اور اس
پر عاشق ہین یہ کہکر اختر نے جھولی سے ماش کے دانے نکالے چاہتی ہی کہ
پھینکون کہ آسمان سے نعرہ ہوا او اختر کیون شانتین آئی ہین منم شاخسار
یہ کہکر آتے ہی سحر کیا کہ قاسم پر برق گری اُس برق نے ہتھکڑیان بیڑیان
کاٹین اور وہی برق چمکنے لگی قاسم نے جو اپنے کو قید سے رہا پایا فورًا اپنے
مقام سے اُٹھے ایک سوار کو مار کر تلوار لی اور اُسی کے گھوڑے پر سوار
ہو کر لڑنے لگے اختر نے یہ دیکھا کہ قاسم جنگ کر رہے ہین اور شاخسار
آسمان پر ٹھہر رہی ہی چاہتی ہی کہ اختر سحر کرے تو سحر کرون مگر اختر جادو نے
جو لشکر کو ہراسان دیکھا کہا اے ملکۂ عالم کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو ایک
سحر مین زمین ہلا دونگی شاخسار نے آواز دی کہ تجھکو قسم ہی جمشید ثانی کی کہ
سحر کر اختر جادو نے کچھ خاک اُٹھا کر پھینکی صحرا مین غبار بلند ہوا قاسم اُس
غبار کو دیکھکر آنکھین ملنے لگے جو حریف قریب آتا ہی تلوار مار کر بھاگتا ہی بلکہ
شاخسار نے آسمان سے دیکھا کہ طور جنگ قاسم بدل گیا دستک دی پانی
برسایا وہ غبار دفع ہوا قاسم لڑتے بھڑتے طرف سرشار کے جاتے ہین کہ
صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی کل لشکر قاسم کا آکر پہونچا شریک جنگ ہوا اب
اختر نے جو دیکھا کہ کل سردار ان قاسم آگئے ایسا نہ ہو کہ سرشار مارا جائے
تڑپ کر سرشار پر گری پنجہ کمر مین دیکر لے بھاگی جنگ شاخسار سے منہ پھیرا
چاہتی ہی کنارے ہو کر نکلجاؤن مگر سیماے ابر سوار نے جو ایک درخت پر پتون کی
آڑ مین بیٹھی ہوئی تھی للکارا کہ او بھگوڑی کہان جاتی ہی اختر نے جو سیما کو
دیکھا چاہا پلٹون اُدھر سے شاخسار کا نعرہ ہوا اب اختر پریشان ہی کہ اگر
داہنے پر جاتی ہون تو سیما روکے گی اور اگر بائین پر جاؤن تو شاخسار

ٹوکے گی اس خیال مین تھی کہ شاخسار نے سامنے آکر دستک دی اور پکارا کہ اے
دلفریب جلد آؤ بی اختر تمھاری مشتاق ہین یہ بھی وقت کے اتفاق ہین اختر نے
پلٹ کر دیکھا کہ صحرا سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے
بہ خوش الحانی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہی

نظم

لہو سے دامن قاتل جو آج لال ہوے — شہید ناز کو کیا کیا نہ انفعال ہوے
گلے زبان پہ آئے بہت ملال ہوے — جو ہجر مین تھے وہ صدمے شب وصال ہوے
ہوا زوال اگر صاحب کمال ہوے — بلند مرتبہ ہم صورت ہلال ہوے
شباب یار نے پائی نمود سینے سے — بہار باغ مین آئی شجر نہال ہوے
رقیب سفلہ کرین عیش ایک ہم پیدا — الم کے واسطے اے رب ذو الجلال ہوے
سمند ناز کی جولانیون نے ڈھایا ظلم — ہزار ہا دل عشاق پائمال ہوے
شب وصال نہ شانے نے انکو فرصت دی — یہ گیسوے جانان مجھے وبال ہوے
نہ آیا وعدہ فراموش کیا کرون رعنا — کہ انتظار مین کیا کیا مجھے خیال ہوے

اُس نازنین نے آکر اختر سے آنکھ ملائی اور پکار کر آواز دی بوا اختر باغ مین
جوش بہار ہی سب سامان موجود ہی تمھارے سب مشتاق ہین سرشار کو ساتھ
لیکر چلو باغ مین چلکر عیش کرو ہم بھی تمھارے ساتھ ہین جو حکم دوگی وہ ہم بجا
لاوینگے سر دسان باغ کا پیغام لائی ہون یہ آواز سنکر اختر نہال ہوگئی کہا بوا
دلفریب کیا مژدہ دیا ہی کہ دل شگفتہ ہوگیا مین بھی یہی چاہتی ہون کہ بعد بہن کے
مرنے کے سرشار کا ساتھ دون اِس سے آشنائی کرون اپنے قلعے مین چھپکر بیٹھے
اب کسی کو نہ روکے نہ ٹوکے اُس نازنین گلپوش نے جواب دیا کہ جو آپ کی
راے ہی وہی درست ہی یہ کہکر وہ نازنین قریب آئی اختر کا ہاتھ تھام لیا
گاتی ہوئی لے چلی ہر قدم پر ناز و غمزے کرتی ہوئی اختر سرنگون آنکھون مین
آنسو بھرے ہوے سرشار کو ساتھ لیے ہوے جاتی ہی سرشار نے کہا کیون
ملکۂ عالم کہان چلوگی اختر نے کہا دلفریب نے خبر دی کہ باغ پر بہار ہی وہان

تشریف لے چلیے ہین کیونکہ اُسکا کہنا نہ ماننا ایسا نہ ہو کہ کچھ سزا دے سرشار نے
کہا مین بھی خواہان ہون کہ بعد انجم کے تمسے ملاقات کرون تم بھی خوش رہو مین
بھی خوش رہون اگر کچھ عذر ہو تو بیان کرو اختر نے کہا تمسے عذر کیا ہے مین نے
میری کئی سال نباہے اُسی طرح مین بھی بسر کرونگی دوسرے مرد کی شکل نہ دیکھونگی
اگر براہ گلی مین البتہ اتفاق ہو جائے تو معاف کرنا بچون مین اُسکا ذکر نہ آئے
وہ لوگ حقہ پانی بند کر دینگے اُسوقت مشکل ہوگی کہ پنچ بہ نگاہ حقارت دیکھینگے
نگر دلفریب دونون کو فریب دیتی ہوئی لیکر ایک باغ مین پہونچی کہ سارا باغ
سرسبز وشاداب ہے نہرین لاجواب عروسان چمن اکڑ رہے ہین پودے نخل کے
سرسبز وشاداب پھولے پھلے ہوے چمنہاے طولانی نہایت نکاھت سے
آراستہ طائرون کی زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی زیبائی یہ رنگ باغ دیکھکر اختر
سرشار کو لیے ہوے وسط باغ مین آئی چبوترے پر فرش بچھا تھا اُسپر
لاکر سرشار کو بیٹھی خواہان وصل ہوئی کہ پہلو سے آواز آئی کہ او ناہنجار
خبردار ایسی حرکت نہ کرنا دیکھا ایک زنگی سیاہ رو تیغ برہنہ کھینچے ہوے آیا
اور آتے ہی سرشار پر حملہ کیا تب سرشار گھبرا گیا چاہا بھاگ جاؤن مگر
اُس زنگی نے نہ جانے دیا گھیر کر سرشار کو مارا جب سرشار قتل ہوا تو اختر
بہت روئی دلفریب نے کہا بی بی کیون روتی ہو یہ زنگی اُس سے بہتر ہے
بہت آرام سے آپ کو رکھیگا آپ کو فرحت حاصل ہوگی ایسی اطاعت کریگا
کہ آپکی تسکین دل ہوگی اختر یہ سنکر زنگی سے لپٹنے لگی زنگی نے ایک ہاتھ اختر کو
بھی مار دیا اختر کے بھی دو ٹکڑے ہوے وہان جنگ مین جب فوج نے
دیکھا کہ دونون افسر چلے گئے نہ اختر ہے نہ سرشار اور شاخسار نے سحر بھی کیا
تو سب لشکر والے چادرین ہلانے لگے سب آکر قدمبوس ہوے جب سب
مسلمان ہو چکے تو سب کو ساتھ لیکر قلعۂ سرشار مین آئے اب جو شمار کیا تو
ڈیڑھ لاکھ فوج ہے چالیس پچاس افسران نامی اسقدر فوج کا جماؤ دیکھکر قائم

شاخسار سے صلاح کر رہے ہین کہ اب مقابلہ جمشید مین چلین شاخسار نے
کہا مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ ابھی بادشاہ کو لوح نہین ملی جب وہ مقابلے مین جمشید
کے پہونچین تب آپ بھی تشریف لے چلیے خوب مقابلہ پڑیگا مگر جسدن جمشید
لڑیگا زمین تھرائیگی آسمان سے آگ برسے گی سوا اے طلسم کشا کے اور کسی کو
نہ مانیگا یہ قلعہ کہ مقام محفوظ ہی یہین تشریف رکھیے مین خبر دیتی رہونگی جسوقت
بادشاہ کو لوح ملجائیگی اسوقت مین خبر دونگی تب آپ کوچ کیجیے گا قاسم نے
اِس رائے کو قبول کیا اسی قلعے پر اُترے لیکن شلنگ صحرا نشین نے کہ باپ
ہی ملکہ میمونہ کا سب خبر سنین لشکر گران لیکر طرف قلعۂ سرشار کے چلا یہان
قاسم فروکش ہین دن کو بارگاہ مین بیٹھتے ہین شب کو محل مین میمونہ کے آتے
ہین دن کا وقت ہی بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ باپ ملکہ
میمونہ کا شلنگ صحرا نشین آتا ہی آمادۂ حرب و پیکار ہی قاسم نے کہا آنیدو
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا شلنگ گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج ہمراہ بڑے
کروفر سے آکر پہونچا کہلا بھیجا کہ اے شہریار آپ نے میرے ساتھ بڑا مکر کیا کہ
مین نے تو بدل اطاعت کی تھی اور آپ میری بیٹی کو لے بھاگے مجھکو بڑا
ملال ہی چاہتا ہون کہ آپ سے جنگ کرون قاسم نے جواب دیا کوئی حوصلہ
باقی نرہے بھر طبل جنگی بجواؤ اور تمنے ہمسے بدل اطاعت کی تھی اُسی کا یہ نتیجہ
ہمارے ساتھ کیا کہ ہمکو بہ مکر گرفتار کیا شلنگ نے افسران فوج سے صلاح
کی سب نے کہا ہم لوگ آمادہ ہین جاؤ مین بھی اُنسے زیادہ ہین جب آپ مقابلہ
مین پہونچین گے تو ہم لوگ بلوہ کر دینگے آپ کو نہ لڑنے دینگے گھیر کر قاسم
کو مارلین گے افسرون سے یہ سُنکر شلنگ نے طبل جنگی بجوایا قاسم کے لشکر
مین بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین
آئے شلنگ نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی کہ اے قاسم نوجوان
تمھارے مقابلے کا مشتاق ہون قاسم نے مرکب صف سے نکالا شلنگ نے

کئی تیر مارے مگر قاسم نے قلم کیے بعد کئی تیرون کے جب قاسم قریب پہونچے
شلنگ کانپنے لگا فوج کو پکار کر آواز دی ہان مارو اس جوان کو مار لو
تین لاکھ جوان قاسم پر آپڑے قاسم نعرہ کرکے جا پڑے تلوار چلنے لگی اور
سرواران قاسم بھی آکر شریک جنگ ہوے ہر چند کہ یہ ڈیڑھ لاکھ ہین تین لاکھ
سے مقابلہ ہو مگر قاسم نے لاشون کے انبار لگا دیے صفون کو درہم وبرہم
کر دیا شاخسارہ ہر مرتبہ قصد کرتی ہی کہ سحر کرون مگر قاسم مانع ہوے اور فرمایا
ای ملکۂ عالم بین بدنام ہو جاؤنگا میرا چشم بھی اس طلسم مین آیا ہوا ہی طعنہ
دیگا کہ جادوگرنیون کے بھروسے پر لڑتے ہین اس طلسم مین بڑے معرکے
پڑینگے جمشید بیوجہ مغرور نہین ہی جانتا ہی کہ لوح طلسم نہ ملیگی اب لوح کو ایسے
ایسے مقام پر رکھا ہی کہ جہان ہوا کا جانا ممکن نہین بادشاہ کی کیونکر رسائی
ہوگی ہر وقت یہی سوچ رہتا ہی مگر قاسم نے بہ جرأت چند حملون مین اس
جنگ کو فتح کیا اور فوج شلنگ پسپا ہوئی شلنگ مارا گیا قاسم اسی قلعے
پہ فروکش ہین یہان جمشید ثانی نے اپنے مقام پر سب خراج گزارون کو
جمع کیا اور انسے صلاح کی کہ یارو کس ساحر کو لاؤن کسکو برائے مدد بلاؤن
کہ مسلمانون کو روکدے کہ مجھ تک نہ آسکین سب نے صلاح دی کہ آپ
غار افراسیاب مین جائیے وہان کے خداوند سے خواہان مدد ہوجیے
اور یہ کہدیجیے کہ اگر میرا طلسم بچا تو مین خراج اسکا یہان بھیجونگا جب ایسا
ہو جائے تو بگڑ بیٹھیے گا ایک حبہ نہ بھیجیے گا حقیقت مین آپ کا پھر کون مقابلہ
کرسکیگا یہ صلاح کرکے جمشید اٹھا بڑے جاہ وجلال سے غار افراسیاب
پر آیا جب قریب پہونچا اور ساحران غار افراسیاب نے دیکھا کہ جمشید آج
بہ شوکت تمام آیا ہی سامنے جس کوٹھری مین آگ جل رہی تھی ساحرون نے
اسکے پاس آکر فریاد کی کہ یا خداوند گر محتاج جمشید ثانی آتا ہی آواز آئی نہ گھبراؤ
مدد کا خواہان ہوکر آتا ہی ہم اسکو مدد دینگے جمشید تخت سے اترا سامنے اس

کوٹھری کے آیا جھک کر سجدہ کیا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند گر مخوین آپکا
بندہ ہون امیدوار ہون کہ اسوقت مین میری مدد کیجیے اُن سب پر خدائی
کرتا ہون مگر آپ کا بندہ ہون اگرچہ گندہ ہون اندر سے آواز آئی کہ اے
آتش سوزان ایک بندے کو ہمارے حکم دو کہ بندۂ تو کے ساتھ جائے
یکایک آگ بھڑکی ایک ساحر سیاہ فام نعرہ کر کے نکلا القہر آواز دیتا تھا کہ
منم آتش افروز جادو وای جمشید ثانی مجھکو اپنے ساتھ لے چل مین سب کو
گرفتار کرونگا جمشید نے کہا چلیے لیکن مسلمانون کے عیار بڑے غضب کے
ہین اُنسے بچنا آتش افروز نے کہا آپ چلیے مین آتا ہون اسطور سے پہونچون کہ
آتے ہی قیامت برپا کرون کیا مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کر سکین قدرت نے
مجھکو بتلا دیا ہی کہ بڑی بڑی جادوگرنیان شریک ہین لیکن وہ سحر کرون کہ جسکا
کوئی جواب نہ دے سکے جمشید ثانی خوشی خوشی سامنے کوٹھری کے آیا اور
پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ بندۂ تو رخصت ہوتا ہی آواز آئی کہ ای بندۂ تو
تم چلو آتش افروز آتا ہو سب انتظام کر دیگا لاشہ ہاے مسلمانان سے تمام
میدان بھر دیگا جمشید ثانی خوشی خوشی پلٹ کر طلسم مین آیا رفقا نے جو
جمشید کو خوش دیکھا عرض کی یا خداوند آج ہم قدرت کو بہت خوش پاتے
ہین جمشید نے کہا خداوند غار افراسیاب نے کہ میرے برادر ہوتے ہین
مدد روانہ کی ہی کہ وہ آکر سب کو گرفتار کر لیجائیگا خداوند گر مخوبڑے آتش خو
و شعلہ مزاج ہین سب کو آتش قہر و غضب مین جلا دینگے یا شاید گرفتار کر کے
میرے پاس روانہ کرین جیسا ارادے قدرت مین آئیگا ویسا ہوگا سب ساحر
خوش ہوگئے جمشید کو دعائین دینے لگے ہر ایک کا قول تھا کہ اگر قدرت
تدبیر نہ کرینگے تو کون تدبیر کریگا یہ سلطنت یہ حکومت یون ہی ٹھتی ہی جمشید نے کہا
لوح طلسم پر وہ انتظام کیا ہی کہ اگر طلسم کشا عمر بھر مشقت کریگا تو لوح ہرگز
نہ پائیگا جمشید ثانی تو اِس حال مین ہی کہ ناچ ہو رہا ہی نازنینان مہجبین کے

ساتھ اختلاط کر رہا ہی بڑے بڑے شاہزادے بڑے بڑے ساحر جمع ہین ہر ایک کا
قول ہی کہ قدرت ہی کا کلیجہ تھا کہ خداوند آتش سے ہم کلام ہوسکے ورنہ وہ مقام وہ
ہی کہ کلام ہوتے زبان مین چھالے پڑتے ہین کسکی مجال ہی کہ وہان پہنچ سکے آپ ہی کا
کام تھا کہ وہان جاکر کلام کیا جمشید ثانی نے کہا دریافت کرو آتش افروز
کہانتک آیا اُس سے مقابلہ پڑا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے ادھر سے
آتش افروز ساٹھ ہزار فوج کو ساتھ لیکر چلا بڑے کروفر سے [illegible] سروانان
نامی چلا [illegible] اسطرف گذر ہوا کہ جس مقام پر صاحبقران زمان مع
لشکر ظفر اثر فروکش ہین صبح کا وقت ہی خواجہ عمرو واسطے [illegible] کے نکلے
ہین ایک پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مع لشکر آتا ہی خواجہ
حیران ہوئے کہ یہ ساحر کہان سے آیا معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے قتل کی فکر مین آتا
ہی اسکی خدمت کرو اسکی گردن لو یہ سوچکر پہاڑ سے اُترے ایک دہقان کی شکل
بنکر لشکر مین آئے دریافت کیا کہ اِس ساحر کا کیا نام ہی لوگون نے بیان کیا کہ
آتش افروز جادو از ساکنان غار افراسیاب ہی جس پہاڑ کے نیچے گذر ہوا
تماشا [illegible] دیکھا کہ پہاڑ پر روشنی ہوئی ایک نازنین پری پیکر [illegible]
[illegible] پشت پر ٹہل رہی ہی آتش افروز اُس مہ جبین کو دیکھکر عاشق ہوگیا
[illegible] کو دریافت کرایا لوگون نے بیان کیا کہ کوہ یار جادو جو اِس کوہ کا حاکم
ہی یہ اُسکی بیٹی نہایت حسین و جمیل دلبر صنوبر قد نام ہی شاہان جہان نے اِسکی
خواہش کی مگر باپ نے اِسکے قبول نہین کیا یہ سُنکر آتش افروز نے کوہ یار
کو ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ منم ساکن غار افراسیاب براے مدد جمشید
آیا ہون ابھی تک کوئی مسلمان نہین ملا قریب اِس کوہ کے جو میرا گذر ہوا
دلبر صنوبر قد کو دیکھکر عاشق ہوا میری یہ کیفیت ہی عجب صورت ہی نظم

حال [illegible] روشن رہا	[illegible] سبزہ مدفن رہا
[illegible] حال مجنون [illegible]	خانہ زنجیر مین دن رات اِک شیون رہا

بہتیں پھرے یار کے سونگھے تھے مین نے ایکدن
آشیان طبل وقمری ہوا روزن ہر ایک
باغ عالم ہے ہوا حسن سیہ سے مجھکو عشق
صورت عاشق سے وہ پردہ اُسے بھی عشق ہو
شمع ساں روز وسکے یاد گور مین شب روز کی
رشک یرقان ہیہ تو اُسکو ہی یرقان زرد
چہرے کو اپنے سوار نہین ہم لکھوا چکے
گرد رہ نے میری اندھا کر اسکی آنکھین بند کین
چند روزہ عمر زنجیر تعلق مین کٹی
دم مین دم جبتک رہا تیرے جلو مین اے جنون
تحت زر ران سب خار جنون نے سہل کی
دیکھکر اُس ماہرو کو غش رہے دو دو پہر
باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے

نکہت گل پر گمان جسے پیراہن رہا
چار دن جس گھر مین تو ہے غیرت گلشن رہا
مین وہ بلبل ہوں کہ جیو مجھ گلے میں رہا
غرفے مین جان رہی دیوار مین روزن رہا
جبتلک میرا چراغ زندگی روشن رہا
خندہ زن نرگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا
سالہا داغ ابلق ایام سا توسن رہا
ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لیے رہزن رہا
اک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا
مین گریبان چاک بھی باندھے ہوے دامن رہا
موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا
حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا
دوست جس گل کا رہا مین وہ مرا دشمن رہا

یہ اشعار لکھکر پاس کوہ یارہ کے نامہ بھیجا کوہ یارہ نے جو دیکھا کہ یہ ساحر اس طلسم کا نہین ہی غارا فراسیاب سے آیا ہی کہلا بھیجا کہ مین نسبت پر رضامند ہون کل ملکہ کو روانہ کرونگا یہ کہکر سامان کرنے لگا کچھ برتن باسن وغیرہ مکلن کیے چاندی کا چھپر کھٹ محافۂ زرین مین ملکہ کو سوار کرکے روانہ کیا مگر دلبر صنوبر قد دختر کوہ یارہ نام ساحر کا سنکر مثل ابر گہر بار گریان ہی روتی ہوئی جاتی ہی کہتی ہی مجھے ساحر سے لبریز ہوگی ساحر کے منھ سے بو آتی ہی اسطرح پر سواری جاتی ہی مگر عنتر بن منتر چالاک بن عمرو کا اُسطرف گذر ہوا دیکھا کہ ایک برات بجی سجائی محافۂ زرین مین ایک آفتاب تابان صحرا مین آکر اُتری چونکہ مقدمہ جنگل کا تھا ملکہ دلبر پریشانی مین بیرون بارگاہ کرسی بچھوا کے بیٹھی چالاک نے دریافت کیا کہ دختر کوہ یارہ پاس آتش افروز کے جاتی ہی ایک ضعیفہ کی شکل پر بنے

سوسی کا پائجامہ پہنے گاڑھے کی چدر یا اوڑھے ہوے نیفے مین ایک بٹوا گھسا ہوا
اُس مین سے تنباکو نکالکر کھاتی ہوئی کھیت کی مینڈ پر چلی ایک کنیز نے پُکار کر کہا
بڑی بی صاحب گر پڑو گی بڑھیا نے جھلا کر جواب دیا تیرے باوا کا کیا اجارہ ہی
ہم روز اسی راہ سے آتے جاتے ہین یہ کہکر چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گر پڑی غل
مچانے لگی کہ ارے کلجبی زبان دراز تو نے کس زبان سے کہا کہ میرا کولہ ٹوٹ گیا
اب مجھکو کون اُٹھائے دلبر صنوبر قد نے کنیزون سے کہا ارے اُسکو اُٹھا لاؤ
چارپائی پر لاکر لٹاؤ ناحق کو بڑھیا کوس رہی ہی کیون گلچہرہ تو نے کیا سمجھکر کہا تھا
کہ بڑھیا گر پڑو گی وہ تجھی کو کوس رہی ہی چند کنیزون نے جاکر بڑھیا کو اُٹھا یا لاکر
چارپائی پر لٹایا کولہ کسکر باندھا اب تو بڑھیا اُٹھ بیٹھی ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی
کہا بی بی مجھکو یہان دیر لگی وہان گانوُن والے میرے مشتاق دروازے پر
کھڑے ہونگے کہتے ہونگے کہ آج نانی امان کہان گئین مین اپنے بچون سے دل لگی
کے واسطے سب کچھ گوارا کرتی ہون ہر چند کرسن مین اُنکی نانی سے زیادہ ہون
مگر مجھسے اُنکا بڑا مطلب نکلتا ہی جب تو سب بیقرار ہوکر آتے ہین مین بھی اُنکا
کہنا قبول کرتی ہون کنیزین ہنس رہی ہین ملکہ کہتی ہین کہ بڑی بی کے آنے سے
دل بہل گیا اب اِنکو آج یہین رکھو بڑی بی صاحب آج نہ جاؤ جو کچھ ہمکو میسر ہی
اُسکو تناول کرو رات کو تمسے باتین کرینگے بڑھیا نے کہا بی بی مین حکم تو آپ کا
بجا لاؤنگی مگر میرے بچے پریشان پھرینگے دلبر نے جواب دیا کہ بڑی بی صاحب
آج کا دن معاف کرو ہم تمھاری خدمت کرینگے بڑھیا نے اُٹھکر بلائین لین کہا
مین صدقے مین قربان مجھکو کسی قدر گانا بھی آتا ہی بڑی بڑی ڈومنیان میرے
سامنے شرماتی ہین اور محلے کی طوائف مجھسے تعلیم لینے آتی ہین مین اُنکو سکھاتی
ہون ایسا گاؤن اور رُلاؤن کہ گھر کا پتہ بھلا دون مگر کیون بی بی شادی کی وجہ
مین تم روتی کیون ہو دلبر صنوبر قد نے کہا نانی امان صاحب مین نے سُنا ہی
کہ شوہر میرا ساحر ہی اتنا مقرب ہی کہ خدمت خداوندگارہ افراسیاب مین رہتا ہی

اور برابر اسکے جمشید ثانی آیا ہے یہ ساحر اس طلسم کا جاننے والا نہین ہے کنیزون نے
کہا دادی غم نہ کھائیے چلکر اُسکے ساتھ جیتے جی کبھی اوس مردوے کو ڈھونڈھ لاوینگے
آپکو رضامند کرینگے بڑھیا چُپکے کے بولی واری بے کام ہے سے متعلق کیجیے نگوڑے کو
زہر دیکر مارون عمر بھر ترساؤن آپ ناحق نگہت ہین ہم اسکی تدبیر کرلین گے دلبر نے
منہ پیٹ لیا کہا بڑی بی صاحب عصمت کے خلاف ہوگا بڑھیا نے کہا بیٹا اس بات کا
خیال نہ کرو کچھ اپنا حرج نہین ہوتا دم بھر مین مطلب نکلتا ہے جب مردوے کے پاس
آئے باتین کرکے ٹالدیا آشنا کو خوش کیا دلبر نے کہا اچھا بڑی بی جو تمھاری خوشی
دن بھر یہ باتین رہین رات کو دلبر نے کھٹولی بڑھیا کی اپنے پلنگ کے قریب بچھوائی
بڑھیا ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی کہتی ہے واری جوانی مین میرا شوہر بڑا ظالم تھا مگر
مین اُسکو ہمیشہ بہلاتی رہتی تھی آشنا رات کو آتے تھے اُنسے مزے اڑاتی تھی شوہر کو
ہمیشہ ٹلے بتاتی تھی یہ باتین سنتے سنتے دلبر سوگئی چالاک اپنے مقام سے اٹھا اور
دلبر کو بیہوش کرکے ایک صندوق مین بند کردیا آپ اُسکی شکل بنکر چھپر کھٹ پر آیا
دوشالہ تان کر سو رہا صبح کو سامان سفر ہوا محافے مین بیٹھکر چالاک چلا آتش افروز
کو خبر ہوئی کہ ملکۂ عالم آتی ہین اشتیاق مین آگے بڑھگیا کنارے پر لشکر کے آکے
کھڑا ہوا کہ اول اسباب جہیز آیا محافۂ زرین مین سے چالاک جھانک رہا تھا
آتش افروز آنکھین دیکھکر مرگیا رفقا سے کہتا تھا حقیقت مین کیا آنکھ ہے مین تو
اِسکی نگاہون کا مارا ہون جب محافہ آیا تو ملکہ آتزین جسوقت محافہ آرہا تھا
اُسی وقت خواجہ عمرو بھی آئے تھے حال دریافت کررہے تھے معلوم ہوا
کہ دختر کوہ یاربرابر اسے آتش افروز آئی ہے ایک بڑھیا کی شکل بنکر دوڑے دوڑے
پھرتے تھے کہ کیونکر اِس مہ جبین کو دیکھون مگر ساحر انتظام کررہے ہین کوئی
آنے نہین پاتا کئی مرتبہ خواجہ گئے مگر نگہبانون نے ہٹا دیا خواجہ حیران ہین
کہ یہ کیا معرکہ ہے ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھے جب سواریان آچکین آتش افروز
اِسقدر بیقرار ہے کہ شام سے اِسنے جلسہ آراستہ کیا کہا ملکۂ عالم کہان ہو چالاک بن عمرو

گھونگھٹ نکالے ہوئے چند کنیزون کے ساتھ محفل مین آیا مگر تھر تھراتا ہوا لڑکھڑاتا ہوا آکر مسند پہ بیٹھی [illegible] آتش افروز صورت کو دیکھکر فریفتہ ہوگیا نازنین غنچہ دہین گلبدن رشک نسرین دلبر سن عروسان چمن اسکے حسن دیکھا کلیجہ پکڑ لیا کنیزون سے حکم کیا کہ تم لوگ باہر ٹھہرو جب کنیزین باہر جاچکین تو آتش افروز نے ہاتھ بڑھایا کہ گلے لگالون دلبر نقلی رونے لگی آتش افروز نے پوچھا کہ کیون اے ملکۂ عالم رونے کا کیا باعث جو حکم دیجیے وہ بجا لائون صندوق میرے پاس ہے کہ تمام جڑاؤ زیور اس مین بھرا ہے مین اسے طلب کرکے خدمت مین حاضر کرون ملکہ نے ہاتھ ہلا دیا کہ مجھکو ضرورت نہین جب ضرورت ہوگی منگا لونگی آتش افروز خاموش ہو رہا کہ گانے کی آواز کان مین آئی پکار کر آواز دی ارے دیکھو تو یہ کون گا رہا ہے اسے بلا لو چوبدار نے جاکر دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک بڈھا بیٹھا نی بجا رہا ہے چوبدار نے کہا بڑے میان صاحب چلو تمکو ہمارے آقا بلاتے ہین بڑے میان فورًا اٹھ کھڑے ہوئے چوبدار کے ساتھ چلے لیکن آتش افروز نے کہا ملکۂ عالم تم چھپ جاؤ بڈھا تھوڑی دیر مین آکر چلا جائیگا دلبر نے کہا صاحب بڈھا مجھے کیا دیکھیگا آتش افروز نے کہا بلا لو بڈھا سامنے آیا دعائین دینے لگا کہ اعلی اعلی مراتب رہین چراغ سحر روشن رہے آتش افروز نے پوچھا بڑے میان تمھارا نام کیا ہے خواجہ نے استاد خورد و بُرد اپنا نام بتا دیا آتش افروز نے کہا کچھ گائیے بڑے میان نے نی بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانا شروع کیے

نظم

دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون
سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون

دل اسقدر بگڑا نہ ہو برسون ہی غم رہے
آنسو جو اپنے دیدۂ گریان سے دور ہون

نزدیک آچکی ہے سواری بہار کی
برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون

ٹلتا نہیں نوشتۂ قسمت کسی طرح
جو سر کبھی نہ خنجر بران سے دور ہون

فصل بہار آئی [illegible]
دل کے بخار دست و گریبان سے دور ہون

بہ تنگ کہ رہا ہو تو الجھا رہے ہیں وہ	دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دو رہوں
وحشش و طیور کو مری آئین کریں ہلاک	آب و گیاہ کوہ و بیابان سے دو رہوں
ممکن نہیں نجات اسیران عشق کو	یہ قیدی وہ نہیں کہ جو زندان سے دو رہوں
مرنے کے بعد آئے ہیں صحرا میں اے جنون	یہ آبلے تو خار مغیلان سے دو رہوں
گردش سے چشم یار کی آتش عجب نہیں	جو جو محل کہ گردش دوران سے دو رہوں

چالاک بن عمرو حیران حیران دیکھ رہا ہے کہ یہ گویا قیامت برپا کر رہا ہے مگر خواجہ نے کہا حضور نے یہ کیا گانا سنا ہے میں ساقی گری خوب کرتا ہوں آتش افروز خوش بیٹھا ہے چاہتا ہے محفل میں آج وہ رنگ ہو کہ معشوقہ راضی ہو یہ سوچ کر کہا ساقی گری کا تماشہ دکھاؤ خواجہ نے گھنگرو پاؤں میں باندھے کلید میخانہ لی گلابیاں درست کر کے لائے آتش افروز سے پوچھا پہلے ملکۂ عالم کو پلاؤں اب تو چالاک بخوبی سمجھ گیا کہ جناب قبلہ و کعبہ تشریف لائے ہیں کہا لائیے پہلا جام مجھے دیجیے خواجہ نے جام لبریز کر کے نازنین کو دیا چالاک سمجھ گیا کہ بیہوشی ملی ہوئی ہو گی خوبصورتی سے گریبان میں جام گرا لیا اب خواجہ سمجھے کہ معشوقہ تو جام پی چکی اب آتش افروز کو پلاؤں دوسرا جام لبریز کر کے سامنے آتش افروز کے لائے اور گنگنا کر یہ شعر گایا فرد بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ہ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند آتش افروز نے جیسے ہی جام ہاتھ میں لیا کہ ایک طائر دروازے سے پیدا ہوا آواز دی کہ ای شہنشاہ ساحران شراب نہ پیجیے گا ورنہ غضب ہو جائیگا جیسے ہی یہ آواز آتش افروز نے سنی شراب پر نگاہ گرم ڈالی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا جیسے ہی عمرو نے یہ دیکھا اپنے مقام سے نعرہ کر کے اٹھا نعرہ عمرو

گزان استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین زنکرش آبیاری	جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

نعرہ مار کے عمرو نے آتش افروز کے خنجر مارا آتش افروز نے اپنے کو گرا کر بچا لیا

چالاک نے حاقہ کمند کا مارا اسکے منہ سے اف نکلگئی حاقہ کمند کا جلا کمند کے جلتے ہی چالاک نے خنجر مارا اسنے اسینہ کو پھیر گرادیا خنجر شکم و گردن پر نہ پڑا ران پر پڑا کہ آتش افروز آہ آہ کرنے لگا ایک جادوگر قریب بیٹھا تھا چالاک نے اسکو خنجر مارا کہ اسکا سر اڑ گیا اندھیرے مین یہ دونون نکل گئے آتش افروز کو آکے ساحرون نے اٹھایا دیکھا ران پر زخم کاری لگا ہے جسکے سبب حیرانی و پریشانی ہے آتش افروز نے کہا ارے وہ گویا نور عمر و تھا مگر او طائرخیال یہ معشوقہ کو کیا ہوگیا وہ بھی نکل گئی دیکھیے اب تقدیر کیا دکھائے کنیزون کو بلا بلا کر پوچھا ملکہ عالم کہان کہان اتری تھین کنیزون نے پتہ دیا کہ فلان صحرا مین اتری تھین ایک بڑھیا آئی تھی پھر اسکا پتہ نہ ملا آتش افروز نے سر پیٹ لیا کہا یارو عیار میری فکر مین آئے ہین اب مین خود تلاش مین نکلتا ہون یہ کہکر اٹھا اور تلاش خواجہ مین چلا یا چلون یہان خواجہ عمرو جو راہ مین آئے حیران ہوکر کہا چالاک تو کیونکر پہونچا چالاک نے سب کیفیت بیان کی اور کہا قبلہ و کعبہ آپ نے آکر ہنگامہ ڈالدیا ورنہ مین اسکو مار لیتا خواجہ نے کہا او نور نظر خیال رکھنا مین اسکی فکر مین ہون وہ بڑا سے مقابلہ طلسم کشا چلا ہے مجھکو تردد یہ ہے کہ ابھی تک انکو نوح نہین ملی صاحبقران زمان بھی بجمعیت تمام جاتے ہین اور یہی منظور ہے کہ مقابلہ جمشید ثانی مین پہونچ جاوین ایسا نہ ہو کہ صاحبقران زمان پہونچین اور جمشید سے مقابلہ پڑے اور آتش افروز جادو بھی وہان پہونچ جائے تو خرابی ہوگی مین بھی چاہتا ہون کہ راہ مین اسکو لون اسلیے کہ یہ ساحر زبردست ہے او نور نظر رنگ توجم چکا تھا مگر طائر خیال نے ہوش اڑا دیے اسیوجہ سے آتش افروز آگاہ ہوا چالاک نے کہا مین بھی فکر مین پھر جاتا ہون اور راہی والدنا مدار دلبر صنوبر قد دختر کوہ یار جادو اسکے ساتھ منسوب ہوئی ہے اسکو ساحر سے نفرت ہے مین زیادہ تر اسی کی فکر مین جاتا ہون اگر خدا چاہتا ہے تو اسے لاتا ہون خواجہ چالاک سے رخصت ہوکر ایک جانب روانہ ہوے

اور چالاک ایک مسافر کی شکل بنکر دوسری جانب چلا اور درختون کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا
ہوا اگر کوئی جھاڑی جھنڈی ملگئی تو اُسمین چھپ رہا چہار جانب نگاہ اُٹھا اُٹھا کے
دیکھ رہا ہو مگر آتش افروز جادو بعد نکلجانے عمرو چالاک کے مصاحبون سے
بہت بگڑا کہا یارو تمنے گرفتار نہ کرلیا مگراب سارہ بان نزاد وہ کہان جائیگا گرفتار کرکے
لاؤنگا وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کرے لیکن یہ معشوقہ کی صورت پر کون تھا سب
مصاحبون نے کہا ملکۂ عالم یہ حرکت کرگذرین آتش افروز نے کہا ایسی مہ جبین حور
طلعت آفتاب صورت کو یہ حوصلہ کیونکر ہوا کہ خنجر ماردیا اگر مین اپنے کو نہ گرادیتا
تو خنجر شکم پر پڑتا خداوند جمشید ثانی نے بچا یا کہ خنجر ران پر پڑا مگر تم لوگ بیٹھے بیٹھے
ہو یہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ کون تھا جہان یہ معشوقہ بیٹھی تھی وہانکی تھوڑی سی تو
اُٹھا لاؤ مٹی منگا کر اُسکا پتلہ بنایا اور اپنے ہاتھ کا خون کاٹ کر قطرہ اُسکے منھ مین
دیا قطرہ دیتے ہی اس پتلے نے پھریری لی آتش افروز نے کہا بتلا کہ یہ معشوقہ
کون تھی وہ پتلا رونے لگا آتش افروز نے نشتر دکھایا کہ ایک نشتر ماردونگا
تو بھی زخمی ہو تو حال کھلے مین تو زخمداری سے بیقرار ہون ہر چند کہ زخم باندھ لیا
ہو مگر معلوم ہوتا ہو کہ زخم مین آگ لگی ہوئی ہو اس پتلے نے کانپ کر کہا کہ وہ
چالاک بیٹا عمرو کا تھا یہ سنکر بہت جھلایا کہا لو صاحبو غضب دیکھو باپ بیٹے
دونون ملکر آئے تھے مگر ہاے مجھکو رونا یہ ہو کہ معشوقہ کو کیا کیا اسکا مجھکو بڑا
غم ہو ہاے وہ کیا کہتی ہوگی کہ وہ یار نے میری عرض کو قبول کیا اور سوار کرکے
روانہ کردیا اب اگر مجھ تک نہ پہونچے تو وہ کیا کرے یہ کہکے اسباب سحر جھولی مین
بھر اتیغہ کھینچے ہوے اُٹھا کہا لو صاحبو مین تو جاتا ہون بھائی اسکا شعلہ افروز
یہ کہکر اُٹھا کہ بھائی صاحب مین بھی جاتا ہون آپ عمرو کو لائیے چالاک کو مین
لاتا ہون آگے آتش افروز پیچھے اسکے شعلہ افروز چلا مگر چالاک ایک جھاڑی
مین چھپا بیٹھا ہو کہ اسنے دیکھا آگے آتش افروز ایک جانب دوڑا ہوا جاتا ہو
بعد اسکے نکلجانے کے دیکھا کہ شعلہ افروز بھی آتا ہو چالاک یہ دیکھکر گھبرایا اپنے

جی مین کہتا ہی یقیناً ہماری ہی دونون کی تلاش مین یہ دونون بھائی بھی باہم
ہوکر نکلے ہین یہ سوچکر چالاک دعائین مانگنے لگا کہ قبلہ وکعبہ ہوتے تو کوئی تدبیر
بتاتے جیسے ہی یہ سوچا غنودگی سی ہوئی کسی قدر سوتا تھا کسی قدر جاگتا تھا دیکھا
سامنے خواجہ عمرو کھڑے ہین چالاک نے عرض کی قبلہ وکعبہ آتش افروز آگے
گیا ہی اور شعلہ افروز اب پیچھے جاتا ہو مسکراکر فرمایا کہ واہ بیٹا چالاک ہمیشہ احمق
ہی رہوگے تم اور برق دونون جاہل ہو حقیقت مین ہوشربا مین برق نے کیا
کیا کارہاے نمایان کیے مگر کوئی عیاری ایسی نہ ہوئی کہ جسکا ذکر رہتا بس بیٹا
ایک بھائی کی شکل بنکر ایک کو مار لو چالاک کی آنکھ کھلی اپنے باپ کو دعائین
دینے لگا رنگ وروغن عیاری کا لگایا آتش افروز بنکر تیار ہوا تیغہ ہاتھ مین
لیا جھاڑی سے نکلکر دوڑ اپکارکر آواز دی بھائی صاحب ذرا ادھر آئیے اب جو
شعلہ افروز نے دور سے دیکھا کہ آتش افروز ہنستا ہوا آتا ہی پکار کر پوچھا اہو
بھائی صاحب خیر تو ہی آتش افروز نقلی نے جواب دیا کہ بھائی ایک کو مین نے
مار ڈالا اور اب دوسرے کو تلاش کرتا ہوا چلا آتا ہون شعلہ افروز نے کہا
بھائی صاحب سر اسکا فرور روانہ کرنا ہو شہرباسے اور یہانتک کوئی مقام
ایسا نہین ہوا کہ جہان ان عیارون نے گستاخی نہ کی ہو مگر کوئی عیار کہین مارا
نہین گیا آپ نے روح سامری وجمشید کو شاد کیا یہ وہ شخص مارا گیا ہو گویا کہ
افراسیاب کا رقیب مارا گیا فتنۂ نور افشان کو ملاحظہ کیجیے کہ کیا کیا کارہاے
نمایان کیے کہ حیرت کو اسکی جانبازی پر رحم آیا اور اسکے ساتھ عقد کر لیا اور آج
فتنۂ نور افشان مین ذکر ہو زمانۂ خروج ایرج نوجوان مین ہمراہ نور الدہر
بن بدیع الزمان یہی چالاک ساتھ تھا کیا کیا کارہاے نمایان کیے کہ دفترین
مرقوم ہی اسکے نام کی باختر مین بھی دھوم ہی آتش افروز نقلی نے کہا بھائی
تم چلکر سر کاٹ لو اور تم ہی لیکر خدمت خداوندین جانا طرہ پیغمبری طلب کرنا
کہنا آپ کے بندے نے بڑی کدوکوشش سے اسکو مارا ایسے مقام پہ مارا گیا

کہ جس زمین پر آب و دانہ بھی نہین ہوتا وہ صحرا ایسا ہول خیز ہو کہ شیر ون کے ہوش اڑتے ہین طائر اس صحرا مین قدم نہین رکھتے اگر بھولکر آ گئے تو منقار کھولکر گر پڑے نون سے پر جل جاتے ہین پھر ممکن نہین کہ اڑسکین ریتی کا سبدا ان سنسان ویران مجھکو ملگیا مین نے ہاتھ مار دیا برابر سے دو ٹکڑے ہوے تم چلکر سر کاٹ لو یہ سنکر شعلہ افروز ہنسنے دینا ہو خوش ہو کر کہتا ہو بھائی صاحب جو ساحر کہ مسلمان ہو گئے ہین مثل شاہان ہزاراسپ وشہنشاہ و شہریار چاہ ماران وام الجبال و عنتلی آبادجب انکے یہان خبر پہونچیگی سب مسلمان رنجیدہ ہونگے کہین گے کہ آج ہماری کمر ٹوٹ گئی ایسے فرزند کا ہے کو ہوتے ہین خلیفہ لقب ہو کیا کیا عیاریان کی ہین افراسیاب کو دنگ کر دیا شعلہ افروز آتش افروز کے ہمراہ ہوا باتین کرتا ہوا چلا کہنے لگا بھائی صاحب آج آپ نے وہ کام کیا ہو کہ سامری وجمشید جہنم مین خوشی کرتے ہونگے کیا عجب ہو کہ آپ سب مسلمانون پر غالب آوین اگر طلسم کشا کو مٹا دیا تو صاحبقران نابینا ہو جاوینگے خاص ملکہ مہرنگار کا پوتا ہو فرزند قباد شہریار جری بہادر صف شکن دونون رخسار چاند کے ٹکڑے گویا ہین اور اسکی پیشانی مہر درخشان سے زیادہ نمایان ہو سرو قد خورشید خد غنچہ دہن کم سخن دہن کو شعرا نے معدوم لکھا ہو جس مین گنجایش کلام نہین کسی جری کی حقیقت نہین سمجھتے دربندون کو ویران کرتے ہوے آتے ہین ایک طرف صاحبقران دوسری طرف سعد بن قباد تیسری جانب ایرج دنور الدہر چوتھی سمت قاسم و بدیع الزمان ایک طرف رستم پیلتن بھی ہمراہ ہین آتش افروز نقلی نے کہا ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا تھوڑی دور آکر کہا وہ دیکھو سامنے لاشہ پڑا ہی ایک سیار کھا رہا ہو کوئی ٹانگ لیے بھاگا جاتا ہو کسی کے منھ مین ہاتھ دبا ہوا ہی ایک سینے پر چڑھا ہوا خون پی رہا ہو حقیقت مین انجام تو اس عیار کا خوب ہوا کہ دفن وکفن بھی ممکن نہ ہوا یہ سنتے ہی شعلہ افروز پلٹا کہ دیکھون لاشہ کہان ہو چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا اور اپنا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بہ عیاری من آنم چست و چالاک ٭ بچشم دشمن اندازم کف خاک ٭ نہ آید باد گرد تیزگامم ٭ خلیفہ او لم چالاک نامم ٭ خنجر مارا کر شکم چاک تھا پاک ہوا شعلہ افروز مرکر گرا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ افروز جادو بود مگر آتش افروز نے جو بھائی کے مرنے کی آواز سنی بیقرار ہو گیا طرف صدا کے پلٹا یہان چالاک نے لاش شعلہ افروز کی ایک کوئین مین ڈالدی اور آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بہ صورت دلبر صنوبر قد جھاڑی مین چھپکر بیٹھا اور چیخین مار مار کے رونے لگا پکارتا تھا کہ او جمشید ثانی ظلم و بدعت کے بانی ملک الموت کو جلد بھیج کہ میری روح قبض کرے مقام افسوس ہی کہ شیر بھیڑیا بھی مجھکو نہین چھٹا مگر آتش افروز جو بھائی کے مرنے کی آواز کو سنکر دوڑا اس مقام پر آیا کچھ نہ پایا جی مین کہتا ہی کہ پیر اکثر غل مچاتے ہین ان شیطانون کی بات کا کیا اعتبار ہی کہ رونے کی آواز کان مین آئی کوئی بلک بلک کر رو رہا ہی پلٹ کر دیکھا جھاڑی مین روشنی معلوم ہوتی ہی قریب جھاڑی کے آکر دیکھا کہ دلبر صنوبر قد عجب حال زار سے بیٹھی بلک رہی ہی پانچون مین گرد بھری ہوئی دوپٹہ جا بجا سے مسکا ہوا چہرہ اُداس گرد و غبار مین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا رو رہی ہی اشکون سے منھ دھو رہی ہی آتش افروز کہ اسکا عاشق ہی یہ حال زار دیکھکر بیقرار ہو گیا آکر ہاتھ تھام لیا کہا ای خدیو مہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی ہم خود تمکو ڈھونڈھتے پھرتے ہین تم اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر بچین اُس ظالم نے بڑی احتیاط سے قید کیا ہوگا ملکہ نے کہا وہ نگوڑا موا مونڈی کاٹا کیا قید کرتا ایک درہ کوہ مین مجھکو ڈال آیا تھا ایک مسافر خدا رسیدہ وہان پہونچ گیا اُسنے ہوشیار کر دیا مین نے ہاتھون کے کڑے اُسکو دیدیے جنگل مین بھاگ آئی مگر کیا سخت جان ہون کہ نہ وہان کے جانور نے چھوا اور نہ یہان کوئی شیر پلنگ آیا آتش افروز نے کہا ای ملکۂ عالم آپ کی جان اُس ظالم سے خوب بچی دلبر نے کہا وہ تو سمجھا تھا کہ اِسکو شیر بھیڑیا کھا جاویگا مگر سامری نے مجھکو ہر بلا سے محفوظ رکھا بھلا اِس جنگل

مین ہون تنہا عورت کیا کرتی مگر تمہاری قدرت جمشید ثانی کہ تمہین یہان آتے دیکھا
بیٹھ جاؤ میرے حواس درست ہون تو تمہارے ساتھ چلون آتش افروز بیٹھا اُسکی
کی شیرین زبانی پر غش غش کرنے لگا جی مین کہتا ہو کہ کیا شیرین زبان ہو ایسی معشوق
کسے ملتی ہو اے خداوند جمشید ثانی تمہاری قدرت کے نثار کہ ایسی زوجہ مجھکو عطا کی
کی جسکو دیکھکر نہال ہوتا ہون ملکہ کبھی چٹکی لیتی ہین کبھی اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارتی
ہین کبھی کہتی ہین الگ رہو میرے قریب نہ آؤ ملکر نہ بیٹھو آتش افروز اس ناز کی
باتون پر مرا جاتا ہو کہ دلبر نے کہا کیون صاحب آٹھ پہر گذرے کہ ہمنے آب و دانہ
نہین کھایا ہماری آنکھون کے نیچے اندھیرا آتا ہو اگر ہوسکے تو ایک جام شراب
پلادو کہ ہمارا دل ٹھہرے آتش افروز نے کہا میرے پاس گلابی ہو مگر سحر کرنیکے
لیے رکھی ہو کہو تو اُسی گلابی سے ایک جام دیدون مگر بوقت سحر مجھکو ضرورت
پڑیگی تو خالی رہونگا ملکہ نے کہا صاحب نکالو آتش افروز نے جھولی سے گلابی
نکالی ملکہ نے کہا آدھی تم پیو پھر مین پیونگی آتش افروز نے ہنسکر کہا مین مُنھ کو
کھولکر بیٹھتا ہون جتنی مناسب جانو اُتنی میرے حلق مین چھوڑدو یہ کہکر مُنھ کھولکر
بیٹھا ملکہ نے گھائی سے بیہوشی ملائی اور ساری گلابی مُنھ مین اُنڈیل دی اور مُنھ
پیٹ لیا کہا صاحب تم تو بھاڑ سا مُنھ کھولکر بیٹھے ساری شراب پی گئے اب مین
کیا کرون لیکن الگ بیٹھو آتش افروز اُٹھا ٹہلنے لگا دو قدم اُٹھائے تھے کہ
لڑکھڑاکر گرا چالاک نے نعرہ کیا نعرہ چالاک بعیاری من آنم جیت و چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک بہ نہ آید باد گرد تیز گامم بہ خلیفہ اولم چالاک نامم یہ
نعرہ کرکے خنجر کمر سے کھینچا منظور رہوا سر کاٹ لون کہ آسمان سے آواز آئی کہ
خبردار او مکار کیا کرتا ہو خنجر نہ مارنا ورنہ تجھکو قتل کرونگا چالاک نے سر اُٹھاکر
دیکھا کہ ایک عقاب مثل انسان کے آواز دیتا ہوا آتا ہو چالاک ایک غار مین
کود پڑا وہ عقاب تڑپ کر گرا آتش افروز کو لے بھاگا کمر مین لپٹا ہوا لیے جاتا ہو
یہان لشکر مین اِسکے سب سرداران بارگاہ مین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہو کہ ہمارے

ہو تا گئے ہیں عیار کا سر اڑاتے ہونگے یا نذر لا دیتے گئے کہ دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا ایک
عقاب کہ منہ مین آتش افروز کی لپٹا ہوا آیا آتش افروز کو زمین پر رکھدیا اور ایک
پرچہ کاغذ کا سینے پر رکھکر روانہ ہوا ساحرادون نے پریشان ہوکر آتش افروز کو
ہوشیار کیا آتش افروز کی جو آنکھ کھلی کاغذ سینے پر پایا اُسکو پڑھا تو اُسمین نوشتہ
پایا کہ منعم خداوند گرمخواہ آتش افروزہر چند کہ ہم آگ میں رہتے ہین مگر سب دنیا
کا حال معلوم رہتا ہے جمشید ثانی ہرچند کہ خدائی کرتا تھا مگر ہمکو آکر سجدہ کیا وہ ہمارا
بندۂ خاص ہے اے آتش افروز ہمکو معلوم ہوا کہ چالاک تجھکو قتل کرتا ہے ہم نے
عقاب کو روانہ کیا اُسنے تمکو بچا یا لیکن ہوشیار رہنا عیار تمھاری فکر مین ہین قدرت
کو ہر طرح کے کام ہین ہر وقت تمھارا خیال نہین رہسکتا تمام دنیا کے امورات
ہمارے متعلق ہین سب کو رزق پہونچا نا گنہگاروں کو سزا دینا بے گناہون کو
ثواب دینا مگر اے آتش افروز ہوشیار رہنا اُس کاغذ کا مضمون پڑھکر آتش افروز
بہت خوش ہوا ساحرون سے کہا کیون صاحبو تمنے دیکھا قدرت کو کسقدر خیال
ہو لشکر تیار کرو مقابلہ طلسم کشا مین چلین ایسا نہ ہو قدرت کے خلاف گذرے
کاغذ کو جھولی میں رکھ لیا لشکر کو تیار کرکے چلا ساحرون نے کہا بھائی صاحب
آپ کے کیا ہوے کہا یار و معلوم ہوتا ہے کہ راہی جہنم ہوگئے مرنے کی اُنکے
آواز ہین نے سُنی تھی مگر لاشہ نہین ملا ایک صحرا مین جاکر لشکر اُترا ایک کوان
بڑا سا اُس جنگل مین تھا اُسی سے سب پانی بھر کر پیتے تھے اور کہتے تھے کہ یارو
یہ بو کیسی آتی ہے جب آتش افروز نے بھی پیا تو کہا کہ اب کوچ کرو ایسا نہ ہو کہ اس
پانی سے کوئی بیمار ہوجائے صبح کو آتش افروز جو بر سر چاہ آیا لاشہ پھولا ہوا
شعلہ افروز کا کوئین مین دیکھا آتش افروز نے ایک کنکری اُٹھائی اسم سحر
پڑھکر کوئین مین ڈالی اور آواز دی کہ اے سحر سامری اس لاش کو کوئین کے
باہر ڈالدو کہ یکایک پانی مین غراتا ہوا پانی اُبلنے لگا پانی کے ریلے مین لاش
کوئین سے باہر آئی لاشہ دیکھکر سب جادوگر فوگر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یارو

بڑا غضب کیا کہ ہمنے رات کو یہ پانی پیا آتش افروز کہتا تھا مین نے بھی پیا تھا اگر
پینے کے وقت معلوم ہوتا تھا کہ سڑا ہوا گوشت حلق سے اُتر رہا ہو سب نے
بڑا افسوس کیا ہر ایک کا قول تھا کہ عیار بلاے روزگار ہین آتش افروز جادو
گینڈے پر سوار فوج ہمراہ ہے یہی ارادہ ہو کہ مقابلہ سعد مین جا دین مگر خواجہ
وچالاک الگ الگ ہو کر لشکر آتش افروز مین آئے خواجہ نے کہا چالاک
ہم تمکو سامنے آتش افروز کے لے چلین گے صورت بنا کر آؤ چالاک سمجھ گیا
ایک نازنین دوازدہ سالہ کی صورت بنکر آیا کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو رال
ٹپک پڑے خواجہ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک تاجر عجم کی شکل بنے
اُس نازنین کو ساتھ لیا لشکر مین آتش افروز کے آئے ملازمون نے آکر
آتش افروز سے خبر کی کہ ایک تاجر عجمی آئے ہین آپ کی ملاقات کے خواہان
ہین یہ خبر سنکر آتش افروز نے حکم دیا کہ بلالو سامنے بلا کر پوچھا کیون سوداگر
صاحب آپ کے آنیکا کیا باعث ہوا سوداگر صاحب نے عرض کی ذرا کنارے
چلیے تو مین عرض کرون آتش افروز اُٹھا کنارے جو آیا سوداگر نے برقع
چہرے سے اُس نازنین کے ہٹا دیا برقع جو ہٹا بجلی چمک گئی آتش افروز صورت
زیبا دیکھکر گھبرا گیا کہا کہ ای سوداگر اس نازنین کو کیون لائے ہو سوداگر نے کہا
من عقد این دختر خود ہمراہ حضور خواہم کرد و مادر این صبیہ انتقال نمود من
سپرد حضور خواہم کرد این نہایت صاحب لیاقت است ور کار دنیوی طاق
چونکہ نام حضور شنیدم حاضر خدمت ساختم مگر امید آن دارم کہ برین یتیم مہربانی
از حد فرمایند کہ این صبیہ یتیمہ یاد رند ابرد آتش افروز چونکہ عجمی زبان سے واقف
نہین ہوا اپنے ایک سردار سے دریافت کیا کہ سوداگر صاحب کیا فرماتے ہین
سردار نے تمام حال مفصل ظاہر کیا کہ اپنی بیٹی کا عقد آپ کے ساتھ کرنا چاہتے
ہین آتش افروز خوش ہو گیا آخر طے ہوا کہ مہر کسقدر بندھے سوداگر نے کہا
دو لک روپیہ تعداد مہر سنکر آتش افروز گھبرایا سردار سے کہا اِنکو سمجھا دو

کہ دس ہزار مجھسے ہو سکتے ہین تاجر نے انکار کیا آخرین بیس ہزار روپیہ بوقت مہر قرار پایا آتش افروز کے ساتھ عقد کیا سوداگر نے خود بیٹھکر عقد پڑھا بیس ہزار روپیہ لیکر سوداگر صاحب تو چلدیے آتش افروز کو نہایت اشتیاق ہی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہہ رہا ہی کنیزین مقرر کر و بی بی کو ہماری کوئی صدمہ نہ پہونچے جس شی کی خواہش ہو منگا دو عطر کی شیشیاں خاصدان مین گلوریان رکھوا دین دن بھر تو انتظار کیا رات کو حجلۂ عروسی تیار کرایا آپ تو وہان آکر بیٹھا حکم کیا ملکۂ عالم کو بلا لو وہ نازنین کنیزون کے ہمراہ آئی سر جھکا کر بیٹھی مگر سب نے دیکھا کہ وہ نازنین رو رہی ہی آخر آتش افروز نے پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم کیا تکلیف پہونچی جو حکم دو وہ مین بجا لاؤن نازنین نے رو کر کہا صاحب ابا جان ہمارے کہان گئے آتش افروز نے کہا کل بلوا دونگا وہ بھی اب یہین رہا کرینگے اگر وہ تشریف رکھتے تو ایسی مجال تھی کہ چارہ و قہوہ نہ بھیجتا نازنین نے یہ سنکر گلابی کھینچی جام لبریز کیا ہاتھ بڑھایا آتش افروز نہال ہوگیا جام بلورین لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری گھبرا کر کہا کیون ای جان جہان و آرام دل مشتاقان اِس شراب مین کیا تھا کہ جسکے پیتے ہی کلیجے مین آگ لگ گئی اُس نازنین نے جواب دیا صاحب مین کیا جانون شراب تمھارے گھر کی تھی کیا کچھ مین اپنے ساتھ لائی تھی یہ سنکر آتش افروز گھبرا کر اپنے مقام پر سے اُٹھا چاہا تھا لون بے ہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا چالاک نے زبان مین سوزن دی پشتارہ باندھکر لے بھاگا راہ مین خواجہ عمرو سے ملاقات ہوئی کہا لیجیے قبلہ و کعبہ آتش افروز کو لایا خواجہ نے کہا بخدمت صاحبقران زمان لیچلو چالاک لیکر چلا یہان صاحبقران زمان دربار عام مین تشریف رکھتے ہین کہ زنگ کی آواز آئی خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو و چالاک آتے ہین صاحبقران نے فرمایا بلا لو چالاک سامنے آیا آتش افروز کو ستون سے باندھدیا امیر نے فرمایا اِسکو ہوشیار کرو ستون سے باندھکر عمرو نے ہوشیار کیا امیر نے

فرمایا کیون اے آتش افروز قدرت خدا کو دیکھا کسطرح گرفتار ہوکر آئے بہتر ہے کہ
اطاعت سلطان عمرو [illegible] ورنہ جلاد کو بلاؤنگا جلاد تمکو قتل کر ڈالیگا جلاد کا نام سنکر آتش افروز
کانپنے لگا [illegible] کی ہین غلامی اختیار کرتا ہون چاہتا ہون اطاعت دین
اسلام اختیار کرون صاحبقران نے یہ سنکر حکم دیا زبان سے [illegible]
نکالو [illegible] جنکلی آتش افروز ادھر ادھر دیکھنے لگا چاہتا ہے کہ
نکل بھاگے [illegible] عیار پکڑ لینگے [illegible] آتش افروز [illegible]
گرفتار [illegible] اٹھاکر [illegible] چالاک فرزند
خواجہ [illegible] صاف صاف بتا [illegible] دلبر صنوبر قد کہان [illegible]
یہ بات سنکر [illegible] صاف صاف بیان [illegible] سنکر خاموش
ہو رہا [illegible] عمرو نے کہا اے آقائے نامدار اسکو روکیے ورنہ یہ بھاگ
جائیگا صاحبقران نے فرمایا اگر یہ بھاگ جاویگا تو پھر گرفتار رہیگا عمرو [illegible]
دیکھ رہا ہو کہ آتش افروز طرف صحرا کے چلا چالاک نے کہا قبلہ وکعبہ مین اسکو
روکتا ہون عمرو نے کہا اے فرزند جانے دو حضور آقائے نامدار کی سوجھے اول ہی
عرض کر دیا تھا ہمارا کہنا نہ مانا اسوقت تم جاکر اگر روکو گے وہ عذر کریگا کہ صحرا مین
واسطے [illegible] کے جاتا ہون چالاک کہنے سے خواجہ کے رکا مگر آتش افروز
صحرا مین آیا پر پرواز پیدا کرکے اڑتا ہوا طرف اپنے صحرا کے چلا جب لشکر مین آیا
تو افسرون پر اپنے بہت خفا ہوا کہا یارو ایسے غافل ہوگئے تمکو گرفتار کرکے
عیار لے گیا اور تم مین سے کسی نے نہ روکا سب نے عرض کی ہم سب بیہوش پڑے
تھے کون روکتا کون ٹوکتا آتش افروز نے جواب دیا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا
اب آیندہ خیال رہے مگر ایک مطلب حاصل ہوا کہ دلبر صنوبر قد صندوق مین
بند ہے اسکو نکالو میرے پہلو مین لاکر بٹھاؤ دلبر کو مصاحبون نے صندوق سے
نکالا اب جو آنکھین ملتی ہوئی وہ اٹھی ساحرون کو دیکھکر گھبرائی اور پوچھنے لگی کہ میری
کنیزین کہان ہین سب نے کہا کنیزین آپ کی سب موجود ہین مگر اب چلئے آپ سے

شوہر آپ کو بلاتے ہین نام شوہر سنکر دلبر رونے لگی کہا مین تو غیر کے سامنے نہ جاؤنگی ساحرون نے کہا آپ ہی کی شکل بنکر عیار انگوچرا لیگیا تھا لشکر صاحبقران سے جاکر آپ کے شوہر بھاگ آئے لیکن اب ارادہ یہ ہی کہ براے مقابلہ مسلمانان نہ جائین دلبر اسی مقام پر بیٹھ گئی مصاحبون نے آتش افروز سے کہا کہ دلبر صنوبر قد آپکے نام سے نفرت کرتی ہو ہر چند بلاتے ہین وہ نہین آتی آتش افروز نے کہا مین ابھی جاکر راضی کیے لیتا ہون یہ کہکر چلا تھا کہ چوبدار نے عرض کی نامہ دار غار افراسیاب سے آیا ہو آتش افروز نے کہا بلالو نامہ دار اندر آیا آتے ہی نامہ دیا نامے کو اسنے پڑھا اس مین یہ لکھا تھا کہ اے آتش افروز منم سرخاب مقرب کل جو سجدہ کیا تو قدرت نے حکم دیا کہ ہمارا بندۂ خاص عجب آفت مین مبتلا ہو اسکو بلابھیجو ہم اسکے سحر کو مضبوط کردین نامہ دار نے کہا میرے ساتھ چلیے آتش افروز نامہ دار کے ساتھ ہوا مصاحبون نے کہا بھی حضور نے سمجھ لیا کہ یہ نامہ دار وہین سے آیا ہو آتش افروز نے کہا سرخاب مقرب نے نامہ لکھا ہو کہ وہ نائب خداوند ہو اب جو وہان سے آؤنگا تو قیامتین برپا کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا مگر مین دربار حمزہ کو دیکھ آیا بڑے بڑے جادوگر اسکے ہمراہ ہین ان سب کو ایک سحر مین پست کردونگا بھلا کسکی مجال ہو کہ جو مجھسے مقابلہ کرسکے خداوندگر مجھو بلاے رونگارہین ایسے ایسے سحر پیدا کرسکتے ہین کہ زمین تھراجاتی ہو ستارہ ہاے آسمان ہلجاتے ہین وہ ایسا ہی کوئی سحر مجھکو دیدینگے کہ مین آکر زمین ہلادونگا سب نے کہا آپ کو اختیار ہو اب نامہ دار سے باتین کرتا ہوا چلا نامہ دار سے پوچھا تمھارا کیا نام ہو نامہ دار نے جواب دیا مجھکو احتقاق جادو کہتے ہین مقرب خداوند کے پاس رہتا ہون آتش افروز بے خوف ہوگیا ایک مقام پر آکر نامہ دار رکا یا تو آگے آگے جاتا تھا یا ٹھہر اکے پیچھے آیا آتش افروز نے پوچھا خیر تو ہو احتقاق نقلی نے کہا ایک شیر ببر راہ مین کھڑا ہو آتش افروز نے کہا کیون ڈرتا ہو مین ابھی سحر کرکے ہٹاے دیتا ہون اس ببر کو بلاؤن کہ جو شیر کو بھی ڈرادے اور وہ

شیر اپنی دُم دبا کر بھاگے نامہ دار نے کہا آیئے سحر کیجیے جیسے ہی آتش افروز آگے
بڑھا پشت پر سے حلقے کمند کے پڑے اور نعرہ ہوا نعرہ چالاک بہ عیاری
من آنم چست و چالاک ہلہ بہ چشم دشمن اندازم کف خاک ہلہ نہ آید باد گر ونش گاہ
خلیفہ اولم چالاک نامم ہلہ نعرے کی صدا سنکر آتش افروز نے چاہا پلٹوں چالاک
نے حباب مار دیا آتش افروز بے ہوش ہوا زمین پر گرا چالاک نے چاہا پشتارہ
باندھوں کہ آسمان سے ایک عقاب تڑپ کر گرا چالاک تو ایک غار میں جاکر
چھپا عقاب نے آتش افروز کو اُٹھا لیا اور لیکر اُڑتا ہوا چلا چالاک نے دیکھا
کہ عقاب آتش افروز کو لیے جاتا ہے یہ بھی چھپتا ہوا چلا عقاب آکر ایک قصر میں
داخل ہوا چالاک جو قریب قصر آیا دیکھا صدہا چوبدار و خدمتگار دروازے پر
کھڑے ہیں چالاک نے ایک کو اشارہ کیا جیسے ہی وہ سامنے آیا چالاک نے
اُسکو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر دروازے پر آیا باتوں میں لوگوں سے پوچھا کہ
اِس قصر میں کون صاحب رہتے ہیں چوبداروں نے کہا میاں ایسے نادان ہوگئے
خداوندگر مخو اس مکان میں واسطے عیش کرنے کے آتے ہیں ساحروں کو بڑا
دھوکا دیا ہو اِس مکان سے کوئی آگاہ نہیں ہے چالاک یہ خبر سنکر اندر چلا چوبدار
نے کہا کیا میاں خدمتگار تمکو بلایا ہو چالاک نے کچھ جواب نہ دیا سر ہلایا اندر
آکے دیکھا کہ مکان فرش مشجر سے آراستہ ہے تخت پر ایک جادوگر بیٹھا ہوا ہے اور
آتش افروز سامنے بیہوش پڑا ہے اُس تخت نشین نے آواز دی کہ او خدمتگار
اسکو ہوشیار کر دے چالاک بہت خوب کہکر قریب آیا پانی چھڑک کر آتش افروز
کو ہوشیار کیا آتش افروز نے آنکھیں کھولکر اُس ساحر کو دیکھا واسطے سجدے
کے جھکا کہا یا خداوند آپ یہاں کہاں آئے گر مخو نے جواب دیا کہ رن کو
اکثر یہاں آتے ہیں تیری خبر پائی کہ عیار باندھ چکا ہے چاہتا ہے کہ اُٹھا لیجائے بڑے
افسوس کی بات ہے کہ دو دو تین تین دھوکے کھاتا ہے اور پھر ہوشیار نہیں
ہوتا مگر میں تجھکو ایک بیضہ دیتا ہوں اِسکو جاکر صاحبقران کے سامنے کا شانہ

انکو اسم اعظم فراموش ہو جائیگا تب انکو اوٹھا لانا یہ سکے ایک بیضۂ سفید دندان
فیل کا دیا اور ترکیب اسکی بتا دی کہ اسم اعظم پڑھ کرکے صاحبقران کو تو اوٹھا لانا
آتش افروز نے کہا یا خداوند مین جاتا ہون خدمتگار نے دست بستہ عرض کی
یا خداوند مین بھی اونکے ساتھ جاؤن گر محو نے کہا اے آتش افروز اسکو بھی ساتھ
لیتے جاؤ یہ تمکو ہوشیار کرتا رہیگا یہ خدمتگار قدرت ہی کل امور کی حقیقت سے
آگاہ ہی آتش افروز خدمتگار کو ساتھ لیکے چلا راہ مین اسنے کہا آپ چلیے مین آیا
سرمہ دانی بھول آیا ہون اس مین سرمۂ جمشیدی ہی جسوقت آنکھون مین آپ
لگا لیجیے گا سحر اور زیادہ یاد آئیگا اور ایک عمدہ بات یہ ہی کہ آپ سب کو دیکھیے
آپ کو کوئی نہ دیکھ سکے آتش افروز نے کہا تم سرمہ دانی لاؤ مین آگے بڑھتا
ہون خدمتگار غائب ہوا آتش افروز چلا راہ مین آکر آتش افروز نے
دیکھا کہ جنگل مین ایک عورت پھر رہی ہی اور یہ اشعار پڑھ رہی ہی **نظم**

خاک مین ملکے بھی مین اسکو نہ دشمن سمجھا | گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا
چھوڑتا میرے گریبان کو نہین دست جنون | کیا یہ اسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا
زلفین سنبل ہین تو ہی نرگس شہلا آنکھین | جسنے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سمجھا
کیا جگہ ہی کوچۂ محبوب ہی سبحان اللہ | کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا
یاد آئی جو مجھے اپنی بیابان سرگی | گنبد قصر فلک گنبد مدفن سمجھا
سینے سے مثل جبین مین نے لگایا جو اسے | داغ سودا کو مرا دل گل سوسن سمجھا
موم دو انون کو کیا نالۂ آتش خو نے | سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آہن سمجھا
ہو گئی یار کے ہاتھون پہ جو مہندی کالی | انگلیون کو مین زبان گل سوسن سمجھا
سنبل تر مجھے بے زلف صنم دود ہوا | بے رخ یار مین گلزار کو گلخن سمجھا
محفل یار مین دیکھا جو سر اسکا کٹتے | گردن شمع کو عاشق کی مین گردن سمجھا
کیون نہ معراج محمد کا ہو قائل آتش | مہ و خورشید کو نقش سم توسن سمجھا

آتش افروز نے بڑھکر پوچھا کہ اے نازنین اس صحرا مین کیون ماری ماری پھرتی ہی

اُس متبسّم نے بنگاہ غور دیکھا ہنسکر کہا تو صاحب میری آرزو پوری ہوگئی مین نے
خواب مین تمکو دیکھا تمھاری ہی تلاش نکلی لیکن جمشید ثانی کے صدقے کہ یہان
ملاقات ہوگئی اب مین تمھارے ساتھ ہون آتش افروز اُسکو اپنے ساتھ لیکر
چلا ایک مقام پر ٹھہرا کے پیچھے ہی کہا تو صاحب غضب ہوا میرے باپ آتے ہین
تلوار کھینچے ہوے ہین آتش افروز نے کہا تم نہ ڈرو مین سمجھا لونگا نازنین نے
کہا آگے بڑھو آتش افروز آگے بڑھا جیسے ہی آگے بڑھا چالاک نے حلقہ ہاے
کمند گلے مین ڈالدیے اور حباب مارکر بیہوش کیا خنجر کھینچکر مارا کہ آتش افروز
کا شکم چاک قصہ پاک ہوا جنگل مین ہنگامہ ہوا آگ برسنے لگی چالاک ایک
غار مین چھپا جیسے ہی نکلا آسمان سے تڑپ کر وہی عقاب گرا چالاک کو اُٹھالیگیا
چالاک نے راہ مین دیکھا ایک ساحر بہ نام بد انجام پنجے مین دبائے ہوے
لیے جاتا ہی کہ ایک طرف سے دیکھا شعلہ افروز آتا ہی مگر روتا ہوا کہ ہاے بھائی
کا لاشہ اِن آنکھون سے دیکھا کاش کہ نابینا پیدا ہوتا مگر اِن عیارون سے خداوند
جمشید ثانی بچاوین عقاب نے جو دیکھا کہ شعلہ افروز روتا ہوا آتا ہی عقاب نے
پکارکر آواز دی کہ اے برادر آتش افروز کہان سے آتے ہو کیون روتے ہو
مین نے تمھارے بھائی کے خون کا بدلہ لے لیا دیکھو اِس قاتل کو لیے جاتا ہون
شعلہ افروز نے کہا بھائی تیرے صدقے ہوجاؤن ذرا نیچے آؤ مین اِس ظالم کی
بوٹیان دانتون سے کاٹون تو میرے دل کو آرام آئے عقاب نے کہا مین نے
سُنا تھا کہ تم بھی مارے گئے شعلہ افروز نے کہا جب مین نے سُنا کہ عیارون کا
ہنگامہ ہی تو بیر کو اپنی صورت بناکر مین الگ ہوگیا تھا وہ بیر مارا گیا اور مین
غار مین مخفی رہا آج نکلا تھا کہ بھائی کے مرنے کی آواز کان مین آئی لاشہ دیکھکر
بیقرار ہوگیا سامنے قدرت کے بہت فریاد کرونگا مگر اِسکو نیچے لاؤ مین سزادون کہ
دل کو تسکین ہو عقاب ہوا سے اُتر آیا شعلہ افروز نے بڑھکر چالاک کو ایک
لات ماری تلوار کھینچکر چھاتی پہ چڑھ بیٹھا عقاب نے کہا اے شعلہ افروز قتل نہ کرنا

قدرت نے کہدیا تھا کہ اے عقاب زندہ لانا قدرت کے سامنے چلو انکو اختیار
ہے شعلہ افروز نقلی نے کہا دیکھو سامنے بھائی صاحب آتے ہین قدرت نے میری
دعا قبول کی بھائی صاحب زندہ ہوگئے عقاب جادو خوشی خوشی کہنے لگا کہ اگر قدرت
کی نظر رحمت ہوئی تو کیا بڑی بات ہے سیکڑون بندے پیدا کرتے ہین ایک مُردے
کو زندہ کردیا تو کیا کمال ہوا عدم سے پھیر دیا روح کو بدن مین داخل کیا یہ کہکے
عقاب پلٹا شعلہ افروز نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارکر
بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم		رنگ از رُخ بختک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی		تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

نعرہ کرکے خنجر مارا کہ عقاب جادو کا شکم چاک قصہ پاک ہوا چالاک نے کہا
قبلہ و کعبہ خوب آپ وقت پر آئے خواجہ نے کہا مین دیکھ رہا تھا کہ تمکو عقاب
لیے جاتا ہے مجھکو کچھ نہ بن پڑا شعلہ افروز کی شکل بنکر آیا خیر عیاری موزون ہوگئی
اب کیا ارادہ ہے چالاک نے کہا صاحبقران کو جاکر خبر دیجیے کہ کوچ کرین
چالاک و خواجہ ساتھ ملے ہوے سامنے صاحبقران کے آئے سب
کیفیت بیان کی مگر چالاک نے کہا دلبر صنوبر قد اُسکے لشکر مین ہے اگر حکم ہو
تو اُسکو لے آؤن صاحبقران نے فرمایا اے چالاک کون صنوبر قد چالاک
نے عرض کی کوہ یار جادو ایک قلعے کا حاکم ہے گزرا آتش افروز کا اُسکی طرف سے
ہوا یہ دلبر صنوبر قد کو دیکھکر عاشق ہوا اِسنے کوہ یار کو نامہ لکھا کہ اپنی دختر کو
میرے ساتھ منسوب کر اُسنے بخوشی قبول کیا ملکہ کو سوار کرکے روانہ کردیا کہ
گذر میرا اُس صحرا مین ہوا کہ جہان صنوبر قد اُتری ہوئی تھی مین نے عیاری
کرکے دریافت کرلیا کہ دلبر صنوبر قد کو ساحر کے نام سے نفرت ہے مین نے
عیاری کرکے صنوبر قد کو ایک صندوق مین بند کردیا تھا مگر اب سننے مین آیا
تھا کہ آتش افروز نے اُسکو صندوق مین سے نکالا اور طالب وصل ہوا مگر

ملکہ نے انکار کیا اُسکا ارادہ ہوا تھا کہ ملکہ پر کچھ جبر کرے کہ یہین او ر قبلہ و کعبہ پہونچے صاحبقران نے فرمایا اب کسی طور سے جاؤ اور اُسکو لاؤ چالاک باہر نکلا اگر خواجہ سے پوچھا کہ کیون قبلہ و کعبہ کیونکر جاؤن خواجہ نے کہا اسی طرح جاؤ اپنے چالاک حیران ہوا کہ قبلہ و کعبہ نے عجب فقرہ کہا یہ سوچ رہا تھا کہ برق سامنے سے آیا واضح رہے کہ مہتر برق سے اور دیو تندک سے ملاقات ہوگئی اسنے کہا اے تندک مجھکو بھی طلسم نوخیز مین پہونچا دے تندک نے لاکر ایک صحرا مین چھوڑ دیا مدت سے لشکر مین تھا اب اپنے کو برق نے ظاہر کیا برق سے بھی چالاک نے پوچھا کہ کیون بھائی برق کیونکر جاؤن برق نے ہنسکر کہا کہ اسی صورت پر جاؤ چالاک حیران ہوا کہ برق نے بھی وہی کلمہ کہا جو قبلہ و کعبہ نے کہا تھا اے چالاک کیا تدبیر کرون سوچتے سوچتے ایک عیاری عقل مین آئی چار شاگرد لیے انکو خدمتگار بنایا مرکب عربی پر سوار ہوا بصورت آتش فروز چلا یہان لشکر والے حیران تھے کہ نہین معلوم آقا پر کیا گذری کہ ابھی تک پلٹ کر نہین آئے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شہنشاہ آتش افروز آتے ہین افسرون نے آکر استقبال کیا بہ اعزاز لیکر بارگاہ مین آئے چالاک نے بیٹھتے ہی پوچھا کہ دلبر کا مزاج کیسا ہے کنیزون نے عرض کی جب سے آپ گئے ہین ہر وقت رویا کرتی ہین اور کہتی ہین مین آتش افروز سے راضی نہین یا میرے قلعے مین بھیجدین یا طرف لشکر صاحبقران کے روانہ کرین کہ مین وہان جاکر عبادت خدا کرون یہ سنکر آتش افروز نقلی نے حکم دیا کہ ملکہ سے کہدو کہ تخلیہ کروا ہم آتے ہین ملکہ نے خبر سنکر منھ پیٹ لیا کہا جس امید پر آئے ہین ہمیشہ نا امید رہینگے بھپر دست انداز نہ ہوسکین گے کنیزین ہر بہانہ سے ہٹنے لگین کہ ایک کنیز نے خبر دی کہ شہنشاہ آگئے اُس جلدی مین دلبر نے ایک خنجر اپنے پاس رکھ لیا جب کنیزین سب ہٹ گئین تو آتش افروز نقلی اندر آیا سامنے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا ملکہ نے کہا صاحب کیون کھڑے ہو بیٹھ جاؤ چالاک نے کہا آپ نے غلام

قدیم کو پہچانا دلبر نے سر جھکا کر کہا ہان صاحب پہچانا کہ آپ شہنشاہ ساحران ہین
مگر مجھسے کچھ امید نہ رکھیے گا چالاک نے کہا مجھے آپ نے نہین پہچانا صنوبر ہین ہون
چالاک بن عمرو کہ ایک کنیز کو دیکھا چلی آتی ہے ہنستی ہوئی پانچے ہلاتی ہوئی
سامنے آکر کہا ای فرزند کیا کہنا تم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری ہین
بھی پہونچا تھا کہ ملکہ کو لے جاؤن مگر تم بھی خوب آئے اب انکو نکالدو پھر ہم
لشکر سے سمجھ لین گے چالاک نے باہر نکلکر حکم دیا کہ محافۂ زرین لاؤ اس مین
ملکہ کو سوار کرو لشکر مین حمزۂ عرب کے بھیجدو ہم لڑ بھڑ کر لے لین گے ملکہ کی تو
مراد پوری ہو جائے تخت محافۂ زرین آیا ملکہ خوشی خوشی سوار ہوئین پچیس سوار
ساتھ کیے کہا لشکر حمزہ مین پہونچا کر چلے آؤ پھر کہا دو افسرون کو بلاؤ جو غالب
ہوگا اُسکو سپہ سالار لشکر کرینگے خیل جادو اور ابابیل جادو آئے دونون کو لڑوایا
مراد یہ تھی کہ آپس مین سحر کرو جو غالب ہوگا ہم اُسکو افسر کرینگے خیل و ابابیل
مین سحر چلنے لگا خیل جادو ابابیل پہ سحر کر رہا ہو ابابیل نے جو دیکھا کہ خیل سحر
کرکے گھسا آتا ہے جھلا کر ایک تمانچہ مار دیا تمانچہ کھا کر خیل جھلا آیا جھولی سے کارد
سحر نکالی اُسپر اپنا خون ڈالا سحر کرکے کھینچ ماری ہرچند ابابیل نے چاہا روکون
مگر کارد کی سینے پر آکر پڑی کہ پشت کو توڑ کر پار گذری ابابیل جادو کا گرنا
کہ چالاک نے اُسکے ملازمون سے کہا تمھارے افسر کو مار ڈالا تم اس سے
بدلہ لو اُن سب نے ملکر خیل کو مارا ملازمون نے شور و غل مچایا اسطرح پر
چالاک نے ہزار دو ہزار کو قتل کراکے گرایا اِسکے بعد اپنے کو ظاہر کیا سب
بہ صدق دل مسلمان ہوے چالاک اور عمرو سب کو ساتھ لیکر روانہ ہوے
اسباب توسب خواجہ نے نذر قبول کیا پہلے صاحبقران زمان نے سُنا کہ
دلبر صنوبر قد آئی ہے اُسکو اُتروا دیا بعد اسکے ہرکارون نے خبر دی کہ خواجہ
و چالاک لشکر کو لیکر آتے ہین صاحبقران نے سردار دنکو بھیجا وہ استقبال
کرکے لائے صنوبر نے جو صاحبقران کو دیکھا عاشق جمال بے مثال ہوئی

صاحبقران نے بہ خوشی دلبر کے ساتھ عقد کیا مگر باپ اسکا کوہ یار جادو بالائے کوہ بیٹھا تھا ہرکارون نے خبر دی کہ آپ کی صاحبزادی کا عقد صاحبقران کے ساتھ ہوگیا نام حمزہ کا سنکر کوہ یار بہت جھلایا کہا مین نے تو پاس آتش افروز کے روانہ کیا تھا اُسپر کیا سانحہ گذرا ہرکارون نے بیان کیا کہ آتش افروز مارا گیا شعلہ افروز قتل ہوا چالاک عمرو عیاری کر کے آپ کی دختر کو لیگئے کوہ یار نے حکم دیا کہ مابدولت کو بہت ناگوار ہوا کہ میری لڑکی مسلمان کے ساتھ منسوب ہو کہ جو خدائے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین یہ فعل مجھپر بہت شاق ہی حکم دیا کہ لشکر تیار ہو کر برسر حمزہ جائے سردارونسے کہا کہ تم بھی آپڑنا مین جاکر ادھر سے سحر کرونگا لشکر مین ہنگامہ پڑجائیگا ساٹھ ہزار کا لشکر صبح کو روانہ ہوگیا لشکر تو دن کو گیا اور شام کو آپ ایک ہنس پر سوار ہوا طرف آسمان کے چلا یہان صاحبقران تو بارگاہ مین ہین جملہ سردار حاضر ہین چونکہ صاحبقران نے شب کو عقد کیا ہی لہذا خواجہ عمرو نے بجاکر یہ اشعار عاشقانہ گارہے ہین نظم

وہ مسیحا قبر پر آتا رہا
مین موئے پر رونہی جاتا رہا

زندگی کی ہجنے مر مر کے بسر
وہ بت ترسا جو ترساتا رہا

واہ بخت نارسا دیکھا تجھے
نامہ بر سے خط کہین جاتا رہا

وصل کی شب بھی شب فرقت ہوئی
رات بھر وہ شوخ شرماتا رہا

چھوڑ کر چاہ ذقن نکلا نہ دل
لاکھ گیسو اُسپہ لہراتا رہا

دل تو دینے کو دیا پر ہمنشین
ہاتھ مین مل مل کے پچھتاتا رہا

دیکھ اُسکو ہوگیا مین بے خبر
دل یکا یک ہاتھ سے جاتا رہا

عمر بھر اُس برق وش کی یاد مین
سیل اشک آنکھونسے برساتا رہا

ڈھونڈھتا پھرتا ہون اُسکو جابجا
دل خدا جانے کدھر جاتا رہا

اُس مسیحا کی امید وصل مین
شام جیتا صبح مرجاتا رہا

عشق کا مرض عناصر ہی لا دوا
کب سنا تو نے کہ وہ جاتا رہا

کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ ساٹھ ہزار فوج ساحران مقابلہ حضور میں آئی ہے انکا
ارادہ ہے کہ آج ہی رات کو لڑائی کا خاتمہ کر دیں صاحبقران نے فرمایا خداے ما
رحیم است و کریم است یہ ذکر تھا کہ صداے طبل جنگی کان میں آئی صاحبقران
نے پوچھا عمرو نے عرض کی ہرکارے آتے ہونگے کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے
دعا و ثناے شاہی بجا لائے قطعہ اے بہرکارے رفیقت قل ہو اللہ احد ہے وی
نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد ہے لم یلد یار ت و لم یولد ہمہ جا دستگیر ہے لم یکن
نام ترا مولس لہ کفوا احد ہے شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سو زو گداز ہو افسران
لشکر کوہ یار نے طبل جنگی بجوا دیا لشکر کوہ یار لشکر میں نہیں ہے امیر نے خواجہ
سے فرمایا خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر میں بھی بہ فضل ایزدی و بہ تائید ربانی
طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات
تیاری رہی اب وہ وقت آیا نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند	لحاف غنچہ از رو بر کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

مگر رات کو یہ سامان ہوا کہ جب رات کم باقی رہی تو آسمان سے پتھر برسنے
لگے لشکر میں صاحبقران کے صداے فریاد فریاد بلند ہوئی صاحبقران زنان
ہنگامہ سنکر نکل آئے دیکھا خیمہ ہاے زنگاری و گلناری سرنگون پڑے ہوے ہیں
ہر طرف بڑی بڑی بارگاہیں الٹی ہوئی پڑی ہیں صدہا بندگان خدا سر پیٹتے ہیں
تڑپ رہے ہیں جسپر پتھر پڑا سر پاش پاش ہو گیا جب کئی سو جوان اس آفت
سنگین سے سیار گلشن جنان ہوے اور صاحبقران نے اپنی آنکھوں سے
دیکھا کہ بارش سنگ موقوف نہیں ہوتی تو عمرو نے آکر کہا اسم اعظم پکار کے
پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھا جیسے ہی آواز بلند ہوئی پتھر برسنا موقوف
ہوے صاحبقران پلٹ گئے جا کر بارگاہ میں بیٹھے پھر صداے فریاد آنے لگی

باہر نکلکر دیکھا کہ پتھرون کی بوچھار ہے اہل اسلام عاجز ہو رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ کدھر نکلجاوین کیونکر جان بچاوین صاحبقران نے پھر اسم اعظم پڑھا پتھر برسنا موقوف ہوے آکر بارگاہ مین بیٹھے پھر صداے فریاد بلند ہوئی پھر امیر نے آکر اسم اعظم پڑھا پھر موقوف ہوگئے اِسی طرح سے صبح تک تلاطم رہا جب نیر اعظم نکلا اور روشنی پھیلی تب بالکل پتھر موقوف ہوے صاحبقران سوار ہوے لشکر کو ساتھ لیکر میدان مین آئے افسران فوج کوہ یار بھی ساٹھ ہزار فوج کو ساتھ لیکر میدان مین آئے صفین جمین بعد نقابت سہراب جادو طرف سے کفار کے میدان مین آیا پکارکر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے جیسے ہی سہراب نے آواز دی القاس گھوڑا اچکا کر نکلا صاحبقران سے اجازت لی امیر نے فرمایا اے القاس نہ جاؤ تم غیر ساحر ہو ساحر کے مقابلے مین جاتے ہو کیونکر جواب دوگے القاس نے عرض کی غلام تیر سے اسکو مار لیگا صاحبقران نے ناچار اجازت دی القاس میدان مین آیا تیر مارا سہراب نے جلادیا کئی تیر القاس نے مارے لیکن سہراب نے جلادیے سہراب نے سحر کیا کہ گھوڑا لیکر القاس کو طرف صحرا کے بھاگا سہراب نے پھر آواز دی کہ اور جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے امیر نے اشقر بڑھایا میدان مین پہونچے سہراب نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر نے تاثیر نہ کی صاحبقران قریب پہونچ گئے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سہراب جادو کے دو ٹکڑے ہوے کئی ساحر اِسی طرح نکلے ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے اب امیر للکار رہے ہین کوئی مقابلے مین نہین آتا کہ صحرا سے گرد اڑی کوہ یار ایک ہزبر آتشین پر سوار مقابلے مین صاحبقران کے آیا آتے ہی تلوارین برسائین مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی کئی سحر کوہ یار نے کیے جب کچھ اثر نہ ہوا تو کوہ یار گھبرایا مقابلے مین امیر کے تلوار کھینچکر آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر امیر نے بہ فنون سپاہ گری رد کے پھر ہاتھ تھام کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر کوہ یار کو اٹھالیا ہرچند وہ چاہتا ہے سحر کرے مگر سحر یاد نہین آتا آخر صاحبقران نے فرمایا کہ اے

کوہ یار میں تمھارا لحاظ کرتا ہون چاہتا ہون کہ اپنی جان نہ دو دین اسلام اختیار کرو آخر کوہ یار بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو بھی دائرۂ اسلام میں لایا صاحبقران بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے یہ سب خبرین جمشید ثانی کو پہونچین اُسنے گرم خو کو عرضی لکھی کہ یا خداوند مین آپکا ہرچند کہ گندہ بندہ ہون لیکن لوح ایسے مقام پر رکھی ہو کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہو گا پس لوح نو عمر بھر نہ پاوینگے مگر دربند ویران ہو گئے یہ عرضی جب جمشید ثانی کی پہونچی نگہبانون نے عرضی کو آگ مین ڈالدیا ایک شعلہ پنجہ پیدا ہوا اُسنے عرضی کو اُٹھا لیا گرم خو نے وہ عرضی پڑھی سوچا کہ بڑا ساحر مارا گیا آتش افروز کہ نگہبان آتش تھا اُسکو عیارون نے مارا اُسی کی شکل بنکر عیار یہان کہین دلبر اُنکے قبضے مین گئی کوہ یار بھی بصدق دل مسلمان ہوا اب کیا تدبیر کرون دیر تک سوچا کیا آخر آواز دی کہ اے ہمائے جادو جلد آؤ کہ آسمان سے ایک ہما اُڑتا ہوا آیا آکر آگ مین گرا پر پرزے جل گئے ایک طرف سے آواز آئی کہ اے مقرب درگاہ خداوندی اپنے کو سنبھال ہما کے فوراً پر پرزے درست ہو گئے سامنے گرم خو کے آیا گرم خو نے کہا اے ہمائے جادو تو برائے مقابلۂ مسلمانان جائیگا مسلمانون کو گرفتار کر لائیگا ہما نے کہا قدرت کا ارشاد ہو آنکھون سے بجا لاؤنگا یہ کہکر ہما باہر نکلا اور ڈیڑھ لاکھ فوج ساتھ لی برائے مقابلۂ صاحبقران چلا یہان صاحبقران بعد فتح جنگ کوہ یار دربار مین مین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین سب سرداران ساحر وغیر ساحر جمع ہین کہ صاحبقران نے فرمایا خواجہ برائے ملاقات سعد شہریار جاؤ اُنکو ہمارے پاس لاؤ کہنا اے نور نظر تمنے ماشاء اللہ بڑے بڑے کارہائے نمایان کیے کہ تمھارے نام کے سکے ہین مگر ہماری ملاقات کو آؤ خواجہ عمرو چلے مگر بادشاہ جہجاہ ایک صحرا مین فروکش ہین جادوگرنیان مثل حمالۂ گیسو کشا دلوحداران طلسم کوہ وبجھون جادو وغیرہ دربار بادشاہ مین جمع ہین سرداران غیر ساحر بھی ہین نوکر بدیع الزمان ہور ہا ہو بادشاہ فرماتے ہین عمر نامدار کو کئی دن گذرے

اگر شکار سے پلٹ کر نہیں آئے مجھکو بڑا انتشار ہی کہ فیروزہ دوڑتا ہوا آیا عرض کی
مبارک ہو کہ قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہیں سعد بہت خوش ہوئے خواجہ نے
آکر سلام کیا بادشاہ نے گلے لگا لیا پوچھا ای عم نامدار کیونکر تشریف لانیکا اتفاق
ہوا خواجہ نے نامہ صاحبقران کا پیش کیا سعد نے فرمایا ای عم نامدار میں بڑے
تردد میں ہوں کہ ملکہ قمر عذار ایسی ساحرہ اسکو داغ جمشید ثانی نے سحر کرکے بالکل
الٹ دیا ہی وہ میرے مقابلے میں آئی ہی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو قتل ہو جائے
قتل سے امان نہ پائے اور بچھڑا ہوا پھر آئے خواجہ نے کہا ای فرزند اس مقدمے
میں روپیہ کا بہت صرف ہی بادشاہ نے کئی لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھا اور خواجہ کے
حوالے کیا خواجہ نے کہا کہ ای بیٹا رقعہ تو تمنے لکھدیا آیا اسکو لیکر میں جا لوٹوں
تم خوب واقف ہو کہ میں قرضدار رہتا ہوں مہاجن وغیرہ مجھکو گرفتار کرینگے
کچھ نقد دلواؤ بادشاہ نے کئی ہزار روپیہ نقد بھی دیے خواجہ نے روپیہ لیکے نذر
زنبیل کیے اور فیروزہ سے کہا تم خالی بیٹھے رہتے ہو تمسے کچھ نہیں ہو سکتا
مفت کی تنخواہ کھاتے ہو بس مناسب یہ ہی کہ جتنا زمانہ اس طلسم میں گذرے
اسکی پوری تنخواہ لینے کا میں مستحق ہوں آپ تنخواہ سے ہاتھ دھوئیے لیکن
بدیع الزمان کئی دن سے جنگل میں شکار کھیل رہے ہیں قمر عذار کو یہ سب
خبریں پہونچیں کہ بدیع الزمان نے صحرا میں آکر سماق جادو کو مطیع کیا اور شکار
کھیل رہے ہیں انکا ارادہ ہی کہ طلسم باطن میں داخل کریں یہ خبر وحشت اثر سنکر
اپنے مقام سے اٹھی افسروں سے کہا کہ میں برائے کار ضروری جاتی ہوں تم
لوگ نہ گھبرانا یہ کہکر باہر نکلی طاؤس پہ سوار ہو کر اسی صحرا میں آئی جہاں شاہزادہ
بدیع الزمان شکار کھیل رہے تھے دو پتلیاں سحری جیب سے نکالیں اُن کو
چھوڑ دیا ایک سے کہا تم جاکر بدیع الزمان کو لاؤ دوسری سے کہا تم جاکے
سماق کو تسخیر کر دو دونوں پتلیاں روانہ ہوئیں بدیع الزمان نے ایک آہو
پر گھوڑا ڈالا سپاہ تو پیچھے رہگئے مگر سماق جادو اڑتا ہوا ساتھ تھا جب اسنے یکہ

کہ شاہزادہ کئی کوس نکل آیا تو سحر کرکے آہو کو رد کا آہو نے ایک نخل کے نیچے ٹھہر کر چھپا رہنا چاہا شب دیکھا بدیع الزمان نے تیر مارا آہو لنجھیا کر گرا بدیع الزمان نے آکر بہ قربانی پہونچایا کہ سماق جادو بھی پہونچا بدیع الزمان نے کباب لگائے اُس دشت کا جو حاکم تھا ساحل جادو اُسنے کوہ سے دیکھا کہ ایک ساحر اور ایک مخبر ساحر ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین کباب لگا رہے ہین عیار کو اپنے حکم دیا کہ جاکر ان جوانون کو گرفتار کر لاؤ سہمناک تیز رو روانہ ہوا ایک فقیر بنکر سامنے بدیع الزمان کے آیا کہا مین کباب لگا دون حضور کو تکلیف ہوتی ہے بدیع الزمان نے کہا کیا مضایقہ ہے عیار نے کباب لگائے نمک اپنے پاس سے ڈالا دونون کو بیہوش کیا دونون کے پشتارے باندھکر لے چلا ارادہ ہے کہ بالاے کوہ جاؤن دفعۃً گانے کی آواز آئی کہ کوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے

نظم

ہم دل سے لگ چلے تھے کہ دیوانہ پن ہوا ۔ سمجھے تھے راہبر جسے وہ راہزن ہوا
وحشت کا جوش باعث ترک وطن ہوا ۔ گھر مجھ پہ تنگ ہو کے مرا پیرہن ہوا
اظہار سوز دل مین جو گرم سخن ہوا ۔ شعلہ ہوئی زبان پھپھولا دہن ہوا
گیسو کا عشق تھا سبب برہمیِ یار ۔ تقدیر کا بل اُسکی جبین کا شکن ہوا
یون دل مین مجھ مین تفرقہ روز ازل پڑا ۔ جبتک رہا بدن مین نہ جزو بدن ہوا
شیشون نے بارے قہقہے توبہ جو ٹوٹنے کی ۔ بے اختیار ساغر مے خندہ زن ہوا
تھا مجھ مین یار مین بھی جھگڑا دم وداع ۔ جو نزع مین معاملہ روح و تن ہوا
مجھکو جو کوے یار مین جاے لحد ملی ۔ خواہان مرگ رشک سے خود گورکن ہوا
محشر مین داغ عشق کی پھیلی جو نیرگی ۔ چلاتے اہل حشر کہ سورج گہن ہوا
سمجھا تھا مین کہ سامنے ٹوٹیگا اُنکے دم ۔ رشتہ مری حیات کا پیمان شکن ہوا
پیدا کیے ہین کچھ نئے ڈھنگ آسمان نے ۔ فیروزہ رنگ لانے لگا جب کہن ہوا
کیا وضع رنگ و بو پہ ہنسی اے صبا ہوئی ۔ اہل وفا کی بزم مین رسوا چمن ہوا
پھر کر نگاہ شوق نہ آئی جو آنکھ مین ۔ یا گم وہ آپ ہوگئے یا گم وطن ہوا

نشا کی ہون درد دل کا نہ چارہ گار ہونہ
شکوہ نہین دیے جو بتون نے جو بخت
رخت قبا سے گل کا جو ٹکڑا تھا بچھون
آزاد رہیے کتنی ہی وحشت [illegible]
پہچانتا نہین یہ اثر کو اثر اِسے
کرتا ہی بخیہ گر یہ ملامت [illegible] بار بار
اٹھتے ہی پردہ آنکھون پہ دیسے پڑ گئے
تھا اِک حجاب اپنے گناہون سے نزع مین
محمل کے پاس اپنے کو پہونچا سکا نہ قیس
پیری سے آرزوے جوانی جو بچنے کی
سمجھے ہین اجنبی مجھے سب بزم یار مین
کس شوخ پر گلون کے گریبان پھٹ گئے
آکر وطن مین ہو گئے دیوانے ای جلال

[illegible] انجمن ہوا
[illegible] کے قابل دہن ہوا
[illegible] پیرہن ہوا
[illegible] یا کفن ہوا
[illegible] غریب الوطن ہوا
[illegible]
[illegible] انجمن ہوا
[illegible] پردہ دشمن ہوا
بہت ہی پا کے ناقہ لیلی ہرن ہوا
ایسا دیا جواب کہ دندان شکن ہوا
مین ای فلک وطن مین غریب الوطن ہوا
کسکا حجاب پردہ در انجمن ہوا
یہ شور آمد آمد اہل وطن ہوا

یہ آواز سُنکر عیار چہار جانب دیکھنے لگا کہ دیکھا سامنے سے دو عورتین حسین و جمیل تانین مارتی ہوئی آتی ہین عیار اُنکی صورت زیبا دیکھنے لگا کہ نہایت ہی حسین ہین اور کمسن اٹھلا اٹھلا کے گا رہی ہین عیار دیکھتے ہی حیران جمال و محو دیدار ہوا اُن دونون نے قریب آکر کہا میان عیار صاحب کسے لیے جاتے ہو عیار نے کہا فرزند صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان اور رفیق اُنکا سماق دونون کو پکڑا ہی خدمت مین آقا کی لیے جاتا ہون اُن دونون نے کہا ہم اُنکو دیکھین عیار نے پشتارے کھولے ایک کی نگاہ بدیع الزمان پر پڑی وہ جو دوسری تھی اُسنے سماق جادو کو دیکھا سر جھکا کر خاموش ہو رہین دونون کے منھ پر ہاتھ پھیر دیا اور عیار کو جھڑکا کہا جا بھاگ جا ٹھہرے گا تو بلا مین مبتلا ہوگا عیار پشتارہ چھوڑکر بھاگا اُن دونون نازنینون نے دونون کو ہوشیار کیا

بدیع الزمان اُسی ناز نین کو بہ نگاہ محبت دیکھنے لگے اُسنے ہنسکر کہا میرے
ساتھ چلیے میں آپکا پہلو گرم کرونگی آپ کو تکلیف نہ ہونے پائیگی دوسری نے
سماق سے کہا کہ میں تیرے ہمراہ ہون تجھکو آرام سے رکھونگی وہ مرتبہ دونگی کہ
عالم عالم رشک کریگا غرض دونون جوان دونون کے ساتھ چلے مگر ایک دوسرے
پر نثار ہیں بہ نگاہ شوق دیکھتے ہوئے ساتھ جاتے ہین کہ اُدھر سے خواجہ آتے تھے
دور سے دیکھا کہ بدیع الزمان ہمراہ ایک سردار ساحر کے دو معشوقون کے
ساتھ ہنستے ہوئے جاتے ہین سمجھے یہ کسی کا سحر ہی کنارے آکر رنگ و روغن
عیاری کا لگایا ایک گویے کی شکل بنکر گانے لگے اُن دونون نے جو گانے کی آواز سنی
منھ پھیر لیا جب بدیع الزمان اور سماق نے کہا بھی کہ دیکھو یہ کون گاتا ہی دونون نے
ہنسکر کہا کہ اس گانے پر توجہ نہ کرو یہ بڑا مکار ہی ایسا نہ ہو عیاری کرے تو باعث
خرابی ہو ہمارا کیا کر سکتا ہی دیوانہ ہوا ہی کہ فکر مین آتا ہی پکار کر آواز دی میان
گانے والے ذرا اِدھر آئیے خواجہ نے جو تیور دیکھے ہرچند اُن عورتون نے
بلایا مگر خواجہ نہ آئے گلیم اوڑھکر غائب ہوگئے مگر دل سے باتین کرتے ہین کہ
یہ تو بڑی خرابی ہوئی کہ بدیع الزمان سحر مین پھنسا یہ سعد کو آنا رہ پہونچائیگا سعد
بدیع الزمان کا کیا کر سکین گے یہان، قمر عذار بیٹھی ہوئی تھی کہ بیرون نے خبر
دی کہ بدیع الزمان و سماق جادو آتے ہین دونون عورتین ساتھ ہین اور
دونون پر فریفتہ ہین قمر عذار نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ دونون نازنینین
بدیع الزمان و سماق کو ہمراہ لیے ہوئے سامنے قمر عذار کے آئین بدیع الزمان
نے آکر سلام کیا سماق بھی برائے تسلیم خم ہوا ملکہ نے پوچھا کہ ای شاہزادہ
والا قدر و ای آسمان جلالت کے بدر تم ہمارے لشکر کی سپہ سالاری قبول
کروگے بدیع الزمان نے عرض کی جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن قمر عذار نے
بدیع الزمان کو خلعت افسری دیا بدیع الزمان افسر بنکر بیٹھے سماق جادو کو
سپہ سالار ساحرون کا کیا اور لشکر کو تیار کر کے چلی، دوسری منزل پر آکر اُتری

مگر افسوس کرتی ہی کہ ہاے بڑے غضب کی بات ہی ایسا نہو ہاتھ سے سعد کے بر
قتل ہوجائین یا سعد بارے جاوین تو مقام تاسف ہی مگر بدیع الزمان لشکر کو
لیے ہوے آگے بڑھتے ہوے سامنے لشکر سعد کے پہونچے سعد نے بھی
دیکھا کہ بدیع الزمان انتظام لشکر کرتے ہوے اور سماق جادو ایک ساحر ہی
کہ وہ اہتمام ساحران کرتا ہوا آکر مقابلے مین ہمرے اترے ہین شام کو انتظام
طلایہ بدیع الزمان کے سپرد ہوا ادھر سے سعد بن قبا وانتظام کرکے کنارے
پر ٹھہرے تھے کہ بدیع الزمان سامنے سے آئے سعد نے پکارا کہ ای عم نامدار
مزاج تو اچھا ہی بدیع الزمان نے منھ پھیر لیا مگر قمر عذار دربار مین بیٹھی ہی کہ
اسنے دیکھا جمشید ثانی تخت پر سوار آتے ہین قمر عذار اٹھی جھک کر سلام کیا
عرض کی کہ یا خداوند آئیے ہین آپ کی مشتاق تھی جمشید ثانی نے تخت اتارا
محفل مین آکے بیٹھا قمر عذار نے پوچھا کہ یا خداوند آپ کہان سے آتے ہین جمشید
نے کہا ای قمر عذار قصر طلسمی مین اسوقت بیٹھا تھا کہ یکایک دل گھبرایا براے
سیر نکل آیا یہان تمسے ملاقات ہوئی یہ پسر حمزہ کیونکر آیا اور سماق جادو کیونکر
شریک ہوا قمر عذار نے کہا یا خداوند جسطرح مین شریک ہوئی اسی طرح یہ
دونون جوان بھی مبتلا ہوکر آئے ہین شاہزادیون کے مشتاق ہین مین نے
انکو سپہ سالار کیا ہی جمشید نے کہا ای قمر عذار اپنے لشکر مین بادشاہ طلایہ
دے رہے ہین ایسا نہو کہ بدیع الزمان کو لوح محفوظ دکھا دین تو مشکل
پڑیگی قمر عذار نے کہا مین چاہتی ہون کہ ایک جنگ بدیع وسعد سے سرمیدان
ہوجائے کیا عجب ہی کہ بدیع الزمان سعد کو کشتی مین مارلین اگر بدیع الزمان
غالب آئے تو خاتمہ ہوگیا اور اگر مغلوب ہوگئے ہاتھ سے اس شہریار کے تو بھی باعث
خرابی ہی میرے دل کو دونون طرح بیتابی ہی کل میرا بھی ارادہ ہی کہ سحر کا اپنے
امتحان کرون جمشید نے کہا ای قمر عذار جو تمنے سوچا ہی وہی ہوگا مین بھی
تقدیر مضبوط کرونگا اگر ہمارے قدرت نے چاہا تو سرمیدان بدیع الزمان

سعد کو زیر کرلین گے اب طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے خبر بادشاہ کو دی بادشاہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا بقول شاعر نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرمخوار روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

دونون لشکر میدان مین آئے قمر عذار تخت پر سوار بدیع الزمان پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے ایک طرف سماق جادو پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار میدان مین آکر پہونچے اِدھر سے سعد بن قباد بہ شوکت تمام و بر احمدیان با لاکلام آئے لشکر جے بادشاہ دیکھ رہے ہین کہ بدیع الزمان قمر عذار کے تخت کے ساتھ مثل چاکران کمترین آتے ہین اشارے کے امیدوار ہین کہ جو قمر عذار کہے وہ بجا لائین سعد یہ دیکھکر حیران ہوگئے حال بدیع الزمان دیکھکر جی مین کہتے ہین مقام افسوس ہے کہ فرزند رشید صاحبقران اس بلا مین مبتلا گھوڑا اُڑاے ہوے چلے آتے ہین جب صفین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے قمر عذار نے طرف بدیع الزمان کے دیکھا بدیع الزمان نے مرکب اُڑایا میدان مین آئے بت پتھر کے بازوون پہ بندھے ہوے چند بت گلے مین پڑے ہوے اِس صورت سے میدان مین آئے پکار کر آواز دی کہ اے سعد بن قباد دیا تو جمشید ثانی کو سجدہ کرو یا مقابلے مین آؤ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام یہ باتین کب سن سکتے ہین فورًا مرکب اُڑایا مقابلۂ بدیع الزمان مین آئے جادوگرنیون نے کہا بھی کہ اگر حضور فرمائین تو ہم بدیع پر سحر کرین سعد نے فرمایا مین نہ گوارا کرونگا کہ میرے عم نامدار پر سحر ہو وہ اپنے آپ مین نہین ہین یہ فرماکر مرکب کو بڑھایا

جب سامنے پہونچے تو بدیع الزمان نے سلام کیا بادشاہ نے جواب دیکر کہا کہ
اے عمِ نامدار یہ کیا قطع بنائی ہے بدیع الزمان نے جواب دیا جب ہمنے سمجھ لیا کہ
مذہب جمشید ثانی حق ہے تو اسکو پسند کیا آپ سے جو ہو سکے قصور نہ فرمائیے
بادشاہ نے فرمایا مین آپ پر کیا حملہ کرون آپ میرے بجائے قبلہ و کعبہ ہین قباد
شہریار مین اور آپ مین کیا فرق ہے رستم نے قبلہ و کعبہ کے ساتھ کیا کیا کیا مگر
وہ اپنا محسن ہی جانا کیے کبھی شکایت نہین کی بدیع الزمان نے کہا مین حربہ
کرون بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ بدیع الزمان نے نیزہ مارا ہر چند نیزہ اس
فن سے مارا تھا کہ خوف ہو سینہ پر پڑیگا تو ٹکر پشت کو پار گذر یگا مگر سعد
بن قباد نے کہ فنون سپاہ گری مین طاق و شہرۂ آفاق ہین نیزے کو روک لیا اور
آپ بھی نیزہ مارا مگر سینہ بدیع الزمان کا بچا کر اب نیزہ بازی ہونے لگی بادشاہ
تو الگ الگ نیزے مار رہے ہین مگر بدیع الزمان چاہتے ہین کہ ایسا نیزہ
مارون کہ سینے کے پار گذر جائے دو گھڑی کامل نیزہ چلا بادشاہ ہر چند چاہتے
ہین کہ نیزہ ہوائی کرون مگر ممکن نہین ہوتا بدیع الزمان خود لڑتے بھڑتے
معرکے دیکھے ہوے ہین انکا کب نیزہ نکلتا ہے مگر بادشاہ نے گانٹھکر تھپیڑا جو مارا
نیزہ بدیع الزمان کا ٹوٹ گیا بدیع الزمان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا
مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اب تلوار چلنے لگی قمر عذار یہ غور دیکھ
رہی ہے کہتی ہے صاحبو کسکی مجال ہے کہ ان لوگون سے لڑ سکے مگر بادشاہ نے لڑتے
لڑتے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا فرمایا عمِ نامدار بس بدیع الزمان نے گریبان پکڑا
دونون جوان گھوڑون سے کودے کشتی ہونے لگی کس زور و شور سے
بدیع الزمان لڑ رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ بادشاہ کو زیر کرون مگر بادشاہ
اپنے کو بچا رہے ہین شام تک ایک طور پر کشتی ہوئی شام کو بدیع الزمان
نے بادشاہ کو روکا اور کہا اب رات کو ہماری آپ کی جانبازی کون دیکھے گا
بادشاہ نے فرمایا آپ درست فرماتے ہین بدیع الزمان کو چھوڑ کر الگ ہوے

بدیع الزمان بھی اپنے لشکر مین گئے ملکہ قمر عذار نے بدیع الزمان کو بیچ مین
لے لیا زر نثار کرتی ہوئی پلٹی اِدھر بادشاہ واپس آئے کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے
بادشاہ نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آج بدیع الزمان سے مقابلہ پڑا لیکن
پروردگار کی عنایت تھی مجھے ہر مقام پر یہی یقین تھا کہ ایسا نہو مین زیر ہو جاؤن
تو اپنی جان دونگا زیر ہوکر کسکو منھ دکھاؤنگا مگر پروردگار نے بچایا کوئی تدبیر
ایسی کیجیے کہ بدیع الزمان راہ راست پر آوین عمرو نے کہا ای شہنشاہ اِس
مقدمے مین روپیہ بہت صرف ہوگا بادشاہ نے فرمایا آپ جانتے ہین کہ سئے
ملک تسخیر ہوے ہین کہین سے خراج نہین آیا فوج اِسقدر کیا تدبیر کرون لیکن جو
کچھ مین پہنے ہون موتیون کے مالے یاقوت احمر کے کنٹھے یہ لے لیجیے اور تدبیر
کیجیے عمرو نے کہا خیر ناچاری یہی سہی بادشاہ نے کنٹھے یاقوت احمر کے اور
موتیون کے مالے دیے خواجہ رات کو طرف لشکر بدیع کے چلے لوح محفوظ بھی
بادشاہ سے لے لی قریب بارگاہ بدیع الزمان آکر دیکھا کہ گرد بارگاہ بدیع
چند شیر پھر رہے ہین یہ انتظام قمر عذار نے کیا تھا قمر عذار کو خوف ہی کہ ایسا
نہو کوئی لوح محفوظ گلے مین ڈالدے تو بدیع الزمان کا سحر اُتر جائیگا خواجہ عمرو
دیر تک گرد بارگاہ بدیع الزمان کے پھرے مگر کوئی پہلو ایسا نہ پایا کہ داخل
بارگاہ ہوتے پھر رات رہے پلٹے ایک مقام پر چند خدمتگار سو رہے تھے
ایک نے دوسرے کو پکارا کہا بھائی صبح ہوتی ہی وقت بیداری شہزادۂ
والاقدر آگیا جاکر شاہزادے کو بیدار کرو خواجہ عمرو یہ صدا سنکر ٹھہرے
ایک گوشے مین آکر لیٹ رہے جس خدمتگار نے آواز دی وہ اپنے مقام
سے اُٹھا قریب عمرو کے آکر پکارا کہ بھائی ہدایت اُٹھو وقت نوکری آگیا
خواجہ بہت خوب کہکر اُٹھے وہ خدمتگار ساتھ خواجہ کے چلا ستارۂ سحری چمکا
ہی کہ دیکھا قمر عذار اپنی بارگاہ سے نکلی ہاتھ ہلایا وہ شیر جو گرد بارگاہ پھر رہے
تھے طرف صحرا کے چلے گئے کہ یہ خدمتگار پہونچے قمر عذار نے پکارکر آواز دی

کہ میاں ہدایت ذرا میرے پاس آؤ خواجہ ڈرے کہ ایسا عجب طور سے پکارا ہے
ایسا نہ ہو پہچان لے تو کیسی مشکل ہو اور یہ بھی خیال ہے کہ یہ ... ایسا
نہ ہو گرفتار کرکے قتل کرڈالے بدیع الزمان کو بالکل خیال ... یہ سوچکر خواجہ
پیچھے ہٹے قمر عذار نے پکار کر کہا ارے ہدایت ہم ... تو پیچھے
ہٹا جاتا ہے خواجہ ایک خیمے کی آڑ پکڑ کر بھاگے قمر عذار ... ارے جلد
گرفتار کرلینا یہ جانے نہ پائے لوگوں نے ہدایت کو گھیرا ہجوم ... ہوا ایک کے
سے ہٹتے ہیں دوسرا آجاتا ہے کبھی نیچہ مار دیتے ہیں کبھی حقہ ... آتشبازی مارتے ہیں
مگر حقوں سے آگ نہیں نکلتی اب عمرو پریشان ہوا ایک مقام پر ... کی بچا
تڑپ کر نکلجاؤں وہاں پر نخل تھا شاخ نخل کی ٹکر جو لگی خواجہ گرے ساحروں نے
گرفتار کرلیا سامنے قمر عذار کے لائے قمر عذار نے کہا تو کیوں بھاگا تھا عمرو
نے جواب دیا کہ میں اونچا سنتا ہوں میرے کان میں آواز آئی کہ اسکو ... سمجھ
سے میں بھاگا قمر عذار نے گرم پانی سے منھ دھلوایا رنگ و روغن اتر گیا صورت
اصلی نکل آئی قمر عذار نے جو عمرو کو دیکھا کہا کیوں او میمون تو کس خیال میں آیا
تھا عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اب توبہ کرتا ہوں کبھی نہ آؤنگا قمر عذار نے پکار کر کہا
ارے کوئی حاضر ہے ایک کنیز سامنے سے آئی کنیز سے کہا او گل اندام اسکو پاس
نینواز کے مع نامہ لیجا کہنا اسکو ایک ہفتہ قید کرو پھر میں بلوالونگی گل اندام خواص
عمرو کی کمر میں پنجہ ڈیکر لے اڑی وہ وقت ہے کہ نینواز جادو بالا کوہ بیٹھی ہے
کنیزیں گرد ہیں کہ رہی ہے کہ نہیں معلوم قمر عذار پر کیا گذری خداوند نے اتنا بڑا
کام میرے سپرد کیا ہے کہ میں حیران ہوں اسکا انجام کیا ہوگا یہ ذکر تھا کہ خواص آکر
پہونچی خواص نے قید عمرو پیش کی اور نامہ قمر عذار کا دیا نینواز نے نامہ پڑھا
مضمون مذکور تحریر تھا نینواز نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ اے ماہ آسمان کمال والی
صاحب جاہ و جلال ملکہ قمر عذار زاد حسنہا نامہ فیض شمامہ پہونچا عمرو کی قید یائی
ایسے طور پر قید کروں کہ تڑپ تڑپ کر اپنی جان دے آب و دانہ بند کرونگی کہ بھوکا

پیاسا تڑپ تڑپ کر مرے ہین وقت پر حاضر ہونگی یہ بھی خبر ہین نے پائی ہی کہ چچا
سے بھتیجے کو لڑوا دیا خداوند کا آپ پر پیار رہے سب پہر بھی جو آپ کے قبضے ہین
ہین بڑی آسایش سے رہتے ہین آپ کا پوجا پاٹ بڑے تکلف سے ہوتا ہی خدا وند
آپ کی الفت پر ناز کرتے ہین عریضۂ نیاز نمبنواز - کنیز نامہ لیکر روانہ ہوئی نمبنواز نے
پکارا ظلمات حاضر ہو ایک زنگن سامنے آئی کہا عمرو کو لیجا کر قید کرو وہ زنگن عمرو
کو کشان کشان لے چلی ایک اندھیرے مکان ہین عمرو کو لا کر قید کیا عمرو نے کہا
اے ملکہ ظلمات تمھاری صورت کا قید خانہ بھی ہی ظلمات نے کہا او نگوڑے
یہ وہ قید خانہ ہی کہ کوئی یہان سے کبھی زندہ نہین نکلا اب تیری باری ہی عمرو نے
کہا انشاء اللہ پروردگار رہا کرائیگا کوئی صورت رہائی کی پیدا ہوگی ظلمات
عمرو کو قید کر کے چلی گئی شام کو پھر آئی دو روٹیان اور ایک آبخورہ پانی کا لائی
ظلمات نے دیکھا کہ عمرو رو رہا ہی ظلمات نے کہا خواجہ کیون روتے ہو
عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم جو کچھ کہیے ہین صرف کرون میری رہائی کی تدبیر نکالیے
ظلمات نے کہا خواجہ کیا دوگے عمرو نے کہا کئی ہزار روپے حاضر ہین یہ کہکے
کئی پوٹلے روپون کے نکالکر دیے ظلمات نے گنے اور گنکر چدریا ہین باندھ لیے
اور کہا اور بھی کچھ تیرے پاس ہی عمرو نے کہا میرے پاس سب کچھ ہی دوسری
پوٹلی دی وہ بھی اُسنے چدریا ہین باندھی عمرو نے ایک ڈبیہ نکالی کہا لو ملکۂ عالم
اِس ہین مال عالم ہی لقا کے تاج کی الماس کی تختی ہی مگر کیا صاحب اقبال ہو
کہ مدت سے یہ تختی میرے پاس تھی ہین نے اپنی زوجہ کو نہ دی ہرچند وہ مانگا کی
کہ لڑکون کو پہناؤنگی اِسوقت تک زوجہ اور اپنے لڑکون سے حیلہ وحوالہ
کرتا رہا ہمارے آقائے نامدار نے بارہا مانگی ہین نے کسیکو نہ دی مگر اب تمسے
بڑھکر کون لینے والا ہی یہ تو بتاؤ کہ اب مجھے کب رہا کر اوگی ظلمات نے کہا
اے مرد زفر دا ہین مزاج پاکر ذکر کرونگی اور یہ کہونگی کہ اِس غریب کو چھوڑ دو ایسا
نہ ہو مر جائے تو خون آپ کے ذمہ ہوگا وہ رحم دل ہین اُسی وقت حکم دین گی

چھوڑ دو لیکن مین تختی الماس کی دیکھ لون عمرو نے کہا آپ کا مال ہو دیکھ لیجیے لیکن مجھکو
رہا کرا دیجیے گا ظلمات نے کہا اگر ملکہ کہنا نہ مانین گی تو دروازہ کھولکے تمکو مین خود
نکال دونگی تم نکلجانا یہ کہکر ڈبیہ کھولنے لگی خواجہ سنبھلکر بیٹھے جیسے ہی ظلمات نے
ڈبیہ کھولی ڈبیہ سے دھوان نکلا ظلمات کی آنکھون مین جو لگا اندھیرا آگیا بیہوش
ہوکر گری خواجہ نے ظلمات کو اپنی صورت بنایا آپ ظلمات کی صورت بنکے
قیدخانے سے نکلے دربار مین نینواز کے ہنستے ہوے آئے نینواز جادو نے
پوچھا کیون بی ظلمات آج کس بات پر خوش ہو عرض کی واری آج مین نے
سامری وجمشید کو خواب مین دیکھا کہ میرے ساتھہ بڑی محبت کرتے تھے اور فرمایا
کہ ہم تجھکو ساقی گری کا کمال دیتے ہین جسکو شراب پلائیگی اسکی عمر بڑھجاویگی
نینواز نے کہا تمکو بڑا کمال قدرت دیگئے کہا حضور امتحان کیجیے یہ کہکر پانون مین
گھنگرو باندھے اور یہ اشعار عاشقانہ متعلق مضمون شراب شروع کیے نظم

بے یار کیا مزہ مجھے دیگی بھلا شراب — مجھکو پلا رہا ہو جو تو ساقیا شراب
خون جگر فراق مین پیتا ہون جاے مو — بے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب
ابر بہار آکے چلی ہو ہواے سرد — گلشن مین چلکے جلد پلا ساقیا شراب
جی چاہتا ہو ساقی مہوش کے ہاتھہ سے — مجھکو دکھا دکھا کے پیون وا غفلا شراب
گردون وقار ہو مرا محبوب ساقیا — ہان مہر و مہ کے جام مین بھر کر پلا شراب
موقوف ہو اسی پہ مری زیست ناصحا — کسطرح چھوڑدون ہو گئی میری غذا شراب
خمخانۂ غدیر کا میکش ہون ساقیا — ہو میرے حق مین عشق دلی خدا شراب
بیخود ہون تشنگی مجھے بے حد ہو ساقیا — کار ثواب جان کے تھوڑی پلا شراب
سطوت ہو مست ساقی کوثر کے عشق سے — میخانۂ جہان مین پیے کیا بھلا شراب

یہ اشعار گاکر کلید میخانہ طلب کی نینواز نے کلید میخانہ دی خواجہ میخانے سے
گلابیان آراستہ کرکے لاے بیہوشی سب مین ملادی اور جام لبریز کیا ساتھ
نینواز کے آگے عرض کی ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلاتا جا پیتے نینواز

دونوں ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر پیا پیتے ہی آنکھوں میں نشہ ظاہر ہوا خواجہ نے
دورہ باندھا تھوڑے عرصے میں ساری محفل کو شراب پلائی دست درازیاں محفل
میں ہونے لگیں کسی نے کسی کا دوپٹہ کھینچا کسی نے کسی کو دھول ماری محفل میں جو
بڑ ہوا نینوا ز نے جھلا کر آواز دی کیا صاحبو تمنے بازار مقرر کیا ہو غصہ میں اٹھی
ڈگمگا کر گری اہل محفل لینا لینا کہکر اٹھے جو اٹھا وہ بیہوش ہوا تھوڑے عرصے
میں سب بے لب فرش فرش ہوے خواجہ نے چاہا نینواز کو قتل کر دن کہ بدیع
کو ہوش آ گئے قضائے کار طنبور جادو وزیر نینواز برائے شکار گیا تھا اس وقت
پلٹ کر آیا دیکھا دروازے پر ہنگامہ ہو رہا ہو خادم خدمتگار زمین جوتی بیزار ہو رہی
ہو گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہو لوگ اپنے آپ سے باہر ہو رہے ہیں پردہ اٹھا کر دیکھا
کہ اندر سب بیہوش پڑے ہیں ایک عیار خنجر کھینچے ہوے نینواز کو قتل کرنے جاتا ہو
طنبور نے للکارا کہ او ظالم کیا کرتا ہو خبردار خنجر نہ مارنا خواجہ نے جو آواز سنی
جست کر کے بھاگے طنبور نے آکر سب کو ہوشیار کیا نینواز سے کہا یہ کیا معرکہ
تھا نینواز نے کہا عمرو تو قید ہو پھر یہ کون آیا کہ جسنے یہ آفت برپا کی یہ کہکر اوراق
کھولے اس میں سب حال دیکھا معلوم ہوا کہ مقام پر عمرو کے ظلمات قید
ہو عمرو نکلگیا ظلمات کو رہا کیا حال پوچھا ظلمات نے ساری کیفیت بیان کی
نینواز نے کہا صاحبو اب ہوشیار رہنا ظلمات نے کہا واری میں جاتی ہوں
عمرو کو گرفتار کر کے لاتی ہوں یہ کہکر پرپرواز پیدا کیے تلاش میں عمرو کی چلی
خواجہ صحرا میں شعبدہ بازی فلک سے غافل جاتے تھے ظلمات کی نگاہ پڑی
آسمان سے تڑپ کر گری عمرو کو اٹھا لیا مگر خواجہ نے عطر بیہوشی بدن میں مل
لیا تھا جیسے ہی ظلمات لیکر بلند ہوئی دماغ میں بوے بیہوشی پہونچی ہوا پر
جا کر ڈگمگائی خواجہ پنجے سے چھوٹے زمین پر آکر ظلمات گری خواجہ نے
گرتے گرتے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا قضائے کار نینواز کے سامنے
گلدستہ رکھا تھا ظلمات کے ہاتھ کا بنایا ہوا وہ گلدستہ مرجھا گیا ظلمات نے

منھ اپنا پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا ظلمات قتل ہوئی چند کنیزون کو حکم دیا کہ
جا کر تلاش کرو کنیزین ہر اسے خبر ظلمات چلین یہان خواجہ نے مار کر ظلمات
کو کپڑے اُتار لیے تھے لاشہ برہنہ جنگل مین پڑا تھا کنیزون نے جو لاشہ ظلمات کا
دیکھا کہ برہنہ پڑا ہی لاشہ اٹھا کر لائین نیبوانہ بہت روئی کہ اسکی پرانی رفیق
تھی آخر حکم دیا کہ اسکو لیجا کر جلاؤ نیبوانہ کو بڑا افسوس ہی کہ میری ساحرہ ماریگئی
عمرو کو کیونکر پاؤن کیونکر بدلہ لون آخر یاد مین ظلمات کی چین نہ پڑا ابر اسے
ملاقات ملکہ قمر عذار چلی یہان قمر عذار نفابلا سعد مین آتری ہوئی ہو اسکو
تردد ہی کہ عمرو کو مین نے کوہ نیبوانہ پر قید کرکے روانہ کر دیا ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی
دوسرا عیار آکر بدیع الزمان کو لوح پہنادے تو سب سحر باطل ہوجائیگا اِس
سوچ مین وہ بیٹھی تھی کہ نیبوانہ آکر پہونچی کہا واری غضب ہوا کہ عمرو قید سے
چھوٹ گیا قمر عذار نے کہا تم کیون گھبراتی ہو مین پھر عمرو کو گرفتار کر لاؤنگی
نیبوانہ کو مطمئن کیا نیبوانہ قمر عذار سے باتین کرکے رخصت ہوئی مگر بدیع الزمان
قمر عذار سے کہہ رہے ہین کہ طبل جنگی بجوائیے قمر عذار کہتی ہی تامل فرمائیے مجھکو
بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو آپ پر کوئی افتاد پڑے تو لونڈی کی مشقت ضایع ہو
مگر بدیع الزمان دمبدم یہی کہتے ہین کہ مین خواہش رکھتا ہون کہ بادشاہ سے
مقابلہ کرون مگر قمر عذار ٹال رہی ہی کچھ بہانہ کر دیتی ہی مگر نیبوانہ جو قمر عذار سے
رخصت ہوئی اُڑتی ہوئی جاتی ہی چالاک نے جو دیکھا کہ نیبوانہ آئی تھی اور
دربار سے قمر عذار کے جاتی ہی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بہ شکل قمر عذار
بنا ایک درخت کے نیچے بیٹھ رہا جب نیبوانہ وہان پر پہونچی تو پکارا کہ اے
نیبوانہ ٹھہر جاؤ نیبوانہ نے جو قمر عذار کو دیکھا آسمان سے اُتر آئی کہا اے ملکہ
قمر عذار کیا کہتی ہو قمر عذار نے کہا مجھے کچھ باتین تمسے کرنا ہین مین چاہتی ہون
کہ تامل کرکے بدیع الزمان کو لڑوا دُن ابھی لڑنے مین نقصان ہی نیبوانہ
نے کہا اگر آپ کا حکم ہی تو مین سحر کو زور نہ دونگی ایسا نہ ہو کہ مین کچھ سحر کرون

اور وہان اتفاق دوسرا ہو جانے چالاک سے بشکل قمر عذار دیر تک نینوانز
سے باتین کین مگر وہ دیکھا بہت ہوشیار ہی آخر ناچار ہو کر چالاک نے نینوانز کو
رخصت کیا آگے بڑھی تھی کہ بعد ایک مقام پر دیکھا کہ قمر عذار بیٹھی ہین اب نینوانز
کو شک ہوا ہر چند کہ آسمان سے اتر آئی مگر سحر کیا کہ پانون قمر عذار نقلی کے زمین نے
تھام لیے قمر عذار نے ہنسکر جواب دیا اے نینوانز تمنے مجھے سحر کیا ابھی زمین کا
طبقہ ہلا دونگی مگر نہین چاہتی کہ تمھارے سحر کو مٹاؤن تمکو ملال ہوگا بس بہتر یہی
ہی کہ پانون میرے کھولدو نینوانز نے کہا او مکار مین نے تجھکو پہچانا ایسے
مقام پر تجھکو مارون کہ جہان پانی نہ ملے تو نے بڑا ملال دیا عمرو نے ہنسکر کہا
اے ملکۂ عالم تعجب کیا خیال ہی مجھکو کیا سمجھتی ہو مین سحر کرکے تمکو دکھاؤن یہ کہکر
خواجہ نے جیب سے ایک گولہ نکالا نینوانز پر پھینک مارا نینوانز نے ایک
ہاتھ اپنا مار دیا کہ پھٹنے کی آواز آئی قطرات آب نکلکر منھ پر نینوانز کے
پڑے کہ نینوانز گری اب خواجہ حیران ہین کہ مین کیا کرون زمین پانون تھامے
ہوے ہی اسے کیونکر قتل کرون آخر سوچتے سوچتے کمند نکالی نینوانز پر پھینکی
نینوانز کو اپنے قریب کھینچا جب قریب آگئی تو خنجر مارا اگر خنجر اوچھا پڑا نینوانز
کا سر نہ کٹا اب خواجہ ناچار ہین ہاتھ مین زیادہ قوت نہین پانون مین اٹھنے
کی طاقت نہین کہ سامنے سے دیکھا چالاک آتا ہی پکار کر آواز دی اے نور نظر
جلد آؤ مین آفت مین پھنسا ہون مصیبت مین مبتلا ہون چالاک نے جو باپ کو
اس آفت مین دیکھا جھپٹ کر قریب آیا نینوانز کو چالاک نے قتل کیا مرتا
نینوانز کا کہ ایک شور و غریو ہونے لگا مگر چالاک و خواجہ بھاگ کر جائے
سعد شہریار سے اطلاع کرین یہان وہ وقت ہی کہ قمر عذار نے طبل جنگی بجوایا ہی
لشکر کو لیکر میدان مین پہونچی ہی ادھر سے سعد بن قباد تشریف لائے ہین بدیع
میدان مین نکلے ہین سعد شہریار کو پکار رہے ہین سعد شہریار کا ارادہ ہی
کہ مقابلۂ بدیع الزمان مین جاؤن کہ یاقو بدیع الزمان مرکب کو مہمیز کر رہے تھے

چکار نے سمجھے کہ میرے مقابلے مین آپ نے مجھے مقابلہ کیجیے یکا یک گھوڑے پر تھرائے اور بیہوش ہوکر گرے اُدھر قمر عذار کو یہ معلوم ہوا کہ آنکھون کے آگے برق چمکی اپنے آنکھین بند کر لین جیسے ہی آنکھ بند کی بیہوش ہوگئی زمین پر گر پڑی بدیع الزمان و قمر عذار زمین پر تڑپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا بدیع الزمان نے دیکھا کہ پتھر کے بت میرے گلے مین پڑے ہین اور بازو وان بھی بندھے ہین کہ صحراے گرد اڑی خواجہ عمرو چالاک آکر پہنچے بدیع الزمان حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی کہ یہ لشکر جو سامنے ہے یہی تمھارا دشمن ہے بدیع الزمان اُدھر پلٹے کہ قمر عذار کو ہوش آیا اپنے جو اپنا یہ حال دیکھا بیقرار ہوکر سحر کرنے لگی ایسا سحر کیا کہ اہالی لشکر دیوانے ہوکر یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

چتر شاہانہ نہ ہرگز بندہ پرور چاہیے
داسن رحمت کا سایہ میرے سر پر چاہیے

سنگ طفلان ہمکو معشوقو تمھارا زیور چاہیے
تمکو سب کچھ اور ہمکو خاک بستر چاہیے

وصل کا سامان ہو آنکھین بچھا نیکی ہر شب
ساتھ اُنکے سونے کو پھولونکا بستر چاہیے

اوج حاصل تھا ترے زانو پہ رہتا تھا کبھی
اس طرح تجھکو نہ ٹھکرانا مرا سر چاہیے

قبر میری دیکھ کے حسرت سے وہ کہنے لگے
اسکی تربت پر بھی اک پھولونکی چادر چاہیے

دل پہ چھریان ہین نے جب روکین تو قاتل نے کہا
کچھ تو جان کا پاس تجھکو اے دلاور چاہیے

کچھ ادائی کا کبھی چرچا بھی ہونے کا نہین
سیدھی باتین وہ کرین سید ھا مقدر چاہیے

مر رہا ہون مٹ رہا ہون جان جان تیرے لیے
عشق صادق کا یقین ہر وقت مجھپر چاہیے

رحم کھا کر آب و دانہ جب دیا صیاد نے
رو کے بلبل نے کہا مجھکو گل تر چاہیے

ہمکو ہین جانا زپہنا کو ہین زخمونکے ہار
نازنین ہو تم تمھین پھولونکا زیور چاہیے

بیکسی کتنی ہے تربت پر شہید ناز کی
اک سہری پھولونکی اور ایک چادر چاہیے

تو کرے جنت کی خواہش ہے بڑی غیرت کی جا
تجھکو اے دل آمد و رفت کوے دلبر چاہیے

جان تمپر دے رہا ہے یہ منہ برخستہ جان
جان جان اب تو نگاہ رحم اسپر چاہیے

کل فوج اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی روانہ ہوگئی ملکہ قمر عذار بخدمت سعد شہریار
حاضر ہوئین اور اپنی بغاوت کا عذر کیا کہ کنیز کی خطا کو معاف فرمائیے ہین اپنے
ہوش مین نہ تھی سعد نے گلے لگا لیا اور فرمایا اے ملکہ عالم تمھاری خیر خواہی سے ہمکو
بڑی امید ہی ہم تمکو دل سے چاہتے ہین تم نہ شرماؤ یہ فرما کر بہ فتح و فیروزی چلے گئے بدیع
الیسا شرمائے کہ گھوڑا ڈالکر طرف صحرا کے نکل گئے اہل لشکر قمر عذار اور طرف چلے
گئے اب بادشاہ داخل بارگاہ ہوے اودھر بدیع الزمان گھوڑا اڑاتے ہوے جاتے
ہین کہ ایک صحراے سبزہ زار مین جا کر ٹھہرے چاہتے ہین کہ کوئی آہو نکلے تو
اُسکو شکار کرون کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک پہلوان برہمن بلند بالا نام
دس ہزار فوج پشت پر آرہا ہی اُسنے بدیع الزمان کو دیکھکر دریافت کرایا کہ یہ کون
جوان ہی جب اُسکو معلوم ہوا کہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران ہین فوج سے
اِشارہ کیا کہ گرفتار کرو اہل فوج لینا لینا کہکر دوڑے بدیع الزمان نعرہ کرکے
جاپڑے عین گرمی جنگ تھی کہ نقابدار زرین پوش صحرا مین تنہا کھیل رہا تھا عیار
نے خبر دی کہ بدیع الزمان گھرے ہوے ہین نقابدار زرین پوش آپڑا کفار کو
قتل کرنے لگا بدیع الزمان نے جو مہلت پائی لڑتے بھڑتے قریب برہمن کے
پہونچے برہمن نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار چھین کر برہمن کو
اُٹھا لیا برہمن بلند بالا بہ صدق دل مسلمان ہوا فوج کو بھی اسلام تعلیم کیا مگر
نقابدار نے سامنے آکر کہا کہ اے بدیع الزمان مین تمکو پیغام دیتا ہون کہ جب
صاحبقران سے ملاقات ہو تو میری جانب سے آداب عرض کرنا اور کہنا کہ اے
شہریار کیون جنگ کو آپ طول دیتے ہین مین عرض کرتا ہون کہ جسوقت بانہاے
صاحبقرانی آپ مجھکو دینگے ایک ہفتے مین کفار کا استیصال کرونگا بدیع الزمان
نے کہا اے نقابدار بہادر صاحبقران کا تو مرتبہ عالی ہی ہین فرزندان صاحبقران
ہین حقیر و ذلیل حاضر ہون مجھسے مقابلہ کیجیے نقابدار نے ہنسکر کہا کہ اے فرزند
صاحبقران حقیقت مین تم الیسا جری و بہادر فرزندان صاحبقران مین نہین ہی

مگر مین نہین چاہتا کہ سواے صاحبقران کسی سے مقابلہ کرون جسدن مقابلہ ہوگا
اُسدن دیکھ لینا مین یہی چاہتا ہون کہ مجھسے بے ادبی نہ ہو مگر صاحبقران زمان
نہین مانتے یہی چاہتے ہین کہ سر میدان مقابلہ ہو مین ٹال رہا ہون مین آپ کو
پیغام جنگ نہین دیتا یہی چاہتا ہون کہ صاحبقران کو سمجھا دیجیے گا بدیع الزمان
نے کہا خیر مین کہدونگا نقابدار تو رخصت ہوکر روانہ ہوا اگر بدیع الزمان برہمن
کو ساتھ لیکر چلے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا صحراے سبزہ زار و
نواح دلکشا ہے سبز سبز درخت لباس زمردین پہنے ہوے تھالون مین پھولون کا
انبار طائر چہچہہ زن جنگل رشک چمن ہر پھول فخر نسرین و نسترن ہر طرف طائران خوش
الحان بزبان حال تعریف ایزد منان مین مصروف ہین لیکن سامنے ایک قصر ہے کہ
اُسمین ملکہ کاکلکشاے عنبرین مو بیٹھی ہے چند کنیزین نوجوان سامنے حاضر ہین کنیزون
نے جو لشکر کو دیکھا کہا واری یہ لوگ بڑے گستاخ معلوم ہوتے ہین کہ جنگل مین
چلے آئے تمام سبزہ پامال ہوتا ہے انکو کچھ تماشہ دکھائین کاکلکشا کمسن بولا اٹھ بیٹے
کے دن اشارہ کیا ہان بوا دیکھین کیا کمال دکھاتی ہو کنیزون نے سحر کیا کہ گھوڑے
بدلگامی کرنے لگے پیدل شدت تشنگی سے بدحواس بدیع الزمان حیران و
پریشان گھوڑا اُڑا کر طرف قصر کے چلے اِن الیاشہسوار مرکب نے جو طرارہ
بھرا پشت مرکب سے گرکر بیہوش ہوے برہمن بلند بالا ایک طرف بیہوش پڑا
ہے تمام جوانان صف شکن و سرداران تیغ زن سوار و پیدل گر گر کر بیہوش ہوے
کنیزون نے کہا واری اب چلکر تماشہ دیکھیے کہ اِن سب پہ کیا گذری کاکلکشا
قصر سے نکلی کنیزین اُچھلتی کودتی ہوئین دوپٹے ڈھلکے ہوے پائینچے ہاتھ سے
چھوٹے ہوے اٹھلاتی ہوئین کولے مٹکاتی ہوئین آتی ہین مگر کاکلکشا مرد کے
نام سے بالکل آگاہ نہین عشق و عاشقی سے ناواقف خواصون کے ساتھ
کھیلنا کودنا کمال سحر پہ اپنے نازاں شباب آغاز سامنے جو پہونچی اب جمال بے مثال
بدیع الزمان پر نگاہ پڑی کہ ایک ماہ شب چہاردہم حسین وجمیل سپاہی وضع

سلاح سنجوگ غذہب سے آراستہ و پیراستہ زیر نخل بیہوش پڑا ہے جرأت وصولت شاہانہ ہے
قبضہ تیغۂ ہلالی کا قبضے مین سپر پشت پر قرولی زیب کمر زیور مرصع پہنے مگر عارض گرد آلود
غبار جسم پر پڑا ہوا کاکلکشا نے جو شاہزادے کو اس حال سے دیکھا پسینہ آگیا قلب
تھرا گیا اُسی مقام پر بیٹھ گئی سر شاہزادے کا اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا کنیزون نے جو
دور سے یہ حال دیکھا حیران و پریشان ہوئین ایک سے ایک کہتی ہو لو بوا غضب
ہوا ملکہ افسر اعلیٰ پر عاشق ہوئین خاک پر بیٹھین سر اُسکا زانو پر رکھ لیا دیکھو کس
محبت سے دیکھ رہی ہین ایک نے کہا بوا ہمین کیا غرض ہے مان اِنکی سنیگی آفت
برپا کرینگی ایسا نہ ہو کہ ملکہ سن لین تو آزردہ ہونگی فرمائینگی ہماری باتون پر تم
ہنستی ہو ہم نہین چاہتے کہ ہمپر خفگی ہو ایسا نہ ہو خفا ہو رہین کہ کاکلکشا نے پکار کر
کہا اری کہان دوڑی دوڑی پھرتی ہو اِس جوان کو آکر اُٹھاؤ ہمارے قصر مین
لے چلو خواصین دوڑ کر پلنگ لائین بدیع الزمان کو اُسپر لٹایا ایک خواص
گلچہرہ نامے برہمن پر عاشق ہوئی دیکھا بڑے قد کا جوان سانولی رنگت مکھن ہر
جاہ و وقار دیکھکر پاس بیٹھ گئی برہمن کو گلچہرہ نے اُٹھایا قصر مین لائین کاکلکشا
نے پلٹ کر دیکھا کہ گلچہرہ افسر کلان کو لیے ہوے بیٹھی ہے پکار کر کہا کیون گلچہرہ
تم اِس جوان کو کیون اُٹھا لائین گلچہرہ نے کہا واری مجھے اِسکے حال پر رحم آیا
اِسوجہ سے اُٹھا لائی مین اِسکی خدمت کرونگی کاکلکشا کو معلوم ہوا کہ جو میرے
دلپر گذر رہی وہی اِسپر بھی گذری بدیع الزمان ہوشیار ہوے نگاہ جو جمال ہمثال
کاکلکشا پر پڑی یہ بھی مائل ہوے تعریف حسن کرنے لگے فرماتے تھے **نظم**

ای چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آزری	ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیباتری
تو از پری چابک تری وز برگ گل نازک تری	وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

کاکلکشا یہ اشعار سنکر ہنسی کہا بس زیادہ باتین نہ بنایئے آپ کا نام نامی کیا ہے آپ
کہان جاتے ہین بدیع الزمان نے صاف صاف بیان کیا کہ ہمارے بادشاہ
اسلام برائے فتاحی طلسم ہوشربا آئے ہین ہم لوگ اِسی تدبیر مین ہین کہ دربندونکو

فتح کرین کر شہریار کو زیادہ تکلیف نہ ہو گا کلکشا نے کہا یہ سودا سے خام دماغ سے
نکال ڈالیے سب خبرین ہمکو معلوم ہین کئی شاہزادے جابجا جنگ کر رہے ہین
مگر یہ کوششین بیکار ہونگی لوح طلسم کا ملنا دشوار ہی مجھکو بھی نامہ قدرت کا آیا تھا
کہ اپنے کو جلدی ہو بچاؤ مگر مین نہین گئی اور قدرت خود اتنے بڑے ساحر ہین کہ انکا
کوئی مقابلہ نہین کر سکتا بدیع الزمان نے کہا اے ملکۂ عالم یہ سب تہ تیغ ہونگے دیکھنا
انشاءاللہ کس طرح لوح حاصل ہوتی ہی اور بادشاہ برابر پہونچین گے کا کلکشا نے
کہا اے شہریار یہ امر بہت دشوار ہی لوح اپنے مقام پر سے منتقل ہوئی اب لوح ہرگز
دستیاب نہوگی بدیع الزمان نے کہا یہ اقبال شاہی اگر دس مرتبہ منتقل ہوگی توبھی بادشاہ
کو پہونچیگی جمشید ثانی نے جو کتاب لکھی ہی وہ مضمون سب ہمکو معلوم ہی کا کلکشا نے
آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ہین لوگون نے آپ کو آگاہ کیا ہین خوف کرتی ہون کہ
ایسا نہو خبر تشریف آوری حضور میرے مان باپ کو پہونچ جاوے سحاب ابر شکن
میرے باپ کا نام ہی اور مان میری موجۂ قطرہ زن کہ دونون بلاے روزگار ہین
کہ جنکا مین نمونہ ہون بس وہ قیامت برپا کرینگے باپ میرا کسی طرح گوارا نہ کریگا
کہ مسلمانون سے محبت رہے قضاے کار ایک کنیز ملکہ کی کہ علامۂ مکارہ اسکا نام
ہی اُسنے جو دیکھا کہ اب فرش و فروش کی تیاری ہی اور گائنون کو بھی حکم ہوا باغ
آراستہ ہونے لگا اپنے جی مین جلگئی آپ ہی آپ کہتی ہی دیکھو اس گیسو بریدہ کو کہ
جھگڑے کو لیکر بیٹھی ہی تیاریان کرا رہی ہی کیسی آج خوش ہی چلکر اسکے مان باپ
کو اطلاع کرون علامہ تو اسطرف چلی یہان تمام باغ آراستہ و پیراستہ ہوا جب
گلچین آفتاب عالمتاب مع گلہاے ضیاء و شعاع باغ مغرب مین جاکر سیر کرنے لگا اور
لیلی شب نے مجنون روز کے غم مین نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی ملکہ نے روشنی کا حکم
دیا روشنی ہونے لگی تمام دیوارہاے باغ پر کنول قطار در قطار سرخ و سبز گلاس
بیشمار رکھے گئے ادھر ملکہ شاہزادے پر نثار ہاتھ مین ہاتھ پکڑا ہوا سیر باغ دیکھ رہی ہی
فراش نے آکر فرش مشجر بچھایا یہ تکلف اسپر مسند زر دوزی لگائی بدیع الزمان

آکر مسند پر بیٹھے کاکلکشا شاہزادے کے پہلو مین بیٹھی ایک گائن مع سازندون کے
آکر سامنے محفل مین بیٹھی اور یہ اشعار عاشقانہ بہ خوش آوازی گانے لگی **نظم**

فصل گل ہی ہوئیے کیفیت میخانہ آج
دولت ساقی سے مالامال ہی پیمانہ آج

بادشاہ وقت ہی اپنا دل دیوانہ آج
داغ سودا ہمکو دیتا ہی جنون نذرانہ آج

جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہی فصل گل
عقل کل کہیے اُسے جو کوئی ہی دیوانہ آج

خوبرو تجھسا کوئی بازار عالم مین نہین
قیمت یوسف نہ تھی جو ہی ترا بیعانہ آج

نقش آسیب پری ہی صورت زیبا تری
ہوش مین آتا ہی تجھکو دیکھکر دیوانہ آج

زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح
آئنہ اُنکا مصاحب ہی مقرب شانہ آج

خال مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لن
قیمت خرمن بھی گر دیجے ملے پروانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آتش نہ ڈر
شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

یہان تو رات بھر جلسے کا ہنگامہ رہا آخر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اور بادشاہ مشرق قلعۂ افق سے نکل کے تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ گر ہوا اتفاقاً **چالاک** پھرتا پھراتا زیر دیوار باغ ملکہ گذرا گانے کی آواز سُنکر دیوار پر آیا دیوار سے اُترا ایک کنیز براے ضرورت جو آئی اُسکو حباب مارکر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر شریک محفل ہوا بدیع الزمان کو جو محفل مین دیکھا خوش ہو گیا جی مین کہتا ہی فرزندان امیر کیا خوش نصیب ہین معشوق پریچہرہ پہلو مین لیے بیٹھے ہین یہ سب اقبال ہے ہین حقیقت مین اِنکا کیون نہ شہرہ ہو مگر علامہ آتش رشک وحسد سے بھنتی ہوئی قلعۂ سحاب مین پہنچی سحاب ابر شکن مع زوجہ بہ عیش بیٹھا تھا زوجہ سے پوچھ رہا تھا کہ کئی دن سے صاحبزادی کو نہین دیکھا زوجہ نے جواب دیا صاحب وہ اب جوان ہوئی اُسی قصر مین رہتی ہی کنیزون کے ساتھ کھیلا کرتی ہی یہان آتی ہی تو میری تا انس مین رہتی ہی اپنے دباؤ مین رکھتی ہون دمبدم خفا ہوتی ہون تم جانتے ہو کیسی نازک مزاج ہی ہر بات پر پہرون رویا کرتی ہی وہان جاکر شگفتہ ہو جاتی ہی کل اُسکو بلواؤنگی اور کہونگی کہ باپ تمھارے [illegible] تجھے سحاب نے

کہا صاحب کیا کہوں طلسم میں عجب ہنگامہ ہو شاہزادیاں نوجوان اودھر شریک ہوگئیں
ہر مقام پہ یہی خیال ہو کہ میرے لیے بدنامی نہ ہو قدرت طلسم میں آگئے اور رہا ہم کھتا
چلا آتا ہی ہر مقام پر اسکو مدد ملتی ہی جو مشکل اسپر پڑتی ہو آسان ہو جاتی ہو زوجہ نے
جواب دیا میری بیٹی ایسی نہین ہی جب کبھی شادی کا ذکر آیا اسقدر روئی کہ جل تھل
بھر دیئے مین نے جو گلے لگا کر پوچھا کہ بیٹا کیون روتی ہو تو اسکا جواب دیا کہ ہم
آپ سے چھوٹ جاوینگے ہماری شادی نہ کیجیے گا جو ہم کبھی مرد کا نام لین گے
تو ہماری زبان کاٹ ڈالیے گا ایسی بھولی بھالی سے یہ امید نہین ہی کہ کسی پر نگاہ
ڈالے یہ ذکر تھا کہ علامہ آکر پہونچی زوجہ نے پوچھا کیون علامہ خیر تو ہی علامہ
نے جواب دیا کہ تو داری غضب ہوا پسر حمزہ جو اس صحرا مین آیا ہم لوگون نے
اسے بیہوش کیا آپ کی صاحبزادی بلند اقبال سیر کرتی ہوئین اسطرف پہونچین
پسر حمزہ کو دیکھکر عاشق ہوئین اپنے قصر مین اٹھوا لائین اب صحبت عیش و
جیش آراستہ ہی خوش خوش بیٹھی ہین یہ سنکر سحاب کانپنے لگا کہا جاکر بس پر نگاہ
موجۂ قطرہ زن گھبرائی بولی صاحب تم نہ جاؤ مین جاکر سمجھا لونگی علامہ مکارہ
جھوٹھی ہی سحاب نے جھلا کر جواب دیا کہ مین ابھی مفصل خبر منگواتا ہون اور تصویر
دونو نکی کھنچواتا ہون یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا نکالا اور کچھ اسم پڑھا کاغذ کو زمین
پر رکھکر ایک چھینٹا پانی کا مارا اور آواز دی کہ اے قرطاس تصویر کش جلد جاؤ
کا کلکشا اور پسر حمزہ کی تصویر کھینچ لاؤ اور مفصل خبر آکر بیان کر وجب کاغذ بھیگا
ایک طائر بنکر بالائے آسمان پہونچا اڑتا ہوا چلا یہان بدیع الزمان و ملکہ
بیٹھے ہین کہ طائر آکر نخل باغ پر پہونچا بیٹھا ہوا چہکارہین مارر ہا ہی کا کلکشا نے
باتین کرتے کرتے دونون ہاتھ گلے مین بدیع الزمان کے حمائل کیے اختلاط
ہونے لگے بس طائر نے درخت سے جیسے ہی یہ معرکہ دیکھا فوراً اڑکر چلا آکے
بدیع الزمان و کا کلکشا پر پرون کا سایہ ڈالا تھوڑی دیر اسی مقام پہ قایم
ہوکر اڑتا رہا جب دونون کا عکس طائر کے دونون بازو و نپر پڑا طائر نے

گر کر اپنے پرون کو دونون کے سرون سے ایک جھینٹا مین مس کیا کہ دونون
باندون مین دونون کی تصویر کھنچ گئی اور اُڑتا ہوا چہکارین مارتا ہوا چلا یہان
سحاب و قطرہ زن ذکر کا کلکشتا کر رہے ہین کہ طائر آکر پہونچا چہکار مار کے
زمین پر بیٹھا سحاب نے جو دیکھا تالی بجا کر دستک دی کہ طائر زمین پر لوٹنے
لگا طائر تو لوٹ مار کر غائب ہوا وہی کاغذ دکھائی دیا سحاب نے کاغذ اُٹھا کر
دیکھا ملکہ و شاہزادے کی تصویر کھینچی ہوئی ہو دونون ہاتھ ملکہ کے گلے مین شاہزادے
کے پڑے ہوے دیکھکر چیخنے لگا اور کہنے لگا دیکھو صاحب تم علامہ کو جھوٹھا
بتاتی تھین قرطاس تصویر کش سے مفصل حال معلوم ہوا مین دونون کو جا کر
قتل کرونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاوینگے انھین نوجوانون کی وجہ سے بڑے
بڑے شاہ شریک ہوگئے طلسم کشتا کو زور ملا ہو مین ہرگز شرکت نہ کرونگا پیسر
حمزہ کا سر روانہ کرونگا کل لشکر کو قتل کرونگا لاشون سے میدان بھرونگا علامہ
ملکہ کی شکایت کیے جاتی ہو مان ملکہ کی اشارہ کرتی ہو کہ علامہ بس خاموش رہو
مگر علامہ نہین مانتی اور سحاب برس رہا ہو گرج رہا ہو یہی کہتا ہو کہ مین ابھی جاتا
ہون اور دونون کے سر بہ خدمت خداوند روانہ کرونگا قدرت کو یہ تو معلوم
ہو کہ ایک نوخیز خواہ ہمارا طلسم مین ہو کہ جسنے یہ کام کیا کہ اپنی بیٹی کو قتل کر ڈالا
پیسر حمزہ کو قتل کر کے طلسم کشتا پر لشکر کشی کرونگا اُنکو بھی قتل کرونگا کہ تمام طلسم
کدام ملے یہ باہم معدوم ہو ایک طرف سے صاحبقران لڑتے ہوے آتے
ہین کچھ عجب اُفتاد ہو کہ جو مقابلے مین گیا یا مارا پڑا یا مطیع ہوا غیبوا نہ جادو
کیسی بڑی ساحرہ تھی عیارون نے اُسے گھیر کر مار لیا مگر یہ باتین مجھپر نہ ہوسکینگی
اُترتے اُترتے سحر کرونگا یہ بھی جانتا ہون کہ صاحبزادی برابر کی ساحرہ ہین جب
اُنکا معشوق قتل ہوگا تو ضرور بگڑینگی مین وہ نوبت نہ آنے دونگا اول ہی سے
بیکیا نہ کر دونگا جاتے ہی زبان مین سوزن دونگا دونونکو باندھکر مارے کوڑون
کے کھال گرا دونگا وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرین یہ کہکر اُٹھا نہ جسنے کہا مین بھی

چلونگی ایک تخت پر دونون سوار ہوے طرف قصر کا کلکشا کے چلے یہان دونون عاشق و معشوق بیٹھے ہوئے ہین ذکر کر رہے ہین ملکہ کہ رہی ہی کر ای شاہزادہ والا قدر میری تمھاری خبر والدین کو پہونچ گئی یہ طائر جو آیا تھا تصویر کھینچکر لے گیا یہ قرطاس تصویر کشی میرے باپ کا سحر بہت زبردست ہی انکو اپنے مقام پر اس سے سب خبرین معلوم ہوتی ہین میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی ایسا نہو کہ والدین آتے ہون مین جاکر ہو محانہ بناکر سحر تیار کرتی ہون کہ بروقت انکی آمد کے انکو ادھر ہی روکدون تاکہ وہ یہانتک نہ آسکین ورنہ مجھکو اور تمکو زندہ نہ چھوڑینگے بدیع الزمان نے اُٹھنے نہ دیا ہاتھ پکڑکر بٹھالیا کا کلکشا مطیع اسلام ہوچکی تھی اختلاط ہو رہا تھا اور بدیع الزمان سے عقد کا وعدہ ہوا بدیع الزمان نے عہد کیا ہی کہ جب تم سحر سے توبہ کروگی تو مین ضرور عقد کرونگا اُدھر تخت اڑاتے ہوے کا کلکشا کے والدین آتے ہین اور یہان یہ دونون خوش خوش مصروف عیش و نشاط ہین باتین ہو رہی ہین بدیع الزمان فرماتے ہین ای ملکۂ عالم مین تو کل کوچ کرونگا کا کلکشا کہتی ہی کہان جائیے گا بدیع فرماتے ہین بمقابلہ جمشید ثانی جاؤنگا مین چاہتا ہون سب سے پہلے پہونچون ملکہ کا کلکشا نے کہا مین کتاب مین دیکھ چکی ہون سب کے پہلے طلسم کشا پہونچینگے اُنکے بعد آپ لوگ فرداً فرداً داخل ہونگے جمشید ثانی بھی بڑی لشکر کشی کریگا گیارہ بارہ سو ملک اُسکے قبضے مین ہین سب تاجدار آوینگے اور جمشید کو بچاوینگے مگر ای شہریار کیا پردے غفلت کے پڑے ہین اپنے ہاتھ سے ملعون نے لکھا ہی پیہ طلسم شکنی کا قایل نہین ہی نام طلسم کشا کا لکھچکا حسب و نسب تحریر کیا اور پھر کہتا ہی کہ مین نکلتے مین تھا اُس تحریر کا اعتبار نہین چالاک بیٹھا یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی اور کنیزون سے باتین کر رہا ہی ماں باپ کا حال پوچھ رہا ہی کنیزین بیان کرتی ہین بی شگوفہ اصل یہ ہی کہ باپ انکا بڑا جلا دہی اور بڑا ساحر ہی سحر مین اپنا مثل نہین رکھتا ہمکو ڈر ہی کہ انکو خبر نہ ہوجائے بی بی کے لیے تو کچھ نہ ہوگا ہم لوگ قتل ہوجاوینگے تمام شاہان جہان کے نامے آئے ہوے ہین ہر ایک کا مضمون

مین ہی کہ کل سلطنت نام پر کاکلکشا کے نثار ہی اور یہان یہ معرکہ ہوا اُن سب شاہزادیون
کو ناگوار ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر گرج پیدا ہوئی اور نعرہ ہوا کہ نمک حرام سحاب ابر شکن
او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ مسلمان کو پہلو مین بٹھایا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا
ہون کاکلکشا نے جب مان باپ کو دیکھتے ہوئے دیکھا چاہا اُٹھون اور سحر کرون مگر
سحاب تو آمادہ ہو کر آیا ہی آتے ہی اُسنے برسا دیا قطرے جو کاکلکشا پر گرے
بیہوش ہو گئی ایک قطرہ بدیع الزمان پر پڑا بدیع الزمان بھی بیہوش ہوئے
پانی برسا کر سب کنیزون کو بیہوش کیا سب کو بیہوش کرکے میان بی بی اُترے مگر
چالاک ایک گوشے مین چھپ گیا تھا جب دونون آکر اُترے بدیع الزمان اور
کاکلکشا کو ایک درخت سے باندھ دیا چاہا حکم قتل دون کہ سامنے سے شگوفہ
ہنستی ہوئی آئی کہا اے شہنشاہ ساحران کیون اِسقدر غصہ ہی مفصل حال مجھسے
سنیے کوئی مطلب ابتک نہین ہوا کاکلکشا پاک وصاف ہین حقیقت مین کاکلکشا
کو مردے نفرت ہی مجھسے صلاح کی تھی مین نے سمجھایا کہ واری آپ اتنے بڑے ساحر
کی بیٹی ہین تمام دنیا مین مشہور ہو جائیگا کہ کاکلکشا پسر حمزہ پر عاشق ہوئین
جن شاہون نے نامے آپ کے نام بھیجے ہین وہ سب کیسے حقیر ہونگے اپنے
مقام پر کہین گے کہ ہم مین کیا برائی تھی کہ ہمکو نہ قبول کیا مسلمان کے گھر بیٹھ گئین
مگر [illegible] سے معلوم ہوتا ہی کہ جمشید کا وقت زوال ہی عقل مین اُسکی فتور آگیا ہی
[illegible] کرتا ہی وہ اُلٹی ہو جاتی ہی اِسی واسطے طلسم مین آکر چھپا ہی اب طلسم کشا
[illegible] آجاوینگے مگر ابھی ظاہر مطیع ہوئی ہین کہ چچا کی وجہ سے بھتیجا مجھکو اور میرے
[illegible] نہ ہو سکا کہ جو شاہزادیان اُنکے ساتھ ہین بلا سے رونگا ہین سحر
[illegible] جانتی ہین کہ ہمارا کوئی کیا کر سکیگا وہی ہوا کہ کل شاہزادیان صاف
[illegible] لشکر طلسم کشا مین چین کر رہی ہین طلسم کشا اُن سب کی خاطر کرتا ہی دیکھیے
[illegible] شاہزادی کی کوئی خطا نہین ہی آپ برہم نہ ہون مین آپ کے
[illegible] شراب پلا دون بیٹی کو ہوشیار کیجیے پسر حمزہ کی بھی خطا معاف فرمایئے

اسطرح شگوفہ نے سمجھایا اور باتین بنائین کہ سحاب کا غصہ کم ہوا نہ وجہ رودہی ہو کہ
ہائے میری بیٹی درخت سے بندھی ہو چالاک نے یہ باتین کرکے پایان کھینچا سیدھا
سیدھا سبکہ بجاکر یہ غزل عاشقانہ شہ دی کی لخلم

ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا
جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر
نے گلرنگ سے جھلکی جو سرخی پان کی آئین
بہار اک دل کے داغون نے دکھائی چشم قاتل کو
اندھیرے مین جو ڈر کر مجھسے وہ خورشید رو لپٹا
کڑاہین آگے مردان خدا کے چل نہین سکتا
ڈراتا ہو کسے ای شیخ تو نار جہنم سے
ستایا ہو نہایت انقلاب دہر نے ہمکو
کیا اک آن مین تیغ تغافل نے صاف دو ٹکڑے

سنبھل سکتا نہین اب ناتوانی سے بوجھ اپنی گردن کا
ہمارے اُسکے پردہ رہگیا دیوار آہن کا
گلو سے یار پر عالم ہوا شیشے کی گردن کا
دہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا
شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا
الف وا و دین یکسان ہو عالم سوم و آہن کا
سمندر موج مارے گر پچھوڑون پاٹ دامن کا
رہا کرتا ہو چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا
کمان ہی رہگیا دشمن کو آتش اپنے جوشن کا

اسطرح یہ اشعار چالاک نے گائے کہ سحاب ہنس پڑا کہا ای شگوفہ حقیقت مین
تم تو علم موسیقی مین کامل ہوگئین چالاک نے عرض کی ای شہنشاہ ساحران ابھی آپ
میرے کمال سے کہان آگاہ ہوئے چاہتی ہون ساقی گری کرون کہ پانؤن سے
ناچون ہاتھ سے بتاؤن زبان سے گاؤن اور سر سے شراب پلاؤن یہ کہکے کلید
میخانہ سحاب سے لی میخانے مین آکر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی
نہ رہے گا لوگ شراب لیجانے لگے چالاک نے کئی سو گلابیان آراستہ کرکے کشتی اُٹھائی
سر پر رکھکر محفل مین آیا سحاب نے کہا دیکھو صاحب شگوفہ کس طریقے سے شراب
لائی ہو کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے چالاک اول گت ناچا پھر جام سر پر رکھکر
ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے سحاب کے آیا سر جھکا کر کہا ایسے شاہون کو سر سے
شراب پلانا چاہیے سحاب نے جام پیا چالاک نے دوسرا جام اُسکی زوجہ کو دیا
اب تو دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی سحاب کو بیٹھے بیٹھے

نشہ ہوا یہ کہکے اُٹھا کہ پسر حمزہ کو قتل کرون لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا زوجہ بھی اِسکی
بیہوش ہوئی جب سب بیہوش ہوے تو چالاک قریب کاکلکشا کے آیا کہا کہ ای
ملکۂ عالم مین نے سب کو بیہوش کر لیا کاکلکشا نے کہا یہ سامنے جو حوض ہی اِسکے پانی سے
میرا مُنھ دُھلاؤ چالاک نے پانی لاکر کاکلکشا کا مُنھ دُھلایا کاکلکشا کو سحر یاد آیا
چالاک نے بدیع الزمان کو بھی رہا کر لیا سحاب و موجہ کی زبان مین سوزن
دی اِن دونون کو درخت سے باندھکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا اب جو سحاب کی آنکھ
کھلی اپنے کو گرفتار پایا بدیع الزمان نے کہا ای سحاب قدرت پروردگار کو دیکھا
مین اپنے ساتھ نہ لایا تھا مگر خدا نے چالاک کو پہونچایا دیکھو تم گرفتار ہوے اب
مناسب یہ ہی کہ زن و شوہر اطاعت کرو ورنہ تمھین قتل کرونگا کاکلکشا نے یہ
کہا کہ ای والد نامدار و ای والدۂ ماجدہ مین ابتک آپ کے حکم کی پابند ہون مجھکو
اِسوقت تک بدیع الزمان نے ہاتھ نہین لگایا جب آپ لوگ حکم دینگے تو
عقد ہوگا تب مین وصل سے کامیاب ہونگی آیندہ آپ کو اختیار ہی سب نے جو
ملکہ سمجھایا اور چالاک بصورت اصلی سامنے آیا کہا شگوفہ کو آپ نے پہچانا
ای سحاب و ای موجہ اطاعت بدیع الزمان کرو کہ تا بہ طلسم کشا پہونچوگے اور
شریک سعادت ہوگے تصور تو کرو کہ جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی مثل تمھارے
وہ بھی ایک ساحر ہی علم نیرنگ و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہی اُسکو خدا جانتے ہو پیدا
کرنے والے کو نہین پہچانتے ہو اِسطرح جو سینے سمجھایا سحاب و موجہ کے
دل مین تاثیر ہوئی زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا دونون
زن و شوہر بصدق دل مطیع اسلام ہوے بدیع الزمان نے دونون کو رہا کر دیا
سحاب نے چالاک سے کہا کیون ای چالاک اب کہو کیا سزا دون ایک سحر
[illegible] کہ جلکر خاک ہو جاؤ چالاک نے قریب آکر دو حباب بیہوشی مار دیے زن و
شوہر بیہوش ہوے پھر [illegible] زن دیگر درخت سے باندھ دیا سحاب نے کہا
ای چالاک تم لوگون کی عیاری کرامات ہی چالاک نے کہا ای سحاب مدد پروردگار

فرو ہو سحاب نے کہا مجھے امتحان منظور تھا ورنہ دل سے تو مطیع ہوچکا بدیع نے
دونوں کو کھولا دونوں زن وشوہر قدموں پر گرے بدیع الزمان سے عذر کرنے
لگے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا اے نور نظر تمہاری وجہ سے ہم دائرۂ اسلام میں آئے نجات
پائے پھر محفل عیش ونشاط آراستہ ہوئی کالکشا پہلو میں بدیع الزمان کے آکر
بیٹھی سحاب وموجہ حاضر ہیں بدیع الزمان نے کہا مجھکو منظور ہے کہ مقابلہ میں
جمشید کے جاؤں برہمن خدا پرست دس ہزار فوج سے میرے ہمراہ ہے یہ ارادہ
ہے کہ کسی طرح اشنک پہونچوں جنگ آغاز کروں یہ مشہور رہے کہ اول مقابلے
میں بدیع الزمان پہونچے سحاب نے عرض کی یہ غلام آپ کے ساتھ ہے جمشید کے
باپ سے مقابلہ کرونگا مگر جمشید بلا سے روزگار ہے جبتک بادشاہ اسلام لوح
نہ پاوینگے تب تک مقابلہ جمشید سے نہیں ہوسکتا جمشید سب پر غالب آئیگا
ایک سحر میں ہم ایسوں کو مٹا دیگا یہ کنیز آپ کی کالکشا بھی سحر میں طاق شہرۂ آفاق
ہے جسوقت یہ سحر کریگی زمین کانپ جائیگی غلام بھی کوئی بات اٹھا نہ رکھے گا رات
بھر جلسہ رہا صبح کو ہمراہ سحاب قلعے میں آئے ساٹھ ہزار جادوگر مطیع اسلام ہوئے
اب یہ سب لشکر ملکر بیرون قلعہ اترا ہے برہمن خدا پرست کل لشکر کا منتظم ہوا اور
ساتھ والوں سے کہتا ہے صاحبو اقبال مندی آقائے نامدار کی دیکھی کس کام کو
آئے تھے اور کس بلا میں پھنسنے کیا انجام ہوا ساٹھ ہزار ساحر مطیع اسلام ہوئے
تین سو جادوگر کامل واکمل شریک شہریار ہوئے اب کوئی خوف نہیں ہے سحاب
نے بدیع الزمان سے عہد لیا کہ بعد فتح طلسم اس کنیز کے ساتھ عقد کیجیے گا بدیع
نے اقرار کیا بعد چار دن کے بدیع الزمان نے کوچ کیا قلعے سے دو کوس پر آکر
اترے صحرا نہایت معقول تھا کئی دن اس مقام پر مقام کیا بعد کئی دن کے قصد
ہوا کہ کوچ کریں کہ صحرا سے گرد اڑی ایک ساحر تخت پر سوا لاکھ ڈیڑھ لاکھ
ساحران غدار پشت پر جیسے بارگاہیں لدی ہوئیں مقابلہ بدیع الزمان میں آکر
اترے ہرکاروں نے خبر دی کہ یہاں سے جادو بھیجا ہوا گرجو کا سردار جمشید ثانی

برائے مقابلہ حضور آیا ہی سحاب نے عرض کی حضور نہ گھبرائیں کنیز اور غلام موجود ہین اگر وہ طبل جنگی بجوائیگا تو ہم لوگ مقابلہ کرینگے بدیع الزمان خاموش ہو رہے مگر ہمارے جادو اُترے ہا ہی قریب بارگاہ کھڑا حکم دے رہا ہی کہ لشکر آتار دو پسر حمزہ کو لیکر جاؤنگا وہ سحر دکھاؤن کہ سب عاجز ہون کسکی مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرسکے بدیع الزمان بیرون بارگاہ اُترے ہوئے ہین برہمن و موجۂ قطرہ زن و سحاب و کالا ملکشا خدمت مین حاضر ہین کہ آسمان سے ابر گلنار پیدا ہوا قریب لشکر بدیع الزمان آکر ابر پھٹا ایک شاہزادی موسومہ بہ گلگونہ فرستادۂ جمشید ڈیڑھ لاکھ جادوگرنیون کے ساتھ برائے مدد ہمارے پہونچی جب ہمارے جادو نے گلگونہ کو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرّا گیا قریب آکر مسکرا مسکرا کر باتین کرنے لگا کبھی کہتا تھا اے ملکۂ عالم اصل تو یہ ہی

نظم

ناحق یہ ترا غیظ مین آنا نہین اچھا / اے یار غریبون کا ستانا نہین اچھا
شمشیر افعی گیسو کو لگانا نہین اچھا / موذی کو بہت سر پہ چڑھانا نہین اچھا
کشتونکے تمھارے ہین نشان رہنے دو بہم / قبرون کو شہیدون کی مٹانا نہین اچھا
برسونکی محبت ہی نہ کر ترک ملاقات / آپس مین سخن رنج کے لانا نہین اچھا
پردے کو اُلٹ دینگے تمھین دیکھ ہی لینگے / مشتاقون سے مکھڑے کا چھپانا نہین اچھا
بس تو غم ہجران سے کہین خاک نہ ہوجائے / اتنا دل عاشق کو جلانا نہین اچھا
دل توڑ دیا سنکے مرے غم کی کہانی / منہ پھیر کے بولے یہ فسانا نہین اچھا
ڈر سو دے کے ہو جانے کا ہی جان کی جوکھم / محفل مین پریزادون کی جانا نہین اچھا
بس روک لو شمشیر کو مریخ نہ ہو جاؤ / خون شہدا مین تو نہانا نہین اچھا
ہو تیر نظر سے جگر و دل کو اُڑا دے / ایسے کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا
ایک ایک سے آنکھین نہ لڑایا کرو صاحب / ہر اک کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا
زلفونکی نسبت نہ سنبر اب کبھی کرنا / دل دیدہ و دانستہ پھنسانا نہین اچھا

ان اشعار کو سنکر گلگونہ نے کہا اے ہمارے جادو اپنے ہوش مین آؤ زیادہ باتین

نہ بناؤ ہمکو قدرت نے تمھاری مدد کو بھیجا ہی کہو ٹھہرین کہو چلے جاوین ہمارے جادو
قدموان پر گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم مین تا بعدار ہون مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمایئے
گلگونہ نے جھلاکر جواب دیا کیون دیوانے ہوے ہو کیسی باتین کرتے ہو ایسا نہو
مجھکو زیادہ ملال ہو تو مین چلی جاؤنگی ہمارے جادو کو اپنے سحر پر ٹرا ناز ہی بول اُٹھا
کہ اب جا سکتی ہو کیا مجال کہ یہان سے جا سکو ہمارے پہلو مین چلکر بیٹھو محفل عیش و
جیش آراستہ ہو گلگونہ و ہمارے تکرار ہونے لگی سب کنیزین اُتر رہی ہین اِدھر
ہمارے جادو کے ملازمون نے جو دیکھا کہ ہمارے مالک سے تکرار ہو رہی ہی
سب آکے جھکر کھڑے ہو گئے اور کہا اگر حکم ہو تو اِن سب کو مارلین ہمانے کہا
صاحبو تم لوگ دخل نہ دو مین معشوقہ سرکش کو رضامند کر لونگا پہلو مین بٹھاؤنگا
بڑی دھوم سے شادی ہو گی اِس دھوم سے برات لاؤن کہ ملکۂ عالم خوش
ہو جاوین گلگونہ نے کہا کیون ای ہمارے جادو یہ زبردستی ہم رضامند نہین اور تم
برات لانے کو کہتے ہو ہمارے جادو نے سحر کیا گلگونہ تڑپی کنیزین تمام آمادہ کھڑی ہین
سب ملکر سحر کرنے لگین بدیع الزمان نے دیکھا کہ لشکر ہما مین صدائے گیرودار
بلند ہوئی گولے ترنج و نارنج وغیرہ چلنے لگے گلگونہ چاہتی ہی نکل جاؤن لیکن
ہمارے جادو روک رہا ہی جب سحر کرتا ہی گلگونہ تھرا جاتی ہی یہ خبر ہرکارون نے
بھی مفصل بدیع الزمان سے کہی سحاب نے کہا اگر حکم ہو تو غلام جائے دونون کو
شکست دے یہ سب آپ کے دشمن ہین اِنکا جھگڑا بہتر نہین سب کے پہلے کاکلکشا
اپنے مقام سے اُٹھی کہا مین گلگونہ کو لاتی ہون یہ کہکر تڑپی اُسوقت پہونچی کہ ملکہ
گلگونہ حیران کھڑی ہی اور رو رہی ہی ہمانے سحر کیا ہی کاکلکشا نے جو گلگونہ کی یہ
حالت دیکھی آتے ہی کاکل کو جنبش دی کہ گلگونہ کے ہوش درست ہوے
پکار کر کہا ای معین و مددگار تمنے بڑا احسان کیا اِسکے سحر نے قلب پر تاثیر کی
تھی کاکلکشا سحر کرنے لگی جب ماش کے دانے پھینکے سود و سو جوان صحرا مین
جاکر سر ٹکرانے لگے اب ہما چاہتا ہی کہ مین نکلجاؤن مگر کاکلکشا نے وہ سحر کیا ہی

کہ ہمارے جادو کا قدم نہیں اُٹھتا دمبدم دعائیں دیتا ہی کا کلکشا کی بلائیں لیتا ہی کا کلکشا نے جواب دیا کہ اوبچپا کیون خبطی ہوا ہی ایسا نہ ہو دیوانہ ہو جائے ہمانے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین غار افراسیاب کا رہنے والا ہون خداوند گر مخمور نے بھیجا ہی کہ جا کر پسر حمزہ کو گرفتار کر لاؤ امذا مین خالی نہ پلٹونگا ای کا کلکشا تیری خبر پہونچ چکی تونے اطاعت اسلام کی ایسی بری طرح پر خداوند پیش آوینگے کہ زندہ رہنا دشوار ہوگا کا کلکشا نے جواب دیا کہ او نابینا میرے مان باپ ساتھ ہین جمشید ثانی نگوڑا کون ہی اُسکی عقل پر تو پتھر پڑے ہین آپ ہی تو لکھ گیا ہی وہی سب ظہور مین آرہا ہی اب اس تحریر سے انکار کرتا ہی کہ مین نشے مین تھا کہ ایک طرف سے سحاب کا نعرہ ہوا دوسری جانب سے موجۂ قطرہ زن پہونچی ہمارے جادو نے پھر سحر کیا کہ ایک گنبد آتشین آسمان سے پیدا ہوا شعلۂ آتش بھڑکتے ہوے وہ گنبد آتشین زمین پر آکر ٹھہرا ہمارے جادو نے پکار کر آواز دی کہ ای سحاب وغیرہ یہ سحر مین نے کامل کیا ہی اس سحر سے کوئی نہ بچیگا سب نے دیکھا کہ قطرہ زن قریب گنبد پہونچی چاہتی ہی آگ مین پھاند پڑون کہ پہلو سے نعرۂ بدیع الزمان کی صدا آئی کا کلکشا نے پکار کر کہا کہ ای مادر مہربان کہان جاتی ہو وہ آتش سحر ہی مگر قطرہ زن نے کچھ جواب نہ دیا دونون پانؤن جما کر آگ مین پھاند پڑی گرتے ہی غائب ہوگئی کا کلکشا نے یہ معاملہ دیکھا کہ مادر مہربان نے اپنے کو آگ مین گرا دیا سحاب نے کہا بیٹا نہ گھبراؤ میری زوجہ کو آگ مین جو گرا دیا ہی تو مین آگ بجھا دونگا یہ کہکر سحاب نے سحر کیا کہ آسمان سے پانی برسنے لگا مگر وہ پانی آگ کو نہین بجھاتا ہمارے جادو بھی سحر کر رہا ہی کا کلکشا تڑپ کر گری شعلہ ہاے آتش بھڑکے کہ کا کلکشا کی کچھ زلفین جلین بدیع الزمان نے آکر نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین
زتیغم بپے ملک اسلام شد
مہ برج خوبی شہ انجمن

قوانم کشم آسمان بر زمین
کہ سر فتنہ با اختر نام شد
بدیع الزمان گرد لشکر شکن

اور ایک طرف سے برہمن خدا پرست آگرا بدیع الزمان کو ہماسے جادو
نے دیکھا کہ قتل کرتے ہوے آتے ہین کئی پہلوان آنکھوں کے سامنے مارے
وجہ یہ ہو کہ کاکلکشا بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو جس ساحر نے بدیع الزمان پر سحر کیا ملکہ
کاکلکشا نے کاکل کو جنبش دی بدیع الزمان اُس ساحر کو مار لیتے ہین اگر کسی ساحر
نے سحر کیا تو کاکلکشا حفاظت کر رہی ہو ساحرون کو گھیر گھیر کر مقابلہ بدیع الزمان
ہین بھیجتی ہی پھر قریب آکر موتیون کا مالا گلے سے اُتار ا بدیع الزمان کو موتیون کا
مالا پہنا دیا کہا اب آپ بیخوف لڑیے یہ ساحر جو سحر کرینگے وہ باطل ہو جائیگا ابتو
بدیع الزمان ساحرون کو مارتے ہوے چلے جب قریب ہماسے جادو کے پہونچے
ہما نے دیکھا کہ اب بدیع الزمان قریب آگئے سوچا کہ اِنسے نہ مقابلہ کرو ورنہ
غضب ہوگا یہ سوچکر پیچھے ہٹا بدیع الزمان سے مقابلہ نہ کیا بدیع الزمان اور
ساحر پر جا پڑے کاکلکشا جب مسکرا دیتی ہو سحر ساحر کا دفع ہو جاتا ہی بدیع الزمان
لڑتے ہوے جاتے ہین کہ سامنے سے علمدار فوج لڑتا ہوا آتا ہو ساحرونکو ترغیب
دے رہا ہو کہ ہان یارو یہی وقت جانبازی ہو لیہ حمزہ کو گرفتار کر لو مگر جب ساحر سامنے
بدیع الزمان کے آیا علمدار شمشیر آبدار سے مارا ہر طرف تلوار چل رہی ہو ایک مقام
پر گلگونہ کھڑی تھی کہ ہماسے جادو نے اپنے کو قریب پہونچا یا خون اپنا گوشت کا ٹکر
چلو مین لیا اور چاہا گلگونہ پر پھینکون کہ سامنے سے کاکلکشا پیدا ہوئی اُسنے
جو یہ دیکھا کہ گلگونہ پست ہو رہی ہو آواز دی کہ ای گلگونہ ہوشیار رہو اگر یہ خون
پڑ گیا تو جل جاؤگی گلگونہ یا تو آنکھین بند کیے کھڑی تھی آواز کاکلکشا کی سُنکر
ہوشیار ہوئی ہماسے جادو نے خون پھینکا کاکلکشا نے پڑھکے جو سحر کیا وہ
خون زمین پر گرا پھر گلگونہ پر سے سحر کو ہماسے جادو کے دفع کر کے کہا ای گلگونہ
نکل چلو ہمارے لشکر مین چلکر ٹھہرو ایسا نہ ہو کہ گرفتار ہو جاؤ گلگونہ نے جو
کاکلکشا کو مہربان پایا تڑپ کر بلند ہوئی ہما نے چاہا روکون ملکہ کاکلکشا نے
سامنا کیا ایک گولہ مار دیا کہ گولہ پھٹا اُس مین سے دھوان نکلا وہ دھوان

آنکھوں مین ہماکی لگا آنکھیں ملنے لگا اپنے کو بچانے لگا اُدھر لشکر والے شمشیر زنی کر رہے ہین بدیع الزمان قتل کرتے پھرتے ہین کئی سو سردار ہاتھ سے بدیع الزمان اور بر ہمن بلند بالا کے مارے گئے سحاب نے دور سے دیکھا کہ کاکلکشانے بڑی جرأت کی کہ ہمارے جادو کو نابینا کیا آنکھین ملتا ہی جب آنکھین کھولتا ہی تو اسکو کچھ نہین سوجھتا پھر آنکھین بند کر لیتا ہی ہمانے چند افسر جو قریب تھے اُنسے کہا اب گلگونہ کو نہ روکو نکل جانے دو افسرون نے عرض کی پسر حمزہ نے کئی سو افسر قتل کیے ہم لوگ کیا کرین سحر ہمارہ اثر نہین کرتا سحاب نے سحر کیا وہ گنبد پھٹا دیکھا ایک گوشے مین زوجہ بیہوش پڑی ہی کاکلکشانے بڑھکر ان کو اُٹھایا آب دمیدہ سحر سے منھ دھلایا اب جو موجۂ قطرہ زن اُٹھی سحر کی بوچھار کر دی ہمارے جادو زخمی ہو اسیر ہوے خون بہنے لگا سب افسرون نے صلاح دی نکل چلیے ورنہ آپ قتل ہو جایئے گا آخر شکست فاش کھا کر ہمارے جادو بھاگا مگر گلگونہ کاکلکشا کے ساتھ ہی جب ہمارے جادو بھاگ کر نکلگیا کاکلکشانے آکر گلگونہ کا ہاتھ تھاما کہا کیون بوا مزہ اُٹھایا اور جمشید کی شرکت کر و جنگ کو آئی تھین خوب جنگ ہوئی اب ہمارے ساتھ چلو دیکھو بارگاہ بدیع الزمان مین کیا کیفیت ہی مگر عین مغلوبہ مین چالاک نے دیکھا کہ ہمارے جادو شکست کھا کے جاتا ہی یہ پیچھے پیچھے چلا اور بدیع الزمان سے کہ گیا کہ ہمارے جادو کو گرفتار کر کے لاتا ہون یہ سنکر بدیع الزمان نے کہا سمجھ بوجھ کے جانا چالاک عقب مین ہمارے جادو کے روانہ ہوا مگر ہمارے جادو پانچ کوس پہ آکر ٹھہرا ایک پانی کی جھیل تھی اُس مین نہایا تب آنکھین روشن ہوئین بارگاہ مین آکر بیٹھا ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ صاحبو مین اپنا حال کیا کہون میرا تو عجب حال ہی دل پر ہجوم غم و ملال ہی **نظم**

مجنون جنونی زتو این نام و نشان چیست	بیکام و زبانی ز تو این کام و زبان چیست
جان و دل و دین زلف و خط و خال نہ بردند	ای بیخبر از خویش دگر دعوی جان چیست
شد تجربہ صد بار کہ سود تو زیان است	ای دل دگر اندیشہ این سود و زیان چیست

بدرید ترا پردۂ عصمت چو زعصیان	ظاہر شدہ بر خالق و از خلق نہان چیست
مخفی چہ کنم چارہ کہ از دوست بہ یہ ہم	مقصود ز پیدا شدن کون و مکان چیست

اصل مین شعلۂ حسن گلگونہ نے کلیجے کو جلا دیا مجھکو تو خیال [illegible] ہائے کیسے ظلم
صبر کرون کس طرح دلبر جبر کرون حقیقت مین پھر حمزہ [illegible] کرون
کون لوگ شریک ہوگئے کہ ہرکارے نے خبر دی گلگونہ ہمراہ [illegible] بدیع الزمان [illegible]
کا کلکتا اُسے سمجھا کر لے گئی اب شریک ساحران نہ ہوگی مسلمانون کے ساتھ
رہیگی ہمامے جادو نے کہا مین اُسکو چین نہ لینے دونگا ابھی جاتا ہون اُسکو مین
گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا اسباب سحر جھولی مین رکھکر طرف صحرا کے چلا
جیسے ہی صحرا مین پہونچا ایک طرف سے آواز آئی کہ کوئی یہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

رقتیم کہ نوشیم می از ساغر مستان	گردیم بہ رسوائی آشوب پرستان
نوشیم زمیخانۂ وحدت مے گلگون	اسرار مے و میکدہ گوئیم بہ مستان
قفل در میخانہ بہ اندیشہ کشائیم	راز دل پیمانہ نگوئیم بدستان
چون موسم گل رست در آغوش خزان است	کا فیضت مرا دیدن دیدار گلستان
افسردگی بود از ان ہم اثری نیست	بگذشت مگر گرمی بازار زمستان
تاریک شد از ظلمت غم خانۂ عشرت	روشن کنم از آتش مو شمع شبستان
ہنگامی مجلس فرزانہ نشین نیست	دیوانہ بود ہر کہ شود ہمدم مستان
مغرورہ گردی کہ در توبہ فراز است	ہشیار کہ این راہ بسے دور و دراز است

یہ آواز سنکر ہمامے جادو اُسطرف پلٹا دیکھا کہ گلگونہ جادو ایک نخل کے نیچے
بیٹھی رو رہی ہی ہمامے جادو دوڑ کر قدمون پر گر پڑا کہتا تھا ای ملکۂ عالم میری
بات کا بُرا نہ ماننا مین تابعدار ہون سارے ملک کی حکومت آپ ہی کو دونگا
کبھی عذر نہ کرونگا گلگونہ نقلی نے کہا او نگوڑے تو بڑا بیوفا ہی مجھکو ڈر ہی کہ ایسا
نہ ہو میرے ساتھ بُرائی کرے ہمامے نے کہا مین غلام تابعدار ہون ای ملکۂ عالم
وعدہ کرتا ہون کہ ملک و مال کا آپ کو اختیار رہی جسکو چاہو نوکر رکھو جسکو چاہو

جھگڑا ؤ مین کسی مقدمے مین دخل نہ دونگا ملکون کا خراج آپ کے پاس آئیگا اُسکا بھی
آپ ہی کو اختیار رہیگا چالاک نے باتین کرتے کرتے خاصدان کھولکر گلوری کھائی
ہما نے کہا مجھے بھی گلوری دیجیے گلگونہ نے گلوری کھلائی کہا چلو تمھارے ساتھ
چلتی ہون مگر وعدہ فراموشی نہ کرنا میرے خود دلبر صدمہ ہولشکر بدیع الزمان مین
جاکر نکل آئی وہان نہ ٹھہر سکی بی کا گلکشا کو اگر تم کہو تو لے آؤن ہما نے کہا مین
سمجھ لونگا چند قدم جاکر لڑکھڑا یا گر کر بیہوش ہوا گلوری تو کھاہی چکا تھا اُسی مین
چالاک نے بیہوشی دی تھی چاہا زبان مین سوزن دون دیکھا چند ساحر آتے
ہین ساحرون کو دیکھکر چالاک گھبرایا سمجھا کہ اسکے مددگار ہونگے بدون سوزن دیے
پشتارہ باندھکر چلا وہ ساحر اور طرف چلے گئے چالاک سمجھا میرے پیچھے آتے ہین
درختون مین چھپتا ہوا سامنے بدیع الزمان کے آیا عرض کی غلام ہما کو لایا
بدیع الزمان نے حکم دیا ستون سے باندھو ستون سے باندھکر ہما کو ہوشیار
کیا ہما کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا کا گلکشا نے پکار کر کہا او ہما خدا کی
قدرت کو دیکھا کہ تم گرفتار ہو آئے مگر ہمارے جادو نے دیکھا کہ میری زبان مین
سوزن نہین ہے یہ سوچکر کا گلکشا کو کچھ جواب نہ دیا تڑپ کر بلند ہوا چلتے وقت ایک
گولہ مار دیا سحاب نے للکار کر کہا او بھیا کہان جاتا ہے منم سحاب ابر شکن اب تو
ہما ایسا بھاگا کہ پلٹ کر بھی نہ دیکھا بدیع الزمان نے آواز دی او سحاب
آگے نہ جانا چالاک سے پوچھا اسکی زبان مین سوزن کیون نہ دی چالاک نے
عرض کی مین نے جب اسکو بیہوش کیا چند ساحر آتے تھے مین سمجھا اِسی کے ملازم
ہین پشتارہ لیکر بھاگا سوزن نہ دینے پایا گلگونہ نے کہا مین ایسا جانتی تو جب
چالاک لیکر آئے تھے تب ہی قتل کر ڈالتی لیکن یہ ابھی فتور کریگا سحاب نے
کہا اگر فتور کریگا تو مارا جائیگا امان کبھی نہ پائیگا ہما جادو بھاگا ہوا اپنے لشکر
مین آیا مگر پسینے پسینے کپڑے پھٹے ہوئے سب نے پوچھا کیون آقا یہ نا مدار
کیا معرکہ گذرا ہما نے سب کیفیت بیان کی کہا آج رات کو جاکر گلگونہ کو مین

گرفتار کر لاؤنگا اتنا کہکر خاموش ہو رہا دن بھر تو گذر ا رات کو اُس صحرا مین روشنی ہوئی آواز گانے کی آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

کام ہی شیشے سے ہمکو اور نہ ساغر سے غرض
مست رہتے ہین شراب روح پرور سے غرض

آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان یہ لالچی
زر کی خواہش ان حسینون کو ہی زیور سے غرض

اپنے فعلون سے تعجب ہی نہ ہو وے جو فساد
زن سے مطلب ہی زمین سے مدعا زر سے غرض

بوسۂ لب مانگنے پر گالیان دیتا ہی یار
زہر ملتا ہی اُسے جسکو ہی شکر سے غرض

ناز بیجا بھی نہ اے دل ناگوار طبع ہو
اب تو اٹکی ہی تری اُس ماہ پیکر سے غرض

عاشق بیتاب کو بوسہ عنایت کیجیے
مرد مفلس کی نکلتی ہی تو انگر سے غرض

فرش قالین و نمد کا آشنا ہوتا نہین
آتش درویش کو ہی اپنے بستر سے غرض

یہ آواز سُنکر ہماے جادو چلا حیران تھا کہ کون گا رہا ہی جب صحرا مین پہونچا تو دیکھا ایک ساحرہ تخت پر بیٹھی ہی گرد کنیزین ہین ایک گائن گا رہی ہی اس ساحرہ کا نام نسرین جادو ہی یہ صحرا اسکی سیر گاہ ہی ہماے نے دیکھا کہ گلگونہ سے اسکی شکل ملتی ہی بیقرار ہو کے دوڑا نسرین نے جو دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا آتا ہی مگر ہاتھ پھیلائے ہوے ہی یہی مراد ہی کہ جا کر صحبت مین بیٹھون نسرین نے پکار کر آواز دی اے ہما خبردار تمکو مین نے پہچانا اس صحبت مین نہ آنا میری کنیزین سب پردہ دار ہین اگر ملاقات منظور ہی تو مکان پر آنا ہمجو اب دینگے ہماے جادو ٹرکا نگر دور سے کھڑا ہو کر دعائین دینے لگا کہتا تھا اے ملکۂ عالم آپ سلامت رہیے مجھکو اپنی صحبت مین آنیکا حکم دیجیے چند ساعت بیٹھکر چلا جاؤنگا کچھ نہین گلشن جمال کی کرلون تو پھر نہ ٹھہرون نسرین نے جواب دیا ہمنے تمسے کہدیا کہ مکان پر آنا یہان نہ آؤ ہماے جادو پیچھے ہٹا پکار کر کہا مکان کا پتہ دیجیے نسرین نے کہا بالائے کوہ نسرین آنا پھر ایک کنیز کو بھیجا کہ جا کر اُس سے وعدہ کر آؤ کوہ نسرین کا پتہ دو ایسا نہ ہو کہ پتہ بھول جائے تو باعث خرابی ہو کنیز نے آکر سب پتہ بتایا ہماے جادو مشتاق ہوا کہ کوہ نسرین پر جاؤنگا اگر ملکہ کو

توجہ نہ ہوتی تو پتہ کیون بتاتین اِس سوچ مین پلٹا آکر اپنے لشکر مین داخل ہوا
رات بھر بستر خواب پر تڑپا صبح کو آراستہ ہوا اسباب سحر جھولی مین رکھا طرف کوہ
لنسرین کے چلا اُسی نشان پر جو کنیز نے بتا دیا تھا اُن مقامون کو دیکھتا ہوا جاتا تا ہی
پانچ کوس راستہ طے کیا تھا کہ ایک کوہ سبزہ زار دکھائی دیا بالائے کوہ بڑے
بڑے درخت ہوا سے ہل رہے ہین اُنپر طائران زمزمہ سرا بزبان حال توصیف و
تعریف ایزد منان مین مصروف ہین کبھی شاخون سے اُڑ کر بلند ہوتے ہین عین
وسط کوہ پر فرش بچھا ہوا ہے وہی ساحرہ مسند پر بیٹھی ہے ہما کو جو آتے ہوے دیکھا
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بالائے کوہ آؤ ہماے جادو بالائے کوہ پہونچا لنسرین
اپنے مقام سے اُٹھی ہماے جادو کا ہاتھ تھام لیا لاکر اپنے برابر بٹھایا پوچھا
اے ہما خیر تو ہے تم بھی آوارہ لشکر بھی پریشان صحرائے سیرگاہ مین اُترے ہوے ہو
مجھے کیون سرفراز کیا ہماے جادو سفلہ مزاج ہے ہاتھ باندھکر کہنے لگا کہ اے ملکہ
رات بھر آپ کے فراق مین تڑپا ہون شب تیرہ و تار نہ کٹتی تھی بہ مشکل صبح ہوئی
تب مین حاضر ہوا امیدوار ہون کہ غلامی مین مجھکو قبول کیجیے لنسرین نے کہا
اے ہما تم جانتے ہو کہ مجھے مرد کے نام سے نفرت ہے تمھین یاد ہوگا کہ جب مین
برائے امتحان غار افراسیاب مین گئی تو قدرت نے خود پیغام دیا کہ اے ملکہ
لنسرین یہان رہا کرو تمھین یاد ہوگا کہ مین نے جواب صاف دیا کہ یا خداوند
مین یہان نہین رہسکتی میرے وقت معین ہین شب کو سیرگاہ مین جاتی ہون
دن بھر کوہ لنسرین پر رہتی ہون قدرت اِسقدر آزردہ ہوے کہ امتحان کی سند
نہ دی مگر مین نے قبول نہ کیا اور پلٹ آئی تم کیا خداوند سے زیادہ ہو بڑا مرتبہ
قدرت عطا فرماتے خبردار ایسا خیال نہ کرنا ہما نے کہا مین تو آپ کے وعدے
پر آیا ہون اب امیدوار ہون کہ غریب نوازی فرمایئے لنسرین نے کہا مجھکو
جو جواب دینا تھا وہ جواب دے چکی اب تم اپنی کہے جاؤ ہم جواب نہ دینگے
یہ کہکر حکم دیا ارے گائن کو بلاؤ دل افروز نامے گائن حاضر ہوئی سامنے بیٹھکر

یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

عکس رخسار سے ناقص ہو تو کامل ہو جائے
ہے شب مہ گردون کے مقابل ہو جائے

یار کے عارض انور کا اگر عکس پڑے
ماہ نو وہم مین فلک پر بہ کامل ہو جائے

تب مین جانون مری جانب سے کدورت نہ رہی
صاف جب صورت آئینہ ترا دل ہو جائے

وصف مین یار کے گیسو کا بیان کرتا ہون
سننے والون کا پریشان نہ کیون دل ہو جائے

وہ حسین عارض انور سے اٹھائے جو نقاب
دعوی حسن مہ و مہر ابھی باطل ہو جائے

تیغ ابرو کا وہ سفاک اشارہ جو کرے
مرغ لبسمل کی طرح دل مرا بسمل ہو جائے

گر بیان حال کرون دل کی پریشانی کا
بس پراگندہ ابھی یار کی محفل ہو جائے

نور وہم بھر کو اگر وہ بت مغرور آئے
شمع رخسار سے روشن مری محفل ہو جائے

گانا ہو رہا ہے ہماے جادو خاموش بیٹھا گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے کہ درۂ کوہ مین دھما کا ہوا ہماے نے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ فام بد انجام سر منڈا ہوا لب گدا ناک دراز کوتاہ گردن چوڑا سینہ پست قد ہاتھ پانوٗن گول ایک لنگوٹ باندھے ہوے کوہ سے نکلا قریب ملکہ کے آیا کہا اے ملکۂ عالم آفاق جادو آتا ہے یہ کون ہے جو تمھارے پاس بیٹھا ہے ملکہ نے کہا اے مقصود خبر رسان یہ ایک مسافر ہے مین نے دل بہلانے کو اسے بٹھا لیا ہے زنگی نے کہا میان مسافر تمھارا کیا نام ہے اور کہان کے رہنے والے ہو ہماے نے کہا بھائی مین تمھارے قبیلے سے ہون ہماے جادو میرا نام ہے غار افراسیاب کا رہنے والا ہون جس وقت سے سلطنت ہوشربا کی اور خدائی لقاے بے بقا کی نیست و نابود ہوئی اور مسلمانو کا قبضہ ہوا ہم لوگ تباہ و برباد ہو گئے تمام طلسم بھی برباد ہوا افراسیاب جادو ہاتھ سے اسد نامدار کے مارا گیا زنگی نے کہا تم ایک ہوشربا کو کہتے ہو ہمکو سب خبرین ہین ہر جگہ مسلمانون کا قبضہ ہوتا جاتا ہے نور افشان اتنا بڑا طلسم کیسا ویران ہوا کہ بحر العجائب مارا گیا مصر الغرائب بھاگ کر ہفت پیکر مین پہونچا وہان بھی نہ بچا رستم نے جاکر ہفت پیکر کو مارا طلسم کو درہم و برہم کر دیا

اور اپنا قبضہ کیا بقراط ثانی اتنا بڑا ساحر کہ جو طلسم خیال سکندری میں خدائی
کرتا تھا اور کوئی اسکا مقابل نہ تھا وہ نورالدہر کے ہاتھ سے مارا گیا ہاے
وہ طلسم بھی کیسا برباد ہوا اب مسلمانون کا اسطرف ارادہ ہوا ہی دیکھیے انکا
خداے نادیدہ کیسا کیسا انکو ہر مقام پر فتحیاب کراتا ہی کہ تمام ملکون اور سلطنتون
پر قبضہ ہوتا جاتا ہی اور ہمارے خداوند جمشید ثانی ایسی غفلت کے نشے مین ہین
کہ کچھ خبر نہین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وقت انقلاب زمانہ قدرت آگیا کیسی کیسی
شاہزادیان شریک مسلمانان ہورہی ہین کیسے کیسے ساحر اُنکے ہاتھ سے
سامری وجمشید کے پاس پہونچتے جاتے ہین مسلمانون کے خداے نادیدہ نے
کیسا نور چہرے پر دیا ہی کہ جس شاہزادی نے دیکھا وہ عاشق جمال ہوکر شریک
ہوگئی یہ باتین کرکے زنگی تو درہ کوہ مین چلا گیا ہماے جادو بیٹھا رہا نسرین
و سیدم کہہ رہی ہی کہ ای ہما اب جاؤ ورنہ اسکے مقصود زنگی قیامت برپا کریگا
کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک ساحر سانولی رنگت بال بڑے بڑے کمر تک لٹکے ہوے
اکیلا تخت پر سوار آکر محفل مین پہونچا نسرین نے کہا ای آفاق جادو آج آنے مین
دیر کیون ہوئی آفاق نے کہا ای ملکۂ عالم آج ایک کار ضروری مین تھا مین شب بھر
آپ کے اشتیاق مین رہا صبح ہوتے ہی روانہ ہوا راہ مین مسلمانون کے لشکر دیکھے
جابجا اُترے ہوے ہین کیا غضب ہی ای ملکۂ عالم کہ جس لشکر مین جادوگرنیونکو دیکھا
جوان جوان خوبصورت کوئی طلسم کشا پر عاشق کوئی فرزند صاحبقران کے ہمراہ
فی الحال بی بی کاکلکشا و سحاب ابر شکن و موجۂ قطرہ زن شریک بدیع الزمان
ہوے ہین انھون نے کوچ کیا ہی صحراے گرد آباد پہونچے ہین صحراے غولان
راہ مین ملیگا بی بی کاکلکشا و سحاب صحراے غولان سے بچا کر لیجاوینگے تا بہ قصر
خداوندی پہونچا وینگے جوان جادوگرنیون مین ایک تمھین باقی ہوکر مجھسے واسطہ
ہی یہ سُنکر ہما نے کہا ای آفاق جادو ذرا سمجھکر کلام کرو مین ملکہ کا مشتاق ہوکر
آیا ہون جسطرح مانینگی قبول کراؤنگا اپنے ساتھ لیجاؤنگا میری محفل مین بھی آبادی

ہو آفاق نے کہا ای ہماے جادو تم تو بڑے گستاخ ہو رو برو ہمارے ایسا کلمہ کہتے ہو بس اب اٹھ جاؤ ایسا نہ ہو تمھاری جان پر بنجائے تو پناہ پانی مشکل ہو ہما نے کہا ای آفاق جادو مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون مسلمانون سے جو شکست کھائی وہ عیارون کا باعث تھا کہ عیارون نے ایسا حیران کیا کہ شکست کھا کر بھاگا ہون تو آپ نغم مین ہون تم مجھے آزردہ کرتے ہو آفاق نے کہا ای ہماے جادو اب تمھاری شامتین آئی ہین بعد تکرار بسیار ہما نے گولہ مارا آفاق جادو نے گولہ کاٹ دیا جب ہما اٹھنے لگا کہ آفاق سے مقابلہ کرون تو نسرین جادو نے دامن تھام کر ایک قہقہہ مارا ہماے جادو چپ ہو گیا آفاق نے اٹھکر ہما کی مشکین باندھین زبان مین سوزن دی کہا ارابہ لاؤ ارابے پر سوار کر کے مسلسل و مطوق کیا کہا انکو خدمت خداوند مین لیجاؤنگا وہان سزا دلواؤنگا نسرین نے کہا ای عاشق صادق اسکو خدمت خداوند مین نہ لیجانا خداوند ہمیشہ سے میرے نام پر بیل کرتے ہین وہ اسکو سزا نہ دینگے اور مجھکو طلب کرینگے مین انکے سامنے نہ جاؤنگی آفاق نے کہا مین انکو اپنے قصر مین لیجاؤنگا وہان جاکر قتل کرونگا نسرین نے کہا اسکا اختیار ہو وہ بھی تو جانے کہ کسی پر عاشق ہوا تھا یہ صدمہ اٹھایا آفاق قید ہما کی لیکر چلا منزلین طی کرتا ہوا جاتا ہو ایک صحرا مین آکر اترا کہ وہ اوس برہوت اوس جنگل کا نام ہو برہوت جادو وہان کا حاکم ہما کا دوست ہو برہوت کو خبر پہونچی کہ آفاق ہما کو لیے ہوے جاتا ہو اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ بڑے افسوس کی بات ہو کہ میرا دوست گرفتار رہے اور مین مدد نہ کرون ٹہلتا ہوا لشکر مین آفاق کے آیا آفاق کو خبر پہونچی کہ برہوت آتا ہو چند سردار واسطے استقبال کے بھیجے برہوت دربار آفاق مین آیا کہا کیون ای آفاق ہما نے تمھاری کیا خطا کی آفاق نے کہا مین تجسے کیا بیان کرون ایسی خطا کی ہو کہ گرفتار کر کے لیے جاتا ہون جاکے سید ان خونی کی تیاری کرونگا ایسے مقام پر قتل کرونگا کہ جہان آب و دانہ نہ ہو روح اسکی بھٹکتی رہے اور چندے یاد کرے برہوت نے کہا ای آفاق مجھپر

احسان کرو کہ خطا اسکی معاف کرو دربار کا حکم دو کہ مین اسکو اپنے کوہ پر لیجاؤن
اب یہ پلٹ کر غارا افراسیاب مین جائیگا آفاق نے جواب دیا ای برادر اگر
خطا سنوگے تو تم بھی بیزار ہو جاؤ گے برہوت نے کہا جو خطا کی ہو اُسے معاف
کرو یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی ملکہ چنچل جاتی
تھین لشکر کو دیکھکر اُتر پڑین دریافت کیا کہ یہ لشکر آفاق جادو کا ہی دیکھیے قریب
بارگاہ آپہنچین آفاق نے ہنسکر کہا کہ مین مدت سے چنچل کا مشتاق تھا اگر وہ
آجائے تو مطلب دلی حاصل ہو ہرکاروں نے عرض کی دربارگاہ پر کھڑی ہین
آفاق برائے استقبال اُٹھا سامنے آکر سلام کیا کہا بی چنچل آؤ چنچل ساتھ آفاق
کے بارگاہ مین آئی برہوت نے جو چنچل کو دیکھا بہت پسند کیا پکار کر کہا ای ملکہ عالم
آئیے مجھے آپ نے نہین پہچانا چنچل نے جواب دیا مین تمکو نہین پہچانتی برہوت
نے کہا یہ صحرا میری عملداری مین ہی چنچل نے کہا عملداری مبارک ہو مین تو آفاق
کی ملاقات کو آئی ہون گھڑی بھر ٹھہرونگی چلی جاؤنگی آفاق نے ہاتھ تھام کر کہا ملکہ
میرے قریب بیٹھو برہوت سے کلام نکرو ہرچند کہ مجھکو لنسرین کا خوف ہی مگر آجکل
آپ کا حسن و شباب زوروں پر ہی دیکھو چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب
کیونکر انسان عاشق نہو چنچل نے کہا ای آفاق بی لنسرین تمکو مبارک رہین مین
ایسے جھگڑون مین نہین پھنستی اپنی معشوقہ کو بلاؤ کہ تمھارے دل کو چین ملے مین صرف
ملاقات کو آئی تھی دیکھ لیا اب جاتی ہون برہوت نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ
ملکہ بالائے کوہ چلو چنچل نے آہ کی کہا تم لوگ کیا جانو کہ مین کس آفت مین ہون عجب
معرکہ گذرا بی کاکل کشا فرزند حمزہ پر عاشق ہوئی ہین اُنھین کے ساتھ مین ہین جو
اُدھر سے گذری مجھکو صحبت مین لیجا کر اپنے معشوق کو دکھایا حقیقت مین فرزندان
حمزہ بہت حسین ہین وہ لوگ طلسم نوخیز جمشیدی پر چہار طرف سے جھکے ہین طلسم
ظاہر کو فتح کر لیا سعد بن قباد طلسم کشا ہین وہ کوچ کیے ہوے جاتے ہین قصد ہی کہ
جمشید ثانی سے مقابلہ کرین مسلمان ایسے نہین ہین کہ کسی سے دب جاوین قدرت نے

بڑے بڑے جادوگر بھیجے مگر کچھ نہ ہوا اب غار افراسیاب سے مدد آتی ہی دیکھین اس کا انجام کیا ہو یہ بیچ مین چنچل داہنے پر آفاق جادو بائین پر برہوت باتین کرتے ہوے دربارگاہ پر آے اُس وقت دیکھا کہ ابر تاریک اُٹھا تمام صحرا سیاہ ہو گیا رعد کی گرج برق کی چمک ہزار ہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر بڑھتا ہوا آتا ہی جب اس صحرا مین پہونچا تو ابر پھٹا دیکھا تخت پر شبدیز کلنگ سوار گرد وزیر وامیر پشت پر کئی لاکھ جادوگر بھرے علمون کے کھلے ہوے اس کروفر سے وہ جادوگر آتا ہی کہ زمین کانپ رہی ہی آفاق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم نئی بات یہ ہی کہ شبدیز کلنگ سوار بادشاہ ملک بنگالہ ہی اس وقت کہان سے آتا ہی نہین معلوم کہان جائیگا برہوت نے کہا مجھ سے تو اس سے ملاقات ہی آج میری عملداری مین آیا مین ملاقات کرونگا یہ کہکر چنچل کا ہاتھ چھوڑ دیا خود بلند ہوا آگر شبدیز کو سلام کیا شبدیز نے پوچھا کہ ای یار وفادار تم اس صحرا مین کہان برہوت نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ای شہنشاہ بنگالہ یہی صحراے برہوت ہی مین یہان کا حاکم ہون پہاڑ پر تشریف لے چلیے شبدیز نے کہا کہ تمھاری خوشی ہم کرینگے تمھارے ساتھ چلینگے یقین ہی کہ آج شب کو رہجاوین برہوت نے کہا کہ اب تو یہان اُتریے آفاق جادو صحرا مین اُترا ہوا ہی ہماے جادو کی قید لیے جاتا ہی مین چاہتا ہون رہا کرلون شبدیز نے کہا ابھی ساحرون کو حکم دون کہ لوٹ پڑین جان بچانا دشوار ہو دیکھو لشکر قہار میرے ساتھ ہی جہان اشارہ کردون دریاے خون بہادین برہوت نے ہرچند منع کیا کہ آپ دخل نہ دین لیکن شبدیز نے فوج کو اشارہ کیا کہ ہمارے دوست کی خوشی کرو اس فوج کو مارلو کئی لاکھ فوج بڑے بڑے افسر شاہ بنگالہ کے ساتھ لینا لینا کہکر چلے لشکر پر آفاق کے آگ برسنے لگی آفاق چنچل سے کہ رہا ہی کہ یہ کیا آفت آئی بادشاہ بنگالہ کیون بگڑ گیا چنچل نے کہا برہوت نے جاکر آفت برپا کی بادشاہ کو ورغلا دیا وہ بگڑ گیا تھوڑے عرصے مین فوج شبدیز نے فوج آفاق قتل کرنا شروع کی آفاق نے جاکر ہما کو رہا کیا ہما رہا ہوتے ہی سحر کرنے لگا ہر سحر مین دو چار ہزار کو مارتا تھا شبدیز نے

جو دیکھا کہ یہ تو میری فوج کو قتل کر رہا ہی پکار کر آواز دی کہ ای ہما ے جادو احسان فراموش ہو مین نے تمکو رہا کرایا اُسکا یہ بدلہ ہوا کہ ہماری فوج کو قتل کررہے ہو ہما نے کہا کہ ای شہنشاہ بنگالہ میری اور کچھ مراد ہی شدیز نے کہا وہ مراد بالاے طاق رکھو مجھسے فساد نہ کرو ورنہ بہت پچتاؤ گے میرا سحر وہ قیامت کا ہی کہ زمین کو ہلادون طنابین آسمان کی کھینچ لون بس اب بہتر یہ ہی کہ کنارے ہو جاؤ ہما نے کہا مین کنارے نہ ہونگا جب تو شدیز نے ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری ہما کے دو ٹکڑے ہوے آفاق جادو نے جو دیکھا کہ ہما مارا گیا چنچل سے کہا کہ لو صاحب اب جھگڑا دفع ہوا چنچل نے کہا ہان بیشک تمھارا رقیب مارا گیا اب مین سحر کرون کہ لشکر والے آپسمین سر ٹکرانے لگین آفاق نے کہا ہان ملکہ امتحان کرو کہ یہ لشکر رُکے چنچل نے بڑھ کے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا موتی ٹوٹے جسپر ٹکڑا گرا وہ چل گیا چند ساحر غل مچانے لگے زبانون پر اُنکی یہ اشعار تھے نظم

درس عشقت را بیان دیگر است	این مدرس را زبان دیگر است
اختری اختر شناسان ترا +	بر فلک هر دم قران دیگر است
تا بہ کی سرگرم کار این جہان +	این جہان را ہم جہان دیگر است
از شراب عشق میسوزد جگر +	نُقل این مے از دُکان دیگر است
در میان خلق می جو ئید و نیست	طالب حق را مکان دیگر است
رہروِ راہ طلب را ہر قدم	ہمرہی با کاروان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را	با غمت راز نہانِ دیگر است +
کس نمیداند کہ منزل در کجاست	ہر کسے از کاروان دیگر است
در نیاید غیر چشم حق شناس +	مرد میدان را نشان دیگر است
در نیاید ہر کسے اسرار عشق +	این معلم را زبان دیگر است
پدر نو اقبال صاحب ہمتان + +	مختفیا از آسمان دیگر است

یہ اشعار پڑھتے ہوے پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے بعض آپسمین جنگ کرنے لگے

شبدیز نے وزرا سے پوچھا کہ یہ کسکا سحر ہی جو ہمارے اہل لشکر دیوانہ پھر رہے ہین ایک
وزیر کہ جسکا برق بر قبار نام ہی اُسنے عرض کی کہ ای شہنشاہ بنگالہ وہ دیکھیے سامنے
عورت گاتی باندھے ہوے سحر کر رہی ہی اُسی کے سحر نے یہ انقلاب کیا ہی یہ دیکھکر
شبدیز بہت بگڑا اور پکار کر آواز دی کہ او نازنین اس طرف آ ہمین تجھسے کچھ کہنا
ہی اس لطف سے شبدیز نے کہا کہ چنچل دوڑی ہوئی آئی قدمون کو شاہ کے بوسہ دیا
شبدیز نے جو دیکھا کہ گورے گورے ہاتھ چہرہ آفتاب عالمتاب حُسن و جمال مین
لاجواب بقول شاعر نظم

ازل کا مکان گوشہ چشم مین	جبین مطلع صبح ایجاد حُسن	بھوین دست بازوے جلاد حسن
ایسا نہین حور کا سراپا	قیامت نہاں گوشہ چشم مین	وہ ٹھاٹھ وہ لذر کا سراپا
آنکھین اُستاد سامری تھین	وہ صبح جبین تھی صبح جنت	ہر چین تھی موجہ لطافت
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا	نشئے مین شباب کے بھری تھین	دنبالہ کب اُنھین سرمے کا تھا
	بینی کے قریب کب تھے ابرو	شہباز نے وا کیے تھے بازو

شبدیز نے ہاتھ تھام کر پہلو مین بٹھا لیا آفاق نے جو دور سے دیکھا کہ چنچل خدمت مین
شبدیز کی پہونچی لشکر سارا قتل ہو گیا چاہا جست کر کے نکل جاؤن مگر وزراے شبدیز
نے چہار جانب سے گھیر لیا ہر چند آفاق نے چاہا کہ نکلون مگر کب نکل سکتا ہی اُسی جگہ
پر کھڑا رہگیا چار وزیر سحر مین طاق شہرۂ آفاق چہار جانب سے سحر کر رہے ہین آفاق
کا نکلنا دشوار ہی شبدیز نے جب دیکھا کہ وزیرون نے آفاق کو گھیرا ہی جھلا کے
ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر گری کہ آفاق کے بھی دو ٹکڑے ہوے جو باقی رہے
وہ طرف صحرا کے بھاگے مگر شبدیز سب کو بھگا کر اُسی جنگل مین اُتر پڑا رات کا وقت
ہی شبدیز تخت پر بیٹھا ہی وزرا و امرا گھیرے ہوے ہین کہ خبر پہونچی برہوت جادو
آتا ہی شبدیز نے حکم دیا آنے دو وہ ہمارا دوست ہی برہوت سامنے شبدیز کے آیا
پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران آپ نے وعدہ کیا تھا کہ غلام کو
سرفراز کرین گے مین نے سب سامان تیار کیا ہی امیدوار ہون کہ دعوت مین تشریف
لے چلیے شبدیز اُٹھ کھڑا ہوا برہوت کی مراد یہ ہی کہ اسکو دعوت مین لیجاؤن اور

چنچل کو کسی ترکیب سے لے بھاگون شاید مطلب پورا ہو یہ سوچ کر شبدیز کو ساتھ لیچلا
راہ مین کہتا ہوا کہ امیدوار ہون کل لشکر کی دعوت کرون شبدیز کلناگ سوار نے
کہا کہ مہربان تمکو اختیار ہی جب تو ہمنے دعوت قبول کی برہوت شبدیز کلناگ سوار
کو باتین کرتا ہوا بالاے کوہ لے چلا راہ مین پوچھا کہ حضور چنچل کو کیا کیا شبدیز نے کہا
چنچل میری معشوقہ ہی کنیزون کے ساتھ کھیل رہی ہوگی مین نے اسباب عیش ونشاط
مہیا کر دیا برہوت نے پوچھا یہ کیا باعث ہوا کہ چنچل نے آپ سے انکار نہ کیا شبدیز
نے ہنس کر کہا مین نے اُسپر سحر کر دیا ہی سبکتگین جادو میرے ساتھ ہی اُسی کے سحر سپرو
ہی جو کوئی اُس کو مار لے تب چنچل ہوش مین آے یہ سب باتین پوچھ کر شبدیز کو بالاے
کوہ لایا سامان دعوت مہیا کیا کل فوج کے لیے کھانا بھیجا جب رات کم باقی رہی تو
سبکتگین جادو کو زہر ملا کر کھانا کھلایا سبکتگین جادو کا کلیجہ کٹ گیا دیر تک خون
اُگلا کیا جب خون کی قی ہوتی ہی تڑپ جاتا ہی مگر کہ رہا ہی کہ یارو ابھی تو مین اچھا تھا
یہ کیا عارضہ ہوا کہ یکایک یہ حال ہو گیا ساتھ والے کہتے ہین جس وقت سے آپ نے کھانا
کھایا اُسی وقت سے آپ کا حال ابتر ہی طشت رکھوا لیا دمبدم قی کرتا ہی آخر کسی طرح
صحت نہ ہوئی گھبرا کر اُٹھا اور پھر گرا جب کئی مرتبہ اسی طرح سے گرا آخر کار ایک مرتبہ جو
گرا سر پھٹ گیا لوگون نے جو یہ معرکے دیکھے گھبرا گئے ہر ایک کا قول تھا کہ سبکتگین
افسر اعلیٰ تھا اُس کے مرنے سے لشکر مین انتظام نہ ہوگا اسکی ذات سے بڑا انتظام
تھا جا بجا یہی ذکر ہو رہے ہین مگر جب برہوت کو معلوم ہوا کہ سبکتگین مر گیا اُسوقت
خیمۂ چنچل مین آیا دیکھا کہ چنچل بیہوش پڑی ہی اب جو ہوشیار ہوئی کنیزون سے
پوچھا مجھے یہان کون لایا کنیزون نے عرض کی کہ یہ بارگاہ شہنشاہ بنگالہ ہی ہم
سب تمھارے نوکر ہین چنچل سر جھکاے بیٹھی ہی کہ زمین شق ہوئی برہوت نے سر نکالا
نکلتے ہی قدمون پر گر پڑا کہتا تھا کہ ای شہنشاہ معشوقان میری خطا پر خیال نہ کرو
اور کسی طرح ملال نہ کرو اب میرے ساتھ چلو کوہ برہوت کی سلطنت کرو چنچل نے دیکھا
کہ اگر یہان رہونگی اتنا بڑا بادشاہ جلیل ہی قبضہ کر لیگا برہوت کے ساتھ نکل چلوں

یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی برہوت کے ساتھ چلی برہوت چنچل کو لیے ہوے سرحد کوہ برہوت سے تین چار کوس نکل کر ٹھہرا کہا ای ملکۂ عالم اب کہو کدھر چلون کسی غیر ملک مین نکل چلین اگر انکی اقلیم مین رہین گے تو یہ آفت برپا کرین گے مگر سرحد بنگالہ سے نکل کر چلو یقین ہی کہ شبدیز کو بھی ملال ہو مقدمہ عورت کا نازک ہوتا ہی ضرور اُسکو مجھسے بغض ہوگا چنچل خاموش بیٹھی آزاد رکچھ سوچ رہی ہی کہ جس پہاڑ پر بیٹھی تھی وہ پہاڑ جنبش مین آیا وسط سے پھٹا ایک ساحر مہیب چند سنگریزے ہاتھ مین لیے بلبلاتا ہوا نکلا پکار کر آواز دی کہ ارے تم لوگ کون ہو کہ بلا تکلف آکر بیٹھے ہو برہوت نے پکار کر کہا کہ ای سنگسار مجھکو نہین پہچانتا مین ہون اور ملکۂ چنچل ہین نام عورت کا سُن کر سنگسار سامنے آیا چنچل کو بہ نگاہ محبت دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای برہوت بس جاؤ اس عورت کو چھوڑ دو برہوت نے کہا کہ ای بھائی مین نے اسکے واسطے ملک و مال چھوڑا غریب الوطن ہوا گھڑی بھر کو ٹھہر گیا تھا تم ایسی بات کہتے ہو جسکو دل قبول نہ کرے مین اسکو نہ چھوڑونگا اپنے مقام پر جاکر بیٹھو سنگسار نے کہا کہ مین تو اس معشوقہ کو نہ لیجانے دونگا بعد مدت کے اس صحرا مین عورت کا گذر ہوا یہ وہ پٹپر میدان ہی کہ مسافر بھی اِدھر سے نہین گذرتے اب آے ہوے شکار سے مین کیونکر باز رہون اس کو اپنے واسطے راضی کرلونگا برہوت ہرچند منتین کرتا ہی مگر سنگسار جادو کسی طرح نہین مانتا چاہتا ہی دوڑ کے لپٹ جاؤن جب کئی مرتبہ بڑھا تو چنچل نے طرف برہوت کے دیکھا اس نگاہ یاس سے آنکھ اُٹھائی کہ برہوت بیقرار ہوگیا اور اپنے مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای سنگسار بڑا جبر کرتے ہو جو ہو سکے وہ کرلو سنگسار نے ایک چیخ ماری کہ جتنے سنگریزے تھے اُتنے ہی جوان پیدا ہوے آکے سبھون نے چنچل کو گھیر لیا برہوت و سنگسار آپس مین لڑنے لگے مگر چنچل جب سحر کرتی ہی سو دو سو جادوگر بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین نظم

دو مہینے سے ہون ای چرخ ستمگار جدا
ایک ہفتہ تو نہ ہو مجھسے مرا یار جدا

میان سے کرتا ہی وہ ترک جو تلوار جدا
تن سے ہوتے ہین سرِ عاشقِ غمخوار جدا

اور معشوق مین یہ غمزہ و عشوہ ہی کہان ❊ تیر انداز زمانے سے ہوا ہی یار جدا
چشم مخمور سے کیونکر نہ ملین ہونٹھون کو ❊ لب سے کسطرح یہ ساغر کرین میخوار جدا
ای مسیحا تری آنکھون پہ ہین عاشق دونون ❊ نا ہی بیمار جدا نرگس بیمار جدا
دل صد چاک پہ اک پیچ نیا پڑتا ہی ❊ زلف کا شانے سے ہوتا ہی جو ہر تار جدا
عمر بھر ساتھ نہ ای رشک پری چھوڑونگا ❊ سائے کی شکل سے ہونگا نہ مین زنہار جدا
ڈر خدا کا ہی تو ہی پاس صنم بھی ای دل ❊ شیخ تسبیح سے کیونکر کرے زنار جدا
ایک جا رہنے نہین پاتا فلک کے ہاتھون ❊ مین جدا رہتا ہون ای نور مرا یار جدا

برہوت نے بھی صدہا کو قتل کیا ہی خوب سحر کر رہا ہی قضائے کار شبدیز کلکتہ سوار رات بھر دعوت مین رہا صبح کو اسکے ملازمون نے خبر دی کہ برہوت چنچل کو لیکر بھاگ گیا شبدیز اسیوقت سوار ہوا کہا یہ بھگوڑا جانے نہ پائے فوج چارطرف سے چلی اُسوقت پہونچا کہ چنچل اور برہوت گھرے ہوے ہین اور سنگسار سحر کر رہا ہی ارادہ ہی کہ چنچل پر قبضہ کرون مگر چنچل بلا کا سحر کر رہی ہی زیور اُتار اُتار کر پھینک رہی ہی جسپر سحر کیا وہ دیوانہ ہو گیا کئی ہزار ساحر دونون کے ہاتھ سے قتل ہو چکا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی شبدیز آکر پہونچا کہا ارے ان سب کو مار لو اُس فوج کو جو آتے دیکھا ملازمان سنگسار آپس مین بکتے ہوے بھاگے کہ یارو یہ لشکر تو مثل مور و ملخ کے ہی کس کس کو جواب دین اور کس کس سے لڑین سنگسار نے چاہا مین بھی نکل جاؤن لیکن شبدیز نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ سنگسار کے دو ٹکڑے ہوے برہوت کے اوپر اشارہ کیا کہ او بے حیا اسی مکر کے واسطے میری دعوت کی تھی کہ چنچل کو لے بھاگا چنچل نے آواز دی کہ او بے حیا میرا سر لیجانا مین زندہ نہ جاؤنگی شبدیز نے چند دانے ماش کے چنچل پر پھینکے چنچل تھرائی چہرہ سُرخ ہو گیا طرف شبدیز کے دوڑی ہرچند برہوت روکتا ہی مگر چنچل نے برہوت کو جواب نہ دیا اور دوڑ کر قریب تخت شبدیز آئی شبدیز نے پہلو مین بٹھا لیا چنچل ہنس ہنس کر باتین کر رہی ہی مگر برہوت مجبور و ناچار بیتاب و بیقرار ہو کر مایوس ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ بنگالہ میرے حال پر رحم کیجیے

ہر چند چنچل پیٹا مگر شبدیز نے کچھ جواب نہ دیا جب تو برہوت نے ایک گولہ مارا کہ پایۂ
تخت شبدیز ٹوٹا جادوگرون نے بڑھ کر کاندھا دیا شبدیز نے پکار کر آواز دی ای
دل افروز جلد آکر برہوت کو صحراے نیلگون مین لیجاؤ وہان جاکر خاک اڑائیگا
اپنے اعمال کی سزا پائیگا کہ صحرا سے ایک نازنین قمر عذار ماہ رخسار ہنستی ہوئی سامنے
برہوت کے آئی برہوت کا ہاتھ تھام لیا کہا صحراے نیلگون مین چلیے برہوت
خوشی خوشی اُس نازنین کے ساتھ ہوا وہ نازنین برہوت کو لیکر روانہ ہوگئی
شبدیز چنچل کو ساتھ لیے ہوے اُسی صحرا مین اُتر پڑا چنچل کو ایک بارگاہ مین جگہ دی
کنیزین مقرر کین چنچل خوش بیٹھی ہر شب شبدیز نے شب کو جلسہ آراستہ کیا چنچل کو بھی بلوایا
چنچل بخوشی آکر بیٹھی مگر دل افروز جادو برہوت کو لیے ہوے جاتی ہی اُدھر سے
چالاک آتا ہی دور سے اسنے دیکھا کہ ایک نازنین ایک ساحر کا ہاتھ تھامے ہوے
لیے جاتی ہی فوراً رنگ و روغن عیاری کا لگا کے ایک گویے کی شکل بنا گاتا ہوا سامنے سے
گذرا دل افروز نے پکار کر کہا کہ میان گانے والے ذرا اس طرف آؤ کہ ہم بھی
تمھارا گانا سنین چالاک نے کہا یہ وقت نازک ہی ہم بھٹی پر جاتے ہین شراب خوار
وہان جمع ہوتے ہین ہم اُن کے سامنے جاکر گاتے ہین پیسہ پیسہ وہ سب دیتے ہین پانچ
چھ گنڈے جمع ہوجاتے ہین باپ اُس شخص کا ارباب جادو ضعیف ہوا چارپائی پر
پڑا رہتا ہی ہم جو کچھ کما کر لیجاتے ہین اُسی مین بسر اوقات ہوتی ہی نانی ہماری بہت
لنگئین ورنہ اُن کی وجہ سے بڑی آسائش تھی لڑکے آکر دو چار آنے دیجاتے تھے اب
کون مدد کرے اگر آپ ہمارا حرج کرین گی تو ہماری معاش مین فرق آئیگا دل افروز
یہ بھولی بھولی باتین سُن کر بیقرار ہوگئی کہا میان گویے ہم تم کو روپیہ دین گے یہ کہکر
روپیہ نکال کر چالاک کو دینے لگی چالاک نے کہا ہم روپیہ نہ لین گے ہمین پیسے دیجیے
دل افروز نے ہنس کر کہا کہ بڑے بے وقوف ہو چالاک نے کہا کہ بیوقوف تم ہو ہم
اپنی نانی سے پوچھ کر نکلے ہین اُنھون نے بتا دیا ہی کہ کسی عورت سے نہ پھنسنا ہم کوئی
فقرہ نہ قبول کرین گے دل افروز نے کہا کہ ہم بے گانا سُنے نہ جانے دین گے تب تو

چالاک ناچار ہوا اُسی مقام پر بیٹھ کر گانے لگا ایسے دو چار شعر گائے کہ دل افروز کو خواہش ہوئی کہ اس لڑکے کو پھانسوں چپکے سے کہا کہ درۂ کوہ مین چلو چالاک نے کہا کہ مین ساتھ ہون جہان چاہے لے چلیے کسی بات سے انکار نہ کرونگا یہ سنکر دل افروز نے برہوت کو اُسی مقام پر ٹھہرایا کہا ای برہوت یہین بیٹھے رہو مین لڑکے سے باتین کرکے آتی ہون چالاک کا ہاتھ پکڑے ہوے درۂ کوہ مین آئی چہار جانب سے دیکھنے لگی کہ کوئی آتا تو نہین بیٹھ گئی چالاک نے اپنے پاس سے گلوری نکالی کہا لیو یہ گلوری کھالو دل افروز نے گلوری کھائی گلوری کھاتے ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا گھبرا کر اُٹھی بیہوش ہو کر گری چالاک نے سر کاٹ لیا یہان تو برہوت بیہوش ہوا وہان چنچل کہ پہلوے شبدیز مین بیٹھی تھی گر کر بیہوش ہوئی جب بعد تھوڑی دیر کے برہوت کو ہوش آیا اپنے کو صحرا مین پایا چنچل کا نام لیکر روتا ہوا چلا یہان چنچل جادو کو جب ہوش آیا اپنے کو محفل شبدیز مین پایا اسکی تو نگاہ کے نیچے صورت بدیع الزمان پھر رہی ہی جھلا کر کہا کہ کیون ای شبدیز یہ کیا گستاخی ہی مین جاتی ہون شبدیز نے کہا کہ مین نہ جانے دونگا چنچل اُٹھی سحر کرتی ہوئی نکلی شبدیز نے حکم دیا ساحرون نے چنچل کو گھیر لیا چنچل لڑ رہی ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم برہوت جادو ای چنچل دیکھو تو مین اس بنگالی کا کیا حال کرتا ہون اسنے بڑا مکر کیا میرے ساتھ فتور کیا نعرہ کرکے گرا شبدیز نے دیکھا کہ اب ایک کے دو ہوے لشکر ان پر ہاتھ نہین ڈال سکتا ہی دونون نے سحر کی بوچھار کر دی ہی جدھر دونون جاتے ہین ساحر بھاگتے پھرتے ہین شبدیز نے اول برہوت پر سحر کیا کہ برہوت بیہوش ہو کر گرا چنچل پر اشارہ کیا یہ بھی گر کے بیہوش ہوئی سب سے کہا کہ دونون کو گرفتار کر لو سبھون نے دونون کو گرفتار کیا زبانون مین سوزن دی مسلسل و مطوق کرکے دونون کو ایک قفس آہنی مین بند کیا ساحرون سے کہا ان کو رکھو آپ آکر بارگاہ مین بیٹھا چند ساعت گذرے تھے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آے عرض کی کہ ای شہنشاہ بنگالہ آپنے سنا بھائی آپ کے ببران آدمخوار بجمعیت تمام آتے ہین شبدیز نے کہا کہ وہ بڑے بھائی ہین

بجاے باپ کے ہین یاروجاکراستقبال کروافسران فوج گئے استقبال کرکے ببران
کولاے ببران آکر بیٹھا ناچ وغیرہ ہورہا تھاکہ ببران بھی صحبت مین گانا سننے لگاشبدیز
سے پوچھاکہ کیون برادر رجان برابر غیر فصل مین کوچ کیون کیا مین توشکار کے واسطے
آیا تھااس طرف جوگذر ہوا تمھارا حال سُنا شبدیز نے سب کیفیت بیان کی اور کہا
بھائی صاحب ان دونون کے واسطے دل افروز کو مقرر کیا تھا کسی نے اُسکو قتل کیا
عیاران اسلام جابجا پھرا کرتے ہین جسکو پاتے ہین مار ڈالتے ہین ظلم وبدعت سے
مطلب نکالتے ہین مگر ببران نے تجل کو دیکھا عاشق ہوگیا شبدیز سے کہاکہ ای برادر
یہ تم سے راضی نہین ہی اور نہ ہوگی اگر مناسب ہو تو میرے حوالے کرو مین اسکو راضی
کرلونگا خیال کرکے دیکھو کہ مجکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی اور مین تم سے خوبصورت
بھی ہون اس وجہ سے مجھپر مائل ہی میری تیغ ابرو کی گھائل ہی اس مضمون کو سامنے
شبدیز کے خوب بڑھاکر بیان کیا اور اپنے حُسن کی بڑی تعریف کی شبدیز نے
یہ بات سُن کر جواب دیاکہ ای بھائی صاحب ایک عورت کے واسطے مین تمکو آزردہ
نہ کرتا کئی دن سے میرے یہان ہی مگر مین نے اسکو تخلیے مین طلب نہین کیا اسی امید
پر کہ یہ خود خواہان وصل ہو اور ای برادر یہ تڑپا کرتی ہی کسی کے اوپر عاشق ہی
ببران نے جھلاکر جواب دیاکہ بھائی ایک عورت کے بارے مین طول نہ کرو یہ مجھی
پر عاشق ہی عالم رویا مین اِسنے میری صورت دیکھ لی ہوگی اور کئی مہینے کا زمانہ گذرا
ہوگا کہ یہ اپنے کوہ پر بصد تجمل بیٹھی تھی اور میری سواری اُدھر سے گذری اس نے
مجکو بلایا مگر مین ضرورت مین تھا نہ ٹھہرا اگر قصد کرتا تو اُسی دن وصل ہوجاتا یہ سُنکر
شبدیز نے کہا اب زیادہ اسمین حجت نہ کیجیے مین اس عورت کو نہ دونگا یہی چاہتا ہون
کہ معاف فرمائیے ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے مکان کو چلے جائیے ببران نے کہاکہ کیون
ای شبدیز تجھکو سلطنت پر بڑا غرور ہی اگر مین دعوی کرتا تو نصف سلطنت مجکو ملتی
مگر مین نے یہ جانا کہ بھائی صاحب بادشاہ ہونگے میری خاطر کرتے رہین گے جو کہونگا
وہ قبول فرمائین گے آج مین نے بعد مدت کے ایک عورت کی درخواست کی اور تم

سمین انکار کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ مجھسے بے ادبی ہو جائے شبدیز نے کہا کہ جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو مین عورت کو نہ دونگا آپس مین تکرار ہونے لگی ببران اُٹھا شبدیز اپنے مقام سے اُٹھا آپس مین سحر ہونے لگے فوج والون نے جو دیکھا کہ مالک لڑ رہے ہین یہ سب آمادہ ہوے دونون فوجین آپس مین مل گئین جنگ سحر ہو رہی ہر کسی طرف سے گولہ چلا کہ دنا ٹا ہوا کسی نے ماش کے دانے پھینکے مگر شبدیز نے کہا کہ ای چینچل تم میرے قریب رہو ایسا نہ ہو کہ یہ تم کو اُٹھا لیجائے چینچل نے کہا اگر مجھکو قفس سے نکالو تو مین خود سحر کرون لشکر کو ببران کے دیوانہ کر دون ناچار ہو کر شبدیز نے قفس جو کھولا پہلے بر ہوت نکل آیا قدمون پر شبدیز کے گرا کہا ای شہنشاہ بنگالہ مین اب آپ کے ساتھ رہونگا چینچل کا بھی نام نہ لونگا آپ کی معشوقہ ہی جب آپ نے اپنے بھائی کو نہ دیا تو مین کیا ہون اب مجھکو یقین ہو گیا کہ آپ بیشک اسیر عاشق ہین شبدیز سیر چونکہ بلوہ تھا اشارہ کر دیا کہ تم بھی سحر کرو اور فوج ببران کو پامال کر دو بر ہوت بھی سحر کرنے لگا مگر چینچل نے قفس سے نکلتے ہی موتیون کا مالہ گلے سے اُتارا اسم سحر پڑھ کر طرف لشکر ببران کے پھینک مارا کئی سحر جوان دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

در چمن باز نگر نرگس بیمارے ہست	کہ اسیران چمن را سر گفتارے ہست
باغبان دست ستم باز کش از چیدن گل	کہ نہان در کف گل ہم بچمن خارے ہست
نیست گر زلف ترا سبحہ اسلام بدست	بکمر حسن ترا رشتہ زنارے ہست
مشو آشفتہ ز آشفتگی طرہ زلف +	دل عشاق بہر موے گرفتارے ہست
عیب مجنون مکن ای دوست کہ ہشب مجنون	عاشق دل شدہ را گرمی بازارے ہست
تشنہ لب نیست کسے ورنہ درین دشت چہ باک	شربتے ہست بہر جا دل بیمارے ہست
دیدہ گر گشت ز دیدار رُخ تو محروم +	شکر للہ کہ بدل حسرت دیداری ہست
نیست گر ہیچ دگر حاصل رسوائی عشق	گرمی معرکہ و مجمع بازاری ہست
نقد جان چند فروشی بہ تقاخر نخفی ++	این متاعی ست کہ در ہر سر بازاری ہست

ہر طرف یہی ہنگامہ گرم ہی مگر شبدیز لڑتا بھڑتا قریب بہران کے پہونچا اور للکارا کہ
او بیحیا خوب تونے ہنگامہ کیا آخر میرے ہاتھ سے شکست کھائیگا بہران نے گولہ مارا
شبدیز کو اور غصہ آیا گولہ اسکا کاٹ کر ہاتھ اٹھایا برق چمک کر گری کہ سر بہران کا
زخمی ہوا سامنے سے شبدیز کے بھاگا شبدیز نے للکارا ساتھ والون کو آواز دی کہ
یہ بے حیا جانے نہ پائے چہار طرف سے فوج نے بلوہ کیا مگر بہران سحر کرتا ہوا اچھلا ہر چند
فوج نے چاہا روکین مگر بہران نہ رُکا لڑ بھڑ کر نکل گیا فوج شکست خوردہ ہمراہ ہی
کئی کوس تک شبدیز نے پیچھا کیا بہران بدحواس ہی کہ ایسا نہ ہو گرفتار ہو جاؤن
تو یہ ظالم سزا معقول دیگا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا ایک درخت کلان چنار کا
بیچ میدان مین واقع ہی ہزار ہا طائر اُسپر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہی اور سبزہ مین اُ
نخل کے ایک قصر اعلیٰ بنا ہی اُسکے دروازے پر چند زنگی نگہبان ہین اور سر قلعہ پر
ایک تصویر سنگی جمشید ثانی کی نصب ہی بہران بدحواس ہو رہا ہی فوج والے سب
منتشر ہو گئے اکیلا بھاگا ہوا چلا جاتا ہی جانتا ہی کہ میرے تعاقب مین شبدیز آتا ہوگا
گھبرا کر طرف قصر کے چلا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا شبدیز مرکب بادرفتار پر سوار
کئی سو سوار و پیدل ہمراہ چلا آتا ہی دور سے دیکھ کر للکارا کہ او بہران خبردار آگے
نہ بڑھنا ٹھہر جا قدمون کو مابدولت کے بوسہ دے اور حنجل کو کہ یہ میری پیر و مرشد ہی
ورنہ مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا اب بہران اور زیادہ گھبرایا طرف قصر کے چلا
زنگیون نے آواز دی کہ ای آنے والے اُس طرف نہ آنا ورنہ اُس بلا مین مبتلا ہوگا کہ
تا بروز حشر رہائی نہ ہوگی بہران نے کچھ جواب نہ دیا جب قریب قصر آیا تو دیکھا کہ
گنبد کلان کے قصر کا دروازہ کھلا ایک مہ جبین پری رخسار نے نہایت زیب و زینت
سے سر نکال کر آواز دی کہ ای بادشاہ ہم تیرے مشتاق ہین یہ کہ کر سر کھینچ لیا دروازہ
گنبد کا بند ہو گیا یہ حال دیکھ کر بہران آپ سے باہر ہوا پکارتا تھا کہ ای جان جہان
و ای آرام دل مشتاقان مین مشتاق جمال حاضر ہون کیونکر قلعے مین آؤن یہ زنگی مجھے
منع کرتے ہین پھر گنبد کا دروازہ کھلا اُسی نازنین نے سر نکال کر کہا کہ ای نگہبانان

طلسم نوخیز جمشیدی ہمارے مشتاق کو نہ روکو آنے دو اُن زنگیون نے آواز دی ای
نوجوان جلد جا کہ ملکۂ عالم بلاتی ہین اب تو ببران بڑھا جیسے ہی قریب دروازے کے
پہونچا اُن زنگیون نے ہاتھون ہاتھ ببران کو لیا لیکر قلعے مین گئے شبدیز کھڑا ہوا
یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی کہ اُس نازنین نے ایک تخت بچھوایا تخت پر ببران کو بٹھایا
چند کنیزین گرد حاضر ہین دولھا میان دولھا میان کر رہی ہین کہ سامنے سے نوبت و
نقارے کی آواز آئی دیکھا چند کس تاشے وغیرہ بجاتے ہوے ایک سمت روشن چوکی
والے ہر مرتبہ یہی آواز دیتے ہین کہ ای بادشاہ عالیجاہ شادی مبارک ہو چند کنیزون
نے آکر سہرہ سر پر ببران کے باندھا خلعت شاہانہ پہنایا جب یہ دولھا بن چکا تب
تخت پر سوار کر کے قلعے مین لے گئے کنیزین مبارکبا د دیتی ہوئین نوبت و نقارہ
بجتا ہوا شبدیز نے جو یہ معرکہ دیکھا بہت جھلایا کہا اس بے حیا نے مثل لڑکون
کے شادی کی ایک سوار سے اشارہ کیا کہ جا تو بھی اہل قلعہ کو اطلاع کر دے کہ
شبدیز کلنگ سوار بادشاہ ملک بنگالہ بہت خفا ہوتا ہی اور فرماتا ہی کہ ببران کی
مشکین باندھ کر بھیجدو ورنہ سارے قلعے کو پامال کر ڈالونگا سوار چلا جیسے ہی قریب
قلعے کے پہونچا زنگی جو نگہبان کھڑے تھے اُنھون نے اول تو منع کیا جب اُس سوار
نے نہ مانا تو اُن مین سے ایک زنگی نے تلوار چمکائی اور جست کر کے پشت پر سوار کے
سوار ہوا سوار نے چاہا اپنے تئین بچاؤن مگر زنگی نے مہلت نہ دی اس طرح کا خنجر مارا
کہ سوار مارا گیا شبدیز نے دوسرے سوار کو روانہ کیا وہ بھی اسی طرح مارا گیا سات
آٹھ سوار شبدیز نے بھیجے جو سامنے گیا وہ اسی طرح قتل ہوا جب تو شبدیز بہت جھلایا
کمر کھول کر اُسی مقام پر اُتر پڑا سوارون سے کہا کہ جا کر کل لشکر کو لاؤ مین یہین ہون
میرے ملازم یہان مارے گئے اس قلعے کی اینٹ سے اینٹ بجوا کر یہان سے جاؤنگا یہ سنکر
سوارون نے کہا بھی کہ حضور یہ مقدمہ سحر ہی اسمین دخل نہ دیجیے شبدیز نے کہا کہ کیا مین
سحر نہین جانتا ہون چار گولون مین اس قلعے کو مثل بادتند اُڑا دونگا کسکی مجال ہی کہ
مجھسے مقابلہ کرینگے چند سوار جو ساتھ تھے کچھ تو اسکے ساتھ اُتر پڑے کچھ داسطے لینے

فوج کے گئے مگر ببران پہ یہ معرکہ گذرا کہ دولھا بنا ہوا ایک قصر مین آیا سامان دعوت مہیا کیا دن بھر عیش وجیش رہا ملازمون نے رات کو عرض کی حجلۂ عروسی مین عروس آپ کی مشتاق ہی ہم کو یہی حکم دیا کہ ہمارے شوہر کو بلاؤ ببران خوشی خوشی حجلۂ عروسی مین آیا دُلھن سے اختلاط کرنے لگا جب زیادہ اختلاط کیا تو دُلھن نے گھونگھٹ اپنا کھولا ببران نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم گریبان مین ہاتھ ڈالے بیٹھی ہی کہ رہی ہی کہ ای فرزند اب تجکو وصل مین کیا دیر ہی ببران بہت گھبرایا کنیزون نے غل کیا کہ صاحبو دوڑو شب اول دولھا دُلھن سے لڑائی ہوتی ہی چند شاہزادیان آئین اُنھون نے آکر ببران کو سمجھایا کہ ای جلیل یہ راتین عیش کی ہین اسمین فساد کرنا سراسر حماقت ہی کھانا پینا شراب وکباب سب موجود ہی ببران نے کہا کہ جس معشوقہ کے ساتھ میری شادی ہوئی وہ کہان گئی سب نے کہا کہ یہ وہ ہی شاہزادی ہی جو تمھارے ساتھ آئی ہی دروازہ چند بار کھلا ایسا ہوا ہی کہ دُلھن بدل جائے ببران نے کہا کہ یہ وہ معشوقہ تو نہین ہی شاہزادیون نے کہا اچھا اسکو قید کرو سب کنیزین ببران کو آکر لپٹ گئین ہرچند ببران نے چاہا کہ سحر کرکے نکل جاؤن مگر سحر نہ یاد آیا آخر سب نے ملکر گرفتار کرلیا اور لے چلین یہی پکار ہی کہ قصر عدالت مین لے چلو معتوب فیصلہ کردیگا اب ببران گھبرایا ہاتھ زنجیر مین بندھا ہی یہی قول ہی کہ صاحبو مین کیا کرون مین بے گناہ ہون مگر کوئی نہین سنتا کنیزون نے وہ چاؤن چاؤن کی کہ آخر ببران خاموش ہو رہا دُلھن ساتھ ببران کو کشان کشان لیکر شہر مین نکلے سب اہل بازار ہنستے ہین کہ رات کو برات تھی دن کو یہ ذلت ببران کیسا شرماتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا سارے شہر مین پھرا کے ایک قصر مین لائے دروازے پر قصر کے صدہا زنگی نگہبان ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ جیسا اس بے حیا نے کیا ویسا پھل پایا قصر کے اندر لائے دیکھا کہ ایک زنگی تخت پر بیٹھا ہی کنیزون نے سب حال بیان کیا کہ یہ دُلھن کے ساتھ جھگڑا کرتا ہی عروس نے بھی آکر فریاد کی کہ ای معتوب شاہ مجکو بیاہ کر لائے حجلۂ عروسی مین آکر فساد برپا کیا اسے شاہزادیون نے گرفتار کرلیا اب جو حکم ہو فرمائیے معتوب شاہ نے حکم کیا کہ اسکو

لیجا کر زندان طلسم مین قید کرو ببران کو کشان کشان ایک مکان مین لائے کہ وہ مکان لوہے
کا بنا ہوا تھا اُس مکان مین ببران کو داخل کیا ببران نے دیکھا کہ کئی سو جوان تا بہ
زنجیرین ہلا رہے ہین اور سب یہی شادی کی شکایت کر رہے ہین کہ ایسی دُلھن ملی نہ
قید کرایا سُنتے ہین کہ طلسم کشا آکر رہا کریگا اس امید پر جیتے ہین اکثر خواب دیکھے کہ کوئی
بزرگ فرما رہے ہین کہ یارو نہ گھبراؤ طلسم کشا آکر تم کو رہا کریگا قید کی مدت تمھاری تمام
ہوچلی ہے ببران بھی اُسی مقام پر قید ہوا دُلھن روز آتی ہے سمجھاتی ہے کہ ای فرزند اب
بھی مجھسے انکار نہ کر ببران دیکھتا ہے کہ ایسی عورت ہے کہ جسکے پاس بیٹھنے سے وہ بوے بد
آتی ہے کہ دماغ اُلٹا جاتا ہے مگر شدید نے برات جانا ببران کی دیکھی کہ دولھا بن کے گیا
بہت جھلایا دیکھ کر کہا کہ اس قلعے کے لوگ بڑے بے انصاف ہین مجھ ایسا بادشاہ سامنے
اُترا ہوا ہے اور یہ بھی آگاہ ہوے کہ ببران بھاگ کر آیا اُس ملعون کو دولھا کیا بنانا تھا
اب اس قلعے کو اُڑا دونگا تھوڑے عرصے مین کُل فوج آکر پہنچی دامنہ مین قلعے کے لشکر
کو اُترا ہنستا پھرتا ہے کہتا ہے صاحبو کل اس قلعے کو فتح کرلونگا عجب کچھ شعبدے ہین
پہلے بھی ببران گیا زنگیون نے منع کیا پھر معشوقہ نے کوٹھے پر بُلا لیا دولھا بن کر گیا کل مزہ
چکھاؤنگا اس قلعے کو آسمان پر اُڑا دونگا شام کو طبل یورش بجوایا قلعے سے بھی جواب مین
آواز آئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہان بھی طبل جنگی بجا لشکر مین شدید کے تیاری ہونے لگی
شدید نے بھی خوب خوب سحر تیار کیے جبکہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش کانشا
مشرق سے نکلا اور تخت زبرجدی پر آکر بیٹھا تمام عالم روشن ہوا شدید کلنگ سوا تخت
پر سوار ہوا تین لاکھ فوج کو ساتھ لیکر سامنے قلعے کے آیا اول بہت کچھ ڈرایا پکار کر
آواز دی تم سب کے لیے بہتر یہ ہے کہ ببران کو حوالے کردو اُس دشمن کو کیون دولھا بنایا
برات بڑے زور و شور سے لے گئے بادولت کو بڑا ملال ہے یہی خیال ہے کہ ببران کو لونگا
اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو ببران کو میرے سپرد کردو منم شہنشاہ بنگالہ ہرچند کہ قلعے پر سب
کھڑے تھے مگر کسی نے کچھ جواب نہ دیا ایک بادشاہ ضعیف قوم کا زنگی تخت پر آکر بیٹھا
سب اُسی کے پیچھے صف جمائے کھڑے ہین تو پین قلعے پر تعین اور سب مسلح و مکمل دروازے پر

چند زنگی کھڑے ہین تلوارین تول رہے ہین کہ شبدیز نے لاف وگزاف کرکے فوج کو
اشارہ کیا تین لاکھ جوان گولے اور ترنج مارتے ہوئے بڑھے خوب آگ برسائی تمام
میدان تاریک ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے شبدیز نے حکم دیا کہ اب سحر سے ہاتھ روکو
جب سب نے ہاتھ روکا دیکھا کہ وہ قلعہ اُسی طرح قایم ہی اور وہ بادشاہ بیٹھا ہوا ہی
ساتھ والے جمے کھڑے ہین اور للکار رہے ہین کہ او بےحیا یہ تو نے کس پر آگ برسائی
ہم کو گرمی بھی نہ معلوم ہوئی کیون دیوانہ پن کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ یہان سے پاٹ جا ہیران
کو ہم نہ دین گے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کریہ آوازین سُنکر شبدیز اور زیادہ جھلایا تخت
اپنا بڑھایا جھولی سے گولہ نکالا طرف قلعے کے پھینکا اس زور و شور سے گولہ چلا کہ
معلوم ہوتا تھا شعلۂ آتش بھڑکتا ہوا جاتا ہی مگر ایک زنگی نے گولہ روک لیا شبدیز
کو بڑی حیرت ہی کہ ایسا سحر یون ضایع ہوا کہ زنگی سے نابدولت کا گولہ روک لیا گولے
مارتا ہوا بڑھا کل فوج بھی ساتھ ہی سب گولے مار رہے ہین مگر قلعے کا کوئی نقصان
نہین ہوتا جب شبدیز نے دیکھا کہ ہزار ہا گولہ دیوار قلعہ پر پڑا ایک اینٹ بھی نہین
گری تخت کو بڑھاتا ہوا چلا اہل فوج سے کہا کہ تم سب ٹھہرو مین اکیلا جا کے قلعے کو
فتح کرتا ہون یہ کہکر بلند ہوا آسمان سے آکر دیکھا اندر قلعے کے دوکانین آراستہ ہین لوگ
پھر رہے ہین کچھ کسی کو خیال بھی نہین کہ قلعہ لٹ رہا ہی حیران ہوگیا کہ میری فوج قلعے کو
گھیرے ہوئے ہی اور حربہ ہاے سحر ہو رہے ہین اہل قلعہ کو خبر بھی نہین ہوتی سب قلعے
مین خوش پھر رہے ہین حیران ہوکر کئی گولے مارے مگر وہ گولے پھٹ کر بیرون قلعہ گرے
یہ کڑکڑا کر برج قلعہ پر گرا جیسے ہی برج کے قریب آیا دروازہ برج کا کھلا ایک نازنین
نہایت حسین شوخ و شنگ صاحب عشوہ و ناز عارض رشک قمر موے میان نازک تر نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا	ایسا نہین حور کا سراپا	وہ صبح جبین تھی صبح جنت
ہر چین تھی موجۂ لطافت	آنکھین اُستاد سامری تھین	نشے مین شباب کے بھری تھین
دنبالہ کب اُنھین سرمے کا تھا	بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا	بینی کے قریب کب تھے ابرو
شہبا زنے وا کیے تھے بازو	یہ جمال بیمثال دیکھکر شبدیز یا تو غصے مین بھرا ہوا تھا	

یا محبت جمال بے مثال دیکھنے لگا جس عضو کو دیکھتا ہو بے مثل و بے نظیر چہرہ رشک ده
ماه منیر اُس نازنین نے اشاره کیا کہ صاحب کیون تلوار کھینچے ہو میرے قریب آؤ مین تمکو
سمجھا دون زیاده غصہ نہ کرو شبدیز ٹہلتا ہوا قریب پہونچا اُس نازنین نے ہاتھ تھام کر
گنبد مین بٹھا لیا کنیزین جو پشت پر کھڑی تھین اُن سے اشاره کیا کہ شہنشاہ بنگالہ یہان
تشریف لائے ہین تخت زرین لا کر بچھاؤ اسیران کو بٹھاؤ کنیزین جا کر تخت لائین چارون
کونون پر تخت کے چار گلدستے جواہر کے رکھے تھے اُس تخت پر شبدیز کو بٹھایا شبدیز نے
کہا کہ کیون صاحب یہان کا بادشاه کہان ہو مین اُس سے ملاقات کرونگا نازنین نے
ہنس کر کہا کہ تمھین بادشاه سے کیا کام شبدیز نے کہا کہ مالک سے کلام کرین اُس کو
آگاه کرین کہ اپنے قلعے کو بچاؤ ہمارے ہاتھ سے ویران ہوگا دو سحر ایسے کرونگا کہ
قلعہ اُڑ جائیگا پھر کوئی نشان قلعے کا نہ پائیگا نازنین نے ہنس کر کہا کہ تمھین بادشاه
کی کیا ضرورت ہو تمھین بادشاه ہو عدل و انصاف کرو سب تمھاری اطاعت کرینگے
ہمارے ملک مین ظلم و بدعت کا نام نہین ہو عدالت یہان کا شیوه ہو بقول فردوسی
علیہ الرحمہ نظم فریدون فرخ فرشتہ نہ بود + ز مشک و ز عنبر سرشتہ نہ بود + کہ مشہور شد او
بہ این نیکوئی + تو داد و دہش کن فریدون توئی + ہم کو مطلب عدل و انصاف سے ہو
اگر آپ منظور کرین تو مین تیاری شادی کی کرون شبدیز خود جمال بے مثال دیکھ کر
عاشق ہو گیا ہو ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہو بے اختیار بول اُٹھا کہ اے شہنشاه خوبی
و اے سرو روان باغ محبوبی اصل کیفیت تو یہ ہو کہ تمھاری محبت مین یہ حال ہو قلب پر
ہجوم غم و ملال ہو نظم

از شمع بخت خواہم نے مہر ہمگنان را	خواہم کشم بیک سو از مردمان عنان را
تا چشم باز کردہ صحبت وجود عشق است	فرصت شمر غنیمت دیدار دوستان را
کی وصل گل بہ بلبل آسان شود میسر	صد خار بوده باشد در پاچہ باغبان را
خورشید حسن ہر جا طالع شود ز اول	سازد ز زلف سنبل ترتیب سائبان را
تا چند بار محنت بر دل توان کشیدن	یک جرعہ ایست کن بیدا دنا توان را

در چشم اہل بینش اصلا تفاوتے نیست	در فصل نو بہاران و در رنگ آن جہان را
در راہ عشق مجنون باید گذشت از جان	خود کن ز دریا در پاے بیکران را
مخفی بدام محنت گشتم اسیر آخر	چون مرغ ناز پرور گم کردہ آشیان را

اُس نازنین نے سر جھکا لیا مُنھ پھیر کر جواب دیا کہ ای بادشاہ عالیجاہ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوئی جو خواہش ہو وہ بجالاؤن مگر مین بھی خاندان عالی سے ہون معتوب شاہ جو یہان کا بادشاہ ہی اُسکی عزیز قریب ہون امورات شرعی ہو جاوین پھر آپ کو اختیار ہی سامنے دیکھیے باغ ہی برہمن حاضر ہی کنوان بختہ بھی موجود ہی بھونری پھر جاے پھر آپ کو اختیار ہی کیا مجال جو آپ سے انکار کرون بلکہ ہر وقت خدمت مین موجود رہون ہر طرح کی جفا سہون کیا مجال ہی کہ آپ کے حکم سے گردن تابی کرون شبدیز رضامند ہوا ساتھ اُس نازنین کے باغ مین آیا برہمنون نے آکر گھیر لیا ساعت نیک بتائی اُس نازنین کو شاہزادیان اپنے ساتھ لے گئین دلھن بنا کے لائین شبدیز کو برہمنون نے دولھا بنایا شبدیز بہت خوش ہی طریقے پر مذہب ہنود کے بھونری پھری گٹھ بندھن ہوا اب تو ہلڑ ہوا کہ ضعیفہ زنگن بیاہی گئی شہنشاہ بنگالہ سے نسبت ہوئی شبدیز خوشی خوشی طرف حجلۂ عروسی کے چلا جب تنہائی مین آیا دُلھن کا گھونگھٹ اُلٹا دیکھا ایک ضعیفہ نحیف وضعیف ہاتھ بڑھا رہی ہی کہ ای فرزند آؤ گلے سے مل جاؤ شبدیز جھلا یا کہ ارے تو کون ہی مین نے تو اُس معشوقہ سے شادی کی تھی کہ جو گنبد مین بیٹھی تھی مین تیرے ساتھ وصل نہ کرونگا دُلھن نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے وہ بدبو آئی کہ دماغ اُلٹ گیا شبدیز غصے مین اُٹھا دُلھن نے ایک چیخ ماری کئی سی کنیزین آکر جمع ہو گئین غلغلہ کرتی تھین کہ ای شہنشاہ اس دُلھن مین بڑی صفت ہی کہ جا ہو زر جو بنا دُچا ہو نانی کھو یہ ہر طرح خدمت کریگی شبدیز کب مانتا ہی کہتا ہی صاحبو دیکھو تو میری لونڈیان بھی اس سے بہتر ہین جب شبدیز نے نہ مانا کنیزون نے شبدیز کو گرفتار کیا دُلھن بیٹھی ہوئی ساتھ ہوئی دربار مین معتوب شاہ کے لائین کہا کہ ای شہنشاہ یہ ظالم بڑی بدعت کرتا ہی یا تو عشق مین بیقرار تھا اب انکار کرتا ہی اسکو

شہزادے جیسے معتوب شاہ نے حکم دیا کہ اس کو زندان طلسم مین بیجا و جب چند روز یہ مصیبت اُٹھا لیگا تب راہ پہ آئیگا کنیزین کشان کشان شبدیز کو لے چلین شہزادی مقید ہی مین شبدیز کے ساتھ شہزادی کی کنیزین کہتی ہین بی بی آپ عزیز دار شاہ ہین محل مین جا کر بیٹھیے بعد چند سے شوہر ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا مگر دلھن نے نہ مانا شبدیز کے ساتھ اُسی قیدخانے مین آئی شبدیز نے دیکھا کوئی تاجدار نحیف و ضعیف بال بڑھے ہوئے ناخن بڑھے ہوئے زنجیرین ہلا رہے ہین ایک جانب بیران گوشے مین بیٹھا ہی آہ آہ کر رہا ہی دلھن کو دیکھ کر رونے لگا کہا ای شاہ آپ بھی اس فریب مین پھنسے مین بھی اسی وجہ مین گرفتار ہوا شاہزادون نے کہا کہ ای شبدیز نہ گھبراؤ اب خبرین سنتے ہین کہ طلسم کشا آتا ہی ہم کو تم کو سب کو رہا کریگا چند روز کی مصیبت ہی کٹ جائیگی ایک گوشے مین شبدیز بھی آکر بیٹھا یہ بھی زندان طلسم مین قید ہوا اب ان سب کا ذکر بروقت آمد طلسم کشا تحریر ہوگا

وہ کلمۂ داستان حیرت بیان نورالدہر بن بدیع الزمان کہ قید سے رہا ہو کر چلے ہین باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
شب ہجر کی ہو گئی ہی سحر ✤
گلابی بستے ہو کو مرکز کا ہی
کہ آیا وہ ہشیار ہین سب بہم
بگولے کہین گرد کے اٹھتے ہین
میرے فکر مین تھا بیان کیا ہوا
اسی جنگ مین فتح پاؤگے تم
زمین آسمان سخت حیران ہی
بس اب دشمنو نسے بڑی جنگ ہی
نہ رستم کرے آہین کچھ قیل و قال

کہ آئی ہی پھر رنگ پر داستان
سمجھ لے کہ سونے کا موقع نہین
ہمارا بھی اب بخت بیدار ہی
وہ صحراے وحشت فزا بید رنگ
لکھون حال صحرا نوردون کا مین
ہر اک سمت ہی دشمن تیرہ رنگ
جہان مین فریدون کے بھی ہوش گم
مگر شیر دل رستم پہلوان ✤
کہ اس جنگ سے دل مرا تنگ ہی
کجائی تو ای محرم رازدان

گلابی اُٹھا ساقیِ سیمبر ✤
ادھر جلد آ ساقی مہجبین
چل ای کلک شیرین ادا خوش رقم
کہ پھیلے ہین جس جا پہ شیر و پلنگ
کہ ہنگامہ سخت برپا ہوا
اولوالعزم شاہون سے ٹھہری ہی جنگ
عجب جنگ کا آج سامان ہی
ہنر پروران شاہ اسلامیان
مگر وہ لکھون حال جنگ و جدال
کہ باز آمدم بر سر داستان

چہرہ نبا جان صحرائے رزم و وغا و ہزبران بادیہ پیمائے میدان ہیجا اس داستان حیرت بنیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج دخو اس دریائے ہوش * چنین میبنگارد بہ جوش و خروش * جب شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان نے اُس قید طلسم سے رہائی پائی اور فوج ظفر موج ساتھ ہوئی سرداران جنگ آزما و تہور شعاران میدان وغا فیروز تاجدار و دیوانہ بلند قامت دلیر تاجدار و سالم قزاق مع اپنے ہمراہیون کے و ماہ مینوش شیرین کام عاشق جمال نور الدہر یہ سب سردار ساتھ ہین ایک صحرائے فرح افزا مین آکر اُترے عیاران کاشبر نگ و کمیت چابک خرام شاگرد شبر نگ حاضر خدمت ہین سب سردار گرد بیٹھے ہین نور الدہر فرما رہے ہین کہ یارو اب کوچ مین جلدی کرو مجکو ایک ایک دم یہی خیال ہے کہ ایسا نہ ہو حشم میرا کسی مقام معقول پر پہونچ جائے حقیقت مین اُس کو بڑا خیال ہے یہی چاہتا ہے کہ کارہائے نمایان کرون اپنے ہمچشم سے بڑھ جاؤن مین آٹھ پہر اسی خیال مین رہتا ہون مگر جلسۂ عیش و نشاط جمع ہے شبر نگ سامنے بیٹھا ہوا یہ اشعار گا رہا ہے نظم

کاش مرجاتے کسی کوچے مین ہم فرقت نصیب
یاد تو کرتا کوئی کہکر کبھی جنت نصیب +

شوق سے برپا کرین فتنے تری اٹکھیلیان
ہے بہت مشتاق ان چالون کا اک آفت نصیب

واہ ری تقدیر اُسکی یار جسکو رنج دے
عاشقون مین بھی نکل آئین گے کچھ راحت نصیب

شکر کر ای دل کسے ملتا ہے داغ عشق بُت
خوش نصیبونکو ہوا کرتی ہے یہ دولت نصیب

وائے ناکامی کسے کے عاشق ناکام کی
دل ملا حرمان نصیب آنکھین ملین حسرت نصیب

شر کی باتین اُس سے دل کرتا ہے یارب خیر ہو
وصل مین بھی کچھ نہ آفت لائے یہ آفت نصیب

تفرقہ پردازیون کی داد دینے کو تجھے
ای فلک کیا رہ گئے تھے اک ہمین فرقت نصیب

کام اپنا کر چلا آئینہ آکر پیش یار +
اور تو دیکھا کیا او دیدۂ حیرت نصیب

نقش پائے یار خضر راہ کیا ہو گا جلال
یہ بھی دور اُفتادہ ہم بھی نارسا فرقت نصیب

دو پہر رات تک ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا نور الدہر چھپر کھٹ پر آئے شبر نگ ہمراہ آیا فرمایا کہ ای یار وفادار آج خود بخود دل گھبراتا ہے کوئی دل کو تڑپاتا ہے یہ سنکر

شبرنگ نے عرض کی کہ حضور جس فکر میں ہین خدا اُس امر کو پورا کرے آپ کو فتح و نصرت نصیب ہو شبرنگ تو رخصت ہوا اطلاے پر آیا انتظام کرنے لگا اور نور الدہر بیخبر پڑے ہوے سو رہے ہین دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا عین خواب میں دیکھا کہ ایک محفل خلد منزل مین گذر ہوا چند کنیزون نے آکر نور الدہر کا استقبال کیا لاکر مسند پر بٹھایا کہ ایک طرف سے پردہ اُٹھا اندر سے ایک نازنین دلجو پریرو معشوق خوبرو دکھائی دی نور الدہر نے جو اُس نازنین کو دیکھا محبت کا جوش ہوا دونون ہاتھ پھیلا کر فرمایا فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی دیر سے مشتاق تھا کہ جمال بیمثال دیکھون اُس معشوقہ نے جواب دیا مہینون مجکو تڑپتے ہوے گذرے اب دیکھین تقدیر کیا دکھاے کب آپ سے ملاے ظالمون کے ظلم و ستم ہین مبتلاے رنج و غم ہین دیکھین یہ صدمہ کب دفع ہو مگر سر نکالکر پردہ سے اُس نازنین نے یہ باتین کین ہر چند نور الدہر بلاتے ہین مگر وہ نازنین پردے سے نہین نکلتی دیر تک نور الدہر نے منت و خوشامد کی کہ پردہ سے باہر آؤ مگر وہ مہجبین نہ نکلی آخر مین نور الدہر نے بیقرار ہو کر کہا صاحب کیا ہے کہ جو باہر نہین آتی ہو ہم کو کیون تڑپاتی ہو اگر قریب آتین تو دو دو باتین ہو جاتین اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ تم کیون نہین آتے تمھین کون روکتا ہے نور الدہر بیقرار ہو کر اُٹھے چاہا جا کر پردے کو ہٹا دون راہ مین میر فرش پڑا تھا اُسکی ٹھوکر لگی لڑکھڑا کر گرے آنکھ کھُل گئی مگر وہ صورت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے کبھی آہ کرتے ہین کبھی پکارتے ہین کہ ای معشوق پریچہرہ صورت تو دکھا دے عاشق مردہ کو جلاے آکر مسیحائی کر اپنے عاشق کو جلا اگر نہ آؤ گی تو پھر زندہ نہ پاؤ گی بیقرار ہو کر جو نور الدہر نے کہا شبرنگ آواز سُن کر دوڑا دیکھا کہ شاہزادہ رو رہا ہے پوچھا حضور خیر تو ہے شاہزادۂ نور الدہر نے کہا کہ ای یار وفادار کیا کہون فلک ہم پر ٹوٹ پڑا تقدیر نے عجب سامان دکھایا شبرنگ نے پوچھا کہ حضور نے کیا دیکھا نور الدہر خاموش ہو گئے دل سے باتین کرنے لگے کہ راز عشق افشا نہ ہو

بس زیادہ نہ کہو ہر چند شبرنگ نے پوچھا مگر نور الدہر نے کچھ نہ کہا یہی سوچنے لگے کہ راز عشق کا ظاہر کرنا سراسر خلاف ہی عاشقان ثابت قدم طعن و تشنیع کرین گے کہین گے کہ صبر نہ ہو سکا آخر دیکھین کیا انجام ہو یہ سودا ایسا نہین ہی کہ دماغ سے نکلے نہین معلوم انجام کیا ہو اگرچہ شبرنگ یار وفادار ہی مگر یہ راز عشق کا کہنا سراسر بیکار ہی شبرنگ ناچار ہو اسوچا کہ آقا کچھ نہین کہتے زیادہ اصرار کرنا کیا ضرور ہی جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا کونسا راز ہی کہ جو ہمسے چھپے گا یہ سوچ کر شبرنگ تو اُٹھ گیا مگر نور الدہر کو نیند نہین آتی تڑپ رہے ہین کبھی صحن مین آتے ہین کبھی چھپرکھٹ پر آکے بیٹھتے ہین تصویر اُس معشوقہ کی صفحۂ دل پر نقش ہی آہ آہ کا لفظ زبان پر جاری ہی کبھی بیقراری کبھی اشکباری ہی آخر بیٹھے بیٹھے گھبرائے سلاح جسم پر آراستہ کیے گھبرا کر بارگاہ سے نکلے طرف صحرا کے روانہ ہوے صحرا مین جو پہونچے صحرا ویران سنسان ہی میدان کف دست بیابان ہر طرف سناٹا ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

وہ دنکو آئینگے ثابت ہی خواب صبح گاہی سے
کیے ہین ہوش بھی گم عشق مین گم کردہ راہی سے
گدائی ہمسری کرتی ہی اپنی بادشاہی سے
شہادت حسرت دیدار کی دی میری آنکھون نے
فغان و آہ کے یہ حضرت عشق آپ تھے یاور
لگاتے ہو جب آنکھو نہین تم اپنی پھیل جاتا ہی
نہا کر تمنے دریا مین گلے کٹوا دیے لاکھون
جدھر بہکا کے دل لایا وہین تھی منزل مقصد
پھر آیا نالۂ شب بند ہی باب اثر شاید
چلے آتے ہین دلمین عرش پر یہ بھی پہونچتے ہین
ہمین منظور ہی اظہار کرنا دل کے چھالونکا
نگاہ شوق بھی اپنی تڑپ دل کو دکھا دیتی

مگر شک پڑ گیا ہی دلمین جھوٹے کی گواہی سے
کہ بربادی سے منزل پوچھتا ہون گمرہی سے
یہان کجکول کی اٹکی ہی بگڑی کجکلاہی سے
کیا قتل اُس نگہ نے دو گواہونکی گواہی سے
کیا جو کام جسنے بن پڑا اقبال شاہی سے
بنا ہی کیا یہ کاجل بخت عاشق کی سیاہی سے
لڑی بازو کی بہ مچھلی کی نگہ ایک ایک ماہی سے
بہت سی راہین پیدا ہوگئین گم کردہ راہی سے
نہ سر ٹکرانے جا سکتے تھے آہ صبحگاہی سے
بتون نے پوچھ لی ہی راہ محبوب الٰہی سے
لکھین گے یار کو خط پھوٹنے والی سیاہی سے
تماشا تھا جو باہم صید رہتی مرغ و ماہی سے

چمک پیدا اگر بن آئی میکشو داغ سیہ کاری	جھپکتی آنکھ ہے کیون ابر رحمت کی سیاہی سے
اجابت پالکی بن چھپا لی ہے استقبال مین جسکے	جلال اچھا تو ہے تم ہاتھ اُٹھاؤ اس دعا ہی سے

نورالدہر نے وہ باقی رات آنکھوں میں سحر کی یعنی بسر کی صبح جو ہوئی سپیدے روشن ہونے لگے
حیران و پریشان بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑتی آئی ایک بادشاہ تخت پر فوج بہت سی
پشت پر اُسنے دور سے جو نورالدہر کو دیکھا عیار سے اشارہ کیا کہ دریافت تو کر کہ یہ
کون شخص ہی عیار اسکا سمند تیز گام پایۂ تخت چھوڑ کر سامنے نورالدہر کے آیا جاہ
وجلال دیکھ کر واسطے تسلیم کے خم ہوا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا نورالدہر نے پوچھا
کیا کہتا ہی عیار نے عرض کی کہ ہمارے آقائے نامدار اشتیاق تاجدار آپ کا نام نامی
دریافت فرماتے ہین نورالدہر چونکہ بیزار بیٹھے تھے نام اصلی اپنا بتادیا عیار نے
جاکر اشفاق سے کہا اشفاق نے کہا کیا قدرت لات و منات ہی جسکے ساتھ اتنا
لشکر ہو وہ یکہ و تنہا ملجائے چہار جانب سے بلوہ ہو گرفتار کر لو کل فوج لینا لینا کہ کر
آپڑی نورالدہر نے تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر + ہمائے اوج
رفعت شاہباز عرصۂ مردی + کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده + پناہ لشکر
اسلام نورالدہر گرز ہمیش + عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده + نعرہ
شیرانہ کرکے نورالدہر لڑنے لگے کئی سو افسر جب اِن کے ہاتھ سے مارے گئے اور کوئی
قریب نہین آسکتا تب اشفاق نے عیار سے کہا کہ تو جاکر گرفتار کر لے سمند تیز گام
چالیس پیکچون کو ساتھ لیکر قریب نورالدہر پہونچا کمندون مین شاہزادے کو عیارون
نے گرفتار کر لیا مسلسل و مطوق کرکے اشفاق نے شاہزادے کو ارابے پر ڈال لیا
قلعۂ اشفاقیہ قریب تھا نورالدہر کو لیکر دربار مین آیا اول دربار سجا نورالدہر نے
کلام مردانہ کیے کہ او بے حیا تو نے نامردی سے مجھے گرفتار کیا ہی اُسیر خواہان ہی
کہ میرا مذہب اختیار کر جو تجھسے ہو سکے اُسمین قصور نہ کر زنجیرین ہلا رہے ہین ارادہ
ہی کہ قید توڑ ڈالون اشفاق حیران بیٹھا ہی امرا سے صلاح کی سب نے یہی کہا کہ
آج تو اس جوان کو قید کیجیے کل میدان خونی کی تیاری ہو اگر اِس کا سر آپ بخدمت

جمشید ثانی روانہ کرینگے تو بڑی نیکنامی ہوگی اشفاق نے حکم دیا کہ انکو قیدخانہ
مین لیجاؤ سامنے ایک قصر تھا اُسمین نورالدہر کو قید کیا مگر دختر اشفاق گل پیرہن
جھروکون سے دیکھ رہی تھی نورالدہر کی جرأت پہ عاشق ہوئی جب نورالدہر
قیدخانے مین بھیجے گئے تو گل پیرہن اپنے قصر سے اُٹھی کنیزون سے صلاح کی سب نے
کہا کہ اگر حکم ہو تو نقب دے کر نکال لائین ملکہ اسپر راضی ہوئین سب خواصین اکٹھا
ہو کر نقب دینے لگین ملکہ بھی ساتھ ہوئین پہر رات رہے آکر مہرہ نقب کا ٹوٹا اب
ملکہ جو نقب سے نکلین نورالدہر کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین گل اندام ہو چہرہ زیبا
آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب دیکھتے ہی پسند کیا فرمایا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی و ای
سرو روان باغ محبوبی نام نامی سے آگاہ ہون ایک کنیز نے بڑھ کر کہا کہ اِن کا نام
ملکہ گل پیرہن ہی آپ کو جو قید مین دیکھا بہت ناگوار ہوا آخر نقب کُھدوا کر آئین
نورالدہر نے کہا رہائی ہماری وقت پر موقوف ہی جس وقت خدا چاہیگا فورًا رہا
ہو جائینگے مگر ملکہ نے نہ مانا نیچے سے ہتھکڑیان کاٹین نورالدہر نے قید توڑ ڈالی
بغلون سے خون بہنے لگا ملکہ بیقرار ہو گئین دوپٹے سے خون پونچھنے لگین شاہزادے
کو ساتھ لیکر قیدخانہ سے نکلین شبگرد کوتوال طلائے پر تھا اُسنے پکار کر آواز دی کہ
یہ کون جاتا ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ ای شہریار غضب ہوا کوتوال شہر آگیا اپنے تئین
بچائیے آکر جنگ کیجیے یہ کہکر کمان کاندھے سے اُتاری چند کنیزون نے بھی کمانین اپنے
اپنے کاندھون سے اُتارین تیرون کی بوچھار کی شبگرد نے جو دیکھا کہ اُس طرف سے
تیر آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو اشارہ کیا سب طرف سے ٹوٹ پڑے چہار جانب
سے پیادون نے حملہ کیا نورالدہر نے تلوار کھینچی لڑنے لگے کوتوال نے دیکھا کہ یہ
وہی جوان ہی جو کل قید ہوا تھا ایک پیادے کو حکم دیا کہ جا کر شاہ کو خبر کرو پیادے
نے جا کر شاہ کو خبر کی اشفاق تاجدار بھی سوار ہوا اُس وقت آکر پہونچا کہ دیکھا
نورالدہر لڑ رہے ہین پیادے بھاگتے پھرتے ہین اشفاق نے حکم دیا چہار جانب
سے فوج والے نورالدہر پر ٹوٹ پڑے مگر نورالدہر اس بلوے سے بھلا کب

ڈرتے ہین شیرانہ لڑ رہے ہین جنگ آغاز ہی ملکہ گوشے سے تیر مار رہی ہین جب تیر
پڑتے ہین دو چار سو گرتے ہین نورالدہر نے کئی مرتبہ منع کیا کہ ملکہ تیر اندازی نہ کرو
مگر ملکہ نے نہ مانا ہر وقت یہی خیال ہو کہ ایسا نہ ہو یہ گوہر بحر صاحبقرانی ان ظالمون
کے بلوے مین گرفتار ہو جاے ہر مرتبہ تیرون کی بوچھار کرتی ہین اشفاق تاجدار
نے کہا یہ کون لوگ ہین جو تیر مار رہے ہین عیار جو ساتھ تھا اُسنے کہا معلوم ہوتا ہو کہ ملکہ
گل پیرہن ہین ایسا نہ ہو کہ ملکہ عالم پر کسی کا حربہ پڑ جاے اُنپر کوئی چشم زخم پہونچے
مگر نورالدہر نے جو اتنی مہلت پائی کہ ملکہ کی تیر اندازی سے کئی سو جوان گرے جب
کئی سو جوان گر چکے فوج مین تہلکہ ہوا نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب اشفاق کے
پہونچے اشفاق نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی
کمر مین ہاتھ ڈال کر اشفاق کو اُٹھا لیا اشفاق نے عرض کی الامان نورالدہر نے
جواب دیا امان بشرط ایمان اشفاق نے جو یہ مہربانی نورالدہر کی دیکھی بصدق
دل مسلمان ہوا پوچھا ای شہریار یہ لوگ کون ہین جو تیر مار رہے ہین نورالدہر نے
فرمایا کہ اسکا حال تمپر کھلیگا کیون گھبراتے ہو انشاء اللہ سب حال تمپر ظاہر ہوگا یہ
سنکر اشفاق خاموش ہو رہا نورالدہر کو لیکر طرف بارگاہ کے چلا نورالدہر نے ملکہ
کو اشارہ کیا کہ تم اپنے قصر مین جاؤ ملکہ اپنے قصر مین گئین نورالدہر دربار مین
اشفاق کے آے اب اشفاق کو ثابت ہوا کہ میری بیٹی نے جاکر نورالدہر کو
رہا کیا دربار مین آکر وزیر کو حکم دیا کہ ترنج خوشبوئی سینے پر نورالدہر کے لگاؤ جب
نورالدہر کے سینے پر ترنج خوشبوئی لگایا نورالدہر نے کہا کہ ای اشفاق تاجدار
مجکو بدل منظور ہو لیکن اس مقدمے مین ابھی عرصہ ہو انشاء اللہ تعالے ہم وقت
پر عقد کرینگے اشفاق خاموش ہو رہا مگر کنیزون نے یہ خبر ملکہ کو پہونچائی کہ ای
ملکہ عالم نئی طرح کی بات ہو کہ آپ ایسی حسین وجمیل شاہزادی اور نورالدہر
مائل نہین یہ سنکر گل پیرہن رونے لگین کہا معلوم ہوتا ہو اس شہریار کا دل کہین
پھنسا ہو اتنا جاکر کوئی کہے کہ ملکہ عالم فرماتی ہین ذرا محل مین تشریف لائیے تو مین

بس زیادہ نہ کہو ہرچند شبرنگ نے پوچھا مگر نورالدہر نے کچھ نہ کہا یہی سوچنے لگے کہ رازعشق کا ظاہر کرنا سراسر خلاف ہی عاشقان ثابت قدم طعن وتشنیع کرین گے کہین گے کہ صبر نہ ہو سکا آخر دیکھین کیا انجام ہو یہ سودا ایسا نہین ہی کہ دماغ سے نکلے نہین معلوم انجام کیا ہوا اگرچہ شبرنگ یار وفادار ہی مگر رازعشق کا کہنا سراسر بیکار ہی شبرنگ ناچار ہوا سوچا کہ آقا کچھ نہین کہتے زیادہ اصرار کرنا کیا ضرور ہی جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا کونسا راز ہی کہ جو ہمسے چھپے گا یہ سوچ کر شبرنگ تو اُٹھ گیا مگر نورالدہر کو نیند نہین آتی تڑپ رہے ہین کبھی صحن مین آتے ہین کبھی چھپرکھٹ پر آکے بیٹھتے ہین تصویر اُس معشوقہ کی صفحۂ دل پر نقش ہی آہ آہ کا لفظ زبان پہ جاری ہی کبھی بیقراری کبھی اشکباری آخر بیٹھے بیٹھے گھبرائے سلاح جسم پر آراستہ کیے گھبرا کر بارگاہ سے نکلے طرف صحرا کے روانہ ہوے صحرا مین جو پہونچے صحرا ویران سنسان ہی میدان کف دست بیابان ہرطرف سناٹا ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

وہ دلکو آئینگے ثابت ہی خواب صبح گاہی سے — مگر شک پڑ گیا ہی دلمین جھوٹے کی گواہی سے
کیے ہین ہوش بھی گم عشق مین گم کردہ راہی سے — کہ بربادی سے منزل پوچھتا ہون گھر تباہی سے
گدائی ہمسری کرتی ہی اپنی بادشاہی سے — یہان کچکول کی اٹکی ہی پگڑی کجکلاہی سے
شہادت حسرت دیدار کی دی میری آنکھون نے — کیا قتل اُس نگہ نے دو گواہونکی گواہی سے
فغان وآہ کے یہ حضرت عشق آپ تھے یاور — کیا جو کام جسنے بن پڑا اقبال شاہی سے
لگاتے ہو جب آنکھونمین تم اپنی پھیل جاتا ہی — بنا ہی کیا یہ کاجل بخت عاشق کی سیاہی سے
سنا کر تمنے دریا مین گلے کٹوا دیے لاکھون — لڑی بازو کی مچھلی کی نگہ ایک ایک ماہی سے
جدھر بہکا کے دل لایا وہین تھی منزل مقصد — بہت سی راہین پیدا ہوگئین گم کردہ راہی سے
پھر آیا نالۂ شب بند ہی باب اثر شاید — نہ سر ٹکرانے جا کہتے تھے آہ صبحگاہی سے
چلے آتے ہین دلمین عرش پر یہ بھی پہونچتے ہین — بتون نے پوچھ لی ہی راہ محبوب الٰہی سے
ہمین منظور ہی اظہار کرنا دل کے چھالونکا — لکھین گے یار کو خط پھوٹنے والی سیاہی سے
نگاہ شوق بھی اپنی تڑپ دل کو دکھا دیتی — تماشا تھا جو باہم صید رہتی مرغ وماہی سے

چکا سپید اگر پن ای میکشود اغ سیه کاری	جھپکتی آنکھ ہو کیونکر ابر رحمت کی سیاہی سے
اجابت پانو پھیلاتی ہو استقبال ہو جسکے	جلال اچھا تو ہو تم ہاتھ اٹھاو اپنی دعا ہی سے

نور الدہر نے وہ باقی رات اُسی صحرا مین بسر کی صبح جو ہوئی چتے روشن ہونے لگے حیران و پریشان بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی آیا بادشاہ تخت پر فوج بہت سی پشت پر اُسنے دور سے جو نور الدہر کو دیکھا عیار سے اشارہ کیا کہ دریافت تو کر کہ یہ کون شخص ہی عیار اسکا سمند تیز گام پایۂ تخت چھوڑ کر سامنے نور الدہر کے آیا جاہ و جلال دیکھ کر واسطے تسلیم کے خم ہوا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا نور الدہر نے پوچھا کیا کہتا ہی عیار نے عرض کی کہ ہمارے آقاے نامدار اشتیاق تاجدار آپ کا نام نامی دریافت فرماتے ہین نور الدہر چونکہ بیزار بیٹھے تھے نام اصلی اپنا بتادیا عیار نے جاکر اشفاق سے کہا اشفاق نے کہا کیا قدرت لات و منات ہی جسکے ساتھ اتنا لشکر ہو وہ یکہ و تنہا مل جاے چہار جانب سے بلوہ ہو گرفتار کر لو کل فوج لینا لینا کہ کر آپڑی نور الدہر نے تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی ٭ کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده ٭ پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش ٭ عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده ٭ نعرہ شیرانہ کرکے نور الدہر لڑنے لگے کئی سو افسر جب اِن کے ہاتھ سے مارے گئے اور کوئی قریب نہین آسکتا تب اشفاق نے عیار سے کہا کہ تو جاکر گرفتار کرلے سمند تیز گام چالیس پیکیچون کو ساتھ لیکر قریب نور الدہر پہونچا کمندون مین شاہزادے کو عیارون نے گرفتار کر لیا مسلسل و مطوق کرکے اشفاق نے شاہزادے کو ارابے پر ڈال لیا قلعۂ اشفاقیہ قریب تھا نور الدہر کو لیکر دربار مین آیا اول دربار سجا نور الدہر نے کلام مردانہ کیے کہ او بے حیا تو نے نامردی سے مجھے گرفتار کیا ہی اسیر خواہان ہی کہ میرا مذہب اختیار کر جو تجھسے ہو سکے اُسمین قصور نہ کر زنجیرین ہلا رہے ہین ارادہ ہی کہ قید توڑ ڈالون اشفاق حیران بیٹھا ہی امرا سے صلاح کی سب نے یہی کہا کہ آج تو اسی طرح اِن کو قید کیجیے کل میدان خونی کی تیاری ہو اگر اِس کا سر آپ بخدمت

جمشید ثانی روانہ کریں گے تو بڑی نیکنامی ہوئی اشفاق نے حکم دیا کہ انکو قیدخانہ
مین لیجاؤ سامنے ایک قصر تھا اُسمین نورالدہر کو قید کیا مگر دختر اشفاق گل پیرہن
جھروکون سے دیکھ رہی تھی نورالدہر کی جرأت پر عاشق ہوئی جب نورالدہر
قیدخانے مین بھیجے گئے تو گل پیرہن اپنے قصر سے اُٹھی کنیزون سے صلاح کی سب نے
کہا کہ اگر حکم ہو تو نقب دے کر نکال لائین ملکہ اسپر راضی ہوئین سب خواصین اکٹھا
ہوکر نقب دینے لگین ملکہ بھی ساتھ ہوئین پہرا ت رہے آکر مہرہ نقب کا ٹوٹا اب
ملکہ جو نقب سے نکلین نورالدہر کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین گل اندام ہے چہرۂ زیبا
آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب دیکھتے ہی پسند کیا فرمایا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی وای
سرو روان باغ محبوبی نام نامی سے آگاہ ہون ایک کنیز نے بڑھکر کہا کہ ان کا نام
ملکہ گل پیرہن ہے آپ کو جو قید مین دیکھا بہت ناگوار ہوا آخر نقب کھدوا کر آئین
نورالدہر نے کہا رہائی ہماری وقت پر موقوف ہے جس وقت خدا چاہیگا فورًا رہا
ہو جائینگے مگر ملکہ نے نہ مانا نیچے سے ہتھکڑیان کاٹین نورالدہر نے قید توڑ ڈالی
بغلون سے خون بہنے لگا ملکہ بیقرار ہوگئین دوپٹے سے خون پونچھنے لگین شاہزادے
کو ساتھ لیکر قیدخانہ سے نکلین شبگرد کوتوال طلائے پر تھا اُٹھتے پکار کر آواز دی کہ
یہ کون جاتا ہے ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ ای شہریار غضب ہوا کوتوال شہر آگیا اپنے تئین
بچائیے آکر جنگ کیجیے یہ کہکر کمان کاندھے سے اُتاری چند کنیزون نے بھی کمانین اپنے
اپنے کاندھون سے اُتارین تیرون کی بوچھار کی شبگرد نے جو دیکھا کہ اُس طرف سے
تیر آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو اشارہ کیا سب طرف سے ٹوٹ پڑے چہار جانب
سے پیادون نے حملہ کیا نورالدہر نے تلوار کھینچی لڑنے لگے کوتوال نے دیکھا کہ یہ
وہی جوان ہے جو کل قید ہوا تھا ایک پیادے کو حکم دیا کہ جاکر شاہ کو خبر کرو پیادے
نے جاکر شاہ کو خبر کی اشفاق تاجدار بھی سوار ہوا اُس وقت آکر پہونچا کہ دیکھا
نورالدہر لڑ رہے ہین پیادے بھاگتے پھرتے ہین اشفاق نے حکم دیا چہار جانب
سے فوج والے نورالدہر پر ٹوٹ پڑے مگر نورالدہر اس بلوے سے بھلا کب

ڈرتے ہین شیرانہ لڑرہے ہین جنگ آغاز ہی ملکہ گوشے سے تیر مار رہی ہین جب تیر
پڑتے ہین دوچار سو گرتے ہین نورالدہر نے کئی مرتبہ منع کیا کہ ملکہ تیر اندازی نہ کرو
مگر ملکہ نے نہ مانا ہر وقت یہی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو یہ گوہر بحر صاحبقرانی ان ظالمون
کے بلوے مین گرفتار ہو جاے ہر مرتبہ تیرون کی بوچھار کرتی ہین اشفاق تاجدار
نے کہا یہ کون لوگ ہین جو تیر مار رہے ہین عیار جو ساتھ تھا اُسنے کہا معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ
گل پیرہن ہین ایسا نہ ہو کہ ملکہ عالم پر کسی کا حربہ پڑجاے اُنپر کوئی چشم زخم پہونچے
مگر نورالدہر نے جو اتنی مہلت پائی کہ ملکہ کی تیر اندازی سے کئی سو جوان گرے جب
کئی سو جوان گر چکے فوج مین تہلکہ ہوا نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب اشفاق کے
پہونچے اشفاق نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی
کمر مین ہاتھ ڈالکر اشفاق کو اُٹھا لیا اشفاق نے عرض کی الامان نورالدہر نے
جواب دیا امان بشرط ایمان اشفاق نے جو یہ مہربانی نورالدہر کی دیکھی بصدق
دل مسلمان ہوا پوچھا ای شہریار یہ لوگ کون ہین جو تیر مار رہے ہین نورالدہر نے
فرمایا کہ اسکا حال تمپر کُھلیگا کیون گھبراتے ہو انشاء اللہ سب حال تمپر ظاہر ہوگا یہ
سنکر اشفاق خاموش ہو رہا نورالدہر کو لیکر طرف بارگاہ کے چلا نورالدہر نے ملکہ
کو اشارہ کیا کہ تم اپنے قصر مین جاؤ ملکہ اپنے قصر مین گئین نورالدہر دربار مین
اشفاق کے آے اب اشفاق کو ثابت ہوا کہ میری بیٹی نے جاکر نورالدہر کو
رہا کیا دربار مین آکر وزیر کو حکم دیا کہ ترنج خوشبوئی سینے پر نورالدہر کے لگاؤ جب
نورالدہر کے سینے پر ترنج خوشبوئی لگایا نورالدہر نے کہا کہ ای اشفاق تاجدار
مجکو بدل منظور ہی لیکن اس مقدمے مین ابھی عرصہ ہی انشاء اللہ تعالے ہم وقت
پر عقد کرینگے اشفاق خاموش ہو رہا مگر کنیزون نے یہ خبر ملکہ کو پہونچائی کہ ای
ملکہ عالم تعجب کی بات ہی کہ آپ ایسی حسین وجمیل شاہزادی اور نورالدہر
مائل نہین یہ سنکر گل پیرہن رونے لگین کہا معلوم ہوتا ہی اس شہریار کا دل کہین
پھنسا ہی اتنا جاکر کوئی کہے کہ ملکہ عالم فرماتی ہین ذرا محل مین تشریف لائیے تو مین

مفصل حال سنون شاید کوئی علاج ہو سکے نور الدہر کو خبر پہونچی کہ ملکہ نے یاد فرمایا ہی
نور الدہر اندر آے ملکہ نے استقبال کیا نور الدہر کو لاکر مسند پہ بٹھایا بجیت پوچھا
کہ ای شہریار شاہ سے کیا گذری نور الدہر نے بیان کیا کہ شاہ نے ہمارے ساتھ
تمھاری نسبت قرار دی ہم نے قبول کیا مگر چند روز کی ہمنے مہلت مانگی ہی ملکہ نے
گھبراکر پوچھا کہ آپ کو کیا ضرورت در پیش ہی نور الدہر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تمسے
پردہ نہین ہو سکتا صاف صاف ظاہر کرتا ہون کہ مین نے کل شب کو خواب دیکھا کہ
اُس خواب کی لذت اب تک میری زبان پر ہی چاہتا ہون کہ پہلے وہان تک پہونچون
پھر تم سے عقد کرون نور الدہر سے ملکہ نے پوچھا کہ صورت کا نقشہ بتائیے یہ سُنکر
نور الدہر نے تقریر مین تصویر کھینچی ملکہ نے جو حال نقشہ کا سُنا مُنھ اپنا پیٹ لیا
کہا ای شہریار غضب کی بات ہی کہ یہ آپ اُس شخص کا پتہ دیتے ہین کہ جو ہمارے چچا
کی بیٹی ہی ملکہ سیماے زمرد پوش نام ہی اُس قلعے پہ چلیے اگر آپ نے شفتل بن شفتال کو
کہ حاکم قلعہ ہی مار لیا تو مطلب دلی حاصل ہوگا لیکن ساحر زبردست ہی یہ تو کہیے
کہ ساحر سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا مین آنکھون سے براے خدمتگزاری حاضر ہون
جس طرح حکم ہو مین آپ کو لے چلون سیماے زمرد پوش کو دکھا دون پھر آگے آپ کو
اختیار ہی مگر عاشقون کا اُسکے کوچے مین جمگھٹ ہی ذرا اپنے کو بچائیے گا نور الدہر
آمادہ ہوے کہ مجکو ضرور لیچلو گل پیرہن نے نور الدہر کو زنانے کپڑے پنہاے
ہتھیار لگا کر دوپٹہ اُڑھا دیا کہا میری کنیزون مین مل کر چلیے نور الدہر راضی ہوے
بشکل کنیز ایک تانگے مین سوار ہو کر ملکہ کے ساتھ چلے کئی کوس راستہ طی کرکے دور
سے ایک قلعہ دیکھا کہ برج بارے کنگرے سے آراستہ و پیراستہ ہی چند لوگ قلعے پر
ٹہل رہے ہین محافظ جو آتے ہوے دیکھے پکار کر آواز دی کہ تم کون لوگ ہو نور الدہر
نے بہ آہستگی جواب دیا کہ یارو تمھارے مہمان ہین جب نگہبانون کو ثابت ہوا کہ ملکہ
گل پیرہن آتی ہین دروازہ کھولدیا ملکہ قلعے مین آئین دربان کے نگہبان سے پوچھا
اُسنے بیان کر دیا کہ دختر شاہ اپنے باغ مین جلوہ فرما ہین ملکہ نے حکم دیا کہ ہماری

سواری اُسی باغ مین لے چلو کنیزین اور نگھبان سب ساتھ ہین جب محافہ دروازے
پر پہونچا سیماے زمرد پوش مسند پر بیٹھی تھی جیسے ہی اسنے خبر سُنی کہ ہمشیرہ آتی ہین
خود بخود گھبرا رہی تھی کنیزون سے دمبدم کہتی تھی کہ صاحبو آج کیا معرکہ ہی خود بخود دل
گھبراتا ہی کنیزین عرض کرتی تھین شب سے حضور نے آرام نہین فرمایا اسی وجہ سے دل
بیقرار ہی نسیم نامے ناظر نے آکر عرض کی کہ ملکہ گل پیرہن آئی ہین سیماے زمرد پوش
نے ہرچند کہ نورالدہر کو ابھی نہین دیکھا ذکر سُنا کرتی ہی کہ فلان فلان شاہزادیان
شاہزادے کی اطاعت مین ہین خداوند سے باغی ہوگئین وہ سب شاہزادیان عاشق
ہین یہ باتین دل سے کرتی ہوئی استقبال کو اُٹھی دروازے پر آکر ٹھہری کہ محافہ زرین
لگایا گیا اول گل پیرہن اُترین نورالدہر کہ بشکل کنیز ساتھ تھے یہ بھی اُترے نگاہ
ملکہ سیما کی پڑی سوچی کہ معلوم ہوتا ہی یہ وہ ہی شخص ہی جسکا پتہ خواب مین ملا تھا ہاتھ
تھام کر کہا کہ کیون بوا گل پیرہن اس کنیز کا کیا نام ہی گل پیرہن نے کہا کہ ای ہمشیرہ
یہ کنیز پُرانی ہی اسکو سب مین زیادہ فخر حاصل ہی میرے ہی ساتھ سوار ہوتی ہی ملکہ
حیران ہی کہ کتاب مین کچھ نکلا اور ظہور سے معلوم ہوتا ہی کہ خواب بھی ہمارا خلاف ہوا
جو بزرگ عالم خواب مین تشریف لاے تھے اُنھون نے یہی فرمایا تھا کہ ہمراہ گل پیرہن
آئین گے ای فلک یہ کیا معرکہ ہی کہ گل پیرہن آگئین اور اُس شہریار کا پتہ نہین ہی
دیکھین تقدیر کیا دکھاے یہ باتین کرتی ہوئی گل پیرہن کو لاکر مسند پر بٹھایا مگر دل طرف
نورالدہر کے کھنچا ہوا ہی حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی دل خانہ خراب کیا رسوا کریگا
دیکھیے تقدیر کیا دکھاے آخر گائن سے اشارہ کیا گائن نے بیٹھ کر چند اشعار گاے
ملکہ نے جام لبریز کرکے اول گل پیرہن کو دیا دوسرا جام بھر کر طرف نورالدہر کے
بڑھایا نورالدہر نے ہاتھ پھیلا دیا اور جام لیا چاہا کہ پیون مگر مذہب کا خیال
آیا بسہولیت اُسکو گریبان مین گرا لیا مگر جس وقت سے سیماے زمرد پوش کو دیکھا ہی
دل کی تعریفین کر رہے ہین کہ تو نے معشوق کے پاس پہونچایا عجب انتشار تھا جب
کئی مرتبہ نورالدہر نے جام لیکر گریبان مین گرایا تو سیما نے ہاتھ تھام لیا کہا یہ

چنگل مارکر کھا جاؤنگا یہ کہہ کر پہاڑ سے اُترا چاہا چنگل مارون ثریائے تاجدار نے نعرہ مارا دیو احقاق نے کلائی تھام لی ثریائے تاجدار چیخنے لگا کہ ای دیو احقاق ہاتھ چھوڑ دے ورنہ میرا ہاتھ ٹوٹ جائیگا مگر دیو احقاق نے کچھ جواب نہ دیا ثریا کو پکڑ لے گیا پہاڑ پر لاکر اُسی قفس مین بند کر دیا اب باپ بیٹی ایک قفس مین بند ہوئے ملکہ زار زار رو رہی ہین یہی قول ہی کہ کوئی کسی کا عاشق نہین ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا نور الدہر بن بدیع الزمان آکر پہونچے اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ او دیو احقاق یہ کیا بے ادبی کی ہی پہاڑ سے اُتر دیو احقاق ہنسا ثریائے تاجدار سے کہا کہ انکو بھی لاکر قید کرون یہ کہتا ہوا پہاڑ سے اُترا آکر چنگل مارا نور الدہر نے اُس کی کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو چیخنے لگا نور الدہر نے دو گھونسے مارے اور دیو کو ٹھاکر دے مارا چھاتی پر چڑھ کر کہا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی راس الشیاطین پر لعنت کر دیو نے کہا کہ آپ کا نام کیا ہی نور الدہر نے کہا کہ نبیرہ کوچک سلیمان نام صاحبقران سُن کر دیو قدمون پر گرا کہا مین اب بالائے کوہ نہ جاؤنگا مجکو خدمت مین ملکہ آسمان پری کی پہونچایئے مین ملازمت ملکہ قریشہ کی کرونگا نور الدہر نے نامہ دیا دیو احقاق طرف گلستان ارم کے اُسی طرح بخدمت عبد الرحمن جنتی روانہ ہوا اُنھین کے نام نور الدہر نے نامہ لکھا تھا کہ اسکو اپنے ساتھ رکھیے جب ملکہ قریشہ و آسمان پری بہ عنایت پروردگار رہا ہونگی تب اس کو پھوپھی صاحبہ کا ملازم کرا دیجیےگا نور الدہر احقاق کو بھیج کر بالائے کوہ چلے اب ثریائے تاجدار نے پوچھا کہ ای نور نظر یہ جوان کون ہی ملکہ نے کہا کہ مین نہین پہچانتی مگر میری خواہش مین یہ بھی آئے ہین ثریا نے کہا کہ مین اِن کے ساتھ تمکو منسوب کرونگا ملکہ خاموش ہو رہین نور الدہر چند گھاٹیان طی کر کے چاہتے ہین کہ کوہ پر چڑھ جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی زلفین تاجدار کہ مدت سے عاشق ملکہ تھا خبر سُنکر ساٹھ ہزار فوج سے آیا اور نور الدہر کو للکارا کہ او جوان بالائے کوہ نہ جانا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا نور الدہر پہاند پڑے تلوار چلنے لگی نور الدہر لڑتے بھڑتے

قریب زلفین تاجدار پہونچے ہر چند سب طرف سے نیزے پڑ رہے ہین مگر نیزون کو
قلم کرتے ہوئے سامنے زلفین کے آئے زلفین نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر
نے بار بچا کر تلوار تھام لی تلوار تو چھین کر پھینک دی زلفین کو قاش زین سے
اُٹھا لیا زلفین نے امان مانگی نورالدہر نے سوال اسلام کیا زلفین سے چاہا کہ اب
اگر انکار کرونگا تو جان جائیگی مکر سے کلمہ پڑھا کلمہ پڑھ کر بمکر مسلمان ہوا نورالدہر
کو اپنے لشکر مین لایا جام شراب پلا کر بیہوش کیا بیہوش کر کے مسلسل کیا بالا سے
کوہ آیا قفس آہنی اُتار لایا کہا ای ثریا لے تاجدار میرے تمھارے وعدہ تھا بیٹی
کی شادی میرے ساتھ کرو ثریا نے جواب دیا کہ ای زلفین تاجدار بیٹی میری تمھارے
سامنے موجود ہی اگر یہ قبول کرے تو مین سامان کرون ملکہ نے کہا کہ ای زلفین یہ
گمان اپنے دل سے نکال ڈالو جب شہریار کو تم نے قید کیا ہی وہ ہی میرا شوہر ہی
زلفین تاجدار نے قفس قبضے مین کیا اور کہا دونون کو قید مین مار ڈالونگا
ہر چند ثریا ے تاجدار نے چاہا کہ قید سے رہا ہون مگر زلفین نے نہ رہا کیا
قفس کو اپنے قبضے مین کر کے زلفین نے کوچ کیا منظور یہ تھا کہ قید نورالدہر
بخدمت جمشید ثانی پہونچا دون خواہ وہ قتل کرین خواہ بخشین پھر آکر معشوقہ پر
قبضہ کرونگا قید کو لیکر چلا کئی کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار
زمرد پوش شکار کھیلتا ہوا آتا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ قید نورالدہر لیے جاتے ہین
نعرہ کر کے آگرا لڑنے لگا لڑتا بھڑتا قریب نورالدہر پہونچا نورالدہر کو قید سے
رہا کیا نورالدہر نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا نعرہ نورالدہر سے نظیر حمزہ صاحبقران
بجشم و بہ قہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب زلفین کے
پہونچے زلفین کو بھر کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا زلفین اب بصدق دل مسلمان ہوا
نقابدار زمرد پوش تو رخصت ہو گیا نورالدہر زلفین تاجدار کو ساتھ لیکر
قلعہ زلفین مین آے ملکہ کو مع اُسکے والد کے رہا کیا سب کو ساتھ لیکر روانہ ہوے
چاہتے ہین کہ اپنے کو قلعہ ثریا مین پہونچاوٴن کہ صحرا سے گرد اُڑی سلطان تاجدار

بہ فوج بے شمار آکر پہونچا نورالدہر سے کہلا بھیجا کہ ملکہ سیما کو حوالے کر دیجیے یہ سُنکر نورالدہر نے جواب دیا کہ ملکہ کی نسبت میرے ساتھ قرار پا چکی اب ملکہ کو نہیں پاؤگے سلطان نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر کو خبر ہوئی نوازش طبل جنگی کا حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو سلطان میدان مین آیا ادھر سے نورالدہر نکلے آپس مین نیزہ چلنے لگا نورالدہر نے نیزہ سلطان کا نکالا سلطان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا نورالدہر نے تلوار سلطان کی چھین لی سمجھے کہ یہ اب کشتی لڑیگا مگر سلطان گھوڑے سے کود پڑا عذر کرنے لگا کہ ای شہریار مین آپ سے نہین لڑ سکتا اطاعت کرتا ہون نورالدہر نے قبول کیا سلطان مکر سے مسلمان ہو کر نورالدہر کو بارگاہ مین لایا زلفین و ثریا سے تاجدار ہمراہ ہین ان تینون کو بیہوشی پلا کر بیہوش کیا مسلسل کر کے ہوشیار کر دیا وہان سے ملکہ کے پاس آیا ملکہ نے جو سُنا کہ اس بے حیا نے نورالدہر کو اور میرے باپ کو مکر سے گرفتار کر لیا دونون کو قید کیا ہے پیٹنے لگی اور کہلا بھیجا کہ خبردار میرے سامنے نہ آنا ورنہ جان دونگی میرا مردہ پائیگا زندہ نہ دیکھیگا سلطان ڈرا کہ ایسا نہ ہو عورت اپنی جان دے دے باہر آیا ساتھ والوں سے صلاح کرنے لگا سب نے کہا نورالدہر خوبصورت ہے اُسکے ساتھ نسبت قرار ہو چکی اور تم نے اُسے قید کر لیا اسی وجہ سے نہین مانتی نورالدہر قتل ہو جائین اور اُسکو پاس ہو تو ضرور آپ کو قبول کریگی سلطان نے میدان خونی کی تیاری کرائی حکم دیا کہ تینون گنہگارون کو لاؤ ملازم جو آئے دیکھا ثریا و زلفین تو موجود ہین مگر نورالدہر کو قید خانے مین نہ پایا ایک طرف دیکھا کہ ٹھہرو نقب کا لگا ہے عیار سے کہا کہ دریافت تو کر کہ یہ کسنے نقب دی عیار اسکا سمت تیز رو نقب مین کودا فتیلۂ عیاری جلا کر چلا ایک باغ مین سر نکالا خیال کر کے دیکھا کہ یہ باغ دلکشا تو دل آرام عنبرین مو دختر سلطان کا ہے ایک گوشے سے آکر دیکھا کہ نورالدہر پہلو مین دل آرام کے بیٹھے ہین ایک گائن بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے نظم

باغ مین بے یار کے جانے سے ہمدم دیکھنا	دل دُکھائیگا گل و بلبل کا باہم دیکھنا

خندہ زن ہی نالۂ بلبل پہ ہر دم دیکھنا ۔ دیکھنا گلچین چمن مین گل کا عالم دیکھنا
کام ہر دم ہی حکایات ملال آمیز سے ۔ شغل اپنا ہو گیا ہی دفتر غم دیکھنا +
اختلاج قلب کا میرے نکہنا اُس سے حال ۔ تو جو ای قاصد مزاج یار برہم دیکھنا
کہتے کہتے طفلی مین اُنکو دیکھ کر اہل نظر ۔ نوجوان ہونے تو دو پھر انکا عالم دیکھنا
زخم پر رکھتے ہی فوارہ چھٹا ہی خون کا ۔ کار نشتر کر گیا تاثیر مرہم دیکھنا +
طالب دیدار ہین مشتاق روز حشر کے ۔ ہی تمہارے حُسن کا جلوہ مقدم دیکھنا
آج ای صیاد میری بیقراری کو نہ دیکھ ۔ فصل گل آئے تو بیتابی کا عالم دیکھنا
کیا غضب ہی ساتھ لیجاتے ہین مجکو جب کہین ۔ کہتے ہین محفل مین تم میری طرف کم دیکھنا +
تو سہی ترتا پھرے یہ آسمان شکل حباب ۔ کیا غضب کرتی ہی اکدن چشم پرنم دیکھنا
ہی دعا اختر نگر مین ہو مبارک ای ہزبر ۔ خلق کو شان جلوس جان عالم دیکھنا +

عیار نے نور الدہر کو پہچانا اور پلٹا آکر سلطان سے کہا کہ نبیرۂ صاحبقران آپ کی دختر کے باغ مین ہی سلطان سوار ہوا آکر باغ کو گھیر لیا کنیزون نے آکر ملکہ کو خبر دی کہ آپ کے باپ نے باغ کو گھیر لیا نور الدہر سپر و شمشیر لیکر اُٹھے ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار آپ یکہ و تنہا ہین وہ اتنی فوج سے آیا ہی باغ کو گھیر لیا نور الدہر نے کہا کہ تم دور سے تماشا دیکھو مین جا کر سلطان کو سزا دیتا ہون مکر کرنے کا بدلہ لیتا ہون سلطان باغ کو گھیر کر گینڈا اُڑاتا ہوا چلا چاہا باغ مین گُھس جاؤن مگر یاد آتا ہی کہ ای سلطان وہ بلا کا سپاہی ہی ایسا نہ ہو کہ تنہائی مین مجکو قتل کرے مگر گینڈے کو بڑھائے ہوئے چلا جاتا ہی تیغہ چوڑا ہاتھ مین غصہ بات بات مین تھوڑی دور پر دروازہ باغ کا باقی تھا کہ یکایک دروازہ کُھلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب بہجت افروز جہانداری صاحب عظم وشان نور الدہر بن بدیع الزمان نکلے سلطان کو جو آتے ہوئے دیکھا للکارا کہ او مکار ادھر کیون آتا ہی سلطان نے جو نور الدہر کو دیکھا اور نعرے کی صدا سُنی فوج کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو ملکر مار لو چہار جانب سے فوج نے گھیر لیا نور الدہر نعرہ کرکے جا پڑے ملکہ نے بھی

بالاے بام سے دیکھا کہ نور الدہر اکیلے لڑ رہے ہین ہزار ہا کافر نیزے اور تلوار اور تیر لگا رہے ہین مگر شاہزادہ سب حربون کو رد کرتا ہی اور زور و شور سے لڑ رہا ہی جب کسی کا حربہ چلا ملکہ نے کلیجہ پکڑ لیا پکار اُٹھی کہ اے پروردگار میرے وارث کو ان دشمنون کے ہاتھ سے بچائیو کبھی کنیزون سے کہتی ہین دیکھو کیا جرأت ہی کیا شوکت ہی ہزارون مین اکیلے لڑ رہے ہین جسپر جا پڑے وہ راہی ملک عدم ہوا مگر وہ مجمع کفار ہی کہ نکل نہین سکتے ملکہ نے جو دیکھا کہ شاہزادہ مجمع مین گھرا ہوا ہی ہرچند قصد کر رہا ہی کہ نکلجاؤن مگر کفار نے صفین باندھی ہین اگر ایک صف سے نکلے دوسری صف مین جا کر گھرے افسران فوج کو مار کر ڈالدیا ہی قصد کرتے ہین لڑتا بھڑتا تا بہ سلطان پہونچون جسطرح سے بنے اُسکو زیر کرون مگر سلطان دور سے کھڑا ہوا لینا لینا کر رہا ہی شریک جنگ نہین ہوتا کئی مرتبہ کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر کو بحر کمان مین پیوست کیا اور سینۂ بے کینہ کو تاک کر کئی تیر مارے نور الدہر نے عقاب تیر کے پر قلم کیے کوئی تیر ان کے جسم پر نہین پڑا تب ملکہ نے ناچار ہو کر کنیزون سے کہا کہ مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو شاہزادے کو بلوہ کر کے ہلاک کرین مین نکل کر بچاؤن اگر مہلت پا جاوین تو غالب آوین سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین جو مناسب جانیے وہ کیجیے ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی ہتھیار جسم پر لگاے سات سو کنیزون نے ساتھ دیا سب گھوڑیان پر سوار کر کے ملکہ آگے بڑھ کر نکلین اور گھوڑی کڑکا کر پہلوے فوج پر پہونچین پرا جما کر تیرون کی بوچھار کرنے لگین کفار حیران ہین کہ تیر کہانسے آتے ہین اور جو تیر آیا سوار یا پیدل کو نشانہ کیا کئی سو افسر مارے گئے جب سات سو تیر چلتا ہی دو تین کر جوان گرتے ہین جب کئی حملے ملکہ نے کیے اور فوج متفرق ہوئی نور الدہر نے گھوڑا بڑھایا لڑتے بھڑتے قریب سلطان تاجدار پہونچے سلطان نے چاہا قریب اپنے نہ آنے دون کئی تیر مارے نور الدہر نے تیر قلم کیے جب نور الدہر قریب پہونچے سلطان نے نیزہ مارا نور الدہر نے سنان نیزے کو اُڑا دیا ڈانڈ کو توڑ ڈالا سلطان نے ناچار ہو کر تلوار کھینچی اور خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا نور الدہر نے

سپر پر روک کر ہاتھ تیغ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا دست زبردست نورالدہر
تلوار مثل برق کے چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر سر پر گری سراسر
کلہ اور جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرہ آب صندوق سینے سے مانند
سیماب گذر کر زین کو کاٹا نمدزین کو کاٹا خوگیر کو کاٹ کر مع گینڈے سلطان کے چار
ٹکڑے کیے مرتے ہی سلطان کے ادھر ملکہ نے تیرون کی بوچھار کی کئی ہزار نشانۂ تیر
آبدار ہوے آخر سب کے پاؤن اُٹھے چند کو نورالدہر نے گرفتار کرلیا باقی فرمایا
جسکو مسلمان ہونا ہو وہ آکر شریک ہو اور جسکو نامنظور ہو وہ ہمارے لشکر سے نکلجائے
کئی سو جوان آکر شریک ہوے کئی ہزار غلغلہ کرتے ہوے بھاگے دامن صحرا مین جا کے
چھپے ملکہ تو فوراً داخل باغ ہو گئین خیال مین ہو کہ کوئی آگاہ نہ ہونے پائے ورنہ باعث
خرابی ہی یہ سوچ کر داخل باغ ہوئین مگر کنیزین مقرر کین کہ شاہزادے کی خبر لاؤ چند
کنیزین روانہ ہوئین نورالدہر سب سے مل رہے تھے جو جسکا عہدہ ہی اُسی پر مقرر
کرتے ہین افسران فوج تعریفین کر رہے ہین اور بعض کہتے ہین کہ حقیقت مین لڑائی
سخت تھی مگر پروردگار نے آپ کے ہاتھ سے خوب فتح کرائی کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی
آپ کو ملکہ عالم بلاتی ہین نورالدہر نے کہا کہ چلو ہم آتے ہین کنیز نے آکر ملکہ سے
خبر دی کہ شاہزادہ تشریف لاتا ہو ملکہ نے انتظام کو حکم دیا فرش وغیرہ کیا گیا
ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز حاضر ہوئے جلسہ جب آراستہ ہو چکا تو بعد
تھوڑی دیر کے شاہزادہ آیا ملکہ نے کہا کہ ای شہریار آپ تو عجب بلا مین پھنس گئے
کہ چار طرف سے تاجدارون نے خروج کیا نورالدہر نے کہا کہ جسقدر آنیوالے ہون
آوین اُن سے مقابلہ کرونگا مگر سیمائے زمرد پوش کو نہ دونگا اور تمھارے باپ
بھی خواستگار ملکہ تھے مجھے بہ مکر گرفتار کیا آخر اُسکا یہ انجام ہوا کہ جان گئی اور کچھ
ہاتھ نہ آیا اب تم کہو ملکہ نے کہا کہ مجکو تو آپ کا قید ہونا نہایت ناگوار ہوا تھا دشمنون
نے مکر کیا اور چار طرف سے اُسکے فوج والون نے گھیرا تھا مگر خدا نے نجات دی میرے
ذہن مین بھی آیا کہ آپ کو اس بلوے سے بچاؤن ایسا نہ ہو کہ آپکے دشمنونکو گرفتار کرین

نور الدہر پہلو مین دل آرام عنبرین مو کے بیٹھے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا نور الدہر نے
پوچھا خیر تو ہی سب نے عرض کی کہ ایک دیوانہ موسوم بہ زلف دراز کہ نہایت زبردست
ہی وہ محل سیمائے زمرد پوش مین گھس گیا تمام عورتین فریاد کر رہی ہین اُس کے ساتھ
بارہ ہزار دیوانے ہین وہ چوبدستین لیے ہوے دروازے پر کھڑے ہین کسی کو اندر
جانے نہین دیتے مراد اُن کی یہ ہی کہ ہمارا افسر جو محل مین گیا ہی چاہتا ہی کہ ملکہ کو لے آئے
اور اپنا قبضہ کرے یہ سُنکر نور الدہر اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار
بلوے مین نہ جائیے وہ دیوانہ بہت زبردست ہی اُسنے راستہ بند کر دیا ہی کوئی اُس
راستے سے نہین جاتا یہ خبر سُنکر برہم ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر چڑھ آیا اُسنے
صدہا قریے برباد کیے ہین علاوہ دیوانہ ہونے کے بڑا زبردست ہی اُسنے جو سنا کہ ملکہ اس
مکان مین ہین وہ دیوانہ محل مین گھس گیا نور الدہر نے کہا کہ مین اُسکو جاکر سمجھا دونگا
دیوانے کو ہوشیار کر دونگا کسی کی مجال نہین ہی کہ میری زندگی مین سیما پر قبضہ کرے
مین نے بڑی کد و کوشش سے ملکہ کو پایا ہی ایسا ہو سکتا ہی کہ دیوانہ لے جاے
یا جبر کرے اور مین نہ جاؤن یہ فرما کر نور الدہر نے دامن چھڑا لیا اور تلوار کھینچے
ہوے وہان آے دیکھا کئی ہزار دیوانے دروازے پر محل کے بطور نگہبانون
کے کھڑے ہین نور الدہر نے اگرچند دیوانون کو قتل کیا جب دو چار مارے گئے تب
دروازے سے ہٹے ایک دیوانے نے جاکر محل مین خبر کی کہ نبیرۂ صاحبقران آتا
ہی کئی دیوانے آپ کے لشکر کے مار ڈالے زلف دراز دیوانہ یا تو ملکہ کی طرف
جاتا تھا یا طرف نور الدہر کے پلٹ پڑا باہر آ کے للکارا کہ او نبیرۂ حمزہ ان نگہبانون
نے کیا خطا کی تھی نور الدہر نے دیوانے کا ہاتھ پکڑا فرمایا کہ او بے حیا تو نے بڑی
گستاخی کی کہ محل مین گھس گیا اگر ملکہ کا ایک موے جسم میلا ہوتا تو بدون قتل کیے
تجکو نہ چھوڑتا یہ سُنکر دیوانہ لنگر وغیرہ ہلانے لگا اور کہا کہ وہ میری نرزک ہی اگر مجکو
دیجیے تو مین آپ کی اطاعت کرون نور الدہر نے جواب دیا کہ ملکہ کو نہین پاؤ گے
جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو دیوانہ فوج لیکر پلٹا مقابلۂ نور الدہر مین اُترا

سب دیوانے غلغلہ کر رہے ہین افسر نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر نے بھی خبر سُنکر
نوازش طبل جنگی کو حکم دیا رات بھر تیاری ہوئی صبح کو وہ دیوانہ جوشان وخروشان
میدان مین آیا ادھر سے ہمراہیان نورالدہر مین زلفین تاجدار نے قصد کیا
نورالدہر نے اجازت دی زلفین جو مقابلے مین دیوانے کے پہونچا دیوانے نے
ایک چوبدست ماردی زلفین نے چاہا چوبدست روکون مگر دیوانہ وہ زبردست
ہے کہ چوبدست جو اسکی پڑی زلفین مع گینڈ ا پراٹھا ہو گیا اب دیوانے نے بلبلاکے
آواز دی وہ جوان میرے مقابلے مین نہین آیا ایسے شخص کو میرے مقابلے مین
بھیجا کہ جو ایک ضرب میری نہ اُٹھا سکا نورالدہر یہ سُنکر گھوڑے سے کود پڑے
مقابلے مین دیوانے کے آئے دیوانے نے کہا کہ ای آقاے سُرخ مجھے تیرے
حال پر رحم آتا ہی نورالدہر نے کہا تو پھر اطاعت کر دیوانے نے کہا نرزک حوالہ کرو
نورالدہر نے کہا کہ یہ نہ ہوگا بس دیوانہ بگڑا اور چوبدست کو چرخ دیا نورالدہر
بیتر سے کھڑے ہوے دیوانے نے جو چوبدست لگائی نورالدہر نے چوبدست
پر ہاتھ ڈالدیا یہ اپنی طرف کھینچتے ہین وہ اپنی طرف کھینچتا ہی دیوانہ بڑے بڑے زور
کر رہا ہی مگر نورالدہر کے ہاتھ سے کب چوبدست چھوٹتی ہی جھٹکا مار کر چوبدست
چھین لی چوبدست چھین کر پھینکی دیوانہ جھلایا دوڑ کر لپٹ پڑا اور ایک چنگل
مارا کہ زرہ نوچ لے گیا اب دیوانے نے چاہا زور کرکے لے دوڑ ون نورالدہر
نے ایک تمانچہ مارا کہ دیوانہ چکرا گیا کہتا ہی کہ ای آقاے سُرخ آپنے تمانچہ مارا
کہ گرز ماردیا میرے گال مین درد ہوتا ہی نورالدہر نے کہا تمنے چنگل مارا دیکھو ہمارے
جسم سے خون جاری ہی مین نے بھی تمانچہ مارا دیوانے نے کہا مین اب نہ نوچونگا
مجھسے مقابلہ کیجیے دیوانے سے کشتی ہونے لگی دوپہر وہ دیوانہ نورالدہر سے
لڑا مگر اُلجھ اُلجھ کر دوپہر ڈھلتے نورالدہر نے دیوانے کو دے مارا اور چھاتی پر
سوار ہوے خنجر نکالا کہ سر اسکا کاٹ لون زلفین کے خون کا بدلہ لون دیوانہ
منتین کرنے لگا ہر مرتبہ یہی جواب دیتا تھا کہ ای آقاے سُرخ مین نے آپ کو خواب

مین دیکھا ہی ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ نورالدہر کو جنگ عظیم درپیش ہی اُنھین کے
ساتھ رہنا اگر آپ مجھے قتل کرینگے تو رفاقت کون کریگا ای آقاے نامدار مین کسی سے
آج تک زیر نہین ہوا تھا آپ سے زیر ہوا اب کیا عذر ہی نورالدہر نے چھوڑ دیا
دیوانہ قدمون پر گر پڑا مشکل کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوا اب نورالدہر نے
دیوانے کو مطیع کرکے ہمراہ لیا لشکر گران ساتھ ہی اور جو معشوقین دستیاب ہوئین
اُن کو ساتھ لیا بارگاہ مین بیٹھے فرما رہے ہین کہ اہل لشکر ہمارے متفکر ہونگے
مین رات کو اُٹھ کر چلا آیا تھا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے ہین رفقا کہہ رہے ہین کہ
اب بر سر جمشید خروج کیجیے آپ کے برابر کسی کا لشکر نہ ہوگا نورالدہر نے کہا پہلے
مقابلہ جمشید مین شہنشاہ ہمارے پہونچین اور لوح طلسمی اُن کو دستیاب ہو تب جمشید
سے مقابلہ پڑیگا اگر ہم لوگ قبل مین پہونچ جائینگے تو ہاتھ سے جمشید کے شکست ہوگی
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا شبرنگ بن عمرو آتا ہی یہ تلاش مین شاہزادے کی نکلا تھا
یہانکی خبر سُنی خوشی خوشی چلا آتا ہی نورالدہر نے جو اپنے یار وفادار کو دیکھا سردارون
سے فرمایا کہ ہمارا عیار آتا ہی اسکا استقبال کرو سردار جا کر شبرنگ بن عمرو کو لاے
شبرنگ آکر صحبت مین بیٹھا پہلے یہی پوچھا کہ کیون ای شہریار معشوقۂ اصلی دستیاب ہوئی
جسکے واسطے آپ بیقرار تھے نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ کیا حال بیان کرون ایک
پھول کو کانٹون سے نکالا ہی اب تک اُسی کے خواہان چلے آتے ہین شبرنگ نے کہا
کہ ای آقا لشکر مین چلیے سب آپ کے مشتاق ہین نورالدہر نے کہا کہ اب تو دن چڑھ چکا
کل انشاء اللہ کوچ کرینگے شب کو نورالدہر نے آرام کیا مگر یہانسے بارہ کوس پر
ایک قلعہ ہی کہ جس قلعے کا نام قلعۂ ہوشنگیہ ہی حاکم وہانکا ہوشنگ نیزہ باز ہی فنون
سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی اُسکو خبر ہوئی کہ نبیرۂ حمزہ نے سیماے زمرد پوش پر
قبضہ کیا کئی تاجدار گرے تھے وہ زیر ہوے یہ خبر سُنکر بہت جھلایا کہا بڑے افسوس کی بات
ہی کہ باپ نے اُسکے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ تمہارے ہمراہ شادی کرونگا یہ کیا ستم کیا کہ ہمراہ نبیرۂ
حمزہ نسبت قرار دی جا کر چھین لاؤنگا اگر یارو چاہتا ہون کہ نبیرۂ حمزہ میرے قبضے مین

آجائے پہلے اُس کو سزا دون پھر ملک پر قبضہ کرون عیار اسکا کافور تیز رو اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای شہریار اگر حکم ہو تو گرفتار کر لاؤن آپ اُسے قتل کیجیے ہوشنگ نے کافور تیز رو کو حکم دیا کہ اگر تو نورالدہر کو لے آیا تو نصف سلطنت دونگا اور اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کرونگا کافور مدت سے اسکی بیٹی پر عاشق تھا نام اُسکا گیسوکشا تھا عرض کی حضور مجکو سند لکھدین تو غلام جائے اور وعدہ کرتا ہون کہ نورالدہر کو گرفتار کر لاؤنگا پہلے تو نورالدہر کو قتل کیجیے اُسکے بعد لشکر پر اُن کے لشکر کشی کیجیے سوائے زمردپوش پر قبضہ کیجیے اپنی شادی زمردپوش کے ساتھ اور میری شادی گیسوکشا کے ساتھ کیجیے ہوشنگ نیزہ باز نے سند لکھ کر کافور کو دی کافور بانہائے عیاری لگا کر روانہ ہوا شام کو لشکر نورالدہر مین پہونچا بارگاہ دریافت کر کے ایک گوشے مین جا بیٹھا نقب دینے لگا دو پہر رات گئے نقب بارگاہ نورالدہر مین توڑی باہر نکل کر قریب چھپرکھٹ کے آیا نورالدہر غافل سو رہے تھے کافور نے قریب آکر نورالدہر کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر راہ نقب سے لے نکلا بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ طلائے پر تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک سیہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہی پکار کر آواز دی کہ ارے جانے والے ذرا ٹھہر جا کافور اور تیزی کے ساتھ بھاگا شبرنگ کو تردد ہوا کہ کوئی تو باعث تھا جو یہ سیہ پوش نہ ٹھہرا پیچھے اُسکے چلا کافور بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ ہرچند چاہتا ہی کہ قریب پہونچون مگر کافور بڑا تیز رو ہی صحرا کو طی کرتا ہوا ایک درے مین پہونچا کہ چشمے وہان بہت بھرے ہوے تھے ہزارہا طائر درختون پر زمزمہ سرائی کرتے تھے کافور نے جو اُن طائرون کو دیکھا زمزمہ سرائی اُن کی دیکھنے لگا اُن جانورون کی اُچھل کود کبھی چشمے مین شناوری کرتے ہین کبھی بالائے شاخ جا کر بیٹھتے ہین یہ تماشا دیکھ کر کافور ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا پشتارہ زمین پر رکھ دیا ہی آپ ٹہل رہا ہی اور شبرنگ اسکے تعاقب مین آتا ہی قضائے کار اِس صحرا کا حاکم وادی جادو درے کو مین بیٹھا تھا سر نکال کر دیکھا کہ ایک پشتارہ رکھا ہی اور ایک عیار ٹہل رہا ہی وادی جادو نے سحر کیا کہ پشتارہ

اُڑ کر درہ کوہ مین آ گیا کافور نے پلٹ کر دیکھا کہ پشتارہ گیا ہوا حیران حیران روتا
پھرتا ہی کہ شبرنگ نے آ کر پوچھا شبرنگ سے کافور نے حال بیان کیا کہ مین ہوشنگ
شیرزہ باز کا عیار ہون نورالدہر کا پشتارہ لیے جاتا تھا اس صحرا مین آ کر پشتارہ
رکھا پشتارہ خود بخود غائب ہو گیا اب آقا کو کیا جواب دونگا اور آقا نے یہ شرط
لکھدی ہی کہ بیٹی کی شادی کر دونگا اس تردد مین حیران ہون شبرنگ نے سوچ کر
جواب دیا کہ یہ کام کسی ساحر کا ہی مین زن حسین کی شکل بنتا ہون تو مجکو اس درہ
کوہ کے سامنے لے چل جب وہ ساحر طلب کرے تو مجکو چھوڑ کر بھاگ آ مین سمجھ لونگا
کافور بہت خوش ہوا شبرنگ نے صورت تبدیل کر کے ایک زن حسین کی صورت
بنا کافور ساتھ لیکر سامنے درہ کوہ کے آیا وادی جادو نے جو دیکھا کہ ایک زن
حسین کو ایک شخص لیے جاتا ہی للکارا کہ او جانے والے ذرا ٹھہر جا کافور بھاگا
وادی جادو نے نکل کر شبرنگ کا ہاتھ تھام لیا شبرنگ نے شرما کر سر جھکا لیا
وادی جادو کے ساتھ بشکل حسین عورت کے چلا وادی جادو درہ کوہ مین لایا
لگاوٹ کی باتین کرنے لگا شبرنگ نے کچھ انکار نہ کیا ایک گلوری نکال کر اپنے پاس
سے دی وادی جادو کھا کر بیہوش ہوا شبرنگ نے وادی جادو کا سر کاٹا
کوہ مین اندھیرا ہو گیا کافور پہلوے کوہ مین چھپا ہوا کھڑا تھا اسنے جو دیکھا کہ اس عیار
نے جادوگر کو مار لیا گیر و دار کی صدا بلند ہی شبرنگ ٹٹولتا پھرتا ہی مگر آقا کو نہین
پاتا مگر کافور نے پشتارہ دیکھ لیا جھپٹ کر درے مین آیا پشتارہ لیکر بھاگا جب
روشنی ہوئی تو دیکھا کہ وہ ہی عیار پشتارہ لیے جاتا ہی اُسی کے پیچھے پیچھے چلا کافور
پشتارہ نورالدہر کا لیے ہوے قلعہ ہوشنگیہ مین آیا ہوشنگ نے نورالدہر کو
مسلسل و مطوق کر کے قید خانے مین بھیجا کافور نے وہ سند پیش کی ہوشنگ نے کہا
کہ او بے حیا کب ہو سکتا ہی کہ مین اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کرون اگر زیادہ
بولیگا تیرے قتل کا حکم دونگا سو پچاس روپیہ تجکو دے دونگا مین یہ نہ سمجھا تھا کہ تو
پشتارہ لے آئیگا بس اب کنارے جا کر بیٹھ اور سند چھین لی سند کو پھاڑ ڈالا کافور

ناچار ہو کر خاموش ہو رہا آخر سوچا کہ ہوشنگ نے میرے ساتھ مکر کیا مین بھی ویسا ہی
کرون یہ سوچ کر چپکا اُٹھا قید خانے مین آیا نگہبانون سے کہا کہ مین نورالدہر کو لیجاؤن
لیجا کر دوسرے مکان مین رکھون ایسا نہ ہو ان کا عیار آجاے اور اِن کو چھڑالے تو باعث
خرابی ہو نگہبان جانتے ہین کہ یہی نورالدہر کو لایا اگر کوئی افتاد پڑیگی تو اسی کے سر بدنامی
ہوگی کہا میان کافور حسب ایجاؤ تم کو اختیار ہی کافور قید خانے مین آیا نورالدہر
کو پھر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے بھاگا اِس قلعے کے قریب ایک قلعہ ہی کہ اسی
کے نام سے آباد ہوا ہی کئی سو عیار کافور کے شاگرد وہان رہتے ہین سوچا کہ اسی
قلعے مین لیچلون شاہ سے لڑونگا اگر نہ مانینگے تو نورالدہر کو چھوڑ دونگا یہ جوان
اُن کی گردن توڑیگا حقیقت مین اب بدون مکر نہ بنے گا یہ سوچ کر قلعۂ عیاران مین آیا
نورالدہر کو ایک مقام پر قید کیا شاگردون کو جمع کر کے کہا مجھپر ہوشنگ نیزہ باز
نے یہ بدعت کی سند لکھدی تھی پھر وہ سند چاک کی مین بھی قیدی کو لے آیا ہون اگر
تم سب ساتھ دو تو شاہ سے جنگ کرون سب نے کہا کہ ہم سب آپ کے شاگرد ہین
جو آپ سے لڑے اُس سے لڑین بادشاہ نے سراسر خلاف کیا وعدہ مین فرق کیا
مکر سے مطلب نکالتے مین آپ نہ گھبرائین ہم سب آپ کی مدد کو ساتھ ہین کافور
نے قلعے کو توپون سے آراستہ کیا آپ قلعے پر آکر بیٹھا مگر ہوشنگ نیزہ باز بارگاہ
مین اپنی بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ آپ کا عیار قید نورالدہر لے گیا قلعۂ
عیاران مین باغی ہو کر بیٹھا ہی اور کہتا ہی جب تک میرا عہد نہ پورا کرینگے تب تک
قید نہ دونگا یہ سُنکر ہوشنگ نے فوج کو حکم دیا کہ تیار ہو مین ابھی جا کر قلعۂ عیاران کو
تباہ کرونگا اور کافور کو مار لونگا ساٹھ ستر ہزار سوار لیکر چلا سامنے قلعے کے آیا
کافور نے توپین داغین ہوشنگ نے گینڈے کو بڑھا کر آواز دی کہ او کافور
کیون شامتین آئی ہین ایک حملے مین قلعہ لے لونگا اور غضب یہ ہی کہ رعایا بھی
تیرے ساتھ ہوئی ہی ان سب کو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا کافور نے
جواب دیا کہ جو آپ سے ہو سکے قصور نہ کیجیے ہم پانچ سو آدمی قلعے مین ہین آپ

اتنی فوج لیکر آے ہین جو ہمسے بن پڑیگا کیا اُٹھا رکھین گے اب تو بغاوت ہوئی کہ یہ
صورت ہوئی جو حضور سے ہوسکے قصور نہ کرین ہم بھی مرنے پر آمادہ ہین ورنہ جو عہد
کیا تھا اُسے پورا کیجیے ہوشنگ نے کہا کہ تجھ ایسے نالائق کے ساتھ بیٹی کی شادی کرون
دیکھ تو کیونکر قلعہ لیتا ہون دیر تک کھڑا ہوا لاف وگزاف کیا کیا مگر کافور سینہ سپر
ہی بالاے قلعہ بیٹھا ہی شبرنگ بن عمرو نے تمام معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھا سوچا کہ
عیارون کے ساتھ عیاری کرنا جائز ہی یہ سوچ کر پشت قلعہ پر آیا دیوار مین مُوری
بنی ہوئی تھی اُسمین لوہے کی سلاخین لگی تھین شبرنگ سلاخین کاٹ کر اندر قلعے کے
آیا پھرنے لگا سامنے قیدخانے کے پہونچا دیکھا کہ ایک احاطہ ہی اُسکے دروازے پر
کئی عیار بیٹھے ہین حاضر باش و ناظر باش کی صدا دے رہے ہین شبرنگ صورت
تبدیل کرکے ایک مالن کی شکل بنا اُدھر سے جو نکلا عیارون نے پکارا کہ بی مالن کہان
جاتی ہو شبرنگ پلٹا ہر نجی تھال ہاتھ مین تھا اُس مین موہن بھوگ رکھا تھا عیارون
نے لیکر وہ موہن بھوگ کھایا کھاتے ہی بے ہوش ہوے شبرنگ اندر آیا دیکھا ایک
کنوان ہی اُس مین نورالدہر کو قید کیا ہی شبرنگ نے آکر فتیلۂ عیاری روشن کیا
کنوئین مین فتیلہ لٹکایا دیکھا نورالدہر مسلسل و مطوق بیٹھے ہین بیقرار ہوگیا جی مین
کہتا ہی کہ ہاے آقاے نامدار اس مصیبت مین مبتلا ہین مگر کافور پڑا ہوا سورہا تھا
خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین اے کافور بیدار ہو شبرنگ بن عمرو
احاطہ مین پہونچ گیا نورالدہر کو رہا کیا چاہتا ہی جا کر امتحان کرلے پھر تو اُس کی
اطاعت کر اطاعت مین تیری بہتری ہی یہ خواب دیکھ کر کافور جاگا کسی کو ساتھ نہ لیا
اکیلا چلا جب احاطہ مین آیا دروازے پر نگہبانون کو بیہوش پایا اور دروازہ احاطے
کا کھلا ہوا ملا یہ معاملہ دیکھ کر کافور بہت گھبرایا اور تیغ کھینچ کر اندر آیا دیکھا کہ شبرنگ
فتیلہ روشن کیے ہوے آقا کو پکار رہا ہی کہ اے آقاے نامدار و اے مولاے قدرشناس
یہ کمند لٹکاتا ہون اسکو تھام کر چڑھ آئیے کافور نے للکارا کہ او ناعیار خبردار
قیدی کو نہ رہا کرنا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا مین تجھسے امتحان چاہتا ہون

شبرنگ نے کہا مین موجود ہون دونون مین تیغہ چلنے لگا عیار جو کافور کے آ گئے اُن
سب کو کافور نے منع کہ تم لوگ دخل نہ دو عیار بھی کھڑے دیکھ رہے ہین کہ شبرنگ نے
لڑتے لڑتے کہا کہ ای کافور دیکھو تمھاری پشت پر کون کھڑا ہی جیسے ہی کافور پلٹا فوراً
شبرنگ نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب بھی مار دیا کافور بیہوش ہوا شبرنگ نے
اُسکے عیارون سے کہا کہ اپنے اُستاد کو ہوشیار کرو کافور کو شاگردون نے اُس کے
ہوشیار کیا جب ہوشیار ہوا اُٹھ کر قدمون پر شبرنگ کے گرا شبرنگ نے کافور
کو گلے سے لگایا کلمہ تعلیم فرمایا اور فرمایا کہ ای کافور ہمارے آقاے نامدار تمھاری مشکل
کو آسان کرین گے تم گھبراؤ نہین کافور نے جلدی سے نور الدہر کو قید سے رہا کیا
چاہ سے نکال کر عذر کیا اور اپنی چاہ ساتھ گیسو کشا کے ظاہر کی اور کہا ای شہریار
مین عرصے سے اُسپر مائل ہون امیدوار ہون کہ اُسکے ساتھ میرا عقد کرا دیجیے یہ
کہکر قدمون پر گر پڑا نور الدہر نے کافور کو گلے سے لگایا اور کہا ای کافور کیون
اس درجہ پریشان ہوتے ہو انشاء اللہ تعالے تمھارا عقد ساتھ گیسو کشا کے
کرین گے ہوشنگ نے تمھارے ساتھ سراسر خلاف کیا کہ اقرار کرکے انکار کیا
اور تمھاری سند چاک کر ڈالی اب ہم اسی طرح اُسکا شکم چاک کرینگے یہ فرماکر
کافور کے ساتھ چلے یہان زیر قلعہ ہوشنگ بلبلا رہا ہی اور کہتا ہی قلعہ کو ابھی
جاکر پامال کرتا ہون گینڈا بڑھاکر چلا جب قریب خندق پہونچا چاہا خندق فراون
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سواری کسی شاہ کی آتی ہی خونخوار بلند بالا جب
قریب آیا تو ہوشنگ نے پہچانا یہ بھی ملکہ سیماے زمرد پوش پر عاشق ہی براے
مقابلہ نور الدہر چلا تھا گینڈے کو بڑھاکر میدان مین آیا کہا او ہوشنگ مین نے
سُنا ہی کہ تو نام پر ملکہ سیماے زمرد پوش کے عاشق ہی اور عشق اپنا ظاہر کرتا ہی
اپنے ہوش مین آ اگر نام ملکہ کا لیگا تو ہوش وحواس پراگندہ کردونگا ہوشنگ
یہ سُنکر پلٹا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ہوشنگ وخونخوار
سے نیزہ چل رہا ہی مگر نور الدہر کہ ساتھ کافور کے آتے تھے دروازہ کھول کے

نعرہ کیا کہ با شیدا ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا کیون آپس مین لڑتے ہو مجھسے امتحان کرو وہ ناموس میرا ہی میری زندگی مین کوئی ملکہ پر قابض نہین ہوسکتا یہ کہکر بڑھے بیچ مین دونون کے آئے پہلے ہوشنگ کو جھڑکا بعد اُسکے خونخوار کو منع کیا کہ مقابلہ نہ کرو مگر جب کسی نے نہ مانا تب نور الدہر نے دونون کی کمر مین ہاتھ ڈال کر نعرہ کیا زور جو کرتے ہین دونون کو سر سے بلند کیا مگر خونخوار نے بصدق دل اسلام اختیار کیا اور ہوشنگ نے بمکر کلمہ پڑھا لیکن ہوشنگ سے شاہزادے نے اقرار وائق لے لیا تب دونون کو رہا کیا سب کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے صحبت عیش آراستہ ہی فرمایا کہ ای ہوشنگ سامان عقد کافور کرو ہوشنگ بہت خوب کہکر محل مین آیا بیٹی نے پوچھا کہ ای والد نامدار کہیے کیا ارادہ ہی ہوشنگ نے کہا کہ ای نور نظر یہ پڑیا سودۂ الماس کی لایا ہون شربت مین ڈالکر نور الدہر کو پلاؤنگا کلیجہ کٹ کے نکل جائیگا عقد تمھارا کافور عیار کے ساتھ پڑھانے کو کہتے ہین پس قاضی کو شربت پلا کر قتل کرونگا اس طرح سے اس جھگڑے کو مٹادونگا گیسو کشا خاموش ہو رہی تسکین ہوئی کہ باپ نے خوب تدبیر کی ہی ایک گوشے مین آکر لیٹی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی واتھے عالم خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای گیسو کشا سامنے تو دیکھ گیسو کشا نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک طرف ایک مکان ہی اُس مین آگ جل رہی ہی بجاے شبنم قطرات آتش گر رہے ہین ایک طرف ایک باغ ہی کہ سرسبز و شاداب رعنائی و زیبائی مین لاجواب طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین یہ حال دیکھکر گیسو کشا کانپنے لگی اُن بزرگ نے فرمایا ان مکانون مین سے کون سا مکان پسند ہی گیسو کشا نے عرض کی کہ کون ایسا احمق ہوگا کہ اس باغ کے سامنے اس مکان آتش کو پسند کرے اُن بزرگ نے فرمایا کہ یہ باغ تو شرط دوستی نور الدہر بن بدیع الزمان ہی اور مکان ثمرۂ دوستی کفار یہ ہی ہرچند اور بھی صورتین ہو سکتی ہین مگر مین نے تجکو براے ہدایت تیری یہ تماشا دکھلایا ہی جب سو کے اُٹھنا تو نور الدہر کو سودۂ الماس سے بچانا اور کافور

سے عقد قبول کر تیرے واسطے وہ کافور جنت ہی گیسو کشا یہ خواب دیکھ کر اُٹھی مگر حیران
تھی کہ کیا کرون یہ خبر سُن چکی ہی کہ بارگاہ مین عقد ہو رہا ہی باپ شربت بنا کر ابھی لیگیا
ہی جلدی مین ایک رقعہ بنام شبرنگ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ اے عیار طرار مین
کافور سے بجان و دل راضی ہون حکم شاہزادے کا قبول ہی مگر خبردار شاہزادے کو
شربت نہ پینے دینا ورنہ غضب ہوگا کلیجہ کٹ کٹ کر نکل جائیگا دو مثقال الماس باپ میرا
پیس کر لے گیا ہی آئندہ جو مناسب وقت ہو وہ تدبیر کیجیے کنیز کو رقعہ دیا کہ شبرنگ
کو جا کر دینا یہان وہ وقت ہی کہ نورالدہر عقد پڑھ چکے ہین ہوشنگ نے شربت
بنا رکھا ہی عرض کر رہا ہی کہ آپ نے بڑی تکلیف فرمائی جام شربت نوش فرمائیے
اور شربت پلائی دیجیے کہ ہم بھی خوش ہون ادھر شبرنگ کو کنیز نے رقعہ لاکے دیا
شبرنگ نے پڑھا بیقرار ہو کر دوڑا اُس وقت پہونچا کہ نورالدہر نے جیب مین
ہاتھ ڈالا ہی ارادہ ہی کہ شربت ہوشنگ سے لین شبرنگ سمجھ گیا کہ اسی جام مین
سودۂ الماس ہی آکر نورالدہر کے سامنے کھڑا ہوا کہا اے آقاے نامدار یہ جام اُنھین
کو بخشدیجیے کہ یہ دختر کے باپ ہین پہلے یہ نوش کرین کہ ان کا حق زیادہ ہی یہ جو
شبرنگ نے کہا ہوشنگ یہ سنکر پریشان ہوگیا نورالدہر نے ہوشنگ سے
کہا کہ اے ہوشنگ شبرنگ سچ کہتا ہی کہ تم بیٹی کے باپ ہو تمھارا شرف زیادہ
ہی ہم تمھارے بعد پئین گے پہلے تم پیو ہوشنگ نے کہا کہ آقاے نامدار میری بھلا
یہ مجال ہی کہ مین آپ پر سبقت کرون شبرنگ نے کہا کہ آقا تم کو بخشتے ہین اسکو کیون
نہین قبول کرتے شاہزادہ عذر کرتا ہی یہ کہکر ہوشنگ کو جام پھیر دیا ہوشنگ نے
جو جام ہاتھ مین لیا کانپنے لگا جام گرا زمین اُتنی سیاہ ہو گئی نورالدہر نے پوچھا اے
ہوشنگ اسمین کیا تھا کہ زمین سیاہ ہو گئی اگر ہم پیتے تو ہمارا ابھی یہی حال ہوتا ہوشنگ
نے جب دیکھا کہ اب مکر میرا کھلا چاہتا ہی تلوار کھینچکر نورالدہر پر وار کیا کوٹھے پر سے
گیسو کشا بھی دیکھ رہی تھی جب جام گرا اور زمین سیاہ ہو گئی منھ پیٹ لیا کہا اس
دشمن خدا نے غضب کیا تھا مگر حافظ حقیقی نے آقا کو بچایا مگر جیسے ہی ہوشنگ نے ہاتھ

تلوار کا مارا کہ خونخوار بلند بالا پشت پر کھڑا تھا خونخوار نے گردن ہوشنگ کی پکڑلی اور
اٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا ہوشنگ کے مرتے ہی گیسو کشا نے مبارکباد
دی کہ آپکو خدا سلامت رکھے کنیز کی آبرو بچگئی کیون نہ ہو آپ مجاہد فی سبیل اللہ مین کیسے
کیسے ملک فتح کیے کون کون لوگ مسلمان ہوے آپ کی ذات سے اس طلسم مین اسلام
پھیلا اس بے حیا نے مکر کرنا چاہا تھا اُسکا یہ انجام ہوا کہ خود مارا گیا رہرو راہ عدم
و شعلہ افروز نار جہنم ہوا نورالدہر نے فرمایا کہ اے ملکۂ عالم کافور کا مرتبہ کم نہ جاننا
کافور میرا فرزند ہے ایسا نہ ہو کہ تم خیال کرو کہ پیشہ عیاری کرتا ہے اب یہ شاگرد رشید
شبرنگ ہوا پروردگار نے اسکو مرتبۂ اعلیٰ عطا فرمایا ملکہ نے بہت شکر کیا کافور
کو حجلۂ عروسی مین داخل کیا جیسے ہی کافور اندر آیا ملکہ کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان
سانولی رنگت طرار و فرار ہے صورت کافور دیکھ کر عاشق ہوئی اُٹھ کر کافور کا استقبال
کیا کافور نے جو عذر کیا کہ مین آپ کے گھر کا غلام ہون ملکہ نے کہا کہ تم فرزند ہمارے
آقاے نامدار کے ہو اور میرے لیے تم مالک مجازی قرار دیے گئے ہو مجھے تمھاری
اطاعت فرض عین ہے کافور نے ملکہ گیسو کشا کے ساتھ گوہر مراد حاصل کیا صبح کو خوشی
خوشی باہر آیا نورالدہر بارگاہ مین جلوہ فرما تھے اول کافور نے غسل کیا پوشاک بدلی
شاہزادے کو نذر دی نورالدہر نے بخلعت سرفراز کیا سب سردار اسکی منزلت
پہ ناز کرتے تھے کہ آقاے نامدار نے کیا مہربانی فرمائی کہ کافور کا عقد ہمراہ اُس
شاہزادی کے کیا کہ جسکے بڑے بڑے بادشاہ خواہان تھے ایسے سردار کی کیون نہ
اطاعت کرین نورالدہر نے سب لشکر کو جمع کیا مستورات کو محافے مین سوار کیا
سوار کر کے کوچ کیا منظور یہ ہے کہ اپنے لشکر مین جا کر ملین یہان فیروز تاجدار بعد
غائب ہونے نورالدہر کے پریشان تھا کہ نہین معلوم آقاے نامدار پر کیا
گذری اس انتشار مین تھا سب سے زیادہ ملکہ میگون شیرین کلام بیقرار تھی
و مبہم پوچھتی ہے کہ کیون اے فیروز تاجدار شاہزادے کا کچھ حال نہ معلوم ہوا
شبرنگ بھی پلٹ کر نہ آیا فیروز نے اور ہرکارے روانہ کیے ایک روز بیٹھا ہے

سب سردار جمع ہین مگر بارگاہ مین سناٹا ہی مقام نور الدہر خالی ہی ملکہ کہتی ہین کہ ای
فیروز سب سردار موجود ہین مگر دیکھو دربار مین کیسی اداسی ہی ایک شاہزادے کا نہ
ہونا کیا باعث پریشانی ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر
سوار اسی لوہے ہزار فوج پشت پر مقابلہ فیروز مین آکر اترا اور کہلا بھیجا کہ ای فیروز
بہتر اسی مین ہی کہ نور الدہر کو ہمارے حوالے کرو ورنہ سب کو قتل کرونگا فیروز نے
جواب دیا کہ ہم کو ایک ہفتے کی مہلت دو شاہزادہ کہین گیا ہی جب آئیگا تو تم سے
مقابلہ کریگا وہ پہلوان یہ سنکر بہت جھلایا نام اسکا قنطور آہن کلاہ ہی طبل جنگی بجنے
کو اسنے حکم دیا فوراً طبل جنگی بجا ملکہ کہتی ہین کہ ای فیروز اس لشکر کو سامنے سے ہٹادو
فیروز نے کہا کہ برائے خدا تم دخل نہ دو آقا کے قانون سے یہ خلاف ہوگا غیر
ساحر مقابلہ کرین گے اپنے سامنے مانع ہوتے ہین ہم بھی اسی قاعدے کے پابند ہین
سب سردارون نے عرض کی کہ ہم مقابلہ کرنے کو موجود ہین جب تک ہمارے جسم مین جان
ہی ہم آپ کو سحر نہ کرنے دین گے قنطور آہن کلاہ کے لشکر مین جو طبل جنگی بجا فیروز نے
نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا مگر ہر ایک سردار کا قول ہی کہ خدا خیر کرے وہ صاحب
اقبال لشکر مین نہین ہی جب اُن کے بعد کوئی اتفاق ہوا لشکر کو شکست ہوئی بدون
اُن کے آسے لڑائی فتح نہ ہوگی خدا انجام بخیر کرے ہر ایک کو یہی تردد ہی کہ آقا کا لشکر
مین نہ ہونا باعث خرابی ہی یہی سبب بیتابی ہی حقیقت مین ہمارے آقا سے نامدار ہٹے
اقبالمند سپاہی ہین جری و بہادر و صف شکن تیغزن حسن مین بے نظیر چہرہ رشک
ماہ منیر تیاریان جنگ کی چار جانب ہو رہی ہین لیکن افسرون نے رات تڑپ تڑپکر
کاٹی کسی کو امید نہین کہ یہ جنگ فتح ہو یا تو بے خوف رہتے تھے اب خود انتظام کرنا
پڑا ہر ایک شخص کو یہی تردد ہی کہ دیکھین انجام جنگ کیا ہو پہلوان زبردست سے
مقابلہ ہی کہ ایک خدمتگار بول اُٹھا کہ ملک طرطوس پر جب جنگ ہوئی ہی تو یہ بھی
جوان آکر پہونچا طبل جنگی بجوایا تیاریان ہوئین صبح کو گینڈا بڑھاتے ہوئے آتا تھا کہ سامنے
سے ایک فیل مست آیا اُس فیل نے بڑھ کر سونڈ سے گھونسا مارا مین نے آنکھو نسے

دیکھا کہ اِسنے سونڈ کو اُکھیڑ لیا اور دو تین گھونسے لگائے کہ ہاتھی بیٹھ گیا اور چنگھاڑتا تھا آخر لوگون نے ہاتھی کو ہٹایا مگر یہ نہ ہٹا اُسیطرح آج خدا انجام بخیر کرے چار پہر رات اِنھین تذکرون مین گذری اب وہ وقت آیا کہ نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش برکشیدند	لحافِ غنچہ از رو درکشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

صبح کو لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون تیپے کے تیپے دستے کے دستے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے اُدھر قنطور آہن کلاہ بہ جمعیت تمام طرف میدان کے چلا جب صفین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے قنطور نے اپنا گینڈا بڑھایا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ مسلمانان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نیر تاجدار گھوڑا بڑھا کر سامنے باپ کے آیا عرض کی اجازت میدان ہر چند کہ فیروز تاجدار کو نہ ہونے نور الدہر کا بڑا قلق ہے مگر بیٹے کو اجازت دی نیر تاجدار گھوڑا بڑھا کر مقابلہ قنطور آہن کلاہ مین آیا قنطور نے دیکھ کر کہا کہ اب یہ نوبت بہم پہونچی کہ تم میدان مین نکلے ہو تمھارے آقا کہان ہین اُن کو کہان چھپایا نیر نے کہا کہ ای قنطور آقا ہمارے بڑے ہی جری و بہادر ہین بھلا وہ مخفی ہونیوالے ہین تم سے مہلت بھی مانگی تمنے مہلت نہ دی ہم لوگ تمھارے مقابلے کو موجود ہین جو ہوسکے قصور نہ کرو قنطور نے نیزہ مارا نیر تاجدار مصروف نیزہ بازی ہوا آخر نیر نے قنطور کا نیزہ توڑ ڈالا قنطور نے تلوار کھینچی اور خبردار خبردار کہ کر ہاتھ مارا نیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر قنطور آہن کلاہ انتہا کا زبردست ہے اس کس سے تلوار لگائی کہ سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو پہونچی دیوانہ بلند قامت جا پڑا نیر کو ہٹایا آپ مقابلہ کیا وہ چوبدست لگائی کہ قنطور کا گینڈا مارا گیا قنطور نے گینڈے سے کود کر اس طرح ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانہ دیوانے کا جھول پڑا ابعد دیوانے کے سالم قزاق نکلا شام تک جنگ کی مگر زخمی ہوا آخر کو قنطور نے پکار کر آواز دی کہ ای فیروز کل

کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا اب رات درمیان مین ہی ہمارے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی نبیرۂ حمزہ کو بلاؤ فیروز زخمیون کو لیکر پلٹا قنطور اپنی بارگاہ مین آیا کہہ رہا ہی کہ یارو دیکھا تم نے مجھسے کون مقابلہ کرسکتا ہی پانچ سردار زخمی کیے چار دن قنطور نے میدانداری کی فیروز بھی زخمی ہوا پانچوین دن جو قنطور میدان مین آیا گینڈے کو مہمیز کیا اور پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے فیروز نے سر اٹھا کر دیکھا کہ سب سردار زخمدار کھڑے ہین کوئی مقابلے کے لائق نہین اور قنطور للکار رہا ہی فیروز نے تاج سر سے اُتار ابیقرار ہوکر دعائین کرنے لگا کہ ای کریم کارساز و ای بے نیاز نظم تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب + دعائے کند من کنم مستجاب + چو عاجز رہا نندہ دائم ترا + ورین عاجزی چون نخوانم ترا + ہر کس بکسے نازد و ما را تو بسے + من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے + بیقرار ہوکر جو فیروز نے دعا کی سب سردارون نے آمین کہی قنطور چاہتا ہی کہ مغلوبہ کردون تلوار کھینچکر جا پڑون فوج کو شکست دون بارگاہ فیروز مین گھس جاؤن ڈھونڈھ کر اُس جوان کو نکالون جب شکست فاش ہوگی تب تو وہ جوان نکلے گا اگر یہ بھی نہ ہوگا تو سب مال لوٹ لونگا فیروز تاجدار کو گرفتار کرکے لاؤنگا ان مسلمانون کو مزہ چکھاؤنگا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی اور رک جاتا ہی اور لشکر نور الدہر مین عجب طرح کا تہلکہ ہی زخمدار چاہتے ہین کہ جا پڑین دل کھول کر لڑین فیروز کہہ رہا ہی کہ دیکھو صاحبو جو ہم کتنے تھے وہ ہی ہوا صاحب اقبال کی ذات سے لشکر کا انتظام تھا کیسی کیسی لڑائیان پڑین اگر خدا نے اُس شہریار کو بھیجا اور ہمنے پھر جمال دیکھا تو قلب کو تسکین ہوگی خدا وہ دن کرے کہ وہ شہریار آجاوین اور بلبلانا قنطور کا مٹاوین قنطور نے پکار کر کہا کہ ای فیروز جان نہ دو اگر میرے شریک ہوجاؤ تو بہتر ہی سب نے جواب دیا کہ جان دینا گوارا ہی مگر تیری شرکت نہ کرین گے قنطور بہت جھلایا پودے پر ہاتھ ڈالا منظور ہوا کہ جا پڑون فیروز بیقرار و بیتاب ہوکر تڑپ رہا ہی دعائین مانگتا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی قنطور بھی دیکھنے لگا سب دیکھ رہے ہین کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا آگے

آگے نورالدہر بن بدیع الزمان تخت پر شہریار سے تاجدار و دیگر سرداران نامی
پہلوانان گرامی ساتھ ساتھ مع فوج کے آ کر پہنچے شیر نگ نے خبر دی کہ ای شہریار
قنطور آہن کلاہ نامے پہلوان سیدان مین تنہا ہجوم رہا ہے نورالدہر نے نعرہ کیا
تھا کہ مقابلہ قنطور مین جا پڑون مگر دیوانہ زلف دراز جو برابر گھوڑے کے کھڑا رہتا
تھا چوبدست ہلاتا ہوا جا پڑا قریب آکر للکارا کہ او نامرد بے سردار کے لشکر پر یہ دباؤ
ان بیچارون کو زخمی کیا اب دیکھنا کہ کیا رنگ کرتا ہون قنطور نے نیزہ مارا دیوانے
نے روک کر چوبدست ماری کہ مع گینڈے قنطور ریزا ٹھا ہو گیا فوج والے آپڑے سب
دیوانے چوبدستین ہلاتے ہوے جا پڑے نورالدہر بھی نعرہ کرکے فوج قنطور پر جا پڑا
ادھر سے فیروز تاجدار نے اشارہ کیا سب فوج جا پڑی دونون میون لشکر ملگئے
تلوار چلنے لگی مگر نورالدہر سب سے آگے بڑھے ہوے نعرے پر نعرے کر رہے ہین
پہر بھر کامل تلوار چلی آخر ملازمان قنطور شکست کھا کر بھاگے اور کئی ہزار گرفتار ہوے
بہ فتح و فیروزی نورالدہر پلٹے مگر فیروز نے پوچھا کہ ای شہریار آپ کہان نکل گئے تھے
نورالدہر نے سب حال بیان کیا کہ اس طرح مین نکل گیا خدا نے میری آرزو پوری
کی کئی تاجداران سیمائے زمرد پوش تھے اُن سب کو سزا دی آخر یہ صورت ہوئی
کہ مین بخیر و خوبی آیا سب خوشیان کرتے ہوے نورالدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آے
میگونہ ملول بیٹھی تھی اُٹھ کر نورالدہر کے گرد پھری کہا ای شہریار عجب طرح کی جنگ
تھی اب آمادہ ہوئی تھی کہ نکل کر سحر کرون مگر آپ کے سردار کیا ثابت قدم ہین کسی
نے سحر کرنا قبول نہ کیا نورالدہر آفرین کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ ای میگونہ
بڑی معیوب بات ہے غیر ساحر پر سحر کرنا کفار تو ایسا کرتے ہین مگر ہمارے جد عالی تبار
صاحبقران نامدار کا یہ قانون جاری ہے کہ ساحر کو ساتھ نہین رکھتے ہرچند کہ امیر نے
وہ وہ طلسم فتح کیے کہ جنکا فتح ہونا مشکل تھا طلسم ہزار اسپ فتح کیا شہنشاہ و
شہریار جادو وہ ساحر زبردست تھے کہ جنھون نے دمامہ سے مقابلہ کیا اگر اُنکو
ساتھ رکھتے تو کہین جنگ نہ ہوتی وہ آتے ہی لشکر کو مٹا دیتے ایک سحر مین زمین ہلا دیتے

مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر نگار کہ نورالدہر کا مطیع ہی ہر مقام پر آیا مگر
کسی مقام پر صاحبقران نے اُسکو لڑنے نہین دیا سب سردار خوشیان کر رہے ہین
دو پہر رات گئے تک جلسہ رہا بعد دو پہر رات کے نورالدہر نے آرام فرمایا شبرنگ
بن عمر و طلائے پر آیا ایک گوشے سے دیکھا کہ جنگل مین روشنی ہو رہی ہی یہ نگاہ غور
دیکھا کہ چند پریزادین جنگل مین پھر رہی ہین ایک تاجدار اُن سب کے بیچ مین ہی
پریزادین کہتی ہین کہ ای تاجدار جلیل ہم تیرے ساتھ ہین جو حکم ہو وہ بجا لاوین
اُس تاجدار نے کہا کہ سامنے جو بارگاہ استادہ ہی اُس مین نورالدہر سو رہے ہین
جا کر مع پلنگ اُٹھا لاؤ ایک پریزاد چلی شبرنگ ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھا کمندین
خس پوش کر دین جب وہ پریزاد وہان پر آکر پہونچی شبرنگ نے شیر کی آواز دی
وہ جھجک کر رکی شبرنگ نے جھٹکا مارا جب وہ پریزاد گری تو شبرنگ نے حباب
مار دیا جیسے ہی حباب پڑا وہ پریزاد تڑپی مثل قطرہ آب زمین مین غائب ہو گئی یہ دیکھکر
شبرنگ حیران ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ تھا یہ کیسی انسان تھی کہ مثل قطرہ آب زمین مین جذب
ہو گئی صحرا مین اُسیطرح روشنی ہی وہ ہی تاجدار پھر رہا ہی ہر مرتبہ پکارتا ہی کہ ای گلنار
نورالدہر کو لاؤ مین بعد تھوڑی دیر کے شبرنگ نے دیکھا کہ وہ ہی پریزاد نورالدہر
کا پلنگ لیے ہوے آئی سامنے اُس تاجدار کے رکھدیا اب تو شبرنگ گھبرایا اُس
تاجدار نے پریزاد سے اشارہ کیا کہ اسکو اُٹھا کر لے چلو پریزاد نے پلنگ اُٹھا لیا
شبرنگ بھی چھپتا ہوا چلا حیران تھا کہ یہ کون ہی آقا کو کہان لیے جاتی ہی راہ
مین اُس پریزاد نے نورالدہر کو مسلسل و مطوق کیا تھوڑی دور جب نکل چکی
وہ تاجدار تو غائب ہو گیا سامنے ایک باغ تھا اُس مین لیکر وہ پریزاد نورالدہر
کو آئی شبرنگ بھی چھپا ہوا داخل باغ ہوا ایک گوشے سے چھپ کر دیکھا کہ اُس
پریزاد نے آواز دی کہ ای بی شاہرخ جلد آؤ تمھارے مطلوب کو لائی ہون
ہر چند کہ تاجدار جادو کہتے تھے کہ اس جوان کو قتل کرو مگر ہم زندہ اسکو لائے
شبرنگ نے دیکھا کہ گوشہ باغ سے ایک پریزاد نہایت حسین و جمیل ظاہر ہوئی

صحن باغ مین فرش بچھوایا نور الدہر کو ہاتھ سے اُس پریزاد کے لے لیا قید جسم سے
بیدہ سی لاکر مسند پر بٹھایا شاہزادہ ہوشیار ہوا اب آنکھین کھول کر دیکھا کہ ایک پریزاد
گوہر در گوش مرصع پوش میرے پہلو مین بیٹھی ہو اور اپنے کو مسند پر پایا حیران تھے کہ
مین یہان کہان آیا مگر شاہرخ نے حکم دیا کہ گائن کو ہماری بلاؤ ایک پریزاد روانہ ہوئی
شبرنگ نے بھی پیچھا کیا صحرا مین آکر اُس پریزاد سے باتین کین کہ گائن کہان رہتی
ہی پریزاد نے کہا کہ سامنے جو قصبہ ہی گلنار نامے گائن وہان رہتی ہی ہماری سرکار
کی نوکر ہی اُسی کو بلانے جاتی ہون شبرنگ نے باتین کرکے اُس پریزاد کو بیہوش کیا اُسکی
شکل بنکر قصبہ مین آیا مکان گلنار کا دریافت کیا مکان پر گلنار کے آیا دیکھا ایک ڈومنی
نہایت شوخ و شنگ بیٹھی مجرا کر رہی ہی شبرنگ نے آکر کہا کہ بی گلنار چلو شاہرخ نے
بلایا ہی مگر گوشے مین چلو مین کچھ کہونگی کنارے لاکر گلنار کو بیہوش کیا اُسکو صندوق مین
بند کر دیا گلنار کی شکل بنکر شبرنگ آکر سوار ہوا بہلی چلی بہلی ہانکنے والے سے زنانی
باتین کرتا ہوا جاتا ہی کہ نگوڑے جلدی جلدی ہانک وقت جاتا ہی ایسا نہ ہو کہ ملکہ عالم
خفا ہون تھوڑی دیر مین بہلی قریب باغ کے پہونچی شبرنگ اُتر کر اندر آیا شاہرخ
تخت پر بیٹھی تھی نورالدہر سے باتین کر رہی تھی کہ گلنار نقلی نے آکر سلام کیا ہلڑ ہوا
کہ بی گلنار آگئین محلدار نے قریب آکر پوچھا کہ کیون بی گلنار کہان تھین گلنار نقلی
نے کہا کہ بوا محلدار کیا پوچھتی ہو اُن محفلون مین جانیکا اتفاق ہوتا ہی جہان وضعدار
جوانان نامدار بیٹھے ہوتے ہین مین ایک جوان پر عاشق ہوگئی دن سے بیقرار تھی
پلنگ سے اُٹھتی نہ تھی آج جب حکم گیا تو ناچار ہو کر آئی ایسے صدمے گذرتے ہین ہم
ناچار ہو کر ضبط کرتے ہین کہ ایسا نہ ہو بات مشہور ہو جاے تو بھی باعث خرابی ہی
کہ شاہرخ نے پکار کر کہا کہ بی گلنار باتین بناؤگی کہ کچھ گاؤگی بھی آج کئی دن کے
بعد آئی ہو اور خاموش بیٹھی ہو شبرنگ نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

اب نہ پریونکی ہوس ہی نہ پرستان کی ہوس	دل جو اُلٹا ہی تو ہی کوہ و بیابان کی ہوس
سلطنت کی ہی نہ ہی ملک سلیمان کی ہوس	دل کو پھر آٹھ پہر کوچۂ جانان کی ہوس

خاک پا یار کی مجکو جو کہین مل جاے ‏ — زندگی بھر نہ کرون کحل صفاہان کی ہوس

بھاگنا چاہیے سائے سے پریزادون کے ‏ — ہوش اُڑا دیتی ہی انسانکو پرستان کی ہوس

شوق دیدار مین دم بھر کبھی آنسو نہ تھمے ‏ — اُسپہ نکلی نہ مرے دیدۂ گریان کی ہوس

دردآمیز یہ اشعار جو ہونگے مشہور ‏ — اہل دل داد سے کرینگے مرے دیوانکی ہوس

آرزو دیتو وطن کی بھی نہین ہم کو مگر ہے ‏ — دل مین اپنے ہی مگر شاہ خراسان کی ہوس

شبرنگ نے اس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ شاہرخ تعریفین کرنے لگی کہتی تھی کہ اے گلنار آج تو تمنے ایسا خوش کیا کہ دل بیقرار ہوگیا شبرنگ نے عرض کی کہ کنیز کا کمال ابھی حضور پر نہین کھلا یقین ہی کہ جب وہ کمال ظاہر ہو تو آپ بہت محظوظ ہون شاہرخ نے کہا کہ کیون بی گلنار وہ کون کمال ہی شبرنگ نے کہا کہ وہ ساقی گری کرتی ہون کہ پاؤن سے ناچون اور ہاتھ سے بتاؤن مُنھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن تب آپ کو معلوم ہو کہ قدرت نے یہ کمال مجکو دیا ہی شب کو قدرت خواب مین آے تھے اور فرما گئے تھے کہ کل سامنے شاہرخ پری کے یہ کمال ظاہر کرنا لہذا مین نے عرض کیا کہ امیدوار ہون کلید میخانہ ملے کہ مین شراب محفل مین لاؤن شاہرخ نے کُنجی دی شبرنگ کلید میخانہ لیکر اُٹھا میخانے مین آیا شراب کو خراب کیا یعنی بیہوشی ملائی چالیس پچاس بیالے درست کرکے کشتی مین لگائین تکلف سے محفل مین لایا شاہرخ نے کہا کہ کیون صاحب تم نے دیکھا کس لطف سے شراب لائی ہی کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے نورالدہر نے سر ہلا دیا ملکہ شاہرخ گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی ہر مرتبہ یہی اشارہ ہی کہ شراب نوش فرمائیے مگر شبرنگ نے پہلا جام لبریز کیا سر پر رکھکر توڑے لینے لگا بقول شاعر فرد ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا ۔ اہل محفل نے کیا اُسپہ نچھاور توڑا ۔ سامنے آکر سر جھکایا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے شاہرخ نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر خوشی خوشی پی گئی اب تو شبرنگ نے دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلا چکا نورالدہر کو جب جام دیا ہاتھ پر ہاتھ رکھکر اشارہ کیا کہ گریبان مین گرا لیجے

مین ہون شبرنگ غلام آپ کا نورالدہر نے یہی کیا کہ جام گریبان مین گرالیا یہان
کنیزین چوبدار جو تھے اُنمین دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی پگڑی اُچھال دی کسی
نے کسی کے دھول ماری شاہرخ نے بدمزاج ہوکر غصہ سے کہا کہ صاحبو میری محفل
کو بازار بنایا ہی یہ کہکر جیسے ہی اُٹھی بیہوش ہوکر گری لینا لینا کہکر سب کنیزین اُٹھین
وہ بھی گرکر بیہوش ہوئین شبرنگ نے نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار غلام وقت
پر پہونچا اب کیا ارشاد ہوتا ہی خوف اس بات کا ہی کہ اگر شاہرخ کو قتل کرون تو کوئی
آفت نہ برپا ہو نورالدہر نے جواب دیا کہ اسکو گرفتار کرکے لے چلو شاید اس سے
کوئی مطلب نکلے لشکر مین سب منتشر ہوگئے شبرنگ شاہرخ پری کا پشتارہ لیکر
چلا نورالدہر تیغہ لیکر ساتھ ہوے شبرنگ پہاڑ سے اُترا کسی کنیز تک کو اسنے ہاتھ
نہین لگایا ساری محفل کو بیہوشی مین چھوڑا جب پہاڑ سے اُترکر چلا تو یکایک آسمان سے
نعرہ ہوا کہ او عیار یہ گستاخی شبرنگ نے دیکھا کہ ایک دیو غلغلہ کرتا ہوا آتا ہی چاہا
شبرنگ کو اُٹھا لیجاوے نورالدہر نے بڑھکر دیو کا ہاتھ تھام لیا ایک جھٹکا مارا
کہ دیو خم ہوا ایک دو گھونسے مارے دیو نے تڑپ کر ہاتھ اپنا چھڑا لیا اُڑتا ہوا چلا
نورالدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین پھال کا تیر جوڑکر مارا کہ دیو کے
سینے کے پار گذرا دیو کا گرنا تھا کہ آواز آئی او جوان غضب کیا ہمارے خیرخواہ کو
مارا ایسا نہو کہ تجھپر بھی کوئی آفت آجاے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک
طاؤس کوہ سے یہ باتین کررہا ہی نورالدہر نے دوسرا تیر نکالا تاک کر طاؤس کو مارا
طاؤس کے بھی سینے کو توڑکر پار گذرا کہ یکایک کوہ پھٹا ہزارہا ساحر گولے اور ترنج
ہاتھون مین لیے ہوے غار مین سے نکلے سب آواز دیتے تھے کہ اس جوان کو مارلو ایسا
نہو کہ شاہرخ کو لے جاے نورالدہر نعرہ کرکے گرے ساحرون سے لڑنے لگے
ایک ساحر جو سب کے آگے تھا اُسنے بڑھکر نعرہ کیا کہ ہان جوانو تم اسکو مارلو اور ملکہ
شاہرخ پری کا پشتارہ نہ لے جانے دو مگر نورالدہر جمے ہوے لڑ رہے ہین جسکے
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر نئی بات یہ ہی کہ لاشہ کسی کا نہین معلوم ہوتا نورالدہر نے

جب کئی سو جوان قتل کیے اور لاشہ کسی کا نہ پایا حیران ہین کہ لاشہ کون اُٹھا لیجاتا ہی یہ جو جنگ
کرتے گذرا کوئی لاشہ زمین پر نہین شبرنگ پشتارہ دیے کھڑا تھا اسکو یار ملکا معلوم ہوا
اب جو دیکھا پشتارے مین شاہرخ پری نمدار و بیقرار ہوکر عرض کی کہ او شبرنگ [illegible]
غضب ہوا پشتارے سے شاہرخ غائب ہوگئی نہین معلوم ہی کیا باعث ہوا غرض جو
سب کے آگے افسر لڑ رہا ہی ہرچند نورالدہر چاہتے ہین اُسکے قریب پہونچین
مگر اُسکے قریب نہین جاسکتے وہ جو افسر لڑ رہا ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ نورالدہر کو اُٹھالے
مگر نورالدہر کے ہاتھ مین تیغ خارہ شگاف ہی جب چمکاتے ہین تب وہ جوان بھاگ جاتا
ہی مقابلے مین نہین آتا قضاے کار اُدھر صبح کو جو دربار ہوا اور میگونہ کو معلوم ہوا کہ نورالدہر
غائب ہوے پر پرواز پیدا کرکے تلاش مین چلی اُس وقت پہونچی کہ نورالدہر مصروف
جنگ ہین اور شبرنگ کلیجہ پکڑے کھڑا ہی کہ مین نے اسقدر جانبازی سے عیاری کی اور
پشتارہ غائب ہوگیا اب کیا کرون یہی افسوس کر رہا ہی میگونہ نے جو آسمان سے دیکھا
کہ ایک جوان ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ نورالدہر کو اُٹھالون مگر چمک تلوار کی دیکھ کر
بھاگتا ہی کبھی قصد کرتا ہی کہ شبرنگ ہی کو اُٹھالون شبرنگ کسی غار مین چھپ جاتا ہی
میگونہ نے کارد سحر جھولی سے نکالی اُس جوان پر کھینچ ماری سینے پر اُسکے پڑی توڑ کے
پشت کو پار گذر گئی مرتے ہی اُس جوان کے نورالدہر نے دیکھا کہ صد ہا لاشہ زمین پر
پڑا ہی ساحر بھاگے جاتے ہین میگونہ نے تلوارین برسائین جسپر پڑی اُسکا سر اُڑ گیا
جب کئی سو ساحر مارے گئے باقی ماندہ بھاگے اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من غرائب جادو
بود میگونہ نورالدہر کے ساتھ ہوئی شبرنگ سے کہا کہ تم کیون حیرت مین ہو شبرنگ
نے سب حال بیان کیا کہ مین شاہرخ پری کو لایا تھا وہ پشتارے سے غائب ہوگئی یہی
مجکو انتشار ہی میگونہ نے کہا کہ جب غرائب جادو مارا گیا تب یہ شعبدہ گیا یہ اسی کا
شعبدہ تھا مگر اس صحرا سے جلد نکل چلو ایسا نہ ہو کہ کوئی اور آفت آجاے نورالدہر
و میگونہ و شبرنگ لشکر مین آے میگونہ نے کہا اسی وقت کوچ کیجیے لشکر تیار ہوا
نورالدہر سوار ہوے تین کوس پر آکر ایک دشت مین اُترے دشت نہایت سبزہ زار

[illegible] اشجار قطار در قطار اُن درختون سے ساز کی آواز آتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ [illegible] رہے ہین نورالدہر یہ آوازین سُنکر مرکب سے اُترے میگونہ نے کہا کہ اس جگہ [illegible] اُترئیے مگر نورالدہر صدائین اُن طائرون کی سُن رہے ہین کوئی طائر اس طرح بولتا ہی کہ گویا طبلہ بج رہا ہی کسی طائر کی آواز سے معلوم ہوتا ہی کہ سارنگی [illegible] رہی ہی میگونہ نورالدہر کو پھیر لائی بارگاہ مین لاکر بٹھایا کہا ای شہریار آج شب کو مین [illegible] دونگی اس دشت مین بھی کوئی جادوگر رہتا ہی مین سمجھ کر انتظام اسکا بخوبی کرونگی نورالدہر نے اشارہ کیا میگونہ نے شام کو چند کنیزون کو ہمراہ لیا اور طلایہ کا انتظام کیا دو پہر رات گئے تک تو یہ انتظام رہا کہ ہر بازار مین سوار مقرر کیے کہین پیدل چھوڑے کسی مقام پر کنیز سے کہدیا کہ حفاظت کرنا مگر دو پہر کے بعد جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری میگونہ نے دیکھا کہ اُس دشت مین روشنی ہوئی ایک طرف سے [illegible] کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

[illegible] روشن ہی مدفن چراغ ‖ دل کے داغون سے ہی میری قبر مین روشن چراغ

[illegible] تیرے حُسن کا روشن چراغ ‖ بنگئے ہین سب در و دیوار کے روزن چراغ

[illegible] ہوتے ہین گر روشن چراغ ‖ ضد سے آکر ہی بجھاتا وہ بت پُرفن چراغ

[illegible] جو مستی اپنے ہونٹون سے ملی ‖ عکس لب سے بنگیا شب کو گل سوسن چراغ

[illegible] روشن ہین جو اشک ‖ رات کو کرتا ہی تربت پر مری روشن چراغ

[illegible] گرمی نا گوار ‖ دیکھتا ہون چھوڑکر پلکو نکی مین چلمن چراغ

[illegible] ‖ چرخ پر شب کو ہوا جب ماہ کا روشن چراغ

[illegible] ستم ‖ تیر سے آکر اُڑاتا ہی وہ تیر افگن چراغ

[illegible] وہ رشک بہار ‖ رات کو گلزار مین لالے کا ہو روشن چراغ

[illegible] کنیزون سے کہا کہ مین دیکھون یہ کون گا رہا ہی یہ کہکر میگونہ [illegible] زیر نخل فرش بچھا ہی اور طائر آشیانون سے نکل نکل کر آکر بیٹھے ہین [illegible] ہین جب میگونہ آئین تو پریزادون نے کہا آئیے صاحب

آپ بھی بیٹھے گانا سُنیے میگونہ بیٹھ گئین چند طائر آشیانون سے نکلے پریزادون کی شکل بنکر طرف صحرا کے بھاگے بعد تھوڑی دیر کے اُسی طرف سے روشنی پیدا ہوئی دیکھا کہ ایک پریزاد تاج سر پر رکھے ہوے آئی پر زمرد کے بازوون پر ایک مشعلچی آگے چند پریزادین گھیرے ہوے کہتی ہوئین کہ ای ملکۂ عالم آج ایک مہمان آیا ہی اُسکو بھی بٹھایا ہی وہ تاجدار جواب دیتی ہی کہ مہمانون ہی کے واسطے یہ سامان کیا ہی مگر ای طائران طلسمی مقام افسوس ہی کہ وہ جوان نہین آیا کہ جسکی وجہ سے شاہرخ پری کو رنج پہونچا میگونہ نے دیکھا کہ وہ پریزاد تاجدار آکر مسند پر بیٹھی اور میگونہ سے کہا کہ آپ نے سرفراز فرمایا کہ ہماری صحبت مین آکر شریک ہوئین مگر مناسب یہ ہی کہ جاکر نورالدہر کو بُلا لائیے کہ ہم بھی اُن کا جمال دیکھین میگونہ نے کہا کہ مین ابھی جاتی ہون اور جاکر اُن کو لاتی ہون یہ کہکر میگونہ اُٹھین راہ مین سوچتی ہوئی چلین کہ کیا نقصان ہی اگر وہ بھی اس جلسے مین آوین گے تو کچھ حرج نہین یہ پریزاد اُن کے جمال پر عاشق بھی ہوگی تو وہ قبول نہ کرین گے آکے بارگاہ مین نورالدہر کو جگایا کہا ای شہریار تشریف لے چلیے آپ کو مالک صحبت دشت نے بلایا ہی نورالدہر اُٹھے ہتھیار لگا کر میگونہ کے ساتھ ہوے راہ مین پوچھتے ہوے کہ کیون ملکہ صاحبِ صحبت کون ہی میگونہ نے کہا کہ ایک پریزاد تاجدار دریاے جواہر مین غرق نہایت حسین وجمیل مالک صحبت ہی اُسی نے بُلایا ہی نورالدہر یہ سُنکر خاموش ہورہے غرضکہ محفل مین آے اُس پریزاد تاجدار نے استقبال کیا لاکر پہلو مین اپنے بٹھایا پریزاد نے پوچھا مزاج اقدس کیسا ہی نورالدہر نے سر جھکا لیا مگر بنگاہ محبت اُسکے جمال کو دیکھ رہے ہین اُس پریزاد نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے پھر چند اشعار گاے ایک نازنین نے گلابی اور جام اُٹھا لیا جام کو لبریز کرکے سامنے نورالدہر کے پیش کیا نورالدہر پی گئے دوسرا جام اُسنے میگونہ کو دیا میگونہ بھی پی گئین ادھر تو گانے کا ہلڑ ہی اور اُدھر وہ پریزاد نگاہ محبت سے نورالدہر کو دیکھ رہی ہی جب ایک ایک جام دونون نے پیے تو اُس پریزاد نے میگونہ سے کہا کہ لو ذرا زبان تو اپنی نکالو میگونہ نے زبان نکالدی اُس پریزاد نے زبان مین میگونہ کی سوئی دی اور ہتھکڑیان

بیڑیان منگوائین نورالدہر کو پہنائین ایک قفس منگا کر دونون کو بند کیا اور پریزادون کو دیا
کہ اس قفس کو باغ سر سبز مین لیجاؤ پریزادین قفس کو لے گئین اب میگوت کے ہوش درست
ہوے جی مین کہتی ہی یہ آفت نہ سمجھی تھی کہ جا کر گرفتار ہو جاوینگے اب دیکھیے کیونکر رہائی
پاوینگے پریزادون نے قفس لا کر اُس باغ مین رکھدیا بعد جانے قفس کے وہ تاجدار
یہ کہکر اُٹھی کہ اس راہ مین سب آکر پھنسینگے کسی کو جانے نہ دونگی سب کو پہیر دونگی
کسکی مجال ہی کہ میرے شعبدے سے باہر جاے میرا شعبدہ ایسا نہین کہ خالی جاے
اُدھر کا حال سُنیے کہ وہان صبح کو سب سردار بارگاہ مین آے شبرنگ بھی آکر بیٹھا مگر میگوت
نورالدہر نہین ہین دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ رات کو دونون صاحب ساتھ گئے تھے
پھر پلٹ کر نہ آے ہم نہین جانتے کہ کیا گذری شبرنگ یہ خبر سُنکر گھبرایا فیروز تاجدار
سے کہا کہ تم لشکر کی حفاظت رکھنا مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری
لگا کر تلاش نورالدہر مین چلا دن کم باقی تھا اُسی دشت مین شام ہو گئی ایک درخت
پر چھپ کر بیٹھا بڑی رات گئے اُسکے کان مین آواز آئی کہ کوئی گا رہا ہی اور خوب رنگ
محفل ہو رہا ہی شبرنگ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سامنے فرش بچھا ہی ایک تاجدار پریزاد
بیٹھی ہی گرد کنیزین جمع ہین گانا ہو رہا ہی شبرنگ بیٹھا دیکھا کیا کوئی مطلب حاصل
نہ ہوا صبح کو درخت سے اُترا ایک طرف روانہ ہوا جب شام ہونے لگی جنگل کا سناٹا
طائر آشیانون مین چہکار رہے ہین کہ اُنکی چہکار سے قلب کو راحت ہوتی ہی آخر شبرنگ
خائف ہو کر اُس دشت سے نکلا دوسرے دشت مین آکر دیکھا کہ صحرا سنسان کف دست
میدان ہی چہار جانب غول پھر رہے ہین چشمون کا پانی خشک درخت سوکھے کھڑے ہین
تتیے لوٹتے پھرتے ہین شبرنگ کو دیکھتے دیکھتے جب شام ہو گئی تو شبرنگ ایک نخل پر بیٹھا
پتون مین اپنے کو چھپا لیا جب رات زیادہ گذری تو دیکھا ایک طرف سے کچھ چھکڑے
آے ہین خیمے اُن پر لدے ہوے ہین اُن لوگون نے آکر بارگاہ استادہ کین چند کنیزین
دشت سے پیدا ہوئین فرش وغیرہ بچھایا گیا چند ڈومنیان آئین اور اندر بارگاہ کے
پہونچین شبرنگ نے دیکھا درۂ کوہ کی طرف سے شعلے بھڑکے ایسے شعلے بھڑکے کہ درخت

جلنے لگے تمام جنگل آتش بہار ہو گیا پھر دیکھا کہ ایک اژدہا [illegible] جنگل میں بیٹھ کر رونے لگا دیر
تک رویا آنسو ٹپکنے لگتے تھے [illegible] سیاہ پیدا ہوتے [illegible] سیاہ قریب اُس اژدہے
کے بیٹھے ہیں پھر دیکھا کہ [illegible] شعلے نکلنے لگے پیٹ سے اژدہے کے [illegible] روشنی ہوئی دیکھا ایک
صندوقچہ شکم سے اژدہے کے نکلا اژدہے کے دو صندوقچہ [illegible] کھلا ایک پریزاد زرنگار
گوش مرصع پوش اُس صندوقچے سے نکلی [illegible] ٹہلتی ہوئی چلی مگر
شیر رنگ اُس پریزاد کو دیکھ کر [illegible] کہ اے شیر رنگ عجب معرکہ
ہی اژدہے کا شکم پھٹا ہوا [illegible] میں پڑا ہی مگر وہ پریزاد کہ جو شکم سے اژدہے کے نکلی
ہی خراماں خراماں آکر مسند پر بیٹھی فرمایا ارے کوئی حاضر ہو ایک کنیز لپک کر سامنے آئی
کہا جاؤ جا کر نبیرہ حمزہ کو لاؤ میگوتہ کو اُن سے الگ کر دینا قفس آہنی میں بند کر کے
لاؤ شیر رنگ کنیزوں میں ملا ہوا بیٹھا ہی یہ سب باتیں سن رہا ہی وہ کنیز گئی تھوڑی دیر
میں ایک ساحر آسمان سے اُترا قفس آہنی اُسکے ہاتھ میں قفس میں نورالدہر مسلسل
ومطوق بیٹھے ہیں سرنگوں رنجیدہ و کبیدہ اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ اے شہریار ذرا
سر اُٹھائیے ہم سے تو آنکھ ملائیے نورالدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک شاہزادی
پریزاد شعلہ جوالہ صنوبر قد خورشید خد قمر عذار ماہ تاباں عارض انور کا آئینہ دار گرد
کنیزان زریں پوش بصد کر و فر بیٹھی ہی نورالدہر دیکھ کر دل سے فریفتہ ہوے آنکھیں
لڑنے لگیں اشاروں کی چھریاں چل رہی ہیں کبھی نورالدہر ٹھنڈی سانس کھینچتے ہیں
اور فرماتے ہیں کہ اے خدیو مصر خوبی و اے سرو روان باغ محبوبی چہرہ برقع میں مخفی رکھو ایسا
نہ ہو کہ ماہ تاباں کور رشک ہو ہر ستارہ صورت اشک ہو ہم تمہارے جان و دل سے
مشتاق ہیں اُس نازنین نے نورالدہر کو قفس سے نکالا ہتھکڑیاں بیڑیاں دور کیں
اپنے پہلو میں جگہ دی باتیں اختلاط کی ہونے لگیں جب نورالدہر مسکراتے ہیں سپیدی
اور براقی دانتوں سے برق چمک جاتی ہی اُس برق سے کلیجہ اور دل اُس نازنین
کا جل جاتا ہی جب وہ نازنین ہنستی ہی نورالدہر کا بھی یہی حال ہوتا ہی بقول شاعر
فرد مہر آہے کہ از دل برکشیدے ٭ یکساں بوے کباب دل شنیدے ٭ دونوں مبہوت

بیٹھے ہین شیرنگ حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون دونون خوش بیٹھے ہین اگر آئین کوئی عیاری کرون تو باعث خرابی ہی ایسا کچھ سوچ کر شیرنگ خاموش ہو رہا مگر گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ہم تو نہ یہ کہین گے کہ اُسنے چرا لیے
ہان ناز کرکے عاشقونکے دل لُبھا لیے

یہ شغل ہی فراق مین عاشق کو رات دن
جب دل بہت بھر آیا تو آنسو بہا لیے

ظلم و جفا و جور و ستم کھیل ہی ترا
جب چاہا تو نے عاشقونکے دل دُکھا لیے

اُس شہسوار ناز نے سب عاشقونکے دل
کیا ہی کمند زلف سیہ مین پھنسا لیے

پھولونکے ہار اُسنے جو پھینکے اُتار کر
عاشق نے اپنی قبر کی خاطر اُٹھا لیے

افشان کے ذرے تیری جبین سے جو گر پڑے
چرخ برین نے رات کو جھک کر اُٹھا لیے

ای جان تیرا ناز نہ اُٹھیگا مجھسے کیا
کوہِ غم فراق تو دل پر اُٹھا لیے

پھر وصال یار جو تڑپا دل حزین
جب کچھ چلا نہ زور تو آنسو بہا لیے

مر کر چھٹے ہماسے جو سطوت کے استخوان
شکر خدا یہ ہی سگِ جانان نے کھا لیے

نورالدہر تعریفین کررہے ہین اور فرماتے ہین کہ ای ملکۂ عالم یہ کون اس صحرا مین گا رہا ہی ملکہ نے کہا کہ ہماری گائن گلنار ہی وہ ہی گا رہی ہوگی اُسکا یہی پیشہ ہی آٹھ پہر اسی دُھن مین رہتی ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک دنناٹا ہوا زمین کانپ گئی اور اس قدر اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا اُسی اندھیرے مین آواز آئی کہ او گیسو بریدہ وای ننگ خاندان یہ تو نے کیا غضب کیا کہ پہلو مین مسلمان کے بیٹھی ہی یہ صدا سُنکر نورالدہر حیران ہوے کہ یہ کون آواز دے رہا ہی قبضے پر ہاتھ رکھ کر جب اُٹھنے کا ارادہ کرتے ہین تو پھر بیٹھ جاتے ہین کبھی ملکہ کو پکارتے ہین کچھ آواز نہین آتی حیران حیران چہار جانب دیکھتے ہین اندھیرے مین کچھ معلوم نہین ہوتا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ تاریکی دفع ہوئی اب دیکھا کہ نہ ملکہ ہین اور نہ کوئی کنیز ہی کنیزین بھاگ بھاگ کر غارون مین چھپی ہین جھاڑیون مین پناہ لی ہی نورالدہر نے گھبرا کر کہا کہ ارے کوئی حاضر ہی ایسا نہ ہو خدانخواستہ اُن پر کوئی زوال آسے بعد تھوڑی دیر کے آسمان پر سناٹا ہوا وہ ہی ساحر

جو قفس لیکر آیا تھا وہ آکر پہونچا نور الدہر کو پھر مسلسل و مطوق کیا قفس مین بند کرکے لیچلا
شبرنگ نے کہا غضب ہوا کہ یہ بچیا نہین معلوم کون ہی نور الدہر کو لیے جاتا ہی اب
میرا یہان کیا کام ہی چل کر دوسری جگہہ تلاش کرونگا کہ وہ جادوگر نظروں سے شبرنگ کی
مخفی ہوا مگر شبرنگ بن عمرو ایک حسین عورت کی شکل بنکر روانہ ہوا ایک مقام پر دیکھا
کہ اُسی ساحر نے ایک تخت بنایا ہی اور اُس پر قفس نور الدہر رکھا ہی ارادہ ہی کہ تخت
اُڑاے کہ شبرنگ بشکل نازنین سامنے آیا آکر اُس جادوگر کا دامن پکڑ لیا کہا ای شہنشاہ
ساحران تم کو کچھ ہمارا خیال نہین ہم تمھارے اشتیاق مین آے جابجا ٹھہرے رہے
اب ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے وہ جادوگر خوش ہو گیا ریش فش پر ہاتھ پھیرتے لگا
کہنے لگا صاحب حقیقت مین تم لوگ بڑے جانباز ہو مین نے تم کو پہچانا اسی وجہ سے
مین نے قصد کیا کہ زیادہ یہان رہونگا تو خرابی ہو گی قیدی کو لیجاؤن او مکار اب
کہان جائیگا کیا تجھے زندہ چھوڑونگا شبرنگ نے چاہا جست کرکے نکل جاؤن مگر خیال
کیا کہ پاؤن کو زمین تھامے ہی اُسی مقام پر رہگیا اُس ساحر نے کہ نام جسکا آہنگ جادو
ہی شبرنگ کو پکڑ لیا ساتھ نور الدہر کے قفس مین اسکو بھی بند کیا اور لیکر روانہ ہوا
شبرنگ نے دیکھا کہ پہر بھر کامل وہ ساحر اُڑا بعد پہر بھر کے ایک قصر بلند دکھائی دیا اُس
قصر مین آکر اُترا نور الدہر نے دیکھا کہ وہ ہی مہ جبین جو میرے پہلو مین بیٹھی تھی وہ اب
مین بند ہی اور قفس اُسی قصر مین لٹکا ہی نور الدہر کو جو شبرنگ نے گرفتار دیکھا اور پہلو
مین اپنے پایا صدف چشم سے گوہر آبدار اشک جاری ہوے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا
مقام افسوس ہی کہ آپ گرفتار ہوے اور ہم بھی مجبور و ناچار رہے دیکھین اب انجام
کیا ہو شبرنگ نے اشارہ کیا کہ ای ملکۂ عالم نہ گھبرائیے انشاء اللہ تعالےٰ یہ جو ہمکو اور
آپ کو گرفتار کرکے لاے ہین تو ان سب کی موت آئی ہی اُس ساحر نے ایک قفس اور نکالا
اُس قفس مین شبرنگ کو بند کیا نور الدہر کا قفس قریب اُس مہ جبین کے قفس کے
لٹکا دیا کہ ایک کو ایک دیکھے رنج و الم انکا بڑھے ایک طرف میگونہ کو دیکھا کہ یہ
بھی ایک قفس مین بند ہین شبرنگ ان سب کو قفس مین دیکھکر سوچنے لگا کہ ای شبرنگ

کیا تدبیر کرون لیکن جب دن تمام ہوگیا اور شب تاریک نے ان سب کی پردہ پوشی کی
ایک زن پارسا یا غیر پارسا خوان کھانے کے لیکر آئی میگونہ کو کھانا کھلایا اُس مہجبین
پریزاد کو بھی کھانا کھلایا جب نور الدہر کے پاس آئی تو نور الدہر نے کہا کہ ہم کھانا
نہ کھاوینگے اُس عورت نے کہا کہ ہم تمھین زبردستی کھلا دینگے نور الدہر نے کہا کیا
مجال ہی صاحب تم اسمین کیون تکرار کرتی ہو ہم ہرگز کھانا نہ کھاوینگے عورت نے
کھانا ہٹا لیا سامنے شبرنگ کے لائی شبرنگ نے بھی عذر کیا اور کہا دیکھو مقام
انصاف ہی کہ آقا نہ کھاوین اور غلام کھانا کھائے کھانے کو ہٹاؤ یہ سُنکر وہ عورت
جھلا کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ یہ قیدی کیا غمزہ کرتے ہین کھاتے ہین کھائین نہ کھاتے ہین
نہ کھائین وہ خوان لیکر روانہ ہوئی مگر باہر اس قصر کے ایک باغ بنا ہوا ہی کہ اُسمین
صہبائے شیرین کلام رہتی ہی سحر و ساحری مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر اُسنے
جو یہ خبر سُنی کہ اس قیدخانے مین قیدیون کو آب و دانہ نہین ملتا رحم آگیا جب دسترخوان
بچھواتی ہی تو پہلے کھانا قیدخانے مین روانہ کرتی ہی آج دسترخوان بچھا ہی شمعہائے مومی
و کافوری روشن ہین قصد ہی کہ خاصہ کھاؤن کہ وہ ہی عورت سامنے سے آئی
بکتی جھکتی کہتی ہوئی کہ نگوڑے قیدی کس پر ناز کرتے ہین واری آپ نوش فرمائیے
ایک وہ جوان کہ جو پریزاد پر عاشق ہی اُسنے کھانا نہین کھایا اُسکے ساتھ اُسکے عیار نے
بھی نہین کھایا مین نے بہت بہت کہا مگر دونون مین سے ایک نے بھی نہ مانا عیار کا
کہنا تو معقول ہی کیونکہ اُسکا یہ قول ہی کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہی کہ میرا آقا نہ کھائے
اور مین کھاؤن یہ غیر ممکن ہی اور وہ جوان جو شیفتۂ جمال پریزاد ہی حقیقت مین وہ
خود معشوق خوبرو ہی وہ کہتا ہی ہم اپنی جان دینگے اور یہ کھانا نہ کھاوینگے مین
آخر کو کھانا اُٹھا لائی ابھی آج بھوک کم ہی کل منتین کرینگے اور ہم نہ دینگے صہبا
نے کہا کہ او بے حیا جو انسان تیرے قبضے مین ہون تو اُن کو قتل کر ڈالے رحم کا تیرے
دل مین نام نہین خواص بڑبڑا کر کنارے ہوئی صہبا نے کہا کہ ہم خود قیدخانے مین
جاوینگے اور اپنے ہاتھ سے اُسکو کھانا کھلاوینگے یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا

کہ کھانا لیچلو ہم بھی چلتے ہین ہر چند کہ خواصین بھیانک ہوئین مگر حکم حاکم مین کیا عذر تھا
کھانا سب اُٹھا لیا لالٹینین ہاتھ مین لین صہبا چلی ایک کنیز نے بہ جرأت عرض کیا کہ آپکے
جانے مین ایک اعتراض ہی کہ اُس پری زاد کا حال کھل جائیگا ملکہ نے کہا بتوا سے تو کیا ہو
ہوسے ہو بدون کھانا کھلائے نہ پلٹین گے لالٹینین لیکر کنیزین آگے آگے تھین یہان وہ
نازنین نور الدہر سے کہ رہی ہی کہ آپ نے کیون نہ خاصہ نوش کیا نور الدہر کہتے ہین
جو مناسب جانا وہ کیا وہ نازنین کہتی ہی اب تمام رات اور سارا دن یونہی گذر یگا
نور الدہر نے کہا تقدیر مین ہماری جس وقت کھانا ہوگا کھاوینگے اگر مدت ہی بھوکے
مرجاوین گے کہ دروازہ قصر کا کھلا روشنی ظاہر ہوئی اُس نازنین نے گھبرا کر کہا کہ لیجیے
ہمین اور آپ کو کوئی قتل کرنے آتا ہی نور الدہر نے کہا اسکا خوف نہین جو قسمت مین ہی
وہ پورا ہوگا کہ دیکھا لالٹین والیان سامنے سے گذرین بعد اُن کنیزون کے چند صاحبین
پھولون کی پنکھیان ہاتھ مین لیے ہوئے بیچ مین ایک ماہ تابان مہر درخشان خوشخو پری رو
آفت جان غارتگر دین و ایمان خرامان خرامان آتی ہی جب قریب قفس کے پہونچی
دیکھا کہ نور الدہر سر نگون بیٹھے ہین اشک حسرت آنکھون سے بہ رہے ہین صہبا نے قریب
آکر کہا کہ کیون ای شہریار آپ نے خاصہ کیون نہین نوش فرمایا نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا
جیسے ہی صہبا قریب آئی اور عکس اسکا اُس قفس پر پڑا کہ جس مین وہ پریزاد ہی عکس اسکا
پڑتے ہی صورت اُس کی بدل گئی دیکھا کہ ایک ضعیفہ جھریان پڑی ہوئین قفس مین بیٹھی ہی
ملکہ نے ہنس کر کہا کہ کیون بی بی یہ تمھارا کیا حال ہوا وہ حسن و جمال و شباب کیا ہوا پریزاد
رونے لگی قفس سے سر ٹکرایا مُنھ سے دُھوان چھوڑا ہاتھون سے شعلہ ہاے آتش نکلے
جل جل کر خاک ہوئی مگر صہبا نے فرش بچھوایا خاصہ چنوایا قفس نور الدہر اُتارا اور
کہا ابتو خاصہ نوش فرمائیے نور الدہر نے جواب دیا کہ ہمارے نہ کھانے کا یہ باعث
ہی کہ تم لوگ سامری پرست ہو ہم تمہارے ہاتھ کا کھانا نہ کھاوینگے صہبا نے کہا کہ اس
مقدمے مین ہم ناچار ہین نور الدہر نے کہا کہ تو ہم کھانا نہ کھاوینگے اگر اطاعت
اسلام کرو تو بہ نگاہ محبت دیکھین ورنہ آمادہ ہین کہ اپنی جان دے دین جیسا تقدیر

دکھائے اُس مین کیا چارہ ہی صہبا نے کہا مین اطاعت دین اسلام کی کرتی ہون جمہ فرمایئے دہ کرون آپ کے حکم کی ماتحت ہون لیکن باعث خرابی ہی کہ طلسم کشا کو لوح ابھی نہین ملی اگر مین کلمہ پڑھ لونگی تو تم لوگ کیونکر بچوگے جمہ ہوسکیگا وقت پر مدد کرونگی نورالدہر نے کہا کہ مین اسکا خواہان نہین صہبا کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا عجب جاہل سے سامنا پڑا ہی کہ اپنی کہے جاتا ہی ہاتھ پکڑ کر نورالدہر کو دسترخوان پر بٹھایا نوالہ بنا کر منھ مین دیا شاہزادے نے بخاطر نوالہ منھ مین لے لیا دوسرا نوالہ بنا کر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا صاحب کیا میرے ہاتھ ٹوٹ گئے نورالدہر نے شرمندہ ہو کر کہا کہ ہمارا دل تو یہی چاہتا ہی صہبا نے غنچۂ دہن وا کر دیا کہا لو صاحب تمھاری خوشی کرتی ہون مصاحبون کو بھی اشارہ کیا سب نے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا نورالدہر نے کھانا کھاتے مین پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم یہ پریزاد کیون چل گئی ملکہ نے کہا کہ یہ مقدمات طلسم ہین مین دخل نہین دے سکتی نورالدہر نے پھر حال نہ پوچھا مگر شبرنگ کو ملکہ نے حکم دیا کہ اسکو بھی کھانا دے دو شبرنگ نے ہاتھ کھینچا تھا کہ نہ کھاؤن مگر نورالدہر نے اشارہ کیا کہ ای برادر پروردگار کا شکر کرو ورنہ بے آب و دانہ رہتے پروردگار نے ان کے دل مین رحم ڈالدیا بے شک وہ رزاق مطلق ہی کس ترکیب سے کھانا پہونچایا ہی یہ سنتے ہی شبرنگ نے بھی کھانا کھایا مگر فکر مین ہی کہ اب کوئی تدبیر کرون ایک خواص سے اشارہ کیا کہ تمھاری مالک آئی ہوئی ہین باجا مجکو اُٹھا دو کہ مین بجاؤن عاشق و معشوق بیٹھے ہین دونون رضامند ہون ہم لوگ ملازم اسی واسطے ہوتے ہین کہ مالک کو راضی کرین ایک کنیز نے باجا لاکر دیا شبرنگ نے باجا بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

ہشیاری رنج دیتی ہی قید فرنگ کا	دیوانگی نشانہ بناتی ہی سنگ کا +
سودائی ہی جو تیرے خط سبز رنگ کا	رہتا ہی اُسکو آٹھ پہر نشہ بنگ کا +
مہمان بہار باغ ہی دو چار روز کی +	چندے ہی دور دور شراب فرنگ کا
غیرت کا کوچۂ عشق و جنون مین گذر نہین	ہوتا ہی تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا
ای بت خدا کیواسطے دل کو نہ سخت کر	اس کعبے مین ضرور نہین فرش سنگ کا

شگفتا ہون تختہ پھولا ہی نرگس کا باغ میں | آنکھیں لڑا رہی ہے [illegible] رنگ کا
رتبہ ہی پست تخت سلیمان کا ای پری | پایا ہی بہت [illegible]
رخسار صاف چاہیے نظارہ کے لیے | آئینہ ہو حلب کا [illegible]
بعد فنا بھی رنگ طبیعت نہ جائیگا | [illegible]
ساقی نہ قطع سلسلۂ دور جام ہو | مطرب [illegible] آواز چنگ کا
اس گنبد سپہر میں کیا کرونگا یار | [illegible] ہمیشہ [illegible] رنگ کا

اس طرز سے یہ اشعار گائے کہ صہبا نے بڑی تعریفیں کیں [illegible] شبرنگ [illegible] سے یہ اشعار گائے ہیں کہ دل خوش ہو گیا شبرنگ کا ارادہ ہی کہ ساقی [illegible] ملک نے بھی تصدیق کیا کہ شبرنگ کو [illegible] لڑون کہ یکایک آسمان پہ ایک ابر سیاہ آیا دیوی ساحرہ جو نور الدہر کو قید کرکے لایا ہی للکارتا ہوا آسمان سے آیا پکار کر آواز دی کیون بی صہبا تم قید خانے میں کیون آئیں صہبا تھرا گئی منھ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کرکے کہا ای آہنگر میں ایک ضرورت سے آئی تھی میں نے عہد کیا ہی کہ جب قیدی کھانا کھا لینگے تب میں کھاؤنگی گلعذار کنیز کھانا پھیر کر لیگئی مجکو خیال ہوا کہ اگر قیدی بھوکے رہے تو بدنام ہو جاؤنگی ای آہنگر اسکا خیال نہ کرنا کہ میں کسی وجہ سے آئی ہون فقط ان کی غربت پر رحم آیا اس وجہ سے چلی آئی مگر واسطہ خداوند جمشید ثانی کا اسکا خداوند سے ذکر نہ کرنا آہنگر بگڑنے لگا شبرنگ نے ہاتھ تھام لیا کہا ای آہنگر بیٹھ جاؤ دو چار اشعار سن لو آنکھ ملا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

آب حیوان نہ اگر در تہ چاہ زقن است | طرۂ زلف چرا بر لب آن چہ رسن است
ہمنشین چون بخیالت نشود مردم چشم | پرتو شمع رخت روشنی چشم من است
از سرم تا بہ قدم گشتہ ہمہ چہ ہر تیغ | بسکہ پیکان خدنگ تو نہان در بدن است
بعد مرگم بہ لحد خجلت عریانی نیست | کشتۂ عشق ترا جامۂ خونی کفن است
بعد ازین وصف رخ و زلف بتان خواہ کرد | مخفیا ہر سر مویم کہ بہ اعضاے تن است

اس رنگ سے شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ آہنگر کا غصہ کم ہوا بیٹھ کر گانا سننے لگا

شبرنگ نے گلابی کو اُٹھایا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی اور آہنگر کو جام دیا آہنگر نے ملکہ سے پوچھا کہ مین شراب پیون ملکہ نے کہا کہ پیو آہنگر پی گیا پیتے ہی مسخرہ پن کرنے لگا ملکہ نے کہا کہ ای آہنگر تمنے تو آج ہمارا بالکل لحاظ اُٹھا دیا کیا کیا لفظین کہ رہے ہو یہ لفظین ہماری صحبت کے لائق ہین اگر تم خداوند سے میرا ذکر کروگے تو مین بھی اظہار کرونگی کہ آہنگر نے میرا لحاظ نہین کیا لفظین خلاف کہین آہنگر اُٹھا کہ مین تو جاتا ہون جا کر خداوند سے کہونگا کہ بی صہبا قید خانے مین گئین جیسے ہی اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا شبرنگ فوراً خنجر کھینچکر چھاتی پر سوار ہوا صہبا ہان ہان کرتی رہی مگر شبرنگ نے نہ سُنا خنجر مارا کہ شکم پھٹ گیا پاک ہوا آہنگر کے مرتے ہی صہبا گھبرا گئی کہا ای شبرنگ غضب کیا اُس شخص کو مارا کہ جو منظور نظر خداوندی تھا اب آفت برپا ہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ ہم نے پھل پیکر ابی صہبا یہ کیا غضب کیا کہ آہنگر کو قتل کرایا اسکا انجام بُرا ہوگا اب تم کو خداوند نے قید کا حکم دیا ہی صہبا گھبرا کر اُٹھی کہ سحر کرکے نکل جاؤن مگر فیلان تڑپ کر گرا اُسکو گرفتار کیا زبان مین سوزن دی ایک قفس آہنی مین بند کرکے اُسی قصر مین لٹکا دیا اور کنیزون سے کہا کہ جاؤ جاکر باغ مین بیٹھو اب قدرت کو اختیار ہی مناسب جانین رہا کرین یا سزا دین ہم کو اختیار نہین یہ کہکر قفس لٹکا کر لاشہ آہنگر کا اُٹھا لیا طرف قصر جمشید ثانی کے چلا اور نور الدہر کو بھی اُسی طرح پھر قید کر دیا اور یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی حسینان طلسم گرد بیٹھی ہین اُن سے اختلاط کر رہا ہی ہر ایک سے کہتا ہی کہ مین تیرا عاشق ہون وہ شاہزادیان جواب دیتی ہین کہ آپ کا عشق چند ساعت کا ہی آپکی محبت پر ناز کرنا بیجا ہی ہم کو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو آپ محبت کرکے کسی بلا مین پھنسائین جمشید کہتا ہی تم لوگ منظور نظر قدرت ہو خبردار اسکا کوئی خیال نہ کرے کہ طلسم پر بلوہ ہی جسدن قدرت کا جی چاہیگا سب کو مٹا دینگے مسلمانون کی کیا حقیقت ہی بلوہ کرتے ہین تو کیا کرین لوح طلسمی نہ پاوینگے بس لوح طلسمی کا نہ ملنا باعث خرابی ہوگا یہ ذکر تھا کہ فیلان آکر پہنچا لاشہ آہنگر سامنے ڈالدیا کہا یا خداوند ملکہ صہبا نے اسے قتل کرایا اور بیٹھی دیکھا کین عیار تو چست و چالاک ہین نہایت ہی بیباک ہین جہان قبضہ پایا فوراً ساحر کو قتل کرتے ہین

مگر یا خداوند اتنا رحم فرمائیے کہ آہنگر کو زندہ کر دیجیے جمشید نے جھلا کر کہا کہ او احمق تجکو مقدمات خداوندی مین کیا دخل ہے ابھی اگر کہو تو انقلاب کر دون لاشہ ہاے مسلمانان سے جنگل بھر دون فقط قدرت کو یہ منظور ہے کہ حال خیر خواہ و بدخواہ ظاہر ہو جاے کہ کون کون صاحب میری خدائی پر رضامند ہین اور کون صاحب ناراض ہین فقط اسی واسطے مین نے یہ آشوب کیا ہے بعد چند روز یہ آشوب مٹا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ صہبا کو بلاؤ اُس سے پوچھون دیکھون وہ کیا کہتی ہے چند جادوگر گئے قفس صہبا لیکر آے سامنے جمشید کے رکھا جمشید نے پوچھا کہ کیون ای صہبا مجھے بڑا قلق ہے کہ تم قفس مین بند ہو تم قیدخانہ مین کیون گئین صہبا نے جواب دیا کہ مین خداوند سے عرض کر چکی تھی کہ قیدیون کو کھانا کھلاؤنگی اسی وجہ مین گئی جمشید نے حکم دیا کہ جو دشمن خداوند ہے تم نے اُسکو کھانا کھلایا ایک ہفتہ وہین قید رہو صہبا نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ آپ کو اختیار ہے اب مین آئندہ قیدیون کو کھانا نہ پہونچاؤنگی آنکھون مین آنسو بھر کر جو صہبا نے کہا جمشید تو ان سب شاہزادیون پر جان دیتا ہے دیکھ کر بیقرار ہو گیا کہا ای صہبا معاف کیا مگر خبردار شام کو میری صحبت مین ضرور آنا قدرت تمسے رضامند ہین اور خبردار اب کبھی قیدخانے مین نہ جانا اگر ہم سُن پاوینگے کہ تم قیدخانے مین گئین تو تمہارے واسطے سزاے کامل ہوگی جس طرح یہ سب شاہزادیان خدمت مین حاضر ہوتی ہین اسی طرح تم بھی حاضر ہوا کرو تمھین رتبۂ اعلیٰ ملیگا صہبا بہت خوب بہت خوب کہا کی تھوڑی دیر دربار مین ٹھہری بعد اُسکے روانہ ہوئی باغ مین آکر کنیزون کے پاس بیٹھکر رونے لگی کنیزون نے کہا واری کیا چاہتی ہو جو حکم ہو وہ بجا لادین صہبا نے کہا کہ سب نشہ اُتر گیا ہر وقت طبیعت پر دفور غم والم ہے مقام افسوس ہے کہ ایسا شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت وہ اس طرح پر قید ہے اگر تم سب صاحب مل کر مدد کرو تو نقب کھود کر قیدخانے مین جاؤن عیار اُن کا بڑا تیز و طرار ہے باتون باتون مین آہنگر کو مار لیا اُسکو رہا کرون شاید اُسکی راے سے کوئی بات نکلے ایک کنیز نے کہا واری میگونہ نامے کیسی کامل واکمل جادوگرنی ہے اُن کے ساتھ قید ہے اُس کو بھی

رہا کیجیے وہ سحر کر کے نور الدہر کو نکال لاوینگی ملکہ نے کہا مین سب کو رہا کرونگی جمشید کو اختیار ہے جو چاہے سزا دے مین اپنی زندگی سے بیزار ہون یہی چاہتی ہون کہ محبت مین اُس جوان کی جان دون سب کنیزین آمادہ ہوئین ملکہ نے ایک گوشے سے نقب دینا شروع کر دی نقب دیتے دیتے پہر رات رہے ٹھہرہ نقب کا قید خانے مین توڑا صہبا نقب سے جو نکلی قریب قفس میگونہ پہونچی اور زبان سے میگونہ کی سوزن نکالی میگونہ قفس توڑ کر نکلی نکلتے ہی قفس نور الدہر توڑا شبرنگ کو بھی رہا کیا کہا ای شہریار نکل چلیے نور الدہر و میگونہ صہبا سے وعدہ کر کے چلے کہ انشاءاللہ تمھاری خبر لین گے صہبا نے کہا کہ یہ گستاخی میری بالا بالا نہ جائیگی اِسکا بدلہ ضرور ہوگا مگر تم لوگ خیر و عافیت سے نکلجاؤ قید خانے سے میگونہ و نور الدہر و شبرنگ نکلے جیسے ہی چاہا کہ آگے بڑھین دیکھا سامنے سے ایک شیر للکارتا ہوا آتا ہی کہ ای قیدیان بلا کہان جاتے ہو اب آگے نہ بڑھنا ورنہ قیامتین بپا کرونگا میگونہ و نور الدہر و شبرنگ کے پاؤن زمین نے تھام لیے صہبا نے جو دیکھا کہ وہ شیر غلطک مار کر ایک ساحر کی صورت بنا نعرہ کرتا ہوا چلا کہ منم ہزبر جادو چاہا کہ میگونہ پر جا پڑون صہبا نے جھولی سے کارد سحر نکالی اسم سحر کا پڑھ کر پھینک ماری ہزبر کے سینے کو توڑ کر پار گذری ہزبر کے مرتے ہی میگونہ اور نور الدہر و شبرنگ آگے بڑھے کہ پہلو سے پھر دھڑوکے کی آواز آئی کہ منم فیلان فیل پیکر نگہبان زندانخانہ سامنے آ کے ہاتھی نے سونڈا اپنی زمین پر دے ماری ایک غبار اُٹھا اُس غبار نے سب کو گھیر لیا صہبا نے دیکھا کہ یہ لوگ پھر بیکار ہوے جھولی سے ایک تلوار نکالی اسم سحر پڑھ کر پھینک ماری اُس فیل نے زفیل دی ایک تیر تڑپ کر گرا تلوار ٹوٹی اور نعرہ کیا کہ ای صہبا مین نے دیکھا کہ تو نے ہزبر کو مارا فیلان کو بھی چاہتی ہی کہ قتل کرے فیلان ایسا نہین ہی کہ تیرے سحر سے مارا جاے مگر صہبا نے جو دیکھا کہ تلوار ٹوٹی اور فیل جھومتا ہوا آتا ہی خنجر پھینک مارا ہاتھی کا بھسونڈا اُڑ گیا ہاتھی مُنھ پھیر کر بھاگا صہبا نے دوسرا خنجر مارا کہ ابکی مرتبہ فیل کا سر اُڑ گیا فیل جب مارا گیا تو اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من فیلان فیل پیکر بود جب یہ دونون جادوگر مارے گئے تو نور الدہر و

شبرنگ و میگونہ نکلے جب دور نکل گئے تو ملکہ صہبا تھراتی ہوئی باغ مین آئی کنیزون کو
جمع کیا ملکہ نے کہا کہ کیون صاحبو کیا ارادہ ہی اب آفت آیا چاہتی ہی یقین ہی کہ جمشید
کو خبر ہوگئی ہو کوئی ساحر یہان آئیگا تو مین ابھی نکل جاؤن مگر تم لوگ جو ساتھ دو سب نے
کہا ہم آپ کے ساتھ ہین چالیس کنیزین و ملکہ صہبا ایک تخت پر سوار ہوئے نکل چلین
یہان نورالدہر و ملکہ میگونہ و شبرنگ جاتے تھے ایک صحرا کو طی کر چکے تھے کہ ایک
اور جنگل ویران ملا بونڈے گرد کے شور رہے تھے شیر و پلنگ پھر رہے ہین ایک
طرف سے ایک اژدر آتش فشان پھنکارتا ہوا پیدا ہوا کہ منہ اژدر صحرا النشین میگونہ
نے قصد کیا کہ سحر کرون جھولی سے ماش کے دانے نکالے اور پھینک مارے وہ دانے
زمین پر گرے اژدہے نے گرد اُن کے حلقہ کر لیا اب میگونہ لاکھ طرح چاہتی ہی
کہ سحر کرون مگر سحر یاد نہین آتا حلقے مین اُسی اژدہے کے پھنسی ہوئی ہی میگونہ جب
سحر یاد کرتی ہی تو سحر صفحۂ خاطر ملکہ سے اُڑجاتا ہی ناچار ہو کر رہجاتی ہی کچھ بن نہین پڑتا
کہ اژدر نے نلططا ماری شکم چاک ہوا ایک جادوگر بصورت مہیب و بشکل عجیب و غریب
ظاہر ہوا اور میگونہ کو دیکھ کر رقص کرنے لگا توڑے لیکر کہتا تھا کہ کیون ای گنہگارو اب
تم تینون کے سر کاٹ لون میگونہ تو نہ بولی مگر نورالدہر نے دل کو سنبھالکر جواب دیا
کہ او بے حیا جو تجھسے ہو سکے اُسمین قصور نہ کر اگر ہماری قضا تیرے ہی ہاتھ سے ہی
تو ناچاری ہی یہ کہکر پکارے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے بچالے
وہ ساحر کھڑا ہوا للکار رہا ہی بار بار ہاتھ بڑھاتا ہی کہ میگونہ پر قبضہ کرون میگونہ کی صورت
زیبا دیکھ کر پسینے پسینے ہو رہا ہی کبھی ہاتھ باندھتا ہی کبھی قدمون پر گرتا ہی کہتا ہی کہ
اگر تو مجکو قبول کرے تو ان دونون کو رہا کر دون مگر تجکو اپنے مقام پر لے چلونگا ای
میگونہ یہان سے لشکر تک ہزار آفتین ہین کس سے کس سے بچوگی میگونہ نے کہا کہ ہمارا
حافظ حقیقی ہماری حفاظت ہر جگہ کریگا اژدر جادو نے نورالدہر کی طرف دیکھ کر کہا
کہ مقام افسوس ہی اس جوان پر عاشق ہوئی ہو جان کا کچھ خوف نہین میگونہ نے کہا کہ
ابتو جو کیا وہ کیا مگر تو مجھسے کچھ امید نہ رکھنا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر اژدر جادو

منتین کر رہا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کیا کہون نظم

وحشی کی شب ہجر گردون نوع دیگر ہو گیا ۔ شام کے ہوتے ہی مین جامے سے باہر ہو گیا

عیسیٔ مریم وہ لعل روح پرور ہو گیا ۔ روے زیبا کے سبب یوسف پیمبر ہو گیا

ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہو گیا ۔ دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہو گیا

اُس شہ خوبان کو لکھا جب عریضہ شوق کا ۔ اسقدر لوٹا ہما اُس پر کبوتر ہو گیا

نقش جب تو نے کیا لیکر قلم کو ہاتھ مین ۔ صاد تیرا شعر کے چہرہ کا زیور ہو گیا

روح کو تفریح اُن دانتون کے دیکھے سے ہوئی ۔ آب گوہر سے ہرا دل کا صنوبر ہو گیا

نکہت گیسو سے کس دلبر کے آئی تھی نسیم ۔ بوے سنبل سے دماغ جان معطر ہو گیا

صورت قاتل کے دیکھے سے ہوئی ایسی خوشی ۔ اپنی آنکھون مین ہلال عید خنجر ہو گیا

آنکھ سے دیکھا سُنا کرتے تھے صحبت کا اثر ۔ تیری گردن مین صراحی دار گوہر ہو گیا

ایک الف سے قد کے سودے مین ہوا آتش تغیر ۔ چار ابرو کو صفا کر کے قلندر ہو گیا

یہی اشعار پڑھتا ہی اور منتین کرتا ہی مگر میگونہ ثابت قدم کوے محبت ہر مرتبہ جواب دیتی ہی کہ ای اژدر جادو جو تجھسے ہو سکے قصور نکر قتل کر ڈال مگر ذکر عصمت کا نہ نکال مین اپنی جان دونگی مجھے زندہ نہ پائیگا ای اژدر شاہزادے کا ساتھ دے کہ تیرا انجام بخیر ہو جاے مگر اژدر نہین مانتا ہی چاہتا ہی کہ میگونہ پر قبضہ کرون قضاے کار ملکہ صہبا جو تخت اُڑاے آتی ہین اژدر نے دیکھا کہ ایک ابر گلنار پیدا ہوا زیر ابر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر نہایت رعنا و زیبا اژدر جادو نے خیال کیا کہ کوئی مددگار نور الدہر کا آتا ہی ایک گولہ ابر پر مارا ابر پھٹا صہباے شیرین کلام کو دیکھا کہ تخت پر سوار چالیس کنیزین ہمراہ ابر سے ظاہر ہوئین للکارا کہ او اژدر جادو خبردار ان پر ہاتھ نہ ڈالنا اژدر نے پکار کر کہا کہ ای صہباے شیرین کلام تمھاری گرفتاری کا بھی حکم ہی کئی جادوگر اسی لشکر مین چلے ہین مین سب کے قبل پہونچ گیا لہذا مناسب یہ ہی کہ سامنے خداوند کے چلی چلو وہان عذر اور معذرت کر لینا مجکو جو حکم ہی وہ مین بجا لاؤنگا مین سامنے خداوند کے تمکو

لیجئے نکلا اس حیوان کی ذات سے بہت بڑے صدمے پہونچے ... یہ جادوگر مارا گیا کوئی
صدمہ تو ان کو بھی پہونچے صہبا نے کہا کہ ای اژدر جادو میرے سامنے تیری مجال نہین ہی
کہ تو ان کو ستائے آئندہ پروردگار کو اختیار ہی اژدر نے کہا کہ تم بھی جمشید ثانی سے
پھر گئین خدائے نادیدہ کو یاد کرتی ہو یہ کہکر قصد کیا کہ میگونہ پہ ہاتھ ڈالے دون میگونہ
نے بہ نگاہ یاس طرف صہبا کے دیکھا کہا ای صہبا یہ ملعون مجھ پر جبر کرتا ہی سحر سے اسکے
بیکار ہون جو جبر چاہے کرے ہمین کیا اختیار ہی آخر صہبا نے کارد سحر جھولی سے نکالی اسم
سحر پڑھکر پھینک ماری شانہ اژدر کا نشانہ ہوا اور کارد آنشانہ کر پار نکلی شانہ زخمی ہوتے ہی
اژدر نے چاہا کہ بھاگ جاؤن صہبا نے کہا کہ ای اژدر اب تجکو نہ جانے دونگی اژدر
نے بھی گولہ نکال کر مارا صہبا نے گولہ کاٹ دیا اب دونون مین سحر چل رہے ہین کہ شبرنگ
نے بیقرار ہوکر کہا کہ ای اژدر جادو بڑا غضب ہوا میری کمر مین روپے تھے وہ گرے
جاتے ہین یہ پوٹلہ تو لے لو اژدر نے ہاتھ بڑھایا شبرنگ نے کمر سے نکال کے رومال دیا
اژدر جادو نے خیال کرکے دیکھا کہ بہت بڑا پوٹلہ ہی یقین ہی کہ دو چار سو روپے ہونگے
سوچا کہ اسکو کھولکر دیکھون جیسے ہی گرہ کھولی دھوان نکلا اژدر بیہوش ہوکر گرا اوپر سے
صہبا نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کہ اژدر جادو کے دو ٹکڑے ہوئے سب نے
رہائی پائی صہبا نے کہا کہ آپ لوگ بڑھئیے مین بھی آتی ہون ای میگونہ تم کیسی ساحرہ
ہو جلد نکل جاؤ ہر مقام پر پھنس جاتی ہو میگونہ نے جھولی سے گولہ نکالا سحر تیار کرکے
ہاتھ مین لے لیا ہوشیار ہوکر چلی مگر لشکر نورالدہر جس مقام پر فروکش ہی رات کو جب
نورالدہر و میگونہ نکل گئے صبح کو فیروز تاجدار نے دربار کیا گھبرا گھبرا کر کہہ رہا ہی
کہ آقا کا اب تک نشان نہ معلوم ہوا شبرنگ تلاش مین گیا وہ بھی اس وقت تک پلٹکر
نہین آیا معلوم ہوتا ہی کہ بی میگونہ بھی کسی آفت مین پھنس گئین کہ کچھ حال نہ کھلا سب سردار
پریشان ہو رہے ہین سب سے زیادہ دیوانے زنجیرین ہلاتے پھرتے ہین اور کہتے ہین
فلک نے کیا سامان دکھایا دیکھیے انجام کیا ہو کہ ابر سیاہ آسمان پر اُٹھا اور آواز آئی کہ
منم باران جادو آسمان سے آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ جل کر خاک ہوا بعض سپاہی

[illegible]

[illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

جہان را بدین خوبی آراستی — [illegible] کہ [illegible]

زگرمی و سردی و از خشک و تر — سرشتی بہ اندازہ یا [illegible]

چنان برکشیدی و بستی نگار — کہ بہ زان تیارد خرد در شمار

سب سردار سر بہ مہنہ کیے ہوے دعائین مانگ رہے ہین کہ صحرا کی طرف سے دیکھا ملکہ میگونہ آگے لور الدہر و شبر نگ پیچھے آتے ہین مگر میگونہ کا چہرہ سرخ ہو رہا ہی گولہ ہاتھ مین اور ایک ہاتھ مین کار د سحر جیسے ہی دیکھا کہ لشکر تباہ ہو رہا ہی اور باران جادو آسمان سے آگ برسا رہا ہی گولہ کھینچ مارا گولہ پھٹا دھوان نکلا دوسرا ابر اور تیار ہوا دونو ابرون مین جنگ ہونے لگی میگونہ سحر کر رہی ہی اور باران جادو دفع کر رہا ہی ابر بجلی آپس مین جنگ کرتے ہین جب دونون ابر مل جاتے ہین تو صدائین مہیب آتی ہین طائر جل جل کر گر رہے ہین کہ دوسرا ابر سرخ رنگ پیدا ہوا بہ تعجیل آیا اور آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ صہبائے شیرین کلام نہایت غصے مین آکر پہونچین نعرہ کیا کہ او باران جادو یہ کیا حرکت ہی غضب کرتا ہی تو نے بیٹیاؤن کو جلا دیا اسکی پرستش خدا تجھسے کیا کریگا باران جادو نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم مجھسے خطا ہوئی مگر آپ اپنے کو بچائیے یہ کہکر ہاتھ ہلایا ہزار ہا شعلۂ آتش صہبا پر گرا اُن شعلون مین ملکہ بند ہو گئین مگر تڑپکر نکلین کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ شعلۂ آتش مین گھر گئین مگر فوراً تڑپ کر نکل گئین آخر ملکہ نے بلند ہو کر ہاتھ ہلایا کہ برق تیغ گرین ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اب باران کا سامنا ہوا باران نے جو سامنے صہبا کو دیکھا گولہ کھینچ مارا صہبا نے وہ گولا کاٹا جب کئی سحر باران کے ملکہ

صہبا سے دفع کیے تو باران نے ایک چیخ ماری کہ اے قطرہ زن [illegible]
[illegible] میں عاجز ہو رہا ہون سحر میرا تاثیر نہین کرتا [illegible]
[illegible]
[illegible] قسمت کرتی ہون کہ اسپر غلبہ پاؤن مگر [illegible] سحر [illegible]
غالب آتا ہے یہ کہکر اُس ساحرہ نے برقین گرائین صہبا ان برقون مین چھپ گئی مگر [illegible]
سب برقون نے قہر کیا ایک برق کو اشارہ کردیا وہ برق چمک کر سر پر اُس ساحرہ کے آئی
اسطرح کڑک کر گری کہ اُس ساحرہ کے دو ٹکڑے ہوے اور آواز آئی کہ کشتی [illegible]
قطرہ زن آفت بار بود مرتے ہی قطرہ زن کے باران بادشاہ گھبرایا چاہا کہ بھاگ کر
نکل جاؤن مگر صہبا نے روکا زلفون سے ایک بال توڑ کر جھٹکا دیا کہ زنجیر بنکر پاؤن [illegible]
باران کے پڑا ملکہ نے کھینچا باران کھنچتا ہوا قریب آیا ہاتھ باندھتا تھا کہ مجھے نہ مارو
مگر ملکہ نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ باران کے دو ٹکڑے ہوے اب نورالدہر
ومیگونہ وشبرنگ داخل لشکر ہوے صہبا بھی آکر شریک ہوئی ساحرون نے نوا اور
زور ہوا میگونہ نے تنہائی مین نورالدہر سے کہا کہ یہ ساحرہ آپ کی شریک ہوئی کہ
جسکا سحر و ساحری مین مثل نہین اگر وقت پر جمشید ثانی آپڑے تو صہبا ایسی ہی کہ اُس کو
جواب دے کیا عجب ہی کہ اسکا سحر غالب ہو یہ شعلہ جوالہ ہی نورالدہر نے بھی بہت کچھ
تعریفین کین اور کہا کہ راہ بھر مین کئی ساحرون نے گھیرا مگر اُن سب کو صہبا نے مارا
میگونہ ہر مرتبہ گرفتار ہوگئین مگر صہبا نے آکر رہا کیا ہمکو بھی بچایا اسی کی وجہ سے یہانتک
پہونچے ورنہ زندانخانہ سے یہانتک آنا دشوار تھا سب سردار دربار مین آکے بیٹھے
نورالدہر سے باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار
پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان مسلح و مکمل آکر مقابلے مین پہونچا اور کہلا بھیجا کہ منم
عفریت خونخوار ای نبیرۂ صاحبقران بہتر یہ ہی کہ اس صحرا سے کوچ کر جاؤ ورنہ
وہ آفت برپا کرونگا کہ جو کسی نے نہ کی ہو صہبا نے کہا کہ ای شہریار حقیقت مین یہ اسم بامسمی
ہی اگر حکم ہو تو سحر کرکے اسکو آوارہ کردون نورالدہر نے جواب دیا کہ یہ ہمارے

لشکر کا قانون نہین ہی غیر ساحر سے ساحر نہین لڑ سکتا ہم حکم نہ دینگے عفریت نے فوراً طبل جنگی بجوایا نورالدہر کو خبر پہونچی انھون نے بھی طبل جنگی بجوایا صبح کو عفریت خونخوار بڑے زور و شور سے میدان مین آیا نورالدہر بھی لشکر لیکر میدان مین آئے ایک طرف صہبائے شیرین کلام اور ایک جانب میگوسنہ اور جملہ سرداران پشت پر صف باندھے کھڑے ہین مگر عفریت نے جو صہبا کو دیکھا پسینے پسینے ہوگیا گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای نورالدہر مین تم پر رحم کرتا ہون مگر اتنا احسان کرو کہ صہبا کو یہان بھیجدو مین قدرت سے کلام کر لونگا جو جو گستاخیان ان سے سرزد ہوئین مین معاف کرا دونگا صہبا نے رکاب سے ہاتھ ہٹایا کہا ای شہریار مین اسکا حکم پورا کردون دیوانہ ہو کر طرف صحرا کے چلا جاے پہاڑ سے سر ٹکراے پھر پلٹ کر نہ آئے ہرچند نورالدہر نے روکا مگر صہبا کو اسقدر ناگوار ہوا تھا کہ تلوار کھینچ کر اپنے گلے پر رکھ لی کہا اگر مجکو اجازت نہ دیجیے گا تو مین اپنا گلا کاٹ لونگی ناچار ہو کر نورالدہر نے صہبا کو اجازت دی صہبا نے میدان مین آکر ایک گولہ طرف صحرا کے مارا کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

دل رہے نالہ کنان بلبل نالان کی طرح	سینہ بنجاے جو داغون سے گلستان کی طرح
لاغر اُس گل کی محبت نے یہ وحشت مین کیا	اُستخوان چھبنے لگے خار مغیلان کی طرح
چاندنی پھیل گئی سارے جہان مین شبکو	بام پر یار جو آیا مہ تابان کی طرح
جب سے آنکھون سے چھپا چاند سا چہرہ اُنکا	داغ ہی دل پہ ہمارے مہ تابان کی طرح
آمد فصل بہاری کی خبر سُن سُن کر	چہچہے دل نے کیے بلبل بستان کی طرح
لاغر ایسا ہون کہ طاقت نے دیا مجکو جواب	بستر خواب پہ ہون قالب بیجان کی طرح
دست رنگین سے بہت شانہ نہ زلفون مین کرو	شل نہ ہو جاے کہین پنجۂ مرجان کی طرح
آتش عشق جو سینے مین ہمارے بھڑکی	داغ دل جلنے لگے مہر درخشان کی طرح
رشک اس بات کا تھا غیر نہ جانے پاے	اُسکے در پر مین رہا جاکے نگہبان کی طرح

دیکھا سامنے سے ایک مہ جبین شعلہ رخسار یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی عفریت نے جو

اُس مہ جبین کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار اُٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میرے پاس آؤ اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ تم کو دور جانا ہی میرے پاس آؤ مین تم کو راستہ بتا دون عفریت گینڈے سے اُترا جب قریب اُس نازنین کے آیا تو اُس نازنین نے ایک پرچہ ہاتھ مین دیا مضمون اُسمین یہ لکھا تھا کہ یہ سحر صہبائے شیرین کلام ہی طرف قصر ہفت رنگ کے جاؤ اور سر جمشید ثانی کا لاؤ وہ پرچہ ہاتھ مین لیکر عفریت پھر اپنے گینڈے پر سوار ہوا اور کہا کہ کیون ملکۂ عالم تم سے کہان ملاقات ہوگی اُس نے مسکرا کر جواب دیا کہ جب تم جمشید سے لڑ چکو گے تو مین بھی اُسی قصر مین ملونگی تمھاری میرے ساتھ شادی ہوگی مین دُلھن بن کر بیٹھونگی یہ سُنکر عفریت خونخوار بہت خوش ہوا اور طرف جمشید کے روانہ ہو گیا صہبا نے سحر کرکے لشکر کو بھی اسکے متفرق کیا نور الدہر بفتح و فیروزی پلٹے مگر عفریت خونخوار بلبلاتا ہوا تیغۂ برہنہ ہاتھ مین لیے اُسکو چمکاتا ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ جمشید تو دربار مین نہین ہی لیکن وزیر اسکا شبدیز چابک خرام دربار مین بیٹھا ہی احکام جاری کر رہا ہی کہ لشکر مین تلاطم ہوا شبدیز نے پوچھا کہ ارے یارو یہ کیا معرکہ ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ حضور عفریت خونخوار نامے پہلوان لشکر پر آگرا ہی سب کو قتل کر رہا ہی اور قدرت کو بُرا کہہ رہا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین ہی اُس کو جو دیکھتا ہی تو اور زیادہ بلبلاتا ہی کئی ہزار جوان قتل کر ڈالے ہین اپنے زمانے کا دیو ہی کوئی اُس سے لڑ نہین سکتا جسنے سامنا کیا وہ مارا گیا یہ خبر وحشت اثر سُنکر شبدیز اپنے مقام سے اُٹھا اور قصر سے کود الشکر مین آکر دیکھا کہ چہار طرف تلاطم ہی عفریت خونخوار گینڈے پر سوار ہر ایک کو قتل کر رہا ہی اور آواز دیتا ہی کہ جمشید ثانی کہان گیا اس وقت میرے مقابلے مین نہین آتا بے حیا خداوند بن کر بیٹھا ہی آج اُسکی خدائی مٹاؤنگا ملکۂ عالم کا حکم ہی کہ جا کر جمشید کا سر لاؤ مین تم سب کو قتل کر ڈالونگا ورنہ جمشید کو بتاؤ شبدیز نے للکارا کہ او عفریت کیون دیوانہ ہوا ہی قدرت نے تجکو پیدا کیا اُنھین کو بُرا کہتا ہی بعد دم بھر کے قیامت برپا ہوگی بس بہتر یہ ہی کہ آکر قدمون پر گر و خطا اپنی معاف کراؤ

یہ کلمہ جو شبدیز نے کہا عفریت خونخوار تیغہ چمکاتا ہوا جھپٹا پکارتا ہوا کہ او مردود تجکو بھی
یہ لیاقت ہوئی کہ مجھسے تو مقابلہ کریگا ایک وار مین دو ٹکڑے کرونگا یہ کہتا ہوا قریب آیا
ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے خالی دی تمام کی تو اسے چھین کر پھینکی پرچہ کاغذ کا چھین لیا
جو اُس کو پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ یہ سحر صہبائے شیرین کلام کا ہی عفریت گینڈے
سے کود اور کہا کہ او بے حیا پرچہ کاغذ کا واپس دے ایسا نہ ہو کہ معشوق پوچھے تو
کیا جواب دونگا شبدیز نے منہ پر ہاتھ پھیرا او پشت ٹھوک کر کہا کہ ای عفریت تم
چلنے مین بھی آتا ہو نبی صہبا تمہاری مرد بیچارا کا ہوت بڑی گستاخ ہو گئی ہین یہان تک سحر
پہونچایا قدرت کا خوف بھی موقوف ہوا ایک ذلیل پہلوان اُس کو دیوانہ کیا وہ بیہودہ
بکتا ہوا آیا اگر ہم بدولت اس وقت یہان نہ ہوتے تو لشکر کی خرابی تھی یہ سُنکر عفریت
گینڈے پر سوار ہوا صحرا کی طرف روانہ ہو گیا شبدیز نے ہفت رنگ مین لباس
فاخرہ پہنے انگشتری پہنی سحر کی ایک طاؤس پر سوار ہوا طرف لشکر نور الدہر
کے چلا یہان یہ وقت ہی کہ نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے ہین صہبائے شیرین کلام بھی
دربار مین بیٹھی ہین کہ آواز سے نعرہ مارا الحکم شبدیز چابک خرام کیون بی بی مجھسے
اُٹھکر مقابلہ کر مجھے بیروت سحر مین جو تو کامل ہو ورنہ مین تمکو لیجاؤنگا سامنے
قدرت کے پہونچا دونگا صہبا یہ سُنکر اُٹھنے لگی نور الدہر نے دامن پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم
سمجھ بوجھ کر سحر کرنا یہ وہ جمشید کا ہی ایسا نہ ہو کہ باعث خرابی ہو صہبا نے کہا کہ اس کو
ایسا دیوانہ کرون کہ جہان جائے وہان جوتیان کھائے جمشید کی صحبت مین بیٹھنے نہ پائے
آخر دامن چھڑا کر بلند ہوئین شبدیز سے رد و قدح ہونے لگی دو چار سحر آپسمین ہوے
صہبا نے دیکھا کہ جو سحر مین نے کیا شبدیز نے اُسکو دفع کر دیا جھولی سے ایک نشتر نکالا
پیشانی پر اپنی مار لیا خون چلو مین لیا طرف شبدیز کے پھینک مارا شبدیز پر جو قطرے
خون کے پڑے زمین سے غبار اُٹھا اُس غبار نے شبدیز کو گھیر لیا ہر طرف سے آگ
برس رہی ہی شبدیز چاہتا ہی آگ سے نکلون مگر ممکن نہین کہ نکل سکے ملکہ نے آخر مین
اور خون پیشانی کا لیا وہ بھی پھینک مارا منھ پر شبدیز کے پڑا شبدیز نے پکار کر کہا کہ

ای شہنشاہ مصر خوبی وای سرو روان باغ محبوبی مین جاتا ہون اور سر لیکر جمشید کا آتا ہون
یہ کہکر پلٹا صہبا پلٹ کر آئین سب سرداروں سے تعریف کی کہ ای ملکہ عالم کمال کیا کہ
وزیر جمشید کو پلٹا یا عیگو نہ نے کہا یہ وہ وزیر ہی کہ تمام کارخانے ذکی ذات پر موقوف
ہین بڑے بڑے انتظام کرتا ہی ای شبرنگ ہوسکتا ہی کہ اسکی خبر لاؤ کہ اس نے جا کر
کیا کیا شبرنگ نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون صہبا نے کہا کہ ای شبرنگ بن عمرو
قصر ہفت رنگ مین سمجھ کر پاؤن رکھنا وہ ایسا قصر ہی کہ جمشید کو سب خبرین ملتی ہین
ایسا نہ ہو کہ تم کو پہچان لے شبرنگ نے کہا کہ مین سمجھ کر جاؤنگا یہ کہکر شبرنگ چلا جب
لشکر سے نکلا تو زنگ کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھنے لگا دیکھا کہ شہنشاہ اوج عیاری
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین شبرنگ نے سلام کیا
خواجہ نے کہا کہ بیٹا کہان چلے تمھارے آقا کے یہان تو خیر و عافیت ہی شبرنگ نے کہا
کہ آپ کے تصدق سے اس وقت تک خیر و عافیت ہی کل جیسا کچھ ہوگا وہ سمجھا جاے گا
وزیر جمشید آیا تھا موسوم بہ شبدیز چابک خرام اُسکو ملکہ صہبا ے شیرین کلام
نے سحر کرکے پھیر دیا اب وہ مسحور ہوکر قصر ہفت رنگ مین گیا ہی اور مین براے خبر
جاتا ہون کہ اُسنے کیا کیا خواجہ نے کہا کہ بسم اللہ مین نورالدہر سے ملاقات کرکے
پلٹ جاؤنگا خواجہ نے شبرنگ کو رخصت کیا مگر شبدیز چابک خرام بلبلاتا ہوا
جاتا ہی کسی مقام پر رُکتا نہین سامنے کوہ نقرہ تھا زرریز جادو ایک شاہزادی حسین
وجمیل اپنے گود پر بیٹھی تھی کئی سو کنیزین گرد بیٹھی ہین محفل عیش و نشاط آراستہ ہی جام گردش
مین ہی شبدیز چابک خرام نے دور سے جو یہ معاملہ دیکھا آسمان سے اُترا زرریز نے
جو وزیر اعظم کو دیکھا لا کر مقام صدر پر بٹھایا شبدیز چابک خرام صورت زیبا زرریز کی
دیکھ رہا ہی آخر ضبط نہ ہو سکا پکار اُٹھا کہ ای شاہ اقلیم خوبی وای سرو روان باغ محبوبی
میرے پہلو مین آکر بیٹھو مین تمھارا گشتۂ ابرو ہون عاشق گیسو ہون پریشان ہو رہا ہون
زرریز نے کہا کہ ای وزیر اعظم اپنے ہوش مین آو کیا بیہودہ بکتے ہو سر محفل ایسا
کلام کیا ایسا نہ ہو کہ مجھے خلاف گذرے مین نے خداوند کی خاطر سے تمکو محفل مین اپنی

جگہ دی ورنہ تم اس قابل نہین ہو کہ کوئی شریف تم کو اپنی صحبت مین جگہ دے شبدیز نے
کہا کہ ای زرریز مین نے بہت ضبط کیا جب ضبط نہ ہو سکا تب ایسا کلام کیا مین اپنے ہوش
مین نہین ہون میرا عجیب حال ہی میری مدد کرو نظم

ہوا ہی شوق مجکو اُسکے در پر جبہہ سائی کا — کہ شاہی سے ہی اعلےٰ مرتبہ جسکی گدائی کا
اُٹھایا عشق مین ہر چند غم ساری خدائی کا — مگر اب ہمسے اُٹھ سکتا نہین صدمہ جدائی کا
ملک عرش بریں پر دیکھ کر حضرت کو کہتے تھے — یہ وہ بندہ ہی جو مختار ہی ساری خدائی کا
اُٹھا پردہ دوئی کا جب تو وہ یکتا نظر آیا — حجاب غیر مانع تھا مرے دل کی صفائی کا
علی کے نام پر مشکلشائی ختم کی حق نے — کسے ایسا ہوا ہی حوصلہ مشکلشائی کا +
نہ بات اب پوچھیگا ہر گز کوئی قند مکرر کی + — کہ پہونچا مصر تک شور اُسکے ہونٹھون کی مٹھائی کا
ہی برابر مدحت شاہ نجف مین مشق ہو ہر دم — اگر رکھتے ہو دل مین حوصلہ طبع آزمائی کا

زرریز یہ اشعار سُنکر بہت برہم ہوئی کہا ای شبدیز بڑی گستاخی تم کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ
تم کو میری طرف سے ملال پہونچے شبدیز نے کہا کہ مین وزیر اعظم خداوند ہون میری سب
خاطر کرتے ہین زرریز بولی کہ اگر ایسا گھمنڈ کروگے تو سامنے خداوند کے بدنام ہوگے
شبدیز نے کہا کہ مین خیر خواہ دولت کہلاتا ہون مجھے کوئی بدنام نہین کر سکتا آخر
تکرار بڑھی شبدیز نے ہاتھ بڑھایا کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون زرریز نے ایک تمانچہ مارا
تڑاقے کی آواز ساری محفل مین پہونچی کنیزون نے کہا کہ ای شبدیز مبارک ہو کہ معشوقہ
کے ہاتھ کا تمانچہ تو کھایا شبدیز نے کہا مین تو اسکی آرزو رکھتا تھا کہ معشوق گستاخ سے
سابقہ پڑے یہ کہکر زرریز سے کہا بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ چلو باغ مین میرے بڑی تیاری ہی
پھولون کے جابجا انبار لگے ہین زرریز نے کہا کہ ای شبدیز اب جاؤ گے کہ ذلت اُٹھاؤ گے ایک
مرتبہ ایسا سحر کرون کہ پہاڑ سے سر ٹکرانے لگو غیرت کی بات پر شرماتے نہین ہو آخر یہانتک
تکرار بڑھی کہ شبدیز بڑھا چاہا کہ ملکہ کو گود مین اُٹھالون زرریز نے سحر کیا پانؤن شبدیز کے تھرائے
یہ اپنے محل سے دیکھا کہ ملکہ صہبائے شیرین کلام مسکراتی ہوئی آتی ہین آکر کہا کہ ای
شبدیز تم یہان کیون ٹھہرے قصر ہفت رنگ مین جاؤ قدرت کے سامنے مطلب حاصل ہوگا

زرریز سے تکرار نہ کرو صہبائے نقلی سے جو یہ کہا شبدیز کے دل پر تاثیر ہوئی زرریز کو جھک کر
سلام کیا کہا ای ملکۂ عالم رخصت ہوتا ہون زرریز نے کہا کہ صاحب اختیار ہی خواہ بیٹھو خواہ
جاؤ شبدیز کوہ سے اُترا جست و خیز کرتا ہوا چلا ایک ایسے صحرا مین پہونچا کہ ہزارہا آہوان
ختنی پھر رہے ہین ایک جانب دو جوان شکاری تیر و کمان ہاتھ مین لیے شکار کھیلتے پھرتے ہین
یہ صحرا جو شبدیز نے دیکھا ایک آہو کے پیچھے دوڑا وہ آہو بھاگا ایک باغ مین گھس گیا شبدیز
بھی ساتھ ہی پہونچا دیکھا فرش بچھا ہی ایک نازنین مسند پر بیٹھی ہی اُس آہو کی پشت پر
ہاتھ پھیر رہی ہی شبدیز جھپٹ کر آیا کہا کیون اے نازنین یہ آہو ہمارا شکار ہی تم نے اسے کیون
رفیق بنایا مین اِسے لیجاؤنگا اُس نازنین نے کہا کہ یہ آہو پالو ہی اِسکو شکار نہ کر سکوگے
شبدیز نے کہا کہ ابھی تیر مارتا ہون آہو تڑپھیا کر گریگا یہ کہہ کر کمان کیانی کاندھے سے اُتاری
تاک کر تیر مارا آہو کی پشت کے پار گذرا آہو کے مرتے ہی باغ مین اندھیرا ہو گیا دیوارین چار
جانب کی گر پڑین نخل سب جلنے لگے شبدیز نے جو یہ ہنگامہ دیکھا باغ سے نکل کر بھاگا صحرا مین جو
آ کر دیکھا تو وہ ہی آہو چرا کر رہا ہی بیقرار ہو کر کہا ای شبدیز مین نے اسی آہو کو مارا تھا وہ
یہان زندہ پھر رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہان کوئی شعبدہ باز رہتا ہی جسکے شعبدے سے یہ
ظہور ہوا یہ کہتا ہوا طرف آہو کے چلا تھا کہ دور سے دیکھا ایک گنبد ہی اُسمین ایک شاہزادی
حسین و جمیل بیٹھی ہی جیسے ہی شبدیز سامنے پہونچا اُس شاہزادی نے اشارہ کیا شبدیز
اشارۂ جنبش ابرو سے ذبح ہو گیا بیقرار ہو کر دوڑا جب قریب دروازے کے پہونچا
ٹھوکر لگی گر پڑا اچھلا کر اُٹھا جب ارادہ کرتا ہی کہ اندر جاؤن ٹھوکر لگتی ہی گر پڑتا ہی وہ
نازنین ہنس کر کہتی ہی کہ ای وزیر اعظم مزاج کیسا ہی شبدیز جواب دیتا ہی ای راحت جان
و روح تیری جنبش ابرو نے کلیجے پر زخم کاری لگایا وہ زخم تپک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی
اب حاضر ہوتا ہون اُس نازنین نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ پشت سے گنبد کی آؤ اُدھر
بھی دریچہ لگا ہی شبدیز پشت گنبد پر آیا ایک مختصر کھڑکی دیکھی چاہا اندر جاؤن چونکہ جسیم و
شحیم تھا کھڑکی مین پھنس گیا ہر چند چاہتا ہی کہ نکلون مگر ممکن نہین ہوتا اب شبدیز کھڑکی
مین پھنسا ہوا تڑپ رہا ہی نہ باہر آسکتا ہی نہ اندر جا سکتا ہی اپنے حال زار پر پریشان ہی کہ

در گنبد سے ایک جوان آیا پاس اُس نازنین کے آکر بیٹھا اختلاط کرنے لگا وہ کہتی بھی ہی
کہ دیکھو صاحب کیا کرتے ہو غیر شخص دیکھ رہا ہی جا بجا ذکر کریگا میرے واسطے مقام ذلت ہوگا
مگر وہ جوان نہین مانتا اُس نازنین کو لپٹا جاتا ہی شبدیز کلمات سخت کہنے لگا اُس جوان نے
اُٹھ کر شبدیز کے پٹے پکڑ کر دو تین تمانچے مارے اور مُنھ پر تھوک دیا کہا او نالائق و بےحیا
جیسا بادشاہ ویسا وزیر ایک عورت کے سحر سے تیرا یہ حال ہوا کہ آپ مین نہین آپے سے
باہر ہو گیا شبدیز کیا اترتا ہی کہ کیونکر اس جوان سے بدلہ لون کہ دوسرا جوان آیا وہ
بھی اُس نازنین سے اختلاط کرنے لگا اُس کو بھی شبدیز نے کلمات سخت کہے اُسنے بھی آکر
چند تمانچے مارے شبدیز نے جھلا کر کہا کہ او بے وفا مجکو ذلیل کراتی ہی مجکو تکلیف ہوتی ہی
سیر اسر کاٹ لے کہ مجکو آرام ملے یہ دونون جوان جو آے ہین مجکو سخت ناگوار ہی وہ نازنین
اپنے مقام سے اُٹھی نیمچہ تولتی ہوئی چلی وہ دونون جوان منع کرتے ہین کہ ایسے بیغیرت کو
مارنے سے کیا فائدہ اتنا بڑا عہدہ دار اور ایسا بےغیرت کہ آکر کھڑکی مین پھنسا ہی اور
نکل نہین سکتا بلکہ ہم سزا دین کہ ہمیشہ یاد رکھے پھر کبھی ایسی خطا نہ کرے ایک نے نیمچہ لیا اور
ایک نے خنجر کھینچا طرف شبدیز کے چلے اُس وقت شبدیز کی بیقراری پکارتا ہی کہ او جمشید
غافل بیٹھا ہی میری مدد کو نہین آتا ہی بیقرار ہو کر جو یہ نالہ کیا اور چیخین مار کر رو یا جمشید
قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی نازنینان مہ جبین سے اختلاط کر رہا ہی کہ کان مین آواز آئی
کہ شبدیز کہین چیخ رہا ہی جمشید نے کہا کہ یارو سُنتے ہو معلوم ہوتا ہی کہ شبدیز کسی بلا مین
پھنسا سب نے کہا کہ یا خداوند وہ آدمی چالاک ہی ساحر بےباک ہی اپنی حرکت سے کہین
پھنسا جمشید نے کہا کہ جا کر خبر لیتا ہون یہ کہ کر اُٹھا یہان اُن دونون نے بڑھ کر تلوار و خنجر
کا ہاتھ مارا کہ سر اور شانہ شبدیز کا زخمی ہوا اُن دونون نے ارادہ کیا کہ اور وار کرین شبدیز
نے بلک کر کہا کہ یارو مجھ بےگناہ کو کیون مارتے ہو کہ دیکھا سامنے سے صہباے شیرین کلام
گنبد مین آئی اور پکار کر کہا کہ کیون شبدیز کچھ عشق کا مزہ ملا اب تو غنچۂ آرزو کھلا شبدیز
نے پکار کر کہا کہ لاکھ جان میری تجھپر نثار ہو تیری محبت نے یہان تک پہونچایا کہ بلا مین
پھنسا ہون اگر میری مشکل آسان کر صہباے نقلی بڑھی کہ اسکو کھڑکی سے نکال لون

کہ آسمان پر گڑگڑاہٹ ہوئی دیکھا کہ جمشید ثانی بقہر و غضب تمام پیدا ہوا صہبائے
نقلی کو ایک تمانچہ مارا صہبا گری مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہو گئی جمشید ثانی طرف
اُس نازنین کے متوجہ ہوا کہا کہ کیون اے شوخ دیدہ تو نے میرے وزیر پر یہ بدبخت کی قربت
سے اُسکے سامنے اختلاط کیا اور اُسکو محروم رکھا اُس نازنین نے تھرتھرا کر کہا کہ یا خداوند
میری کیا خطا ہے جو قاعدے ملکہ غزال نے مقرر کیے ہین وہ ہی ہوتے ہین جمشید ثانی
خاموش ہو رہا قریب آکر دریچے پر نگاہ ڈالی ایسا دریچہ وسیع ہوا کہ شبدیز نکل آیا اور
جمشید کے قدمون پر گرا اور کہتا ہے کہ یا خداوند آپ اب جاتے ہین اس نازنین سے
وصل حاصل کرکے آؤنگا جمشید ثانی نے کہا کہ اے وزیر اعظم بہت ذلیل ہوگے یہ دونون
جوان جو آمادہ کھڑے ہین اس نازنین کے پروانے عاشق ہین کب ہوسکتا ہے کہ یہ ان کو
چھوڑ کر وہ تم پر توجہ کرے بس بہتری اسی مین ہے کہ چلے چلو اُس وقت شبدیز نے سر جھکا لیا
جمشید نے ہاتھ تھام کر شبدیز کو ساتھ لیا اور لیکر چلا راہ مین یہ کلمہ کہا کہ اے شبدیز
تم نے اُس آہو پر کیون تیر مارا اُسی وجہ سے تم بلا مین گرفتار ہوے اگر مین نہ آتا ہرگز
رہا نہ ہوتے بلکہ یہ دونون جوان تم کو قتل کر ڈالتے شبدیز باتین کرتا ہوا جاتا ہے عرض کیا
ہے کہ یا خداوند آپ نے بڑا احسان کیا کہ مجکو بچا لیا ورنہ مین زندہ نہ بچتا الیاد ایسے
مین پھنسا کہ نکاسی غیر ممکن تھی آپ نے آکر دریچے کو وسیع کیا یہ باتین کرتا جاتا ہے کہ ایک
صحرائے سرسبز و شاداب سے گذرا شبدیز نے دیکھا کہ ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوے صہبا
کھڑی ہے اور شبدیز کو اشارون سے بلا رہی ہے شبدیز ملک گیا راہ چلتے چلتے رُکا
کہا یا خداوند میرے پیٹ مین درد ہوتا ہے آپ بڑھیں مین آتا ہون جمشید سمجھ گیا پلٹ کر
کہا کہ اے شبدیز پھر تم پر کوئی شعبدہ ہوا غزال تمھین نہ نکلنے دیگی خبردار اور کہین نہ
جاؤ چپکے چلے چلو ورنہ خراب ہوگے شبدیز نے نہ مانا کہا یا خداوند مجھپر کون شعبدہ
کریگا مین کسی کے شعبدے کو کب مانتا ہون آپ کی صحبت مین رہا ہون آپ کی آنکھین
دیکھے ہوے ہون جمشید نے کہا کہ بیشک میرے ساتھ تو رہے مگر کچھ قدرت سے تعلیم نہ لی
ہمیشہ قدرت تم سے بجد رہے اور تم نے اپنے کو لہو و لعب مین ڈالدیا مگر تمھاری ذلت

میری خجالت ہی کیونکہ تم میرے وزیر اعظم کہلاتے ہو دیکھو خیر ہر اب کبھی نہ جاؤ میرے ساتھ چلو مگر شبدیز نے نہ مانا بجا و درست کہتا ہوا ایک جانب بھاگا اول اُس درخت کے قریب آیا وہان صہبا کو نہ پایا دیوانہ وار و وحشی مثال یہ اشعار محبت آمیز پڑھنے لگا نظم

مجکو منظور ہی جاتا رہے نور آپ کو کیا	اپنی آنکھون سے مین روتا ہون حضور آپکو کیا
غم و اندوہ کا ہی دلپہ وفور آپ کو کیا	اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا
سُبک اغیار مین ہوتا ہون حضور آپ کو کیا	اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا
صبر کو ہاتھ سے کھوتا ہون حضور آپ کو کیا	اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا
غصہ بیجا ہی بگڑنا ہی عبث سوچیے تو	اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا

اُس صحرا مین خاک اُڑاتا پھرتا ہی کبھی آہوون کے پیچھے دوڑتا ہی کبھی گرد کے بوٹدون سے کلام کرتا ہی کہ ای گردباد میرے محبوب کا نشان بتادے جب کوئی آواز نہین آتی تو بدحواس ہوتا ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای عاشق صادق مین خود تیری مشتاق ہون شبدیز نے دیکھا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ ہی اُسپر فرش معقول بچھا ہوا ہی کئی سو کنیزان مروارید پوش بیٹھی ہین اُنکے بیچ مین مسند پر ملکہ صہباے شیرین کلام بصد شوکت و حشم بیٹھی ہین اور مجکو پکار رہی ہین کہ ای عاشق صادق ہم خود تیری ملاقات کے مشتاق ہوکر آے ہین کہین ٹھکانا نہ ملا تو اس پہاڑ پر آکر ٹھہرے شبدیز یہ باتین سنتا ہوا بالاے کوہ پہونچا ملکہ نے پہلو مین بٹھالیا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر زبردست سیہ فام وبد انجام تخت پر سوار محفل مین آیا پکار کر کہا کہ ای صہباے شیرین کلام مین مدت سے تمپر جان دیتا ہون آج تک پتہ نہ ملا لیکن آج مجکو ہرکارون نے پتہ دیا کہ کوہ زہرچہرہ پر ملکہ جلوہ فرما ہین مین اشتیاق مین حاضر ہوا ہون ملکہ نے جواب دیا کہ ای سلیم جادو مجھے تمھارا حال معلوم ہی مگر ابتو قدرت نے مجھے حکم دیا ہی کہ شبدیز کے ساتھ رہو مین مجبور و ناچار ہون خدمت خداوند مین چلو مین بھی چلون سامنے قدرت کے یہ حال ظاہر کرونگی جیسا قدرت حکم دینگے وہ بجالاؤنگی سلیم جادو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم چلیے قدرت کے سامنے روبکاری ہوگی ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئین شبدیز تڑپتا رہگیا سلیم نے ملکہ کو تخت پر بٹھالیا اور ساتھ لیکر روانہ ہوا شبدیز دیوانہ وار و وحشی مثال

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا پہاڑ کے اوپر سے اُترا نظم

این عشوہ بتان را نہ باندازۂ ناز است
وین رشتہ مسلسل شدۂ ناز و نیاز است

اندر سرے ہوس پنجہ مزن شانہ دران زلف
این سلسلہ ہر چند کشائی و دراز است

چون عشق عنان گیر شود در رہ معشوق
محمود غلامی ز غلامان ایاز است + +

نومید مشو با ہمہ عصیان ز خداوند +
چون نام خداوند جہان بندہ نواز است

مخفی بفغان کوش کہ در گلشن امید + +
دل مرغ گرفتار ہوس چنگل باز است

بیتاب و بیقرار پہاڑ سے اُتر کر پھرنے لگا لاکھ چاہتا ہے کہ صحرا کو طے کرے لیکن وہ صحرا تمام نہین ہوتا یہ قیامت ہے کہ وہ صحرا بے کنار اسکے لیے صحرائے محشر ہو گیا دن بھر پھرا شام کو ایک نخل کے نیچے آکر پڑ رہا تین دن اسی صحرائے وحشت خیز مین رہا چوتھے دن جو صبح کو اُٹھا بیٹھکر رونے لگا اور پکارتا تھا کہ اے جمشید ثانی مجھے اس صحرائے وحشت سے نکالیے میری معشوقہ لیکا سلیم جادو گیا ہے میرے اُسکے درمیان مین الفاق فرمائیے ایسا نہو کہ غلام تڑپ کر ہلاک ہو جائے اپنے بندے پر رحم فرمائیے بیقرار ہو کر جو دعا کی اور جمشید کو پکارا جمشید قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا یہ ہر وقت مصروف عیش و نشاط رہتا ہے طائر سر پر اُڑا کرتے ہین ایک طائر نے آواز دی کہ یا خداوند وزیر اعظم آپ کا جنگل مین تڑپ رہا ہے اُسکو بچائیے صہبلے نے غضب کیا اُس کو دھوکے دیے ہین آج کئی دن سے جنگل مین پھرتا ہے راستہ نہین ملتا پہلے ایک صورت بنکر دھوکا دیا پھر اپنی صورت دکھائی اب غزال جادو نے اپنے شعبدے مین پھنسایا ہے اسی وجہ سے جنگل مین مارا مارا پھرتا ہے جمشید نے جو یہ کیفیت سُنی تو ہنسا کہا صاحبو تم نے سُنا قدرت کو سب غافل جانتے ہین قدرت پر سب کا حال روشن ہے ہم اپنے بندون کے حال سے غافل نہین ہوتے ابھی جا کر اُسکو بچاتا ہون مسلمانون کے خدا سے نادیدہ دکھائی نہین دیتے اور ہمیرے صورت اصلی دکھاتا ہون ابھی اُسکو لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا طائرون نے چار جانب سے گھیر لیا انگلی کا سر پر سایہ ہوا اس کروفر سے جمشید چلا شبدیز بیٹھا ہوا رو رہا ہے کہ سامنے سے ایک آہو آیا کئی دن کا بھوکا تھا دوڑا کہ اسکو پکڑ لون مگر آہو جست کر کے نکل گیا شبدیز اُس کے پیچھے دوڑا سامنے ایک باغ تھا اُس مین آہو گھس گیا شبدیز بھی اُسکے تعاقب مین آیا اندر

آگے دیکھا کہ صحن مین فرش بچھا ہی اور ایک شاہزادی حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہی شبدیز نے جو
اُس محبوب کو دیکھا خیال صہبا دل سے دور ہوا اُسکے جمال پر مائل ہوگیا قریب آیا کہا ای جان
جہان وای آرام دل مشتاقان آج کئی دن سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون بھوک وپیاس
نے پریشان کیا ہی اُس نازنین نے شبدیز کو بٹھایا کھانا وغیرہ کھلوایا شراب پلائی جب ہوش
وحواس درست ہوے کہنے لگا کہ کیون صاحب مین تو خدمت خداوند مین تھا یہان کیون کر
آیا اس جام کے پینے سے آنکھین کھل گئین غزال نے جواب دیا کہ ای شبدیز تم سحر مین صہبا کے
تھے مین نے وہ سحر اُتار دیا خداوند تمھاری مدد کو آتے ہین کہ ابر گلنار پیدا ہوا شبدیز برا
استقبال اُٹھا ابر آکر پھٹا جمشید آکر شریک صحبت ہوا کہا کیون ای غزال تمنے شبدیز کو اپنے
شعبدے مین پھنسایا غزال نے کہا کہ یا خداوند یہ سحر مین صہبا کے تھے اب جانیکا ارادہ نکرین
جمشید نے کہا کہ ای غزال مین اِسکو منع کرتا تھا اِسنے میرا کہنا نہ مانا قدرت کو بدنام کیا کہ
وزیر اعظم خداوند اس بلا مین مبتلا ہوا اب اِس کو لیجاکر علاج کرونگا اس مصیبت سے
نکالونگا یہ کہکر ہاتھ شبدیز کا تھام لیا اپنے تخت پر سوار کرکے قصر ہفت رنگ مین لایا سب
شاہزادیان شبدیز کو دیکھ کر ہنسین کہتی تھین کہ ای شبدیز تم سے تعجب ہی کہ صہبا کے سحر مین
پھنسے جمشید نے کہا کہ صہبا بلاے روزگار ہی شبدیز نے کہا کہ یا خداوند ابھی جاتا ہون
جسپر وہ عاشق ہوئی ہی اُس کو لاتا ہون جمشید نے ہر چند منع کیا کہ ای شبدیز ساعت اچھی
نہین ہی مگر شبدیز نے نہ مانا فوج کثیر لیکر براے مقابلۂ نورالدہر چلا یہان نورالدہر دعوت
وضیافت صہبا مین مصروف ہین نورالدہر فرماتے ہین کہ ای صہباے شیرین کلام یہ
ہوسکتا ہی کہ لوح ہم کو ملے صہبا نے عرض کی کہ آپ کا نام کتاب مین نہین ہی اس طلسم کے
فتاح بادشاہ جمجاہ ہین لوح اُن کو ملیگی تب طلسم فتح ہوگا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے تھے
کہ صحرا سے گرد اُڑی نورالدہر نے دیکھا کہ شبدیز چابک خرام ایک گینڈے پر سوار
فوج کثیر پشت پر بمقابلۂ نورالدہر آکر پہونچا لشکر کو اُتارا نورالدہر سے کہلا بھیجا کہ بی
صہبا کو میرے پاس بھیجدیجیے نورالدہر نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے
قصور نہ کر شبدیز نے طبل جنگی بجوایا رات کو براے طلایہ اُٹھا اِدھر صہبا نے شاہزادے

سے عرض کی کہ آج مین آپ کی حفاظت کرونگی نورالدہر نے حکم دیا صہبا دروازے پر
بارگاہ کے آکر بیٹھی شبرنگ سے کہدیا کہ خیال رکھنا مگر شبدیز جا بک خرام نے طلایہ پھرتے
پھرتے ساتھ والون سے کہا کہ تم لوگ حفاظت بازار کرو مین ایک کار ضروری کو جاتا ہون
یہ کہکر روانہ ہوا نگہبان دیکھ رہے ہین کہ آسمان پر جاکر ایک شرارۂ آتش چمکا یہان صہبا
در بارگاہ پر بیٹھی ہین کہ ایک شعلۂ آتش کو دیکھا کہ آسمان سے بھڑکتا ہوا آیا قبہ بارگاہ توڑکر گرا
صہبا نے پردہ اُٹھاکر دیکھا کہ شبدیز آیا نورالدہر کو سحر کرکے اُٹھالیا صہبا سوچ رہی ہی
کہ یہ بلند ہولے تو مین اسکا پیچھا کرون شبدیز نورالدہر کو بغل مین دباکر بلند ہوا صہبا
نے بلند ہوکر ایک گولہ مارا کہ شبدیز پر آگ برسنے لگی کپڑے جلنے لگے اسکے جسم پر پڑے اُف اُف
کرتا ہوا بھاگا جاتا ہی مگر صہبا تعاقب مین جاتی ہی صحرا مین آکر شبدیز تھما صہبا بھی برابر
پہونچی للکارا کہ او شبدیز بڑا بے غیرت ہی کیا کیا رنج اُٹھائے مگر آنکھین نہ کھلین اب
بہتر یہ ہی کہ نورالدہر کو چھوڑدے اور چلا جا شبدیز نے کہا کہ اسکو لیجاکر قتل کرونگا کہ تو
اسپر عاشق ہی کچھ تو مزہ ملے کہ انجام عشق کیا ہوتا ہی شبدیز نے گولہ مارا صہبا نے گولہ
کو کاٹا دو چار سحر آپس مین رد و قدح کے ہوے تھے کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای شبدیز نہ
گھبرانا منم خداوند جمشید ثانی شبدیز نے پلٹ کر دیکھا کہ جمشید آیا اور قریب آکر کہا کہ ای
شبدیز ایسے غافل ہو تم تے کوئی سحر نہ کیا کہ صہبا اُس مین پھنستی اس شوخ دیدہ نے بڑی
جرأت کی کہ تم پر آپڑی یہ کہکر جمشید نے کہا کہ دیکھ سامنے صہبا کھڑی ہی اسپر سحر کر شبدیز
نے جھولی سے گولہ نکالا منھ پھیرا تھا کہ پشت سے نعرہ ہوا کہ منم شبرنگ بن عمرو یہ کہکر
حلقے کمند کے مارے حباب مار کر شبدیز کو بیہوش کیا شبدیز گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا شبرنگ
نے پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم نورالدہر کو تو لیجاؤ مین شبدیز کو لیکر آتا ہون جیسے ہی صہبا نے
نورالدہر کو اُٹھایا اور شبرنگ نے قصد کیا کہ شبدیز کا پشتارہ باندھون کہ ایک عقاب
آسمان سے گرا شبدیز کو اُٹھالیا شبرنگ ایک غار مین چھپا جب وہ عقاب شبدیز کو
لیکر چلا تو شبرنگ بھی پیچھے پیچھے روانہ ہوا دیکھا کہ وہ عقاب بارگاہ مین اُترا شبدیز کو
ہوشیار کیا شبدیز نے دیکھا کہ خداوند بیٹھے ہین میری پشت پر ہاتھ پھیر رہے ہین اور

فرماتے ہین کہ ای شبدیز ایسے غافل ہو کہ عیارہ کی عیاری مین پھنس گئے اگر مین نہ پہونچتا تو تم کو گرفتار کرکے لیجاتا اب ہوشیار رہنا شبدیز نے کہا کہ یا خداوند مین نور الدہر کو ضرور لاؤنگا آپ سے وعدہ کرکے آیا ہون کیا خالی پلٹونگا جمشید تو چلا گیا قصر ہفت رنگ مین آیا شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند کہان گئے تھے جمشید نے کہا کہ وزیر اعظم میرا بلا مین مبتلا تھا اُسکی رہائی کو گیا تھا بارگاہ مین اُسکو پہونچا آیا ناچ وغیرہ سامنے ہو رہا ہی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا مگر وہان شبدیز نے طبل جنگی بجوایا لشکر نور الدہر مین بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا رات بھر تیاری رہی صبح کو شبدیز میدان مین آیا فوج کو ساتھ لیکر صفین جمائین اِدھر سے نور الدہر بن بدیع الزمان مع فوج غیر ساحران وساحران میدان مین آکر پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہہ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار سوار و پیدل ہمراہ ہین آکر پہونچا مگر شبدیز حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ اُس پہلوان نے قریب آکر کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران آپ کو مناسب یہ ہی کہ یہانسے پلٹ جائیے یا مجھسے مقابلہ کیجے نور الدہر نے جواب دیا کہ اس تن و توش پر نازان ہو مگر اُس جوان نے شبدیز سے کہا کہ آپ مجھسے آگاہ نہین ہین منم سلمان جہان پیما جسنے مجھسے مقابلہ کیا اُسنے شکست کھائی اور میرے ہاتھ سے مارا گیا آپ وزیر اعظم ہین تامل فرمائیے مجکو بھی حکم خداوند آیا تھا کہ جاکر شبدیز کی مدد کرو شبدیز نے کہا کہ ای پہلوان دوران مین کیا عاجز ہون کسی بات مین کیا مین رک جاؤنگا اب مین نے سحر تیار کیا ہی وہ رنگ دکھاؤن کہ تمام صحرا گلزار بیخزان ہو جائے بی صہبا دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتی پھرین مگر سلمان نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا لاف وگزاف کرنے لگا اور آواز دیتا تھا کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای قوم زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے میری ضرب دست غضب سامری و جمشید ہی نور الدہر نے قصد کیا ہی کہ اسکے مقابلے مین جاؤن سردار گھیرے ہوئے ہین کہرہے ہین کہ ای شہریار ہم آپ کو نہ جانے دینگے ہم لوگ اسی کام کے لیے ہین کہ آپ کو بچائین اپنی جان نثار کرین نور الدہر نہین مانتے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان بصد شوکت

شان گھوڑا اُڑاے ہوے آتے ہین سلمان کو جو میدان مین دیکھا ایک طرف لشکر نورالدہر
ملاحظہ فرمایا سلمان پر جا پڑے للکارا کہ او نامرد ہم سے مقابلہ کر اُس بیچارے کو للکارتا ہو وہ
جادوگرنیون کے بھروسے پر لڑا کرتا ہی سلمان نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر ہاتھ تیغۂ دو دمۂ سکندری کا مارا اُس پہلوان
کے دو ٹکڑے ہوے تمام اہل فوج کے بدن مین تھرتھری پڑ گئی کہ کیا تلوار کا کاٹ ہی کچھ
للکارے کہ کوئی میرے مقابلے مین آئے اخلاق جہان گرد بھائی سلمان کا فوج لیے ہوے
آگے کھڑا تھا جھلا کر جا پڑا نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اخلاق نے
ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر اُسکے بھی دو ٹکڑے کیے سب ساتھ والے سلمان کے
بھاگے الامان الامان کرتے ہوے کہتے تھے کہ آج وہ پہلوان مارا گیا کہ جسکو کبھی شکست
نہ ہوئی تھی ہم ٹھہر کر کیا کرین وہ لوگ تو سب بھاگ گئے مگر شبدیز مقابلے مین لشکر کے کھڑا ہی
سحر کے بھروسے پر بلبلا رہا ہی مگر یہ دو جوان ایسے مارے گئے کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آگیا خوف کرتا ہی کہ ایسا نہ ہو یہ جوان مجھپر آ پڑے مگر ایرج نے جب دیکھا کہ سب
بھاگ گئے تو للکار کر آواز دی کہ او کشتی گیر زادے مقابلے مین آ تجکو بھی جنگ کا مزہ
چکھاؤن تب معلوم ہو کہ بچشمی اسکا نام ہی نورالدہر نے کئی مرتبہ آواز دی کہ ای
بھائی معاف کرو لشکر مین آکر اُترو اسباب عیش و نشاط مہیا ہی کوئی غم کو تکلیف نہ ہوگی ایرج
نے للکارا کہ ہم کیا تیرے محتاج ہین مین تو تیرے ہی مقابلے کو آیا ہون جب تو نورالدہر
نے گھوڑا بڑھایا مقابلہ ایرج مین آسے ایرج نے سامنے آتے ہی نیزہ مار دیا نورالدہر
نے نیزے کو نیزے پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر نیزے دونون
کے بیکار ہوے تلوار چلنے لگی نورالدہر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا فرمایا ای
ایرج بس اب تامل کرو ایسا نہ ہو کہ تم کو کوئی چشم زخم پہونچے ایرج نے گریبان مین ہاتھ
ڈالدیا دونون گھوڑون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی شبدیز حیران ہی کہ یہ کیسے جوان ہین
کہ آپس مین لڑ رہے ہین حقیقت مین بلاے روزگار ہین لیکن بڑی جھڑپ کے ساتھ لڑ رہے ہین
نورالدہر چاہتے ہین کہ زیر کردن مگر ممکن نہین ہوتا ایرج نوجوان تعلیم کردہ خواجہ کل فنون

سپہ گری سے آگاہ ہین زور اور ریلے نور الدہر کے روک رہے ہین ایرج چاہتے ہین کہ
اِن کو زیر کرون کیسے کیسے زور کرتے ہین مگر نور الدہر زورون کو روک رہے ہین دو پہر
گذرے کہ دونون جوان بجرأت تمام لڑ رہے ہین نور الدہر نے کئی مرتبہ کہا کہ ای برادر
بس اب امتحان ہو چکا اب لشکر مین چلو چل کر شریک بزم ہو ایرج کہتے ہین آج مین تم کو
سمجھا دونگا کہ پھر کبھی گستاخی نہ کرو نام دنگل رستم کا نہ لو قبلہ و کعبہ نے کیا کیا جنگ کی کیسی
کیسی جرأت دکھائی مگر صاحبقران زمان کو اپنے فرزند کا پاس تھا کبھی انصاف نہ کیا
ہم لڑ بھڑ کر دنگل لین گے نور الدہر جواب دیتے ہین کہ اگر دنگل کا نام لوگے تو زبان
کاٹ لونگا دنگل رستم سے تم کو کیا مطلب ہی ایرج اِس پر جھلا جھلا کر لڑ رہا ہی قضائے کار
نقابدار زرین پوش صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج
و نور الدہر پھر بھڑ سے لڑ رہے ہین جدا نہین ہوتے نقابدار زرین پوش یہ خبر سنکر
آیا اُسوقت پہونچا کہ دونون نے خنجر کھینچے ہین جہالت کی تکرار ہو رہی ہی خنجر چلا چاہتے ہین
نقابدار بیچ مین آکر کود پڑا داہنا ہاتھ سینے پر نور الدہر کے رکھا اور بایان ہاتھ سینۂ
ایرج پر رکھا بقہر و غضب فرمایا کہ کیون ای جوانو یہ کیا حرکت ہی آپس مین لڑتے ہو حریف
کیون نہ دلیر ہو یہ کہکر ایرج سے فرمایا یا تو دعوت نور الدہر قبول کرو یا صحرا کیطرف
چلے جاؤ ایرج کو کچھ نہ بن پڑا ابلق مرکب پر سوار ہو کے طرف صحرا کے نکل گئے جنگل
مین آکر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اڑی اشتباہ تاجدار مع ساٹھ
ہزار فوج کے آکر پہونچا اور پکار کر آواز دی کہ منم اشتباہ تاجدار عیار سے کہا کہ
یہ جوان جو نخل کے سائے مین کھڑا ہی اسکو گرفتار کر لو لینا لینا کہکر سب آپڑے ایرج
نے نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ ایرج سہ ملک ایرج آن آفتاب منیر * کہ صاحبقرانیم و
آفاق گیر * اگر تیغ کین برکشم از غلاف * تزلزل فتد در میان مصاف * اگر تیغ بر
سنگ خارہ زنم * زگاو زمین بیخ و بن برکنم * نعرہ شیرانہ کرکے لڑائی مین مصروف
ہوئے کئی سرا فسر نامی و گرامی ایرج کے ہاتھ سے مارے گئے پھر اُس تاجدار کو للکارا
لڑتے بھڑتے قریب تاجدار کے پہونچے اشتباہ نے ہاتھ تلوار کا مارا آپسمین تلوار

چلنے لگی ایرج نے بعد کئی وار دن کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تاجدار کو قاش زین سے اُٹھا لیا تاجدار نے کہا الامان ایرج نے سوال اسلام کیا وہ تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اگر عرض کی یہان سے بارہ کوس پر قلعہ ہی اُسے قلعۂ رنگین حصار کہتے ہین سامنے قلعے کے میدان ہی ایک قصر بنا ہوا ہی جو اُدھر سے نکلتا ہی دیوانہ ہو جاتا ہی حضور اس راز سے غلام کو آگاہ کرین کہ کون دیوانہ کرتا ہی ایرج اشتباہ تاجدار کے ساتھ قلعۂ رنگین حصار مین آئے سامنے دیکھا قصر ہی پہلو پر قصر کے ایک نخل ہی اُسپر ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی ایرج نے کہا کہ کل انشاء اللہ حال ظاہر کر دین گے شب کو ایرج محفل مین شریک رہے صبح کو اُٹھے تھے کہ اشتباہ تاجدار نے آکر سلام کیا کہا رات کو غلام پر یہ سانحہ گذرا کہ سپہ سالار لشکر حریق نوجوان اُس طرف نکل گیا دیوانہ ہو کر آیا ہی وحشت کیے رہا ہی ایرج نے کہا کہ انشاء اللہ ابھی جاتے ہین اور خبر لیکر آتے ہین یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو کے چلے اشتباہ تاجدار بلک بلک کر روتا تھا اور کہتا تھا برائے خدا نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ حضور پر کوئی چشم زخم پہونچے ایرج نے کہا ہمارا یہی کام ہی ہر ایک کی مشکل حل کرتا ہون اپنی جان کو نہین ڈرتا ہون یہی ہم لوگون کا طریقہ ہی تم خدا سے دعا کرنا کہ پروردگار ہم کو مظفر اور منصور کرے ایرج نوجوان تو روانہ ہوگئے اشتباہ تاجدار سجادہ بچھا کر بیٹھا ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے بلک بلک کر دعا کرنے لگا نظم

از وجود بے وجودت گشت اظہار وجود	شد عیان از پردۂ ایجاد اسرار وجود
جلوۂ جان ہم بچشم باضنش جلوہ دہد	ہر کسے کاز دیدۂ دل دید دیدار وجود
مہر و مہ بر اوج موجودات شد پر تو فگن	شد چو از نور الٰہی روشن انوار وجود
بلبلان را شد بباغ دہر عطر آگین دماغ	چون شد از گلہائے رنگین تازہ گلزار وجود
ہمچو دل در سینہ میدار د مکان آن دلربا	خانہ داری میکند دلدار در دار وجود

کبھی عرض کرتا ہی کہ اے کریم و رحیم میرے آقا کو بچانا مجھکو روز سیاہ نہ دکھانا حسین و جمیل جری و بہادر ہین اگر اُن کے لیے کچھ خلاف ہوگا تو یہ بندہ تیرا مطعون ہو جائیگا قضائے کار اُس قصر مین ایک شاہزادی گلعذار آفتاب جمال خورشید مثال ابرو ہلال آسمان خوبی کی ماہ کمال بقول شاعر

فرد مانگ اُسکی کہکشان زہرہ جبین ابرو ہلال ❊ پنجۂ خورشید اُسکے گیسوون کا شانہ تھا دیگر
بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا ❊ وہ تجلی تھی کہ ہوسکے بھی لیجائے ہوش ❊ غرق دریا
جواہر تن قدم سے تا فرق ❊ زیور نور وصفا زیب بدن گوہر پوش ❊ کان کی بجلیون مین
تابش برق سر طور ❊ اختر بخت حسینان تھا کہ انجم در گوش ❊ مسند پر جلوہ فرما ہی گرد چند کنیزان
خوبصورت و نیک سیرت کہ جنکی صحبت سے فرحت حاصل ہو نام اُس شاہزادی حسین کا ملکہ
میمونہ گوہر پوش ہی ایک کنیز نے کہا کہ دیکھیے اور کوئی شامت زدہ آتا ہی میمونہ نے جو سر
اُٹھا کر دیکھا دیکھا کہ ایک جوان بلند بالا تنو مند درشت چنگال غزال چشم شیر خشم تیغۂ ہلالی دست
حق پرست مین قصر کو دیکھتے ہوے آتے ہین میمونہ گھبرا کر سامنے کھڑی ہو گئی اب جو جانبین کے
کمان خانۂ ابرو مین تیر مژگان لیس تھے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے اِدھر
تو ایرج نوجوان تھرا کر گرے اُدھر میمونہ بھی گر کر بیہوش ہو گئی بعد دیر کے دونون کو ہوش آیا
سب کنیزون نے گھیر لیا کسی نے تلوے سہلائے کوئی گرد پھرتی تھی کسی نے اترا کر عطر سنگھایا
کسی نے چھوٹی مٹی کا ڈھیلا اُٹھا کر پانی اُسپر ڈالا ابرا نیر نتھنون کے لگا دیا ملکہ نے آنکھین اپنی
کھولین سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایرج نوجوان فرش خاک پر پڑے ایڑیان رگڑ رہے ہین بغصہ
طرف خواصون کے دیکھا کہا صاحبو مین کیا مر گئی تھی ایک شخص غریب الوطن مسافر راہ
صعوبت گرفتار رنج و مصیبت خاک پر پڑا لوٹ رہا ہی اُسکو نہ جا کے اُٹھایا مجکو کیون گھیرا
ہی سامنے سے ہٹو جاؤ اُس غریب کو اُٹھا لاؤ چند خواصین پلنگ لیکر گئین اور اُسپر ڈال کر
اُٹھا لائین جیسے ہی بالاے قصر پہونچین ملکہ فرش خاک پر بیٹھ گئین اور سر ایرج نوجوان کا
اپنے زانو پر رکھ لیا خواصون نے آپس مین اشارے کیے کہ دیکھو صاحبو یہ محبت کی خوبی ہی کہ سر
زانو پر رکھ لیا ہی میمونہ نے منھ سے منھ کو ملایا عارض پر عارض رکھدیا بوے زلف عنبرین
سنگھائی اِس لخلخے کی بو جو دماغ مین پہونچی ایرج نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب
پایا اُس محبوب کو سرہانے دیکھا کہ جس محبوب کو دیکھ کر بیہوش ہوے تھے ایرج نے آنکھ اُٹھا کر
جمال بے مثال دیکھا گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے ملکہ نے شرما کر زانو کو ہٹا لیا ایرج بھی اُٹھکر
بیٹھے دزدیدہ نگاہون سے دیکھ رہے ہین کہ کنیزون نے فرش درست کیا مسند عمدہ لگا دی اُسپر

دونون آکر بیٹھے باتین ہونے لگین میمونہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی ایرج نے بیان کیا کہ نبیرۂ صاحبقران نور نگاہ قاسم عالیشان جد میرے رستم صاحب شوکت و حشم مگر تمھارے نام نامی کے سُننے کا امیدوار ہون کہ ایک خواص نے بڑھ کر عرض کی کہ سواری نوبت و نقارے جو بج رہے ہین آپ کا باغ گھر گیا سہیل کرگدن سوار کہ اُس سے نسبت آپکی ہو چکی تھی اُسنے آکر بلوہ کیا ہی آپ کے والد زخمی ہو کر قلعے مین چھپے اور یہ خبر وہ پا گیا کہ اس باغ مین دختر شاہ ہی تو اُسنے باغ کو بھی آ گھیرا ہی کل صبح کو بلوہ کریگا یہ سُن کر ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ابھی جا کر اُسکا سر لاتا ہون ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا ای شاہزادۂ والا قدر اپنا تو وہ حال ہی کہ بیان جسکا محال ہی نظم

در پئے قتل یار جانی ہی + ہم کو پہلے سے سر گرانی ہی +
لوگ کیونکر نہ ہون ترے عاشق حسن بے مثل ہی جوانی ہی +
جسم و دل عاشقونکے ہونگے ہرے یہنی پوشاک اُسنے دھانی ہی
زیست مین اپنے ناز اُٹھوا لو تمکو میت مری اُٹھانی ہی +
اُن کے دندان سے خاک ہو ہمسر کہ گہر ایک بوند پانی ہی +
کیون تمھین پر نہ زہر کھا کے مرین آخر اک روز موت آنی ہی
دے کے قاصد کو خط پتہ نہ دیا یہ نئی میری بدگمانی ہی +
پیار کر لین گے بے اجازت اُنھین ہمنے یہ دل مین اپنے ٹھانی ہی
دیکھ کر میری چشم کی بارش ابر خجلت سے پانی پانی ہی +
شعر سطوت کے دل سے سُنتے ہین شعرا کی یہ قدر دانی ہی ++

آپس مین حسرت و یاس کے کلام ہو رہے ہین ملکہ نے کہا کہ ای شہریار صبح کو جب وہ بلوہ کریگا تب آپ کو اختیار ہی اور مین بھی مسلح ہو کر چلونگی یقین ہی کہ باپ بھی قلعے سے نکل پڑین جب وہ خبر سُنین گے کہ میمونہ باغ سے نکل آئی تو ضرور قلعے سے باہر نکلین گے ایرج صحبت مین بیٹھے ہین کنیزین آپس مین باتین کر رہی ہین ایک نے کہا کہ بُوا گستاخی تو دیکھو کہ ایک عاشق نے آ کر گھیرا ہی اور دوسرے کو لیے بیٹھی ہین وہ بالکل مبہوت ہو رہی ہین کہتی ہین جب

تم نہ گھبرانا کوئی باغ مین نہ آسکیگا پچاس ساٹھ ہزار پہلوانون سے وہ اُترا ہوا ہی یہ
یکہ و تنہا اگر نکلین گے تو گرفتار ہو جاوین گے ہزارون پر کیونکر فتح پاوین گے رات بھر یہی
ذکر رہا یہان سہیل کرگدن سوار رات بھر حفاظت کرتا رہا صبح کو اُٹھا منہ ہاتھ دھو کے
سلاح جسم پر آراستہ کیے گینڈے پر سوار ہوا دس ہزار سوار کے افسر کو حکم دیا کہ تم لوگ
باغ پر جاؤ کوئی نہ نکلنے پائے دس ہزار سوار کا افسر کہ نام اُسکا زفیل خان ابلق سوار
ہی اِس نے تعمیلِ حکم کی جب سامنے باغ کے پہونچا تو گینڈ ابڑھا کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم
مین آپ کا ملازم ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن مگر اتنا خیال ضرور ہی کہ آپ ہمارے
مالک کی معشوقہ ہین ہم پاس ضرور کرین گے اور اگر سرکشی ہوئی تو گرفتار کر کے لیجائین گے
یہان سے کنیزون نے تیر مارے ایرج نوجوان سوار ہوے زفیل ابلق سوار سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہی کہ باغ سے تیر آرہے ہین کئی سو کنیزین تیر مار رہی ہین زفیل نے گینڈا اپنا بڑھایا
کہتا ہوا چلا کہ پہلے باغ مین ہمین جاوین گے سایۂ دیوار مین پہونچا تھا کہ دروازہ باغ کا کھلا
آفتاب عالمتاب جرأت ماہتاب آسمان جلالت صاحب شوکت و شان ایرج نوجوان باغ
سے نکلے یہ تو آتشخو شعلہ مزاج ہین دیکھا کہ ایک جوان لحیم و شحیم گینڈے پر سوار اسطرف آتا
ہی جب ایرج باہر نکلے تو ہمبو نہ بھی کودتے پر آگئین سات سو کنیزین پشت پر تیر اندازی
کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ تیرون کا مینھ برس رہا ہی قریب آٹھ نو سو جوانون کے تیر
سے مارے گئے زفیل نے للکار کر کہا کہ یارو یون جان جاتی ہی بلوہ کر کے باغ مین گھس جاؤ
دس بیس آدمی گر جاوین گے جب تک دور رہو گے تیر اندازون کی زد پوری ہوتی ہی ایرج
نے نعرہ کیا کہ او بے حیا باغ کی طرف نہ جانا زفیل کو للکارا زفیل پلٹ پڑا ایرج نوجوان سے
مقابلہ ہوا بعد کلام بسیار زفیل نے نیزہ مارا اگر کسی مقام پر زفیل کمی نہین کرتا ایرج
نے دو گھڑی مین نیزہ اُسکا نکالا نیزہ جو ہاتھ سے نکل گیا گویا سینے سے کلیجہ نکل گیا جھلا کر
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر
لگا نٹھا گانٹھ کر اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا چمک کر جو تیغہ گرا چہار جانب
سے تعریفین ہونے لگین بیک ضرب شمشیر زفیل کے دو ٹکڑے ہوے زفیل کو مار کر طرف

فوج کے متوجہ ہوئے اہل فوج نے دیکھا کہ کیا بے نظیر سپاہی ہے کہ زرفیل ایسے کو مارا ہم لوگون
پر کیا گذر یگی سب قدمون پر گرپڑے دس ہزار نے اطاعت کی ملکہ بھی باغ سے نکل آئین اور
سات سو کنیزین بھالے اپنے اپنے ہاتھون مین سنبھالے ہوئے مادیانون پر سوار ہوئین ان
سب کو ساتھ لیکر ایرج نوجوان طرف قلعے کے چلے ادھر سہیل کرگدن سوار جب سامنے قلعے
کے آیا معمار شاہ پدر ملکہ میمونہ تو پین لگا کر بیٹھا ہے گولہ انداز ٹہل رہے ہین اور کوٹھے کے
اوپر نشان ہوا مین فرار ہے ہین گولہ انداز و برق انداز و سنگ انداز و تیر انداز سب
چھپے ہوئے بیٹھے ہین قلعے کی حفاظت کر رہے ہین کہ سہیل نے بلوے کا حکم دیا معمار نے
اشارہ کیا گولہ اندازون نے توپون کو سیدھا کیا سیدھا کرکے نہین معلوم کیا کان مین
پھونکا کہ توپین کڑکین اور گرجین آگ اُگلنے لگین پانچ چار ہزار جوان پہلی ہی باڑھ مین راہی
ملک عدم ہوئے ہرچند سہیل چلایا مگر فوج نے کچھ نہ سُنا سب پیچھے ہٹے اور پکار کر کہا کہ ای
افسر آگ برس رہی ہے کیونکر جاوین بہتر یہ ہے کہ اپنی جان بچاوین سب تو پیچھے ہٹ گئے لیکن
سہیل کو غیرت آئی گرز ہاتھ مین لیکر گینڈا بڑھایا طرف قلعے کے چلا گولہ وہان سے پڑ رہا ہے
جو گولہ داہنے پر آیا اُسے جانے دیا جو بائین پر آیا اُسپر بھی توجہ نہ کی جو گولہ سامنے آیا
گھوڑا دوڑا کر اُسپر تازیانہ گرز کا مارا کہ گولہ ایک طرف گرا ایرج نوجوان جنگ کرتے ہوئے
اُس وقت پہونچے کہ سہیل قریب خندق پہونچ چکا ہے معمار تاجدار لات و منات کو پکار رہا
ہے کبھی جھلا کر پکارتا ہے کہ ای نئے خداوند جمشید ثانی آکر مدد کرو جب سب کو پکارا اور کسی
نے مدد نہ کی تو بے اختیار ہو کر پکارا کہ ای خدائے نادیدہ مین تیرا بندہ ہون تو مدد کر سب نے
کہا کہ حضور یہ آپ نے خوب کہا وقت سخت مین جو مدد کرے وہ ہی خداوند ہوا اور یہ لات
وغیرہ تو پتھر کے پتلے ہین سامری و جمشید مثل ہمارے وہ بھی انسان تھے انتقال ہوا اب اُن کو
خداوند کیونکر جانین مذہب کو سمجھ کر اختیار کرنا چاہیے سب یا خدائے نادیدہ مدد کر یا خدائے
نادیدہ مدد کر کہہ رہے ہین سہیل کا ارادہ ہے کہ خندق فراؤن بل کر رہا ہے اس بات پر
ناز ہے کہ مین نے قلعہ لے لیا کئی مرتبہ اِسنے قصد کیا کہ خندق فراؤن مگر رُک رُک گیا اور
ہر مرتبہ پکارتا ہے کہ یارو راہ پر آؤ میرے ہاتھ سے جان بچاؤ اگر مین اندر آؤنگا تو کسی کو

زندہ نہ چھوڑونگا اور جس بات پر تم لوگ گھمنڈ کرتے ہو اُسکا انتظام پہلے ہی ہو گیا ملکہ آتی ہونگی تم لوگون نے بیکار فساد مچایا مین ملکہ کو قبضے مین کرچکا بادشاہ نے جو یہ سُنا اور معلوم ہوا کہ دس ہزار فوج اُس طرف روانہ کرچکا بادشاہ نے زانو دن پر ہاتھ مارا کہ ہائے بڑا غضب ہوا وہان باغ مین کون روکنے والا ہی چند عورتین اُس کے ساتھ ہین اُن سے کیا بن پڑا ہوگا خیر یارو نکل کر اس سے صلح کرلو مگر کیا عجب ہو کہ اُسکی عصمت بچے اور ہماری جان بچے ایک منبہ اور دعا کرلو شاید خدائے نادیدہ کو رحم آجائے یہ کہکر تاج سر سے اُتارا اور بہ رجوع قلب پکار اُٹھا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر

نظم

ببین بدیدۂ باطن کہ در نظر ہمہ اوست	چو خور بمطلع توحید جلوہ گر ہمہ اوست
حجاب دور کن و پردۂ دوئی بردار +	کہ نار و نور و بد و نیک و خیر و شر ہمہ اوست
صدائے قمری و غوغاے بلبلان چمن +	درین بہار گل و خار و خشک و تر ہمہ اوست
چہ اہل علم چہ دانا چہ اہل فضل و ہنر	چہ اہل جہل چہ نادان چہ بے ہنر ہمہ اوست
چہ وحش و طیر چہ غلمان و حور و جن و پری	چہ مور و مار چہ دام و دد و بشر ہمہ اوست
بہر دیار و بہر شہر و کوچہ و بازار +	بہر مکان و بہر جا و دار و در ہمہ اوست

بیقرار ہو کر جو بادشاہ نے دعا کی سب آمین بول اُٹھے کہ صحرا سے گرد اُڑی آگے آگے ایرج نوجوان پشت پر ایک نقابدار بادلہ پوش چھ سات سو جوان نیزہ دار تیر و کمان لیے ہوے اُنکی پشت پر دس ہزار جوان ہمراہیان زفیل آئے ایرج نے وہین سے للکارا کہ او سہیل کیون غریبون کو ستاتا ہی تیرا حریف مین ہون مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر ایرج نے نعرہ کیا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقران نیم و آفاق گیر + چو تیغ یلی برکشم از غلاف + تزلزل فتد در میان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + زگاو زمین بیخ و بن برکنم + نعرہ کرکے گھوڑا بڑھایا زفیل کے مارے جلنے سے نقابدار کو اطمینان ہی کہ یہ سہیل پر بھی غالب ہونگے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی ایرج گھوڑا اُڑاتے ہوے قریب خندق پہونچے سہیل نے گینڈا اُچھیرا مگر حیران ہی کہ زفیل ابلق سوار پر کیا گذری کہ اُسکے ساتھ والے اِسکے ساتھ ہین حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ یہ نقابدار کون ہی کس زور و شور سے آیا ہی پریشان ہی کہ کس

پوچھون ایرج سے کہا کہ ای جوان زفیل ابلق سوار جو باغ پر گیا تھا اُسپر کیا معرکہ گذرا
ایرج نے کہا کہ وہ رہگرا ے ملک عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا اُسکے ساتھ والے سب
مسلمان ہوے یہ سُن کر سہیل بہت جھلایا نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر
روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ایرج نہایت تیزدست ہین نیزہ سہیل کا نکالا سہیل
نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے سپر کو گردش دی اور کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا سہیل نے گریبان پکڑا دونون جوان کو دے کشتی ہونے لگی مگر معمار شاہ
پدر ملکہ میمونہ جب اسنے دیکھا کہ کشتی ہونے لگی تو قلعے سے نکل آیا صف باندھکر کھڑا ہوا
تعریف ایرج کر رہا ہی اور ساتھ والون سے کہتا ہی کہ کیون یارو یہ جوان آفتاب جمال کوا ہی
ہی کہ اس پہلوان دیو خصال سے لڑ رہا ہی ہر مقام پر غلبہ دکھلاتا ہی کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آے عرض کی کہ ای معمار شاہ عجب معرکہ گذرا کہ زفیل ابلق سوار کو سہیل نے باغ
ملکہ پر بھیجا تھا جب اُسنے جاکر بلوہ کیا تو کنیزون نے تیر مارے زفیل نے جو تیر آتے دیکھے
گینڈا بڑھایا اور تیرون کو قلم کرتا ہوا جاتا تھا کہ دروازہ باغ کا کھلا اور یہی جوان اندر سے
نکلا زفیل کو قتل کیا اور یہ نقابدار جو سامنے کھڑا ہی آپ کی صاحبزادی ہی جن ہمراہیان زفیل
مسلمان ہوے یہ سُنکر معمار کو سناٹا آگیا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یارو بڑا غضب ہوا یہ
لوگ دشمنان جمشید ثانی مشہور ہین یقین ہی کہ خداوند اس نسبت سے بہت آزردہ ہون
اگر وہ بگڑے تو اُن کو کون روکیگا سب نے کہا کہ خود خداوند مسلمانون کے ہاتھ سے عاجز ہوکے
طلسم مین آے ہین اِن لوگون کے نام سے بھاگتے پھرتے ہین ان لوگون کا مقابلہ نہین کرتے
یہ لوگ اُنسے کسی بات مین کمی نہ کرین گے مگر سہیل دوپہر کامل ایرج تو جوان سے اُلجھ اُلجھ کر
لڑا جب زوال آفتاب ہوا تو ایرج نے نعرہ کرکے سہیل کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارے
سہیل نے فریاد کی کہ ای شہریار مین اطاعت کرتا ہون ایرج نے چھوڑ دیا سہیل کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساٹھ ستر ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آے معمار تاجدار
نے ایرج کا استقبال کیا اپنے قلعے مین لیکر آیا ملکہ پلٹ کر باغ مین گئین کنیزونکو مقرر کیا
کہ خبر ہم کو پہونچاؤ ایسا نہ ہو کہ باپ کچھ مکر کرین تو باعث خرابی ہو گا کنیزین صورتین

بدل کر برائے خبر حاضر ہین مگر معمار شاہ ایرج کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا تاج و تخت حاضر کیا
کہ اس سب کا آپ کو اختیار ہی ایرج نے کہا کہ ہمین تاج و تخت سے واسطہ نہین معمار کو
تخت پر بٹھایا آپ ذنگل پر بیٹھے سہیل بھی حاضر خدمت ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز
جام و سبو لیکر حاضر ہوے جام گردش مین آیا ایرج نے کہا کہ ای معمار تاجدار ایک امر
تم سے پوچھتے ہین اُسکو بیان کرو کیا سبب ہی کہ جو سائے مین قصر کے آتا ہی دیوانہ ہو جاتا
ہی معمار نے عرض کی کہ یہ کام غلام کا نہین ہی پہلوے قصر مین جو درخت ہی اُسپر ایک
طائر بیٹھا رہتا ہی مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو حضور کے ساتھ بغاوت کرے ایک جادوگر ہی
کہ منصرم جادو اُسکا نام ہی وہ یہی سحر کر دیتا ہی کہ انسان دیوانہ ہو جاتا ہی اگر اُس طائر کو
کوئی مارے تب یہ جھگڑا موقوف ہو ایرج نے کہا کہ مین جا کر اُس طائر کو مارونگا اگر خدا
نے چاہا تو یہ آفت موقوف ہو گی معمار تاجدار نے عرض کی کہ غلام کو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو
کہ آپ کے دشمنون کے لیے کچھ خرابی ہو ایرج نے کہا کہ انشاء اللہ تعالی مین اِس آفت
کو دفع کرونگا معمار حیران ہی کہ دیکھیے مقدمے مین بیٹی کے کیا کہتے ہین مگر وزرا نے بادشاہ
سے کہا کہ اب مناسب یہ ہی کہ نسبت اِن کی ملکہ کے ساتھ کر دیجیے بادشاہ نے ناچار ہو کے
وزرا کو اشارہ کیا وزرا نے ترنج خوشبوئی تیار کر کے سینے پر ایرج کے لگایا مبارک
مبارک کی صدا بلند ہوئی نذرین گذرنے لگین مشہور ہوا کہ میمونہ گوہر پوش کے ساتھ
ایرج نوجوان کی نسبت قرار پائی مگر ایرج نے حکم دیا کہ آج ہی عقد ہو جاے بادشاہ
نے جلسہ آراستہ کیا تمام سامان مہیا ہوا قاضی بلاے گئے ملکہ کو حجلۂ عروسی مین بٹھایا ایرج
بیرون بارگاہ ہین کہ قاضی واسطے پوچھنے کے اندر چلا کنیزین گرد بیٹھی ہین ملکہ دُلھن بنی
بیٹھی ہی کہ ایک دناٹے کی آواز ہوئی دیکھا سب نے کہ ایک جادوگر سیہ فام و بد انجام
جھومتا ہوا چلا آتا ہی کنیزین ڈر کے مارے بھاگین اُس جادوگر نے ملکہ کو نیچے مین دبا لیا
کہتا ہوا چلا کہ منم منصرم جادو کیون صاحبو آج تک معمار آگاہ نہ ہوے کہ ہم مدت سے اِس
محبوب پر عاشق ہین مسلمان کے ساتھ عقد ہو رہا ہی معمار کو آگاہ کرنا کہ منصرم جادو ملکہ کو
لے گیا اگر ملاقات منظور ہو گی تو مین بلا بھیجونگا اور ملکۂ عالم اب یہان تشریف نہ لاوینگی ملکہ

کوئی نہ دیکھیگا یہان تک تو ہم کو ناگوار تھا کہ قصر کے سامنے کوئی نہ آئے کئی سحر جوان قید ہین
جو آیا بلا مین مبتلا ہوا آج ہم کو خبر ملی کہ ملکہ کی شادی ہوئی جاتی ہے یہی دل مین سوچا کہ
چل کر معشوقہ کو لے آؤن کنیزین سب سُن رہی ہین سوائے بجا و درست کے کچھ نہین کہتی ہین
منصرم ملکہ کو پنجے مین دبا کر تھوڑی دیر ٹھہرا پر پرواز پیدا کر کے چلا گیا لوگون نے آکر
ایرج کو خبر دی ایرج جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھے بیرون بارگاہ آکر دیکھا کہ ایک
جادوگر ملکہ کو پنجے مین دبائے لیے جاتا ہے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین پھال کا تیر
بحر کمان مین پیوست کیا تاک کر تیر مارا کہ پائون منصرم کا زخمی ہوا جب منصرم کو معلوم ہوا
کہ پائون میرا زخمی ہوا پلٹ کر دیکھا کہ ایرج نے دوسرا تیر نکالا ہے چاہتے ہین کہ دوسرا
تیر مارون منصرم نے سر سے اپنے ایک بال توڑا جھٹکا دیکر زنجیر بنائی اُس زنجیر کو ایرج
کی طرف پھینکا ایرج اُس مین بندھ گئے دونون کو لیکر روانہ ہو گیا اب بعد جانے منصرم کے
معمار شاہ آیا اِسنے کہا یارو غضب ہوا منصرم جادو بلائے روزگار ہے ایسا نہ ہو کہ لشکر پر
کوئی آفت برپا کرے سب نے کہا کہ حضور اب کیون آفت برپا کریگا ملکہ کو بھی لے گیا جس کے
سبب سے فساد تھا اُس کو بھی لیگیا خدا اُنکو بچائے معمار تدبیرین کرنے لگا مگر منصرم جادو
دونون کو لیے ہوے اپنے قصر مین آیا آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے چند کنیزین سامنے
آئین عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے منصرم نے ملکہ کو دیا کہا ان کو لیجا کر کھانا کھلاؤ عمدہ عمدہ
چیزین پیش کرو اور یہ بھی کہدو کہ وہ شوہر تمھارا غیر ساحر ہے مین سحر جانتا ہون باغ
و تالاب وغیرہ بنانا میرا کام ہے اگر تالاب بنا دون تو کوئی اُسمین نہا نہین سکتا اسیطرح
عمارتین بناتا ہون اُن قصرون مین ملکہ کو رکھونگا کہ شاہان سابق نے نہ دیکھے ہونگے کنیزین
ملکہ کو لیکر ایک قصر مین آئین سمجھانا شروع کیا ملکہ نے جواب دیا کہ صاحبو میرے سامنے اُس
روسیاہ کا نام نہ لو میرا عاشق و معشوق جو کچھ ہے وہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران
ہے اگر منصرم کو قتل کرنا منظور ہے تو بسم اللہ مین حاضر ہون لیکن ایرج کو قید سے رہا
کر دو کنیزون نے جا کر منصرم سے کہا منصرم نے یہ سنکر کہا اچھا ملکہ کو بھی قید کر دو مگر جب سے
ایرج نوجوان طلسم کی فکر مین نکلے مہتر شاپور شیر دل کہ فنون عیاری مین طاق شہرۂ

آفاق ہی یاد مین اپنے آقا کی رویا کرتا ہی ایک دن روتا ہوا جاتا ہی کہ دیو تندرک کا
اُس طرف گذر ہوا شاپور نے جو تندرک کو دیکھا پکارا کہ برادر کہان جاتے ہو تندرک
نے جو شاپور کو دیکھا بھائی بھائی کہتا ہوا اُتر آیا آپس مین ملے بہت خوش ہوے تندرک
نے کہا کہ ای شاپور تم کو کچھ خبر ہی کہ آقا تمھارے کہان گئے شاپور نے کہا کہ اُنھین کے
فراق مین مرتا ہون مارا مارا پھرتا ہون مجکو کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا آقا کے دیدار سے
شاد رہتا ہون تندرک نے کہا کہ وہ طلسم نوخیز جمشیدی مین پہونچے شاپور لپٹ گیا کہ
بھائی مجکو بھی پہونچاؤ کہ مین اپنے آقا سے ملون عیاریان کرون نورالدہر کے ساتھ
شبرنگ موجود ہی تندرک نے شاپور کو کاندھے پر سوار کر لیا طرف قاف کے لے کر
چلا پھرتا پھراتا قلعۂ اشتباہ پر آکر ٹھہرا یا دیکھا یہان کے سب لوگ غمگین پھر رہے ہین
اشتباہ تاجدار کے یاد مین ایرج کی تاج و تخت ترک کیا ہی صحرا مین بیٹھا رو رہا ہی شاپور
نے کہا کہ ای تندرک مجکو اسی مقام پر اُتار دو کیا عجب ہی کہ آقا کا پتہ ملے تندرک نے شاپور
کو وہین اُتار دیا شاپور نے بصورت اصلی آکر اشتباہ کو سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کچھ
ایرج نوجوان سے آگاہ ہین نام سُنکر اشتباہ بیقرار ہو کر رو دیا کہا ای یار تو کون ہی کہ تو نے
اُس شہریار کا نام لیا کہ آفتاب کانپ گیا جری و بہادر سخی و فیاض صف شکن و تیغزن ایسے
شیر کا جدا ہونا غضب ہی خدا پھر اُن کو زندہ دکھلائے شاپور نے آنسو بادشاہ کے
پونچھے اور پوچھا کہ کیا معرکہ گذرا کہا کہ میری شامت کہ مین نے ذکر کر دیا کہ سامنے صحرا مین
ایک قصر ہی جو اُس قصر کے سامنے جاتا ہی وہ دیوانہ ہو جاتا ہی مجکو اسکی اصلیت بتائیے
واہ ری جرأت مجھسے سُنتے ہی آمادہ ہو گئے جب جانے لگے تو مین مانع ہوا اُسکا جواب
یہ دیا کہ اب تو ارادہ کر چکے جس بات کو ہان کی اُسکا نہین کرنا شیوۂ مردان عالی کے خلاف
ہی مجھسے رخصت ہو کر آج تیسرا دن ہی کہ تشریف لے گئے پھر ہم کو نہین معلوم کہ اُس شیر
پر کیا گذری بے آب و دانہ اُسی شہریار کی یاد مین پڑا تڑپ رہا ہون مگر تم بھی اپنے نام
نامی و اسم گرامی سے آگاہ کرو کہ تم اُن کو کیا جانو شاپور نے کہا کہ مین اُس شہریار کا عیار
ہون عیاران دست راست میان چالاک و شبرنگ وغیرہ میری عیاریان دیکھکر حیران ہوتے ہین

سب کو دیکھ بھال چکا ہون اب مین جاکر اپنے آقا کی فکر کرتا ہون آپ جاکر دارالامارۂ شاہی مین بیٹھیے مدد صاحب اقبال مین کوئی صورت پیدا ہوئی ہوگی یہ کہکر شاپور نے اشتباہ تلیدا کو بارگاہ تین پہونچایا آپ بانہلے عیاری رنگ کر طرف قصر کے چلا پھرتا پھرتا قلعۂ معمار مین پہونچا معمار سے ملاقات کرکے حال میمونہ وایرج پوچھا جب شاپور کو یہ دریافت ہوا کہ آقا کو منصرم جادوگر فتار کرکے لے گیا ہی شاپور تلاش مین نکلا مگر منصرم جادو آٹھو پہر عشقِ ملکہ میمونہ مین رویا کرتا ہی بشکل جانور درخت پر بیٹھا رہتا ہی شاپور نے کنارے آکر لباس فاخرہ نکالا رنگ وروغن عیاری کا لگاکر ایک مہ جبین کی شکل بن کر تیار ہوا ایک گوشے مین آکر بیٹھا چلا چلاکر رونے لگا پکارتا تھا کہ یا خداوند جمشید ثانی کسی شیر بھیڑیے کو حکم دیجیے کہ مجھ بدنصیب کو کھاجائے منصرم نے جو یہ آواز سنی گھبراگیا درخت سے اترا نشان پر آواز کی چلا تھوڑی دور آکر دیکھا کہ ایک گوشے مین روشنی ہورہی ہی ایک نازنین کو دیکھا کہ بال سر کے پریشان بیٹھی ہوئی رورہی ہی چشمۂ چشم سے قلزم اشک موج زن ہی اسقدر روئی ہی کہ ہچکیان لگی ہوئی ہین منصرم نے قریب آکر پوچھا کہ کیون ای مہ جبین کیا تردد ہی کہ خداوند سے عرض کرتی ہو کہ شیر بھیڑیے کو بھیجیے یہ باتین مجھپر زمبندہ ہین کہ آفت نصیب فرقت قریب ہون معشوق بیزار دل بیقرار اصل مین اب میری یہ صورت ہی نظم

غم میکند فزونی ای دوستان خدارا ... شاید نہفتہ ماند این راز آشکارا
مارا چو موم بگداخت این آتش محبت ... تاچند باشدت دل در سینہ سنگ خارا
مردیم وگردش چرخ رحمے نکرد برما ... تاکی توان بدشمن صاحبدلان خدارا
مستی وتنگدستی بدنام خلق سازد ... باطرزشہ چہ نسبت درویش بے نوارا
کشتی عمر بشکست در بحر نا امیدی ... مشکل کہ باز بینم دیدار آشنارا
حاصل نشد چو گہ گہ کامے ز تیر تدبیر ... تدبیر را گذارم گردن نہم قضارا
بگذشت موسم گل شد نالہاے بلبل ... تاکی شراب مستی یا ایہا السکارٰی
بربا درفت در غم یاران ذخیرۂ عمر ... باشد کہ گردش چرخ فرصت دہد قضارا
یاران بہ بزم عشرت مخفی وکوے محنت ... باعافیت چہ کاراست درویش بینوارا

اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ اے منصرم جادو تجکو میرے حال پر رحم آیا ہی تو مجکو لے چل مین
تیرے ساتھ رہونگی اور اُس معشوقہ ناراض کو بھی راضی کردونگی ایسا کردون کہ جسطرح
تو اُسپر عاشق ہی وہ تجھپر عاشق ہوجاے یہ ذکر سُن کر منصرم نہال ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ کیا
معشوقہ ملی کہ اُسکو بھی راضی کردیگی عورت ہی حسین وجمیل یہ جو سمجھائیگی تو وہ مان جائیگی اگر
دونون معشوقین قبضے مین آگئین تو کس عیش سے بسر ہوگی ہاتھ بڑھا کر کہا کہ صاحب چلو تمھارا
وہ مرتبہ کرون کہ وہ بھی رشک کرے مگر تمھارا نام کیا ہی شاپور نے کہا کہ صاحب مجھ سوختہ
بخت کا نام گلبدن ہی منصرم نے پوچھا کہ اس صحرا مین آنیکا کیا باعث ہوا شاید مین نے
مسلمان کو جو قید کیا قدرت نے مجکو بدلہ دیا تو ایسی حور پیکر اور یہ جنگل کیونکر تردد نہ ہو
اُس نازنین نے کہا کہ اپنے باپ کے ساتھ جاتی تھی کہ قزاق آکر گرے مال و اسباب
لوٹ لیا جب میرے خیمے مین گھسے تو مین نے بتلا دیا کہ فلان خیمے مین مال بہت رکھا ہی
وہ لوگ اُس طرف گئے مین نکل بھاگی اس جھاڑی مین آکر پڑ رہی منصرم نے کہا کہ قدرت
نے تجکو میرے پاس بھیجا ہی ورنہ صحرا مین آنا اور یون لٹنا باپ سے چھٹنا تین دن مین کوئی شیر
بھیڑیا نہ آیا قدرت نے مجکو بھیجا ہی شاپور نے ہنس کر کہا کہ جس وقت مین پیدا ہوئی
تھی تو میری تقدیر مین یہی لکھا تھا مگر صاحب قدر کرنا پریشان نہ ہون منصرم نے کہا کنیزان
چینی و رومی واسطے خدمت کے مقرر کردون اور تجکو تخت پر بٹھاؤن انتظام مالی و ملکی سب
تیرے سپرد ہو شاپور اچھا اچھا کہتا ہوا جاتا ہی منصرم جادو اُس نازنین کو اپنے باغ
مین لایا چند کنیزین کہ جنکو یہان کا نگہبان کیا ہی اُنھون نے آکر فرش وغیرہ بچھوایا مگر
شاپور نے شراب کا ذکر کیا کہا صاحب آج کئی دن سے یہ مجھسے چھوٹی تڑپ تڑپ کر مین
دن کاٹے ہین اب تو اسقدر پیون کہ بیہوش ہوجاؤن بیہوشی مین تم کو اختیار ہی چاہے خرچ
کر ڈالو منصرم ان باتون پر مرا جاتا ہی اور کہتا ہی عمر بھر خدمتگزاری کرونگا شاپور نے کہا
کہ وہ معشوقہ سرکش کہان ہی اُسکو بھی راضی کرون صحبت مین لاکر بٹھاؤن اُسکو شراب
پلاؤن اگر راضی ہوجاے تو پہلے اُسی سے وصل حاصل کیجیے اور میرا کیا ہی مین تو کنیز ہون
جس وقت فرمائیے گا مین اُسی وقت حاضر ہونگی کسی طرح وہ سرکش راضی ہو منصرم

نے بتایا کہ وہ سامنے جو مرد ہے قفس مین بند ہی جاکر اُس سے بات کرو مگر زیادہ منت نہ کرنا
مجھے اب تیرے حال پر توجہ ہی اگر وہ راضی ہو جاے فبہا ورنہ زیادہ اصرار نہ کرنا میری تجہپر
جان جاتی ہی شاپور نے اُلٹے ہاتھ سے ایک تانچہ مارا منصرم گال سہلا کر رہ گیا سو تجھون پر
تاؤ پھیر رہا ہی کہ مین کیسا خوبصورت ہون کہ ایسی مہ جبین مجھپر مائل ہوئی مگر شاپور جبیٹ کر
کمرے مین آیا ایک قفس مین ایرج کو دیکھا ایک قفس مین وہ ماہ تابان سر نگون بیٹھی رو رہی
ہی شاپور قریب آکر بیٹھ گیا کہا ای نازنین عالم کیون روتی ہو مین غلام تمھارا ہون عرض کیا
ایرج نوجوان کہ جو ساتھ آپ کے محبوس ہین موسوم بہ شاپور شیر دل مین ابھی منصرم
کو مارے لیتا ہون آپ اتنا کہدیجیے کہ مین تجھپر مائل ہون تو نے ظلم کیا اس وجہ سے
انکار ہوا ملکہ نے کہا کہ ای مہتر والا گہر انصاف کرو کہ مین یہ کلمہ کہکر منھ کو نجس کرون ایسا
کلمہ زبان سے کہون مین اُس شہریار کی عاشق ہون کہ جو میرے ساتھ قید ہی تم اُنکو بچاؤ
مین قید مین پڑی رہونگی شاپور نے کہا کہ انشاء اللہ تعالے دونون صاحبونکو قید سے
رہا کرتا ہون منصرم جادو میرے قبضے مین ہی یہ کہکر شاپور باہر نکلا پکار کر آواز دی کہ ای
منصرم جادو بڑے صاحب نصیب ہو وہ خود تمپر عاشق ہی مگر تم نے بدعت کی اس وجہ سے
اُسنے انکار کیا وہ تو آمادہ ہی کہ تجھسے وصل حاصل کرے مین مجکو دیکھ کر جل گئی اب مجکو بھی ضد
ہوئی کہ اسکو جلاؤن مجھسے کیون رشک کیا مرد کو خدا نے فخر دیا ہی کہ دس دس معشوقین
ہوتی ہین اگر ہمکو تم نے قبول کیا تو کیا بُرا ہوا اُسکو اپنے حسن پر بڑا غرور ہی منصرم نے کہا کہ تمسے
تو حُسن مین بہتر نہین ہی شاپور نے پٹے پکڑ کے کہا کہ نگوڑے مجھپر طعن کرتا ہی اور مجکو بناتا ہی
مین اُس سے زیادہ خوبصورت نہین ہون البتہ سن میرا کم ہی مین انصاف کو ہاتھ سے نہ
دونگی یہ کہکر جام لبریز کیا کہا لو صاحب تم پی لو کہ تم کو سرور ہو اور مین تو کئی جام
پیونگی تین دن سے محروم ہون اسی کے نہ پینے سے میری یہ نوبت ہوئی کہ نوبت بجان و کار در
استخوان ہو گئی منصرم نے جام لیا خوشی خوشی پی گیا شاپور نے دو جام منصرم کو متواتر پلائے
وہ قاتل بیہوشی ڈالی تھی کہ اگر دریا مین ڈالدے تو مچھلیان بلبلا کر نکل پڑین منصرم بیٹھے بیٹھے گھبرایا
کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مجکو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی پسینہ چلا آتا ہی

شاپور نے ہاتھ اُٹھا کر ٹٹولنا شروع کیا کہ ہوا لگے تو گرمی کم ہو جائے منتصرم جادو اُٹھا اور ارادہ کیا کہ میں پھولوں
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا شاپور نے جو دیکھا کہ منتصرم بیہوش ہوا خنجر کھینچ کر چھاتی پر
چڑھ بیٹھا چاہتا تھا کہ قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او ناعیار کیا کرتا ہے منتم الضرام جادو
شاپور نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگر بصورت مہیب بشکل عجیب و غریب آسمان سے
آتا ہے چاہتا ہے کہ کڑک کر گردن شاپور کے دو ٹکڑے کرون شاپور نے بیہوشی اُڑا دی جیسے ہی
الضرام کمرے کے اندر آیا بیہوشی دماغ میں پہونچ گئی لڑکھڑا کے گرا شاپور نے نعرہ کیا
کہ منم شاہپور شیر دل دونون کو شاپور نے قتل کیا ایک دھماکا ہوا اندھیرا ہو گیا شاپور
نے اُسی اندھیرے میں آکر ایرج کو قفس سے نکالا ایرج نے جو اپنے یار وفادار کو دیکھا
نہال ہو گئے گلے میں ہاتھ ڈال کر پوچھا کہ کیون بھائی کہاں تھے کیونکر آئے شاپور نے
سب کیفیت بیان کی کہ دیو تندرک مجکو لایا ایرج نے آکر ملکہ کو قفس سے نکالا تمام قصر کو
چھانا کسی آدمی کا نشان نہ پایا منتصرم اکیلا ہی رہتا تھا یہی ہر ایک کو سحر کرکے دیوانہ
کر دیا کرتا تھا پہلو میں قصر کے ایک قید خانہ تھا اُس میں چالیس گنہگار قید تھے ایرج
اُن سب کو رہا کرکے نکلے وہ سب جوان بصدق دل مسلمان ہوئے اب ایرج اُن
سب کو ساتھ لیے ہوئے معمار شاہ کی ملاقات کو آئے معمار شاہ ایرج کو دیکھ کر بہت
خوش ہوا کہتا تھا مجکو بڑا شرف حاصل ہوا ایسا داماد مجکو ملا کہ غنچۂ خاطر شگفتہ ہو گیا
مدتون سے یہ معاملہ درپیش تھا مجکو بھی پس و پیش تھا یہ نہ جانتا تھا کہ کلید فتح اُسکی حضور
کے ہاتھ میں ہے غلام کی عملداری کا کانٹا نکل گیا ہر وقت خوف لگا رہتا تھا کہ ایسا نہو
کسی کو مسحور کر دے مگر شکر کرتا ہون اُس خدا کا کہ وہ واصل جہنم ہوا اب ایرج نوجوان
معمار شاہ سے رخصت ہوئے اور سہیل کہ گردن سوار کو لشکر کا سپہ سالار کیا اور طرف
قلعۂ اشتباہ تاجدار کے کوچ کیا بعد طی مراحل و قطع منازل اشتباہ کو خبر ہوئی کہ وہ
جوان آتا ہے خوش ہو گیا اور کہا کہ میں اُسی دن سمجھ گیا تھا کہ یہ جوان صاحب اقبال ہے کہ ایرج
آگئے یہ براے استقبال دوڑا ایرج کو بارگاہ میں لایا اور قدمون پر گر پڑا کہ تخت پر
بیٹھیے ایرج نے جواب دیا کہ تمھارے حکم سے انکار نہیں مگر ہم لوگون کے واسطے تاج و

تخت نہین مقرر ہوا اس وجہ سے ہم کو انکار ہی کہ ہمارے تاجدار کے واسطے بدشگنی ہی اسوجہ سے ہم کو انکار ہی ورنہ تمھارے ارشاد سے کیا گردن تابی ہی تم محبت سے کہتے ہو یہ سُن کر اشتباہ تاجدار نے کہا کہ بسم اللہ آپ دنگل پر تشریف رکھیے ایرج نوجوان دنگل پر بیٹھے ساقی بچون نے چرچا شراب کا کیا ایک گائن شوخ وشنگ بتا بتا کر یہ اشعار گانے لگی نظم

دنیا مین سوجھتا نہین کچھ بھی سواے حرص | ایسی بھری ہی سر مین ہمارے ہواے حرص
ذلت کا اس جہان کی کسی کو نہین خیال + | سائے کیطرح ساتھ ہی سب کے بلاے حرص
عاشق جو ہین تو ہی یہی اللہ سے دعا + | عشق صنم ہو دلمین ہمارے بجاے حرص
اُس رُخ کے بوسے لیکے مرا دل ہوا نہ سیر | کس سے بھلا بیان کرون ماجراے حرص
دنیا مین ذلتین وہ اُٹھائیگا دمبدم + | نازل کسی کے سر پہ جو ہوگی بلاے حرص
واعظ یتا نہین ہی کسے زر کی آرزو + | دنیا مین آکے ہوتے ہین سب مبتلاے حرص
جی چاہتا ہی یار کے بوسے لیا کرون | ایسی کسی کے دلمین نہ یارب سماے حرص
دنیا کی ذلتون سے بچون پھر تو اَی کریم | تو ہی مدد کرے تو مرے دلسے جاے حرص
سطوت فقیر کو تو قناعت سے ہی غرض + | منعم جو ہین وہ ہی ہین سو ابتلاے حرص

رات بھر جلسۂ عیش ونشاط آراستہ رہا ایرج نے اس جمعیت کو غنیمت جانا حکم دیا کہ ہین مقابلے مین جمشید کے بیچلوا ایک طرف سے نورالدہر اور دوسری طرف سے ایرج سچلے کہ پہونچنا اِن جوانون کا گزارش کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان دارائے ہند لندھور بن سعدان آنا طرف طلسم نوخیز کے اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ـ ساقی نامہ نو تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام صہباے مل +
کہ دنیا ہی آخر کو خواب وخیال
امیر جہانگیر کے جانشین +
قمر نظم مین صاف تقریر ہو

کہ غائب کا احوال ظاہر ہوگا
لکھون حال لندھور دیباچہ کا
جدائی مین شیر دنکی یہ ہی حزین
کہ نفرت ہی اُلجھن سے دلکو مرے

کسی کے تو آ کام فرخندہ فال
کہ ہو داخلہ اُنکا بھی برملا +
یہ حال جلالت بھی تحریر ہو
نہ ربط عبارت مین کچھ شک پڑے

ہو تحریر رنگین ہدای ذی شعور
لڑائی کے اوصاف تقریر ہون
چل ای توسن کلک شیرین رقم
کرون منزل جنگ کو صاف طی
اٹھا ابر جو تیرہ و تار ہی
تو جام و صراحی سے بھی فیض پائین

نہو اشتیاق جہان دلسے دور
کرین جا کے دشمن کو یہ گرد برد
کہ سامان جنگ و جدل ہین بہم
شراب مصفے کا خواہان ہون مین
اسی رنگ سے بس سرو کار ہی
قمر آگیا وقت تحریر کا

جلالت کے سامان تحریر ہون
کہ اہل طلسمات ہون خوب سرد
کبھی رنج ہی اور کبھی چین ہی
ترے درد کا لکا بھی درمان ہو مین
جو رندان میخوار تشریف لائین
دکھا زور تو اپنی تقریر کا

چہرہ غازیان غزوات جرأت و ہمت و مجاہدان میدان کارزار جلالت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر گہر سنجان دریاے معانی + چنین آرند جنس قدردانی کہ دارائے ہند لندھور بن سعدان ان کا لشکر ہمیشہ الگ رہتا ہی غرو بیہ باختریہ نولاکھ ہندیون سے فروکش ہین ایک ایک ہندی بانکا خانہ جنگیان لڑے ہوے زخم کلون پر پڑے ہوے جری و بہادر وصف شکن اگر آگ کا دریا ہو تو جا پڑین دشمن کو تلوار کے گھاٹ اُتارین جس دن سے صاحبقران گئے ہین اور بادشاہ لشکر غائب ہوے ناظرین کو یاد ہو گا کہ رستم و بدیع الزمان و قاسم یہ لوگ روانہ ہو گئے لندھور نے جو بارگاہ کا یہ رنگ دیکھا کہ جو سردار گیا وہ پلٹ کر نہ آیا اور نہ کوئی خبر ملتی ہی دل سے اپنے باتین کر رہے ہین کہ ای لندھور یہ سب لوگ کہان گئے کیونکر خبر لون کہ کیا کر رہے ہین اگر خدانخواستہ کسی آفت مین مبتلا ہو گئے ہون تو مشکل ہی دربار سے اُٹھ کر اپنی بارگاہ مین آے صحبت عیش بھی نہ آراستہ کی او الیاس ہندی سے بھی کلام نہ کیا اُلجھن سے طبیعت کی خاصہ بھی نہ نوش فرمایا اُسی حال مین چھپر کھٹ پر آکر لیٹے تڑپتے تڑپتے سو گئے خواب ہاے پریشان دیکھنے لگے آخر مین امیر کو خواب مین دیکھا لندھور دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئے کہا ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس آپ کبھی تنہا نہ جائیے بغیر آپ کے مجھے یہ مقام قید خانہ ہی صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر کی تو خبر لو لندھور کی آنکھ کھل گئی کہ لشکر سے فریاد فریاد کی صدا آنے لگی لندھور نے تیغہ دو دمہ ہندی اُٹھا لیا بیرون بارگاہ آے دیکھا لشکر مین تلاطم ہی ایک شعلہ جدھر جا کے گرتا ہی اُدھر آفت برپا ہوتی ہی لندھور جب اُس طرف جاتے ہین تو شعلہ آتش دوسری طرف چلتا ہی صبح تک

لندھور بھی کیا کیجے نولاکھ کے لشکر مین تلاطم رہا آخر غم والم مین اہل اسلام کے گریبان سحر چاک ہوا اخبار نویس نے پرچہ دیا کہ دو ہزار جوان لشکر کے مارے گئے اور یہ نہ ثابت ہوا کہ کسنے مار لاشے تو غائب ہین مگر استخوان جلے ہوے جابجا پڑے ہین ہر پلٹن مین ہر رسالہ مین یہی ذکر ہے کہ اسقدر آدمی مارے گئے کچھ گھوڑے غائب ہوے کچھ اونٹ ناپدید ہوگئے مگر جس طرف فیلان مست بندھے تھے اُس طرف وہ شعلہ نہین آیا لندھور نے بہت تفتیش کی مگر کچھ حال نہ کھلا دن بھر اسی انتظار مین رہے کہ شام سے پھر وہی آفت ہوگئی پھر رات دوا دوش مین بسر ہوئی صبح کو پھر خبر گذری کہ دو ہزار جوان مارے گئے لندھور جو بارگاہ مین آے سرداران حاضر وقت نے سبب ملال پوچھا لندھور نے کہا کچھ سبب سمجھ مین نہین آتا ہین رات بھر دوا دوش مین رہا مگر کچھ حال نہ کھلا سب سردار رونے لگے اور کہتے تھے کہ ای دارا ے ہند اُس صاحب اقبال کا لشکر مین نہ ہونا بڑی خرابی ہے آرام نہین ملیگا کہ خواجہ زادون نے پوچھا ای دارا ے ہند آج تمہاری آنکھون مین آشوب سا معلوم ہوتا ہے اگر حکم ہو تو سرمہ سلیمانی نکال لائین ایک دو سلائیان آنکھون مین پھیر لو لندھور نے کہا کہ آپ کا حکم بجا لاتا ہون منگوائیے لگا لونگا مگر بارگاہ کا یہ حال ہے سردارونکے نہونیسے طبیعت کو انتشار ہے خواجہ زادے گئے سرمہ سلیمانی نکال کر لے آئے لندھور نے دو سلائیان آنکھون مین لگائین اچھی طرح رات کو آکر آرام کیا کہ رات کو پھر بلا ہوا لندھور نکلے انھین کی بارگاہ کے قریب وہ شعلہ خیمون پر گرتا تھا لندھور نے خیال کرکے دیکھا کہ ایک دیو ہے وہ جابجا بندگان خدا کو آزار پہونچاتا ہے خیمون کو جلا رہا ہے لندھور نے للکارا کہ او خونخوار ان بندگان خدا نے تیرا کیا لیا ہے نعرہ کرکے قریب پہونچے اُس دیو نے پلٹ کر چنگل مارا کہ اِن کو بھی چیر پھاڑ کر کھا جاؤن تین دن مین پانچ چار ہزار جوان اسی ظالم نے کھائے لندھور نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ منھ کے بھل و یہ جھکا اوپر سے ایک گھونسا مارا اور نعرہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا اگر فتم تا بہ ہندستان ؛ اگر نام نمیدانی منم لندھور بن سعدان ؛ لندھور کے نعرے کی صدا اُسن کر افسران فوج دوڑ پڑے آکے سب نے دیکھا کہ لندھور ایک دیو سے لپٹے ہوے لڑ رہے ہین کوئی سپاہی قتل ہوتے

نہین پایا دیو زور کر رہا ہی چاہتا ہی چھوٹون تو بھاگ جاؤن مگر لندھور کب چھوڑتے ہین
سرا برکشتی ہو رہی ہی جب پکڑ لاتے ہین ایسے دو چار گھونسے مارتے ہین کہ دیو چیخنے لگتا ہی بمشکل
جان بچاتا ہی پہر رات باقی تھی صبح تک وہ دیو لندھور سے لڑا آخر لندھور نے صبح ہوتے
دیو کو زیر کیا چھاتی پر چڑھ کر کندہ زانو سے دبایا پوچھا کہ او بیجیا بندگان خدا نے تیری کیا
خطا کی تھی کہ تو باعث بربادی ہوا تین دن سے تار باندھ دیا دیو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای
دارائے ہند مین خداوند زندہ کو سجدہ کرتا ہون ایک دن جا کے سجدہ کیا تو قدرت نے
فرمایا کہ مسلمانون نے بہت عاجز کیا ہی تو اُن کی طرف جا اور لشکر حمزہ کو تباہ کر دے سب کو
کھا جا مین حکم خداوند سے آیا تھا مین نے بے وجہ خطا نہین کی لندھور نے کہا کہ تمھارے
خداوند کون ہین دیو نے جمشید ثانی کا نام لیا اور بیان کیا کہ طلسم نوخیز جمشیدی کے حاکم
ہین چہار طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی قدرت عاجز ہو رہے ہین مگر وہ طلسم ایسا نہین
ہی کہ جو یکایک شکست ہو اور مسلمانون کا بندوبست ہو لندھور نے کہا کہ اب کیا ارادہ ہی
دیو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مین آپ کا بندہ ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن لندھور نے کہا
کہ ہم کو بھی حوالی طلسم نوخیز مین پہونچا دو جو کچھ کہو وہ تم کو دین دیو نے قبول کیا لندھور
نے کہا کہ کل رات کو آکر گوشے مین ٹھہرنا ہم اکیلے چلے آوین گے ہمین لے چلنا الیاس ہندی
یہ سُن رہا تھا خاموش ہو رہا لیکن دوسرے دن رات کو وہ دیو موافق وعدے کے آکر ٹھہرا
لندھور نے سلاح جسم پر آراستہ کیے نکل کر طرف دیو کے چلے جب قریب دیو کے پہونچے
تو دیو نے سلام کیا اور کہا کہ جو غلام نے عہد کیا تھا اپنے وعدے پر حاضر ہوا مین تخت
بناؤن اُسپر سوار ہو کے چلیے مگر الیاس ہندی عیار اتنا سُن چکا تھا یہ بھی وقت پر آکر
حاضر ہوا دیو نے ایک تخت تیار کیا اُسپر لندھور سوار ہوے کہ الیاس ہندی نے عرض کی
کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس تعجب ہی کہ آپ تو خدمت صاحبقران مین
جاوین اور غلام رہجاوے لندھور نے جو الیاس ہندی کو آمادہ دیکھا اسکو بھی تخت
پر سوار کر لیا کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی مالک اشتر و عرب دراز عیار نکلا یہ بھی
آئے مالک نے کہا کہ ای دارائے ہند مقام افسوس ہی کہ تم جاؤ اور ہم نہ جاوین

وہ وہ سردار گئے ہین کہ جنکا مثل پردۂ دنیا مین نہین ہی ایرج نوجوان کشندۂ کافران نورالدہر
بن بدیع الزمان اُن کے ہچشم بدیع اور قاسم ہم کیونکر کہین کہ یہ شیر خالی بیٹھے ہونگے مگر تاسف
کا مقام ہی کہ تم جاؤ اور ہم کو ساتھ نہ لو لندھور نے کہا کہ آئیے خیال مین گذرا کہ ای لندھور
خیر یہ ایرج کے معین رہین گے مین تو ہمراہ رکاب نورالدہر بن بدیع الزمان رہون گا
الغرض لندھور اور مالک اور الیاس ہندی اور عرب درراز تخت پر سوار ہوے وہ دیو
زیر تخت ہاتھ دیے ہوے شب ماہ مین لیے جاتا ہی چند ساعت مین جبل اعلیٰ سے گذر گیا شکارگاہ
سلیمانی وغیرہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر افغان کوچک بیٹھا تھا تیر و کمان کو
اُٹھا کر سینہ دیو کا تاکا مگر تیر ہاتھ سے چھوٹ پڑا دوسرا تیر اُس نے اس لطف سے مارا کہ دیو
کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا تخت دیو سے چھوٹا لندھور و الیاس ایک طرف
جا کر گرے مالک و عرب درراز ایک جزیرے مین پہونچے مگر لندھور بن سعدان ایسے
مقام پر پہونچے کہ وہ صحراے غولان تھا غولون نے جو دیکھا کہ دو آدمی پھر رہے ہین چار طرف
سے آکر گھیر لیا لندھور تیغہ کھینچ کر لڑنے لگے جب کئی سو غول مارے گئے تو ایک غول نے چیخ
ماری کہ ای افسر ہمارے آدمی زادے نے ہم کو تباہ و برباد کیا ہی آکر مدد کرو کہ صحرا سے ایک
غول بلند بالا آکے پہونچا چوبدست کاندھے پر رکھے ہوے آتے ہی لندھور پر وار کیا
لندھور نے روک کر تیغہ مار دیا کہ اُس غول کے دو ٹکڑے ہوے اُس غول کے مرتے ہی
سب غول بھاگے درہ ہاے کوہ مین جا کر چھپے لندھور نے الیاس ہندی سے کہا کہ ای
الیاس آج تو اسی صحرا مین رہو کل کسی مقام پر پروردگار پہونچائیگا تقاضاے آب و دانہ
کھینچ کر لیجائیگا الیاس نے عرض کی کہ سواے صحرا کے اور یہان کیا ہی حضور آرام کرین
مین جاگتا رہونگا لندھور نے کہا کہ نا انصافی ہمارا کام نہین ہی دو پہر ہم جاگین دو پہر تم
جاگو الیاس نے کہا جو مناسب وقت ہوگا دیکھا جائیگا غلام سب طرح راضی ہی غرضکہ
رات موافق گفتگو کے بسر ہوئی صبح کو دونون ایک جانب چلے بھالک غول جو لندھور
کے ہاتھ سے مارا گیا ہی تو زوجہ اُسکی بیٹھی رو رہی ہی اسنے جو دور سے لندھور کو آتے ہوے
دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی اور ٹہلتی ہوئی چلی جب قریب پہونچی تو لندھور کو صریحہ نے للکارا

کہ او آدم زاد کہان جاتا ہی تیر اگر یبان پنجۂ اجل مین پھنسا کہ کشان کشان کھینچ کر یہان تک لایا
سچ بتا کہان جائیگا لندھور نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی تجکو کیا دخل ہی کہ ہم کہان
جائینگے صرصر جادو نے چوبدست اُٹھائی لندھور پر لگائی لندھور نے چوبدست اُسکے ہاتھ
سے چھین لی صرصر نے چاہا کہ لپٹ جاؤن لندھور نے اُسی چوبدست سے اُسکو قتل کیا چاہا
کہ آگے بڑھون درۂ کوہ سے انسانون کی آواز آئی لندھور نے کہا کہ ای الیاس ہندی
معلوم ہوتا ہی کہ کچھ بندگان خدا یہان قید ہین الیاس نے کہا کہ یہ تو ظاہر ہی کہ صحراے غولان
ہی آپنے افسر کو مار کر پاک کیا یہ اُسی کی مادہ تھی ایسی باتین سُنکر لندھور درۂ کوہ مین گھسے
چالیس پینتالیس شاہزادے وہان قید تھے اُن سب کو لندھور نے رہا کیا بارگاہین دریا کے
پائین بیرون درہ استادکرائین خیمے بہت نکلے کیونکہ جو تاجر ادھر سے نکلتا تھا غول اُسکو لوٹ
لیتے تھے جو قافلہ گذرا وہ لُٹا اکثر شاہون کی ارسالین لوٹ لین انسانون کو ہلاک کرتے تھے مال
لیکر جمع کرتے تھے وہ سب مال لندھور نے پایا بیرون راہ اُترے خیمے استادہ ہین روشنی ہو رہی
ہی دوکاندار آگئے دوکانین لگادین ایک طرف گُل فروش بسے ہین ایک جانب نانبائی خمیری
روٹیون کے انبار لگائے ہین ایک جانب شیرمالین اور باقرخانیان رکھی ہین دیگچے نہاریون
کے چولھون پر چڑھے ہین گاہک ٹوٹ رہے ہین ایک جانب گلوری والے سرخ رو
بیٹھے ہوے ہین ایک پیسے مین سُرخ رو کرتے ہین گاہک کی آبرو بڑھاتے ہین گُل فروش صدائین
لگا رہے ہین ہار جو ہی کے ایلیلے مزاج والا ملاحظہ کرے بیلے کے گجرے ہین بھانڈ بھگتیئن رقص
کر رہی ہین لندھور حیران ہین کہ یہ سامان کہانسے آگیا یہ میلہ کیونکر جما لندھور اس حیرانی
مین ہین قضاے کار سامنے اسی صحرا کے ایک وادی پُرخار ہی کہ تمام ڈھاکا شاخ در
شاخ لپٹا ہوا ہی نقابدار زرین پوش واسطے شکار کے آیا تھا اسی جنگل مین شام ہوگئی تو اُتر پڑا
چند چراغ لشکر مین روشن ہین باقی لشکر مین سناٹا ہی تاریکی شب خال زنگی کا مزہ دیتی ہی نقابدار
گھبراکر بارگاہ سے نکلا دیکھا سامنے خوب روشنی ہی کہ پتے نخل کے مثل برق چمک رہے ہین اکثر
طائر صبح جانکر چہک اُٹھتے ہین بقول شاعر فرد رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار + زاغ پر تھا
گمان بوتیمار + نقابدار زرین پوش یہ سامان دیکھکر بہت متحیر ہوا گھوڑا منگوا کر اُسپر سوار ہوا

ہر چند کہ وقت شب ہو مگر باز سفید سر پر سایہ فگن ہو نقابدار گھوڑے کو ٹہلاتا ہوا اس مقام پر آیا روشنی کا تماشا دیکھنے لگا لندھور کو الیاس ہندی نے خبر دی کہ نقابدار زرین پوش آ پہنچے بازار مین ٹہل رہا ہے لندھور پر یہ خبر جلالت اثر سنکر وہ رعب طاری ہوا کہ نہتے اٹھ کھڑے ہوئے بازار مین آکر نقابدار کو سلام کیا نقابدار لندھور سے زیادہ جھکا اور جھک کر بغلگیر ہوا لندھور نے کہا کہ بارگاہ مین تشریف لے چلیے نقابدار ساتھ ہوا عیار نقابدار ہمراہ ہے جب بارگاہ مین لندھور نقابدار کو لائے مقام صدر پر جگہ دی نقابدار نے لندھور کو دست راست پر بٹھا لیا لندھور نے کل کیفیت ظاہر کی نقابدار نے سب خاطر بن لندھور کی گوارا کین جام گردش مین آیا عیار نقابدار نے چنگ مرصع کو بجایا الیاس ہندی یہ اشعار گانے لگا نظم

جب سے مائل اُس بت سفاک پر دل ہو گیا ۔ کیا کہون بس اک زمانہ میرا قاتل ہو گیا
جوش وحشت لاکھ ہو صحرا کو جا سکتا نہین ۔ اے جنون اب مین گرفتار سلاسل ہو گیا
بوسہ جب مین مانگتا ہون ہنس کے کہتا ہے وہ شوخ ۔ ہے خدا کی شان تو بھی اسکے قابل ہو گیا
حسن آرائی مین تم مشتاق جب سے ہو گئے ۔ عشقبازی مین حسینون کی مین کامل ہو گیا
ناز بیجا اب اُٹھانے کی مجھے طاقت نہین ۔ ٹکڑے ٹکڑے تیری باتون سے مرا دل ہو گیا
حسن اپنا دیکھکے خود اُس کو حیرت ہو گئی ۔ آئنہ جب اُس پریرو کے مقابل ہو گیا
وصل کی پروا نہین یہ فخر کیا کم ہے مجھے ۔ مین تمھارے چاہنے والون مین داخل ہو گیا
مثل مجنون بنکے دیوانہ مین صحرا کو چلا ۔ جب نہان آنکھون سے وہ لیلی شمائل ہو گیا
مدتون عاشق تصور مین ترے لوٹا کیا ۔ لطف وصل یار بھی فرقت مین حاصل ہو گیا
کیون برائے قتل باندھے ہے کمر سے تیغ وہ ۔ آنکھ بھر کر جسنے دیکھا اُس کو بسمل ہو گیا
روضۂ سبط نبی مین جبکہ مین داخل ہوا ۔ کیا کہون کیا شادمان سطوت مرا دل ہو گیا

عین گرمی صحبت مین نقابدار نے لندھور سے کہا کہ اے دارائے ہند تم رفیق قدیم ہو امیر کے اور امیر کے مزاج سے بخوبی آگاہ ہو جب مین نے اُن سے سوال کیا اُنھون نے یہی جواب صاف دیا کہ سرمیدان مجھسے مقابلہ کرو یا نے مجھسے لو مین نہین چاہتا کہ سرمیدان اُن کو خفت ہو یا میری ذلت ہو وقت دیکھ کر صاحبقران کو سمجھانا کہ سرمیدان سے باز آئیے یہ جنگ

لندھور نے کہا کہ ای بہادر صاحبقران وہ سپاہی ہین کہ سات برس کے سن مین طاہر عادی و مطاہر عادی کو مارا بارہ برس کے سن مین ہشام بن علقمۂ خیبری کے بیک ضرب شمشیر دو پر کالے کیے سو لہ برس کے سن مین ہندوستان مین آے میرے گرز کھاے اور مجکو تسخیر کر لاے ہرچند کہ مین زیر نہین ہوا مگر عقل سے دریافت کر لیا کہ صاحبقران مجھپر غالب ہین آخر شباب مین مجکو زیر کیا اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گئے دیو راہ دار ودیو عفریت وارجنگ آہن شاخ وسمندون ہزار دست وغیرہ سرکشان قاف کو مار کر چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا مین آے نوشیروان ایسا بادشاہ جلیل کہ کرور فوج کا بادشاہ تھا صاحبقران کے ہاتھ سے شکست کھاتا ہوا ملکون ملکون بھاگا بس ای نقابدار یہ یاوہ گوئی مین نے اسوجہ سے کی کہ اُن کی نظر مین کوئی جمتا نہین اپنے فرزندون کو زیر کیا کسی سے روگردانی نہین کی مجھے نہین یقین کہ بدون مقابلہ وہ بانے دین نقابدار نے کہا کہ خیر ای دارا ے ہند کل معرکۂ عظیم ہی کہ سات لاکھ نرہ ہاے دیو سے قہقہہ سہ چشمی کا بیٹا کریت بن قہقہہ آئیگا اُس سے مقابلہ پڑیگا کل مجھے بڑی کدوکاوش کرنی ہی سب پردۂ ظلمات کی فوج لیکر آیا ہی اور وہ بھی کہتا ہی کہ ایسی جنگ کرون کہ مردان عالم کو یاد رہے لندھور نے مقام پوچھا نقابدار نے کہا کہ مین جو اس صحراے ویران مین اُترا ہون تو کیا باعث ہی کل وہ خود آئیگا اُسنے مجکو نامہ لکھا تھا مین اُسکے وعدے پر آیا ہون ہرچند کہ وہ فوج کثیر لیکر آئیگا مگر میرے وہی بارہ ہزار رفیق ہین اُنھین کو ساتھ لیکر مقابلہ کرونگا نقابدار کو ایسی صحبت لندھور کی پسند آئی کہ رات بھر گانا سنا کیا صبح کو رخصت ہوا لندھور آخر تک لشکر کے نقابدار کو پہونچانے آے جب نقابدار نے بہت عذر کیا تب لندھور پلٹے نقابدار عیار سے اپنے کہتا ہوا چلا کہ حقیقت مین لندھور بے مثل و نظیر جوان ہی صاحبقران نے کمال کیا کہ ایسے دلیر کو رفیق بنایا لشکر مین آکر پہونچا تھا کہ سب سردار استقبال کرکے نقابدار کو لے گئے نقابدار آکر بارگاہ مین بیٹھا پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے کہ صحرا سے گرد اُڑی تمام صحرا تاریک ہوگیا بعد چند ساعت کے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے کریت بن قہقہہ کئی ہزار من کی چوبدست فولادی کاندھے پر رکھے ہوے تخت پر سوار کئی ہزار نرہ ہاے

وہ تخت کو اڑائے ہوئے فوج میں ہوئے پہنچے تھے اس کروفر سے کریت آکر پہونچا اور اُسی
مقام پر آتے ہی جو استقبال دیو زاد جو آئے تھے زمین ہلنے لگی تھرا گئی ہزار ہا نخل ویران ہو گئے
کریت نے تخت سے اتر کر بارگاہ مین آکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقابدار کو خبر ہوئی نقابدار
نے بھی طبل جنگی بجوایا بارہ ہزار جوان سے مقابلہ کریت مین تیار ہوا ہر دو طرف لشکر میدان مین
طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین اس شب کو نقابدار عالی مقدار خود اپنے لشکر مین طلایہ
پھرا کیا کریت نے قہقہہ کی طرف سے دیو [illegible] سر سام [illegible] اسے طلایہ اُٹھا
تھا پھر رات رہے نقابدار سے سامنا ہو گیا [illegible] دیکھا کہ چند جوان نقابدار کے
ساتھ ہین اور نقابدار کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہے سر سام کے ساتھ ستر ہزار نرہ ہاے دیو بڑے
بڑے قد کے چہرے ستین زراغول ہاے پشت نہنگ کاندھون پر رکھے ہوے کھڑے تھے
سر سام نے جو اشارہ کیا وہ سب طرف نقابدار کے چلے نقابدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا
نعرہ کر کے جا پڑا سر سام کو للکار کر آواز دی کہ اے نامرد تو مقابلے مین آ اورون کو کیا
بھیجتا ہے سر سام نے آگے بڑھ کر ارادہ پشت نہنگ کا وار کیا نقابدار نے بیچ ہی تلوار کا
ہاتھ مارا آرے نے دانت نکال دیے اور دو ٹکڑے ہوا آرے کو کاٹ کر خبردار خبردار
کہہ کر نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا سر سام نے سپر سنگی چہرے کی پناہ کی تیغ برق تاب جو تڑپ کر
گرا سپر سنگی کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری سر سام کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والون نے
چاہا کہ جا پڑین مگر بعض نے منع کیا کہ نقابدار بہادر بے نظیر ہے جو اس سے مقابلہ کریگا مارا جائیگا
نقابدار سر سام کو مار کر پلٹا آکر آرام فرمایا یہ طلایہ والے بھاگے ہوے سامنے کریت کے
آئے سب حال بیان کیا کریت نے کہا اسی وقت بلوہ کر دیتا لیکن طبل جنگی بج چکا ہے اب صبح
کو میدان کارزار مین سمجھا جائیگا یہ کہہ کر کریت نے آرام کیا قتل سر سام کا ذکر جا بجا ہوتا
ہے کہ بڑا افسر مارا گیا جسکو دعوی تھا کہ مین نقابدار کو قتل کرونگا نقابدار نے بیک ضرب
شمشیر اُسکے دو پرکالے کیے رات بھر یہی چرچے رہے صبح کو ادھر سے نقابدار سوار ہوا وہی
بارہ ہزار جوان ساتھ ہین تیور پر کسی کے بل نہین کہ سامنے سے گرد اُڑی کریت پر قہقہہ شلنگین
لگاتا ہوا چوبدست فولادی ہلاتا ہوا میدان مین آیا سات لاکھ نرہ ہاے دیو پشت پر آکر جمے

مگر آمادہ ہین کہ کریت حکم دے تو ان آدمزادون پر جا پڑین جب نقیب نقابت کر چلے کریت نے داہنی
طرف دیکھا دیو نہنکال کہ سرداران زبردست سے ہی جست وخیز کرتا ہوا میدان مین آیا نیب دی
کہ ای آدمزادو تم ہماری خوراک ہو جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نقابدار نے گھوڑا پھیرا ارادہ
ہوا کہ مقابلۂ نہنکال مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار سفید پوش گرز گران سنگ
کاندھے پر آکر پہونچا نہنکال سے مقابلہ کیا نہنکال نے چوبدست لگائی نقابدار سفید پوش
نے چوبدست قلم کی چوبدست کاٹکر گرز مارا کہ نہنکال پرا ٹھا ہوگیا پھر آواز دی کہ او کریت
کسی اور کو بھیج سرسام کا بھائی دیو گمنام رات سے جھلا رہا تھا نہنکال کا مارا جانا
اور زیادہ شاق ہوا غصے مین بھرا ہوا گمنام نکلا مقابلۂ نقابدار سفید پوش مین آیا اور
حملہ کیا نقابدار نے چوبدست اِسکی گرز پر روکی کمر تک زمین مین غرق ہوگیا مگر پھر زمین سے
نکلا دو دستی گرز مارا دیو گمنام بھی پیوند زمین ہوا دیو مرغ سر نکلا اُسنے آکر نقابدار سفید پوش
پر کئی چوبدستین لگائین نقابدار نے وار اِسکے روکے اور پھر گرز دو دستی مارا حریف پیوند خاک
ہوگیا بارہ دیو فرداً فرداً نکلے اور ہاتھ سے نقابدار سفید پوش کے مارے گئے لیکن نقابدار
زرین پوش حیران ہو کہ یہ کون جوان ہو کہ بارہ افسر مارے گرز دو دستی اِسکا خالی نہین جاتا
جسپر گرز پڑا وہ پیوند خاک ہوگیا جب کریت نے دیکھا کہ بارہ افسر مارے گئے غصہ کرتا ہوا
نکلا قریب نقابدار سفید پوش کے آیا چوبدست فولادی کو چرخ دیکر ہاتھ مارا کہ نقابدار کا
شانہ نشانہ ہوا ہر چند کہ شانہ جھول پڑا مگر نقابدار سفید پوش نے شانے کو باندھکر ہاتھ
تلوار کا مارا کہ کریت کا سر زخمی ہوا کریت نے فوج کو آواز دی کہ ہان یارو گھیر کر ان سب کی
مار لو سات لاکھ نرہ ہاے دیو کا بلوہ ہوا نقابدار زرین پوش نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ
اِس کی مدد کرنا چاہیے یہ کہکر گھوڑا اُٹھا کر فوج پر جا پڑا نقابدار سفید پوش بھی لڑ رہا
ہو لاشون کے انبار لگا دیے ہین جو دیو سامنے آیا ہاتھ سے نقابدار سفید پوش کے مارا گیا
نقابدار زرین پوش بہت حیران ہو کہ یہ جوان کون ہو کہ جو اس زور و شور سے لڑ رہا ہو
بارہ افسر قتل کیے اور مغلوبہ مین لڑ رہا ہو بڑا جری و بہادر ہو عیار سے کہا کہ دریافت تو
کرو کہ یہ جوان کون ہو عیار چلا مگر نقابدار سفید پوش کے شانے سے خون بہت بہا منظور ہوا

کہ اب نکل چلیے مگر خون بہنے سے شانے کے سست ہو رہا ہی لڑتا بھڑتا ہوا جاتا ہی ایک گوشے
سے آیا چاہتا ہی کہ بلوے سے نکلون کہ نقابدار زرین پوش لڑتا ہوا اُس مقام پر پہونچا
کہا ای جوان مین تیری جرأت کا قائل ہوا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ کر یہ سُنکر نقابدار نے بند نقاب چہرے سے اُٹھایا نقابدار زرین پوش نے دیکھا کہ
دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران ہی نقابدار کے ہوش اُڑ گئے کہا کہ
ای دارائے ہند ماشاء اللہ کس لطف سے جنگ کی ہی مین تمھاری جرأت کا قائل ہوا یہ
سُنکر لندھور نے کہا کہ اب مجھ مین قوت نہین ہی مین رخصت ہوتا ہون نقابدار نے بڑھکر
شمشیر زنی کی لندھور لڑتے بھڑتے نکل گئے مگر نقابدار زرین پوش اُس غلو مین لڑ رہا مکر
عیار سے کہتا ہی کہ شب کو جو مین نے کلام کیا اُسکا ظہور لندھور نے دکھایا حقیقت مین امیر
کا کلیجہ تھا کہ ایسے جوان کو زیر کر کے رفیق اپنا بنایا لندھور کی جرأت مین کوئی فرق نہین عین
گرمی جنگ ہی نقابدار زرین پوش کے ہاتھ سے زخم سر کریت چہار پارہ ہوا کریت سامنے سے
نقابدار کے ہٹ گیا چاہتا ہی بھاگ کر جان بچاؤن مگر نقابدار اُن بارہ ہزار جوانون سے
سات لاکھ پر غالب ہی مگر افسوس کر رہا ہی کہ لندھور بڑی جرأت دکھا گئے مگر یہ لوگ ہزار
جرأت دکھائین مین ضرور بدلا لونگا اور صاحبقران سے سر میدان لڑونگا کہ صحرا سے گرد اُٹھی
ایک طرف سے نقابدار زمرد پوش اور ایک طرف سے نقابدار گلگون پوش بارہ بارہ
ہزار فوج سے آکر پہونچے اور شریک جنگ ہوے جب یہ دونون نقابدار آے اور رحم کر
جنگ کی کئی لاکھ نیرہ ہاے دیو مارے گئے تب کریت بھاگا دس کوس تک اِسکا نقابدار
زرین پوش نے پیچھا کیا مگر کریت نکلگیا نقابدار جنگ فتح کر کے پلٹا مال و اسباب کافرون کا
لوٹ لیا مگر لندھور بن سعدان جو جنگ سے پلٹے مُنھ پونچھتے ہوے جاتے ہین مگر غش آرہا
ہی لندھور ضبط کرتے ہوے جاتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی اخفاے تاجدار بارہ ہزار
فوج سے جاتا تھا اِسکو جو معلوم ہوا کہ لندھور جانشین صاحبقران جاتا ہی فوج سے اپنی
اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لو لندھور نے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ لندھور سا جزیرہ ہاے
دریا را گرفتم تا بہ ہندستان ٭ اگر نام نمیدانی منم لندھور بن سعدان ٭ نعرہ کر کے لڑنے لگے

لڑتے بھڑتے قریب اخفائے تاجدار پہونچے اخفائے تاجدار نے حربہ کیا لندھور نے تاج
چھین کر اخفائے تاجدار کو اُٹھالیا اخفائے تاجدار بارہ ہزار جوانون سے مسلمان ہوا
اپنے مقام پر آکر اُترا لندھور نے اخفائے تاجدار سے کہا کہ کل مین نے مادہ غول کو قتل
کیا تھا بینا لیس شاہزادے اُسکی قید مین تھے سب کو مین نے رہا کر دیا جو بارگاہین وغیرہ
موجود ہین یہ سب اُسی نے لوٹ لوٹ کر جمع کی تھین وہ ہمین دستیاب ہوئین مگر اخفائے تاجدار
یہ دوکاندار کہان سے آئے تھے اخفائے نے کہا کہ میرا قلعہ یہان سے بارہ کوس پر ہی اُسی قلعے
کے سب دوکاندارون نے آپکے یہان میلہ جمایا آپ نے سیر کی لندھور نے کہا کہ میرا
ارادہ ہو کہ مین مقابلہ جمشید ثانی مین جاؤن اخفائے نے کہا کہ بسم اللہ غلام آپکے ساتھ
ہی لندھور نے اخفائے تاجدار کو ہمراہ لیکر طرف جمشید کے کوچ کیا مگر مالک اشتر
جو تخت سے گرے تو ایک جزیرے مین گذر ہوا وہانکا حاکم مہلال سرکش تھا اُسکو خبر پہونچی
کہ جانشین صاحبقران ہمارے جزیرے مین آیا ہی مہلال نے بارہ ہزار جوان ساتھ لیے
اور آکر مالک کو گھیرا مالک اشتر نے نعرہ کیا کہ یا شیدا ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا
ہر کہ داند داند و ہر کہ ندا ند بشناسد نعرۂ مالک سہ منم مالکِ اژدر خشگین + سپہ دار در
لشکر اہل دین + نعرہ کرکے نیزۂ دوزبان سنبھالا جسپر نیزہ مارا سینے کو توڑکر پار گذرا اور
اُکھیڑ کر مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہوئے کئی سو جوان مالک نے قتل کیے پھر لڑتے بھڑتے
سامنے مہلال سرکش کے آئے مہلال نے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے تلوار چھینکر اُسکو
اُٹھالیا مہلال بارہ ہزار جوانون سے بصدق دل مسلمان ہوا جزیرہ اسلام آباد ہوا مالک کو
مہلال سرکش ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا مالک آکر بیٹھے ایک نازنین نہایت شوخ و شنگ
سامنے آکر رقص کرنے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ایک عالم غرق طوفان ہو گیا	کیا تجھے ای چشم گریان ہو گیا
لب تک آیا حرف شوق وصل یار	آشکار از پنہان ہو گیا +
دی چمن مین کیا کسی بلبل نے جان	چاک کیون گُل کا گریبان ہو گیا
کیا خطا کی مین نے مین بھی تو سنون	کس لیے تو دشمن جان ہو گیا +

رہگذر میں تیری خون اتنے ہوے	جابجا گنج شہیدان ہو گیا+
کشور دل ہو گیا ہو کا مقام+	خاک اُڑتی ہی بیابان ہو گیا
ہی جرس نالان ہمیشہ کس لیے	قافلہ کسکا پریشان ہو گیا
چاہنے والون کا تیرے قافلہ	داخل ملک خموشان ہو گیا+
میرے ویرانے مین آیا جب وہ گُل	ہر طرف گوسون گلستان ہو گیا
فصل گُل آتے ہی بے تکلیف دست	پرزے پرزے خود گریبان ہو گیا
دست وحشت نے وہ کی پردہ دری	چاک دامن تک گریبان ہو گیا
وہ جو بیٹھے آکے پہلو مین ہر بر	درد دل کا میرے درمان ہو گیا

مگر نقابدار زرین پوش جنگ دیوان فتح کر کے شکار کھیلتا ہوا اس جزیرے مین پہونچا عیار نے مالک کے مالک کو خبر دی کہ نقابدار زرین پوش اس جزیرے مین آیا ہی یہ سُن کر مالک اپنے مقام سے اُٹھے آکر نقابدار سے ملاقات کی نقابدار نے کہا کہ ای مالک لندھور نے بڑا کار نمایان کیا بڑا جری وبہادر ہی مالک نے کہا کہ ای نقابدار بہادر اہل ہندوستان کیا جانین کہ جرأت کیا چیز ہی بہادری ہمارے عرب مین اُتری ہی اس جزیرے مین مین اکیلا آیا تھا جہلال سرکش کو زیر کیا اب بارہ ہزار جوان ساتھ ہین نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا کہ عیار نقابدار سامنے سے آیا عرض کی کہ ای شہریار جزیرے کے پہلو مین ایک کوہ کلان ہی امندون بن ہمندون بارہ ہزار نرہ ہاے دیو سے اُترا ہوا ہی طرف گلستان ارم کے جاتا ہی نقابدار نے کہا کیا مجال کہ آج کل کوئی طرف گلستان ارم کے جاسکے مالک نے بادیان کو بڑھایا کہا کہ ای نقابدار بہادر ابھی جاکر اُسکو شکست دیتا ہون ہر چند نقابدار نے روکا مگر مالک ذکر لندھور سنکر بیقرار تھے کہنا نقابدار کا نہ مانا اور فوج امندون پر جاپڑے جاتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران بیہودہ نعرہ مالک سہ منم مالکِ اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر اہل دین + نعرہ کر کے جاپڑے کئی نرہ ہاے دیو کو مارا جسپر نیزہ مارا سینے کو توڑ کر نیزہ پار گذرا نیزے سے بارہ چودہ دیو مارے نقابدار کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی مالک نے امندون کو للکارا کہ او بیحیا میرے

مقابلے مین آ امندرون نے بڑھکر حملہ کیا مالک نے خالی دیکر نیزہ مارا کہ شانہ امندرون کا زخمی ہوا نقابدار بھی جا پڑا فوج امندرون کو شکست دی نقابدار زرین پوش نے بڑی تعریفین کین مالک خوش ہو گئے نقابدار رخصت ہو گیا مگر مالک جھلال سرکش کی بارگاہ مین آئے فرمایا کہ ای برادر کل ہمارا کوچ ہی جھلال نے کہا غلام آپ کے ساتھ چلیگا اب ساتھ نہ چھوڑیگا مالک نے کہا کہ ای چشم میرا کوچ کر چکا ایسا نہو کہ وہ مجھسے پہلے پہونچ جائے تمنے خبر سُنی کہ نقابدار زرین پوش کہ برابر صاحبقران کے ہی اُسنے لندھور کی تعریف کی مین نے اکیلے جاکر لشکر امندرون کو شکست دی جھلال نے کہا کہ ہمارے جزیرے مین شکار متعدد ہی دو دن شکار کھیلیے بعد اُسکے حضور کے ہمراہ جاؤن گا مقابلہ جمشید ثانی مین چل کر اُتریے مقابلہ آغاز ہو جائے مالک نے قبول کیا رات کو عرب دراز سے حکم دیا کہ شکار کی تیاری کرنا عرب دراز نے رات ہی سے تیاری شکار کی کی پہلے قراول حاضر ہوئے صبح کو مالک اُٹھے واسطے شکار کے چلے صحرا مین آکر نماز پڑھی جھاڑی جھنڈیان پہلے قراول جھاڑنے لگے جو تیتر لوا بٹیر نکلا مالک نے اُسکو شکار کیا تھوڑی دیر مین جانوران پرندسے ارابے لادیے پہر دن چڑھے فرمایا کہ ای عرب دراز کوئی آہو سامنے نہین آیا عرب دراز نے عرض کی کہ ہرکارے واسطے خبر کے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ چند گنوار سامنے سے آئے اُنھون نے خبر دی کہ یہان سے تین کوس پر ایک دھانون کا کھیت ہی کئی سو آہو چر اکرتے ہین مالک نے مادیان کو بڑھایا چند سوار ساتھ ہین دور سے مالک نے دیکھا کہ ایک کھیت مین کئی مادہ ہائے آہو ہین ایک نر سب کے بیچ مین مادائون پرستی کر رہا ہی مالک نے ساتھ والون سے کہا کہ مادائون کا تم سب کو اختیار ہی مگر نر کو مین شکار کرونگا یہ کہکر گھوڑے اُٹھائے مادائین تو اور طرف بھاگین مگر نر نے مالک سے آنکھ ملائی اور یکایک اس طور سے جست کی کہ کُھر اُسکے مالک کے خود مین لگے مالک کو بڑا غصہ آیا کہ اس بے زبان نے مجھ ہی کو گنہگار کیا اب اسکو بے مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکر مادیان کو پھیرا تعاقب مین چلے جاتے ہین کہ شکار کرون آہو طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر جاکر جھکڑی بھولا مالک نے تیر مارا کہ آہو لنجھیا کر گرا مالک نے

اُسکو بقربانی پہونچایا کہ دوسری گرد سامنے سے اُڑی مالک نے دیکھا ایک آہو تیر خوردہ بھاگا ہوا آتا ہی مالک نے اُسکو بھی تیر مارا وہ بھی گرا اُس کو بھی بقربانی پہونچایا اب ارادہ کیا کہ دونون آہو شکار بند سے باندھون کہ گرد اُٹھی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا کہ ایک جوان نقابدار صبح پوش گھوڑا اڑائے ہوئے آتا ہی حیران حیران چہار جانب دیکھتا ہی جب شکار جو پڑا ہوا دیکھا گھوڑا بڑھاکر قریب مالک کے آیا کہا کہ کیون او اجل گرفتہ تونے میرے شکار کو کیون شکار کیا تو یہ نہ سمجھا کہ کسی شہ قرین بہادر کا یہ آہو شکار کردہ ہی میرا مزہ کھو دیا مالک نے کہا کہ صحرا مین آہو سامنے آیا کیونکر نہ شکار کرتے نقابدار نے کہا کہ مین تجکو شکار کرونگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا جھٹکا جو پڑا بند نقاب ٹوٹ گیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین ہی بقول میر حسن نظم برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + دیگر وہ تھا وہ نور کا سراپا + ایسا نہین حور کا سراپا + وہ صبح جبین تھی صبح جنت + ہر چین تھی موجۂ لطافت آنکھین اُستاد سامری تھین + نشے مین شراب کے بھری تھین + دنبالہ کب آنکھین سرے کا تھا بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا + مینی کے قریب کب تھے ابرو + شہبازنے وا کیے تھے بازو + مالک کی جو نگاہ جمال بے مثال پر پڑی مُنھ سے اُف اُف نکلی چرخ کھاکر گرے بیہوش ہوگئے مگر اُس نازنین نے سر مالک کا زانو پر رکھ لیا پیشانی سہلانے لگی یہی چاہتی ہی کہ اسکو ہوش آئے تو اس سے کلام کرون کہ عرب درازجو اپنے آقا کی تلاش کرتا پھرتا تھا سامنے سے پیدا ہوا نقابدار نے جو عیار کو دیکھا شرماکر اُٹھ گیا عرب دراز نے دور سے دیکھا کہ ایک نقابدار بیٹھا تھا یا سوار ہوکر روانہ ہوا چاہا تعاقب کرون مگر نقابدار گھوڑا بڑھاکر نکلگیا عرب دراز پلٹا دور سے دیکھا کہ مالک بیہوش پڑے ہین قریب آکر اسنے پانی چھڑکا مالک کو ہوش آیا دیوانہ وار و وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

بلبل گلون سے دیکھ کے تجکو بگڑ گیا ++ قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا
آئی تو ہر پسند اِسے چال یار کی ++ سن لیجو پاؤن کبک دری کا اُکھڑ گیا
پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پاؤن ++ سر سے تڑپ کے چار قدم اپنا دھڑ گیا

کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد — جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا
اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین — اُس بُت کے آستانے کا پتھر رگڑ گیا
درمان سے اور درد دوچار ہوا دوچند — مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا
گلدستہ بن کے رونق بزم شہان ہوا — کوڑا جو اس فقیر کے تکیے سے جھڑ گیا
نکلا نہ جسم سے دل نالان شریک روح — منزل مین زنگ ناقے سے اپنے بچھڑ گیا
پاتا ہون شوق وصل مین احباب کے کمی — حسن وجمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا
برسون کی راہ آگے عزیزان نکل گئے — افسوس کاروان سے مین اپنے پچھڑ گیا
آیا جو سرخ لعل لب یار کا خیال — جھنڈا قلم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا
آتش نہ پوچھ حال تو مجھ دردمند کا — سینے مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

عرب دراز ہرچند پوچھتا ہی مگر مالک کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی کبھی جواب دیتے ہین کہ ای یار وفادار کیا حال پوچھتا ہی میری تو عجب کیفیت ہی دیکھیے عشق کیا انجام دکھائے یہ کہکر مادیان پر سوار ہوے جسطرف سے نقابدار آیا تھا اُس طرف روانہ ہوے عرب دراز ساتھ ساتھ چلا آتا ہی مگر عرض کرتا ہی کہ ای آقاے نامدار وای مولاے قدرشناس مجھسے جو کچھ کہیے وہ بجالاؤن مالک نے کہا کہ تم سے مین کیا کہون کوہ غم والم دل پر ٹوٹ پڑا بیتابی کی ترقی ہی تاب وتوانائی نے جواب دیا مگر مقام افسوس ہی کہ تمنے اُسکو جاتے دیکھا اور پیچھا نہ کیا عرب دراز نے کہا کہ مین نے آپ کو پڑا ہوا دیکھا دل بیقرار ہوگیا مجھے گمان تھا کہ یہ نقابدار کوئی راہ گیر ہی یہ کیا جانتا تھا کہ آپ کا صبر وسکون لے گیا مالک نے جوابدیا کہ ای عرب دراز آگے بڑھ جاؤ جستجو تمھاری خالی نہ جائیگی خواجہ عمرو کے شاگرد ہو شاید پتہ ملے عرب دراز بہت خوب کہکر آگے بڑھا نشان مرکب دیکھتا ہوا آتا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین عرب دراز نے آکر ایک کنیز کو اشارے سے بلایا حباب مارکر بیہوش کیا مثل مردے کے ٹانگ پکڑکر ایک غار مین چھپادیا خود اُس کنیز کی شکل بنکر اندر باغ کے آیا دیکھا باغ سرسبز وشاداب ہی نہرین جاری ہین ہزارے چھوٹ رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ

بارش مروارید ہوتی ہی عرب دراز تماشا دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا فرش وغیرہ بچھا ہی
اور ایک شاہزادی آفتاب جمال و خورشید مثال صاحب جاہ و جلال مسند پر بیٹھی ہی مگر چہرے
سے پریشانی ظاہر ہی عرب دراز نے آکر سلام کیا ملکہ نے پوچھا کہ کیون گلچہرہ یہ کیا سبب ہی
کہ آج ہنستی ہوئی آئی ہو ہم تو رنجیدہ و کبیدہ بیٹھے ہین اور تمھین خوشی ہی گلچہرہ نقلی نے
دست بستہ عرض کی کہ دشمنان حضور کو کیا غم ہی ملکہ نے کہا کہ ای گلچہرہ حقیقت مین عیش و
فرحت نے ہماری صحبت کی قسم کھائی تھی جابجا ذکر ہوتے تھے کہ صبح خندان کی صحبت مین
رنج و غم کا ذکر نہین ہی کیسی کیسی گانے والیان موجود ہین کہ جنکی آواز سے دل کو فرحت ہو
مگر آج فلک نے وہ غم دکھایا ہی کہ سوائے رنج و ملال کے سامان خوشی نہین گلچہرہ نقلی نے
عرض کی کہ واری مین امیدوار ہون کہ مین بھی سنون کہ سرکار کو کیا غم پہونچا اگر ہو سکے تو
رفع ملال کی تدبیر کرون ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا کہ ای گلچہرہ آج جو مین شکار کو
گئی تو ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال مرد سپاہی کو دیکھا کہ
شکار کھیل رہا ہی اور دو آہو شکار کیے پڑے تھے مین نے چاہا کہ مین ڈراؤن مگر وہ کب
خائف ہوتا ہی اُسنے مجکو اُٹھا لیا مگر صورت دیکھ کر بیہوش ہو گیا میرا بھی عجیب حال ہوا مگر
اپنے کو سنبھالا جس طور سے بنا اُسی مقام پر بیٹھ گئی سر اپنے پیار کا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا
منظور ہوا کہ اِسکو بیدار کرون کہ ایک عیار کو آتے ہوے دیکھا اُسکو دیکھ کر بھاگی جس وقت
سے آئی ہون دل کو وحشت ہی کہ کیونکر اُس شخص تک پہونچون گلچہرہ نقلی نے کہا کہ کچھ نام اُسکا
حضور کو معلوم ہوا کہ اُسکا نام کیا ہی مقام کہان ہی ملکہ نے جواب دیا کہ ای گلچہرہ نام و
مقام تب معلوم ہوتا کہ جب کلام کرنے کی نوبت آتی گلچہرہ نے کہا کہ آپنے انگشتر سے نام اُسکا
دریافت نہ کیا ملکہ نے کہا کہ ہان میرے ہوش درست نہ رہے مین عیار کو دیکھ کر بھاگی یہی خوف ہوا
کہ غیر شخص سے کیونکر بات کرونگی گلچہرہ نے کہا کہ اگر مجکو حکم ہو تو مین اُسی مقام پر جا کر اُس
جوان کو تلاش کرون ملکہ نے کہا کہ اتنا مین نے سُنا ہی کہ یہان سے قریب ایک قلعہ ہی
کہ ہلال سرکش وہانکا حاکم ہی اُس قلعے کو مالک اشتر نے تسخیر کیا ہی شاید وہ ہی اِس
صحرا مین برائے صید افگنی آے ہون طریقے سے معلوم ہوتا ہی وہ ہی ہونگے کل والد نے

یہ ذکر کیا تھا ملکہ فرماتے تھے کہ لشکر کشی کر کے جاؤن اُس جوان کو گرفتار کر لاؤن مگر وہ جانشین صاحبقران ہی اُسکا گرفتار ہونا دشوار ہی ای صبح خندان آج کل شکار وغیرہ کو نہ نکلنا ایسا نہ ہو کسی مقام پر مقابلہ پڑ جاے میری شامت کہ مین براے شکار گئی جو اُن کو خیال تھا وہ ہی ہوا کہ خود شکار ہوئی باپ ہمارے جہلیل خارہ شکن ہرچند کہ پہلوان ہین مگر نام سے اُس جوان کے کانپتے ہین تم ای گلچہرہ اگر ہو سکے تو ٹہلتی ہوئی جاؤ اور مفصل خبر لاؤ گلچہرہ نے کہا کہ واری مین اُن کو بُلا لاؤن ملکہ سے اور عرب دراز سے باتین ہو رہی ہین کہ وزیرزادی ملکہ کی موسوم بہ اظہار ماہ طلعت آئی اُس کو دیکھ کر میان عرب دراز مائل ہوے دوڑ کر استقبال کیا اور عقل سے سمجھ گیا کہ یہ وزیرزادی ہی کہا ای وزیرزادی صاحب آئیے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا بڑی محبت سے کہا آئیے ملکہ تنہا بیٹھی تھین آپ پاس بیٹھیے اور مین تلاش مین جاتی ہون ملکہ نے اشارہ کیا کہ گلچہرہ کہان جائیگی اور کہان تلاش کریگی گلچہرہ نے کہا کہ مین وہین جاؤنگی اور بُلا لاؤنگی ملکہ تو خاموش ہوئین اور عرب دراز نکلا ملک راہ مین کھڑے تھے پکار کر پوچھا کہ ای مسیحاے زمان ہمارا علاج بھی تجویز کیا عرب دراز نے جواب دیا کہ حضور کے علاج کو گیا مین بھی بیمار ہو کے آیا ای شہریار حقیقت مین ملکہ تو شعلۂ جوالہ ہی وزیرزادی اُسکی اِسقدر شوخ و شنگ ہی کہ غلام مرگیا اصل مین یہ کیفیت ہی ملکہ اُسکی محبت مین یہ صورت ہی **نظم**

انصاف کی ترازو مین تولا عیان ہوا ❊
یوسف سے تیرے حُسن کا پلہ گران ہوا ❊

روے زمین پہ ایسا مین بسمل تپان ہوا
اُڑ کر مرا لہو شفقِ آسمان ہوا ❊

اُس برق وش کا عشق نہانی عیان ہوا
ابر سیاہ آہون کا میری دھوان ہوا

دیکھا جو مین نے اُسکو سمندر کی آنکھ سے
گلزار آگ ہو گئی سنبل دھوان ہوا

خوش چشمون کے فراق مین کھائے ہیں پیچ و تاب
شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا

انبوہ عاشقان سے ہوا حُسن کو غرور
کثرت سے مشتری کی یہ سودا گران ہوا

انسان کو چاہیے کہ نہ ہو ناگوار طبع
سمجھے سبک اُسے جو کسی پر گران ہوا

اُس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہ گئی
کانٹے پڑے زبان مین جو میل بیان ہوا

اللہ کے کرم سے بتون کو کیا مطیع ❊
زیر نگین قلمروِ ہندوستان ہوا ❊

انصاف میں نے عالم اسباب میں کیا	بنوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا ✤
قاتل کی تیغ سے رہِ ملکِ عدم ملی ✤	آہیں ہمارے واسطے سنگِ نشان ہوا
فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند ✤	آتش زمین شعر سے پست آسمان ہوا

مالک نے اپنے سے زیادہ عرب دراز کو بیقرار پایا کہتا ہی چلیے مین کنیز کو بیہوش کرکے ڈال آیا ہون اُسی کی شکل بن کر آپ کو لیچلونگا مالک تو خود گھبرائے ہوے تھے عرب دراز کے کہنے سے ہمراہ ہوے گلچہرہ کی شکل پر عرب دراز ہمراہ ہوا جب مالک دروازے پر باغ کے پہونچے تو گلچہرۂ نقلی نے جاکر عرض کی کہ حضور وہ آسے ہین ملکہ نے کہا کہ ای گلچہرہ تو تو ایسی جلدی آئی کہ جیسے وہ کہین راہ ہی مین کھڑے ہوے تھے اگر وہ نہ ہون اور کوئی ہو گلچہرہ نے کہا کہ اگر وہ نہ ہون تو سامنا نہ کیجیے گا اور اگر وہ ہی ہون تو صحبت مین جگہ دیجیے وزیر زادی نے سمجھایا کہ ولدی یہ بہتر نہین کہ جس شخص سے آگاہ نہون اُسکا بلا تکلف آنا ایسا نہ ہو کہ آپکے والد کو خبر ہو جاے تو بہت بُری طرح پیش آوین گے ہم لوگون پر آفت برپا کرین گے اور فرمائینگے کہ تم لوگون نے انتظام نہ کیا مگر آپ کو بدحواس پاتے ہین اس وجہ سے ناچار ہین ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا اور عرب دراز دوڑا ہوا دروازے پر آیا پکار کر کہا کہ آئیے مالک تنتے ہوے اندر آے رنگ باغ دیکھ کر شگفتہ ہوگئے کہ کیسا سرسبز و شاداب باغ ہی جس کا فردوس کو داغ ہی ملکہ منھ لپیٹے بیٹھی ہین مالک کو دور سے جو دیکھا وزیر زادی سے کہا اصل مین یہ کیفیت ہی فرد این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را ✤ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ✤ جمال بے مثال مالک دیکھ کر وزیر زادی بھی دنگ ہوگئی مالک آکر بیٹھے ملکہ منھ پھیرے ہوے بیٹھی ہین مالک نے کہا کہ کیون بی گلچہرہ ہم کسکے مہمان ہین عرب دراز نے کہا کہ میزبان آپکی ابھی خاموش ہین انشاء اللہ باتین ہونگی وزیر زادی نے کہا کہ کیون گلچہرہ آج کیسی باتین تم کر رہی ہو لفظ انشاء اللہ کہانسے سیکھا عرب دراز حیران ہو گیا کچھ جواب نہ دیا دلمین اپنے کہتا ہی کہ مین نے یہ کلمہ کیون کہا مگر ملکہ سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو دو چار شعر گاؤن ملکہ نے ہنس کر کہا کہ ای گلچہرہ تو گانا کیا جانے گلچہرۂ نقلی نے عرض کی کہ واری مین نے حضور پر ظاہر نہین کیا آج اظہار کرتی ہون یہ کہکر بایان کھینچا مخفی کے یہ اشعار گانے لگی نظم

مجنون جنونی ز تو این نام و نشان چیست	بے کام و زبانی ز تو این کام و زبان چیست
جان و دل و دین زلف و خط و خال نہ بر بند	ای بے خبر از خویش دگر دعوی جان چیست
شد تجربہ صد بار کہ سود تو زیان است	ای دل دگر اندیشۂ این سود و زیان چیست
بدرید ترا پردۂ عصمت چو ز عصیان	ظاہر شدہ بر خالق و از خلق نہان چیست
مخفی چہ کنم چارہ کہ از دوست بپرسم	مقصود ز پیدایش این کون و مکان چیست

اس رنگ سے عرب دراز نے یہ اشعار گائے کہ وزیرزادی نے بڑی تعریف کی عرب دراز قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور ابھی آپنے کیا سنا ہی اور بہت سے کمال جانتی ہون کہ جس سے آپ محظوظ ہو جاوین قدمون سے جو عرب دراز لپٹا وزیرزادی نے مسکرا کر کہا کہ ای گلچہرہ آج تجھے کیا ہو گیا ہی کہ جو ایسی باتین کرتی ہو عرب دراز نے کہا کہ بی گلچہرہ وہان بیہوش پڑی ہین مین تو آپ کا غلام ہون یہ کہکر رنگ و روغن عیاری پونچھا ملکہ نے ایک دو ہتھڑ مارا کہا کہ او نگوڑے عیار مکار تو نے بڑا جال پھیلایا اب وزیرزادی کو بھی ثابت ہوا کہ عرب دراز عیار ہا اک ہی مُنھ پھیر کر بیٹھی کہا ای ملکۂ عالم اس نگوڑے نے بڑا جال پھیلایا کہ جان نہ پہچان اور قدمون پر لوٹ گیا مگر گلچہرہ کو جو ہوشیار کیا یہ سن دراز عورت یہ حال سُنکر چل گئی جی مین کہتی ہی کہ عیار و سردار نے خوب جال پھیلایا چل کر ان کے باپ سے اس امر کی اطلاع کرون کہ وہ آکر سزا دین مالک کو قتل کرین ملکہ کو بھی سزا ملے اور یقین ہی کہ بی وزیرزادی بھی گنہگار ہون یہ سوچ کر بھاگی کہ جا کر شاہ سے اطلاع کرون اُدھر شاہ بیرا بے شکار گئے تھے پلٹے ہوے آتے تھے راہ مین گلچہرہ سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ کیون گلچہرہ کہان سے آتی ہو گلچہرہ جھلائی ہوئی تھی بلا تکلف بولی کہ آپ کو کچھ حال بھی معلوم ہی کہ آپ کی صاحبزادی نے پالنے سے پاؤن نکالے غیر شخص کو بلا کر بٹھا لیا اور عیار اُنکا میری شکل بن کر آیا وہ بی وزیرزادی کے ساتھ چونچلا کر رہا ہی اب شاہزادی اور وزیرزادی ایک حال مین ہین دونون مرد وے بیٹھے ہین جہلیل خارہ شکن یہ حال سُن کر کانپنے لگا گلچہرہ اور زیادہ باتین بنانے لگی کہا واری مین نے اُن لوگون کا سامنا نہین کیا آپ کی تلاش مین نکلی تھی آپ یہین مل گئے جہلیل نے کہا کہ مین ابھی چلتا ہون شکار سے پلٹ کر آیا ہون

یہ کہہ کر قبضے پر ہاتھ ڈالا طرف باغ کے چلا یہان وہ وقت ہے کہ مالک ملکہ سے باتین کر رہے ہین
کنیزین سامنے حاضر ہین عرب دراز وزیرزادی پر لوٹا پڑتا ہے اور وزیرزادی بھی ہم ہوتی
ہے کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ واری غضب ہوا آپ کے والد تشریف لاتے ہین
اور بی گلچہرہ ساتھ ہین ملکہ کا رنگ رو اُتر گیا گھبرا کر کہا کہ اب مین کیا کرون صاحب تم کہین
چھپ جاؤ مین باتین کر کے اُن کو ٹالدونگی مگر گلچہرہ نے سب حال کہا ہوگا وزیرزادی
نے کہا کہ وہ نگوڑی رشک مین بھری ہے اُسکو صبر نہ آیا اُسنے ضرور کہا ہوگا وہی شاہ کو لیکر
آئی ہے مالک نے جو ملکہ کو پریشان دیکھا کہا ملکہ عالم کیون گھبراتی ہو آنے دیجیے سمجھا جائیگا
ملکہ نے کہا کہ صاحب وہ بہت زبردست ہین بڑے بڑے پہلوانون کو مارا ساٹھ ستر ہزار
فوج کے وہ حاکم ہین سب پہلوان اُن کو مانتے ہین مالک نے کہا آنے تو دو کہ سامنے کا
دروازہ کھلا اور ہلیل خارہ شکن تلوار تولتا ہوا اندر آیا مالک کو جو بیٹھے ہوے دیکھا
للکار کر آواز دی کہ او باغی تو یہانتک کیونکر پہونچا اب تم سبھون کی قضا میرے ہاتھ سے
ہے تلوار کھینچ کر دوڑا مالک اُسیطرح بیٹھے رہے کنیزون نے باہم کہا کہ لو بوا یا تو تلوار برسا رہے
تھے یا حیران بیٹھے ہین قبضے پر ہاتھ نہین ڈالتے دوسری نے کہا کہ بوا ہلیل خارہ شکن
بلاے روزگار ہے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے جلاد صاحب ظلم و بیداد اکثر کو اپنے ہاتھ
سے قتل کیا مگر جب ہلیل نے دیکھا کہ یہ جوان نہین اُٹھتا تلوار کھینچ کر سر پر آیا ہاتھ تلوار کا
مالک پر مارا مالک نے گھٹنے ٹیک کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار ہلیل کی چھین کر
پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر نعرہ شیرانہ کیا اور ہلیل کو اُٹھالیا چاہا زمین پر مارو ن
ہلیل نے آواز دی کہ اے شہریار الامان مالک نے سوال اسلام کیا ہلیل خارہ شکن
راضی ہوگیا مکرسے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا عرض کی کہ مین جاکر قلعے مین سامان دعوت کرون
کہ کل رعایا آپ کی زیارت سے مشرف ہو مالک نے قبول کیا ہلیل قلعے مین آیا مالک
اُسی طرح مسند پر آکر بیٹھے مگر ملکہ نے کہا کہ اے شہریار یہ آپ نے اچھا نہ کیا اس مکار
کو چھوڑ دیا اپنے تئین بہت بچائیے گا ملکہ نے عرب دراز سے کہا کہ اے عرب دراز مالک
کی اپنے حفاظت رکھنا عرب دراز خاموش ہو رہا مگر ہلیل خارہ شکن کہ اس کو اپنے

زیر ہونے کا بڑا قلق ہے راہ مین سوچتا ہوا قلعے مین آیا افسرون نے آکر استقبال کیا بارگاہ مین
آکر بیٹھا انجمن مشاورت کو منعقد کیا شمع راے روشن ہوئی غواصان بحر بے پایان مضامین
وشناوران دریاے قہار لطمہ سنج گوہر آگین یون ذکر کرتے ہین کہ سب اپنی اپنی راے
ظاہر کرنے لگے کسی نے کہا کہ شبخون مارے کسی نے کہا کہ ایک مرتبہ بلوہ کردین وہ اکیلے ہین
گھیر کر مار لین گے کیا اُن کو پناہ دین گے مگر عیار اسکا سرخیل تیز رفتار اپنے مقام سے
اُٹھا اور ہاتھ باندھ کر ہلیل کے سامنے آیا عرض کی کہ آپ کیون تردد فرماتے ہین مین مالک
کو پکڑے لاتا ہون اپنا قبضہ کر کے قتل کیجیے یہ راے سب کو پسند آئی کہا ای سرخیل اگر
مالک کو پکڑ لائے تو گویا سلطنت بچائی سرخیل نے کہا مین گیا اور لایا یہ کہکر بانہلے عیاری
سے آراستہ ہو کر طرف مالک کے چلا پشت باغ پر آکر کمند ماری دیوار پر چڑھا دیکھا ملکہ
اور مالک چھپر کھٹ پر سو رہے ہین سرخیل نے آکر مالک کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر
لے بھاگا بعد تھوڑی دیر کے ملکہ نے جو ہاتھ ڈالا پہلو خالی پایا گھبرا کر اُٹھی عرب دراز کو
جگایا بُلا کر کہا کہ ای عرب دراز مالک کو کوئی چُرا لے گیا عرب دراز نے بستر دیکھا کہا
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار لے گیا ملکہ صبح خندان نے کہا کہ ہان ایک عیار میرے باپ کا
سرخیل تیز رفتار نام ہے وہ ہی لے گیا ہوگا عرب دراز نے کہا کہ مین جاتا ہون نیمچہ
پکڑ کے چلا مگر سرخیل جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی کوئی تین کوس نکل چکا ہی کہ پشت سے آواز
آئی کہ منم عرب دراز او ناعیار کہان جاتا ہی سرخیل نے جو پلٹ کر دیکھا کہ عرب دراز
غصے مین آنکھین سُرخ نیمچہ کھینچے ہوے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی فوراً زمین پر پشتارہ رکھدیا
آپس مین نیمچہ چلنے لگا عرب دراز چاہتا ہی کہ یہ پشتارے کے پاس سے ہٹے تو مین قبضہ کرون
مگر سرخیل جما ہوا لڑ رہا ہی پشتارہ نہین چھوڑتا ایک شاگرد سرخیل مینوش مست مزاج
جو طرف لشکر مالک کے چلا تھا ایک زرغے مین چھپا بیٹھا تھا کان مین اسکے آواز آئی کہ
کہین اُستاد لڑ رہے ہین جھانک کر دیکھا کہ ایک عیار طرار بڑے قد وقامت کا سرخیل
کو گھیرے ہوے ہی اور بیخ نخل پر پشتارہ رکھا ہی مینوش نے جھپٹ کر پشتارہ اُٹھا لیا
دبے پاؤن لیکر بھاگا یہان عرب دراز نے گھس گھس کر نیمچے مارے سرخیل پیچھے ہٹا مگر

سرخیل نے جو پلٹکر پشتارہ نہ دیکھا سمجھا کہ کوئی شاگرد اسکا ساتھ آیا تھا اُسنے یہ کام کیا اب
اپنی جان بچاؤ نکل چلو یہ سوچ کر بھاگا عرب دراز نے بھی پیچھا کیا مگر تیز رفتار اسکا نام تھا
جست وخیز کرکے نکل گیا عرب دراز سوچا کہ چل کر ملکہ سے خبر کر و اُسے بھی مالک کی فکر ہے بچا
یہ سوچ کر پلٹا یہان ملکہ مسلح ومکمل بیٹھی ہین کہ مین فوراً جاؤنگی اور جنگ کرکے اپنے مالک کو
چھڑالاؤنگی کہ عرب دراز آکر پہونچا سب حال اِسنے بیان کیا ملکہ نے کہا کہ قید مالک کی
پہونچ گئی خدا اُن کو بچالے ای عرب دراز تم نے غفلت کی خیر مین چلتی ہون عرب دراز
نے کہا کہ آپ نہ چلیے مین اُنکو رہا کرلاؤنگا ملکہ نے کہا کہ بھیا مجھسے صبر نہ ہوگا آخر مین نے
فنون سپہ گری کیون سیکھے تھے یہی اُسکے صرف کا وقت ہے یہ مین جانتی ہون کہ اگر لڑتی بھڑتی
اُن تک پہونچگئی اور ہتھکڑی اُن کی کاٹ دی تو وہ قید فوراً توڑ ڈالین گے مگر بھیا یا تم
لڑتے ہوے پہونچنا یا مین اپنے کو پہونچاؤنگی ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی سات سو کنیزین
عربی و ترکی و تازی مادیانون پر سوار نیزے ہاتھ مین گھوڑیان طرارے بھرتی ہوئین
اِس شوکت وشان سے ملکہ چلین یہان وہ وقت ہے کہ سرخیل تو رنجیدہ وکبیدہ لشکر
مین آیا سبھون نے کہا کہ اُستاد کیا کام کیا ہے اِسنے کہا کہ ساری مشقت میری خاک مین
مل گئی پشتارہ غائب ہو گیا مین حیران ہوکے بھاگا اُس عیار سے میری جان نہ بچتی جان
بچاکے بھاگ آیا ایک شاگرد نے خبر دی کہ ای اُستاد خلیفہ صاحب مینوش مست مزاج
پشتارہ لائے سرخیل یہ سُنکر بہت خوش ہوا کہا وہ ایسا ہی شاگرد ہے مین اپنا اُسے جانشین
کرونگا خوب اُسکو مین نے بتایا ہے مگر اُسنے بھی اچھی طرح حاصل کیا ہے یہ کہکر دوڑا بارگاہ
مین آیا دیکھا سب گھبرا رہے ہین اور پشتارہ رکھا ہے سرخیل نے کہا کہ ای شاہ بڑی
آپ غفلت کرتے ہین اگر اِس کو ہوش آگیا تو قیامت برپا کریگا جلد آہنگر کو بلائیے حکم کی
دیر تھی آہنگر آکر موجود ہوا دُہری قید مالک کو پنہائی مالک بیہوش پڑے ہین آہنگر
ہتھکڑیان بیڑیان پنہا رہا ہے کہ در بارگاہ پر ہلڑ ہوا حلیل نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے
ہرکارے نے خبر دی کہ ایک نقابدار مرصع پوش سات سو جوانون سے آپ کے لشکر پر
گرا ہے قتل کرتا ہوا آتا ہے کیسے کیسے پہلوانون نے روکا مگر نقابدار نہین رُکتا ساتھ والے

اُسکے کیا عمدہ رفیق و شفیق ہین جہان کسی نے وار کیا ایک نے اُسکے مرکب کی آنکھ پر تیر
مار دیا گھوڑا سوار کو لیکر بھاگا کسی نے جب دیکھا کہ ہمارے آقا پر کسی پہلوان نے حربہ کیا
اُسنے پہلو پر آکر نیزہ مار دیا اُس پہلوان کا ہاتھ بلند نہ ہونے پایا کہ جان بحق تسلیم ہوا اور
یہان نقابدار لڑتا بھڑتا قریب بارگاہ پہونچا ہی افسران فوج روک رہے ہین مگر نقابدار
رستمانہ لڑتا ہوا در بارگاہ پر پہونچا اور طنابین بارگاہ کی قطع کرنا شروع کین جب طنابین
کٹین تو بارگاہ لہرائی گھبراہٹ مین مہلیل کے مُنھ سے نکلا کہ یارو چلو ایسا نہ ہو یہ بارگاہ
آرہے مگر قیدی کو بھی باہر لے چلو یہ کہکر دوسری طرف سے باہر نکلا سپاہی کشان کشان
مالک کو بھی لائے کہ بارگاہ گری کئی ہزار آدمی دبے نقابدار نے دیکھا کہ مالک کو
مسلسل کرکے لے نکلے ہین مہلیل افسرون سے صلاح کر رہا ہی کہ تم سب نقابدار کو روکو
مین قیدی کو لے کر نکل جاؤن قلعہ خوش گوار یہان سے تین کوس پر ہی خوشباش جادو
وہان کا حاکم ہی میرا دوست صادق و محب واثق ہی ایک سحر مین سب کو مٹا دیگا افسرون
نے کہا کہ ہم نقابدار کو روک لین گے آپ کے تعاقب مین نہ جانے دین گے یہ کہکے
فوج نے پرے باندھے مہلیل نے مالک کو ارابے پر سوار کیا دس ہزار جوان ساتھ لیے
اور تین ہزار مقابلہ نقابدار مین چھوڑے آپ صحرا کی طرف چلا عرب دراز نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ
مالک کو مہلیل لیے جاتا ہی نقابدار کو خبر کی نقابدار لڑ بھڑ کر مجمع سے نکلا مگر فوج والے
جان دیے دیتے ہین صفین جمائے ہوئے کھڑے ہین اگر ایک صف ٹوٹی تو دو صفین آراستہ
ہو گئین نقابدار چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر نکلون مہلیل کا تعاقب کرون مگر فوج والے نکلنے نہین
دیتے روکے ہوئے کھڑے ہین تیر جانبین سے چل رہے ہین طائران تیر اُڑتے پھرتے ہین
میدان مین ہنگامہ ہی مہلیل دو کوس نکل گیا ہی وہان ایک قریہ ہی کہ حاکم وہان کا نُیر زور
نامے زمیندار پڑا ہوا سو رہا تھا دیدۂ ظاہری بند تھے دیدۂ باطنی وا تھے عین خواب مین دیکھا
کہ در ہائے آسمان وا ہوئے ایک تخت نور پر ایک مرد پیر مقدس سوار ہین چہرہ مثل آفتاب
عمامہ سفید سر پر بندھا ہوا قبا پہنے ہوئے وہ تخت آکر قریب نُیر زور اُترا نُیر زور نے
اُٹھ کر سلام کیا اُس صاحب تخت نے علیکم السلام کہا فرمایا ای نُیر زور اگر سعادت کونین

چاہتا ہے تو مالک کی قید لیے ہوئے جہلیل آتا ہے سرور ری جسقدر [illegible]
کمینگاہ مین بیٹھے جب وہ یہان پہونچے تو جنگ آغاز کرنا خدا تجکو فتح دیگا پرزور [illegible]
دیکھا اپنے پاس سا تھ [illegible] تھے اُن سب کو لیکر [illegible]
ہمراہ ہوئی گانون کی گنار جمع ہوئی حملہ چا [illegible] جوانون کو ساتھ لیکر [illegible]
پر قریے کے آگر ٹھہرا درختون کی آڑ میں بے خبر ہو رہے گرد اُڑی جہلیل قید مالک لیے [illegible]
پرزور نعرہ کر کے جا پڑا جہلیل حیران ہے کہ یہ دشمن کہان سے آیا مگر کہتا ہے کہ ان گنوارو نکا
مار لینا کتنی بڑی بات ہے تلوار چلنے لگی صدائے گیرو دار بلند ہوئی کہ ہرکارے نے آکر خبر دی
کہ نقابدار نے کل فوج کو شکست دی سب بھاگے ہوئے آتے ہین اور نقابدار تعاقب مین آتا کئی
کئی سی افسر نامی نقابدار نے قتل کیے ہمراہیان نقابدار بڑی جانبازی کر رہے ہین یہین
گرمی جنگ ہے کہ جہلیل نے دیکھا بھاگے ہوئے لوگ آنے لگے اِدھر زمیندار پُرزور لڑتا
بھڑتا قریب مالک پہونچا ہتھکڑی کاٹی ہتھکڑی کٹتے ہی مالک نے قید آہن توڑ کر پھینکی
اور لڑتے ہوئے اُٹھے نعرہ کیا نعرۂ مالک سے منم مالکِ اژدرِ خشمگین * سپہ دار در لشکر
اہلِ دین * پُرزور نے جو دیکھا کہ مالک نے رہائی پائی بڑھ کر مالک کو سلام کیا مالک نے گلے
سے لگا لیا فرمایا کہ ای پرزور تو نے احسان کیا پُرزور قدمون سے لپٹ گیا کہا آپ کی وجہ
سے مین نے دولتِ کونین پائی بزرگان دین میرے خواب مین آئے مجکو ہدایت کر گئے مین
بصدق دل مسلمان ہوا شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ آپ نے میری وجہ سے رہائی پائی
مالک نے فرمایا کہ مین تمھارا ممنون ہوا تم نے خوب قاعدے سے بلوہ کیا پرزور نے
عرض کی کہ میرے ہمراہی قاعدے سے لڑ رہے ہین مالک لڑتے بھڑتے سامنے جہلیل
کے پہونچے جہلیل نے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے تلوار چھین لی اور کمر مین دست زیر دست
دے کر جہلیل کو اُٹھا لیا اور قصد کیا کہ زمین پر مارون جہلیل سوچا کہ اب زندہ نہ بچونگا
پُکار کر آواز دی کہ ای مالک اب مین دل سے اطاعت کرتا ہون جو کچھ کہ بغض میرے
دل مین تھا وہ نکل گیا مالک نے ہاتھ سے رکھ دیا جہلیل قدمون سے لپٹ گیا کلمہ
پڑھ کر ارادۂ فاسد مسلمان ہوا جب جہلیل مسلمان ہوا تو اِسنے عرض کی کہ آپ لوگونکی

مدد غیب سے پیدا ہوتی ہی مالک نے جنگ کو موقوف کیا کہ عرب درانز آکر پہونچا دیکھا کہ مالک نے مہلیل کو مسلمان کیا کُل فوج باقی ماندہ عذر کر رہی ہی مالک نے ان سب کو بھی مسلمان کیا مگر پُر زور زمیندار دست بستہ کھڑا ہی عرض کرتا ہی کہ غلام کے قریے مین چلکر اُتریے سب آپ کی خدمت کرین گے سب کُہار لیکر آیا ہون مالک نقابدار کا انتظار کر رہے ہین کہ نقابدار بھی مادیان اُڑاتا ہوا آیا دیکھا کہ جنگ فتح ہو گئی اب عرب درانز نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار آپ سمجھے کہ یہ نقابدار بہادر کون ہی مالک نے کہا کہ مین سمجھ گیا کہ صبح خندان نے یہ جرأت کی نقابدار سے کہا قریے مین چلیے نقابدار آکر داخل ہوا مالک بھی پر زور کے ساتھ آے قریے مین آکر اُترے لشکر بھی سب اُترا مہلیل انتظام کر رہا ہی مگر مہلیل نے ایک نامہ جادوگر کو لکھا کہ ای خوشباش اگر تم سے ہو سکے تو آکر سب کو گرفتار کر لو ورنہ سلطنت جاتی ہی قریۂ پُر زور مین سب اُترے ہوے ہین جب یہ لوگ مبتلا بسحر ہونگے تو مین بھی بلوہ کرونگا خوشباش کو جو نامہ پہونچا کئی سو ساحرون کو ساتھ لیکر اپنے قلعے سے خروج کیا اور کوچ کرکے آیا سامنے قریے کے اُترا مالک کو خبر پہونچی کہ خوشباش جادو کئی سو ساحرونکو لیکر آیا ہی مالک بھی براے مقابلہ نکلے مہلیل فکر کر رہا ہی کہ مالک پر وہ سحر کرے تو مین بلوہ کرون اہل فوج کو ترغیب دے رہا ہی رات کو جانبین مین طبل جنگی بجے صبح کو خوشباش میدان مین آیا آتے ہی سحر کیا کہ سب سرداران مالک مع پُر زور مبتلاے سحر ہوے ہاتھ پاؤن مین کسی کے طاقت نہین ہتھیار کھل کر گرنے لگے مگر خوشباش دختر مہلیل کا خواہان ہی تلاش کرتا ہوا چلا ہر ایک خیمے مین جاتا ہی اور دیکھتا ہی کہ کس خیمے مین صبح خندان ہین ایک خیمے مین جب آیا تو دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہین اور چشمۂ چشم سے قلزم اشک موج زن ہی خوشباش پاس بیٹھ گیا کہنے لگا کہ کیون ای ملکۂ عالم رونے کا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا کہ ای خوشباش مین تیرے واسطے رو رہی ہون کہ تو نے اتنا بڑا کام کیا ایسا نہ ہو کہ عیار انکا جو بلاے روزگار ہی تجھکو کوئی چشم زخم پہونچائے خوشباش نے کہا کہ مین نے سب کو بیکار کر دیا ہی مہلیل سب کو قتل کریگا مہلیل حقیقت مین خوش خوش پھر رہا ہی سرداران مسحور کو دوڑ دوڑ کے

قتل کرتا پھرتا ہی جب قریب پرزور کے چلا تو پرزور نے دست دعا بلند کیے اور پکار اُٹھا کہ ای خالق بے نیاز و ای ربِّ کارساز تو نے حکم دیا تھا کہ تیری فتح ہوگی یہ کیا معرکہ ہی کہ اب سامنا قتل کا ہی تیری امید پر دل کو تسکین ہی نظم

ہر طلبگار خدا مشتاق ذات	ذات را بیند ز انوار صفات
اہلِ بینش را وجود پاک تو	می نماید از وجود کائنات
از طریقِ حق نمی لغزد قدم	گر بود بر جاے خود پاے ثبات
نسبت کامل بذاتِ خالق است	جسم و جان را در حیات و در ممات
گاہ خالق زندہ را مُردہ کند	گاہ بخشد مُردہ را نور حیات
میدہد نامِ خداوند کریم	بر زبان ہا لذتِ قند و نبات
خامہ در تسطیر وصفش سرنگون	خشک در تحریر تعریفش دوات
خم بدرگاہِ جنابِ ذوالجلال	گردن گردون براے کورنشات
بہر ہر بندہ بفرمانِ خدا	ہست کارِ بندگی از واجبات
ہند یا پیش خدا کُن التجا	در زمانہ بہر حلِّ مشکلات

پرزور تو دعائین مانگ رہا ہی مہلیل تلوار چمکاتا ہوا آتا ہی اور کہتا ہی کہ ای پرزور تم نے بڑا کار نمایان کیا کہ عجب طور سے بلوہ کر کے مالک کو رہا کر لیا لیکن اب سب کو قتل کرتا ہون قریہ بھی تمھارا میرے قبضے مین آئیگا اور رعایا لاکر بساؤنگا اور تم سب کو قتل کرونگا تم نے خداوند کے ساتھ دشمنی کی پرزور جواب دیتا ہی کہ ای مہلیل یہ جنگ ہمین فتح کرین گے بزرگان دین جو کچھ کہ گئے تھے اُن سب کا سامنا ہی جو جو فرمایا تھا وہ دیکھا اسمین بھی کچھ مصلحت ہی مگر وہان خوشباش خیمے مین ملکہ سے باتین کر رہا ہی جمال دیکھ کر بہت خوش ہوا ہی جی مین کہتا ہی کہ ایسی معشوقہ خوشخو کسی ساحر کے قبضے مین نہ ہوگی محفلون مین لیکر اِسے جاؤنگا کہ ملکہ نے کہا ای خوشباش جس وقت سے تم بیر یہ جنگ درپیش ہوئی مین نے آب و دانہ ترک کیا رات کو خبر سُنی تھی کہ خوشباش نے آکر طبل جنگی بجوایا ہرچند کہ کنیزون نے دسترخوان بچھایا مگر مین نے توجہ نہین کی اگر تمھاری

خوشی ہو تو ایک جام پیون کہ دل ٹھہرے اور جانشین حمزہ کو میرے سامنے لا کر قتل کرو
ہر چند کہ وہ شب کو یہین رہے مگر میرے قریب نہین آے مین نے منھ نہین لگایا یہی کہدیا
کہ کیون گھبراتے ہو اب تو مین تمھارے قبضے مین ہون وہ یہی جانتے تھے کہ اب ہمارا کوئی کیا
کرسکتا ہی لڑائی کو فتح کرلیا خوشباش نے کہا کہ شراب پیجیے خاصہ نوش فرمائیے ملکہ نے
جام لبریز کیا کہا لو پہلے تمھین پیو یہی دعا مانگتی تھی کہ خوشباش کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن
خوشباش نے جام لیکر بخوشی پیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا ای ملکہ عالم اس شراب مین کیا تھا کہ
میرا دل گھبرانے لگا ملکہ نے کہا کہ صاحب شراب نوکشید ہی اُسنے نشہ زیادہ کیا اُٹھ کر
ٹہلو کہ ہوا لگے نشہ کم ہو خوشباش اُٹھا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی
بیہوش ہوا ملکہ نے نعرہ کیا کہ منم عرب دراز زبان مین سوزن دیکر خوشباش کو ستون
سے باندھ دیا ملکہ ایک گوشے مین مخفی تھی کوڑا ہاتھ مین لیکر نکلی قریب آکر کہا کہ ای خوشباش
اطاعت اسلام اختیار کرو ورنہ ابھی تجکو قتل کرونگی خوشباش حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون زبان
مین سوزن ہی مشکین بندھی ہوئی ہین ستون سے بندھا ہون یہ سوچ کے اشارہ کیا کہ
زبان سے میری سوزن نکال لیجیے مین اطاعت کرتا ہون ملکہ نے اشارہ کیا کہ ای عرب دراز
کیا صلاح ہی عرب دراز نے بشرہ دیکھ کر کہا یقین ہی کہ یہ مکر نہ کرے خوشباش جادو
کی زبان سے سوزن نکالی خوشباش بصدق دل مطیع ہوا عرب دراز نے کہا کہ باہر جاؤ
مہلیل ظلم کر رہا ہی اگر اُسنے پُرزور کو قتل کرڈالا تو تمھاری بھی زندگی نہ ہوگی خوشباش نے
کہا کیا مجال ہی مین ابھی جا کر سب کو بچاتا ہون اور سحر اُتارے لیتا ہون یہ کہکر خوشباش
باہر نکلا یہان مہلیل نے تیغہ اُٹھایا کہ پُرزور کو قتل کرون کہ پشت سے آواز آئی کہ خبردار
او مہلیل ہاتھ نہ مارنا ورنہ جلا کر خاک کردونگا مہلیل نے پلٹ کر دیکھا کہ خوشباش سب کے
سحر اُتارتا ہوا آتا ہی اور پُرزور پر سے بھی سحر اُترا پُرزور اکڑ کر اُٹھا چاہا مہلیل پر جا پڑون
خوشباش نے منع کیا کہ اب اِسکی خطا معاف کرو جو اِسنے کیا وہ سراسر حماقت تھی مہلیل جا کر
مالک کے قدمون پر گرا مالک نے سر سینے سے لگا لیا خوشباش آکر گرد پھرا کہا کہ ای
مالک مین تمھارے ساتھ ہون خدا وہ دن دکھاے کہ بمقابلہ جمشید پہونچو مالک نے

آکر قریے مین سب کو مسلمان کیا مہلیل سے کہا کہ ملکہ کا عقد ہمارے ساتھ کردو مہلیل نے
بہ ساعت نیک مالک کا عقد ساتھ صبح خندان کے کیا اور روز بیرزادی کا عقد عرب دراز
کے ہمراہ ہوا اب مالک نے سب لشکر جمع کیا مہلال سرکش و مہلیل خارہ شکن و بہرزور
زمیندار و خوشباش ساحر کہ بارہ ہزار جادوگرون سے شریک ہوا ہم سب کو جمع کر کے قصد ہوا
کہ کوچ کرون رات کو حکم دے رکھا صبح کو سب تیار ہوے مہلیل کو تخت نشین کیا مہلال
کو سپہ سالار لشکر قرار دیا خوشباش سے کہا کہ تم اُس وقت شرکت کرنا جب کوئی ہم پر
جادوگر آے ہمین قانون صاحبقران کا سب سے زیادہ خیال ہے یہی چاہتے ہین کہ مقابلہ
جمشید ثانی مین پہونچین خوشباش نے کہا بمقابلہ جمشید پہونچا تو دون مگر بڑے بڑے ساحر
وہان جمع ہین مالک نے کہا کہ ہمین ساحرون کا کیا خوف ہے بموجب مضمون مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است + مگر ہمارے شہریار نہین معلوم کہان ہین خوشباش
سے کہا کہ ہرکارے روانہ کرو اُن کی خبر ہم کو معلوم ہو ہم مغرور نہین ہین اپنے شہریار کے
ساتھ ہو کر مقابلہ جمشید مین چلین خوشباش نے ہرکارے روانہ کیے کہ خبر مفصل لاؤ کہ
شہریار کس مقام پر ہین مگر یہ بھی دریافت کرنا کہ لوح طلسمی ملی یا نہین ملی جب تک لوح نہین
ملے گی اور مرحلہ جات نہ لوٹین گے تب تک جمشید سے کیونکر مقابلہ ہوسکتا ہے کیونکہ وہ
مالک طلسم ہے پھر خوشباش نے عرض کی کہ ہرکارے تو غلام نے روانہ کیے ہین مگر مین یہ
عرض کرتا ہون کہ ہرچند مین سحر مین حقیر ہون مگر راز دار جمشید ثانی ہون ایسے مقام پر
پہونچاؤن کہ جمشید بھاگ نہ سکے آپ جا پڑین اُس وقت میری کارگزاری دیکھیے گا کہ
جمشید ایسے کو رد کو نگا قصر سے نکلنے نہ دونگا مالک لشکر مذکور کو ساتھ لیکر قریے سے
باہر نکلے ہین کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار آتا ہے پشت پر ساٹھ
ستر ہزار جوان ایک محافہ ہمراہ ہے کہاریان ناظر بجکاتے اُس محلفے کو گھیرے ہوے آتے ہین
باعث یہ ہوا کہ کلکال خون آشام نامے پہلوان ہے قلعۂ خون نگار کا حاکم اس نے
مہلیل کو پیغام دیا تھا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردو ورنہ قلعے کو ویران کردونگا
زبردستی چھین کر لے جاؤنگا مہلیل نے بخوف جان و مال اقرار کرلیا تھا کہ فلان زمانہ مین

آکیے تو مین عقد کر دون وہ بھی زمانہ ہی اسنے جو خبر سنی کہ جانشین صاحبقران کے ساتھ عقد کر دیا تو یہ بقہر و غضب تمام لشکر کشی کر کے آیا ہی ایسا اپنی جرات پر اطمینان ہی کہ محافہ بھی ساتھ لایا ہی کہاریان بھی ملازم کر لین ناظر بجپاگانے بھی لایا ہی مراد یہ ہی کہ ملکۂ عالم اس سامان کو دیکھ کر خوش ہو جاوین کہ میرا منگیتر بڑا معقول ہی سامنے آکر اُترا مہلیل سے کہلا بھیجا کہ ای برادر الکریم اذا وعد وفی۔ تمھارے وعدے کا وقت آگیا لہذا ملکہ کو میرے پاس روانہ کرو مہلیل نے وہ نامہ مالک کے سامنے پیش کیا اور کہا بیشک مین نے شادی کر دینے کا وعدہ کیا تھا مگر جب آپ ایسا داماد ملا تو مین نے اُسے ترک کیا اب حضور کو اختیار ہی یہ سُنکر مالک نے نامہ پھاڑ ڈالا اور ایلچی کو دربار سے نکلوا دیا کلکال نے جو یہ خبر سُنی جھلا کر طبل جنگی بجوایا مالک کے لشکر مین بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین صبح کو کلکال میدان مین آیا پکارا کہ میرا رقیب کہان ہی اگر میرے مقابلے مین آے تو احوال معلوم ہو مالک نے ماریان کو بڑھایا کلکال نے جو مالک کو دیکھا بہت شرمندہ ہوا جی مین کہتا ہی کہ اس جوان کے سامنے مجکو کاہے کو قبول کریگی کہنے لگا کہ ای پہلوان دوران ایک عورت کے واسطے جان دیتے ہو ایک سال کا زمانہ گذرا کہ مجھسے نسبت ہو گئی مہلیل نے تم کو دھوکا دیا جس حال سے ملکہ ہون میرے پاس روانہ کر دو مالک نے کہا کہ کیون بیہودہ بکتا ہی کوئی بھی اپنی منکوحہ کو دیتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر کلکال نے نیزہ مارا مالک نے کہ اُسیر سے نیزہ بازی مین کسی قدر کم ہین چند طعنون مین نیزہ اسکا توڑ ڈالا کلکال نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا مالک نے بار بچا کر کلائی تھام لی کلکال نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آے آپس مین کشتی ہونے لگی شام تک کلکال لڑا مگر اُلجھ اُلجھکر یہی چاہتا ہی کہ کسیطرح جان بچاؤن سامنے سے بھاگ جاؤن کہ پردۂ شب حائل ہوا کلکال کو یہ پہلو ملا کہا ای مالک پلٹ جاؤ اب کل مقابلہ ہو گا مالک نے کہا کہ میرا یہ دستور نہین ہی بے زیر و زبر کیے نہ پلٹون گا کلکال نے کہا کہ میرا یہ دستور نہین ہی کہ مین رات کو مقابلہ کرون یہ کہہ کر اپنے تئین چھڑا کر گینڈے پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا مالک اپنی بارگاہ مین آے مگر کلکال جو اپنی بارگاہ مین آیا سب افسرون کو جمع کیا آپس مین

مشورہ ہونے لگا کلکال نے صاف صاف کہا کہ وہ جوان مجھپر غالب ہی اگر شام نہ ہوجاتی تو پھر مجھکو دم مجھیٹنے کا نہ باقی تھا بعد گذرنے پہر بھر کے وہ تدبیر کرلیتا اب کیا تدبیر کرون عیار اسکا سر ہانے سنکر وہ یہ کہکر اٹھا کہ مین مالک کو چرالاؤن گا اور اگر بچہ قابو ہوا تو ملکہ کو بھی لاؤنگا اگر دونون دستیاب ہوے تو کیا اچھی بات ہی کلکال یہ سنکر خوش ہو گیا کہا ای یار وفادار اگر تو ایسا کرے تو آبرو بچ جاے ورنہ اس جوان سے جان بچنا دشوار ہی حقیقت مین بلاے روزگار ہی مین ہی ایسا تھا کہ چار پہر اُس سے لڑا ورنہ کیا کوئی اُس سے لڑسکتا ہی بچپت بھی انتہا کا ہی صاحبقران کی آنکھین دیکھی ہین کہ جن پر آج تک کوئی غالب نہین ہوا پر دہ قاف مین جا کر دیوزادونکو مارا سمندون ہزار دست ایسا تھا کہ جو ایک مرتبہ ہزار حربے کرتا تھا اُسکو بھی مارا اور چشمۂ حیوان کو مٹایا سرنگ نے کہا کہ یہ سب کچھ ہی مگر دیکھیے شکخوار کیا کام کرتا ہی یہ کہکر سرنگ روانہ ہوا لشکر مالک مین آیا بصورت مبدل پھرنے لگا قضاے کار عرب دراز کہ ہر وقت فکر مین پھرتا ہی اپنے مالک کا خیال ہی کہ جس طرح بنے اپنے مالک کو بچاؤن لندھور پر غالب رہین فتح و ظفر کے طالب رہین ایک طرف سے پھرتا ہوا آتا تھا کہ دیکھا ایک ضعیف عورت ایک دوکاندار سے پوچھ رہی ہی کہ مالک کس بارگاہ مین رہتے ہین عرب دراز نے قریب آکر کہا کہ بڑی بی صاحب ہمارے ساتھ آؤ ہم بتا دین کہ مالک کہان رہتے ہین سرنگ نہ سمجھا کہ یہ عیار مالک ہی اور مجکو دھوکا دیتا ہی پلٹ کر کہا کہ ای فرزند مین غریب ہون اُن کے سامنے سوال کرونگی ایسا کچھ ملے کہ میری وجہ معاش ہو عرب دراز نے کہا کہ مجکو بھی تمھارے حال پر رحم آیا کہ اس ضعیفی مین بھیک مانگنے نکلی ہو ایسا کچھ دلواؤن کہ مطمئن ہوجاؤ بڑھیا ساتھ ہوئی عرب دراز بڑھیا کو ساتھ لیے ہوے سامنے بارگاہ کے آیا کہا وہ دیکھو سامنے مالک بیٹھے ہین سوال کرو یقین ہی کہ جواب باصواب ملے یہ جانشین صاحبقران ہین ایسا کچھ دین گے کہ غنی ہوجاؤ گی جیسے ہی سرنگ نے منھ پھیرا کہ سوال کرون عرب دراز نے حلقہ ہاے کمند مارے سرنگ کمند مین پھنسا عرب دراز نے جھٹکا مارا سرنگ گرا چاہا غلطک مار کر نکلون مگر عرب دراز نے حباب مار دیا اس عرصے مین اور چند شاگرد آگئے

سب کو معلوم ہوا کہ عیار کو گرفتار کیا ہی عرب دراز نے حکم دیا کہ گرم پانی لاؤ اِسکا مُنھ
دُھلاؤ یہ تو معلوم ہو کہ یہ کون ہی جب سرنگ کا مُنھ دُھلایا تو دیکھا کہ ایک عیار طرار ہی
کمندین وغیرہ بازوون پر لگی ہوئین نیمچہ حمائل عرب دراز نے حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کرو
صبح کو دربار سمجھا جائیگا شاگردان عرب دراز سرنگ کو لیکر چلے راہ مین سرنگ نے
کہا کہ ای بھائیو مین تمھارا قیدی ہون لیکن کچھ روپیہ ملا تھا وہ میرے پاس ہی یہ لیلو
اور مجکو چھوڑ دو شاگردان عرب دراز نے دھوکا کھایا روپئے کا پوٹلہ اُس سے لیا اُسکو
جو کھولا بیہوشی اُڑی شاگرد سب بیہوش ہوے سرنگ کمندین کاٹ کر نکل گیا پھرتا ہوا
قریب بارگاہ مالک آیا ایک گوشے مین بیٹھکر نقب دینے لگا مہرہ نقب کا بارگاہ مین
لاکر توڑا نقب سے نکلا مالک کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کرنے بھاگا مگر عرب دراز جو پھرتا
پھراتا اُس مقام تک آیا کہ جہان شاگرد بیہوش پڑے تھے حیران ہو گیا کہ اسپر کیا معرکہ
گذرا کہ جو بیہوش پڑے ہین کچھ روپئے پڑے ہوے دیکھے یقین ہوا کہ ان لوگون نے
دھوکا کھایا سب کو ہوشیار کیا وہ کانپتے ہوے اُٹھے کہا اُستاد ہمسے خطا ہوئی عرب دراز
چلا کہ مالک کی خبر لون اُس وقت آیا کہ سرنگ نکل گیا تھا مالک کو پلنگ پر نہ پایا تعاقب
مین چلا پُر زور زمیندار طلائے پر تھا اُسنے دیکھا پکار کر پوچھا کہ کیون مہتر صاحب کہان
جاتے ہو عرب دراز نے کہا کہ بڑا غضب ہوا سرنگ عیار کلکال مالک کو چُرا لے گیا
یہ سُنتے ہی پُر زور نے کہا کہ مین ابھی جا کر قیامت برپا کرونگا اُسکی کیا مجال ہی کہ ہمارے مالک
کو ستا سکے ہر چند عرب دراز نے منع کیا اور کہا مین جا کر مالک کو رہا کرتا ہون تم نجاؤ
پُر زور نے نہ مانا جب عرب دراز روانہ ہو گیا تو اِسنے ساتھ والون کو آواز دی پانچ سو جوان
جو اِسکے قریب کے ہین وہ اکٹھا ہو کر آے پُر زور سب کو ساتھ لیکر روانہ ہوا یہان کلکال
اپنی بارگاہ مین بیٹھا انتظار سرنگ کر رہا ہی کہ آتا ہوگا پہلے ہرکارون نے آکے خبر دی کہ
سرنگ گرفتار ہو گیا کلکال گھبرایا کہنے لگا غضب ہوا اب زندگی نہ ہوگی بعد تھوڑی دیر
کے یکایک زنگ کی آواز بلند ہوئی دیکھا سرنگ شکر و پشتارہ بدوش آتا ہی کلکال
بحال ہو گیا کہنے لگا کہ ای سرنگ مین نے تمھاری گرفتاری کی خبر سُنی تھی سرنگ نے

کہا وہ عیار بڑا تیز ہی مگر شاگردون نو اُسکے مین دھوکا دیکر نکل آیا مالک کو بھی لایا پشتارہ سامنے ڈال دیا کلکال نے کہا کہ ہوشیار کرو مرزنگ نے کہا کہ ایسا غضب نکیجیے گا یہ اُٹھتے ہی قیامت برپا کریگا پھر کون روک سکیگا کلکال نے حکم دیا آہنگر آے مالک کو مسلسل کرکے ہوشیار کردیا مالک نے جو ہاتھ اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا اکڑکر اُٹھے سامنے کلکال کو دیکھکر تھوک دیا کہا او نامرد مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور نہ کر کلکال نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوا آتے ہی اُسنے گردن پر کولے کا خط دیا اور شلنگین لگا کر کہنے لگا فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + ای بادشاہ عالیجاہ یہ نوجوان جانشین صاحبقران ہی حکم اول ہی ذرا سمجھ بوجھ کر دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی اور زندہ کرنا خداوند جمشید ثانی کا کام ہی کلکال نے کہا کہ حکم آخر دیتا ہون کہ جلد قتل کر ہر مرتبہ کلکال حکم دیتا ہی جلاد کو خوف ہی کہ ایسا نہو مین اس جوان کو قتل کرون تو اسکے ملازم آکر مجکو قتل کرین خنجر کھینچے ہوے ٹہل رہا ہی کہ اول عرب دراز سہونچا ایک خدمتگار کی شکل بن کر اندر آیا دیکھا مالک بیٹھے ہین اور جلاد ٹہل رہا ہی عیار جلایا ہی وہ ایک طرف کھڑا دیکھ رہا ہی جلاد سے اشارہ کررہا ہی کہ جلد قتل کر دیر نہ کر عرب دراز جست کرکے پشت پر جلاد کی آیا کمر سے خنجر کھینچا کہا او جلاد قتل مین دشمن کے دیر کرتا ہی ملازم اسکے آتے ہین یہ کہکر عرب دراز نے خنجر مارا کہ جلاد کا شکم چاک قصہ پاک ہوا پکار کر آواز دی کہ ای شاہ مین اس کو قتل کردن کلکال نے حکم دیا کہ جلد قتل کر دیر نہ کر عرب دراز خنجر کھینچ کر قریب مالک اشتر کے آیا اشارہ کیا کہ غلام آپہونچا سنبھل کر بیٹھیے مین خنجر مارتا ہون مالک سمجھ گئے کہ میرا عیار آپہونچا انھون نے ہاتھ اُٹھا دیے عرب دراز نے خنجر مارا ہتھکڑی کٹی مالک نے جھٹکا کر قید کو توڑا اور نعرہ کیا نعرہ کہ مالک سے منم مالک اشتر خشمگین + سپہ دار دلشکر اہل دین + نعرہ کرکے اُٹھے ایک جوان برابر کھڑا تھا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے تلوار اُسکی چھین لی اول جوان کو قتل کیا عرب دراز نے حقۂ آتشبازی داغا اُسکی وجہ سے بارگاہ مین اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین مالک اشتر لڑتے بھڑتے نکلے

بیرون بارگاہ آے کافرون نے چہار جانب سے گھیر لیا مالک اُن کے بیچ مین لڑرہے ہین کہ سامنے سے پُرزور زمیندار مع پانچ سو جوانون کے پیدا ہوا آتے ہی نعرہ کرکے شریک جنگ ہوا اب پانچ سو جوان آگئے پُرزور نے لاش پر لاش گرا دی ہنگامۂ گیر ودار بلند ہی مالک لڑرہے ہین مگر پُرزور نے خوب جنگ کی عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی داراے ہند لندھور بن سعدان جو فوج لیکر چلے تھے اِس وقت آکر پہونچا اور دور سے دیکھا کہ مالک گھرے ہوے ہین آتے ہی لندھور نے نعرہ کیا نعرۂ لندھور بن سعدان

ز جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان ٭ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ٭

مع فوج آپڑے چند حملون مین فوج کلکال کو زیر و زبر کردیا مگر مالک کو بہت ناگوار گذرا پھر مالک نے دیکھا کہ ایک طرف سے ایرج نوجوان مع فوج مختصر کے آکے پہونچے اور اپنے نام کا نعرہ کرکے گرے لڑتے بھڑتے قریب مالک پہونچے فرمایا کہ اے بہادر مین لڑائی کو روکے ہوے ہون تم افسر لشکر کو لو مالک جنگ کرتے ہوے قریب کلکال کے پہونچے کلکال نے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے نیزۂ دوزبان چرخ دے کر مارا کہ سینے کو توڑکر کلکال کی پشت سے پار گذرا جب کلکال مارا گیا تو فوج کو شکست فاش ہوئی مگر لندھور اُسی طرح لڑتے ہوے نکل گئے ایرج نوجوان جنگ کرکے ٹھہرے مالک نے ایرج نوجوان کو بارگاہ مین لاکے کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی کیا رنگ گذرا ایرج نے کہا کہ اے عم نامدار مین لڑتا بھڑتا یہان تک پہونچا ہون اب براے مقابلۂ جمشید جاتا ہون خواہ الگ آنا خواہ میرے ہمراہ چلو مالک نے کہا کہ مین آپ کے ہمراہ رہونگا رات کو جلسہ کیا شاپور شیر دل ایسا عیار موجود ہی سرداران مالک سب حاضر دربار ہین کہ ایرج نوجوان نے اشارہ کیا شاپور شیر دل نے سامنے بیٹھ کے چنگ مرصعی بجایا عرب دراز نے سامنے بیٹھ کر یہ چند اشعار گانا شروع کیے نظم

واقعہ دل کا جو موزون ہی تو مضمون غم ہی ٭ صفحہ ہر اک مرے دیوان کا صفِ ماتم ہی
خاکساری سے جھکا ہی سرِ شوریدہ مرا ٭ واے برحال ندامت سے جو گردن خم ہی
دل مین آتا ہی کہ آپ اپنے گلے کو کاٹون ٭ نیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہی

دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین ٭ اپنے مجموعے کا ہر ایک ورق برہم ہے
کیا کہون مین کمر یار رہی کیسی نازک ٭ عالم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہے
زندگانی سے جو تنگ آکے ہی دل گھبراتا ٭ پوچھنے جاتا ہون مُردون سے کہ کیا عالم ہے
وعدۂ شربتِ دیدار ہی بیمارون سے ٭ دم کے دینے کو مسیحا بھی مرا حاتم ہے
دردمندان محبت کا ہی وہ تسکین بخش ٭ زخم فرقت کے لیے وصل ترا مرہم ہے
دل عاشق کو نگینے کی عوض جڑوانا ٭ دستِ معشوق کو زیبا ہی تو یہ خاتم ہے
کوچۂ یار کی حسرت مین ہون رویا کرتا ٭ شوقِ دیدار مین آنسو یہ نہین شبنم ہے
عاشقون سے یہ اشارہ ہی تری مژگان کا ٭ اِس صفِ جنگ مین جو کھیت رہا رستم ہے
وُصلتِ حور کی حسرت نہ رہیگی آتش ٭ خلد میراث سمجھ اپنی بنی آدم ہے

عرب دراز نے اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ سب سردار خوش ہوگئے اور شاہ پور نے بھی کہا کہ ای عرب دراز کیا کہنا رات بھر جلسہ رہا صبح کو ایرج نوجوان نے مالک کو ساتھ لیکر مع فوج گران کوچ کیا برائے مقابلہ جمشید ثانی جاتے ہین کہ پہونچنا ان کا جلد دوم مین گزارش کرونگا اور جلد اول اس مقام پر تمام کرتا ہون والسلام والاکرام

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب سہیل خلف الصدق جناب منشی احمد حسین صاحب قمر مصنف کتاب ہذا

بعد حمد ربّ دوجہان و نعت پیغمبر آخر الزمان و منقبت جناب حیدر صفدر وصی برحق حبیب ربّ داور حقیر عرض کرتا ہی کہ ماشاء اللہ جناب قبلہ و کعبہ نے یہ جلد کس فصاحت و بلاغت سے تحریر فرمائی ہی جسکا وصف کرنا غیر ممکن ہی ایک دریاے قناعت جوش مار رہا ہی کیسی کیسی جلدین تحریر فرمائین جنکی عمدگی کا تمام عالم مداح ہی باینہمہ طبیعت مین کمی نہین اس طبیعت کو گنجینۂ مضامین کہنا چاہیے میرے تو قبلہ و کعبہ ہین میری تعریف و توصیف کا کیا اعتبار نہین تمام زمانہ اُنکی تعریف کرتا ہی اور جن جن حضرات نے اُنکی تصنیفات ملاحظہ فرمائی ہین وہ داد دیتے ہین کہ ایسا باکمال دیکھنے اور سننے مین نہین آیا داستان گوئی تو

شغل انکا ہی اصلی کام انکا جسمین تمام عمر صرف کی ہی وہ مدحت طرازی اہلبیت اطہار ہی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توصیف کمالات و معجزات و حالات معراج وغیرہ مین صدہا نثرین تصنیف فرمائی ہین جو ابھی تک معرض طبع مین بھی نہین آئی ہین پھر ہر ایک نثر مقفی و مسجع اور سب کا رنگ جداگانہ اسی طرح کل جلدین داستانون کی جنکی تعداد قریب بیس جلدون کے ہی اور وہ سب شائع ہو چکی ہین انکا رنگ بھی الگ الگ ہی ایک کو ایک سے میل نہین یہ طلاقت لسانی اور جودت طبع انکا حصۂ خداداد ہی مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ ایسے باکمال ہر دل عزیز کا انتقال ہو گیا کمترین کے نزدیک تو شبستان سخن کا چراغ گل ہو گیا اس طلسم نوخیز جمشیدی کی جسکی یہ جلد اول ملاحظۂ حضرات مین پیش ہوتی ہی تین جلدین تصنیف کی تھین اور طلسم زعفران زار لکھنا شروع کیا تھا کہ مرحوم کا پیمانۂ زندگی لبریز ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون

تاریخ طبعزاد قمر مصنف کتاب ہذا در صنعت توشیح کہ اگر یک یک حرف از سر ہر مصرع بگیرند سنہ ہجری ۱۳۱۹ ظاہر شود

ہوای توسن کلک چالاک و چست	کہ ہو جلد اول سراسر درست
رقم صنع توشیح ہو بر ملا	کہ سامان تاریخ ظاہر ہوا
نہال تمنا ہوا بارور	تو گویا صنوبر مین آیا ثمر
چمن بھلے کہ موتی کے یہ ہار ہین	ترانے تو بلبل کے بیکار ہین
قمر طبع روشن کا جلوہ دکھا	کہ مشتاق ہی ناظر مہ لقا
نئی رنگ تاریخ بھایا مجھے	فسانہ گلون نے سنایا مجھے
دکھایا طبیعت نے اپنا ہنر	ہوا لطف تاریخ بھی جلوہ گر

پس الحمد للہ کہ یہ جلد اول طلسم نوخیز جمشیدی کی مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی آقای نامدار جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ مطابق ماہ ۔۔۔ سنہ ۱۹۰۱ء طبع ہو کر ہدیۂ شائقین ہوئی

نام کتاب	قیمت
۱۵ طلسم ہوش ربا جلد ہفتم۔	سے ر
۱۶۔ بقیہ طلسم ہوش ربا جلد اول مصنفہ	
منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر	عہ ر / ۱۲ ار
۱۷۔ ایضاً حصہ دوم۔	[illegible]
۱۸۔ صندلی نامہ دفتر ششم۔	[illegible]
۱۹۔ تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم	
داستان امیر حمزہ۔	ے ر
۲۰۔ لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم۔	[illegible]
۲۱۔ ایضاً۔ جلد دوم۔ ”	[illegible] / ۱۲ ار
طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول۔ جسکی	
خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہے۔	[illegible]
۲۔ ” جلد دوم۔	[illegible]
۳۔ ” جلد سوم۔	[illegible]
کامل جلد یکمشت۔ ہر سہ جلد کے لیے۔	[illegible]
طلسم ہفت پیکر۔ مصنفۂ منشی احمد حسین صاحب	
قمر جلد اول۔	عہ ر
۲ ” جلد دوم	عہ ر / ۱۲ ار
۳ ” جلد سوم۔	ے ر
قصہ ٹھگ در سہ حصہ۔	عہ ر
پیر طلباغ در دو حصہ۔	[illegible]
سوانح عمری عمرو عیار۔	[illegible]
تاج کامیابی۔	[illegible]

نام کتاب	قیمت
سوانح عمری شیطان	عہ ر / ۸
الف لیلہ و نیاز ادبطرز ناول۔	[illegible] / ۱۲
الف لیلہ نثر بطور ناول معروف بہ شبستان حیرت	[illegible]
پھل والون کی سیر۔	۶ ر
اخوان الصفا۔ اردو چھاپہ ٹیپ۔	[illegible]
ترجمۂ اردو رابن سن کروسو۔ چھاپہ ٹیپ	
نہایت دلچسپ ناول قابل دید ہے۔	۱۱ ر
ترجمۂ داستان امیر حمزہ باتصویر ہمرجہار دفتر	
سلسل ہندسے ترجمۂ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی	
مولوی سید تصدق حسین۔	[illegible]
بوستان خیال مصنفۂ محمد تقی خان۔ انکو	
میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندۂ گجرات۔	
یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی	
مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے بہت	
شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ	
بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے	
آخر انھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے	
تصنیف کرکے اس محفل مین سنائے لوگون نے	
بہت پسند کیے جب اس قصہ دلآویز کی شہرت	
ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور	
خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین	
مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ کا	

نام کتاب	قیمت
کے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی میں ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اردوئے معلے کے اسکا رواج جاتا رہا۔ اس زمانہ میں کہ فارسی کا رواج کالعدم ہو گیا اتنی بڑی کتاب کا اردو میں شائع ہونا محال تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع میں کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی میں خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدوں کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرنے پائے تھے کہ انکا پیمانہ عمر لبریز ہو گیا اصل کتاب کی زبان فارسی ۱۸ جلدیں ہیں اور ترجمہ ہر ایک جلد میں دو دو جلدیں شریک ہیں جسکی ۹ جلدیں بہ تفصیل ذیل ہیں۔	
۱- جلد جہدی نامہ۔	للعہ/
۲- جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	للعہ/
۳- جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	[illegible]
۴- جلد شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]
۵- جلد مطلع الانوار۔	[illegible]
۶- جلد خزینۃ الاسرار۔	[illegible]
۷- جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]

نام کتاب	قیمت
۸- جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ۔	[illegible]
۹- جلد تفریح الاحرار ترجمہ معز الدین نامہ	[illegible]
الف لیلہ باتصویر دو کالم میں مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی میں ہے اسکا ترجمہ اردو میں منجانب مطبع منشی چھوٹا رام شایان مرحوم نے کیا تھا۔ بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد۔ کاغذ سفید وحنائی۔	عہ/
فسانہ عجائب جلی قلم۔ باتصویر بعبارت رنگین ونمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور۔ کاغذ سفید گندہ	۹ر
ایضاً۔ کاغذ حنائی گندہ۔	۷ر
الف لیلہ باتصویر کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب حسن مطبوعہ سنہ ۱۹۰۹ء۔	
۱- کاغذ سفید چکنا۔	۱۵ر
۲- کاغذ رسمی سفید۔	۱۲ر
قصہ سند باد جہازی ماخوذ از قصہ الف لیلہ	۲ر
فسانہ عجائب متوسط قلم از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم	۴ر
ایضاً۔ باتصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔	۱۲ر